تاریخِ احمدیّت

9

تاریخ احمدیت

جلد نمبر 21

1960ء کے متفرق مگر اہم واقعات سے
1962ء کے اختتام تک

مؤلفہ

دوست محمد شاہد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

پیش لفظ

تاریخ احمدیت کی جلد نمبر ۲۱ سلسلہ احمدیہ کے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد بھی حضرت مولانا مولوی دوست محمد صاحب شاہد کی ہی مرتبہ ہے جو ان کی زندگی میں طبع نہیں ہوسکی تھی۔

اس عرصہ کے اہم واقعات میں گیمبیا اور آئیوری کوسٹ میں احمدیہ مشن کا قیام۔ نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کا اجراء۔ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی جنرل اسمبلی کی صدارت کے علاوہ متعدد جلیل القدر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اور سیٹھ عبداللہ الہ دین حیدر آباد دکن کی وفات شامل ہیں۔

والسلام

خاکسار

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

۲۰۱۱-۴-۳۰

فہرست مضامین

تاریخ احمدیت جلد ۲۱

عنوان	صفحہ
پہلا باب (فصل اوّل)	
۱۹۶۰ء کے متفرق مگر اہم واقعات	
خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی تقاریب مسرت	۲
نونہالان احمدیت کے اعزاز اور شاندار کامیابیاں	۳
جماعت احمدیہ درباری شاعر ریاست پٹیالہ کی نظر میں	۵
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا دورہ مشرقی پاکستان	۵
حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان ربوہ میں	۵
محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا سفر جنوبی ھند	۶
حیدرآباد دکن میں سالانہ تبلیغی جلسے	۶
علامہ نیاز فتح پوری فضل عمر ڈسپنسری کراچی میں	۷
اہم شخصیات کو دینی لٹریچر کا تحفہ	۸
جموں میں کامیاب جلسہ	۹
ایک نائیجیرین صحافی کے تاثرات	۱۰
تحریک احمدیت علامہ نیاز فتحپوری کی نظر میں	۱۱
فصل دوم	
بیرونی مشنوں کی سرگرمیاں انگلستان	۱۳
جرمن۔ڈنمارک	۱۵
سکنڈے نیویا	۲۳
سوئٹزرلینڈ۔آسٹریا	۲۷
ہالینڈ	۳۱
مغربی افریقہ	۶۰

عنوان	صفحہ
غانا	۶۱
لائبیریا	۷۵
سیرالیون	۷۸
نائیجیریا	۸۲
مشرقی افریقہ	۸۷
کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)	۹۲
امریکہ	۹۲
آسٹریا	۹۴
ڈچ گی آنا	۹۴
انڈونیشیا	۹۵
برما	۹۸
مجاہدین احمدیت کی روانگی اور آمد	۹۸
نئی مطبوعات	۱۰۰
حواشی	۱۰۲
دوسرا باب	
1961ء	
فصل اوّل	
جماعت احمدیہ سیرالیون کی سالانہ کانفرنس	۱۰۴
جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ مصر کی خدمت میں مکتوب	۱۰۹
گیمبیا مشن کا قیام	۱۱۱
مشن کی داغ بیل کے لئے مرکزی مبلغ کی روانگی	۱۱۶
تبلیغی مساعی کا باضابطہ آغاز	۱۱۶
حضرت مولانا غلام احمد بدوملہوی صاحب کی گیمبیا میں آمد	۱۱۹

عنوان	صفحہ
دوسرے مجاہدین احمدیت گیمبیا	۱۲۰
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا انقلاب آفریں دورہ	۱۲۲
نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم	۱۲۳
گیمبیا میں میڈیکل سنٹر	۱۲۴
احمدیہ نصرت ہائی سکول بانجل کے ابتدائی کوائف	۱۲۶
۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۲ء تک کے مرکزی مبلغین	۱۲۷
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا گیمبیا میں خطاب	۱۲۸
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے روح پرور پیغامات سالانہ جلسوں پر	۱۲۸
رسالہ ''الاسلام'' گیمبیا (اجراء 1979ء)	۱۳۳
جدید ہسپتال کا سنگ بنیاد	۱۳۳
ہائی سکول کی دس سالہ تقریبات	۱۳۳
نئے احمدیہ ہسپتال کی تعمیر	۱۳۴
خلافت رابعہ کے اوائل میں نمایاں سرگرمیاں	۱۳۴
وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ گیمبیا میں	۱۳۹
جلسہ سالانہ برطانیہ اور سپین کے مناظر	۱۳۹
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام مجلس شوریٰ کے لئے	۱۴۰
تبلیغی مراکز	۱۴۱
مشہور جماعتیں	۱۴۱
تبلیغی اثرات	۱۴۲
لبنان میں اشاعت احمدیت	۱۴۲
حضرت مصلح موعود کا پیغام ماریشس کے احمدیوں کے نام	۱۴۷
حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام ''نظام الوصیت'' سے متعلق	۱۴۸
مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء	۱۴۹
نگران بورڈ کا قیام اور اس کے اہم فیصلہ جات	۱۵۷
فصل دوم	
احمدیہ مشن آئیوری کوسٹ کا قیام	۱۶۱
ابتدائی سرگرمیاں	۱۶۳
قریشی محمد افضل صاحب کا ورود اور سرگرمیاں	۱۶۶
لوکل معلمین کی تیاری	۱۶۸
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا کامیاب دورہ	۱۶۸
مشن کے تعلیمی ادارے	۱۷۰
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تشریف آوری (1970ء)	۱۷۰
مشن کی ترقی خلافت رابعہ کے دور میں	۱۷۵
پہلا جلسہ سالانہ	۱۷۸
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اظہار خوشنودی	۱۷۸
فصل سوم	
سیرالیون کے جشن آزادی میں مرکزی نمائندہ کی شرکت	۱۸۰
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا دورہ یورپ	۱۸۷
مخالف عناصر کا ایک ناروا پراپیگنڈا اور اس کا مسکت جواب	۱۸۸
''انجمن اتحاد المسلمین'' کی ایک معروف شخصیت کی جیل میں بیعت	۱۹۰
تربیت اولاد سے متعلق زبردست انتباہ	۱۹۲
تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کا قیام	۱۹۴
فصل چہارم	
یورپ کے احمدی مبلغین کی کامیاب کانفرنس	۲۰۳
حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کا وصال	۲۰۵
اوصاف حمیدہ	۲۱۶
اولاد	۲۲۰
حضرت مصلح موعود کے دو خصوصی پیغامات بسلسلہ دعوت الی اللہ	۲۲۱
جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر عیسائی حلقوں کا اضطراب	۲۲۵
مولانا نیاز فتح پوری کی نظر میں حضرت مسیح موعود کی برگزیدہ شخصیت	۲۲۷
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام برموقع سالانہ اجتماع مجالس خدام الاحمدیہ راولپنڈی	۲۲۹

عنوان	صفحہ
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا افتتاحی خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان	۲۳۰
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا بصیرت افروز خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ پاکستان	۲۳۳
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ''ذکر حبیب'' پر معرکہ آراء تقریر برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء	۲۳۳
خیر پور ڈویژن کی مجالس انصار اللہ کے نام حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام	۲۳۴
جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۱ء	۲۳۴
حضرت مصلح موعودؓ کا روح پرور پیغام جلسہ سالانہ کی مقدس تقریب پر	۲۳۵
جامعہ احمدیہ ربوہ کی نئی عمارت کی افتتاحی تقریب	۲۳۸
فصل پنجم	
حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا انتقال	۲۴۰
ہجرت پاکستان کے بعد خدمات	۲۴۷
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے تاثرات	۲۴۸
حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے تاثرات	۲۵۴
اخلاق وشمائل	۲۵۷
حضرت مصلح موعودؓ سے والہانہ عشق	۲۶۴
مبارک اولاد	۲۶۵
فصل ششم	
جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۱ء	۲۶۶
حضرت مصلح موعودؓ کی املاء کردہ تقاریر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زبان مبارک سے	۲۶۷
ایمان افروز افتتاحی تقریر کا متن	۲۶۷
متن اختتامی خطاب	۲۷۴
حواشی	۲۸۸
تیسرا باب	
جلیل القدر رفقاء مسیح موعودؑ کا انتقال	
ابوالبشارت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب	۲۹۷
تالیفات۔اولاد	۳۰۲
حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی (سابق ہریش چندر)	۳۰۲
عہد درویشی	۳۰۹
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے تاثرات	۳۱۳
شاندار علمی خدمات	۳۱۴
تاریخی مضامین	۳۱۵
اولاد	۳۱۶
سید محمد فاضل شاہ صاحب (پنجوڑیاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)	۳۱۶
سید محمد علی شاہ صاحب کاٹھ گڑھی	۳۱۷
حضرت ڈاکٹر حافظ بدرالدین صاحب ایم بی بی ایس	۳۱۷
چوہدری خوشی محمد صاحب آف کریام مقیم راہوالی ضلع گوجرانوالہ	۳۲۱
حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب گرداور قانونگو	۳۲۳
حضرت ملک عبدالغنی صاحب کنجاہ ضلع گجرات	۳۲۵
حضرت ماسٹر مامون خاں صاحب سابق ڈرل ماسٹر ہائی سکول قادیان	۳۲۸
حضرت مستری عبدالسبحان صاحب (لاہوری) درویش	۳۲۹
حضرت مولوی محمد علی صاحب راعی	۳۳۰
حضرت میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس آف بگٹ گنج مردان (سرحد)	۳۳۲
حضرت چوہدری غلام محمد صاحب بی اے	۳۳۲
میاں چراغ دین صاحب مددگار کارکن مدرسہ احمدیہ	۳۳۷
چوہدری ودھاوے خاں صاحب متوطن شریف پورہ امرتسر	۳۳۷

عنوان	صفحہ
حضرت منشی نور محمد صاحب آف قادیان	۳۳۸
حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب آف خود پور مانگا ضلع لاہور	۳۳۹
بزرگ خواتین کا وصال۔ مختصر تعارف	
محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ مختصر تعارف	۳۴۱
محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ مختصر تعارف	۳۴۱
محترمہ امۃ الکریم صاحبہ مختصر تعارف	۳۴۲
محترمہ حاکم بی بی صاحبہ مختصر تعارف	۳۴۲
بعض مخلصین احمدیت کا ذکر خیر	
محترم شیخ عبدالخالق صاحب نومسلم فاضل عیسائیت	۳۴۵
سیٹھ عبدالقادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لابوان بورنیو	۳۴۶
میر محمد ابراہیم صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پسرور	۳۴۶
حواشی	۳۴۷

چوتھا باب

1961ء کے متفرق مگر اہم واقعات

عنوان	صفحہ
خاندان مسیح موعودؑ میں اضافہ اور خوشی کی تقاریب	
ولادت۔ نکاح	۳۵۰
نونہالان احمدیت کی نمایاں کامیابی اور شاندار اعزاز	۳۵۱
ہندوستانی جماعتوں کی طرف سے اہم شخصیات کی خدمت میں لٹریچر	۳۵۳
جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر ایک مشہور سکھ کے تاثرات	۳۵۳
جنوبی ہند کی جماعتوں کا دورہ	۳۵۴
مرکزی وفد کا دورہ اڑیسہ و بہار	۳۵۵
انڈین باسکٹ بال ٹیم کی ربوہ میں آمد	۳۵۷
رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور کے اساتذہ ربوہ میں	۳۵۸
مہتہ عبدالخالق صاحب کی سعودی عرب میں مخلصانہ خدمات	۳۵۸
بیرونی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیاں	
انگلستان	۳۶۰
جرمنی	۳۶۰
سکنڈے نیویا	۳۶۱
سوئٹزرلینڈ و آسٹریا	۳۶۲
ہالینڈ	۳۶۴
سپین۔ امریکہ۔ غانا	۳۶۶
نائیجیریا	۳۷۱
سیرالیون	۳۷۱
لائبیریا	۳۷۵
مشرقی افریقہ	۳۷۶
شمالی بورنیو	۳۷۹
ماریشس	۳۷۹
انڈونیشیا	۳۸۰
نئی مطبوعات	۳۸۴
حواشی	۳۸۶

پانچواں باب

1962ء

فصل اوّل

عنوان	صفحہ
حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا وصال	۳۸۸
قبول احمدیت اور انقلابی دور کا آغاز	۳۹۰
قابل رشک اخلاص اور مثالی شمائل	۴۰۰
عظیم الشان جماعتی خدمات	۴۰۰
تالیفات اور دیگر مطبوعات	۴۰۵
ہفتۃ الوصیت	۴۰۸
مجلس مشاورت ربوہ 1962ء	۴۰۹

عنوان	صفحہ
مرکز احمدیت ربوہ میں شعبہ رشتہ ناطہ کا قیام	۴۱۳
مباہلہ سورو (اڑیسہ)	۴۱۴
دعائے مباہلہ کا رقت انگیز منظر	۴۱۴
احمدی مباہلین پر افضال ربانی	۴۱۶
عدوان احمدیت غضب الٰہی کی زد میں	۴۱۸
مولانا نیاز صاحب فتحپوری کا حقیقت افروز بیان	۴۲۴
مشرقی پاکستان میں مرکزی وفد	۴۲۶
وفد کی کامیاب دینی سرگرمیاں	۴۲۷
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا ورود کلکتہ اور پراثر خطاب	۴۳۰
احمدیہ بیت الذکر سرگودہا کی تعمیر اور انصاف پسند پریس	۴۳۰
پاکستان میں عیسائیت کی سرگرمیاں اور جماعت احمدیہ	۴۳۵
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام ضلع ملتان کے احمدی دوستوں کے نام	۴۳۶
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے حج بدل	۴۳۸
جامعہ احمدیہ میں ردّ عیسائیت کی ٹریننگ کا خاص انتظام	۴۴۱
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام تربیتی کلاس کے نام	۴۴۳
ربوہ میں دارالاقامہ النصرت کا قیام	۴۴۴
حضرت امام جماعت احمدیہ کا برقی پیغام صدر پاکستان کے نام	۴۴۶
خدام الاحمدیہ کراچی کے نام دو اہم پیغامات	۴۴۷
حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کا قیام انگلستان	۴۴۸
حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا بابرکت سفر یورپ	۴۵۱
صدر مملکت پاکستان کا اہل ربوہ کی طرف سے پر جوش خیر مقدم	۴۵۹
مسیح الزمان کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان	۴۶۱
جاپان میں احمدیہ اسلامک ریسرچ گروپ کا قیام	۴۶۱
سرگودہا ڈویژن کے احمدی نوجوانوں کے لئے اہم پیغام	۴۶۴
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا سفر ٹرینیڈاڈ و ٹوبیگو	۴۶۶
بیت احمدیہ کلکتہ کی تعمیر	۴۶۷
سوئٹزرلینڈ کے ایک ممتاز اخبار کا روح پرور تبصرہ	۴۷۲
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر جنرل اسمبلی	۴۷۳
مولانا عبدالماجد دریابادی کا زبردست خراج تحسین	۴۷۴
پاکستان کی عزت افزائی	۴۷۶
نئے اراکین اور ان کی اہمیت	۴۷۷
غیر جانبداری پر زور	۴۸۵
عالمی عدالت کے فیصلوں کے احترام کی ضرورت	۴۸۶
اقوام متحدہ کے پریس کو خراج تحسین	۴۸۷
عہدہ سنبھالنے کی تقریر	۴۸۸
مشکل ایجنڈا	۴۸۹
امریکی پریس کا ردعمل	۴۹۲
پاکستانی پریس کا اظہار مسرت	۴۹۵
صدر پاکستان کا خراج تحسین	۴۹۹
ایجنڈا کے مراحل کی خوش اسلوبی سے تکمیل	۵۰۰
اسمبلی کی کارروائی کا کامیابی سے اختتام	۵۰۵
نمائندہ ''پاکستان ٹائمز'' کی خصوصی رپورٹ	۵۰۶
وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی اشاعت	۵۱۱
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا سالانہ اجتماع سے آخری خطاب	۵۱۳
حضرت مصلح موعود کا پیغام خدام الاحمدیہ کے نام	۵۱۷
خدام الاحمدیہ کے ہال کا سنگ بنیاد	۵۱۸
حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی بصیرت افروز تقریر	۵۲۰
اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور حضرت مصلح موعودؓ	

عنوان	صفحہ
کا ولولہ انگیز پیغام	۵۲۱
حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا پر معارف خطاب	۵۲۱
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ریکارڈ شدہ پیغام	۵۲۲
اجتماع انصار اللہ 1962ء اور حضرت مصلح موعودؓ کا ایمان افروز پیغام	۵۲۳
نصرت ہائر سیکنڈری سکول کی افتتاحی تقریب	۵۲۶
صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی کا تاریخی مکتوب	۵۲۷
مرکز میں تاریخی میوزیم کمیٹی کا قیام	۵۲۸
کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' کی اشاعت	۵۳۷
شاندار تبصرے	۵۳۷
افریقہ میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جہاد اور امریکہ کے ایک مسیحی لیڈر	۵۴۱
جلسہ سالانہ قادیان	۵۴۳
پیغام حضرت مصلح موعودؓ	۵۴۳
پیغام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب	۵۴۵
غیر مسلم صحافی کے تاثرات	۵۴۷
پاکستانی زائرین کا مقدس قافلہ	۵۴۹
جلسہ سالانہ ربوہ	۵۵۸
پیغام حضرت مصلح موعودؓ افتتاحی۔اختتامی	۵۵۸
دیگر اہم کوائف	۵۶۶
ایک معزز غیر احمدی مبصر کی رپورٹ	۵۶۶
سنگ بنیاد دفتر وقف جدید	۵۶۹
سیمینار نظارت اصلاح وارشاد	۵۷۰
1962ء میں جلیل القدر رفقاء کا انتقال	
فصل دوم	
حضرت حکیم اللہ دتہ صاحب درگانوالی ضلع سیالکوٹ	۵۷۲
حضرت پیر محمد عبد اللہ صاحب ہاشمی گولیکی گجرات	۵۷۹
حضرت چوہدری غلام سرور صاحب نمبردار چک L-2-55 اوکاڑہ	۵۷۹
حضرت مرزا مہتاب بیگ صاحب انچارج درزی خانہ قادیان	۵۸۲
حضرت میاں جان محمد صاحب پوسٹ مین قادیان	۵۸۴
حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب چینی متوطن رسول پور ضلع گجرات	۵۸۴
حضرت سید فقیر محمد صاحب کابلی (افغان)	۵۸۵
حضرت خلیفہ عبد الرحیم صاحب جمونی	۵۸۷
حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب آسنور ضلع اسلام آباد کشمیر	۵۹۱
بعض دیگر مخلصین جماعت کا ذکر	
شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی	۵۹۳
محمد لطیف صاحب آف جاکے چیمہ	۵۹۸
مولوی ممتاز احمد صاحب مربی سلسلہ	۵۹۹
ڈاکٹر محمد احمد صاحب آف عدن	۵۹۹
ملک عزیز احمد صاحب کنجاہی	۵۹۹
میاں عبد الرحیم صاحب فانی	۵۹۹
محترم عبد القادر صدیقی صاحب حیدر آباد دکن	۶۰۰
خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب	۶۰۱
چوہدری عطا محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار	۶۰۲
1962ء کے بعض متفرق مگر اہم واقعات	
خاندان حضرت مسیح موعود میں اضافہ اور خوشی کی تقاریب	
ولادت۔نکاح	۶۰۳
احمدیوں کے نمایاں اعزازات	۶۰۳
اوّلین احمدی بھکشو مبلغ	۶۰۶
بھارت کی اہم شخصیتوں کی خدمت میں پیغام حق اور لٹریچر کی پیشکش	۶۰۶

عنوان	صفحہ
جناب حمید نظامی کی المناک وفات	۶۰۷
جماعت احمدیہ کی خوبیوں پر وزیراعلیٰ پنجاب	
سردار پرتاپ سنگھ کا تبصرہ	۶۰۹
نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد	۶۱۱
جماعت احمدیہ کی مساعی صدق جدید لکھنو کی نظر میں	۶۱۱
آرو۔علاقہ رانچی میں تبلیغ احمدیت	۶۱۲
مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کا دورہ اڑیسہ	۶۱۲
محکمہ تعلیم کے افسران کی ربوہ میں آمد	۶۱۴
احمدی حجاج	۶۱۵
ڈیرہ غازیخاں کے مصیبت زدگان کے لئے جماعتی مدد	۶۱۵
صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا سفر حیدرآباد	۶۱۵
''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے ملیالم ترجمہ پر مالا بار کے مشہور اخبار ''دن پربھا'' کا تبصرہ	۶۱۶
پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق نوائے وقت کی رائے	۶۱۷
حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی طرف سے طلبہ کو تعلیم الاسلام کالج میں بھجوانے کی تحریک	۶۱۸
دارالرحمت وسطی ربوہ کی بیت الذکر کا سنگ بنیاد	۶۱۸
پنجاب مہابیر دل کانفرنس بٹالہ میں اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی	۶۱۹

بیرونی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیاں

فصل سوم

عنوان	صفحہ
انگلستان	۶۲۰
جرمنی	۶۲۲
ہالینڈ	۶۲۳
برٹش گی آنا	۶۲۴
کینیڈا	۶۲۵
امریکہ	۶۲۶
غانا	۶۲۶
نائیجیریا	۶۳۱
سیرالیون	۶۳۳
لائبیریا	۶۳۷
مشرقی افریقہ	۶۳۸
ٹانگانیکا	۶۳۸
ایک روسی آفیسر تک پیغام حق	۶۴۰
یوگنڈا	۶۴۶
کینیا	۶۴۸
معزز افریقن مسلمانوں کا اعتراف	۶۵۰
جنوبی افریقہ	۶۵۱
شمالی بورنیو	۶۵۲
ماریشس	۶۵۲
سنگاپور	۶۵۳
انڈونیشیا	۶۵۴
مبلغین کی آمدورفت	۶۵۵
نئی مطبوعات	۶۵۶
حواشی	۶۵۸

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

پہلا باب

فصل اوّل

1960ء مطابق 1339ھش کے متفرق مگراہم واقعات

''تاریخ احمدیت'' کی اکیسویں جلد کا آغاز سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے موعود اور مقدّس خاندان کی پُر مسرت تقریبات 1960ء سے ہو رہا ہے۔

ان تقریبات کی اہمیت اللہ جلّشانہٗ عزّ وجل کی ان بشارات سے ظاہر ہے جو اس قادر وتوانا نے اپنے موعود مسیحؑ کو دیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا...... تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔''[1]

ازاں بعد حضرت اقدسؑ نے 1899ء میں تحریر فرمایا۔

''خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا...... میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔''[2]

سال 1960ء بھی ان الٰہی بشارتوں کا منادی بن کر طلوع ہوا۔ اس سال میں اس مقدّس خاندان میں اضافہ بھی ہوا اور نکاح شادی کی تقریبات نے پوری جماعت کو خوشیوں سے ہمکنار بھی کیا۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی تقاریب مسرّت:

اس سال خاندان مسیح موعودؑ کے بوستان میں کھلنے والے نئے پھول اور نکاح:

ولادت:

1۔سارہ امتہ الحفیظ صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب (3 فروری 1960ء)

2۔امتہ النور صاحبہ بنت پیر معین الدین صاحب (24 مارچ 1960ء)

3۔ابراہیم احمد منیب صاحب ابن سید میر محمود احمد صاحب ناصر (17 مئی 1960ء)

4۔امتہ الواسع ندرت صاحبہ بنت سیّد میر داؤد احمد صاحب (13 گست 1960ء)

5۔صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (13 اگست 1960ء)

6۔صاحبزادہ فرخ احمد صاحب ابن صاحبزادہ عباس احمد خان صاحب (16 اگست 1960ء)

7۔صاحبزادی درثمین صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (11 نومبر 1960ء)

8۔سید مشہود احمد صاحب ابن محترم سید میر مسعود احمد صاحب (3 دسمبر 1960ء)

9۔مرزا نعمان احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب (23 دسمبر 1960ء)[3]

نکاح:

1۔2 جنوری 1960ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے مرزا حنیف احمد صاحب کا نکاح ہمراہ سیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ (بنت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب) مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور 12 نومبر 1960ء کو تقریب شادی عمل میں آئی۔

2۔17 فروری 1960ء کو محترم سید کلیم اللہ شاہ صاحب کی شادی سعیدہ عصمت صاحبہ بنت میجر اسلم خان صاحب سے ہوئی۔

3۔26 دسمبر 1960ء کو خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کا نکاح اسماء طاہرہ صاحبہ (بنت مولوی عبدالباقی صاحب ایم اے جنرل مینیجر سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری) کے ہمراہ گیارہ سو روپیہ حق مہر پر پڑھا اور حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کرائی۔

4۔27 دسمبر 1960ء کو قصر خلافت میں خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس

نے صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کا نکاح سیدہ فریدہ صاحبہ (بنت سید عبدالجلیل شاہ صاحب) سے گیارہ سو روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ حضرت مصلح موعود نے دعا کرائی۔4

نونہالانِ احمدیت کے اعزاز اور شاندار کامیابیاں:

1۔ نائیجیریا کے مخلص احمدی ریمابالا صاحب ملکی انتخابات میں کامیاب ہوگئے۔

2۔ تعلیم الاسلام کالج کے طارق باجوہ صاحب اور محمود جمالی صاحب یونیورسٹی باسکٹ بال ٹیم کے لئے منتخب ہوگئے۔

3۔ آل پاکستان گورنمنٹ کالج سرگودہا کے انٹر کالجیئٹ مباحثہ میں تعلیم الاسلام کالج یونین کے مقرر عبدالسمیع صاحب ابن مولانا ابوالبشارت مولوی عبدالغفور صاحب فاضل نے دوسرا انعام حاصل کیا۔

4۔ امسال بھی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی ٹیم کشتی رانی کے یونیورسٹی ٹورنامنٹ میں چیمپئن قرار پائی کالج مسلسل گیارہ سال تک یہ اعزاز حاصل کرتا رہا۔

5۔ گورنمنٹ کالج میرپور کے آل پاکستان انٹر کالجیئٹ اُردو اور انگریزی مباحثوں میں تعلیم الاسلام کالج کے مقرر عبدالسمیع صاحب انگریزی مباحثہ میں اوّل اور اُردو مباحثہ میں دوم رہے نیز محی الدین صاحب اکبر انگریزی مباحثہ میں سوم اور نعیم احمد صاحب نے اُردو میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

6۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب نے پاکستان ریڈ کراس کے سیکرٹری جنرل صفدر علی خان صاحب کو ان کی سنہری خدمات کے صلہ میں ستارہ خدمت کا خطاب عطا فرمایا۔

7۔ چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ سیالکوٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔

8۔ جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ مبشرہ سلمٰی صاحبہ (بنت اخوند ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سندھی) ثانوی تعلیمی بورڈ اُردو کے سالانہ مقابلہ مضمون نویسی میں اوّل رہیں اور یکصد روپیہ انعام کی حقدار پائیں۔

9۔ ارشد محمود احمد صاحب (ابن قریشی محمد اسحٰق بسمل صاحب) سیکنڈ پروفیشنل بی ڈی ایس کے امتحان یونیورسٹی میں اوّل اور سلیم الدین اختر صاحب (ابن مکرم چوہدری علیم الدین صاحب آف چنیوٹ) دوم قرار پائے۔

10۔ لطیف احمد خان صاحب (ابن حضرت صوفی غلام محمد صاحب) طالب علم گورنمنٹ ہائی سکول پارہ چنار میٹرک میں 686 نمبر لے کر فرنٹیئر ریجن کے تمام مدارس میں اوّل رہے۔

11۔ پشاور کے احمدی جوان مبشر احمد صاحب میٹرک میں پشاور یونیورسٹی میں دوم اور مبارک احمد

صاحب نے چھٹی پوزیشن حاصل کی۔

12۔ چوہدری منور احمد صاحب ابن چوہدری ظفر علی صاحب بی اے (صدر جماعت احمدیہ گکھڑ منڈی) نے سیکنڈ پروفیشنل ایم بی بی ایس کے امتحان میں یونیورسٹی میں پانچویں اور ان کی بہن فہمیدہ صاحبہ نے ایم اے سوشیالوجی (SOCIALOGY) میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

13۔ مکرم عرفان الحق صاحب (ابن محترم جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب لاہور) پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے اکنامکس کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اوّل رہے۔

14۔ محترمہ طاہرہ نسرین صاحبہ بنت نثار احمد صاحب فاروقی بی ایس سی کے امتحان میں 500 میں سے 430 نمبر حاصل کر کے پشاور یونیورسٹی میں نہ صرف اوّل آئیں بلکہ نیا ریکارڈ قائم کیا۔

15۔ چوہدری محمد سلطان اکبر صاحب ربوہ ایم اے عربی کے امتحان میں یونیورسٹی میں سوئم رہے۔

16۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالب علم جناب حمید احمد خان صاحب (ابن خان عبدالحمید خان صاحب آف ویرووال) پری میڈیکل ایف اے کے امتحان میں بورڈ میں اوّل قرار پائے اور اعجاز الحق قریشی صاحب (ابن مکرم عزیز احمد قریشی صاحب ضلع مظفر گڑھ) نے آرٹس گروپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

17۔ ولی الرحمٰن صاحب (ابن میجر ڈاکٹر محمد عبدالرحمان صاحب) پشاور یونیورسٹی سے ایف ایس سی نان میڈیکل کے امتحان میں 458 نمبر لے کر دوم رہے۔

18۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ناصر احمد صاحب پروازی (فرزند اکبر مولانا احمد خان نسیم سابق مجاہد برما ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ) ایم اے اُردو میں یونیورسٹی میں دوم رہے۔

19۔ جامعہ کی والی بال کی ٹیم نے چیمپئن شپ جیت لی۔

20۔ ثانوی تعلیمی بورڈ سرگودھا کے تحت تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے باسکٹ بال کی چیمپئن شپ جیت لی۔

21۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے آل پاکستان کالجئیٹ انگریزی مباحثہ میں ٹرافی جیت لی۔

22۔ جناب ملک برکت اللہ صاحب نے ایف ای ایل کے امتحان مین اوّل پوزیشن حاصل کی اور گورنر پاکستان ملک امیر محمد خان صاحب نواب آف کالاباغ سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔[5]

جماعت احمدیہ شاعرِ دربار ریاست پٹیالہ کی نظر میں:

ریاست پٹیالہ کے درباری شاعر محمد نذیر احمد صاحب نے مدیر ''الفضل'' کے نام مکتوب لکھا کہ

''جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت قائم کی ہے جس کا کام محض تبلیغ اسلام ہے۔ علماً و عملاً تبلیغ اسلام۔ احمدی فرقہ نہیں بلکہ ایک جماعت کا نام ہے۔ جو مرزا صاحب کے بتائے ہوئے طریق پر چل کر دین کی روشنی دنیا کے مختلف اور دور دراز علاقوں میں پھیلا رہی ہے۔ یہ راستہ بہت صبر آزما اور بے حد کٹھن ہے...... مرزا صاحب کے بارے میں میرا اعتقاد یہ ہے کہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت کا اپنے آپ کو محمد رسول اللہ کا غلام کہنا اور اپنی اس غلامی پر فخر کرنا اس کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ محمد عربی کے اس عظیم الشان امتی نے بعض ایسی روشن دلیلیں دنیائے مذہب کے سامنے رکھدی ہیں کہ جن کی موجودگی میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سورج اور چاند کی درخشانی اور تابانی دنیا کے مختلف آب و ہوا رکھنے والے علاقوں میں شرک اور کفر کی ظلمت سے بھرے ہوئے دلوں کی تاریک فضاؤں کو منور کئے بغیر نہیں رہ سکتی...... ایسے جوابی دلائل جو اس زمانہ کے معترضین (الاسلام) کو ساکت کر سکیں۔ یقیناً احمدیوں کے سوا کسی دوسرے فرقہ یا جماعت کے پاس موجود نہیں...... احمدی لٹریچر بھی مفید ہے لہذا بہتر اور مناسب تر امر یہ ہوگا کہ دامے درمے نہ سہی کم از کم قدمے سخنے ہی احمدی مبلغینِ اسلام کی مدد کی جائے اور اس سلسلہ میں کسی مسجد ضرار کی بنیاد قائم نہ فرمائیں۔'' 6

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا دورہ مشرقی پاکستان:

اوائل 1960ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم تعلیم وقف جدید نے جلسہ سالانہ مشرقی پاکستان میں شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے 11 رفروری کو احمد نگر کی مخلص جماعت کو اخلاق اور قربانی کا معیار بڑھانے کی مؤثر تلقین کی۔ اگلے روز آپ نے انگریزی دان طبقہ سے انگریزی میں خطاب فرمایا جسے بہت سراہا گیا۔ 7

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ربوہ میں:

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان دارالامان 15 فروری

1960ء کو پہلی بار ربوہ تشریف لائے۔ ہزار ہا احمدی احباب نے آپ کا استقبال کیا جن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مسیح موعود کے اصحاب، ناظر صاحبان، وکلاء صاحبان اور صدران محلّہ جات بھی شامل تھے۔ آپ کو تیرہ 13 سال کی جدائی کے بعد اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ملنے کا موقع میسّر آیا۔ دوران قیام آپ نے حضرت مصلح موعود سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اور 18 رفروری کو مراجعت پذیر ہوئے۔ 8

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا سفر جنوبی ہند:

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے 21 اپریل سے 25 جون 1960ء تک جنوبی ہند کے علاقہ کا سفر کیا۔ جس کے دوران بمبئی میں آپ نے ایک تاجر قوم کے 40 سرکردہ اصحاب تک پیغام حق پہنچایا۔ نیز کنانور، کالی کٹ، مدراس، سکندر آباد، یادگیر اور دھارواڑ کی مخلص احمدی جماعتوں کو تربیتی نصائح سے نوازا۔ 9

حیدر آباد دکن میں سالانہ تبلیغی جلسے:

اپریل مئی 1960ء میں حیدر آباد دکن مندرجہ ذیل احمدی جماعتوں میں سالانہ تبلیغی جلسے ہوئے جن میں نہ صرف غیر از جماعت معززین بلکہ ہندو حضرات نے بھی شرکت فرمائی۔

یادگیر:

اس جلسہ میں شاہ آباد، حیدر آباد، تیماپور، گلبرگہ، رائے چور اور سرچور کے احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔

تیما پور، اوٹکور، رائے چور یہاں غیر از جماعت اصحاب کی تعداد احمدیوں سے زیادہ تھی۔ مکرم عبدالکریم صاحب مالک غفوریہ پریس رائے چور نے اس مبارک اجتماع کے جملہ اخراجات برداشت کئے۔

دیو درگ میں بھی غیر از جماعت اور غیر مسلم دوست شامل اجتماع ہوئے۔ حیدر آباد میں غیر از جماعت احباب حکیم محمد الدین صاحب مبلغ حیدر آباد دکن کی تقریر ''ذکر حبیب'' سے بہت متأثر ہوئے۔

ظہیر آباد جلسہ کے تمام اخراجات مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ نے ادا کئے نیز تین موٹریں اور لاؤڈ سپیکر جلسہ کے لئے وقف رکھے۔ حیدر آباد کے 20 خدام بھی شامل جلسہ ہوئے۔ ان جلسوں سے مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ دہلی نے ایمان افروز اور مدلل خطاب فرمائے۔ آپ کے علاوہ مندرجہ ذیل احمدی شخصیات کی تقاریر بھی ہوئیں۔ سیٹھ عبدالحیٔ صاحب (امیر جماعت احمدیہ یادگیر) مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل یادگیر، حکیم محمد الدین صاحب (مبلغ حیدر آباد) مولوی فیض احمد صاحب (مبلغ یادگیر) مولوی مبارک

احمد صاحب تیماپوری، مکرم مولوی شریف احمد امینی صاحب (مبلغ مدراس)، مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر (مبلغ بمبئی)، مکرم محمد کریم اللہ صاحب (اڈیٹر آزاد نوجوان) مکرم عبداللطیف صاحب (ابن سیٹھ عبدالحیٔ صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر) ان جلسوں کے نتیجہ میں یادگیر اور تیماپور کے 2 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

ان جلسوں کے لئے ربوہ سے قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے درجہ ذیل پیغام ارسال فرمایا:

''اس وقت میرا پیغام یہی ہے کہ بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا۔ احمدیہ جماعت دین حق کے احیاء کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے یہ مقصد کبھی نہیں بھلانا چاہیے اور ہر امر میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے فضل ورحمت کے سایہ میں رکھے۔ آمین

والسلام

مرزا بشیر احمد'' [10]

علامہ نیاز فتحپوری فضل عمر ڈسپنسری کراچی میں:

21 مئی 1960ء کا واقعہ ہے کہ برصغیر پاک وہند کے بلند پایہ ادیب وصحافی علامہ نیاز فتحپوری نے جماعت احمدیہ کراچی کی فضل عمر ڈسپنسری کا معائنہ کیا اور اپنے تاثرات درج ذیل الفاظ میں تحریر فرمائے:

''فضل عمر ڈسپنسری دیکھنے کے بعد کسی کا صرف یہ کہہ دینا کہ اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی بڑا ناقص اعتراف ہے اس عظیم خدمتِ انسانی کا جو ڈسپنسری انجام دے رہی ہے۔ مارٹن روڈ اور گولی مار کے دونوں شفاخانے جنہیں خدّام جماعت احمدیہ نے واقعتاً اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا ہے جذبہ خیر، جوش عمل اور جسم وروح کی بیداریوں کی ایسی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن سے غض بصر ممکن نہیں۔

ان شفاخانوں کا اصل مقصود خالصۃً للہ انسانی درد و دکھ میں شریک ہونا ہے۔ اور اسی لئے دواؤں کے علاوہ یہاں تیماردارانہ غذائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور دماغی صحت کے لئے دار المطالعہ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے اس دور بے عملی میں جماعت احمدیہ کا یہ اقدام نوع انسانی کی اتنی بڑی خدمت ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی اور جس جماعت کی تعمیر

اس بنیان مرصوص پر قائم ہو وہ کبھی فنا نہیں ہوسکتی۔‘‘ [11]

اہم شخصیات کو دینی لٹریچر کا تحفہ:

دینی لٹریچر کی اشاعت کے سلسلہ میں برصغیر پاک و ہند کی مخلص جماعتوں نے اپنی مساعی کا سلسلہ اس سال بھی بدستور جاری رکھا۔ مثلاً ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اور ینوی صدر شعبہ اُردو پٹنہ یونیورسٹی نے 14/اپریل 1960ء کو جواہر لعل نہرو (وزیراعظم ہند) اور شری بھونیشور پرشاد چیف جسٹس آف انڈیا کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور اگلے روز چیف جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ کو ٹیچنگز آف اسلام کا تحفہ پیش کیا۔ جس پر تینوں اصحاب نے اظہار مسرّت کیا۔

مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی پشاور اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سابق مجاہد یوگنڈا نے 22/مئی 1960ء کو امریکن کونسل مسٹر کارڈسن ڈی لنگ مقیم پشاور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ ازاں بعد انگریزی قرآن مجید اور دیگر دینی لٹریچر کا تحفہ دیا جسے موصوف نے بخوشی قبول کیا۔ [12]

مئی 1960ء میں مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ بخشی غلام محمد صاحب نے جنوبی کشمیر کا دورہ کیا۔ جماعت احمدیہ شورت نے ان کا پرجوش استقبال کیا اور انہیں سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا۔ جسے آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ [13]

سینٹو (CENTO) کی بین الاقوامی فوجی تنظیم شرق اوسط کے دفاع کے لئے 1955ء میں قائم ہوئی جس میں برطانیہ، ایران، پاکستان، ترکی اور عراق شامل تھے۔ اور امریکہ معاون رکن تھا۔ اس وقت اس کا مرکز انقرہ تھا اور اسے ’’بغداد پراجیکٹ‘‘ سے موسوم کیا گیا۔ 1959ء میں عراق الگ ہو گیا تو اس کا نام سینٹو رکھا گیا۔ سینٹو کا ایک اقتصادی سیمینار اس سال 13/جون سے 17/جون 1960ء تک مری میں منعقد ہوا۔ اُن دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تھے آپ کی خصوصی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ایک خصوصی وفد نے سینٹو کے نمائندگان کو اسلامی لٹریچر کا ایک ایک سیٹ پیش کیا۔ یہ وفد مندرجہ ذیل احباب پر مشتمل تھا۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق مجاہد انگلستان، مولوی دین محمد شاہد صاحب مربی سلسلہ راولپنڈی، مولوی محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ مری۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے صدر شری سنجیدار ریڈی نے صوبہ اڑیسہ کا دورہ کرتے ہوئے 6/نومبر 1960ء کو چودوار (اڑیسہ) میں ایک بھاری اجتماع سے خطاب کیا۔ صدارت کے فرائض ڈاکٹر ہری کرشن مہتاب وزیراعلیٰ اڑیسہ نے ادا کئے۔ اس موقعہ پر جناب مولوی غلام مهدی صاحب مبلغ اڑیسہ نے

ہر دو اصحاب کی خدمت میں دینی لٹریچر پیش کیا جس پر انہوں نے اظہار تشکر کیا۔[14]

27 / دسمبر 1960ء کو چیف جسٹس آف انڈیا ڈاکٹر بھونیشور پرشاد نے تاراپور کالج میں انعامات تقسیم کئے اس موقع پر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کے ایک وفد نے انہیں قرآن کریم اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش کی۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب فانی نے موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے جماعت کا تعارف کرایا۔ اور موجود معززین میں بکثرت لٹریچر تقسیم کیا۔[15]

جموں میں ایک کامیاب جلسہ:

مقبوضہ کشمیر کے بڑے شہر جموں کے ''مولانا آزاد پارک'' میں جماعت کا ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک تقریر کی۔ ایک دوست محمود احمد صاحب آف دھرم سال داخل سلسلہ ہوئے جلسہ کی کارروائی اخبار سندیش نے 11 جولائی 1960ء کو حسب ذیل الفاظ میں شائع کی:

''8 جولائی 1960ء رات 9 بجے سے 1 بجے تک مولانا آزاد پارک جموں میں ایک مذہبی جلسہ زیر اہتمام جماعت احمدیہ منعقد ہوا جس میں مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ اسلام آف مدراس نے اسلام اور امن عالم پر ایک مبسوط تقریر کی آپ نے موجودہ زمانہ کی سائنسی ترقی اور نئی نئی ایجادات کے غلط استعمال اور نیز سینما کلچرل اجتماعات کے بدتاثرات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ آپ نے بتلایا کہ ایٹمی بموں سے دنیا کا اصل امن قائم نہیں ہوسکتا۔ البتہ دنیا کا امن ضرور برباد ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ حال ہی کے تجربات ثابت کر رہے ہیں۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو۔ ہمدردی حسن اخلاق اور پریم و محبت سے دنیا کا امن صحیح معنوں میں قائم ہوسکتا ہے۔ آگے چل کر آپ نے کہا کہ آجکل عقلی دلائل کا زمانہ ہے۔ لوگوں کو ہر مذہب کا غور سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ اسلام نرمی محبت اور شفقت کے ساتھ دلائل پیش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب میں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اور یہی وہ گھاٹ ہے جس پر ہم سب اکھٹے ہو کر ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں۔ اسلام اس بات کی بھی دعوت دیتا ہے کہ تمام پچھلے واقعات کو بھول جاؤ کیونکہ تم پچھلے کے ذمہ دار نہیں ہو۔ آپ نے ہندو، سکھ اور مسلم اتحاد سے پریم و محبت کی بے شمار مثالیں پیش کیں۔ اور سننے والوں کو قائل کر دیا کہ دنیا کا امن واقعی ان اصولوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

اس لیکچر کو ہندو سکھ اور مسلم سنجیدہ معزز ین نے بے حد پسند کیا اور مولانا صاحب سے درخواست کی گئی کہ سرینگر سے واپسی پر ایک اور لیکچر مٹھا چوک میں دیں۔'' 16

ایک نائیجیرین صحافی کے تاثرات:

کراچی کی جماعت احمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ نے نائیجیرین صحافی جناب اولہ باسی اجالہ کے اعزاز میں ایک پارٹی دی۔ مسٹر اجالہ نے اس موقع پر کھلا اعتراف کیا کہ احمدی مبلغین اسلام کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔

اس سلسلہ میں جناب ناصر اقبال صاحب انچارج شعبہ نشر و اشاعت جماعت احمدیہ کراچی کے قلم سے الفضل 22/ اکتوبر 1962ء صفحہ 5 پر حسب ذیل رپورٹ شائع ہوئی:

''جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے نائیجیرین جرنلسٹ جناب اولہ باسی اجالہ کو ایک عصرانہ دیا گیا افتتاحی تقریر میں جناب بابو اللہ داد صاحب نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام تمام دنیا میں پھیل رہا ہے اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اسلام کا پیغام پہنچانے کی سعادت جماعت کو حاصل نہ ہوئی ہو۔ مسٹر اجالہ نے اپنی تقریر میں جماعت کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ ہمارے براعظم افریقہ میں ہزاروں پاکستانی اور ہندوستانی آباد ہیں۔ لیکن ان کے کردار اتنے بلند نہیں جتنے اعلیٰ کردار کے مالک جماعت احمدیہ کے مبلغین ہیں ان مخلص نوجوانوں کے بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے میرے ملک کے لوگ کافی متاثر ہیں۔ یہ لوگ اسلام کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں لوگ جوق درجوق داخل ہو رہے ہیں آپ نے بتایا کہ آج ایٹمک دور میں دنیا کو مذہب کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ مذہب کے بغیر دنیا کی بقاء ممکن نہیں۔ دنیا کو مذہب کا پیغام پہنچانے کا کام جماعت احمدیہ بڑے احسن طریق پر انجام دے رہی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی طرف سے دی گئی ایک دعوت میں مسٹر اجالہ نے بتایا کہ افریقہ میں جہاں کہیں بھی جماعت قائم ہے وہاں سوشل ویلفیئر کے ادارے بھی ضرور ہیں۔ جماعت نے اپنے خرچ سے وہاں کالج سکول اور دواخانہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ ہم افریقن جماعت احمدیہ کی خدمات کی تہہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ مسٹر اجالہ اپنی موٹر سائیکل پر تمام دنیا کا دورہ کر رہے ہیں۔ آج کل وہ اپنے حالات سفر پاکستان کے مشہور روزنامہ ڈان میں قسط وار تحریر کر رہے ہیں آپ نے کہا کہ

میں اپنے حالات ایک کتاب کی صورت میں شائع کروں گا۔
اس تقریب کی صدارت جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔'' 17

تحریک احمدیت علامہ نیاز فتحپوری صاحب کی نظر میں:

علامہ نیاز فتحپوری صاحب نے رسالہ ''نگار'' اکتوبر 1960ء میں ایک غیر احمدی دوست جناب سید نصیر حسین صاحب سہارنپوری کے ایک خط کا جواب شائع کیا۔ خط اور علامہ کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے:

خط: سید نصیر حسین سہارنپور:

'' کچھ زمانہ سے آپ احمدی جماعت کی طرف داری میں اظہار خیال کر رہے ہیں اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے بہت متاثر ہیں لیکن شائد آپ کو معلوم نہیں کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ وہ اس حد تک متعصب ہیں کہ عام مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی ناجائز سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ وہ اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب رہا میرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ مہدویت و مسیحیت و نبوت۔ سو اس کی بابت مَیں مشورہ دوں گا کہ آپ جناب الیاس برنی کی کتاب ''فتنہ قادیانیت'' کا مطالعہ فرمایئے۔ اسکے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کے دعوے کتنے لغو و باطل تھے۔

جواب:

(ا) اس میں شک نہیں مَیں احمدی جماعت سے کافی متاثر ہوں اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس وقت ان تمام جماعتوں میں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں صرف احمدی جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے صحیح معنٰی میں اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کیا ساری دنیا نے اسلام کو چند مخصوص عقائد میں محدود کر دیا ہے اور اس سے ہٹ کر کبھی یہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کے عروج کا تعلق صرف عقائد سے نہ تھا بلکہ اطوار و کردار اور حرکت و عمل سے تھا۔
محض یہ عقیدہ کہ ''اللہ ایک ہے اور رسولؐ برحق'' اپنی جگہ بالکل بے معنٰی سی بات ہے اگر اس

سے ہماری اجتماعی زندگی متاثر نہیں ہوتی۔ اسی طرح مخصوص اوقات مخصوص انداز سے عبادت کر لینا بھی بے سود ہے۔ اگر وہ ہماری ہیئت اجتماعی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ تاریخ و عقل دونوں کا فیصلہ یہی ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس وقت احمدی جماعت کے علاوہ مسلمانوں کی وہ کونسی دوسری جماعت ایسی ہے جو زندگی کے صرف عملی پہلو کو اسلام سمجھتی ہو۔ اور محض عقائد کو مذہب کی بنیاد قرار نہ دیتی ہو۔

مَیں نے جب سے آنکھ کھولی مسلمانوں کو باہم دست و گریباں ہی دیکھا۔ سنی، شیعہ، اہل قرآن، اہل حدیث، دیوبندی، غیر دیوبندی، وہابی، بدعتی اور خدا جانے کتنے ٹکڑے مسلمانوں کے ہو گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا تھا۔ اور کوئی ایک شخص ایسا نہ تھا جس کے مسلمان ہونے پر سب کو اتفاق ہو۔ ایک طرف خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و تضاد کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف آریائی و عیسوی جماعتوں کا حملہ اسلامی لٹریچر اور اکابر اسلام پر کہ اسی زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب سامنے آئے اور انہوں نے تمام اختلافات سے بلند ہو کر دنیا کے سامنے اسلام کا وہ صحیح مفہوم پیش کیا جسے لوگوں نے بھلا دیا تھا یا غلط سمجھا تھا یہاں نہ بوبکرؓ و علیؓ کا جھگڑا تھا نہ رفع یدین و آمین بالجہر کا اختلاف، یہاں نہ عمل بالقرآن کی بحث تھی نہ استناد بالحدیث کی۔ اور صرف ایک نظریہ سامنے تھا اور وہ یہ کہ اسلام نام ہے صرف اسوۂ رسول کی پابندی کا۔ اور اس عملی زندگی کا۔ اُس ایثار و قربانی کا۔ اس محبت و رافت کا۔ اس اخوت و ہمدردی کا اور اس حرکت و عمل کا جو رسول اللہ کے کردار کی تنہا خصوصیت اور اسلام کی تنہا اساس و بنیاد تھی۔

میرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت کی جب کوئی بڑے سے بڑا عالمِ دین بھی دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا انہوں نے سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگایا اٹھایا اور چلایا یہاں تک کہ وہ چل پڑے اور ایسا چل پڑے کہ آج روئے زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے نشاناتِ قدم سے خالی ہو۔ اور جہاں وہ اسلام کی صحیح تعلیم نہ پیش کر رہے ہوں۔

پھر ہو سکتا ہے کہ آپ ان حالات سے متاثر نہ ہوں لیکن میں تو یہ کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہوں کہ یقیناً بہت بڑا انسان تھا وہ جس نے ایسے سخت وقت میں اسلام کی جانبازانہ مدافعت کی اور قرونِ اولیٰ کی اس تعلیم کو زندہ کیا جس کو دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی۔'' [18]

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

فصل دوم

بیرونی مشنوں کی دینی سرگرمیاں:

اس سال بھی جماعت احمدیہ کے تمام بیرونی مشن قلمی ولسانی وتربیتی جہاد میں شب وروز مصروف عمل رہے۔

انگلستان:

صدر پاکستان عزت مآب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مئی 1960ء میں دولت مشترکہ (THE COMMON WEALTH) کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شرکت کیلئے لندن تشریف لے گئے۔ جناب مولود احمد صاحب دہلوی انچارج مشن انگلستان نے ایک خصوصی ملاقات میں آپ کی خدمت میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ ہدیۃً پیش کیا۔صدر پاکستان نے عیسائی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کا تذکرہ دلچسپی سے سنا اور انکو سراہا۔[19]

سیدنا حضرت مصلح موعود کے حکم پر محمد صدیق صاحب امرتسری مجاہد سیرالیون دوران سال ایک ماہ رخصت پر انگلستان تشریف لائے اور شہر برائٹن میں مقیم رہے اور پیغام حق پہنچانے کی توفیق پائی۔

چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''1960ء میں خاکسار ایک ماہ کی رخصت پر...... پاکستان آیا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔حضور نے دوران گفتگو فرمایا کہ تم واپس جا کر انگلستان کے شہر برائٹن میں تبلیغ کا کام شروع کرو۔اللہ تعالیٰ اس شہر میں احمدیت کے نئے راستے کھول دے گا...... چنانچہ انگلستان پہنچنے پر خاکسار نے حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد کی تعمیل میں برائٹن میں تبلیغ کا پروگرام بنایا برائٹن میں ایک نہایت خوبصورت شاہی محل ہے جس کی طرز تعمیر ہندوستانی طرز تعمیر کے مطابق ہے۔اس محل کے خوبصورت اور منقش گنبد اور مینار دور سے نظر آتے ہیں اس محل کے ایک کمرہ کو ہم نے کرایہ پر حاصل کرلیا اور لوکل اخبارات میں اس بات کا اشتہار دیا کہ خاکسار ہفتہ کے روز اس کمرہ میں اسلام پر تقریر کرے گا۔دستی اشتہارات پانچ ہزار کے قریب گھروں میں تقسیم کئے گئے۔ ہفتہ کے

روز مقررہ وقت پر لنڈن سے خاکسار کے ہمراہ آٹھ دس اور افراد مکرم مولوی عبدالکریم صاحب (سابق مجاہد افریقہ) کی کار میں برائٹن پہنچے ہم نے کمرہ کو لیکچر کے لئے تیار کیا۔اس جلسہ کی صدارت مکرم عبدالعزیز دین صاحب نے کرنی تھی۔ جو عرصہ 60 سال سے برطانیہ میں مقیم ہیں اور نہایت مخلص اور سلسلہ کے فدائی بزرگ ہیں۔ تاہم جوں جوں لیکچر کا وقت قریب آتا گیا ہماری پریشانیوں میں اضافہ ہوتا رہا کیوں کہ لیکچر کے شروع ہونے سے پندرہ منٹ قبل ایک شخص بھی ہال میں نہ آیا۔ جب تقریر میں صرف دس منٹ رہ گئے تو خاکسار نے وہاں موجود احمدی احباب کو تحریک کی کہ چونکہ ہم اس شہر میں تبلیغ کا آغاز سیدنا حضرت مصلح موعود کے خاص ارشاد کے ماتحت کر رہے ہیں۔اور چونکہ حضور کو اس شہر میں تبلیغ کی طرف خاص توجہ ہے اس لئے آئیے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غیب سے ہمارے لئے سامعین مہیا کر کے حضور کی خواہش کو پورا کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ہم سب کمرہ کے ایک کونہ میں اجتماعی دعا میں لگ گئے ہم نے غالباً پندرہ بیس منٹ دعا کی ہوگی جب دعا ختم ہوئی اور ہم نے کمرہ کی طرف نگاہ کی تو ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے بھر گئے ہم نے ایک عظیم اعجاز دعا کی فوری قبولیت کا یہ دیکھا کہ کمرہ سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔خاکسار نے مکرم عبدالعزیز دین صاحب کی صدارت میں اسلام کی حقانیت پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد سامعین کو سوال وجواب کی دعوت بھی دی گئی تقریر کی کامیابی کو دیکھ کر ایک پادری صاحب جو کمرہ میں موجود تھے بہت جز بز ہوئے اور تقریر کا اثر ختم کرنے کے لئے انہوں نے خاکسار کو دعوت مناظرہ دے دی جو خاکسار نے اسی وقت قبول کر لی پادری صاحب سے یہ طے ہوا کہ اگلے ہفتہ کے روز اسی کمرہ میں ان کا خاکسار سے اسلام اور عیسائیت پر مناظرہ ہوگا۔لیکن دوسرے ہفتہ میں جب کمرہ کھچا کھچ سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ پادری صاحب نہ آئے اور یوں عیسائی سامعین کے قلوب پر اسلام کی حقانیت کو ثبت کر گئے۔ خیر جب سوال وجواب کا سلسلہ ختم ہوا تو لوگ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ ایک خاتون جس کا نام IRENE CRENE تھا۔بیٹھی رہیں جب سب لوگ جا چکے تو اس خاتون نے خاکسار کو کہا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتی ہے۔اس وقت جو خوشی ہم سب کو ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔خاکسار نے اس خاتون سے دریافت کیا کہ وہ کیوں مسلمان ہونا چاہتی ہے۔تو وہ کہنے لگی کہ وہ بچپن سے ہی عیسائیت سے متنفر تھیں۔

لیکن اللہ کی ہستی پر پورا یقین تھا۔ کہنے لگیں کہ میں نے عیسائیت سے بیزاری کے بعد بڑی تضرع سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں شروع کیں کہ مولیٰ کریم میری رہنمائی سچے دین کی طرف کر دے اس عرصہ میں بہائیوں، بدھوں اور ہندوؤں کے جلسوں میں بھی شامل ہوتی رہی لیکن کہیں بھی مجھے روشنی کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔ اب کچھ عرصہ سے مجھ پر مایوسی مسلط ہوتی جارہی تھی اور قریب تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی سے بھی منکر ہو جاتی کہ آپ لوگوں کا اشتہار اخبار میں پڑھا اور نہ جانے کیوں میں اس یقین پر قائم ہوگئی کہ یہاں مجھے ضرور روشنی نظر آجائے گی۔ میں نے پچھلی رات بہت دعا کی تو میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ گوہر مقصود کل کی میٹنگ میں مل جائے گا۔ چنانچہ آج میں نے آپ کی تقریر سنی تو دل نے بے اختیار صداقت قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے اس پر رقت طاری ہوگئی اور کہنے لگی کہ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ میری ہدایت کے لئے کھینچ کر لایا ہے۔

خاکسار نے اس کا بیعت فارم اسی وقت حضور کی خدمت میں بھجوایا حضور نے ان کا اسلامی نام سلیمہ کرین رکھا...... اس کے بعد برائٹن میں حضور کی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے دس بارہ افراد کی اچھی خاصی جماعت بن گئی۔ جو بعد میں کچھ تو ترکی جا کر اور کچھ ملک کے دوسرے حصوں میں منتشر ہو گئے لیکن انہوں نے اپنا رابطہ مشن سے قائم رکھا۔ فالحمد للہ تعالیٰ‘‘

جرمنی۔ڈنمارک:

جرمنی مشن نے اس سال جرمنی کے علاوہ ڈنمارک میں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز تر کر دیں چنانچہ چوہدری عبداللطیف صاحب انچارج جرمنی مشن تحریر فرماتے ہیں:

’’مؤرخہ 27 جنوری کو مسجد میں ہماری تبلیغی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں خاکسار نے موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران تقریر جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشنوں کے ذریعہ کامیاب تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی اور مستشرقین کی تقاریر اور مضامین کے حوالوں سے یہ امر ثابت کیا کہ اسلام آج دنیا بھر میں کامیاب ہے۔ اور بالخصوص افریقہ میں عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی ترقی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ عیسائی مستشرقین کے یہ حوالے حاضرین کے لئے بہت دلچسپی کا

موجب ہوئے۔ تقریر کے بعد کافی دیر تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اور حاضرین کو لٹریچر بھی مطالعہ کے لئے دیا گیا۔

مؤرخہ 24 فروری کو مسجد میں ''اسلام و بین الاقوامی تعلقات'' کے موضوع پر خاکسار نے تقریر کی۔ جس میں اس امر پر خاص طور پر زور دیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو واضح طور پر پیش کرتا ہے اسلام رواداری، آزادئ ضمیر اور اخوت کا علمبردار ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو تمام مذاہب کے پیشواؤں کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے صلح کی بنیاد رکھتا ہے ان سب امور کو قرآنی آیات کی روشنی میں حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ اس کے معاہدات کی پابندی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ حسنہ کو تفصیلاً پیش کیا۔ اور آخر میں اسلامی جنگوں کی وجوہات کو قرآنی آیات کی روشنی میں پیش کیا۔ اور اس امر کو کھول کر بیان کیا کہ اسلام صلح اور امن کا مذہب ہے اور یورپین مصنفین اور مورخین کا یہ خیال کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا صریحاً غلط ہے۔ تقریر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ اور حاضرین کو لٹریچر بھی دیا گیا۔

عیدالفطر کی تقریب مورخہ 29 مارچ کو منائی گئی۔ اس دفعہ حاضرین کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پچھلے سالوں کی نسبت نمایاں طور پر زیادہ تھی۔ نماز میں شامل ہونے والوں میں لوکل جرمن احمدیوں کے علاوہ پاکستان، ہندوستان، ترکی، مصر، شام، لبنان، یوگوسلاویہ اور البانیہ کے مسلمان بھی شامل ہوئے۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے کونسل جنرل اور لبنان کے کونسل بھی مسجد میں نماز عید کے لئے آئے جرمن مشن کی تاریخ میں پہلی دفعہ ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی عید کی تقریب میں شامل ہوئے اور نماز عید اور خطبہ کی فلم لی۔ اسی طرح انہوں نے خاکسار کا برادرم ظفر اللہ کناک (جرمن مسلم) کے ساتھ انٹرویو لیا۔ اور انہوں نے اس امر کی بھی خواہش کا اظہار کیا کہ مسجد کی چھت سے اذان دی جائے۔ چنانچہ برادرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے خوش الحانی سے اذان دی۔ جس کی فلم لی گئی اور جو ریکارڈ کی گئی۔ خطبہ عید میں خاکسار نے رمضان المبارک کے فضائل اور فوائد بیان کئے۔ اور اسلامی تعلیمات کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کی دعوت دی۔ اور اس امر پر زور دیا کہ اسلام ہی دنیا کی بڑھتی ہوئی مشکلات

کا کامیاب حل پیش کرتا ہے۔

نماز عید کے بعد حاضرین کی چائے اور کیک سے تواضع کی گئی۔ اور بعض احباب کو دوپہر کا کھانا بھی پیش کیا گیا۔ شام کو اسی روز ایک اہم پروگرام میں عید کی فلم ٹیلیویژن پر دکھائی گئی۔ جس میں نماز کے سب پہلو دکھائے گئے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کو ٹیلیویژن پر سن کر سب محظوظ ہوئے۔ اس طرح شمالی جرمنی کی فضا میں اذان کے ذریعہ توحید کا اعلان کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ پروگرام کثرت سے لوگوں نے دیکھا اور اس طرح مشن کی شہرت میں بفضلہٖ تعالیٰ معتدبہ اضافہ ہوا۔

ترکی کے ایک مصنف اور جرنلسٹ (علی رؤف آکان) نے ہمبرگ میں چند روز قیام کیا۔ اور خاکسار کے ساتھ متعدد ملاقاتیں کی۔ ترکی واپس پہنچ کر وہاں کے ایک مشہور اخبار (YEN SABAH) میں مسجد اور خاکسار کی فوٹو کے ساتھ ایک لمبا مضمون شائع کیا جس میں اس نے ہماری تبلیغی مساعی کے ثمرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ میں نے یورپ کے مختلف اسلامی مراکز اور مساجد کی زیارت کی۔ لیکن جو ایمان افروز اثر ہمبرگ کی مسجد کو دیکھ کر میں نے قبول کیا۔ وہ قلب سے کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس مسجد کے ذریعہ اسلام کی شوکت اور عظمت کو قائم کرنے کے لئے بے لوث قربانیاں کی جارہی ہیں۔ اور اس کامیاب تبلیغی مساعی کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر پر ہے۔ جس کا مرکز پاکستان میں ہے۔ اور جس کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں۔ مسجد کے امام مسٹر عبداللطیف کے دل میں اسلام کی محبت اور قربانی کے جذبہ کو محسوس کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی اسلام کے بارہ میں لٹریچر کافی تعداد میں شائع کیا گیا ہے جس میں ایک جرمن نومسلم ڈاکٹر ٹلٹاک کی دو کتابیں مفید اثر پیدا کر رہی ہیں۔

اس کے علاوہ UNITED PRESS ASSOCIATION کے ایک نمائندہ نے مسجد کے متعدد فوٹو لئے جو اسلامی ممالک میں اشاعت کے لئے بھجوائے گئے۔ اسی طرح ایک عراقی جرنلسٹ انٹرویو کے لئے آیا۔ اور اس نے بھی مسجد کے فوٹو لئے۔

خطبات جمعہ کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہا جن میں اسلامی تعلیمات اور تربیتی امور نیز رمضان المبارک کے فضائل بیان کئے جاتے رہے۔ مؤرخہ 19 فروری کے خطبہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ ان خطبات میں اسلامی

ممالک بالخصوص ترکی کے مسلمان بھی شامل ہوتے رہے۔
جرمن احمدی احباب سے عرصہ زیر رپورٹ میں تحریک جدید کے وعدہ جات حاصل کئے گئے۔ چنانچہ 14 احباب نے 270 روپے کے قریب چندہ دینے کے لئے وعدے کئے۔ خدا تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے آمین۔
عرصہ زیر رپورٹ میں بفضلہٖ تعالیٰ دو نوجوان اور ایک خاتون جماعت میں شامل ہوئے۔ نومبایعین کی تعلیم و تربیت کا کام برادرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب سرانجام دیتے رہے اور ان سب کو نماز، یسرنا القرآن اور قرآن مجید کے ترجمہ کے اسباق دیتے رہے۔ نیز مشن کے کاموں کی سرانجام دہی میں خاکسار کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے رہے۔
ملاقاتوں کا سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ بہت بڑھ رہا جرمن احباب کے علاوہ اسلامی ممالک کے احباب کثرت سے مسجد دیکھنے آتے رہے۔ ان سے گفتگو کرنے اور لٹریچر دینے کے مواقع ملتے رہے۔
برادرم خالد دتلف صاحب مؤرخہ 24 مارچ کو پاکستان سے بذریعہ ہوائی جہاز ہیمبرگ پہنچے۔ ہوائی مستقر پر برادرم مرزا صاحب اور خاکسار نے ان کا استقبال کیا۔ برادرم موصوف تین دن کے قیام کے بعد فرینکفورٹ کچھ روز ٹھہر کر برلن اپنے والدین کے پاس چلے گئے اللہ تعالیٰ ان کے وجود کو دین اسلام کے لئے مفید بنائے آمین۔
مؤرخہ 26 مارچ کو برادرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب اور برادرم دتلف خالد صاحب کے ہمراہ متحدہ عرب جمہوریہ کے کونسل جنرل سے ملاقات کی۔ اور انہیں تبلیغ اسلام کے بارہ میں اپنی جماعت کی تبلیغی مساعی سے آگاہ کیا اور قرآن کے جرمن ترجمہ کے علاوہ اپنی مساجد کی فوٹو دکھائیں اور ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا عربی ترجمہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے خاصی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اور عید کی تقریب میں شمولیت کا وعدہ کیا۔
عرصہ زیر رپورٹ میں ''یسوع مسیح کی زندگی، مشن اور موت'' کے بارہ میں ایک مفید کتاب۔ ایک احمدی جرمن جرنلسٹ دوست مسٹر ایس عبداللہ نے نہایت محنت کے ساتھ لکھی۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قبر مسیح کے فوٹو بھی شائع کئے گئے

ہیں۔ برادرم عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی روشنی میں پرزور دلائل کے ساتھ اس امر کو ثابت کیا ہے۔ کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بائیبل کے متعدد حوالوں اسی طرح یورپین سکالرز کی تحقیقات کے حوالوں کو پیش کر کے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ حضرت مسیح اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کو مسیحؑ کی صلیبی موت کے بطلان اور اسلام کی صداقت اور غلبہ کے بارہ میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ جرمن لٹریچر میں مفید اضافہ ہے۔''

ڈنمارک میں برادرم عبدالسلام صاحب میڈسن (MADSEN) اپنے فارغ اوقات میں تبلیغ کا کام محنت اور شوق سے سرانجام دیتے رہے یہ دوست خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھے مخلص احمدی ہیں اور موصی بھی ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں انہوں نے اسلام کے متعلق تین تقاریر کیں۔ جن میں اسلام کی کامیاب نمائندگی کی۔ ان میں سے ایک تقریر ایک سکول میں ہوئی۔ دوسری نوجوانوں کی ایک مجلس (YOUTH CLUB) میں ہوئی ان دونوں تقریروں میں اسلامی تعلیمات کا عیسائیت سے موازنہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔

مؤرخہ 7 مارچ کو سکنڈے نیویت عرب سوسائٹی کے زیر اہتمام ''اسلام اور انسانی زندگی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ حاضرین کی تعداد معقول تھی اور تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔

ایک عیسائی میٹنگ میں شامل ہو کر اسلام کی کامیاب نمائندگی کی۔ ایک عیسائی مذہبی رسالہ (KIRKENS FRIEND) نے اپنے جنوری کے ایشو میں ایک تفصیلی انٹرویو شائع کیا جس میں برادرم عبدالسلام صاحب نے اپنے اسلام قبول کرنے کی وجوہات پر روشنی ڈالی۔

آخر میں برادرم عبدالسلام صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ اسلام ہی صرف ایک زندہ مذہب ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں بھی اس نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے سلسلہ کو جاری ثابت کیا ہے۔

مؤرخہ 14 مارچ کو ریڈیو ڈنمارک پر شام کے آٹھ بجے برادرم موصوف کا ایک انٹرویو براڈ کاسٹ ہوا۔

عید الفطر کی تقریب ڈنمارک کی سرحد کے ایک شہر (MALMO) میں بھی منائی گی۔ عید کی نماز برادرم عبد السلام صاحب میڈسن نے پڑھائی۔ نماز میں یوگوسلاویہ کے چار مسلمان بھی شامل ہوئے جو اس موقعہ پر بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ یہ چاروں دوست پہلے سے زیر تبلیغ تھے۔ چنانچہ جب خاکسار نے اس شہر میں تقریر کی تھی تو یہ دوست اس میں شامل ہوئے تھے۔ اور ان سے تقریر کے بعد دیر تک تبلیغی گفتگو کرنے کا موقع ملا تھا۔

مؤرخہ 14 ستمبر کو ہم نے (HAMMANWE) کے مقام پر تبلیغی مجلس کا انعقاد کیا۔ یہ جگہ مغربی جرمنی میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں پر ہر سال ''بین الاقوامی صنعتی نمائش'' منعقد ہوتی ہے یہ اپنی قسم کی واحد اور ساری دنیا کی نمائندہ تسلیم کی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ شہر جرمنی اور بین الاقوامی ماحول کا ایک دل کش امتزاج پیش کرتا ہے۔ یہاں پر اسلام کی تعلیمات کے بارہ میں نہایت شرح وبسط سے تقریر کی توفیق ملی جس کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تقریر نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔ چنانچہ ہمبرگ یونیورسٹی کی ایک طالبہ (جو اس تقریب میں شامل تھی) بعد میں ہماری مسجد میں آئی اور اس تقریر کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ اسی کے باعث اسے اسلام سے دلچسپی پیدا ہوئی اور مسجد دیکھنے آئی ہے۔

دوسری تقریر 27 ستمبر کو مشہور عالم ادارہ...... کی دعوت پر کی یہ ادارہ طلباء کی ذہنی ترقی اور معلومات میں اضافہ کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ بین الاقوامی مسائل کے بارہ میں ملک گیر بلکہ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے پروفیسروں مستشرقین اور دیگر اہل علم لوگوں کی تقاریر کروائی جاتی ہیں۔ اس ادارہ کی مجلس عاملہ نے اسلام اور پاکستان کے بارہ میں تقریر کرنے کے لئے خاکسار کو منتخب کیا اور 27 ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔ چنانچہ خاکسار نے اس منتخب محفل میں تقریر کی جسے حاضرین نے نہایت دلچپی سے سنا اور بعد ازاں سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کرنی چاہیں۔ جس پر خاکسار نے ان کے سوالات کے جوابات دئے۔ طلباء نے خاص طور سے اسلام کے بارہ میں سوالات کئے اور اس موضوع پر اتنی دلچسپی کا اظہار کیا کہ مجلس عاملہ نے مجھے دوسری بار دعوت دینے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور طلباء کی دلچسپی اور میری تعظیم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک ایک ایک طالب علم ان کتب پر میرے دستخط نہ لے چکا اس

وقت تک وہاں سے نہ ٹلا۔
تیسری تقریر کا اہتمام ہم نے 27/اکتوبر کو ہمبرگ میں کیا۔عنوان ’’اسلام میں عورت کا مقام‘‘ تھا باوجود موسم حددرجہ خشک ہوجانے کے حاضری ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر تھی بلکہ ہماری نشستوں کا اہتمام حاضرین کی تعداد کے مقابل پر کم رہا۔متواتر ایک گھنٹہ تک خاکسار نے اسلام میں عورت کا مقام کوقرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں پیش کیا جسے حاضرین نے نہایت دلچسپی سے سنا۔شادی تعدّد ازدواج، طلاق، ورثہ اور پردہ سے متعلق بڑی شرح وبسط سے اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا۔
چنانچہ سوال وجواب کے وقفہ میں مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی (جن کی تعداد کسی طرح بھی مرد حاضرین سے کم نہ تھی) ان مسائل کے بارہ میں سوال کئے۔بعدازاں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور مسجد اور طریق عبادت کے متعلق دلچسپی رکھنے والوں کو برادرم منیرالدین احمد صاحب نے معلومات بہم پہنچائیں اور میٹنگ کے انتظامات کے لئے پورا پورا زور دیا۔
اس تقریر کے سننے والوں میں جہاں کئی ایک دیگر معزز اصحاب تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں ہمبرگ کے ایک مشہور پادری بھی موجود تھے جنہوں نے اس موقعہ پر تو اپنا تعارف نہ کروایا لیکن بعد میں انہوں نے ایک خط اپنے جاننے والے مسلمان دوست کولکھا۔جس میں ذکر کیا کہ ’’آپ ایک عرصہ سے اس بات پر اصرار کررہے تھے کہ مسجد ہمبرگ کی مجالس میں شرکت کروں۔تو آپ کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ میں 27 اکتوبر کی مجلس میں حاضر تھا۔اور میں محترم چوہدری عبداللطیف صاحب کی تقریر اور شخصیت سے اس درجہ متاثر ہوا ہوں کہ مجھے افسوس ہورہا ہے کہ اس سے قبل کیوں نہ میں مسجد میں حاضر ہوا اور آئندہ وہاں پر باقاعدگی سے جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔مجھے بحیثیت ایک پادری ہونے کے مذہبی حالات کی دقتوں کا اندازہ ہے۔لیکن اس روز کی تقریر سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ایک دقیق مسئلہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ میں نے ان کی تقریر سے بہت کچھ سیکھا ہے۔‘‘

ڈنمارک

ڈنمارک کی ایک علمی مجلس نے خاکسار کو ’’اسلام حقیقت میں‘‘ کے موضوع پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔مؤرخہ 3 اکتوبر کو ’’کوپن ہیگن‘‘ کے مقام پر اس تقریر کا اہتمام کیا گیا۔ڈینش

زبان میں ترجمہ کے فرائض ہمارے مخلص احمدی دوست مسٹر عبدالسلام صاحب میڈسن نے ادا کئے۔ میں نے اسلامی رواداری، آزادئ ضمیر، توحید باری تعالیٰ، تمام انبیاء پر ایمان، اوراسلام کا اقتصادی، سیاسی اور سوشل نظام پر روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ تقریب بہت کامیاب رہی۔ الحمدللہ۔

ڈنمارک میں دوسری تقریر مؤرخہ 15 اکتوبر کو NYKALING کے اہم شہر میں کی۔ اس تقریر میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فلاسفی بیان کی جسے لوگوں نے بہت دلچسپی سے سنا۔ یہاں بھی مترجم برادرم عبدالسلام میڈسن تھے۔ سوالات کے جوابات دیئے گئے اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

میرے دورۂ ڈنمارک کی اطلاع ملنے پر یہاں ایک مشہور اخبار HOLBAEK-AMSTIDENDE کے ایڈیٹر مع اپنے فوٹوگرافر کے انٹرویو لینے تشریف لائے۔ چنانچہ 15 اکتوبر کی صبح میری دو بڑی تصویروں سمیت یہ انٹرویو بہت نمایاں طور پر شائع ہوا۔ اس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر خاص طور پر تفصیلاً کیا گیا کہ کس طرح یہ جماعت اپنے مبلغین کے ذریعہ ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے۔ اور قرآن کریم کے تراجم، لٹریچر کی اشاعت اور مساجد کی تعمیر میں ہمہ تن مشغول ہے۔ مضمون نگار نے جماعت کے قیام کی تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور دعاوی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیر قیادت جماعت کی حیرت انگیز کامیابی اور تبلیغ اسلام میں انہماک کو خاص طور سے بیان کیا۔ ڈنمارک میں ہماری طرف سے ترجمہ قرآن کریم کا جو کام جاری ہے۔ اس کا بھی تفصیلاً ذکر کیا۔ اس مضمون کا مندرجہ ذیل پیرا شائد پورے مضمون کے انداز بیان کا کسی قدر اندازہ کرا سکے۔

''مسٹر عبداللطیف کو HOJBY کے چھوٹے سے قصبہ میں سیر کرتے ہوئے دیکھ کر ہم یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ ان خیالات میں مستغرق ہیں کہ وہ دن کب آئے گا۔ جب ڈنمارک میں مساجد کی تعمیر کے ساتھ اسلامی توحید کا نعرہ سارے ملک میں گونج اُٹھے گا۔''

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دورہ نہایت کامیاب رہا۔ اب نومبر میں دوبارہ دورہ کا پروگرام ہے۔

ڈنمارک میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک آنریری مبلغ عطا فرمایا ہے۔ یہ مبلغ ہمارے نہایت

مخلص نومسلم بھائی مسٹر عبدالسلام میڈسن ہیں۔جنہیں خدا تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کا خاص جوش بخشا ہے۔اپنے فارغ اوقات میں وہ نہایت تندہی سے تبلیغ حق میں مصروف رہتے ہیں۔قرآن کریم کا ڈینش زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت بھی انہیں کو نصیب ہو رہی ہے۔اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقاریر و ذاتی ملاقاتوں کے ذریعہ بھی وہ خدمت اسلام بجالا رہے ہیں۔آپ کو یہاں کے UNITERIEN CHURCH نے تقریر کی دعوت دی۔اس کا موضوع یہ تجویز ہوا کہ ”میں نے اسلام کو کیوں قبول کیا“۔یہ لوگ حضرت مسیحؑ کو نہ تو خدا تسلیم کرتے ہیں اور نہ کفارہ پر ایمان رکھتے ہیں۔برادرم میڈسن نے انہیں بتایا کہ تثلیث کفارہ اور ابنیت مسیح کے عقائد نے انہیں عیسائیت سے متنفر کیا اور اسلام کی دلکش تعلیمات کا اقرار ہر سلیم فطرت کرنے پر مجبور ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریر بہت توجہ سے سنی گئی اور کئی ایک غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موجب بنی۔“[20]

سکنڈے نیویا:

جناب مولوی کمال یوسف صاحب بانی سکنڈے نیویا مشن کے قلم سے ایک مطبوعہ رپورٹ اگست 1960ء درج ذیل کی جاتی ہے جس سے مشن کی سالانہ دینی خدمات کی ایک جھلک نمایاں ہو جاتی ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں :

جماعت احمدیہ سکنڈے نیویا کی پہلی سالانہ کانفرنس 7,6,5 اگست سٹاک ہائم میں منعقد ہوئی۔کانفرنس کے انتظامات مکمل کرنے میں برادرم سیف الاسلام صاحب محمود نے سب سے زیادہ ہاتھ بٹایا اور بڑے اخلاص کے ساتھ کانفرنس کو کامیاب بنایا۔5 اگست کو کانفرنس کا آغاز نماز جمعہ کے ساتھ کیا گیا۔جس میں سویڈن، ناروے، ڈنمارک کے احمدی نمائندوں کے علاوہ عرب جمہوریہ اور سٹاک ہالم کے بعض غیر احمدی اصحاب بھی شامل ہوئے۔بہت سے عیسائی زائرین نے بھی کارروائی سنی۔اس موقعہ کی فلم بھی اتاری گئی۔

5 اگست کی شام کو وسیع پیمانہ پر ایک عام اجلاس کیا گیا۔اس میں برادر محمد عبدالسلام صاحب میڈسن نے ”احمدیت“ برادرم سیف الاسلام صاحب محمود ارکسن نے ”حضرت مسیحؑ کا مقام قرآن مجید کی رو سے“ اور خاکسار نے ”تعلیم الاسلام“ کے مواضع پر۔ڈینش، سویڈش اور نارویجن میں تقاریر کیں۔کثرت سے عیسائی شامل ہوئے۔پاکستان اور عرب جمہوریہ کے

سفارت خانہ سے بھی احباب اجلاس میں شریک ہوئے۔سعودی عرب کے متعلق ایک رنگین فلم بھی جو مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہیگ کے تعاون سے حاصل کی گئی تھی دکھائی گئی۔اس موقعہ پر لٹریچر وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا گیا۔

6 اگست کو نمائندگان کے اعزاز میں لنچ دیا گیا۔اس میں ڈاکٹر بشیر احمد صاحب اور عرب جمہوریہ کے اول اور دوم سیکرٹری بھی شامل ہوئے۔اس کے بعد ایک تفریحی بس ٹور کیا گیا۔

7 اگست کو نماز ظہر اور تلاوت قرآن مجید کے بعد کانفرنس شروع کی گئی۔سب سے پہلے سکنڈے نیوین نمائندوں نے اپنی تبلیغی مساعی کی رپورٹ پیش کی۔جس کا ملخص یہ ہے 80 تقاریر، 8 مباحثات، 3 ریڈیو اور 2 ٹیلی ویژن انٹرویو 150 مضامین اخبارات میں شائع ہوئے۔ماہنامہ کا باقاعدہ اجراء۔عیدین اور جمعہ کا التزام اوسلو، سٹاک ہالم، کوپن ہیگن اور مالمو میں کیا جاتا رہا۔11 پمفلٹ شائع کئے گئے۔1964ء میں مکرم وکیل التبشیر صاحب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے سکنڈے نیویا کا دورہ کیا۔مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے پانچ مرتبہ ڈنمارک کا دورہ کیا۔دو مرتبہ سٹاک ہالم اور ایک مرتبہ اوسلو مسجد کی زمین کی خرید کے لئے تشریف لائے۔ہر دفعہ ان کی تقاریر کا انتظام کیا گیا۔ڈنمارک کی براہ راست نگرانی انہیں سے تعلق رکھتی ہے۔ترجمہ قرآن مجید ڈینش سورۃ فاتحہ سے سورۃ المائدہ تک اور آخری دو پارے برادر عبدالسلام صاحب میڈسن نے کیا اور اس کے نوٹ بھی تیار کئے گئے۔کشتی نوح کا ایک حصہ اور سوال وجواب مرتبہ فہیم احمد صاحب سیفی کا نارویجن ترجمہ برادرم نور احمد صاحب بوستاد نے تیار کیا۔ایکٹو اسلام کی ادارت برادرم عبدالسلام صاحب محمود ارکسن کرتے رہے۔تمام لائبریریوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب جو کوپن ہیگن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں نے جماعت احمدیہ کراچی کے شعبۂ خدمت خلق کی مساعی کا ذکر کیا۔اور برادرم محمود نعیم الاسلام صاحب ایمسٹرڈم نے احمدیہ مشن ہالینڈ کی مساعی جمیلہ کا مفصل ذکر کیا۔اس کے بعد نماز عصر ادا کی......اور قرآن مجید کی تلاوت کے بعد دوسرا اجلاس شروع کیا گیا۔اس اجلاس میں مندرجہ پانچ امور پر خصوصیت سے غور کیا گیا۔(1) موجودہ ماہوار چندہ کو بڑھانے کی تجاویز سوچی گئیں (2) تربیت وتعلیم کے سلسلہ میں ایک لیٹر کورس جاری کرنے کی تجاویز پر

غور کیا گیا (3) یہ فیصلہ کیا گیا (بشرط منظوری مرکز) کہ آئندہ سالانہ کانفرنس مارچ 30 اپریل 1، 2، 3 (1961) کو پن ہیگن ہو (4) ڈینش ترجمہ قرآن مجید کی اشاعت کے وسائل پر غور کیا گیا (5) ماہنامہ ایکٹوا اسلام کی مزید آمد کے ذرائع سوچے گئے۔

مغرب کی نماز کے وقت اجلاس ختم ہوا۔ اختتام پر سب نے خلافت احمدیہ سے وفاداری کا عہد کیا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست دعا کی غرض سے تار دیا گیا۔ کانفرنس کے سلسلہ میں برادرم عبدالواحد صاحب روسن نے بہت تعاون کیا۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اور مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل ہیگ نے خاص پیغام کانفرنس کے لئے بھجوایا۔ اسی طرح کوپن ہیگن سے برادرم اورنگ یحییٰ عبدالقادر صاحب نے پیغام ارسال کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار اور برادرم عبدالواحد صاحب اور برادرم محمد عبدالسلام میڈسن ایک مسلمان ترک جو سٹاک ہالم میں بہت صاحب رسوخ ہیں کے ہاں گئے۔ وہاں اور بھی ترک موجود تھے ان سے احمدیت کے متعلق دو گھنٹے تبادلہ خیالات کیا۔ نماز جمعہ کے لئے یہی دوست اپنے قالین مستعار دیتے ہیں۔ ایک عیسائی عراقی دوست سے دو گھنٹہ الوہیت مسیح پر تبادلہ خیالات ہوا۔ ترکی سیکرٹری اور پریذیڈنٹ کے گھر گیا اور ان سے دو گھنٹہ جماعت سٹاک ہالم کے تعاون کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ پاکستان اور ترکی سفارت خانوں میں ملاقات کے لئے گیا۔ برادرم کلیم ہوکنس صاحب نے ''ایکٹوا اسلام'' کے لئے 200 کراؤن بطور عطیہ کے دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سٹاک ہالم سے روانہ ہو کر خاکسار ڈنمارک میں مذاہب کانفرنس میں شمولیت کے لئے گیا۔ یہ کانفرنس 11 اگست سے لے کر 13 اگست تک رہی جس میں عیسائیت کی نمائندگی (1) ڈینش رٹیٹ چرچ (2) ہندومت کی نمائندگی ایک جوگی پروفیسر (3) مارٹن سکول کی ایک پادری نے (4) اور اسلام کی نمائندگی برادرم محمد عبدالسلام صاحب میڈسن اور خاکسار نے کی۔ 11 اگست کی شام کو صدر مجلس نے اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ اسلام اور احمدیت کے متعلق لائف میگزین کی تیار کردہ رنگین فلم دکھائی گئی۔ اس کے بعد عام بحث کا آغاز ہوا۔ 12 اگست کو نماز جمعہ کانفرنس ہال میں ادا کی گئی۔ کانفرنس میں شامل ہونے والے تمام طلبہ اور معلمین اس موقعہ پر موجود تھے۔ خطبہ جمعہ کو سنا اور نماز کو دیکھا۔

شام کو خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد بحث جاری ہوگئی۔ 13 اگست کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی صورت میں تقریباً دس گھنٹے مندرجہ ذیل چار امور پر تبادلہ خیالات تقاریر اور بحث ہوئی (1) گناہ و تقدیر (2) رواداری (3) دُعا (4) زُہد۔

زُہد کے سلسلہ میں برادرم میڈسن صاحب کی تقریر پر موضوع ''صوم'' کو بہت پسند کیا گیا۔ دعا کے سلسلہ میں سورۃ فاتحہ جب پیش کی گئی تو صدر جو خود POSTER ہیں نے اپنے ساتھ کے پادریوں سے کہا اگر ہم اپنی دعا کی بجائے سورۃ فاتحہ کو چرچ میں اختیار کرلیں تو یہ ہماری دعا سے بہت بہتر ہے۔ ان چاروں موضوعوں پر سب نمائندوں نے تقاریر اور سامعین سے بحث پر حصہ لیا۔ گناہ تقریر اور رواداری کی اسلامی تعلیم کا عوام اور پادریوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اجلاس کے اختتام پر صدر نے کہا کہ میں تو اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خدا کا نبی سمجھتا ہوں۔ اس کانفرنس میں جو دُور دُور سے لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان سب میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ آئندہ سال کانفرنس میں شرکت کے لئے خاکسار کو مدعو کیا گیا۔

کانفرنس کے بعد خاکسار نے برادرم محمد عبدالسلام کے گھر چند دن قیام کیا۔ مالمو میں برادرم عمر عثمان صاحب کے گھر تمام احمدیوں کو جمع کیا۔ نماز ظہر وعصر پڑھی اور ان کے بچے کا نام رکھا اور اذان دی۔ دوسرے دن دوبارہ مالمو میں احمدیوں کا اجلاس کیا جس کا انتظام بہن رضیہ اور برادرم مدحت ابراہیم صاحب نے کیا۔ واپسی پر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے مکان پر تمام ڈینش احمدیوں کا اجلاس کیا نماز ظہر وعصر وہیں پڑھیں۔ برادرم رقیم احمد برگن کے گھر گیا۔ مسز احسان اللہ عائشہ ڈینش کے گھر گیا۔ انہوں نے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کا رسالہ ''حضرت مسیح قرآن میں'' کا ڈینش ترجمہ کیا ہے۔ ہماری عیدالاضحیٰ انہی کے گھر ہوئی تھی جس کی انہوں نے فلم بھی تیار کی ہے۔ برادرم آرن ٹوفٹ کے گھر گیا انہوں نے اپنے مکان کا ایک حصہ جماعت کے اجلاسوں کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ قرآن مجید کے پہلے پارہ کی طباعت کے سلسلہ میں پرنٹنگ پریس کے مینجر سے مل کر بعض معاملات طے کئے۔ رات کا قیام خاکسار اور ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے برادرم مدحت ابراہیم صاحب کے گھر کیا یہ بہت مخلص فیملی ہے۔ 21

سوئٹزر لینڈ، آسٹریا:

شیخ ناصر احمد صاحب بی۔اے انچارج سوئٹزر لینڈ مشن کی اپریل تا ستمبر 1960ء کی مطبوعہ رپورٹوں میں سے مشن کی سوئٹزر لینڈ اور آسٹریا پر محیط دینی سرگرمیوں پر خوب روشنی پڑتی ہے ذیل میں ان پُر اثر رپورٹوں کے ضروری حصے درج کئے جاتے ہیں۔

زیورک کے ایک حصہ میں ’’صلیب ازرق‘‘ کے ایک گروہ کے سامنے مؤرخہ 8 اپریل کو اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔تقریر کے بعد اسلام اور عیسائیت کے مضمون پر دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔جس کے دوران وفات مسیح اور الوہیت وابنیت مسیحؑ کے موضوعات پر بحث ہوئی۔ سامعین میں ’’میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں‘‘ کا رسالہ تقسیم کیا گیا۔

مؤرخہ 12 اپریل کو شہر بازل میں ایک تبلیغی اجلاس کے دوران ’’اسلام اور اسلام کا نبیؐ ‘‘ کے موضوع پر خاکسار نے ایک مفصل تقریر کی، جو اسی منٹ تک جاری رہی۔اس کے بعد حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے گئے اور انہیں لٹریچر پیش کیا گیا۔

مؤرخہ 21 اپریل کو شہر ونٹرتھور میں وائی۔ایم۔سی۔اے والوں نے ’’اسلام اور عیسائیت‘‘ کے موضوع پر تقریر کا اہتمام کیا۔تقریر کے بعد دیر تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔آسٹریا کے دَورہ کے سلسلہ میں مؤرخہ 9 جون کو انزبروک کی یونیورسٹی میں خاکسار نے ’’اسلام کی روحانی دنیا‘‘ کے موضوع پر ایک مفصل لیکچر دیا۔اس لیکچر کے بعد سامعین کو مزید معلومات حاصل کرنے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ رہائش گاہ پر ایک گروپ سامعین کا آیا۔اور دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔تقریر کے بعد مسلمان ممالک کے بہت سے طلباء بھی موجود تھے۔جنہوں نے ہماری مساعی کو بہت تحسین وقدر کی نگاہ سے دیکھا تقریر سے پہلے بھی انفرادی گفتگو ہوتی رہی۔اس لیکچر کا اعلان لوکل اخبارات میں شائع ہوا۔نیز ریڈیو پر بھی متعدد بار اس کا اعلان نشر کیا گیا۔

خاکسار اس موقعہ پر ایک پروفیسر ڈاکٹر LEONHARD FRANCE سے بھی ملا۔اور یونیورسٹی میں مزید لیکچروں کے مواقع پر گفتگو ہوئی۔ چنانچہ دسمبر میں وہاں دو لیکچروں کا انتظام ہو گیا ہے۔علاوہ ازیں آسٹریا کے دوسرے شہروں میں بھی لیکچروں

کے انتظام کے لئے خط و کتابت ہو رہی ہے۔
جون کے مہینہ میں وی آنا گیا۔اور وہاں مقامی احمدی افراد سے متعدد انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں کر کے تبلیغی کام کو وسیع کرنے کی ایک سکیم پر غور کیا گیا۔انشاء اللہ العزیز یہ سکیم تیار کر کے اس پر عمل شروع کر دیا جائے گا۔وی آنا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہو چکی ہے۔اپریل میں ایک خاندان نے بیعت کی۔جون میں ایک اور خاتون نے۔اس خاتون کے خاوند ڈاکٹر خالد رسیڈلر چند سال سے احمدیت قبول کر چکے ہیں۔
مورخہ 14 جون کو خاکسار آسٹریا کے فیڈرل صدر Dr. ADALT SCHARB سے اُن کے ایوانِ خاص میں ملاقات کے لئے گیا اس موقعہ پر اُن کی خدمت میں قرآن مجید کا ایک نسخہ پیش کیا گیا۔گفتگو کے دوران صدر محترم نے خود ہی اس امر کا اعتراف کیا کہ مسلمانوں نے اپنے زمانہ اقتدار میں عیسائی حکومتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ رواداری کا نمونہ دکھایا ہے اس سے ایک روز قبل خاکسار نے وی آنا کے صدر بلدیہ AERK FRANZ JONAS کو بھی ایک نسخہ قرآن مجید کا بطور تحفہ پیش کیا۔وی آنا کے ایک اخبار میں ایک نوٹ شائع کرایا گیا۔تا اسلام سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خاکسار سے مل کر مزید معلومات حاصل کریں۔
ایک روز ایک چھوٹے سے گروپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور لٹریچر تقسیم کرنے کا موقع ملا۔وی آنا میں ہی خاکسار ایک لیکچروں کے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر سے ملا اور اسلام پر تقاریر کا انتظام کروایا۔آسٹریا کے دَورہ کی خبر یونائیٹڈ پریس آسٹرین پریس ایجنسی، رائٹر اور وی آنا کے اخبارات کو دی گئی۔
رسالہ ''اسلام'' کے تین پرچے تیار کر کے کل 830 کی تعداد میں لوگوں کو بھجوائے گئے۔ان پرچوں میں حسب ذیل مضامین درج کئے گئے۔اسلام میں نماز کی حقیقت، ادعیۃ القرآن، سوانح حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ کلیسا، یورپین مشنز، مجلس مشاورت وزیراعظم اسرائیل اور پرانا عہدنامہ۔حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا ذکر، اسلام یا عیسائیت، خدا تعالیٰ کارساز ہے، اسلام اور تقدیر، ریویو کتب، فرانس اور الجزائر، مسجد زیورک، قارئین کے خطوط، احادیث وغیرہ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک رسالہ نماز تیار کیا گیا۔ یہ چھوٹی تقطیع کے 48 صفحات پر مشتمل رسالہ نماز کی ادائیگی کا طریق سمجھنے کے لئے بہت مفید اور کار آمد ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس اہم کام پر بہت محنت صرف کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ رسالہ کے نسخے سوئٹزرلینڈ کے علاوہ آسٹریا اور جرمنی بھی بھجوائے گئے۔ نئے مسلمانوں کے لئے نماز کا عربی متن آسانی سے حفظ کرنے کے لئے ایک ریکارڈ بھی تیار کرایا گیا ہے۔ جس سے لوگ آسانی سے نماز سیکھ رہے ہیں۔ فالحمدللہ۔

متعدد افراد کے مطالبہ پر مختلف شہروں میں لٹریچر بھجوایا گیا جمہوریہ متحدہ عربیہ کے لئے عربی کا لٹریچر مہیا کیا گیا۔ دعوت وتبلیغ قادیان کے مطالبہ پر لٹریچر کا سیٹ ارسال کیا گیا۔ علاوہ ازیں آسٹریا اور جرمنی میں بھی لٹریچر بھجوایا۔ ایک سہ ماہی رسالہ کو کچھ کتب بغرض ریویو بھجوائیں سوئس اخبارات کو رسالہ نماز بھجوایا......

مختلف ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد اپریل میں بلڈنگ پرمٹ کی درخواست حکام کو دی گئی۔ تعمیر کے پروگرام میں یہ مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے پہلے ایک اعلان گزٹ میں شائع ہوتا ہے۔ تا اعتراض کرنے والے اپنے اعتراض کورٹ میں پیش کریں۔ اس کے بعد ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ میں فائلیں جاتی اور باریک نکتہ چینی اور جرح قدح ہوتی ہے جس پر کئی ہفتے لگ جاتے ہیں۔ استثنائی حالات میں معاملہ بالائی حکومت کے پاس بھی جاتا ہے۔ خاکسار نے ہر مرحلہ پر اپنی درخواست کا جائزہ لیا اور قدم قدم پر افسران سے ملا۔ آرکیٹکٹوں کارپوریشن کے محکمہ جائداد والوں۔ تعمیر کے محکمہ کے افسران۔ غرض ہر قسم کے ذمہ دار اراکین کے ساتھ قدم قدم پر تعلق قائم رکھا معاہدہ کی رُو سے مسجد کی تعمیر کا کام دسمبر تک ایک خاص مرحلہ پر پہنچ جانا چاہئے۔ احباب کرام خاص طور پر دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں جلد از جلد کام کو شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک مرحلہ پر چرچ والوں نے بھی مداخلت کی۔ اور حکومت کو لکھا کہ ان لوگوں کو مسجد نہ بنانے دی جائے کیونکہ اسی جگہ ایک چرچ بھی ہے۔ حکومت نے چرچ کی اس درخواست کو رد کر دیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بالخصوص اعلیٰ حکام سے مفید رنگ میں ملنے کی توفیق ملی۔ اور چرچ کی مخالفت بے ثمر رہی۔

مؤرخہ 5 جون کو عید الاضحیہ منائی گئی۔ جس میں مختلف شہروں کے احمدی افراد کے

علاوہ دوسرے غیر ممالک کے مسلمان احباب بھی شامل ہوئے۔ حاضرین کی تواضع کھانے سے کی گئی۔

ٹامس کک والوں کا تعلقات عامہ کا افسر ملنے آیا۔ مسجد کے ضمن میں اس نے اپنی فرم کی فرمائش کی۔ تا سفر کرنے والے افراد ان کی خدمات حاصل کریں۔ ایک روز عراق کے انڈسٹریل بنک کے ایک سابق ڈائریکٹر جنرل ملنے آئے۔ ان سے احمدیت پر گفتگو ہوئی۔ اور عربی لٹریچر انہیں دیا گیا۔ ہماری مساعی کا علم حاصل کر کے بہت خوش ہوئے۔

مؤرخہ 27 جون کو زیورک میں ایک سوسائٹی بنام ''نئی دنیا'' کے زیر اہتمام ایک تقریب تھی جس میں خاکسار بھی شامل ہوا ایک مصری صاحب نے اسلام پر لیکچر دیا۔ اور بعد میں عام بحث شروع ہوگئی۔ حاضرین میں سے بعض نے خواہش کی کہ خاکسار سوالات کے جواب دے۔ چنانچہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک خاکسار نے سوالات کے جواب دیئے۔ اور اس طرح مجلس میں خاص سرگرمی اور رونق ہوگئی۔

مقامی اراکین جماعت کے تین اجلاس زیورک میں اور تین اجلاس وی آنا میں بلائے گئے رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' کے کل نوے پرچے مختلف افراد کو بھجوائے گئے۔ اور خریداری کی تحریک کی جاتی رہی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے سات افراد نے بیعت کی (اس تعداد میں تین بچے بھی شامل ہیں جو اپنے والدین کے ساتھ وی آنا میں اسلام میں داخل ہوئے۔)

خاکسار نے ملک کے ایک مشہور سیاستدان HERR GOULIED SUTT WCELER سے ملاقات کر کے انہیں قرآن مجید کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا۔ ایک مجلس میں فیڈرل گورنمنٹ کے فنانس منسٹر سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ جن کے ساتھ خاکسار کی پہلے سے واقفیت تھی۔ ایک روز انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا نمائندہ ملاقات کے لئے آیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مختلف اخبارات میں ہمارے متعلق مضامین اور نوٹ شائع ہوئے سیرت النبیؐ کے جلسہ کی رپورٹ زیورک کے تین روزانہ اخبارات میں شائع ہوئی۔ علاوہ ازیں دوسرے شہروں کے اخبارات میں بھی اس جلسہ کا ذکر آیا۔ ملک کے سب سے بڑے اخبار نے ہماری تیار کی ہوئی رپورٹ من وعن شائع کردی۔ خاکسار تین اخبارات کے

نمائندوں کوفرداًفرداًملا۔علاوہ ازیں دو اخبارات کے نمائندے انٹرویو کے لئے آئے۔ایک اورانٹرویوخاکسار نے ایک انسٹی ٹیوٹ کے نمائندے کودیا۔جورفاہ عام کے کاموں کے بارے میں معلومات جمع کرتی ہے۔

مختلف افرادکوان کے مطالبہ پرلٹریچرارسال کیا گیا۔آسٹریا میں دوقیدیوں کواسلام سے دلچسپی ہوگئی۔انہیں خطوط ولٹریچر کے ذریعہ مزید تبلیغ کی گئی۔ایک صاحب نے ہسپانوی زبان میں لٹریچر طلب کیا جومہیا کیا گیا۔ایک کمپنی کے ڈائریکٹرکواس کی خواہش پرقرآن کریم کانسخہ پڑھنے کے لئے دیا۔مؤرخہ 6 اگست کو زیورک میں ''مشن آمد ثانی'' کے نوجوانوں کی یورپین کانگرس کے موقعہ پرہم نے ایک دعوت نامہ تیارکرکےلوگوں میں تقسیم کیا۔اس غرض کے لئے چار مقامی اراکین جماعت نے اپنی خدمات پیش کیں۔ریویوآف ریلیجنز کے پرچےلوگوں کوبھجوائے گئے۔خریدار بنانے کی کوششوں میں بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی ہوئی۔دورسالہ جات تیار کئے جارہے ہیں۔جن کا عنوان ہے''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاذکر بائیبل میں''اور''تاریخ اورقرآن''علاوہ ازیں ایک رسالہ''نبیٔ اسلام'' بھی تیارکیا جارہا ہے۔ایک اخبار میں جماعت احمدیہ کی افریقہ ویورپ میں کامیابیوں کااعتراف شائع ہوا۔آسٹریا کے دورہ کے سلسلہ میں لیکچروں کی تیاری کا کام کیا گیا۔

مؤرخہ 4 ستمبرکومیلادالنبیؐ کی مناسبت سے ایک پبلک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔پہلے قرآن کریم کی تلاوت کاریکارڈ سنایا گیا۔اس کے بعدایک ایرانی دوست نے اختصار کےساتھ اسلام پرتقریر کی۔بعد میں خاکسار نے قریباًایک گھنٹہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک پرتقریر کی۔اور یورپین مصنفین کی تحریرات کے حوالے دیئے۔آخر میں احادیث کاایک ملخص سنایا گیا۔حاضرین کی تواضع کاانتظام تھا۔یہ جلسہ خداتعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔بہت سے اخبارات میں بھی اس جلسہ کاذکرآیا۔22

ہالینڈ:

یہ ملک بھی مجاہدین احمدیت کی دینی جدوجہد کا فعال مرکز بنارہا احمدیہ مشن کے انچارج حافظ قدرت اللہ تھے اورآپ کے نائب جناب عبدالحکیم صاحب اکمل جن کی سالانہ رپورٹوں کا خلاصہ اُنہی کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔آپ تحریرفرماتے ہیں۔

امسال جنوری کے شروع میں ایک اور اہم تنظیم کا علم ہوا۔ جبکہ امریکن چرچ سوسائٹی کی طرف سے اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کی درخواست موصول ہوئی۔ یہ تنظیم بین الاقوامی بنیادوں پر قائم ہوئی ہے۔ وہ غیر ملکی لوگ جو ہالینڈ میں مختلف قسم کے کاموں پر متمکن ہیں۔ اس مجلس کے ممبر ہیں۔ جیسے سفارت خانوں کے افسران فنی مراکز، ماہرین اور تجارتی کمپنیوں میں کام کرنے والے حضرات وغیرہ۔

اس مجلس کی طرف سے اسلام کے متعلق معلومات کے لئے درخواست متحدہ جمہوریہ عرب کے سفارت خانہ کی وساطت سے ہم تک پہنچی۔ چنانچہ مذکورہ ایمبیسی کے سیکرٹری صاحب سے مل کر پروگرام مرتب کیا گیا۔ نیز مناسب خیال کیا گیا کہ ایسے معززین کا مشن کی طرف سے خیر مقدم کیا جائے۔ اور ان کے اعزاز میں دعوت کی جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں مذکورہ بالا تاریخ کو ایک کامیاب تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں متعدد ممالک امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، انگلستان، ہالینڈ، بلجیئم، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، سکنڈے نیویا اور مڈل ایسٹ کے چالیس افراد نے شمولیت کی۔ حاضرین کرام میں دیگر بڑے تجارتی اور فنی ماہرین کے علاوہ مغربی جرمنی کی ایمبیسی اور متحدہ جمہوریہ عرب کے سفارت خانہ کے سیکرٹری صاحبان بھی موجود تھے۔

پروگرام کے مطابق برادرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے انگریزی زبان میں ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ اور اسلام اور احمدیت کے متعلق حاضرین کو معلومات بہم پہنچائیں۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہوئے تعلیمات قرآنیہ کو بیان فرمایا۔ نیز اختصار کے ساتھ اسلام اور مابہ الامتیاز مواقع کا ذکر کیا۔ اور جماعت کی تبلیغی مساعی کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائیں۔

آپ نے اس میں بین الاقوامی تنظیم کے سامنے اسلام کی بین الاقوامی برادری کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ جو مختلف ممالک اور مختلف قومیتوں اور نسلوں سے تعلق رکھتے ہوئے ایک تنظیم میں شامل ہیں۔ اس بات سے خوب اندازہ کر سکتے ہیں کہ بین الاقوامی اور بین المملکتی بنیادوں پر بھائی چارہ اور برادری قائم کرنے سے کس قدر سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ اور امن وصلح اور آشتی کی بنیاد پڑتی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ آپ لوگوں کی تنظیم کی یہ شکل مدت مدید کے انسانی تجربہ اور عرصہ بعید کے فکر وعمل کا نتیجہ ہے اگر لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ کی آواز پر کان دھرتے اور لبیک کہتے تو آج سے چودہ سو سال قبل ہی اس معراج انسانی کو پا لیتے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے دین فطرت کی اس تعلیم پر توجہ نہ دی۔ اور اس نعمت عظمیٰ کے ہمہ گیر فوائد سے محروم رہے۔

مؤرخہ 27 جنوری 1960ء۔ احمدیہ مشن ہالینڈ نے ایک جلسہ کا وسیع پیمانہ پر اہتمام کیا اور بہت سے لوگوں کو بلا کر جماعت کی تبلیغی مساعی سے آگاہ کیا۔ نیز ان احباب کا شکریہ ادا کرنے کا موقع پیدا کیا گیا

جو اپنے علم و فضل اور دیگر ذرائع سے مشن کے کام میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔

اس جلسہ میں متعدد علم دوست حضرات اور اسلام میں دلچسپی رکھنے والے احباب کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ اہل ہالینڈ نے خاص دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کثرت کے ساتھ شمولیت کی۔ ہیگ شہر سے پروفیسر، ڈاکٹر، وکلاء و دیگر قریباً ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ہالینڈ کے دوسرے متعدد شہروں سے بھی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ چنانچہ ایمسٹرڈم، اوٹرڈم، زندفورٹ، اُسدورپ، نوردویک، ہاردرویک، الکمار، لائیڈن، واسنار، ڈیلفٹ، فلاردنگن، ڈنڈواڈرو غیرہ سے متعدد احباب تشریف لائے۔ ہالینڈ کے صوبہ فریس لینڈ جو کہ ہیگ سے بہت دور ہے اور بذریعہ گاڑی کئی گھنٹوں کا راستہ ہے چند دوست ہمارے اس جلسہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لائے۔

مقامی احباب کے علاوہ بہت سے غیر ملکی معزز مہمانوں نے بھی شامل ہو کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ چنانچہ پاکستان، افریقہ، متحدہ جمہوریہ عرب، انڈونیشیا، سرینام اور آسٹریا کے دوست بھی موجود تھے۔ جس سے اسلامی اخوت اور برادری کی فوقیت ظاہر ہوئی۔

جلسہ کی اطلاع دیگر دوستوں کو بھجوانے کے علاوہ ہالینڈ کے اخبارات کو بھی بھجوائی۔ چنانچہ جلسہ کے دن متعدد نمائندگان پریس حاضر تھے۔

جلسہ کا آغاز مکرم انچارج صاحب مشن برادرم حافظ قدرت اللہ صاحب کی تقریر سے ہوا۔ آپ نے جملہ حاضرین کرام کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان پر اس موقع کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ آپ نے کہا آج کا دن جماعت احمدیہ کی تبلیغی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس عرصہ میں جماعت کو بفضلہٖ تعالیٰ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی توفیق ملی ہے۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام ہی وہ یگانہ مذہب ہے جو اپنی سنہری تعلیمات کے ذریعہ اس کرۂ ارضی پر ایک ایسی برادری اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ جس میں مختلف ملکوں اور نسلوں کو اکٹھا کیا جا سکے اور جس میں سفید و سیاہ ہر دو صحیح معنوں میں زندگی کی بیش بہا نعمتوں سے متمتع ہو سکیں۔ نیز جس سے مشرق و مغرب میں ایک دوسرے کو سمجھنے کی حقیقی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جسے مدنظر رکھ کر جماعت احمدیہ اپنی کم مائیگی و بے سروسامانی کے باوجود تن تنہا کوشاں و مصروف ہے۔ آپ نے حاضریں کو یقین دلایا کہ اس نظریاتی دور میں آخر کار اسلام ہی کی فتح ہو گی اور اس کی تعلیمات کا بول بالا ہو گا۔

آپ نے ان تعارفی کلمات کے بعد اس جلسہ کی صدارت کے لئے ایک ڈچ نو مسلم مسٹر

فنڈ تر (MR T.M.FUNDTER) کا نام تجویز کیا۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن پاک ہوئی جس کی خاکسار کو توفیق ملی۔ بعد ازاں صاحب صدر نے تلاوت شدہ و دیگر منتخب شدہ آیات قرآنیہ کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اور بیان کردہ مضامین کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد سب سے قبل ہمارے ڈچ نومسلم مسٹر عبدالرحمٰن صاحب (Mr.A.R.STEENHAUWER) نے وہ مضمون پڑھ کر سنایا جو مکرم جناب حافظ صاحب نے اس موقع کے لئے خاص طور پر تیار کر کے ایک خوشنما ٹائیٹل پیج کے ساتھ جس پر منارة المسیح اور مسجد اقصیٰ کی تصویر بھی ہے طبع کرایا ہوا تھا۔ اس کا ترجمہ انشاء اللہ کسی وقت ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

آپ کے بعد ہمارے علم دوست فلاسفر ڈاکٹر دی ینگ (DN DEJONG) جو اگرچہ غیر مسلم ہیں مگر اسلام کو منصفانہ نظر سے دیکھتے ہیں نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اس بات پر حیرانی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ کے مبلغین نہ صرف اسلام ہی سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں بلکہ عیسائیت اور بائیبل کی تعلیمات کا بھی خوب مطالعہ کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میرے نزدیک اسلام کی رواداری کے ثبوت میں یہی ایک دلیل کافی ہے۔ کیونکہ جب تک دوسرے کے خیالات کا از خود مطالعہ نہ کیا جائے کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچا جا سکتا۔ آپ نے کہا کہ محض تعصب کی وجہ سے دوسرے مذاہب کا از خود مطالعہ نہ کرنا رواداری کے سراسر منافی ہے۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے اسلام کے متعلق اس غلط خیال کی پرزور تردید فرمائی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلا ہوا کہا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے قرآن مجید کی ان متعدد آیات کو پیش فرمایا کہ جن میں صاف طور پر بیان ہے کہ دین کے بارہ میں کوئی جبر و اکراہ نہیں اور یہ کہ ہر شخص کو اپنے عقائد کے اظہار کی پوری آزادی ہے۔ نیز آپ نے ان آیات کے اعلیٰ ادبی معیار سے بھی حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر موصوف اس کمیٹی کے ممبران میں سے ایک ہیں جس کے ذریعہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ تیار کیا گیا تھا۔

آپ کی تقریر کے بعد ہمارے ایک دوسرے غیر مسلم دوست مصنف (M.V HOVACK) نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے قرآن مجید پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ جو اپنی دلکش اور مفید تعلیمات کی وجہ سے اس قابل تھی کہ ہر جگہ شہرت پاتی۔ مگر مغربی دنیا میں تعصب کی وجہ سے یہ کتاب گمنامی میں ہی رہی اور اس سے کما حقہ استفادہ کی کوشش نہ کی گئی۔

آپ نے اپنی تقریر میں کہا اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ آج تیرہ سو سال

کے بعد جس نہج پر اسلام کا دفاع احمدیہ مسلم مشن کے ذریعہ کیا جارہا ہے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ نے مزید کہا کہ میرے نزدیک مشرق و مغرب کی یہ نظریاتی جدوجہد ایک بہت بڑے انصاف پسند اور امن پسند ماحول کو پیدا کرنے پر منتج ہوگی۔

آپ نے مزید بتلایا کہ اسلام نے اپنے مختلف ادوار میں جو اثرات مغربی دنیا پر چھوڑے وہ یورپ کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے تھے۔

آپ کے بعد مسٹر فنڈٹر (Mr. T.M.FUNDTER) نے اپنے اخلاص بھرے خیالات کا اظہار کیا اور حاضرین کو بڑے ہمدردانہ طریق پر بتلایا کہ اسلام ایک اخلاقی قوت ہے جو نظریاتی اختلافات کے معرکوں میں تیر و تفنگ کی بجائے اپنی روحانی طاقت کو استعمال کرتی ہے۔ اور دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ لوگوں کے دل و دماغ تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ یہ طاقت مادی ہتھیاروں سے کہیں بڑھ کر کامیاب اور کارگر ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ جماعت احمدیہ نے جو حقیقی اسلام پیش کرنے والی جماعت ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد تبلیغ کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے مبلغین یورپ کے تمام اہم مقامات پر پھیل گئے۔ یہ دور جماعت کی تبلیغی جدوجہد میں عظیم الشان وسعت پیدا کرنے کا باعث ہوا۔ یہاں تک کہ آج دنیا کے قریباً اکثر اہم مقامات پر جماعت احمدیہ کے مبلغین موجود ہیں اور تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ مساجد اور مدارس وغیرہ بھی تعمیر ہیں جن کے ذریعہ ہزارہا نفوس کی خدمت کا کام سرانجام پارہا ہے۔ جلسہ کی کارروائی ہالینڈ کے مختلف اخبارات میں جلی عنوانات کے ساتھ شائع ہوئی۔

20 جنوری 1960ء کو بفضلہ تعالیٰ تبلیغ اسلام کا ایک اور عمدہ اور زریں موقعہ میسر آیا۔ ہالینڈ کے مرکزی شہر اوترخت (UTRECHT) کے آزاد خیال عیسائی مکتب فکر کے لوگوں کی طرف سے ایک مذاہب کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس موقعہ پر دنیا کے مشہور مذاہب ہندودھرم، بدھ مت، اسلام اور یہودیت پر علی الترتیب تقاریر کا وسیع پیمانہ پر انتظام ہوا۔ ہر تقریر ایک ہفتہ کے وقفہ کے ساتھ تھی منتظمین جلسہ کی طرف سے کانفرنس کا اعلان بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ کیا گیا جو سارے شہر میں اہم مقامات پر چسپاں کئے گئے۔ نیز ہر تقریر کے موقعہ پر ایک نیا پوسٹر لگایا جاتا رہا۔ سب سے پہلے اشتہار میں کانفرنس کے مجموعی پروگرام کا ذکر تھا۔ مگر پہلی تقریر ہو چکنے پر باقی تین لیکچروں کے عنوانات اور لیکچرار حضرات کے اسماء گرامی شائع کئے گئے۔ اسی طرح دوسری تقریر کے اختتام پر ایک تیسرا اشتہار دیا گیا تھا۔ جو باقی دو تقاریر کی کارروائی پر مشتمل تھا۔ اس طور پر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام اور مسجد ہالینڈ کا ذکر تین بار بڑے بڑے

پوسٹروں کے ذریعہ عوام کے سامنے آتا رہا۔

اس مذاہب کانفرنس کے لئے منتظمین کی طرف سے اسلام پر تقریر کے لئے امام مسجد ہالینڈ برادرم مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کو کانفرنس کے انعقاد سے چند ماہ قبل درخواست موصول ہوئی جس پر ابتدائی امور طے کرنے کے بعد تاریخ مقرر ہوئی۔

مذکورہ بالا تاریخ کی شام کو مکرم انچارج صاحب مشن اور خاکسار بذریعہ ریل اوترخت روانہ ہوئے یہ سفر کوئی ایک گھنٹہ کا تھا اوترخت شہر ہالینڈ کا قدیم ترین شہر ہے جہاں ایک بڑی یونیورسٹی بھی ہے۔ اٹھارویں صدی میں اس شہر میں ایک بہت بڑا ڈچ متشرق (Mr. H.RELANDUS) گزرا ہے۔ جس کی کوشش کے نتیجہ میں ہالینڈ میں اسلام پر مطالعہ کرنے کی بنیاد پڑی۔ ریلوے اسٹیشن سے اتر کر ہم جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے جب ہم پہنچے تو سامنے ایک بہت بڑے اور قدیمی یادگاری چرچ کی عظیم الشان عمارت کھڑی تھی یہ گرجا سارے شہر میں سب سے بڑا اور پرانا تھا لوگوں سے ملنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عمارت ان نوادرات میں سے ایک ہے جو اس شہر میں سیاحوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ ڈیوڑھی سے گزر کر وسیع ہال میں پہنچے یہ عمارت واقعی یورپ کے معماروں کے فن تعمیر کا عمدہ نمونہ تھی ہمیں اسٹیج کے قریب ہی ایک کمرہ میں بٹھایا گیا۔

شام کے قریب آٹھ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ ہال لوگوں سے تقریباً پُر تھا۔ صدر صاحب جلسہ نے مکرم امام صاحب مسجد ہالینڈ کا تعارف کرایا اور تقریر شروع ہوئی۔

مکرم جناب حافظ صاحب نے تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مختصر طور پر تاریخ اسلام پر روشنی ڈالی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک و مطہر وجود کو بنی نوع انسان کے لئے بطور نمونہ پیش فرمایا آپ نے کہا کہ اگر تاریخ مذاہب پر نظر ڈالیں تو آج کسی ایسے نبی کا پتہ نہیں چلتا کہ جس کی زندگی کے حالات اور اس کی لائی ہوئی تعلیمات پر یقینی طور پر تفصیلاً روشنی پڑ سکے۔ اس بات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود ہی واحد و یگانہ ہے۔ آپ کی زندگی کے جملہ کوائف خدا تعالیٰ کی خاص مشیت کے تحت پوری طرح محفوظ ہیں۔ اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کا ایک ایک ورق ہر طرح محفوظ ہے۔ بعد ازاں آپ نے اسلام اور عیسائیت کے مابین امتیازی امور کی نشاندہی کرتے ہوئے ورثہ کے گناہ، الوہیت مسیح، اور تثلیث، مسیح کی صلیبی موت سے نجات اور بائیبل و قرآن کریم میں الہامی کتاب ہونے کے لحاظ سے فرق وغیرہ موضوعات پر نمایاں طور پر خیالات کا اظہار کیا۔

آپ نے ''امن عالم میں اسلام کا حصہ'' پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتلایا کہ قیام امن

کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔ کیونکہ امن عالم ایک عالمگیر مسئلہ ہے۔ جو مشرق ومغرب اور سیاہ وسفید کو اکٹھا کئے بغیر حل ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اسلام نے آج سے 1400 سال پہلے سے ایک ایسا تصور پیش کیا کہ جس کے نتیجہ میں اس کرۂ ارضی کے جملہ بنی نوع انسان عالمگیر بنیادوں پر اکٹھے ہوسکتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک ایسا بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔ جو کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھتا۔ اور ایسا بھائی چارہ کسی اور قوت وطاقت کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس اسلامی تعلیم امن عالم کے لئے اس لحاظ سے مؤثر ترین ہتھیار ہے۔ کیونکہ اس کی گرفت اجسام کی بجائے لوگوں کے قلوب پر ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اخلاص، دیانت داری اور کام کی سچی روح پیدا ہوتی ہے۔ جو کسی بھی کام کی تکمیل کے لئے بنیادی چیزیں ہیں۔

آپ نے کہا موجودہ دَور میں امن عالم کے مسئلہ کو بین المملکتی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت کی بین دلیل ہے۔ اور اس امر پر شاہد ناطق ہے۔

ایک گھنٹہ تقریر کے بعد چند منٹ کا وقفہ تھا۔ چنانچہ خاکسار نے صدر صاحب مجلس کی اجازت سے لوگوں کو لٹریچر پیش کیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ کئی افراد نے فراخدلی سے خرید کیا۔ علاوہ ازیں کئی نئے احباب سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تقریروں کا اثر خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھے رنگ میں ظاہر ہوا ہے۔

وقفہ کے بعد سوالات کی اجازت دی گئی جملہ سوالات لکھ کر بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ متعدد سوالات کئے گئے۔ جن کے جوابات مکرم جناب حافظ صاحب نے نہایت مناسب رنگ میں دیئے۔ جس پر مزید ایک گھنٹہ وقت صرف ہوا۔ چرچ کی طرف سے اس جلسہ کی تمام تر کارروائی کو ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کرنے کا اہتمام بھی تھا۔

ماہ فروری میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن ہاؤس میں پانچ جلسے منعقد ہوئے۔

3 فروری کی شام کو جماعت کا ہفتہ وار جلسہ مکرم جناب انچارج صاحب مشن کی نگرانی میں منعقد ہوا جو خاص طور پر ممبران جماعت کی تعلیم وتربیت کے پروگرام پر مشتمل تھا اس اجلاس میں ’’اسلام غیر محققین کی نظروں میں‘‘ کے عنوان کے تحت وہ مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ جو انگلستان کے مشہور ومعروف فلاسفر (THOMAS CARLYLE) کی اس کتاب میں سے انتخاب کیا گیا تھا جس میں اس نے اسلام کی صداقت پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پر دیانتدارانہ اور محققانہ روشنی ڈالی ہے۔ مضمون کے اختتام پر تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا اور مختلف اسلامی مسائل زیر بحث آئے۔

10 فروری کو شام کے آٹھ بجے مشن ہاؤس کے میٹنگ روم میں وسیع پیمانہ پر ایک جلسہ کا انتظام کیا

گیا۔ اس دن ہمارے ایک علم دوست فلاسفر ڈاکٹر دی ینگ کا یوم پیدائش تھا آپ چونکہ علمی حلقہ میں کافی اثر رکھتے ہیں اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعلیم یافتہ اور معزز حضرات کو مدعو کیا گیا۔

اس موقع پر مکرم جناب انچارج صاحب مشن نے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ کی اسلام کے متعلق دیانتدارانہ رائے اور محققانہ وسیع النظری کا اعتراف کیا اور آپ کی ان علمی خدمات کو بہت سراہا کہ جن کے ذریعہ اہل ہالینڈ کو اسلامی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملی۔

اس تقریب پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا جس میں آپ نے مشن کی طرف سے پیدا کردہ تقریب پر شکریہ ادا کرنے کے بعد لوگوں کو اسلام کی تعلیمات کے انفرادی مطالعہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جلسہ میں اخباری نمائندگان اور پریس فوٹوگرافر بھی موجود تھے۔ چنانچہ جملہ کارروائی کی خبر پریس میں شائع ہوئی ایک مؤقر روزنامہ نے نمایاں جگہ پر ایک تصویر بھی دی۔

مؤرخہ 11 فروری کو ہیگ شہر کے ایک مقامی ہائی سکول کے ایک گروپ کی طرف سے درخواست موصول ہوئی کہ وہ مسجد دیکھنا چاہتے ہیں نیز اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ پروگرام کے مطابق مذکورہ بالا تاریخ کو بیس افراد پر مشتمل یہ وفد ایک نگران کی معیت میں مسجد میں پہنچا۔ اس موقع پر مکرم برادرم حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج مشن نے پون گھنٹہ تک اسلامی تعلیمات کو ان کے سامنے بیان فرمایا۔ جس کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ اسلام میں عورت کا مقام اور خدا کی بادشاہت سے کیا مراد ہے کہ موضوعات خاص طور پر زیر بحث رہے طلبہ کو مسجد دکھلانے کے علاوہ لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

مؤرخہ 17 فروری کو مشن ہاؤس کے ہال میں ایک مجلس علمی کا انعقاد ہوا جس میں ممبرات نے حصہ لیا اسلام اور احمدیت کے اہم مسائل پر گفتگو کے علاوہ کیتھولک تنظیم اور ان کے طریق کار و رسم و رواج پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔

24 فروری کو مشن ہاؤس میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں رمضان المبارک کے متعلق تقاریر ہوئیں۔ متعدد اخباری نمائندگان بھی موجود تھے۔

اس موقعہ پر مکرم انچارج صاحب مشن کی نگرانی میں جماعت کے تین ممبران نے تقاریر کیں۔ سب سے قبل ہمارے نومسلم ڈچ عبدالرحمان (A.R STEENHOUWER) نے رمضان المبارک کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے روزہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور حاضرین کو بتلایا کہ اس سے مراد صرف یہ نہیں کہ بھوک پیاس برداشت کی جائے۔ بلکہ ماہ صیام مسلمانوں کے لئے بہت سی برکات حاصل کرنے کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری، نفسانی خواہشات پر مکمل قابو، حصول قرب الٰہی اور ان

مفلس بھائیوں کی مشکلات کا احساس جنہیں کبھی پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔لہذا ماہ رمضان شریف صرف انفرادی پاکیزگی کا باعث ہوتا ہے بلکہ ہماری اجتماعی زندگی پر ایک نہایت خوشگوار اثر ڈالتا ہے۔

اس تقریر کے بعد ولی اللہ یانسن (W.U.JANSEN) نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو بتلایا کہ اعتکاف کا کیا مطلب ہے۔آپ نے کہا پورے دس دن تک مسجد میں محض رضائے الٰہی کی خاطر بند ہو کر رہ جانا ہمارے قلوب میں ایک بہت بڑے تغیر اور انقلاب کا باعث ہوتا ہے اور معتکف کا یہ سارا وقت عبادت و تلاوت اور محاسبہ نفس میں گزرتا ہے۔

تیسری تقریر ہمارے نومسلم بھائی عبدالرشید (J.M.FUNDTER) نے کی تھی۔آپ نے کہا کہ رمضان کا مبارک مہینہ ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ محنت مشقت اور جدوجہد میں ہی ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔آپ نے اس خیال کی پرزور تردید کی کہ اسلام ہمیں تقدیر کا سبق دے کر ایک عضو معطل کی طرح کر دیتا ہے کارروائی کی مفصل رپورٹ لوکل اخبارات میں شائع ہوئی۔

بیرونی مجالس میں تقاریر

2 فروری کو (JONGE KERK) تنظیم کی طرف سے ایک درخواست موصول ہوئی جونو جوانوں کی ایک مذہبی سوسائٹی ہے۔چنانچہ واخننگن کے مقام پر ایک مفید لیکچر ہوا۔یہ جگہ ہیگ شہر سے کافی دور واقع ہے مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ تک تقریر فرماتے ہوئے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔وقفہ کے بعد سوالات اور مبادلہ خیالات کا بھی موقع تھا چنانچہ ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔دور کے سفر کی وجہ سے اور لوگوں کی دلچسپی کے پیش نظر مکرم حافظ صاحب کو رات وہیں بسر کرنا پڑی۔

12 فروری کو موضع (DEBILT) میں وہاں کے اچھے تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک عیسائی سوسائٹی نے اسلام پر لیکچر کے لئے مدعو کیا۔یہ جگہ بھی ہیگ سے کافی فاصلہ پر ہے اس موقع پر دیگر حضرات کے علاوہ پادری صاحبان بھی موجود تھے۔مکرم جناب حافظ صاحب نے چرچ سے ملحقہ میٹنگ روم میں ایک گھنٹہ تک اپنے خیالات کا اظہار کیا جو لوگوں کے لئے کافی دلچسپی اور معلومات کا باعث ہوا۔

تقریر کے اختتام پر تبادلہ خیالات ہوا۔مؤرخہ 12 فروری کو لوتھر گروپ کی طرف سے ایک تقریر کروائی گئی جس میں مکرم جناب حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی جس کے بعد تبادلہ خیالات کا کھلا موقع تھا ہماری طرف سے ہمارے ڈچ نومسلم مسٹر عبدالرشید (MR.FUNDTER) نے بحث میں حصہ لیا۔یہ سلسلہ گفتگو قریباً دو گھنٹے تک جاری رہا اور کافی رات گئے مجلس برخاست ہوئی۔

18 فروری کو مقام (Waganintgen) یونیورسٹی طلبہ کے درمیان ایک لیکچر ہوا۔

14 اپریل کو مسجد ہالینڈ میں ایک کامیاب مباحثہ ہوا ان دنوں تمام عالم عیسائیت میں مسیح علیہ السلام کے دوبارہ جی اُٹھنے کا تہوار منایا جارہا تھا لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت ہالینڈ نے بھی ایک بڑے پبلک جلسہ کا اہتمام کیا اور پرانے خیالات کے تعلیم یافتہ عیسائیوں کی چرچ سوسائٹی کے ایک پادری صاحب کو بحث کے لئے مدعو کیا۔

جلسہ کی کارروائی شام کے آٹھ بجے مکرم جناب حافظ صاحب انچارج مشن کی نگرانی میں شروع ہوئی جلسہ گاہ لوگوں سے پُرتھی سب سے پہلے پادری صاحب موصوف کو تقریر کا موقع دیا گیا انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک گھنٹہ تک مسیح ناصری علیہ السلام کی صلیبی موت اور ان کے دوبارہ جی اٹھنے اور آسمان پر صعود کر جانے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ہماری طرف سے ہمارے ڈچ نومسلم مسٹر عبدالرشید فنڈ تر نے آدھ گھنٹہ تک اسی موضوع پر اسلامی نقطہ نگاہ پیش کرتے ہوئے لوگوں کو بتایا کہ ہمارے نزدیک مسیح علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ بے ہوشی کے عالم میں اتار لئے گئے اور بعد کے علاج سے اچھے ہو کر کسی دوسرے ملک کو ہجرت کر گئے جو تحقیقات کی روشنی میں کشمیر کا علاقہ ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک دوبارہ جی اٹھنے اور آسمان پر صعود کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آپ کی تقریر کے بعد ہمارے علم دوست فلاسفر ڈاکٹر دی ینگ نے اپنے خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ آپ نے اسلامی نقطۂ نگاہ کی تائید کرتے ہوئے بہت سے پرانے یونانی اور رومی زبانوں کے حوالجات دیئے۔

آپ کی تقریر کے اختتام پر سلسلہ سوالات شروع ہوا اکثر سوالات کا رخ پادری صاحب موصوف کی طرف ہی رہا۔ اسلام کے متعلق سوالات کے جوابات مکرم جناب حافظ صاحب نے دیئے۔ جلسہ رات کے گیارہ بجے برخاست ہوا۔ جملہ کارروائی کی رپورٹ مختلف اخبارات نے شائع کی۔

4 مئی کو ساری دنیا میں جنگ عظیم ثانی میں کام آنے والوں کی یاد میں دو منٹ تک خاموشی کی رسم ادا کی گئی اور جلسے منعقد ہوئے اس موقع پر مشن ہاؤس میں بھی ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔

کارروائی کا آغاز شام کے آٹھ بجے جناب حافظ صاحب انچارج مشن کی نگرانی میں ہوا۔ مکرم حافظ صاحب نے ......قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ کارروائی کا آغاز کیا۔ ہمارے ایک ڈچ ممبر نے جدوجہد آزادی اور اسلامی نظریہ کے عنوان پر حاضرین کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ

مذہبی تعلیمات کے لحاظ سے اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت دیتا ہے آپ نے مزید کہا کہ جنگ عظیم میں آزادی کے لئے جدوجہد میں کام کرنے والوں کے لئے ہمارے دلوں میں بہت ہی قدر کے جذبات ہیں کیونکہ ان کی جانی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے لئے زندہ رہنا ممکن ہوا۔

اس عرصہ میں یونیورسٹی سٹوڈنٹس سکولوں کے طلبہ اور دیگر سوسائٹیوں اور انجمنوں کے متعدد وفود مشن ہاؤس میں اسلام اور احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے رہے۔

1۔ 4 مارچ 1960ء کو ایک سکول کے طلبہ کا ایک وفد مشن ہاؤس پہنچا۔ محترم جناب حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک تعلیمات اسلامیہ پر لیکچر دیتے ہوئے تبلیغ اسلام کے بارہ میں جماعت کی مساعی پر روشنی ڈالی اور جملہ سوالات کے جوابات دیئے۔ کارروائی کے اختتام پر طلبہ کی کافی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

2۔ 14 مارچ کو ایمسٹرڈم یونیورسٹی کے طلبہ کا ایک وفد مشن ہاؤس آیا۔ مکرم حافظ صاحب نے ان کے سامنے اسلام کی مختصر تاریخ اور تعلیمات کو اختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے اس انقلاب کو واضح فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوا اور جو آپ کی قائم کردہ روحانی جماعت کے ذریعے نمایاں ہو رہا ہے لیکچر کے اختتام پر سوالات کے جواب دیئے گئے اور طلبہ میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

3۔ 25 اپریل کو لائیڈن یونیورسٹی کے طلبہ کا ایک گروپ بیت الذکر پہنچا۔ مکرم انچارج صاحب نے ان کے سامنے قرآنی تعلیمات کی برتری پر ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی اور قرآن مجید کی اعجازی شان کو بیان کرتے ہوئے اس کے اور بائیبل کے درمیان الہامی کتاب ہونے کے فرق کو واضح فرمایا تقریر کے بعد دیر تک بحث ہوئی اور سلسلہ سوالات جاری رہا۔

متعدد بار دوسری سوسائٹیوں میں اسلام اور احمدیت پر تقاریر کرنے کے مواقع میسر آئے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ یکم مارچ کو ڈیلفٹ (DELFT) شہر میں جو کہ ہیگ سے کچھ فاصلہ پر ہے فری میسنز (FREE MASONS) سوسائٹی میں تقریر ہوئی یہ ایک عالمی تنظیم ہے۔ جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب اور بڑے بڑے تاجر پیشہ حضرات شامل ہیں جناب حافظ صاحب موصوف کو ان کی طرف سے اسلام پر لیکچر کے لئے دعوت موصول ہوئی۔ تاریخ مقررہ پر مکرم انچارج صاحب کے علاوہ ہمارے ایک ڈچ ممبر نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔ مکرم حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک اسلام کے موضوع پر لیکچر دیا۔ جس کے

بعد سلسلہ سوالات شروع ہوا۔ جو دیر تک جاری رہا۔ اس تبادلہ خیالات کے دوران ہمارے ڈچ نومسلم نے بھی بحث میں حصہ لیا۔

2۔ 29 مارچ کو ایمسٹرڈم یونیورسٹی کے طلبہ کے درمیان ایمسٹرڈم شہر میں ایک لیکچر ہوا۔ مکرم جناب حافظ صاحب اور خاکسار تاریخ مقررہ پر ہیگ سے ایمسٹرڈم پہنچے...... طلبہ کافی تعداد میں ایسے بھی تھے جو دینیات کے آخری سال میں تعلیم پا رہے تھے۔ اور کالج سے فراغت کے بعد چرچوں میں کام کرنے والے تھے مکرم برادرم حافظ صاحب نے ان کے سامنے ایک گھنٹہ تک اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تفصیل سے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریر کے بعد سوالات ہوئے دینیات کے طالب علم کافی سنجیدگی سے علمی سوالات پوچھتے رہے جن کا ہماری طرف سے تسلی بخش جواب دیا گیا۔ آخر میں انہیں اسلامی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

3۔ 19 اپریل کو ہیگ شہر میں لیبر ریفارم انسٹی ٹیوٹ میں اسلام پر تقریر کا موقع ملا۔ جناب انچارج صاحب نے ایک گھنٹہ تک حاضرین سے خطاب کیا۔ وقفہ کے بعد سوالات دریافت کرنے کا موقع تھا چنانچہ دیر تک بحث جاری رہی اور مناسب رنگ میں جوابات دیئے جاتے رہے آخر میں حاضرین کو لٹریچر پیش کیا گیا۔

4۔ مئی میں ہیگ شہر کے طالب علموں کی ایک مناظرہ کرنیوالی تنظیم (HAGUE STUDENT DEBATING CULB) کے زیر انتظام اسلام پر ایک لیکچر ہوا۔ مکرم جناب حافظ صاحب انچارج مشن اور خاکسار وقت مقررہ پر ہیگ کے نواحی علاقہ (RIJSWIJK) پہنچے۔ جلسہ کا انتظام ایک بڑے بنگلہ میں تھا۔ عین وقت پر تقریر شروع ہوئی۔ مکرم انچارج صاحب نے ایک گھنٹہ تک تقریر کرتے ہوئے اسلام اور عیسائیت میں بنیادی فرق کو واضح فرمایا۔ نیز بائیبل کی موجودگی میں قرآن کریم کی کیا ضرورت تھی اس کا تفصیلی ذکر کیا۔ وقفہ کے بعد طلبہ کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے جملہ سوالات کا ایک گھنٹہ تک تفصیلی جواب دیا گیا اور جملہ مطلوبہ معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ آخر میں طلبہ کو کتب بھی پیش کی گئیں۔

5۔ 18 مئی کو ہیگ شہر میں اسلام پر ایک اور کامیاب لیکچر ہوا جبکہ ہالینڈ کے سکاؤٹوں کے بڑے افسران اور گروپ لیڈروں نے اسلام کے متعلق معلومات دریافت کیں۔ چنانچہ مذکورہ تاریخ کو برادرم حافظ صاحب نے ان کے ایک جلسہ میں ایک گھنٹہ تک تقریر کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ سکاؤٹ افسران کی طرف سے اسلام میں دلچسپی کے اظہار کے پیش نظر لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

6۔ 27 مئی کو مرکزی ہالینڈ کے ZIJST نامی ایک شہر میں ایک سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس کے آخری دن محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ نے ”موجودہ زمانہ میں مذہب کا حصہ“ کے موضوع پر ایک عظیم الشان لیکچر دیا آپ نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا جس مقصد کی خاطر یہ تنظیم (OPEN FIELD CONFERENCE) قائم کی گئی ہے وہ بہت ہی اہم اور ضروری ہے اور ہمیں چاہئے کہ اس کی طرف پوری توجہ کریں۔ آج دنیا بہت سی مشکلات سے دوچار ہوتے ہوئے بھی مذہب سے بے اعتنائی برت رہی ہے۔ جو ایک بہت ہی خطرناک امر ہے۔ لیکن بالآخر دنیا مجبور ہوگی کہ مذہب کے آستانہ پر جھک جائے۔

آپ نے متعدد قرآنی آیات کے ذریعہ حاضرین کو مذہب کی ضرورت اور غرض وغایت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اسلام کے پیش کردہ بین الاقوامی اتحاد کے نظریہ کو پیش فرمایا جو موجودہ دور میں بین المملکتی بنیادوں پر امن کے قیام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

7۔ 29 مئی کو ہالینڈ کے مرکزی حصہ کے شہر SOEST میں ایک دوسری سہ روزہ کانفرنس میں مکرم جناب حافظ صاحب انچارج مشن ہالینڈ کا لیکچر ہوا۔ یہ کانفرنس ہالینڈ کی یوتھ ہاسٹل تنظیم کے زیر انتظام ہو رہی تھی۔ جس کا مقصد الجزائر کے پناہ گزینوں کی امداد کے لئے نوجوانوں کو تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر ملک کے اطراف وجوانب سے نوجوان اکٹھے ہوئے۔ مکرم انچارج صاحب کے ہمراہ خاکسار اور ہمارے ایک ڈچ دوست مع اپنی اہلیہ کے بذریعہ کار جائے مقام پر پہنچے۔ مکرم جناب حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تک ”اسلامی معاشرہ اور قرآنی تعلیمات“ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ وقفہ کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ جملہ سوالوں کا جواب دیا گیا۔ نیز نوجوانوں کو لٹریچر پیش کرتے ہوئے مزید معلومات کے لئے مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی گئی۔

یہاں کی ایک اعلیٰ سوسائٹی کا ایک خاص اجلاس 4 مارچ 1960ء کو ہیگ میں منعقد ہوا اس انجمن کے صدر ہالینڈ کے ایک مشہور مستشرق ڈاکٹر دریوسس ہیں۔ ان کی طرف سے اس موقع پر شرکت کے لئے ہمیں بھی دعوت نامہ موصول ہوا۔ چنانچہ ہماری طرف سے مکرم جناب انچارج صاحب نے شرکت کی اور بہت سے نئے لوگوں سے متعارف ہوئے۔

اسی تنظیم کی طرف سے انہی دنوں عرب ممالک کی مصنوعات کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں مشن ہاؤس سے بھی دو عدد اشیاء سیکرٹری صاحب تنظیم کی درخواست پر عارضی طور پر رکھنے کے لئے دی گئیں۔ جس سے نہ صرف یہ کہ تعلقات میں ہی اضافہ ہوا بلکہ مسجد کا نام بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے

آیا جو کہ ان اشیاء پر تحریر تھا۔

2۔مؤرخہ 23 مارچ 1960ء کو پاکستان ڈے کے موقع پر پاکستانی سفارتخانہ کی طرف سے منعقدہ شاندار تقریب میں بھی شامل ہونے کا موقع ملا۔ جہاں بہت سے دیگر معززین سے متعارف ہونے کے علاوہ یونیورسٹیوں کے طلباء اور دیگر سوسائٹیوں کے منتظمین اور نمائندگان پریس سے ملاقات ہوئی۔

یکم اپریل 1960ء کو کیتھولک ڈبیٹنگ کلب کے زیر انتظام نیدرلینڈ ایشیو افریقین سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں قریباً چار صد اشخاص نے شرکت کی۔ مذکورہ تنظیم کی طرف سے ہمیں بھی دعوت نامہ موصول ہوا چنانچہ خاکسار کو شامل ہونے کا موقع ملا۔ خاکسار نے جملہ منتظمین کانفرنس اور مقررین سے ملنے کے علاوہ بہت سے دیگر افراد سے مل کر انفرادی تعارف حاصل کیا اور اسلام اور مشن ہاؤس کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔ نیز متحدہ جمہوریہ عرب کے سفیر اور ایک کیتھولک پادری صاحب سے بھی ملاقات کی پادری صاحب موصوف سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی جس میں انہوں نے جماعت کے بارہ میں معلومات اور اسلام کے متعلق چند سوالات دریافت کئے۔ بعض یونیورسٹی کے طلباء کو جنہوں نے اسلام میں دلچسپی ظاہر کی تھی مشن ہاؤس سے لٹریچر بھجوایا ان میں سے بعض نے عیدالاضحیٰ میں شرکت کی۔

12 اپریل 1960ء کو ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا اجلاس ایمسٹرڈم میں منعقد ہوا جس میں شرکت کے لئے مکرم حافظ صاحب نے خاکسار کو روانہ فرمایا۔ خاکسار نے جلسہ میں شامل ہو کر لیکچرار صاحب سے ملاقات کی جنہوں نے انڈونیشیا کے جزیرہ بالی BALI کے لوگوں کے طریق تعلیم اور سبق آموز حکایات اور رسم و رواج پر تقریر کی۔ تقریر میں انہوں نے اس تہذیب و تمدن کو ہندوؤں کی طرف منسوب کیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہاں صرف ہندو ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ تقریر کے بعد خاکسار نے جزیرہ بالی کے مسلمانوں کی حالت اور ان کے طریق تعلیم اور طرز رہائش پر چند سوالات کئے۔ جس سے اسلام کے متعلق بھی کافی ذکر ہوا۔ نیز جماعت کے انڈونیشین مشنوں کے متعلق بھی خاکسار نے لیکچرار صاحب کو معلومات بہم پہنچائیں اور مسجد ہالینڈ کا بھی ذکر کیا۔

7۔29 مارچ کو ZIJST کی سہ روزہ کانفرنس میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ منتظمین کی طرف سے باقاعدہ دعوت نامہ بھجوایا گیا۔ جناب حافظ صاحب افتتاح کے موقع پر بھی شریک ہوئے۔ آخری دن کے پروگرام میں مکرم انچارج صاحب کے ہمراہ خاکسار کو بھی شمولیت کا موقع ملا۔

جملہ احباب کو مطلع کیا گیا کہ مشن ہاؤس میں ہر روز شام کو نماز باجماعت کے بعد قرآن کریم کے ایک پارہ کا درس ہوا کرے گا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ پورا ماہ یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور مکرم جناب انچارج صاحب

مشن اور خاکسار کو باقاعدہ طور پر درس دینے کی توفیق ملی۔ ہر شام کو ادائیگی نماز کے بعد درس کا یہ نظارہ عجیب لطف دیتا۔ جملہ احباب جماعت اپنا اپنا قرآن کریم تھامے ہوئے بیت الذکر کے فرش پر بیٹھے ہوتے اور بیان کردہ مطالب کو غور سے سنتے قرآن پاک کی اعجازی شان سے لطف اندوز ہوتے۔

احباب جماعت کے علاوہ متعدد مرتبہ غیر مسلم حضرات بھی شریک ہوتے رہے جن کو سوالات کی بھی اجازت دی جاتی رہی رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کو چار احباب جماعت نے رات بیت الذکر میں ہی بسر کی اور تلاوت قرآن کریم دعا اور نوافل میں وقت گزارا۔ ایک صاحب اعتکاف بیٹھے جنہیں سب سہولتیں مہیا کی گئیں۔

عید کا دن ہمارے لئے بہت ہی مصروف دن تھا احباب کی کثرت کے باعث ہر طرف گہما گہمی تھی۔ لوگ وقت مقررہ سے کافی پہلے آنا شروع ہو گئے تھے۔ نماز کے شروع ہونے تک بیت الذکر، میٹنگ روم اور انٹرنس ہال لوگوں سے بھر چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان دونوں عیدوں کے موقعہ پر لاؤڈ سپیکر بھی استعمال کرنا پڑا۔ بیت الذکر کے کمرہ میں نمازیوں کے لئے مزید گنجائش نہ پا کر ''وسع مکانك'' بار بار زبان پر جاری ہو جاتا تھا۔

حاضرین میں علاوہ دیگر غیر مسلم حاضرین کے ہالینڈ کے ایوان بالا کے ایک رکن۔ عالمی عدالت انصاف کے ایک جج، پاکستان، انڈونیشیا، متحدہ جمہوریہ عرب اور ترکی وغیرہ مسلم سفارتخانوں کے متعدد افسران موجود تھے۔ نیز متعدد مسلمان ممالک، پاکستان، بھارت، افغانستان، ایران، انڈونیشیا، مصر، شام، سوڈان اور یورپین ملکوں وغیرہ کے طلبہ وغیرہ بھی بھاری تعداد میں شامل ہوئے۔ غیر مسلم حضرات کے لئے بیٹھنے کا الگ طور پر بھی انتظام موجود تھا۔ جہاں وہ بذریعہ لاؤڈ سپیکر آسانی کے ساتھ خطبہ عید سن سکتے تھے۔ ڈچ اصحاب میں سے کئی ہالینڈ کے مختلف دور دراز کے شہروں سے موٹروں اور موٹر سائیکلوں پر شمولیت کے لئے آئے۔

ملاقاتوں کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وسیع رہا۔ جرمن احباب کے علاوہ اسلامی ممالک کے کئی دوست بیت الذکر میں تشریف لائے۔ ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر مکہ مکرمہ کے مشہور اخبار ''الندوہ'' کے چیف ایڈیٹر صاحب محمد جمال اور ایک دوسرے اخبار کے ڈپٹی چیف ایڈیٹر حامد حسین صاحب ہیں جو تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ ہمبرگ کے ایک اخبار کا نمائندہ بھی تھا۔ جس نے دوسرے روز اس ملاقات کا تذکرہ اور ہمارے فوٹو شائع کئے۔ اسی طرح اسرائیل کے دو اخبار نویس آئے ان میں سے ایک صاحب مسلمان ہیں ان کا نام رشید حسین ہے اور آپ تل ابیب کے اخبار ''الفجر'' کے ادبی ایڈیٹر ہیں اور دوسرے

صاحب اطالعہ متصور عیسائی تھے۔انہیں عربی اور انگریزی لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔

برادرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نائب امام بیت الذکر ہمبرگ نے ایک جرمن ٹریکٹ جو اسلام کی حقیقت کے زیر عنوان چھاپا گیا تھا تین ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا۔اسی طرح عرصہ زیر رپورٹ میں مشن کے تمام کاموں میں پوری طرح مدد فرماتے رہے اسی دوران آپ کا تبادلہ ہوا اور آپ 17 اکتوبر کولیگوس کے لئے روانہ ہوئے۔

ہمارے جرمن نومسلم بھائی ناصر نکولسکی پاکستان اور بھارت کے ایک لمبے دورہ کے بعد واپس تشریف لائے۔آپ کے گزشتہ جلسہ سالانہ،حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز،بزرگان سلسلہ اور دیگر اہم تقاریب......کی سلائیڈز قادیان کے مقامات مقدسہ کی سلائیڈز اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی جلسہ سالانہ کی تقریر کے ریکارڈ نے خاص طور پر ہمارے ایمان کو تازہ کیا۔

مشن ہاؤس میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ہالینڈ کے ممبر پارلیمنٹ (Dr. IN HET YELD) نے حاضرین سے مندرجہ بالا عنوان پر خطاب کیا۔آپ نے اپنی تقریر کے دوران اس بات پر زور دیا کہ انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسانی کانشنس کافی ہے۔خدا تعالیٰ کی رہنمائی اور الہامی روشنی بے معنے چیز ہے۔جس کا کوئی وجود نہیں۔

مکرم جناب حافظ صاحب نے چند سوالات کے ذریعہ حاضرین پر واضح کیا کہ صرف انسانی عقل ہدایت انسانی کے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔کیونکہ تجربہ بتلاتا ہے کہ انسان کا علم کامل نہیں وہ غلطی پر غلطی کرتا ہے۔اسے تو پوری طرح اپنی حقیقت کا بھی علم نہیں۔چہ جائیکہ وہ اپنی عقل اور سمجھ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے انجام اور مقصد کو پانے کے متعلق صحیح رہنمائی کر سکے پھر اگر انسان کی اپنی عقل ہی صحت کا معیار ہے تو ایک انسان اگر بعض اوقات دیانتداری سے ایک کام کو درست سمجھتے ہوئے سرانجام دیتا ہے۔مگر انجام کار وہ غلطی ثابت ہوتی ہے تو اس پر گرفت کا کسی اور قانون کو حق نہیں اس صورت میں اس شخص کی غلطی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔اور امن کس طرح بحال رہے گا وغیرہ وغیرہ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ہماری ہفتہ وار مجالس بھی باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہوئیں۔جن میں ممبران کے علاوہ متعدد بار دیگر اصحاب نے بھی شرکت کی۔اور سوالات کے ذریعہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کی۔ان مجالس میں خاص طور پر احمدی دوستوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا گیا۔اور انہیں قرآن مجید ناظرہ،نماز و آذان وغیرہ اور دیگر مسائل کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی اور مشن کے پروگراموں سے متعلقہ امور میں مشورہ ہوتا رہا۔

آخری مجلس میں ہمارے ایک آزاد خیال عیسائی دوست مسٹر لختن بلانے اپنے دورہ مراکش میں لی ہوئی بعض اسلامی عمارات، مساجد اور تہذیب وتمدن پر مشتمل رنگین سلائڈز دکھلائیں۔ اس خاص موقعہ پر جماعت کے علاوہ دیگر غیر مسلم اصحاب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔

23 نومبر کی شام کو محترمہ بیگم صاحبہ جناب حافظ صاحب انچارج مشن ہالینڈ کی زیر نگرانی ہالینڈ مشن میں مستورات کا ایک اجتماع عمل میں آیا۔ جس میں ممبر مستورات کے علاوہ بہت سی غیر از جماعت خواتین کو بھی شریک ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے عورتوں کی ایک خاصی تعداد نے شریک ہو کر اسلام اور جماعت کی مساعی کے متعلق تعارف حاصل کیا احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور باقاعدگی کے ساتھ ایسے اجتماعات کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔

عرصہ مذکورہ سہ ماہی میں ہمارے ڈچ احمدی بھائی مسٹر عبدالرحمٰن سٹین ہاورامریکہ تشریف لے گئے ان کو الوداع کہتے ہوئے مشن میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں احباب جماعت کی طرف سے خاکسار نے ایڈریس پیش کیا۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں حتیٰ الوسع تبلیغی مساعی کو جاری رکھنے اور دیگر احباب کے لئے اچھا نمونہ پیش کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ اس جلسہ کی رپورٹ دو اخبار نے شائع کی۔

اسلام اور احمدیت پر معلومات کے لئے اس عرصہ میں یونیورسٹی سٹوڈنٹس، سکولوں کے طلباء اور دیگر سوسائٹیوں اور انجمنوں کے متعدد وفود مشن ہاؤس میں آئے۔

(1) لائیڈن یونیورسٹی کے چند طلباء کا ایک وفد مشن ہاؤس میں آیا۔ اور ایک گھنٹہ تک اسلام اور احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ خاکسار نے مختصر تقریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے۔

(2) موضع (DEVENTER) جو ہیگ سے کافی فاصلہ پر واقع ہے سے ایک تنظیم کے سرکردہ ممبران کا ایک وفد بیت الذکر آیا جنہیں خاکسار نے مطلوبہ معلومات بہم پہنچائیں۔

(3) 4 اکتوبر ہیگ کے ایک ہائی سکول کے 40 طلباء کا ایک گروپ مشن ہاؤس آیا جن کے سامنے خاکسار کو آدھ گھنٹہ تک تقریر کا موقعہ ملا۔ اور بعد میں سوالات کے جوابات دیئے۔

(4) 28 نومبر کو ہیگ کی ایک چرچ سوسائٹی کے بیس ممبران نے مشن ہاؤس آکر اسلام اور احمدیت کے متعلق استفسارات کئے۔ خاکسار نے ایک مختصر تقریر میں معلومات پیش کرتے ہوئے ان کے جملہ سوالات کا جواب دیا۔ بعد میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

بفضلہ تعالیٰ اس عرصہ میں متعدد سوسائٹیوں اور انجمنوں میں تقاریر کے مواقع پیدا ہوئے تفصیل

درج ذیل ہے۔

پبلک یونیورسٹی ہیگ میں لیکچر 18 اور 25 اکتوبر کو مکرم جناب حافظ صاحب امام بیت الذکر ہالینڈ کو دو مرتبہ کامیاب لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ جبکہ پبلک یونیورسٹی ہیگ کی طرف سے آپ کو اسلام پر لیکچر کی درخواست موصول ہوئی۔ ان لیکچروں کے موقع پر منتظمین یونیورسٹی کی طرف سے قریباً ساڑھے چار روپے کا ٹکٹ لگایا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دونوں لیکچروں میں جو ایک ہفتہ کے وقفہ کے ساتھ عمل میں آئے خاصی تعداد میں شرکت کر کے اسلام سے اپنی دلچسپی کا ثبوت دیا۔ اس طبقہ میں چونکہ اعلیٰ علمی لوگ شامل ہوتے ہیں لہذا اس طور پر اسلام کی آواز ملک کے اس حصہ تک پہنچی جو تعلیمی و تدریسی لحاظ سے ملک پر اثر انداز ہوتا ہے تقاریر کے اختتام پر ہالینڈ مشن کی تبلیغی مساعی سے متعلقہ رنگین سلائڈز بھی دکھلائی گئیں۔

27 اکتوبر کو ایمسٹرڈم کے قریب (HEEMSTEDE) شہر کے سب سے بڑے قریباً تین صد سالہ پرانے مگر خوبصورت جولیانہ چرچ کی عمارت میں مکرم جناب حافظ صاحب امام مسجد ہالینڈ کا اسلام پر لیکچر ہوا۔ چرچ کے منتظمین جو آزاد خیال عیسائی ہیں کی طرف سے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو بلا کر مختلف تاریخوں پر ایک کانفرنس کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ بدھ مت، ہندوازم، یہودیت، کیتھولک مکاتب فکر کے نمائندگان نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ مذکورہ بالا تاریخ صرف اسلام کے لئے وقف تھی کہ اپنے مذہب پر جملہ معلومات اپنی مقدس کتاب سے ہی پیش کرنا ضروری تھیں۔ چنانچہ مکرم حافظ صاحب نے جملہ تعلیمات قرآن پاک سے پیش فرمائیں۔ پنجگانہ نماز کے موضوع پر بولتے ہوئے مکرم حافظ صاحب نے حاضرین کو بتلایا کہ مسلمان نماز کے اوقات لوگوں کو کس طرح بلاتے ہیں۔ لہذا چرچ کی عمارت کا بلند ہال جس میں لاؤڈ سپیکر بھی فٹ تھا تلاوت قرآن کریم اور اذان کی بلند آواز سے گونج اٹھا۔ اس موقعہ پر قریباً تین صد سے زائد اصحاب نے شرکت کی۔

15 نومبر کی شام کو ہیگ کی ایک چرچ سوسائٹی کی طرف سے اسلام اور احمدیت کے موضوع پر ایک تقریر کروائی گئی۔ مکرم حافظ صاحب موصوف نے ایک گھنٹہ تک تعلیمات اسلامیہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد وقفہ سوالات تھا چنانچہ حاضرین نے اپنے پادری صاحب کی موجودگی میں دیر تک تبادلہ خیالات کیا۔

اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں مختلف دیگر مجالس کے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کے متعدد مواقع میسر آئے۔

مذکورہ تنظیم کی طرف سے ان کے خاص اجلاسوں میں شمولیت کے لئے دعوت نامہ موصول

ہوا۔ جبکہ ایک امریکن لیکچرار ’’مسئلہ فلسطین اور عرب دنیا‘‘ کے بارہ میں تقریر کر رہا تھا۔ اس موقع پر مکرم حافظ صاحب اور خاکسار نے شرکت کی۔ تقریر کے بعد مسلم مہاجرین فلسطین کی ایک فلم بھی دکھائی گئی۔ جس میں ان کی حالت قابل رحم دکھائی دیتی تھی۔

یکم اکتوبر کو ہالینڈ کی ایک مشہور تنظیم ’’برد رہڈ ایسوسی ایشن‘‘ کے زیر انتظام ایک دوروزہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متعدد مقامی سوسائٹیوں نے شرکت کی۔ احمدیہ مسلم مشن ہالینڈ کی طرف سے خاکسار کو شامل ہونے کا موقع ملا۔ جہاں مختلف تنظیموں کے سرکردہ حضرات سے ملاقات کی۔ اور مجلس کے اراکین سے تعارف حاصل کیا۔ اس موقع پر مجالس کو اپنا لٹریچر رکھنے کی بھی اجازت تھی۔ خاکسار نے جماعت کے ایک ممبر مسٹر ہاؤ برختس عمر کے تعاون سے لٹریچر بھی رکھا جسے بعض لوگوں نے خریدا۔ نیو مشن ہاؤس کی تبلیغی مساعی پر مشتمل ایک پمفلٹ بھی لوگوں میں تقسیم کیا۔

24 نومبر کی شام کو مذکورہ بالا ایسوسی ایشن کا ایک خاص اجلاس ہوا۔ جس میں بیس مختلف مجالس کے نمائندگان کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ مکرم امام مسجد صاحب ہالینڈ کو دعوت نامہ موصول ہوا۔ آپ نے اس اجلاس میں شریک ہو کر ہالینڈ کی مختلف انجمنوں کے سرکردہ منتظمین سے تعارف حاصل کیا اور انہیں مشن سے متعارف کرایا۔ اس کے نتیجہ میں سوسائٹی کی طرف سے ان کے آئندہ سال کے لئے لیکچروں کے پروگرام میں مکرم حافظ صاحب کو اسلام پر تقریر کے لئے درخواست کی گئی جو آپ نے بخوشی منظور کر لی۔

19 نومبر کو ایک اعلیٰ طبقہ کی فعال تنظیم (OPEN FIELD MEETING) کے ایک سرگرم منتظم اور صوفی منش انسان مسٹر قیصر وفات پا گئے۔ آپ کے چونکہ احمدیہ مشن کے ساتھ دیرینہ اور مخلصانہ تعلقات تھے۔ اس لئے منتظمین کی طرف سے مکرم حافظ صاحب کو بھی اس افسوسناک واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ حافظ صاحب موصوف تعزیت کے لئے موضع (BAAREN) تشریف لے گئے۔ اس موقع پر ایک بیرن (اونچی ڈچ فیملی) سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے آپ کو اپنے چند دوستوں کے ساتھ چائے پر مدعو کیا۔ یہ صاحب کسی زمانہ میں ہالینڈ کی ملکہ جولیانہ کے پرائیوٹ سیکرٹری کے طور پر کام کر چکے ہیں۔ ان کے ہاں آئے ہوئے ڈاکٹروں اور پروفیسروں سے ملاقات کر کے ان کو مشن سے متعارف کرایا۔

مکرم امام صاحب بیت الذکر ہالینڈ اور جماعت کے ایک ممبر کو حکومت نائیجیریا کی طرف سے ان کے یوم آزادی کی تقریبات میں شمولیت کی دعوت ملی۔ چنانچہ مکرم حافظ صاحب معہ اہلیہ صاحبہ شرکت کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔

گزشتہ سال نائیجیریا کے مغربی حصہ کے ایک لوکل وزیر بیت الذکر میں تشریف لائے تو جماعت

کی تبلیغی مساعی سے خاصے متاثر ہوئے آپ کا دل اسلام کی محبت کے جذبہ سے سرشار تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے ملک کے اس پر از مسرت موقع پر ہالینڈ مشن کو خاص طور پر یاد رکھا۔ جماعت ہالینڈ میں مسز ناصرہ زمرمان کو شمولیت کا موقع ملا۔ مکرم امام صاحب دو ہفتہ کے قریب گورنمنٹ نائیجیریا کے مہمان رہے اس عرصہ میں آپ کو اس ملک میں متعدد مواقع اسلام اور احمدیت کی خدمت کے میسر آئے۔

ایک پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں مکرم حافظ صاحب نے پریس کے نمائندگان کو خطاب کیا۔ یہ کانفرنس برادرم مکرم مولوی فیروز محی الدین صاحب مبلغ مغربی افریقہ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ محکمہ براڈ کاسٹ والوں کو ایک انٹرویو دیا جو نشر ہوا۔

ہماری ڈچ احمدی بہن مسز ناصرہ زمرمان جو اس موقع پر مدعو تھیں کو وہاں کے ٹیلی ویژن پر اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔

نائیجیریا کے شہر اباداں میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے آزادی کے موقعہ پر ایک بہت بڑے رسپشن کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ مکرم حافظ صاحب امام بیت الذکر ہالینڈ کو اظہار خیالات کا موقع دیا گیا۔ آپ نے اس اجتماع میں جماعت احمدیہ کو متعارف کراتے ہوئے نائیجیریا میں احمدیہ مشن کی مساعی اور خدمات کا ذکر کیا۔ یہ اجتماع اپنے اندر ایک خاص رنگ رکھتا تھا۔ جس میں ویسٹرن ریجن نائیجیریا کے ممتاز اصحاب شریک تھے۔ اس اجتماع میں وزیر اعلیٰ کے سوا صرف چند ایک احباب کو ہی اظہار خیال کا موقع ملا تھا۔

مشن ہاؤس لیگوس کی طرف سے اس موقعہ پر مکرم جناب حافظ صاحب اور محترمہ ناصرہ زمرمان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جو مکرم برادرم جناب سیفی صاحب رئیس التبلیغ کی زیر نگرانی سرانجام پائی۔ اس تقریب میں جماعت لیگوس کی طرف سے آمدہ مہمانوں کو پر از اخلاص ایڈریس پیش کیا گیا۔ اور تصاویر لی گئیں۔ اسی اجتماع میں جماعت لیگوس نے مکرم جناب شاہ نواز کو بھی خوش آمدید کہا۔ جو انہی دنوں تبلیغ کے سلسلہ میں مغربی افریقہ تشریف لائے ہوئے تھے۔

نائیجیریا سے واپسی پر وہاں کے لوکل وزیر صاحب نے بطور اعزاز اپنے ملک کا ایک لباس اور وہاں کی صنعت کا ایک نمونہ تحفةً مکرم حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

نائیجیریا سے واپس ہوتے ہوئے آپ کو چند روز لنڈن مشن میں قیام کرنے کا موقعہ ملا جہاں مسجد فضل لنڈن میں نماز جمعہ پڑھانے کی توفیق آپ کو ملی۔ آپ کے اس قیام کے دوران برادر مکرم بشیر احمد صاحب رفیق مبلغ لنڈن نے پر اخلاص مہمان نوازی کی نیز مکرم جناب امام صاحب اور دیگر بہت سے احباب جماعت نے مختلف رنگوں میں اپنے محبت بھرے برادرانہ جذبات کا اظہار کیا، اشاعت تالیف واشاعت

جماعت کے ممبران کی تعلیم وتربیت، نماز جمعہ میں باقاعدگی گفتگو اور ملاقاتوں، ترسیل لٹریچر وخط کتابت وغیرہ میں خاص مصروفیت رہی۔

جماعت اور غیر از جماعت کو مقامی حالات کے مطابق مسائل اسلامیہ اور تاریخی وعلمی مضامین سے روشناس کرانے کے لئے مختلف مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ الاسلام اور ہالینڈ میں اسلام کے عنوان سے مضامین شائع ہوئے۔ ISLAM IN THE NETHER LANDS کے نام سے آٹھ صفحات پر مشتمل ہمارا دوسرا پمفلٹ شائع ہوا جس میں کتب حدیث اور ان کے امام اور جمع حدیث پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے یہ پمفلٹ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تیار کیا گیا۔

اسی عرصہ میں ہمارے رسالہ ''الاسلام'' کا ماہ نومبر کا شمارا نکلا جس میں چند آیات قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ۔ 32 احادیث نبویہؐ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف کلام کا ایک ایمان افروز اقتباس، جماعت میں داخل ہونے کے شرائط اور مشن کے پبلک جلسوں کے اعلانات وغیرہ سائیکلوسٹائل کر کے شائع کئے گئے اور متعدد کاپیاں مختلف زیر تبلیغ اصحاب کو ارسال کی گئیں۔

امام صاحب کی نگرانی میں فرنچ لٹریچر کی تیاری کا کام شروع ہے۔ قرآن کریم کے فرانسیسی ترجمہ کی نقل ثانی ہو رہی ہے دیباچہ قرآن کریم کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا فرانسیسی ترجمہ نظر ثانی مکمل ہونے کے بعد پریس میں زیر طبع ہے اور پروف ریڈنگ ہو رہی ہے۔

احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کی غرض سے جہاں تقاریر، خطبات جمعہ، مجالس علمیہ اور مضامین کی اشاعت کے ذریعہ توجہ کی جاتی رہی وہاں خاکسار انفرادی طور پر قرآن پاک، نماز، عربی اور دیگر مسائل کے اسباق دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔

نماز جمعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدگی سے ادا کی جاتی رہی جس میں بعض اوقات احباب جماعت کے علاوہ دیگر حضرات بھی شریک ہوتے رہے۔ اکثر اوقات مکرم امام صاحب ہی نماز پڑھاتے رہے۔ آپ نے خطبات میں مختلف تربیتی اور تعلیمی امور کے متعلق خیالات کا اظہار کیا قرآن کریم کی آیات کی تشریح بیان فرماتے ہوئے حاضرین کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرمعارف کلام کے بھی مختلف اقتباسات پیش فرمائے۔

مکرم امام صاحب کی عدم موجودگی میں محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب موصوف نے بھی چند بار ایمان افروز خطبات سے حاضرین کو نوازا۔ آپ نے موجودہ زمانہ میں سائنسی ترقیات اور قرآن کریم کی تعلیمات کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

بعض مواقع پر بتوفیق ایزدی خاکسار کو بھی نماز جمعہ پڑھانے کے مواقع ملے۔ جن میں اسلام اور احمدیت کے مختلف پہلوؤں پر خیالات کا اظہار کیا گیا۔ فالحمدللہ

اس عرصہ میں مکرم جناب امام صاحب کو پبلک یونیورسٹی ہیگ کے ڈائریکٹر صاحب، پاکستان، متحدہ جمہوریہ عرب، ٹرکی اور ایرانی سفارت خانوں کے افسران سے ملاقات اور گفتگو کے مواقع ملے۔ نیز آپ نے ایران کے نئے آمدہ سفیر صاحب سے سفارت خانہ کبریٰ ایران میں جا کر ملاقات کی اور انہیں مسجد ہالینڈ کی مساعی برائے اشاعت اسلام سے متعارف کرایا اور سابق سفیر ایران جناب معتمدی صاحب کے مخلصانہ تعلقات سے آگاہ کیا اس موقع پر خاکسار بھی ہمراہ تھا۔ سفیر موصوف بڑی خوش خلقی سے پیش آئے اور دیر تک گفتگو کرتے ہوئے جماعت کی تبلیغی مساعی کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی فرماتے رہے۔ مشن کی طرف سے مکرم امام صاحب نے ان کی خدمت میں کتاب لائف آف محمدؐ بطور تحفہ پیش کی۔ جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔

مشن کے ماہانہ رسالہ الاسلام کے سلسلہ میں نیز فرانسیسی ترجمہ قرآن کریم و دیگر لٹریچر کی تیاری کے بارہ میں مکرم حافظ صاحب کو پہلی بار منتظمین پریس سے ملنا پڑا۔ خاکسار نے اس سلسلہ میں معلومات کے لئے مختلف مطبع خانہ میں جا کر کارکنان سے ملاقات کی۔

ایک کٹر قسم کے عیسائی مکتب فکر کے ''یہوواہ وٹنس'' کے دو واعظین سے مکرم امام صاحب کی دو دفعہ گفتگو ہوئی۔ خاکسار نے بھی ایک بار ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ دونوں واعظین اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے مسکت استدلال کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور بڑے پادری صاحب سے مشورہ کر کے جوابات دینے کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے۔

مشن کے پبلک جلسوں اور دیگر تبلیغی مساعی کے اعلانات و رپورٹوں کی اشاعت کے سلسلہ میں خاکسار نے متعدد بار اخباری مراکز میں جا کر منتظمین حضرات سے انفرادی طور پر ملاقاتیں کیں جو نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔

ایک کیتھولک پادری صاحب خاص طور پر مسجد میں تشریف لائے اور اسلام اور احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کرتے رہے۔ خاکسار ان سے گفتگو کرتا رہا اور جملہ سوالات کا جواب دیتے ہوئے مطلوبہ معلومات مہیا کیں۔

مذہبی گفتگو کے دوران خاکسار کے دریافت کرنے پر کہ آپ تثلیث اور الوہیت کے مسئلہ کو دوسرے لوگوں کے سامنے کن دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ ہمارے عقیدے

کے مطابق ایمانیات میں دیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ۔ یہ صرف ایمان اور یقین کا مسئلہ ہے۔ اور ایک پوشیدہ راز ہے۔

اس عرصہ میں خاکسار کو احباب جماعت و دیگر زیر تبلیغ حضرات کے گھروں پر جا کر بھی ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ جہاں مختلف اسلامی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور احمدیت کے مخصوص عقائد پر سوالات کا جواب دیا۔

ایک ڈچ ممبر نے چار عرب مسلمانوں اور ایک غیر مسلم ڈچ کو اپنے ہاں مدعو کر کے خاکسار کو بلایا۔ چنانچہ اس موقع پر اسلامی پردہ، تعدّد ازدواج، اسلام میں فوٹو کا مسئلہ وغیرہ موضوعات پر بحث ہوتی رہی ۔ 23

جرمنی، ڈنمارک ان ممالک میں تبلیغ اسلام سے متعلق اخبار الفضل (19-21 مارچ 1961ء) نے وکالت تبشیر کے توسط سے حسب ذیل رپورٹ سپرد اشاعت کی:

> خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں مشن ہائے جرمنی و ڈنمارک حسب سابق تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ تبلیغی جلسوں اشاعت و تقسیم لٹریچر ذاتی ملاقاتوں اور قرآن کریم کی ڈینش ترجمہ کی تیاری و اشاعت کا کام خوش اسلوبی سے جاری رہا۔ نومسلم جرمنوں کی تعلیم عربی تدریس قرآن کریم نیز مسائل دینی سے واقفیت پیدا کرنے کے سلسلہ میں خاص طور سے کوشش کی جاتی رہی۔ بعض ملکی و غیر ملکی قابل قدر شخصیتوں سے ملاقات کر کے جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام کے متعلق سرگرمیوں سے متعارف کرایا گیا۔ اس سلسلہ کی سب سے اہم شخصیت صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں ہیں۔ جرمنی و ڈنمارک کے اخبارات و رسائل میں اس دوران جماعت احمدیہ کی خدمت اسلام کے بارہ میں نہایت عمدہ تبصرہ جات شائع ہوئے۔ جن میں سے قابل ذکر مغربی جرمنی کی حکومت کے خاص بلٹین میں جماعت احمدیہ کے جرمنی میں تبلیغی کام کی تفصیلی رپورٹ ہے۔ جسے حکومت سوڈان کے سرکاری اخبار نے بھی من وعن شائع کیا۔ ان سرگرمیوں کی کسی قدر تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔
>
> خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے مشن کی تقاریب ایک اہم مقام حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ جس کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ ہمارے مشن کی تقاریر کے موقعہ پر اس قدر لوگ جمع ہو جاتے ہیں کہ لیکچر روم کی وسعت ناکافی ثابت ہوتی ہے۔ حاضرین تقاریر کو

پورے انہماک واطمینان سے سنتے ہیں اور سوالات کے ذریعہ اسلام کے بارہ میں اپنی غلط معلومات کی تصحیح کے خواستگار ہوتے ہیں۔اور یہ سلسلہ اس قدر لمبا چلتا ہے کہ بعض اوقات رات ڈھلنے لگتی ہے۔

نومبر کی اہم تقریر زدنن برگ کے بین الاقوامی ادارۂ محنت کی دعوت پر محترم چوہدری عبداللطیف صاحب نے ان کے بین الاقوامی اجلاس میں کی۔اس کا موضوع پاکستان اور اسلام تھا۔آپ نے پاکستان اوراسلام کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کی پیدائش کا سبب ہی اسلام ہے اوراس نظریہ کا نقطۂ مرکزی اسلامی اخوت وبرادری ہے۔جس کی خاطر ہندوستان کو تقسیم کیا گیا۔تا مسلمان اپنی اکثریت کے صوبوں کی ایک حکومت قائم کرکے اسلام کی تبلیغ وترویج میں پورے قوت واخلاص سے منہمک ہوجائیں چنانچہ ہماری جماعت کا مرکز اسی اسلامی مملکت میں ہے۔اورہم دنیا بھرکواسلام کا شیریں جام پلانے کے عزم سے نکلے ہیں۔سوالات کے وقفہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ موجودہ حکومت اپنے فرائض کو پوری طرح سمجھتی ہے۔اس حکومت نے ملک بھرمیں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑادی ہے۔اوراگراسی عزم وقوت سے کام جاری رہا۔تووہ دن دورنہیں جب پاکستان دنیا کی ترقی یافتہ حکومتوں کی ہمسری کرے گااس موقعہ پراسلام کے بارہ میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔حاضرین نے تقریر کو بے حد پسند کیااورمحترم چوہدری صاحب سے اس موقعہ کی یادگار قائم رکھنے کے لئے ان کتابوں پر دستخط بھی لئے۔

نومبر کی دوسری تقریر برادرم ناصر نکولسکی صاحب کی تھی۔آپ جرمن نومسلم ہیں اور حال ہی میں پاکستان وہندوستان کے دورہ سے لوٹے ہیں۔آپ ربوہ اورقادیان بھی تشریف لے گئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ نے جلسہ سالانہ 1959ء میں شرکت کی اوراپنے ہمراہ کئی ایک نہایت قیمتی سلائڈز لائے ہیں۔اپنے دورہ کے حالات بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مراکز ربوہ اور قادیان کے روحانی ماحول کی بے حد تعریف کی اور بتایا کہ کس طرح ان دونوں مقدس شہروں کے باسی شب وروز خدمت اسلام میں مصروف ہیں یہ لوگ اپنی زندگیوں کواسلامی رنگ میں رنگین کرنے کے بعد دنیا بھرکو یہ روحانی مائدہ پیش کرنے نکل کھڑے

ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر دکھاتے ہوئے آپ نے بتایا کہ یہ لوگ موجودہ وقت میں اسلام کے احیاء کا پیغام لے کر اٹھے ہیں اور خدائی نصرت نے ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا ہے۔ اور آج دنیا کے کونے کونے میں سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہو رہی ہیں۔ چنانچہ آپ نے جلسہ سالانہ کے روح پرور مناظر پیش کئے۔ اور اس جم غفیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ نصف صدی قبل ایک گمنام شخص نے اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے کہا ہے کہ لوگ دور دراز کا سفر کر کے راستوں کو پامال کرتے ہوئے تیرے دیار پر حاضر ہوں گے۔ اس وقت اس کے ساتھ چند آدمیوں کی جماعت بھی نہ تھی۔ اور آج ہزاروں ہزار شیدائی اس جلسہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ جو بجائے خود مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کی دلیل ہے۔

اس موقعہ پر حاضرین کی تعداد غیر معمولی تھی اور انہوں نے پاکستان و ہندوستان کے علاوہ اسلام اور احمدیت کے بارہ میں بھی سوالات کئے جن کے شافی جوابات فاضل مقرر نے دیئے۔

تیسری تقریر جنوری 1961ء میں محترم چوہدری عبداللطیف صاحب نے اسلام اور بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر مسجد ہمبرگ میں کی۔ آپ نے اسلام کی ہمہ گیری کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام صرف افراد کا ذاتی مذہب ہی نہیں بلکہ وہ قوموں اور حکومتوں کے لئے بھی ایک لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ جس کے تحت افراد کے حکومت سے اور حکومت کے افراد سے تعلقات کے علاوہ حکومتوں کے حکومتوں سے تعلقات کے بارے میں بھی ایسے زریں اصول وضع کئے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں دنیا ایک دائمی امن کا مسکن بن سکتی ہے۔ جس کے لئے آج دنیا بھر کے لیڈر تگ و دو کر رہے ہیں۔ لیکن جب تک وہ ان اصولوں کو پوری طرح اپنا نہیں لیتے۔ اس وقت تک دنیا پر جنگ کا منحوس سایہ منڈلاتا رہے گا۔

سوالات کے وقفہ میں آپ نے نہایت شرح وبسط سے اس اعتراض کا جواب دیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ آپ نے مشہور مستشرقین کے حوالوں سے بتایا کہ یہ بودا الزام دش اسلام کے ذہنوں کی پیداوار ہے جس کی تائید تاریخ سے نہیں ہوتی۔ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ اسلام کو تلوار کے زور سے مٹانے کی منظّم کوشش عیسائیوں کی طرف سے کی گئی ہے

جیسا کہ سپین میں ہوا تو چنداں غلط نہ ہوگا۔حاضرین نے پوری کارروائی کو دلچسپی سے سنا۔اوراسلام پر کئے گئے اعتراضات کا جواب پا کراطمینان کا اظہار کیا۔

محترم چوہدری صاحب کی صاحبزادی عزیزہ امتہ المجید نے دو دفعہ اپنے سکول کی طالبات کی مجلس میں اسلام اور پاکستان کے بارہ میں تقریریں کیں۔جس کے باعث طالبات میں اسلام سے ایک گونا دلچسپی پیدا ہوگئی اور انہوں نے سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ان تقاریر کا خلاصہ ٹائپ کر کے طالبات میں تقسیم بھی کر دیا گیا خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تقاریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔

سفر ڈنمارک

قرآن کریم کے ڈینش ترجمہ کا پہلا پارہ نومبر میں شائع کیا گیا۔اس موقعہ پر ایک ریسپشن کی گئی۔جس میں اسلامی ممالک کے سفیر،نمائندگان پریس اور دیگر کئی ایک کوپن ہیگن کے مقامی معززین شریک ہوئے۔محترم چوہدری عبداللطیف صاحب خاص طور سے اس تقریب میں شمولیت کے لئے ڈنمارک تشریف لے گئے۔اس موقع پر جناب عبدالسلام صاحب میڈسن جو کہ ڈینش احمدی اور قرآن کریم کے مترجم ہیں نے چوہدری صاحب کا تعارف کروایا اور بتایا کہ آپ جرمنی اور ڈنمارک کے رئیس التبلیغ ہیں اور گزشتہ گیارہ سال سے جرمنی میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجالا رہے ہیں۔چنانچہ قرآن کریم کے ڈینش ترجمہ کی اشاعت اور اسے عوام میں متعارف کروانے کے لئے آج کی محفل منعقد کی گئی ہے۔اورآپ مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے ہیں۔محترم چوہدری صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن کریم کے نزول،جمع وترتیب اور حفاظت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آج صرف یہی ایک الہامی کتاب ایسی ہے جس کے بارہ میں پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ آج تک ردوبدل سے محفوظ ہے۔اور خدائی وعدہ ہے کہ قیامت تک انسانی دست برد سے مامون رہے گی۔لیکن صرف یہی ایک پہلو ایسا نہیں جو قرآن کریم کو امتیاز دیتا ہے بلکہ قرآنی تعلیمات جو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں دینی تکمیل کے باعث اور تمام زبانوں اور تمام ملکوں میں قابل عمل ہونے کی وجہ سے شریعت اسلامی کا طرۂ امتیاز ہیں۔پس ہم نے مناسب سمجھا کہ ڈینش زبان کے بولنے والوں کو اس نعمت عظمیٰ سے متعارف کروائیں تا وہ بھی قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر اطلاع پائیں اور بچشم خود انہیں پورا

ہوتا دیکھیں۔آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ دنیا کی کئی ایک زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر چکی ہے۔صرف یورپ ہی کو لیا جائے تو یہ ترجمہ چوتھے نمبر پر آتا ہے۔اس سے قبل ہم انگریزی، ڈچ اور جرمن زبانوں میں تراجم شائع کر چکے ہیں۔اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے توقع رکھتے ہیں کہ دنیا کی ہر زبان میں اس مقدس اور پیاری کتاب کا ترجمہ کر کے ہر ایک انسان کے لئے آسمانی مائدہ کا سمجھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا آسان کر دیں گے۔انشاءاللہ۔

حاضرین مجلس نے جماعت احمدیہ کی اس عظیم خدمت کو بے حد سراہا اور اخبارات نے خاص طور پر اس بارہ میں مضامین شائع کئے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے یہ ترجمہ ہمارے نومسلم بھائی عبدالسلام صاحب میڈسن کر رہے ہیں۔اور ان کی نگرانی برادرم کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا فرما رہے ہیں۔خدا تعالیٰ انہیں اس خدمت کا اجر عطا فرمائے۔آمین۔ اب تک اس ترجمہ کے دو پارے شائع کئے جا چکے ہیں۔فی الحال ترجمہ پاروں کی صورت میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔تکمیل پر انہیں یکجا کر کے کتابی صورت دی جائے گی۔

کوپن ہیگن کی مجلس آلیز بردر ہڈ (جو اخوت انسانی پیدا کرنے والی ایک عالمی مجلس ہے) کی دعوت پر مؤرخہ 7 نومبر کو ''اسلام حقیقت میں'' کے موضوع پر محترم چوہدری صاحب نے تقریر کی آپ نے اسلامی اصول کی تشریح کی اور ان کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے خاص طور پر اسلامی اخوت کے اصول پر زور دیا اور بتایا کہ اسلام میں رنگ و نسل اور قوم وملت کا کوئی جھگڑا نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے انسان ہیں جنہوں نے یہ آواز بلند کی لافضل لعربی علی اعجمی اور ایسے وقت میں یہ اعلان کیا جبکہ عرب غیر قوموں کو اپنے برابر سمجھنا تو الگ رہا حیوان ناطق تک قرار دینا پسند نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت قدسیہ نے عرب کی سرزمین میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ قرآنی ارشادات اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ۔انسانوں کی قدر و منزلت پرکھنے کے لئے کسوٹی قرار پایا۔رنگ و نسل کا امتیاز اس حد تک ان کے دلوں سے اُٹھ گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا عظیم المرتبت انسان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اَمِیۡرُنَا کہتا ہے اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔اس پُر حکمت تعلیم کے باعث آج تک مسلمان اپنے ہمسروں سے بڑھ کر تواضع اور وسیع الحوصلہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جو شخص اسلام کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر دھرتا ہے وہ خواہ امیر ہے یا

غریب، خواہ سفید ہے یا سیاہ، یورپین ہے یا افریقن سب کے ساتھ ایک سطح پر آ جاتا ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جو چیز انہیں عظمت دیتی ہے وہ تقویٰ اللہ ہے نہ کہ رنگ و نسل یا ملک اور قوم۔

تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ محترم چوہدری صاحب کی تقریر سے حاضرین اس درجہ متاثر ہوئے کہ مجلس کے صدر نے اپنی مجلس کا خاص نشان (بیج) اسی وقت چوہدری صاحب کی اچکن پر لگایا اور اعلان کیا کہ آج کی تقریر نے ہمیں اسلام کے بہت قریب کر دیا ہے اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ فاضل مقرر کو اس کامیاب تقریر پر اپنی مجلس کی طرف سے ایک تمغہ بطور یادگار پیش کیا جائے انہوں نے بتایا کہ آج تک ان کی مجلس نے صرف تین ایسے تمغے عظیم مقرروں کو پیش کئے ہیں۔ اور یہ چوتھا امتیازی تمغہ ہے جو آج کے فاضل مقرر کو پیش کیا جائے گا۔

ہمارے ڈینش احمدی بھائی عبدالسلام صاحب بڑے اخلاص سے کام کرنے والے نوجوان ہیں اور قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے علاوہ مختلف سوسائٹیوں میں تقاریر کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف رہے۔

محترم صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مؤرخہ 20 جنوری 1961ء کو ہمبرگ تشریف لائے۔ آپ کا استقبال یہاں پر مقیم پاکستانیوں نے کیا۔ امام صاحب مسجد ہمبرگ نے صدر موصوف کو پھولوں کا خاص طور سے تیار شدہ ہار پہنایا اور تمام پاکستانیوں کی طرف سے ہمبرگ میں آپ کو خوش آمدید کہا۔ اخبارات نے مشرقی انداز کے اس استقبال کو بہت سراہا اور ہار پہنانے کی تصاویر شائع کر کے لکھا کہ امام مسجد ہمبرگ نے اپنے صدر کو پھولوں کا ہار پہنا کر مشرقی روایات کو زندہ کر دیا ہے۔ اور لکھا کہ جرمنی بھر میں اس سے زیادہ پر جوش اور مؤثر استقبال اور کسی جگہ نہیں ہوا۔

دوسری بار محترم صدر مملکت سے ملاقات کے لئے امام صاحب اور خاکسار اٹلانٹک ہوٹل میں حاضر ہو گئے صدر موصوف نے بڑے اطمینان سے جماعت احمدیہ کی اسلامی تبلیغی سرگرمیوں کی تفاصیل سنیں۔

اسی موقعہ پر خاکسار کو صدر محمد ایوب خاں کے ذاتی معالج بریگیڈئر محمد سرور سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔ جس میں خاکسار نے انہیں جرمنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی گئی

مساجد، جرمن ترجمہ قرآن کریم اور دیگر تبلیغی مساعی سے مطلع کیا۔

حکومت جرمنی کے سرکاری بلٹین میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور مساجد کی تعمیر کے بارہ میں ایک مفصل مضمون مع فوٹو مسجد ہمبرگ شائع ہوا۔ یہی مضمون سوڈان کے سرکاری اخبار ''ڈیلی وڈان'' نے من وعن نقل کیا۔ اسی طرح روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے اپنی خصوصی اشاعت میں مضمون کا خلاصہ شائع کیا۔ اس مضمون کی سرکاری پرچوں میں اشاعت اس گہرے اثر کی ضامن ہے جو جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان ممالک میں پیدا ہو چکا ہے اس کے علاوہ اسلام کے بارہ میں ایک مضمون یہاں کے ایک مقامی سکول کے رسالہ کے ایڈیٹر نے خاکسار سے انٹرویو لینے کے بعد شائع کیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ملاقاتوں کا سلسلہ وسیع رہا۔ مسجد میں تشریف لانے والوں کو اسلام کے بارہ میں مفصل معلومات بہم پہنچائی جاتی رہیں۔ اس کے علاوہ جناب امام صاحب نے کرسچین اکاڈمی (جو عیسائی مشنری تیار کرنے کا ادارہ ہے) کے سربراہ سے ملاقات کی اور اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبادلہ خیالات کیا۔ اسی طرح مشہور مستشرق پروفیسر شپولر کی دعوت پر محترم امام صاحب انہیں ملنے گئے۔ کئی ایک اہم امور پر تبادلہ خیال کرنے کے علاوہ پروفیسر شپولر کی درخواست پر آپ نے اسلامک سٹڈیز کے ریسرچ سکالرز کو مسجد میں آنے کی دعوت دی اور اسلام کے بارہ میں تفصیلی معلومات بہم پہنچانے کا وعدہ کیا۔

اس دوران مراکو کی ایک اہم شخصیت جناب حسن عبدالقادر معرب کچھ دنوں کے لئے ہمبرگ آئے آپ جب تک یہاں مقیم رہے باقاعدگی سے نماز جمعہ کے لئے تشریف لاتے رہے۔

جرمنی بھر سے لٹریچر کے لئے درخواستیں موصول ہوتی رہیں۔ جنہیں فوری طور پر مطلوبہ لٹریچر مہیا کیا جاتا رہا۔ مشن کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کے مسئلہ پر نئی تحقیق کی روشنی میں ایک کتاب شائع کی گئی جسے ہمارے جرمن احمدی مکرم ایس عبداللہ جرنلسٹ نے محترم چوہدری عبداللطیف صاحب کی مدد سے لکھا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب بہت مقبول ہو رہی ہے۔ تمام قابل ذکر اخباروں کو کتاب تبصرہ کے لئے بھجوائی گئی ہے۔

ہمارے جرمن بھائی خالد دتلف برلن میں بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔انہیں بھاری مقدار میں لٹریچر مہیا کیا جاتا رہا جسے وہ دلچسپی رکھنے والوں میں تقسیم کرتے رہے۔

مغربی افریقہ

اس سال مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے مجاہدین کی سرگرمیوں سے متاثر ہوکر ایک یورپین دانشور ''سیسل نارتھ کاٹ'' نے ایک مقالہ سپرد قلم کیا جو ''پاکستان ٹائمز'' نے اپنی 11 دسمبر 1960ء کی اشاعت میں دیا ذیل میں اس کے ابتدائی حصہ کا اردو ترجمہ دیا جاتا ہے۔

''مغربی افریقہ میں اسلام کی پیش قدمی''

مغربی افریقہ کے ممالک کی آزادی نے ساحلی علاقوں میں اسلام کے حق میں ترقی کی ایک رُو پیدا کر دی ہے۔اسلام افریقن لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے۔کیونکہ افریقہ میں یہ اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ گویا یہ افریقہ کی کالی اقوام کا ہی مذہب ہے۔عیسائیت کے برخلاف اسلام انسانی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر نئے آنے والے کو بسہولت اپنے اندر سمو لیتا ہے۔کیونکہ اسلام کی سادہ تعلیم کے پیش نظر اس کو کسی قباحتوں سے دوچار نہیں ہونا پڑتا۔

اس ضمن میں سیرالیون اور مغربی نائیجیریا دو اہم علاقے ہیں سیرالیون بھی اگلے اپریل میں آزاد ملکوں کی برادری میں شامل ہو جائے گا۔مغربی نائیجیریا وہ علاقہ ہے۔جہاں عیسائیت کا ماضی نہایت شاندار روایات کا حامل رہا ہے۔لیکن اب انہی دو علاقوں میں اسلام کو نمایاں ترقی حاصل ہو رہی ہے۔اور معلوم ہوتا ہے کہ سیرالیون تو احمدی مسلمانوں کی منتخب سرزمین ہے جہاں وہ پاکستان سے آئے ہوئے منظّم مشنوں کے ماتحت نہایت مضبوط حیثیت میں سرگرم عمل ہیں۔احمدیہ جماعت اس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے کہ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں موجودہ دنیا کی راہ نمائی کے لئے پیش کرے۔اور یہ عیسائیت کے لئے ایک چیلنج ہے۔اور اب تو انہوں نے سیرالیون میں باقاعدہ ڈاکٹری مشن کھولنے کا بھی عزم کر لیا ہے۔اور وہاں احمدیہ سکولوں کی تعداد بھی بتدریج بڑھ رہی ہے۔

باوثوق ذرائع سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مغربی افریقہ کے ساحلی علاقوں میں اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ ترقی کر رہا ہے۔نائیجیریا کا وسیع شمالی علاقہ اسلام کا گڑھ بن چکا ہے جو باوجود عیسائی مشنوں کی سالہا سال کی کوششوں کے مذہبی اعتبار سے

ناقابل تسخیر اسلامی ملک ثابت ہوا ہے۔ بلکہ خود جنوب کے جنگلاتی علاقہ میں جہاں عیسائی مشنز نہایت مضبوط ہیں وفود بھیج کر اسلامی اثر ورسوخ بڑھا رہا ہے۔اوراب نائیجیریا کے آزاد ہوجانے پر ان دونوں بڑے مذاہب کے ایسے تصادم کا امکان ہے۔جواب تک کہیں اوررونما نہیں ہوا ہے۔کیونکہ یہاں اسلام اورعیسائیت نہایت جوش وخروش کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کمر بستہ ہیں تاکہ ان قبائل کو اپنے زیر اثر لائیں۔جو کسی مذہب سے وابستہ نہیں بلکہ تو ہماتی شرک میں مبتلا ہیں۔اس مقابلہ کے نتیجہ پر ہی افریقہ کے مستقبل کا انحصار ہے۔[24]

غانا:

اس سال احمدیہ مشن غانا نے مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ انچارج اور دوسرے مجاہدین احمدیت کی سربراہی میں تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور انتظامی غرض کہ ہر اعتبار سے خوب ترقی کی جس کا خلاصہ مولانا صاحب کے الفاظ میں سپرد قرطاس کیا جاتا ہے۔تحریر فرماتے ہیں۔

پہلی رپورٹ:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مشن غانا کے مبلغین کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں جنوری سے مارچ تک 92 اشخاص نے اسلام قبول کیا۔خاکسار نے عرصہ زیر رپورٹ میں 16 مقامات کا دورہ کیا متعدد لیکچر دیئے ایک صد لوگوں تک بذریعہ پرائیویٹ ملاقات پیغام حق پہنچایا۔123 میل سفر طے کیا بمقام بیڈوم جہاں احمدیہ جماعت خاصی تعداد میں پائی جاتی ہے۔وہاں لوکل کونسل کی طرف سے ایک سکول قائم ہے اس سکول کی عمارت بنانے میں ممبران جماعت احمدیہ نے بھی گاؤں کے دوسرے غیرمسلم لوگوں کی طرح مدد دی۔اس سکول کی مینیجری رومن کیتھولک مشن کے ہاتھوں میں ہے۔حسب معاہدہ اس سکول میں ایک احمدی رکھنا ضروری تھا تاکہ دینیات کی گھنٹیوں میں مسلم طلباء کو وہ دینیات پڑھا سکے۔کئی سالوں تک اس سکول میں ہر وقت ایک احمدی ٹیچر مقرر کیا جاتا رہا ہے۔لیکن امسال رومن کیتھولک مشن نے احمدی ٹیچر کو سکول میں رکھنے سے انکار کر دیا۔اس پر میں نے علاقہ کے ایجوکیشن آفیسر کو لکھا نیز جماعت نے بھی لوکل کونسل پر زور دیا۔جس کے نتیجہ میں بجائے ایک ٹیچر کے دو احمدی ٹیچروں کے تقرر کا فیصلہ ہوا۔19 جنوری کو عزیزم

عبدالوہاب صاحب (جو ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے حال ہی میں اپنے وطن روانہ ہوئے ہیں) کی والدہ ایک گاؤں میں فوت ہوگئیں۔ان کا وہاں نماز جنازہ جا کر پڑھا۔اور بعدازاں ایک پبلک لیکچر دیا۔مؤرخہ 25 جنوری کو آکرے ڈائریکٹر آف ورنیکولر بیرو کو ترجمۃ القرآن فینٹی کے سلسلہ میں جا کر ملا۔انہوں نے کہا کہ فینٹی میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے پر وہ پندرہ سو پونڈ وصول کریں گے۔اشاعت کا خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔4 ہزار نسخوں پر قریباً ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ خرچ کا اندازہ ہے۔ڈائریکٹر سے مزید خط و کتابت جاری ہے۔انگلش ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی ان کے پاس ہے۔جو ان کے زیر مطالعہ ہے۔مؤرخہ 27 جنوری کو Mass ایجوکیشن آفیسر آئے۔اور انہوں نے تاریخ احمدیت پر مجھ سے بہت سے نوٹ لئے۔

مؤرخہ 3 فروری کو گورنر جنرل صاحب غانا لارڈ لسٹول سالٹ پانڈ تشریف لائے ان سے ملاقات ہوئی۔کافی دیر تک میرے ساتھ احمدیت کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔گفتگو کے اختتام پر انہوں نے کہا کہ مجھے آپ سے احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔مؤرخہ 4 فروری کیپ کوسٹ ہائی کورٹ میں اسحاق مرحوم آف افرانسی کی وصیت کے سلسلہ میں جج کی عدالت میں پیش ہوا۔مؤرخہ 20 فروری کو تعلیمی امور کے سلسلہ میں ایک طویل خط ڈائریکٹر سیکرٹری غانا ایجوکیشنل ٹرسٹ کو لکھا۔اور اس کی نقول پریذیڈنٹ غانا ایجوکیشنل ٹرسٹ، وزیراعظم غانا اور دوسرے وزراء حکومت کو ارسال کیں۔

21 فروری کو بمقام DIMPISS ایک بڑی میٹنگ منعقد ہوئی۔جس میں احباب جماعت کثرت سے تشریف لائے۔اس میں خاکسار اور مولوی عبداللطیف صاحب نے جماعت کو مخاطب کیا۔مؤرخہ 26 فروری اور 4 مارچ کو فرانسیسی سوڈان کے بعض لوگ سالٹ پانڈ مشن ہاؤس میں آئے۔انہیں سلسلہ کی تعلیم سے آگاہ کیا گیا۔اور انہیں عربی اور فرانسیسی میں کافی لٹریچر فرنچ سوڈان میں تقسیم کرنے کے لئے دیا۔مؤرخہ 23 مارچ کو ہائی کمشنر صاحب پاکستان نے پاکستان ڈے کے موقعہ پر آکرے مدعو کیا۔وہاں بہت سے معززین اور اہم شخصیات یورپین، مصری، شامی، افریقن، ہندوستانی اور پاکستانیوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔

30 مارچ کو برادرم قریشی فیروز محی الدین صاحب پاکستان سے تشریف لائے۔ان کے

استقبال کے لئے آکرا ائیر پورٹ پر گیا۔ مؤرخہ 11 مارچ کو گوموا آسن سٹیٹ کونسل کے اڑھائی صد کے قریب پیرامونٹ اور دوسرے چیفس معہ اپنے درباریوں کے سٹیٹ کونسل کی میٹنگ میں شامل ہوئے۔ خاکسار نے اس موقعہ پر شراب اور ملکی طریقہ تجہیز و تکفین اور رسومات کی خرابیوں پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ خاکسار جامعہ احمدیہ مدارس کی جنرل مینیجری کے فرائض بھی بجالاتا رہا۔ درس القرآن با قاعدہ جاری رہا۔ جملہ خط و کتابت آمدہ از وزارت تعلیم و دیگر محکمہ جات حکومت، لوکل کونسلز، اساتذہ سکول، احباب جماعت اور مبلغین کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ نیز مشن کے جملہ کاموں کی نگرانی کی۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج اشانٹی سیکشن تحریر کرتے ہیں۔ ماہ جنوری میں علاقہ اشانٹی کے نئے ریجنل کمشنر صاحب کے تقرر کے موقعہ پر جماعت کی طرف سے ایک وفد کمشنر صاحب کو جا کر ملا اور خوش آمدید کا ایک ایڈریس معہ ہدیہ انگریزی ترجمۃ القرآن ان کی خدمت میں پیش کیا۔ ایڈریس میں مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد کا ذکر کیا اور جو تعلیمی اور مذہبی خدمات جماعت احمدیہ غانا نے کی ہیں ان سے روشناس کرایا۔ ریجنل کمشنر صاحب نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اور اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کے مطالعہ کا وعدہ کیا۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس ریڈیو غانا کے نمائندگان نے ٹیپ ریکارڈ کیا۔ اور اس تقریب کی خبر انگریزی زبان کے علاوہ ملک کی پانچ لوکل زبانوں میں نشر ہوئی۔ ڈیلی گریفک نے موقعہ کا فوٹو بھی دیا۔

شمالی غانا WA کے ضلع GORSISI میں جماعت احمدیہ نے ایک پختہ مسجد بنائی۔ اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر مولوی صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جماعت WA نے تین دن تک ایک جلسہ منعقد کیا جس میں WA ضلع کی جماعتوں کے علاوہ فرانسیسی علاقہ کی تین جماعتوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں دوسرے مسلمان بھائیوں کے علاوہ علاقہ کے مشرکین اور WA کا پیرامونٹ چیف بھی اپنے اکابر کے ساتھ شریک ہوا۔ اس جلسہ میں مولوی صاحب کے علاوہ الحاج معلم صالح اور اساتذہ عربی سکول WA نے تقاریر کیں۔ ماہ فروری میں یوم مصلح موعود کی تقریب کے سلسلہ میں مسجد احمدیہ کماسی میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں کثیر التعداد احباب و خواتین شامل

ہوئے۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے تفصیلاً واضح کیا کہ کن حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی۔ اور کس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں من وعن یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ کلیم صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی ٹیچر احمدیہ سیکنڈری سکول نے تقریر کی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک لوکل مبلغ ابراہیم بن محمد مانو مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ گئے۔ احباب جماعت نے بخوشی ان کے کرایہ کا بندوبست کیا۔ اور جب وہ آٹھ فروری کو پاکستان کے لئے روانہ ہوئے تو کماسی ائیر پورٹ پر سینکڑوں احباب وخواتین نے دعاؤں سے اپنے مجاہد بھائی کو الوادع کہا اور ہر ایک نے خواہش ظاہر کی کہ ان کا السلام علیکم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تک پہنچایا جائے۔

ملک خلیل احمد صاحب اختر سابق انچارج اشانٹی نے سیکنڈری سکول میں ایک جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ لیکن ان کی موجودگی میں بعض وجوہ کی بناء پر یہ جلسہ نہ ہو سکا۔ اس سال ماہ جنوری میں یورپین ریجنل ریذیڈنٹ ٹیوٹر اشانٹی ریجن نے وہی جلسہ ہمارے سیکنڈری سکول کماسی میں کیا۔ اس جلسہ میں طلباء سکول اور اساتذہ کے علاوہ مولوی کلیم صاحب کی دعوت پر اشانٹی کے رومن کیتھولک بشپ رجسٹرار کماسی کالج آف ٹیکنالوجی پرنسپل ٹیچر ٹریننگ کالج اور بعض دیگر نامور افراد تشریف لائے۔ ریجنل ریذیڈنٹ ٹیوٹر نے فاضلانہ تقریر کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح اسلام مسلمان تاجروں کے ذریعہ شمالی افریقہ سے مغربی افریقہ پہنچا۔

......ماہ فروری میں انگریزی مڈل کے امتحان کے نتائج نکلے ہمارے اکرافو مڈل سکول کا نتیجہ سو فیصد ہی نکلا اور تمام کے تمام امیدوار کامیاب ہوئے کامیاب ہونے والے طلباء میں سے دو نے امتیازی حیثیت حاصل کی اور ایسے ہی ہمارے سالٹ پانڈ مڈل سکول کا نتیجہ 94 فیصدی رہا اس میں بھی دو طالب علم امتیازی نمبر لے کر پاس ہوئے جن میں سے ایک خاکسار کا بچہ نصیر احمد تھا۔ امسال ہمارے سیکنڈری سکول کا نتیجہ بھی اچھا رہا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

آکرا مشن ہاؤس تکمیل کی آخری منزل پر پہنچ چکا ہے اب دروازوں اور کھڑکیوں پر

روغن کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر بلی گراہم جن دنوں غانا میں آئے اس وقت برادرم فضل الٰہی صاحب انوری بی ایس سی آکرا جا کر اپنے پاکستان جانے کی تیاری کر رہے تھے جب ڈاکٹر مذکور نے اپنے لیکچروں کا سلسلہ آکرا میں شروع کیا تو انہوں نے فوراً دو ٹریکٹ مشتمل بر تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ہزار کی تعداد میں چھپوا کر آکرا کے تین نوجوانوں کو اپنے ہمراہ لے کر اس پنڈال کے قریب تقسیم کئے جہاں بلی گراہم لیکچر دیا کرتا تھا۔کئی ہزار لوگوں نے یہ ٹریکٹ پڑھے۔

دوسری رپورٹ

خاکسار نے عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغی اور تعلیمی و تربیتی اغراض کے پیش نظر بیس شہروں اور دیہات کا دورہ کیا اور 2016 میل سفر طے کیا۔قریباً 120 اشخاص سے ملاقات کی جن میں آگرے میموریل سیکنڈری سکول کیپ کوسٹ...... کے ہیڈ ماسٹر۔اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر پاکستانی ہائی کمشنر، ریجنل کمشنر اشانٹی، اسسٹنٹ بشپ زائن مشن۔سیکرٹری ریجنل کمشنر جنوب مغربی غانا، ڈائریکٹر بیورو السنۂ غانا، پروفیسر این۔کیو۔کنگ انچارج شعبہ دینیات یونیورسٹی کالج غانا، ڈائریکٹر جیل خانہ جات غانا، اٹارنی جنرل غانا، لینڈ کمشنر، سالیسیٹر جنرل غانا جیسی نامور شخصیتیں شامل ہیں۔مؤرخہ 8 اپریل کو جنوبی غانا کے چیف رؤسا کی میٹنگ منعقد ہوئی۔جس میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے ربوہ کو ایک طالب علم عبدالرحیم نامی روانہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس طالبعلم کے اخراجات کرایہ مسٹر محمد آرتھر چیف ایگزیکٹو آفیسر غانا نے ادا کرنے کا وعدہ کیا اور یکصد پونڈ کی رقم نقد پیش کر دی۔بقیہ رقم کے وصول ہونے پر یہ افریقن طالبعلم ربوہ کے لئے روانہ کر دیا جائے گا۔

مؤرخہ 8 مئی کو ایک نہایت جوشیلے اور پرانے احمدی محمد آف آکو اکرم کی وفات پر ان کے گاؤں میں جا کر نماز جنازہ ادا کی۔اس موقعہ پر ملک کے رسم و رواج کے مطابق احمدی، عیسائی اور مشرکین کے اجتماع میں جو ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔مؤرخہ 20 مئی کو سویڈرو قصبہ میں ایک پختہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے گیا۔اس تقریب میں علاقہ کے بعض چیفس اور دوسرے اشخاص بھی شامل تھے۔یہاں پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔

مؤرخہ 29 مئی کو یہودا...... کے عیسائی مبلغین کے ساتھ چار گھنٹے تک تبادلہ خیالات ہوا۔
مؤرخہ 5 جون کو بمقام اکرافو نماز عید پڑھانے گیا جہاں ایک ہزار احباب شریک ہوئے۔
مؤرخہ 17 جون کو سیکرٹری ریجنل کمشنر کو زمین کے کاغذات کے سلسلہ میں کیپ کوسٹ جا کر ملا۔ مؤرخہ 30 جون کو لفٹیننٹ جنرل کے۔ایم شیخ صاحب وزیر زراعت وخوراک پاکستان جو غانا کے یوم جمہوریہ کی تقریب پر آئے تھے کو ملا۔ ہائی کمشنر پاکستان نے ان کے اعزاز میں دی گئی دعوت میں ہمیں بھی مدعو کیا چنانچہ اس تقریب کے موقعہ پر دیگر معززین کے علاوہ وزیر اعظم سیرالیون، سفیر لبنان، سفیر چیکوسلاو یکیہ، نمائندہ لائبیریا، نمائندہ برطانیہ، ہائی کمشنر سیلون، نمائندہ نیوزی لینڈ، وزیر محنت ملایا سے ملاقات ہوئی۔ ان امور کے علاوہ روزانہ قرآن مجید کا درس دیتا رہا۔ انتظامی امور کے سلسلہ میں جس میں مجھے پیشتر وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ امیر اور جنرل مینجر کی حیثیت سے مختلف فرائض سرانجام دیئے۔ خطوط آمدہ از وزارت تعلیم، ڈائریکٹر ان ایجوکیشن، لوکل کونسلوں، دیگر محکمہ جات حکومت۔ گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالجوں، پاکستانی وافریقن مبلغین، اساتذہ سکولز اور دیگر احباب جماعت کی طرف سے موصول شدہ ڈاک کے جوابات دیئے گئے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 105 افراد داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ فالحمدللہ علی ذالک

ہمارے سیکنڈری سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرمی صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور دوسرے پاکستانی اساتذہ مکرم نذیر احمد صاحب ایم ایس سی اور مکرم منیر احمد صاحب رشید۔ سکول کے فرائض کے علاوہ مختلف اوقات میں مختلف احباب سے ملے اور اسلام کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا اور تعلیم یافتہ طبقہ کے بعض افراد کو اپنے خرچ پر اسلامی لٹریچر بھی پیش کیا۔ ہمارے اکرافو سکول کے ہیڈ ماسٹر عبدالرحمان صاحب ہیفرڈ کو حکومت غانا نے مجسٹریٹ مقرر کر دیا ہے وہ آسن گوموا لوکل کونسل میں اب مجسٹریٹ ہیں۔ اشانٹی buy علاقہ میں مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم کام کرتے ہیں۔ ان کی ارسال کردہ رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغی وتربیتی مساعی میں متعدبہ اضافہ ہوا اور خصوصیت سے مختلف کالجوں میں تقاریر کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی تورات وانجیل کی پیشگوئیوں پر مشتمل جیبی سائز کا چالیس صفحات کا کتابچہ مرتب کر کے شائع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کتابچہ کے آخر میں اسلام کی اکیس امتیازی خصوصیات کا بھی ذکر کیا گیا۔ کتابچہ چھ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ کتابچہ کے پروف ریڈنگ کے کام میں مکرمی منیر احمد صاحب رشید ایم اے نے امداد کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

(1) اس کتابچہ کو PREMPEH کالج کماسی کے ستراسی انٹرمیڈیٹ کے طلبہ اور یورپین سٹاف میں تقسیم کیا علاوہ ازیں اس کالج کے سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ میں شامل ہونے والے پچاس عیسائی طلبہ میں تقسیم کرایا گیا۔

(2) گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے طلبہ ہمارے احمدیہ سیکنڈری سکول کی ٹیم سے فٹ بال اور ٹینس ٹیبل کھیلنے کے لئے آئے ان کو اوران کے دو اساتذہ کو ایک پمفلٹ پیش کیا گیا۔

(3) گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے انٹرمیڈیٹ کے عیسائی طلبہ میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اس سکول کی لائبریری کے لئے ڈاکٹر ویگلیری کی کتاب ''اسلام پر ایک نظر'' پیغام احمدیت لیکچر حضرت اقدس ایدہ اللہ اور اسلام مصنفہ مولانا شمس صاحب کا سیٹ پیش کیا گیا۔

(4) TAMALL کے محکمہ ٹرانسپورٹ کے ملازمین میں، YEJI قصبہ کے شماریات کے محکمہ کے ملازمین، احمدیہ سکنڈری سکول کے عیسائی اساتذہ کے علاوہ انفرادی طور پر مختلف تعلیم یافتہ احباب میں لٹریچر تقسیم کیا CAPECOSAT، سالٹ پانڈ اور اکرا میں تقسیم کے لئے ارسال کیا گیا۔ مکرم محترم رئیس التبلیغ کے ارشاد پر یکصد کاپیاں نائیجیریا ارسال کی گئیں۔

(5) احمدیہ سیکنڈری سکول کے ایک عیسائی استاد اور ایک ہندو گریجوایٹ کو ان کی خواہش پر اشانٹی پائنیر میں شائع ہونے والے ''تعدد ازدواج'' کا آرٹیکل مطالعہ کے لئے دیا۔

عرصہ زیر رپورٹ میں WESLEY کالج کماسی کے (جو ٹیچر ٹریننگ کالج سرٹیفکیٹ 'A' کے لئے ہے) دو تین سو طلبہ اور طالبات میں دو تقاریر کرنے کا موقع ملا ایک تقریر کی صدارت کے فرائض پرنسپل کالج نے سرانجام دیئے جو ''بعث بعد الموت'' کے متعلق اسلامی نظریہ پر تھی۔ تقریر میں عذاب جہنم کے منقطع ہونے اور جنت و دوزخ کی سزا جزاء کی اصلیت بھی بیان کی گئی تھی۔

دوسری تقریر اس کالج میں ’’اسلام اور کمیونزم‘‘ کے موضوع پر تھی اس میں تمہیدی طور پر اسلام کی امتیازی خصوصیات رواداری مساوات اور تمام انبیاء پر ایمان کے بعد اسلام کے اقتصادی نظام کے برتر ہونے کے ساتھ کمیونزم کے نقائص کو اچھی طرح واضح کیا گیا۔ ہر دو تقاریر کے بعد طلبہ نے اسلام کا نظریہ نجات، کفارہ مسیح اور الوہیت مسیح، نیز زکوٰۃ، وراثت اور سود کی ممانعت کے بنیادی اقتصادی اصولوں کے متعلق بھی مختلف سوالات کئے جن کے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ ’’اسلام اور کمیونزم‘‘ کی تقریر طلبہ کی خواہش پر خاکسار سائیکلو سٹائل کر کے لے گیا تھا۔ جو تمام طلبہ اور طالبات میں تقریر سے پہلے تقسیم کر دی گئی تھی۔

تیسری تقریر PREMPEH کالج کماسی کے ستراسی انٹرمیڈیٹ کے عیسائی طلبہ میں ’’مسیح قرآن میں‘‘ کے موضوع پر کی جس میں مسیحؑ کی صلیبی موت کے متعلق قرآنی نظریہ قرآنی آیات سے پیش کرنے کے بعد اس کی تصدیق بائیبل سے تفصیلی حوالہ جات سے کی۔ اس تقریر کی بھی سائیکلو سٹائل کاپیاں تمام طلبہ اور یورپین سٹاف کے بعض ممبران میں تقریر سے پہلے تقسیم کر دی تھیں۔ اس موقع پر صدارت کے فرائض انگریز پادری پرنسپل کالج نے سرانجام دیئے۔ تقریر کے بعد اس سوال کے بنیادی اعتقادات کی وجہ سے سوالات وجوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

تیسری رپورٹ

چوتھی تقریر گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے مسلم طلبہ وطالبات میں ہوئی۔ اس تقریر کا انتظام انٹرمیڈیٹ کے زیر تبلیغ غیر احمدی طالب علم نے کیا تھا۔ اس طرح پچاس ساٹھ طلبہ میں اسلام کی اصل تصویر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ پیش کرتا ہے۔ بیان کرنے کی توفیق ملی۔ تقریر کے بعد حسب معمول سوالات وجوابات کا سلسلہ غیر معمولی طور پر ایک گھنٹہ جاری رہا۔ پانچویں چھٹی اور ساتویں تقریر احمدیہ سیکنڈری سکول کی تین کلاسوں میں علیحدہ علیحدہ ہوئی۔ ان تقاریر میں تثلیث، الوہیت مسیح، مسیح کے صلیب پر فوت نہ ہونے کے اسلامی نظریہ کو بائیبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا گیا۔ طلبہ میں تیس مسلمان طلبہ تھے۔ ڈیڑھ سو سے زیادہ عیسائی طلبہ تھے۔ تقاریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے گئے اور مسیحؑ کی آمد ثانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود میں پورا ہونا ایک کلاس میں بیان کیا۔

جماعت احمدیہ کماسی کے ممبران کو غانا میں یہ امتیازی حیثیت ہے کہ اس کے ممبران کماسی مارکیٹ کے علاقہ میں ہر اتوار کو پبلک تبلیغی جلسے کرتے ہیں۔اوراس طرح سینکڑوں غیر مسلموں اور غیراز جماعت احباب کو پیغام حق پہنچاتے ہیں ان تبلیغی جلسوں کی وجہ سے تقریباً ہر ہفتہ کم وبیش ممبران کی تعداد بڑھ رہی ہے اور کافی احباب سلسلہ میں دلچسپی رکھنے کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں عموماً داخل ہوتے رہتے ہیں اس نیک کام کی ابتداء جماعت احمدیہ کے ایک سابق مبلغ ملک احسان اللہ صاحب آف لاہوری کے ذریعہ ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ ملک صاحب موصوف کو جزاء خیر عطا فرمائے۔آمین۔

کماسی کے ہفتہ وار تبلیغی جلسوں کے علاوہ عرصہ زیر رپورٹ میں اشانٹی کے پانچ مقامات پر تبلیغی جلسے کئے گئے جن میں مشرکین، عیسائی اور غیر احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔خاکسار کی تقاریر کے علاوہ افریقن احمدی احباب نے بھی تقاریر کیں۔پہلے تین مقامات کے جلسوں میں مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب بی اے نے بھی تقاریر کیں۔تقاریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے جاتے رہے۔DOMIABRA جماعت کے رئیس جن کے ذریعہ ASHANTI AKIM کے علاقہ میں کافی جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔مقامی ممبران سے بعض اختلافات کی وجہ سے عرصہ دوسال سے جماعت سے کچھ علیحدہ تھے خاکسار ان سے ملا اوران کو سمجھایا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ پھر جماعت میں داخل ہوگئے۔فالحمدللہ علی ذالک

DOMIABRA کے بائیبل مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر سے مل کر طلبہ اور سٹاف میں ''اسلام کیا ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔دوران تقریر اسلامی نظریہ نجات بیان کرتے ہوئے کفارہ کی بھی ضمنی طور پر تردید کی۔تقریر کے بعد بعض ممبران سٹاف نے سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔

غانا میں یوم جمہوریہ کی تقریب پر جب جنرل کے ایم شیخ صاحب وزیر داخلہ حکومت پاکستان غانا آئے تو ACCRA میں پاکستانی ہائی کمشنر نے ان کے اعزاز میں پارٹی دی۔ اس موقع پر وزیر داخلہ سے متعارف ہونے کے بعد ہم نے ان کو غانا میں جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی خدمات اسلامی مختصراً بتائیں دوران گفتگو ہم نے ان سے اسلامی لٹریچر کے پاکستان سے منگوانے کے متعلق اپنی مشکلات کا ذکر کیا۔چنانچہ وزیر صاحب موصوف نے

اس سلسلہ میں ہر ممکن امداد کا وعدہ فرمایا۔

(2) دوسری تقریب کماسی میں مسلمانوں کے ایک عریبک سکول کے افتتاح کی تھی۔خاکسار اس میں مدعو تھا یہاں زونگو کے چھ سات اکابرین کو تحریک کی گئی کہ وہ پرائمری اور مڈل سکولوں میں عربی بطور کورس مقرر کرنے کی حکومت سے درخواست کریں تا عربی پڑھنے کے ساتھ ساتھ طلبہ روزگار کے حصول کے لئے سکول کی تعلیم بھی حاصل کریں۔

جلسہ میں صاحب صدر کی خواہش پر خاکسار نے عربی میں تقریر کی جس کا ساتھ ساتھ ہوسہ اور اشانٹی زبان میں ترجمہ ہوتا گیا۔خاکسار نے ہزار ڈیڑھ ہزار کے مجمع میں طلب علم کے متعلق احادیث سے ارشادات نبویؐ پیش کرتے ہوئے بڑوں اور چھوٹوں کو حصول تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور صرف عربی پر اکتفا کرنے کی بجائے دنیاوی تعلیم جو حکومت کے دفاتر وغیرہ میں ملازمت کے لئے ضروری ہے اس کے حصول کی طرف بھی توجہ دلائی۔

(3) تیسری تقریب عیدالاضحیہ کی تھی جو خاکسار کی زیرنگرانی علاقے میں پندرہ مقامات پر ادا کی گئی اور کماسی میں سینکڑوں احباب جماعت اور دیگر احباب عید کی نماز میں شامل ہوئے۔اور صاحب استطاعت احباب نے قربانیاں بھی کافی تعداد میں کیں۔

(4) ایک روڈ کے افتتاح کی تقریب میں شریک ہوا اور وزیر تعلیم، پارلیمنٹری سیکرٹری، پیراماؤنٹ چیفس اور چیفس سے ملاقات کی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ستراسی افراد سے ملاقات اور گفتگو کی ان میں کالجوں کے پرنسپل، سکولوں کے ہیڈ ماسٹر و اساتذہ، بنک کے مینجر، وزراء، سفراء، ہائی کمشنرز، ڈاکٹرز اور انجینئرز کے علاوہ مختلف تجارتی اور دیگر سرکاری ملازمین اور سکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات بھی شامل ہیں۔ان میں سے متعدد افراد سے ایک سے زائد بار بھی ملنے کا موقعہ ملا اور بعض مشن ہاؤس بھی تشریف لائے۔

آنریری مبلغ معلم عیسیٰ

خاکسار نے جماعت کو تبلیغ کے لئے ایام وقف کرنے کی تحریک کی تھی چنانچہ معلم عیسیٰ نے تقریباً دو ماہ اشانٹی کے اڑتیس مقامات کا دورہ کیا اور ایک تبلیغی اجلاس منعقد کر کے ان مقامات میں تقریر کے ذریعہ تقریباً دس ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا۔کماسی کے ہفتہ وار اجلاس میں بھی یہ دوست عموماً حصہ لیتے ہیں۔

چوتھی رپورٹ

عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 174 اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ مؤرخہ یکم جولائی کو جمہوریہ غانا کے جشن کے موقعہ پر پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لئے محترم لفٹننٹ جنرل کے ایم شیخ صاحب وزیر زراعت وخوراک مملکت پاکستان تشریف لائے۔ ان کے قیام کا بندوبست ایمبسیڈر ہوٹل آکرا میں تھا۔ جہاں مؤرخہ 30 جون کو پہلے ہی ان سے ملاقات ہو چکی تھی۔ وقت مقررہ پر خاکسار یکم جولائی کو مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم، مولوی فیروز محی الدین صاحب مسٹر محمد آرتھر چیف ایگزیکٹو آفیسر ہاؤسنگ کارپوریشن غانا اور مسٹر ممتاز بیگ سیکرٹری تعلیم وتربیت کے ہمراہ صبح سات بجے ایمبسیڈر ہوٹل میں پہنچ گیا۔ جب لفٹننٹ جنرل کے ایم شیخ صاحب اپنے کمرہ سے باہر تشریف لائے تو ہم نے ان سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد خاکسار نے انہیں انگریزی ترجمۃ القرآن، لائف آف محمدؐ اور دوسرا اسلامی انگریزی لٹریچر پیش کیا۔ جو انہوں نے نہایت خوشی سے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ اسی ہوٹل میں کرشنا مینن وزیر دفاع حکومت ہند اور دوسری حکومتوں کے نمائندے بھی قیام پذیر تھے جن میں سے بعض کے ساتھ ہم نے اپنا تعارف کرایا۔ مؤرخہ 22 جولائی کو بمقام اراچرا ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں خاکسار نے دو گھنٹہ تک تقریر کی۔ 29 جولائی کو بمقام ESSIAM ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں احباب بکثرت تشریف لائے۔ اس موقعہ پر بھی ایک لیکچر دیا۔ 26 جولائی کو ایک وصیت کے سلسلہ میں ہائیکورٹ میں پیش ہوا۔ 5 اگست کو ایک اجلاس موضع اسی کماری ہوا۔ وہاں ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ 12 اگست کو ایک اور میٹنگ بمقام آبرہ میں کی گئی۔ اس میں بھی خاکسار نے لیکچر دیا۔ 17 اگست کو خاکسار احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے بورڈ کے ممبروں سمیت وزیر تعلیم حکومت غانا کو آکرا ملنے کے لئے گیا۔ وزیر موصوف مشغول تھے۔ اس لئے پہلے چیف ایجوکیشن آفیسر، پرنسپل سیکرٹری سے دو گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ بعدازاں وزیر تعلیم کے ساتھ بھی کچھ عرصہ تک سیکنڈری سکول اور دوسرے تعلیمی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ لوکل کونسلز سکولز اور عیسائی مشنز سکولز میں جو مسلمان طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں انہیں دینیات کے پیریڈ میں عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے اس لئے اسے روکا جائے اور ایسے ہی لوکل کونسلز سکول میں

جہاں مسلمان طلباء کی تعداد خاصی ہو وہاں مسلمان اساتذہ مقرر کئے جائیں تا کہ دینیات کے وقت میں یہ اساتذہ مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرائیں اور قرآن مجید پڑھائیں۔ اسی تاریخ کو برادرم مسٹر عبدالواہاب بن آدم جو پاکستان سے آکر اپہنچے تھے سالٹ پانڈ میرے ہمراہ آئے۔ کیونکہ انہوں نے جلد ہی اپنے وطن اشانٹی جانا تھا اور وقت اتنا تنگ تھا کہ احباب کا جمع کرنا مشکل تھا۔ اس لئے بجائے ٹی پارٹی کرنے کے مجلس عاملہ کے ممبروں نے انہیں کچھ نقدی بطور ہدیہ دے دی۔ 18 اگست کو ٹیونس کے رہنے والے ایک معزز عرب تشریف لائے ان کے ساتھ مشن ہاؤس میں دیر تک عربی میں گفتگو ہوتی رہی۔ انہیں عربی میں احمدیت کے متعلق کافی لٹریچر دیا گیا۔ 26 اگست اگونہ سرکٹ میں OBADOM کے مقام پر ایک میٹنگ میں پبلک تقریر کی جو دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ ایک روز پبلک اجلاس مؤرخہ 2 ستمبر کو منگوائسی گاؤں میں کیا گیا۔ مجمع اچھا خاصہ تھا وہاں بھی ڈیڑھ گھنٹہ تک بولنے کا موقعہ ملا 19 ستمبر کو غانا ایجوکیشن ٹرسٹ کی طرف سے پانڈ گرلز سیکنڈری سکول میں ایک میٹنگ میں شمولیت کے لئے گیا بہت سے معزز افریقن اور یورپین سے ملنے کا موقعہ ملا۔ اس تقریب پر حکومت غانا کے بعض وزراء بھی آئے۔ مؤرخہ 12 ستمبر کو مسٹر محمد آرتھر چیف ایگزیکٹو آفیسر نے اپنے نئے مکان کے افتتاح کے لئے خاکسار کو بلایا۔ حاضرین میں سے کئی لوگ عیسائی اور مشرک بھی تھے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے وہاں لیکچر دیا۔ سہ ماہی زیر رپورٹ میں خاکسار نے 13 گاؤں کا دورہ کیا۔ 708 میل سفر طے کیا۔ اور نوے اشخاص کے ساتھ ملاقات کی۔ مندرجہ بالا کاموں کے علاوہ جملہ امور انتظامیہ سرانجام دیئے قرآن مجید کا درس جاری رہا۔ جملہ مدارس احمدیہ کی جنرل مینجری کے فرائض ادا کئے روزانہ خطوط آمدہ از وزارت تعلیم، ریجنل اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران لوکل کونسلز، دیگر محکمہ جات حکومت، اساتذہ سکولز، احباب جماعت اور مبلغین کے جوابات دیئے گئے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ اشانٹی تحریر کرتے ہیں انہوں نے قریشی محی الدین کے ساتھ ان مندوبین میں سے چیدہ چیدہ کو جو غانا جمہوریہ کے جشن پر آئے ہوئے تھے ملکر اسلامی کتب کے سیٹ پیش کئے ان میں سے وزیر سیرالیون وزیر اعظم کیمرون اقوام متحدہ میں سیلون کے مستقل نمائندے مفتی لبنان لائبیریا کی پارلیمنٹ کے ایک معزز رکن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں تربیتی دورہ کے ایام

میں دو تعلیم یافتہ پیرامونٹ چیفس کو جن میں سے ایک امریکہ کا تعلیم یافتہ ہے اسلامی کتب پیش کیں۔ایک ایجوکیشن آفیسر اور ایک عالم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لیکچر پیغام احمدیت کی کاپیاں پیش کیں ایک جرمن پروفیسر نے جو یہاں ملازم ہے۔جرمن ترجمۃ القرآن اور ایک اور عیسائی نے انگریزی ترجمۃ القرآن مطالعہ کے لئے لیا۔اخبار TRUTH کی کاپیاں بعض پیرامونٹ چیفس ریجنل اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گورنمنٹ سیکنڈری سکول ٹیمالی اور احمدیہ سیکنڈری کے طلباء کو بھیجی گئیں۔اشانٹی لائبریری میں جو اسلامی کتب ملک خلیل احمد صاحب اور کلیم صاحب نے پیش کی تھیں۔ لائبریری کے ریکارڈ سے ظاہر ہے کہ لوگ وہ کتب پڑھتے ہیں۔کلیم صاحب نے میلاد النبیؐ کے موقعہ کو اشانٹی پائنیر اور اشانٹی ٹائمز اخبار میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا ایک طویل مضمون شائع کروایا۔نیز غانا ٹائمز اور اشانٹی پائنیر میں ان کا ایک خط شائع ہوا۔جس میں اخلاق کے متعلق اسلامی تعلیم پیش کی گئی تھی میلاد النبیؐ کے موقع پر کماسی انٹرنیشنل کلب میں زیر صدارت شاہ اشانٹی ایک جلسہ منعقد ہوا۔جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور تعلیم پر مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم، مولوی عبدالوہاب بن آدم صاحب۔ایک ہندو دوست صدر انڈین مرچنٹ ایسوسی ایشن کماسی مسٹر وکٹر بابو اور ایک اور عیسائی پادری رابرٹ پرنسپل اشانٹی کالیجیٹ کماسی نے تقاریر کیں۔یہ تقریب ایک انٹرنیشنل اجتماع تھا۔جس میں جرمن، ڈچ، شامی، لبنانی، ہندوستانی، پاکستانی اور افریقن احباب شریک ہوئے۔رومن کیتھولک فرقہ کے ڈچ بشپ مقیم کماسی اور پروٹسٹنٹ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔تقریب کے اختتام پر حاضرین کی ماکولات اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔جب 19 اگست کو بذریعہ ہوائی جہاز آکرا سے کماسی عبدالوہاب صاحب پہنچے تو مولوی عطاءاللہ صاحب کلیم کی معیت میں جماعت کماسی کے احباب خاصی تعداد میں ان کے استقبال کے لئے ائیر پورٹ پر موجود تھے۔انہوں نے اللہ اکبر۔اسلام زندہ باد۔...... احمدیت زندہ باد اور مولوی عبدالوہاب مبلغ اسلام زندہ باد کے نعروں سے عبدالوہاب صاحب کا استقبال کیا ان کے اعزاز میں احمدیہ مشن کماسی نے ایک استقبالیہ دعوت دی جس کا انتظام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے پارک میں کیا گیا۔جس میں پیرامونٹ چیف رومن کیتھولک

بشپ کماسی، کماسی میونسپل کونسل کے کونسلز، ٹاؤن کلیرک اور دیگر معززین نے شرکت کی۔اس موقعہ پر کلیم صاحب نے اخلاقیات اور مساوات پر اسلامی تعلیم کے زرین اصول بیان کئے جماعت کے سیکرٹری مسٹر عبدالواحد عزیز نے ایڈریس پیش کیا۔جس کے جواب میں عبدالوہاب صاحب نے تقریر کی۔اس پارٹی کے انتظام میں مکرم منیر احمد رشید صاحب ایم اے، مکرم محمد اکرم صاحب ایم اے اور چوہدری مشتاق احمد صاحب ایم اے نے کافی مدد دی۔نماز جمعہ میں احباب جماعت کماسی کے علاوہ اردگرد کے دیہات کے احمدی بھی تشریف لائے۔چنانچہ نماز جمعہ کے بعد عبدالوہاب صاحب نے مرکز ربوہ کے حالات بیان کئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بیان کرتے ہوئے حدیث نبویؐ یتزوج و یولدلہ کو پیش کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی شان و مرتبہ کو بیان کیا اور خلافت کے دامن سے وابستگی کی تلقین کی۔عبدالوہاب صاحب کی والدہ مرحومہ Adansistate اشانٹی ریجن کی رہنے والی تھیں۔اس نسبت سے اس علاقہ کے احمدیوں نے بمقام Asokwa ایک استقبالیہ پارٹی ان کے اعزاز میں دی گئی جس میں احمدی ممبران کے علاوہ علاقہ کے عیسائی اور مشرکین کثیر تعداد میں شامل ہوئے اس تقریب میں مولوی عبدالوہاب صاحب نے صداقت اسلام بیان کرتے ہوئے اسلام کی دعوت دی اور احمدی احباب کو خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے اور اسلام کے پھیلانے کی تاکید کی۔مولوی کلیم صاحب نے اس موقعہ پر تردید کفارہ و تردید الوہیت مسیح پر لیکچر دیا۔مکرم عبدالوہاب صاحب کو ان کی مرحومہ والدہ نے 1952ء میں مولوی بشارت احمد صاحب بشیر سابق مبلغ غانا کے ساتھ پاکستان ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا اب آٹھ سال دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ واپس غانا تشریف لائے ہیں۔

مذکورہ بالا تقاریب کے علاوہ مولوی کلیم صاحب نے تین دیگر مقامات پر تبلیغی جلسے کئے نیز کماسی مارکیٹ میں ہفتہ وار جلسے باقاعدہ ہوئے عرصہ زیر رپورٹ میں مولوی کلیم صاحب نے ستر افراد سے ملاقات کی۔اور پیغام حق پہنچایا۔اسی عرصہ میں انہوں نے اٹھارہ جماعتوں کا تربیتی دورہ کیا۔ پانچ چھ جماعتوں کے دورہ میں عبدالوہاب صاحب بھی ان کے ساتھ رہے اس تربیتی دورہ میں احباب کو اسلامی مسائل سکھائے گئے اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔کماسی کے دوران قیام میں قرآن مجید، بخاری شریف فتاویٰ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا گیا۔ایوننگ کلاس با قاعدہ جاری رہی۔جس میں ترجمہ قرآن مجید،قرآن مجید، یسرنا القرآن اور بعض عربی کتب احباب کو پڑھائی گئیں جماعت کی ترقی واصلاح اور دیگر ضروری امور کے متعلق اجلاس کئے گئے تنازعات کا فیصلہ کیا گیا۔ عبدالوہاب صاحب کو بیرونگ اہافوریجن میں بمقام ٹیچی مان لگایا گیا ہے وہاں وہ تبلیغی وتربیتی امور سرانجام دے رہے ہیں جماعتی تنظیم کا اچھا کام کررہے ہیں بوقت صبح درس دیتے ہیں ان کے ذریعہ ایک پیرامونٹ چیف مسلمان ہوا ہے احباب جماعت کئی میل سفر کر کے فجر کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں تا کہ وہ درس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔[25]

لائبیریا:

مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ انچارج لائبیریا مشن کی تحریر فرمودہ 1960ء کی بعض ماہوار رپورٹوں کی تلخیص۔

گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈیگ ہیمرشولڈ افریقن ممالک کا آفیشل دورہ کرتے ہوئے سب سے پہلے لائبیریا تشریف لائے۔یہاں انہوں نے تین دن قیام کر کے یہاں کے سیاسی،ثقافتی اور عام ملکی حالات کا مطالعہ کیا۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیہ مشن لائبیریا کی طرف سے خاکسار نے سیکرٹری جنرل صاحب کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کی ایک کاپی،اسلامی اصول کی فلاسفی۔لائف آف محمدؐ۔ ہمارے بیرونی مشن۔اوراحمدیت یعنی حقیقی اسلام۔دستی طور پر بمع ایک ٹائپ شدہ ایڈریس پیش کیا انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے ہمارا شکریہ ادا کیا اوران کا مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔

افریقہ کے لمبے دورے کے بعد نیویارک واپس پہنچ کر سیکرٹری جنرل صاحب کے پرنسپل سیکرٹری صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا۔

''اقوام متحدہ ایگزیکٹوآفس آف دی سیکرٹری جنرل 6 فروری 1960ء

محترم الحاج صدیق صاحب''۔

''مجھے یونائیٹڈ نیشنز کے سیکرٹری جنرل صاحب کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کی چٹھیوں مؤرخہ 23 دسمبر اور 8 جنوری 1960ء کا شکریہ ادا کروں نیز آپ کی اس مہربانی پر بھی ان کی طرف سے شکریہ ادا کروں جو کہ آپ نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا ایک نسخہ اور دیگر مفید اسلامی لٹریچر ارسال کر کے سیکرٹری جنرل

صاحب پر کی ہے‘‘’’سیکرٹری جنرل آپ کے ان تحائف اور نیک جذبات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔‘‘

آپ کا خیر اندیش

ڈبلیو ویجسٹر پرنسپل سیکرٹری

ماہ اپریل اور مئی میں کئی ایک غیر ملکی وفود اور نمائندے لائبیریا آئے اور تقریباً سب سے حسب موقعہ رابطہ پیدا کر کے انہیں احمدیہ مشن اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں سے آشنا کرایا گیا بعض کو سلسلہ کا اسلامی لٹریچر انگریزی اور عربی میں پیش کرنے کے علاوہ تحریراً بھی تفصیل سے اسلام کی تعلیم واصول کے ضروری حصوں کی فلاسفی ان پر واضح کی گئی اور دعوت دی گئی۔

ماہ مئی کے آخر میں فیڈریشن آف نائیجیریا کے چیف جسٹس سر آڈیمولا ایک ہفتہ کے لئے سرکاری طور پر یہاں تشریف لائے۔ انہیں ایک خاص میمورنڈم کے ذریعہ جماعت احمدیہ لائبیریا کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا۔ اور مختصراً اسلام کی تعلیم اور خصوصاً بعض قانونی نظریات ان پر واضح کئے نیز انہیں دعوت دی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعاوی اور قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم پر سنجیدگی سے غور کریں اور اسلام قبول کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔

میمورنڈم کے ساتھ انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی، لائف آف محمدؐ اور دیگر اہم احمدیہ لٹریچر کے علاوہ اسلامک لاء پر ایک اہم کتاب ’’آؤٹ لائن آف مسلم لاء‘‘ اور ’’اسلام میں انصاف کا تصور‘‘ (از چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب) بھی تحفۃً پیش کی گئیں جو کہ انہوں نے خوشی اور شکریہ کے جذبات کے ساتھ قبول کرتے ہوئے مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔

حال ہی میں مصر کی ایک مشہور سوسائٹی جمعیۃ الاتحاد بین المذاہب کے جنرل سیکرٹری مسٹر بھجات قندیل اپنی سوسائٹی کی طرف سے افریقن ممالک کا دورہ کرتے ہوئے لائبیریا آئے۔ ان سے جمہوریت عربیہ متحدہ کے سفارت خانہ کے ذریعہ میری ملاقات ہوئی اور خاکسار نے انہیں احمدیہ مشن میں آنے کی دعوت دی۔ سفارت خانہ کے نائب سفیر مسٹر انور فرید ہمارے اور ہماری تبلیغی کارروائیوں کے بڑے مداح ہیں چنانچہ آپ نے ڈاکٹر بلی گراہم مسیحی مناد کے نام میری تبلیغی چٹھی کی بہت سی کاپیاں مجھ سے حاصل کر کے منرو ویا کے مختلف با اثر عیسائیوں اور سفارت خانوں کے کارکنوں کو اپنی طرف سے پیش کی تھیں انہوں نے مسٹر بھجات صاحب سے میرا تعارف کرا کے خود ہی انہیں جماعت احمدیہ کی یورپ و افریقہ اور امریکہ میں تبلیغی سرگرمیوں سے مختصراً آگاہ کیا۔

دوسرے روز شام کو مسٹر بھجات ہمارے مشن میں تشریف لائے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ٹھہرے رہے۔انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ سے روشناس کرایا گیا۔نیز دنیا کے تمام اہم احمدیہ مسلم مشنوں کا بھی یکے بعد دیگرے تعارف کرایا اور ساتھ ساتھ دنیا میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قائم کردہ مساجد سکول کالج اور مشن سنٹرز کی تصاویر بھی دکھائیں اور اپنے اکثر احمدیہ انگریزی اور عربی اخبارات اور رسالوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف تحفہ بغداد اور استفتاء وغیرہ کی ایک ایک کاپی بھی انہیں تحفۃً پیش کی وہ یورپ اور امریکہ میں ہماری نئی مساجد کی تصاویر دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور جماعت احمدیہ کے ممبران اور خصوصاً مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینے والوں کو بہت دعائیں دیں اور ہماری ہر مسجد اور مشن کی ابتداء اور بنیاد وغیرہ کے متعلق جملہ معلومات تحریراً نوٹ کرتے رہے۔

اس کے بعد خاکسار نے ان کے استفسار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور ایک احمدی اور غیر احمدی میں مابہ الامتیاز پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ احمدیت حقیقی اسلام کے سوا اور کوئی نئی چیز دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتی اور اس کا مقصد قرآنی آیت کریمہ **یاایھا الذین امنوا باللّٰہ ورسولہ الخ** کے مطابق مسلمان عوام کو حقیقی اور سچے مومن بنانے اور تمام دنیا کے دیگر مذاہب کے لوگوں کو بذریعہ تبلیغ دین اسلام میں داخل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نزدیک یہی امام آخرالزمان کی بعثت کی غرض وغایت ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پورا کرنے میں دن رات ہمہ تن مشغول ہے۔

مسٹر بھجات صاحب نے آخر پر فرمایا کہ آپ کی باتیں واقعی نہایت قابل غور ہیں جنہوں نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے اور بطور مسلمان ہم شرمندہ ہیں کہ ہم اسلام کی بذریعہ تبلیغ اشاعت اور اس کی تقویت کا فریضہ جو ہم پر عائد ہوتا ہے ادا نہیں کر رہے۔لیکن ہمیں خوشی ہے کہ آپ کی جماعت کے افراد دنیا کے باقی مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ کے طور پر یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں نیز آپ نے کہا کہ میرے اپنے والد از ہر شریف کے خاص مشائخ میں سے ہیں اور میں خود بھی از ہر شریف کا تعلیم یافتہ ہوں اور ہمیں واقعی افسوس ہے کہ مصر کے اس اہم اور مقدس اسلامی ادارے کو باقاعدہ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے اور دشمن اسلام کے تبشیری حملوں کا مقابلہ کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی واپسی پر ان شاءاللہ جامعہ ازہر کے سرکردہ مشائخ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں۔

مشن سے رخصت ہونے سے پہلے آپ نے مشن کی وزیٹرز بک میں مندرجہ ذیل ریمارکس دیئے

”کم کان سروری ان اریٰ دعاۃ الاسلام الاحمدیین فی غرب افریقیا وفقکم اللّٰہ تعالیٰ

لا راھذہ الرسالۃ المبارکۃ ''بھجات قندیل سیکرٹری العام جمعیۃ الاتحاد بین المذاہب کہ مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کی سرگرمیاں دیکھ کر مجھے ازحد خوشی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کا مبارک پیغام پہنچاتے رہنے کی توفیق عطا کرے۔ بھجات قندیل سیکرٹری جمعیۃ الاتحاد بین المذاہب نمبر 5 شارع جامعۃ ......القاہرہ حال وارد منرو ویا 10 مئی 1960ء۔[26]

سیرالیون:

امسال مشن کی دینی سرگرمیوں میں جماعت احمدیہ سیرالیون کا کامیاب سالانہ جلسہ اور ریڈیو سیرالیون پر اسلام کے متعلق دلچسپ مکالمہ اور چار نئے سکولوں کا آغاز قابل ذکر ہیں۔

جلسہ سالانہ

قریشی محمد افضل صاحب مبلغ سیرالیون نے بذریعہ تار مرکز احمدیت میں اطلاع دی کہ

سیرالیون 5 جنوری۔ جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کا سالانہ جلسہ تین روز تک جاری رہنے کے بعد نہایت کامیابی اور خیروخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ تین دن میں 8 اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں ملک کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کے پانچ سو سے بھی زائد نمائندوں نے شرکت کی۔ افتتاحی اجلاس میں لائبیریا سے آمدہ پیغامات کے علاوہ محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

چار اجلاسوں میں علی الترتیب صوبائی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری، پیرامونٹ چیف گامانگا، چیف واندی کلن اور وزیر خزانہ جناب مصطفیٰ نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ وزیر موصوف نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا جماعت احمدیہ جسے دنیا میں مسلمانوں کے واحد منظّم مذہبی ادارے کی حیثیت حاصل ہے مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل پیش کرتی ہے۔

وزیر موصوف ے احمدیہ سیکنڈری سکول کے لئے پوری پوری تائید وحمایت کا یقین دلایا۔ جلسہ سالانہ کے پانچویں اجلاس میں عربی میں تقاریر ہوئیں۔ جس کی صدارت مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم۔اے نے کی۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ سیرالیون کی مجلس شوریٰ کے بھی تین اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں صدارت کے فرائض مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب نے ہی ادا کئے۔ اس موقعہ پر 3 ممبران پر مشتمل ایک انتظامیہ کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی۔ مقامی مبلغین کی تعلیم وتربیت، عربی کالج اور سیکنڈری سکول کے قیام سے متعلق مسائل پر غوروفکر کے بعد مناسب فیصلے کئے گئے۔[27]

ریڈیو پر مکالمہ

جناب مبارک احمد صاحب ساقی مبلغ سیرالیون کے قلم سے مکالمہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سیرالیون میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ پچھلے دنوں وہاں ریڈیو کے ذمہ دار افسران نے خاص اسلام پر ایک دلچسپ مکالمہ نشر کرنے کا انتظام کیا جس میں مسلمانوں کے نمائندوں کے علاوہ بعض معروف عیسائیوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔اس مکالمے کے لئے حسب ذیل موضوع مقرر کیا گیا:

''سیرالیون میں حصول آزادی کے بعد اسلام ملک کی معاشرتی ،ثقافتی اور مذہبی ترقی کے سلسلہ میں کیا کردارادا کرسکتا ہے۔''

اس مکالمے میں اسلام کی نمائندگی جماعت احمدیہ کے میڈیکل مشنری مکرم ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب اور شیخ ڈرامی صاحب لیبر آفیسر نے کی۔نیز عیسائیوں کی طرف سے فورے کالج فری ٹاؤن کے چیپلن ریورنڈ پیری سائر۔

اور اسی کالج کے وائس پرنسپل ڈاکٹر پورٹر نے مکالمے میں حصہ لیا اور صدارات کے فرائض مسٹر کولیئر بارایٹ لاء نے ادا فرمائے۔مکالمے کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

صاحب صدر: (سب سے پہلے صاحب صدر نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا) زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ہم اس ملک میں صرف اور صرف عیسائی مشنریوں کا ہی نام سنا کرتے تھے اور مذہبی لحاظ سے صرف انہی کی آواز ہمارے کانوں میں پڑا کرتی تھی۔لیکن اب حالات میں ایک تبدیلی آچکی ہے۔جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک کے مختلف حصوں میں تبلیغ اسلام کے متعدد مشنوں کا قیام عمل میں آچکا ہے یہ لوگ نہ صرف مذہبی اور تعلیمی لحاظ سے سیرالیون کے باشندوں کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ اب انہوں نے ہسپتال قائم کر کے معاشرتی فلاح کے اس میدان میں بھی خدمت بجالانے کا فیصلہ کیا ہے۔اس وقت ہمارے درمیان جماعت احمدیہ کے میڈیکل مشنری ڈاکٹر شاہنواز خان بیٹھے ہیں آپ آج کے مکالمے کا آغاز کریں گے۔

ڈاکٹر شاہنواز: زیر غور موضوع کے سلسلہ میں میں سب سے پہلے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام ان معنوں میں ہی ایک مذہب نہیں ہے کہ یہ لوگوں کو بعض مخصوص عقائد قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے بلکہ یہ بنی نوع انسان کے سامنے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں ان کی پوری پوری رہنمائی کرتا ہے جس کی مدد سے وہ ایک کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔مجھے یقین ہے کہ حصولِ آزادی کے بعد جب سیرالیون کے لوگ آزادانہ طور پر اسلامی تعلیمات کو سمجھنا اور ان پر غور کرنا شروع کریں گے تو

انہیں پتہ چلے گا کہ صرف یہی ایک مذہب ہے جو ہر میدان میں ان کی صحیح رہنمائی کرنے کے قابل ہے۔ دراصل ابتداءً وہ الناس علٰی دین ملوکھم کے مطابق عیسائیت کی طرف مائل ہوتے چلے گئے تھے اور پھر عیسائی سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے بھی بہت سے نوجوانوں کو عیسائیت قبول کرنی پڑی۔ لیکن جب یہ نوجوان حصولِ آزادی کے بعد آزاد فضا میں قرآنِ مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ یہ دوبارہ مسلمان ہو جائیں گے۔

ریورنڈ سائر (عیسائی): یہ درست نہیں کہ کسی شخص کو عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہے یہ تو عیسائی مشنریوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ملک کے ہر حصے میں پہنچ کر عیسائیت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور ساتھ کے ساتھ تعلیم کے معاملے میں ان کی مدد کی۔

شیخ ڈرامی: بہرحال اسلام نے یہاں کے لوگوں کی کچھ کم خدمت سرانجام نہیں دی ہے۔ سب سے اوّل یہ کہ اس نے ایک عام فہم افریقی پر ایک بڑا احسان یہ کیا کہ اسے جن وبھوت کی پرستش سے نجات دلائی ورنہ یہاں جن بھوتوں کو خوش کرنے کے لئے بعض اوقات انسانی جان کی قربانی بھی دی جاتی تھی۔ جب ابتداء میں عرب مسلمان افریقہ میں آئے تو انہوں نے سب سے پہلے یہاں کے لوگوں کو اس کی مضرت سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ اسلام ان باتوں سے منع کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں میں باہم ایسی اخوت اور مؤدّت پیدا کی ہے کہ اس کی مثال دنیا کے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

ریورنڈ سائر (عیسائی): قرآن نے جن بھوتوں اور اُن کی تاثیروں سے لوگوں کو منع نہیں کیا جبھی تو سیرالیون میں آج تک ایسے مسلمان الفے اور معلم (افریقی ملاں) موجود ہیں جو تعویذ گنڈے اور ٹونے ٹوٹکے سے کام لیتے ہیں۔

شیخ ڈرامی: الفے اور معلم تو قرآن مجید سناتے ہیں اور اگر اس طرح کسی شخص کو اپنی مصیبت سے نجات مل جاتی ہے تو یہ کلام اللہ یعنی قرآن مجید کا معجزہ ہے۔

ڈاکٹر پورٹر (عیسائی): اسلام کے بعض مسائل ایسے ہیں جو قومی ترقی کی راہ میں روک ہیں مثلاً رمضان کے روزے۔ چونکہ روزہ رکھ کر محنت اور مشقت کا کام نہیں کیا جا سکتا اس لئے اسلام کے اس حکم پر عمل پیرا ہونے سے ملک بالخصوص صنعتی لحاظ سے ترقی نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے تونس کے صدر بورقیبہ نے حکماً روزہ رکھنے کی ممانعت کر دی ہے۔ دوسرے یہ عمل بھی قابل غور ہے کہ اسلام میں عورت کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ تیسرے اس میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے۔

ڈاکٹر شاہنواز: اسلام نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی شخص جسمانی لحاظ سے بھی بہت کمزور ہو اور

اس بناء پر روزہ اس کے ذریعۂ معاش میں حائل ثابت ہوتا ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ رہے وہ لوگ جو طاقت رکھنے کے باوجود روزہ کی حالت میں کام کاج نہیں کرتے تو وہ بہانہ ساز ہیں اور کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ عرب مسلمان تو روزہ رکھ کر جنگوں تک میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں روزہ کو ملکی ترقی میں حارج قرار دینا بالکل غلط ہے۔ دوسرے واضح رہے اسلام نے تعدّد ازدواج کی اجازت خاص مصالح کی بناء پر دی ہے۔ مثال کے طور پر جنگ کی وجہ سے اگر عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے جیسا کہ ہو جایا کرتی ہے تو تعدّد ازدوج کا اصول ہی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار رکھ سکتا ہے۔

شیخ ڈرامی: اسلام عورت کو مرد کے مساوی حقوق دیتا ہے البتہ عورت چونکہ طبعاً اور فطرۃً کمزور واقع ہوئی ہے اس لئے اسلام نے مرد کو عورت کا محافظ قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر پورٹر: اسلام نے مرد کو حق دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو بیوی کو طلاق دیدے' اس کے برعکس عورت کو ایسے حقوق حاصل نہیں ہیں۔

ڈاکٹر شاہنواز: عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ نباہ نہ ہونے کی صورت میں خاوند سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ اسے اسلامی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بڑوں کے مشورے کے ساتھ اور عدالت کے ذریعے ایسا کرے کیونکہ اس میں مرد کی نسبت فیصلہ کی قوت کم ہوتی ہے۔

ریورنڈ سائر (عیسائی): اسلام میں غلامی کو جائز قرار دیا گیا ہے ہم لوگوں کے لئے ایسا مذہب ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ ہمیں خدا خدا کر کے غلامی سے نجات ملی اب ایسے مذہب میں دوبارہ جانا جو غلامی کو روا رکھتا ہے کیسے ممکن ہے۔

ڈاکٹر شاہنواز: یہ درست نہیں ہے۔ اسلام تو وہ مذہب ہے کہ جس نے خود غلامی کو ختم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلا کام ہی یہ کیا کہ زیدؓ کو جو غلام تھے آزاد کر دیا اور پھر ان کے ساتھ حسن سلوک کی وہ مثال قائم کر دکھائی کہ انہوں نے اپنے والدین کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہنے کو خود ترجیح دی۔ اس صورت میں یہ کہنا کہ اسلام غلامی کی اجازت دیتا ہے کیسے درست ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد صاحب صدر نے مکالمہ میں حصہ لینے والوں سے پوچھا کہ کیا ان کی رائے میں بہتر نہ ہوگا کہ سیرالیون کے تمام سکولوں میں بچوں کو عیسائیت کے علاوہ اسلام کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائی جائیں تا وہ دونوں مذاہب کی تعلیموں کا موازنہ کر سکیں۔ اس سے تمام حاضرین نے اتفاق کیا اور اس بات کی تائید کی کہ چونکہ سیرالیون میں عیسائی اور مسلمان دونوں آباد ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان دونوں مذاہب کے ماننے والے باہم محبت ومؤدت سے رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رواداری برتیں اور آپس میں

آزادنہ تبادلۂ خیالات کریں تا سب کو مذہبی آزادی حاصل رہے اور حق کو پرکھنے کا راستہ کھلا رہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریڈیو پر نشر کردہ یہ مکالمہ اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور کرنے اور اسلام میں لوگوں کی دلچسپی بڑھانے کا موجب ہوا۔

نئے سکولوں کا قیام

مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے وہاں سکول قائم کرنے کا انتظام کیا۔ سکولوں کے کھولنے کا آغاز آج سے قریباً چالیس سال قبل ہوا تھا جب کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے نائیجیریا کے شہر لیگس میں مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے پہلا سکول قائم کیا تھا اس کے بعد وہاں مزید مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ اسی طرح گھانا میں جماعت احمدیہ اس وقت گیارہ سکول چلا رہی ہے جن میں سے ایک کماسی کا سیکنڈری سکول بھی ہے۔ سیرالیون پریکٹوریٹ کے علاقے میں بھی مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے جماعت احمدیہ نے ہی سکول کھولے ہیں اور اب وہاں مسلمانوں کا پہلا سیکنڈری سکول بھی کھولنے کا فخر اس جماعت کو ہی حاصل ہے۔ یہ سکول ستمبر 1960ء میں کھولا گیا تھا جس کے پرنسپل مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم۔اے، بی۔ٹی ہیں۔ وہاں کی مرکزی حکومت کے وزیر خزانہ نے اپنے بچے کو بھی اسی سکول میں داخل کرایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے قائم کردہ سکولوں میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی طرف سے چار مختلف مقامات پر نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں۔ ان مقامات کے نام یہ ہیں۔ (1) باجے بو (2) لُنسر (3) ملائی سوکو (4) میل نمبر 47 (یہ ایک جگہ کا نام ہے)۔ اس وقت تک سیرالیون میں احمدیہ مشن کی طرف سے گیارہ سکول قائم کئے جا چکے ہیں اور ابھی بہت سے علاقوں کے مسلمان باشندوں کی طرف سے درخواستیں آرہی ہیں کہ ان کے علاقوں میں بھی سکول کھولے جائیں۔ 28

نائیجیریا:

انچارج مشن مولوی نور محمد نسیم سیفی تھے اور خصوصی نائبین مولوی مبارک احمد صاحب ساقی، حافظ محمد اسحاق صاحب اور مولوی محمد بشیر صاحب شاد۔ الفضل میں وکالت تبشیر ربوہ کی طرف سے اس سال کے صرف پہلے ماہ کی رپورٹیں ہمیں ملتی ہیں جن کا ملخص یہ ہے۔

رپورٹ مولوی مبارک احمد صاحب ساقی

ماہ جنوری 1960ء کے شروع میں وزیراعظم برطانیہ مسٹر ہیرلڈ میکملن اوران کی اہلیہ لیڈی ڈورتھی ایک ہفتہ کے دورہ پر نائیجیریا آئے اس عرصہ میں دیگر مصروفیات کے علاوہ انہوں نے یہاں کے ہاؤس آف پارلیمنٹ کوخطاب کیا۔اورایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کو ملے۔دونوں مواقع پرمکرم نسیم سیفی صاحب نے شرکت کی۔مسٹر میکملن کو جماعت کے مردوں کی طرف سے اورلیڈی ڈورتھی کو لجنہ اماء اللہ کی طرف سے اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔کتب کے ہمراہ حسب ذیل نوٹ پیش کیا گیا۔

''نہایت ادب واحترام اوراس جذبۂ محبت سے جو ہمارے دلوں میں آپ کی عظیم الشان شخصیت کے لئے موجود ہے۔خاکسار جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے آپ کی خدمت میں حسب ذیل کتب پیش کرتا ہے۔امید ہے آپ ان کے مطالعہ کی کوشش فرمائیں گے

(1) اسلامی اصول کی فلاسفی (2) لائف آف محمدؐ (3) ہمارے بیرونی مشن۔

تفصیلات میں پڑے بغیر خاکسار معروض ہے کہ

(ا) احمدیہ مشن نائیجیریا اس بین الاقوامی احمدیہ جماعت کی ایک شاخ ہے۔جس کی ابتداء حضرت مرزاغلام احمد علیہ السلام کے ذریعہ ہندوستان میں 1889ء میں ہوئی۔

(ب) اس بین الاقوامی جماعت کے دنیا بھر میں تبلیغی مشن موجود ہیں۔لنڈن میں ہماری مسجد اور مشن ہاؤس 63 میلر وزروڈ ایس۔ڈبلیو 18 پرواقع ہیں۔

(ج) احمدیہ جماعت ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے والی ہے۔جن کا ذکر مسیح علیہ السلام نے اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیحؑ کی بعث ثانیہ کے بارہ میں کیا ہے۔ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کے ذریعہ مسیحؑ کے ظہور ثانی کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔

(د) نائیجیریا میں ہمارے مشن کی ابتداء 1914ء میں ہوئی۔اوراس وقت سے لے کر آج تک ہم نے سکول کھولے ہیں۔اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے۔اورایک ہفتہ وار اخبار دی ٹروتھ بھی جاری ہے۔

خاکسار آپ کو اورآپ کی اہلیہ لیڈی ڈورتھی کو نائیجیریا آنے پر دلی خوش آمدید کہتا ہے۔والسلام۔

خاکسار این ایم نسیم سیفی۔رئیس التبلیغ ویسٹ افریقہ

اس کے جواب میں مسٹر میکملن کے سیکرٹری کی طرف سے حسب ذیل خط موصول ہوا۔

''وزیر اعظم کی طرف سے مجھے ارشاد ہوا ہے کہ میں آپ کے 12 جنوری 1960ء والے خط کا بہت بہت شکریہ ادا کروں۔ جس میں آپ نے انہیں اور ان کی اہلیہ لیڈی ڈورتھی کو خوش آمدید کہا ہے۔ وہ آپ کی طرف سے پیش کردہ تین کتب کے بہت ہی شکرگزار ہیں۔''

لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کی طرف سے لیڈی ڈورتھی کو اسلامی اصول کی فلاسفی کا ایک نسخہ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ اور لکھا گیا:

''لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کی طرف سے خاکسارہ آپ کی نائیجیریا میں آمد پر دلی خوش آمدید کہتی ہے۔ اور نہایت ادب واحترام کے اسلامی اصول کی فلاسفی کا ایک نسخہ پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے لکھی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسے بہت مفید پائیں گی۔

ایک دفعہ پھر خوش آمدید کہتے ہوئے دعا گو ہوں کہ آپ کا قیام نائیجیریا میں بہت بابرکت ہو۔

خاکسار۔ سکینہ سیفی۔ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ۔

وزیر اعظم کے سیکرٹری کی طرف اس کے جواب میں حسب ذیل خط موصول ہوا۔

''لیڈی ڈورتھی میکملن نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کے خط مؤرخہ 12 جنوری 1960ء کے جواب میں ان کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ لیڈی ڈورتھی آپ کی طرف سے پیش کردہ کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پر بہت ہی شکرگزار ہیں۔''

ڈاکٹر بلی گراہم کی آمد

ماہ جنوری 1960ء میں دنیا کے مشہور عیسائی منادڈاکٹر بلی گراہم آف امریکہ کے مغربی افریقہ آنے کی خبر نائیجیریا کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر گراہم بہت بلا کے مقرر ہیں اور ہمیشہ عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب 1904ء میں انہوں نے انگلینڈ کا دورہ کیا تو ان کے لیکچروں کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ لنڈن بھر میں کوئی ایسا ہال نہ تھا جو ان کے سامعین کے لئے کافی ہو۔ لوگ گھنٹوں بھر ہال سے باہر کھڑے سردی میں ان کی تقریر سنتے رہتے تھے۔ ان کا مرتب کردہ پروگرام ''فیصلہ کا وقت'' دنیا کے تین سو ریڈیو اسٹیشنوں سے براڈ کاسٹ کیا جاتا ہے۔

جب ڈاکٹر گراہم کی نائیجیریا میں آمد کا ذکر اخبارات میں آیا تو مکرم نسیم سیفی صاحب نے نائیجیریا ہائی کونسل کو جو ڈاکٹر گراہم کی تقاریر کا انتظام کر رہی ہے لکھا کہ اگر ممکن ہو تو اس موقعہ پر نائیجیریا کے مسلمان لیڈروں سے ڈاکٹر گراہم کی ملاقات کرائی جائے مزید برآں اگر مسلمان مشنریوں اور ڈاکٹر گراہم کے

درمیان تبادلہ خیالات کا کوئی موقعہ پیدا کیا جائے تو نائیجیریا کی پبلک کے لئے یہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

عیسائی کونسل نے یہ خط کمیٹی کے حوالہ کر دیا جو ڈاکٹر گراہم کی تقاریر کا انتظام کر رہی تھی۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ چنانچہ یاددہانی کرائی گئی جس کے جواب میں کہا گیا کہ چونکہ ڈاکٹر گراہم بہت مشغول آدمی ہیں اور مزید برآں ڈاکٹروں نے انہیں ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ زیادہ کام نہ کریں۔ اس لئے آپ کی تجویز کردہ میٹنگ کا کوئی انتظام نہیں کیا جا سکتا۔

اس موقعہ پر ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں لٹریچر پبلک میں تقسیم کیا جائے۔ 29

رپورٹ حافظ محمد اسحاق صاحب بی اے۔ حافظ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

نائیجیریا ریڈیو نے مرکزی احمدیہ مسجد سے ایک خطبہ جمعہ اور دور افتادہ سامعین تک پہنچانے کی غرض سے فیچر پروگرام کے ماتحت نشر کیا۔

مغربی افریقہ کے علاقہ گامبیا میں تبلیغ کی غرض سے حال ہی میں ایک مقامی احمدی دوست کو بھجوایا گیا تھا۔ چنانچہ وہاں تبلیغی مساعی میں کامیابی کی خوشکن خبریں آ رہی ہیں۔ اور بہت سے نئے دوست بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

برطانوی وزیر اعظم ہیرلڈ میکملن اپنے دورہ افریقہ کے سلسلہ میں نائیجیریا آئے وزیر اعظم صاحب کو احمدیہ مشن کی طرف سے اسلامی مطبوعات تحفۃً پیش کی گئی ہیں۔ اسی طرح ان کی بیگم صاحب کو لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کی طرف سے کتب بھجوائی گئیں۔ جس کے جواب میں انہوں نے مشن کو شکریہ کے خطوط لکھے۔

جناب مولانا نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ نے ابادان میں صوبائی وزارت تعلیم کے زیر اہتمام عربی اساتذہ کے امتحان کے سلسلہ میں ایک میٹنگ میں شمولیت کی۔ آپ نے یونیورسٹی کالج ابادان میں مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے ایک اجلاس میں طلباء سے خطاب کیا۔ اسلام اور احمدیت کے متعلق طلباء کے متعدد سوالات کے جوابات دیئے۔ ایک احمدی دوست Hon Yerim a Bella یہاں کی وفاقی مجلس قانون ساز کے ممبر ہیں ان کے استقبال میں مشن کی طرف سے ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔

نائیجیریا ریڈیو پر فیچر پروگرام Islamic Point of View (اسلامی نقطہ نظر) کے ماتحت جناب مولانا نسیم سیفی صاحب کی طرف سے سامعین کے سوالات کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

مسلم فیسٹول کمیٹی اور مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج کی کمیٹی میٹنگز میں شامل ہوئے۔ اسی طرح Iwayd مقام کا دورہ کیا ہے۔ جہاں ہمارے سکول کی بلڈنگ تیار ہو رہی ہے۔ ڈیلی سروس میں آپ کے ہفتہ وار مضامین ہر جمعہ کو شائع ہوتے رہے۔

اسی طرح اخبار دی ٹروتھ ہر جمعہ کے روز شائع ہوتا رہا۔

ابادان کے مقامی اخبارات نائیجیرین ٹریبیون اور Defender میں مسلمانوں کے لئے ہفتہ واری فیچر کالم کے ماتحت خاکسار کے حسب ذیل مضامین شائع ہوئے

(1) اسلام کا روشن مستقبل

(2) صحرائے اعظم فرانس کے ایٹمی تجربات اور دعاؤں کی اہمیت

(3) یہود کا ماضی اور مستقبل۔

چار مقامات کا دورہ کیا گیا۔

رپورٹ مولوی محمد بشیر صاحب شاد (مبلغ انچارج شمالی نائیجیریا)

ماہ جنوری 1960ء میں خاکسار زاویہ میں مقیم رہا۔ یہاں کے ایک کمرشل کالج کے طلباء کی دعوت پر کالج میں تقریر کرنے کے لئے گیا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں طلباء کو اسلام کے بنیادی احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی فلاسفی سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ یہ امور جہاں ہماری روحانی ترقیات کا باعث ہیں۔ وہاں مسلمانوں میں باہم اتحاد، تنظیم، اخوت ومحبت، ہمدردی خلق اور غریب پروری کا جذبہ پیدا کرنے کا موجب بھی ہیں۔ طلباء کو جماعت سے متعارف کرایا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد، آپؑ کے دعویٰ اور جماعت کی عظیم الشان اسلامی خدمات سے آگاہ کیا۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا جس پر طلباء نے جماعت احمدیہ کی تنظیم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ اور دیگر امور کے متعلق دلچسپ سوالات دریافت کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔

بعد ازاں طلباء میں اخبار ''ٹروتھ'' اور دیگر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اس موقعہ پر کالج کے چھبیس طلباء خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے الحمدللہ۔

اس کالج میں اب احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے قیام کے سلسلہ میں کوشش کی جارہی ہے امید ہے عنقریب ہی اس ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا جاسکے گا۔ انشاءاللہ۔

زاویہ کے ایک سیکنڈری سکول میں بھی طلباء کی ایک سوسائٹی کی دعوت پر وہاں گیا اور اسلام زندہ مذہب ہے کے موضوع پر تقریر کی۔ اس سکول کے دو طالب علم بعد ازاں مشن ہاؤس میں آئے اور بیعت کر کے داخلِ سلسلہ احمدیہ ہوئے الحمدللہ۔

میڈیکل سکول کا ایک طالب علم مشن ہاؤس میں آتا رہا اور مختلف سوالات دریافت کرتا رہا اسے تبلیغ کی گئی اور جماعت کے متعلق مسائل سے آگاہ کیا اس طالب علم کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے عرصہ زیر رپورٹ

میں قبول احمدیت کا شرف حاصل ہوا۔

عربیک کلاس

مکرم رئیس التبلیغ صاحب کے ارشاد پر زاویہ میں بالغ افراد کے لئے ایک شبینہ عربیک کلاس جاری کی گئی جس میں احمدی اور غیر احمدی احباب شریک ہوتے رہے اس کلاس میں عربی کے اسباق کے علاوہ مختلف اسلامی مسائل کی وضاحت کی جاتی ہے اور احباب کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

تین نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ماہ بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے نائیجیرین کالج آف آرٹ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے طلباء کی یونین کا سیکرٹری جو عیسائی ہے مشن ہاؤس میں آتا رہا عیسائیت کے بارہ میں اس کے دریافت کردہ سوالات کا جواب دیا جاتا رہا نیز اسے اسلامی تعلیمات اور ان کی خوبیوں سے آگاہ کیا اس طالب علم نے اب قبولیت اسلام پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔اس وقت تک نماز کا ایک حصہ یاد کر چکا ہے اور بعض کتب کا مطالعہ کر رہا ہے۔امید ہے انشاءاللہ عنقریب مشرف با سلام ہوگا۔

انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریشن کے طلباء کی سوسائٹی کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری سے مل کر وہاں تقریر کے سلسلہ میں انتظامات کئے جا رہے ہیں انسٹی ٹیوٹ میں لوگ حکومت کے مختلف محکمہ جات سے ٹریننگ کے لئے آتے ہیں۔ان طلباء میں اخبار ٹروتھ بھی تقسیم کیا گیا۔

فروخت لٹریچر

عرصہ زیر رپورٹ میں بارہ پونڈ کا لٹریچر فروخت کیا گیا۔اس ماہ کے دوران تین روز کے لئے کانو گیا جہاں بچوں کی ایک شبینہ کلاس جاری کی گئی جس میں بچوں کو اسلامی اخلاق سکھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔جماعت کے دوستوں کو تحریک کی کہ وہ اپنے بچے اس کلاس میں بھجوائیں۔ایک مقامی دوست کو اس کلاس کا انچارج مقرر کیا اور اسے کلاس کا ابتدائی کورس نوٹ کروایا۔

کانو میں نئی مسجد کی تعمیر کا فیصلہ

امسال کانو میں نئی مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں مختلف دوستوں سے مل کر انہیں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کہا گیا۔اور وعدہ جات کی طرف توجہ دلائی۔ 30

مشرقی افریقہ:

یہ مشن مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کی ولولہ انگیز قیادت میں اس سال بھی مصروف جہاد رہا جس کا پاکستان کے پریس نے برملا اظہار کیا۔چنانچہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے

خصوصی نامہ نگار حفیظ ملک صاحب مقیم امریکہ نے لکھا:

’’اس میں شک نہیں کہ مغربی ممالک میں اور بالخصوص امریکہ میں مذہب اور حکومت کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔لیکن جب مذہب سے حکومت کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہوتا ہے تو مغربی سیاست دان اور پادری اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے سے گریز بھی نہیں کرتے۔ یہ کوئی معیوب بات بھی نہیں اس لئے کہ آخر ایسی صورت حال سے کون فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔لیکن اس میں قباحت صرف اتنی ہے کہ حکومت اور مذہب کے اتصال کو بظاہر ایک معیوب بات تصور کیا جاتا ہے اور زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے مذہب کو حکومت سے الگ ہی رکھا جائے۔اس نظریاتی بحث کا تعلق بین الاقوامی سیاست سے تو خیر بہت ہی گہرا ہے۔اس کی مثال افریقہ کا براعظم ہے۔اب جبکہ افریقی براعظم آزاد ہو رہا ہے تو مغربی ممالک کو یہ دشواری پیش آ رہی ہے کہ کس طرح حبشیوں کے ساتھ ’’روحانی‘‘ یا نظریاتی رابطہ قائم رکھا جائے۔ یہ مسئلہ غور طلب ہے اور اس کا حل آسان بھی نہیں اس لئے کہ عیسائیت بدقسمتی سے سفید فام مغربی قوموں کا مذہب بن کر رہ گئی ہے اور سفید فام کا جورویہ حبشیوں اور دیگر غیر سفید اقوام کے ساتھ رہا ہے یا اب ہو رہا ہے اس کی مثال جنوبی افریقہ کے وحشیانہ اقدام سے ملتی ہے امریکی وزیر بھی اس مسئلہ سے آگاہ ہیں۔ اگرچہ افریقہ میں امریکہ کی کوئی نوآبادی نہیں لیکن خود امریکہ کا ریکارڈ بھی حبشیوں کے سلوک کے متعلق کچھ اچھا نہیں ہے۔اگرچہ اب یہاں یہ دن رات کوشش کی جارہی ہے کہ امریکی حبشیوں کو پورا پورا شہری بنایا جائے۔

افریقہ کے آزاد ہونے پر افریقی عوام ایک انتہائی مشکل نفسیاتی مصیبت میں پھنس رہے ہیں افریقہ کے اکثر حصوں میں اب بھی انسان دھات اور پتھر کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور جو زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔ایک شدید جذباتی ایمانی اور روحانی بحران میں مبتلا ہیں۔افریقہ کے عوام میں بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی پیغمبر نازل نہیں ہوا۔اب تک افریقہ ایام جہالت کا بہترین نمونہ ہے۔سوال یہ ہے کہ افریقہ میں عوام کا مذہب کیا ہوگا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ امریکی پادری اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔حال ہی میں امریکہ کے مشہور و معروف پادری بلی گراہم نے افریقہ کا دورہ کیا۔گزشتہ ہفتے انہوں نے صدر آئزن ہاور سے وائٹ ہاؤس میں 40 منٹ کے لئے

تبادلہ خیالات کیا اور صدر آئزن ہاور کو یہ مشورہ دیا کہ نائیجیریا کا دَورہ کریں کیوں کہ اکتوبر میں نائیجیریا انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔ پادری بلی گراہم نے رپورٹروں کو ملاقات کے بعد بتایا کہ امریکہ کے لئے لازم ہے کہ وہ افریقہ کے عوام کے نیشنلزم کے ساتھ پوری پوری ہمدردی کرے۔ صدر آئزن ہاور کے ردعمل پر بحث کرتے ہوئے بلی گراہم نے کہا کہ صدر آئزن ہاور نے نائیجیریا کے دورے کے مسئلہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس خیر سگالی کے دورہ سے امریکہ کو جو فائدہ پہنچے گا وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن پادری بلی گراہم کو جو غم ہے وہ کسی اور مسئلہ سے ہے۔ انہوں نے رپورٹروں کو بتایا کہ مسلمان مشنری افریقہ میں جب سات حبشیوں کو مسلمان بناتے ہیں تو عیسائی مشنری کہیں مشکل سے تین حبشیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسلام کی ترقی کو روکنے کے لئے بلی گراہم ایک مشنری پروگرام وضع کر رہے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ امریکی حبشیوں کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے مشنوں میں بھرتی کرنا چاہئے جو اپنے افریقی بھائی بندوں کو آسانی سے عیسائی بنا سکیں گے۔ اس کے علاوہ بلی گراہم نے کہا کہ وہ ان مشنریوں کو اپنے مشن میں بھرتی کریں گے جو علم نسلیات اور جناب رسالت مآبؐ کی تعلیمات سے آگاہ ہوں گے تاکہ وہ اسلام کی کمزوریوں کو افریقی عوام پر واضح کر سکیں۔

اب سوال یہ ہے کہ افریقہ میں تہذیب اور علم و ہنر اور مذہب پھیلانے کی ذمہ داری کس حد تک پاکستانیوں پر عائد ہوتی ہے جہاں تک ہمارے عرب بھائیوں کا تعلق ہے وہ تو عرب نیشنلزم کے سوا بات نہیں کرتے اسلام ان کے لئے ثانوی اہمیت رکھتا ہے۔ بھارت کے پاس کوئی ایسا مذہب نہیں جس کی تبلیغ کی جاسکے۔ لیکن اس کے باوجود بھارت افریقہ میں ثقافتی تبلیغ کر رہا ہے۔ ہر سال افریقہ سے طلباء کی ایک خاص تعداد بھارتی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آتی ہے۔ صرف مشرقی افریقہ کو لے لیجئے اب تک 350 افریقی طلباء بھارتی یونیورسیٹوں میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں جن میں سے 200 طلبہ واپس جا چکے ہیں نیروبی کے ایسٹ افریقن ٹائمز (جو احمدیہ جماعت کا اخبار ہے) کے بیان کے مطابق 1959ء میں بھارت نے 8 وظیفے یوگنڈا کے حبشی طلبہ کو دیئے 10 کینیا کے طلبہ کو 4 ٹانگانیکا کے طلبہ کو اور ایک انجلا کے طالب علم کو دیئے گئے۔ بھارت میں انڈین کلچرل کونسل ان طلبہ کو تمام سہولتیں مہیا کرتی ہے جہاں تک افریقی ممالک کا تعلق ہے افسوس ہے

کہ ان کے متعلق مکمل فہرست حاصل نہ ہوسکی لیکن اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس سال سینکڑوں طلبہ افریقہ سے بھارت میں تعلیم کی غرض سے آتے ہیں۔یہی جوان طلبہ کل ان افریقی ممالک کے لیڈر رہوں گے۔اوران کے توسط سے بھارت کو جو سیاسی فائدہ پہنچے گا۔اس کا آسانی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی جماعت بطور مشنری کام کررہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔مشرقی افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی 15 فیصد ہے جس میں ایسٹ افریقن ٹائمز کے بیان کے مطابق 10,000 افریقی لوگ احمدی ہیں پرتگیزی مشرقی افریقہ میں تقریباً دس لاکھ افریقی مسلمان ہوچکے ہیں جن میں سے غالب اکثریت احمدیوں کی ہے۔کینیا کے سرحدی صوبوں میں اسلام کوفروغ ہورہا ہے اور یہاں بھی غالب اکثریت احمدیوں کی ہے۔نیروبی میں تو خیر احمدیوں نے ایک بہت بڑا مذہبی تبلیغی مرکز قائم کررکھا ہے جو روزانہ انگریزی اخبار بھی شائع کرتا ہے۔اوراس کے علاوہ تعلیم کے لئے اس سینٹر نے کالج وغیرہ بھی قائم کرر کھے ہیں۔

ہمیں احمدیت سے شدید اختلافات ہیں اور ہم عقیدہ ختم نبوت کے مسئلہ میں احمدیوں بالخصوص قادیانی فرقہ کے تصورات کو بالکل باطل اور گمراہ سمجھتے ہیں۔اورسواداعظم کی طرح ان تصورات سے نفرت وبیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود ہمیں ان کی مساعی کی داد دینی پڑتی ہے۔بلی گراہم جب اپنے حالیہ دورہ میں گئے تو اسلام کی طرف سے اگرکسی جماعت نے انہیں مباحثہ کی دعوت دی تو وہ جماعت احمدیہ تھی۔کینیا، یوگنڈا اور ٹانگانیکا میں اس وقت 2,500,000 مسلمان آباد ہیں۔لیکن ان کی تعلیمی حالت بہت ہی کمزور ہے۔عیسائی مشنری سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ سے طلبہ کو عیسائیت کی طرف راغب کررہے ہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جماعت احمدیہ کے سوا پاکستان میں اورکوئی مذہبی جماعت موجود نہیں جو افریقہ میں اسلام کی تبلیغ کے کام کوانجام دے سکے پاکستان میں جماعت اسلامی بہت ہی بااثر جماعت ہے۔مولانا مودودی کے سیاسی خیالات سے ہمیں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن ہمیں اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ اگر وہ افریقہ میں مشنری کام کا بیڑہ اٹھائیں تو اس سے صرف اسلام کی ہی نہیں بلکہ پاکستان کے علاوہ انسانیت کی خدمت بھی ہوگی حقیقت یہ ہے کہ آج تک

غیر ممالک میں جتنا بھی اسلامی مشنری کا کام ہوا ہے۔ وہ علماء نے اپنی ذاتی حیثیت میں ادا کیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ تبلیغی کام کو منظم کیا جائے اگر جماعت اسلامی سیاسی خواہشوں اور دفاتر کے خواب سے علیحدہ ہو کر افریقہ میں اسلامی تہذیب وتمدن پھیلانے کی کوشش کرے۔ تو ہمیں توقع ہے کہ فروغ اسلام میں رکاوٹ ڈالنے سے متعلق بلی گراہم کے تمام ارادے ناکام ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے کہ جماعت اسلامی میں جو علماء ممبر کی حیثیت سے شامل ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں اسلام کے عالم ہیں۔ اور ان کے توسط سے جو اسلام پھیلے گا۔ وہ افریقی لوگوں کو روحانیت کے سرچشموں سے فیضیاب کرے گا دراصل یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر حکومت پاکستان کو تبلیغی کام کرنے والی جماعتوں کی اعانت کرنی چاہئے۔ کیا ہم مولانا مودودی سے یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ افریقہ میں تبلیغی کام کا بیڑا اٹھائیں گے؟ ہماری رائے میں تو ان سے بہتر انسان پاکستان میں اس کام کے لئے موجود نہیں۔ 31

1960ء میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی ولولہ انگیز قیادت میں درج ذیل مجاہدین کلمہ حق کے جہاد میں مصروف رہے۔

حافظ محمد سلیمان صاحب، مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر، مولوی عبدالکریم صاحب شرما، چوہدری عنایت اللہ صاحب۔ ان سب حضرات نے تقسیم اشتہارات، دوروں، طلبہ میں لیکچرز اور نجی ملاقاتوں کے ذریعہ سال بھر تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت احسن رنگ میں انجام دیا۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب ٹانگانیکا جیل کے قیدیوں کو ہر اتوار دو تین گھنٹے تک تبلیغ کرتے رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب شرما نے انگریز انڈین کمشنر تک بذریعہ ملاقات پیغام حق پہنچایا۔

ان مرکزی مبلغین کے علاوہ افریقن معلمین شیخ خالد صاحب اور رشیدی صاحب نیز شیخ صالح محمد صاحب اور حاجی محمد حسین صاحب کھوکھر، چوہدری عبدالغنی صاحب اور ظہور دین صاحب کا پُر جوش تعاون بھی مشن کو حاصل رہا۔

جماعت احمدیہ مشرقی افریقہ کی سالانہ کانفرنس اس سال 25، 26 دسمبر 1960ء کو اپنی روایات کے مطابق کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہوئی جس میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے بتایا کہ کیکویو زبان کے بعد اب مشرقی افریقہ کی دو اور زبانوں یعنی کیکامبا اور لوءُ میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے نیز مشن کی طرف سے 7 لاکھ 72 ہزار صفحات پر مشتمل اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا جو خدا کے فضل سے بڑی سرعت سے فروخت ہو رہا ہے۔ 32

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ):

''سنڈے ٹریبیون'' کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ نے 19 جون 1960ء کی اشاعت میں افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

''مسلمانوں کے ایک فرقے یعنی جماعت احمدیہ کی شاخ کیپ ٹاؤن میں بھی قائم ہوگئی ہے اس کے وجود کا مقصد تمام جنوبی افریقہ سے صلیب کے نام ونشان کو مٹا دینا ہے۔اس تحریک کا ہیڈکواٹر پاکستان میں ہے اگرچہ احمدیوں نے آج کل افریقہ میں اپنی تبلیغی مساعی کو بالخصوص صحرائے اعظم کے جنوب میں واقع ممالک اور علاقوں پر مرکوز کر رکھا ہے تاہم دنیا بھر میں ان کے بہت سے تبلیغی مشن قائم ہیں...... بانی سلسلۂ احمدیہ نے 1908ء میں وفات پائی اس وقت کے بعد سے اب تک یہ تحریک براعظم افریقہ میں بڑی مضبوطی سے اپنے پاؤں جما چکی ہے۔آج صرف گھانا میں ہی 150 مسجدوں کی تعمیر اور 13 سکولوں کا قیام عمل میں آچکا ہے احمدی مبلغین وسطی اور مشرقی افریقہ کے تمام علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں ریورنڈ اے،آر ھیمپسن نے جنہیں چرچ میں اسلام پر سند مانا جاتا ہے۔اسی ہفتہ کیپ ٹاؤن میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ احمدی مسلمان ایک جدید فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اس فرقے کی کوشش یہ ہے کہ فی زمانہ اسلام کو اس طور سے پیش کیا جائے کہ زندگی کے جدید انداز کے باوجود یہ لوگوں کے لئے قابل قبول بن سکے۔اس کوشش کا مقصد اسلام کو اہل یورپ کے لئے قابل قبول بنانا ہے...... مسٹر ھیمپسن نے مزید کہا (انجیل کے پیش کردہ مترجم) یسوع کی مخالفت میں احمدی بہت پیش پیش ہیں غالباً ایک حد تک یہ ردعمل ہے۔خود عیسائیوں کے اس غیر فراخدلانہ رویہ کا جو وہ ماضی میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں اختیار کرتے رہے ہیں۔''[33]

امریکہ:

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی تیرھویں سالانہ کانفرنس 3-4 ستمبر 1960ء کو نیویارک میں منعقد ہوئی۔اس روحانی اجتماع میں دوردراز کی امریکی ریاستون اور پاکستانی احمدیوں کے علاوہ افریقہ کے 2 احباب اور کینیڈا کے ایک نمائندے نے بھی شمولیت اختیار کی۔

کانفرنس سے درج ذیل احباب نے خطاب کیا۔

(1) جناب امین اللہ خان صاحب سالک (2) مکرم رشید احمد صاحب امریکن (3) مکرم بشیر الدین صاحب اسامہ (4) مکرم حاجی ملک بشیر احمد صاحب (5) مکرم عابد حنیف صاحب (6) مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم (7) ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر (8) مکرم خلیل محمود صاحب (9) مکرم احمد شہید صاحب (10) مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب۔

کانفرنس کے دوران شوریٰ اور ذیلی تنظیموں کے اجلاس بھی ہوئے۔ 34

ریاست انڈیانا کے دارالحکومت انڈیانا پلیس میں جماعت احمدیہ کے مبلغ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک کا انٹرویو 11-12 نومبر 1960ء کی درمیانی شب ٹیلی ویژن پر نشر کیا گیا۔ جس سے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا تھا۔ اس انٹرویو کو ''انڈیانا پلیس ٹائمز'' نے مشن ہاؤس کے قیام کی خبر دیتے ہوئے شائع کیا۔ 35

مکرم امین اللہ خان صاحب سالک نے دسمبر 1960ء کے آخر میں اوہائیو کے دارالحکومت کولمبس کا دورہ کیا۔ وہاں کے 2 ٹیلی ویژن اسٹیشنوں نے اُن کے انٹرویو نشر کئے اور اخبارات نے اُن کی آمد پر اسلام کے متعلق نمایاں خبریں شائع کیں۔ چنانچہ ایک اخبار نے لکھا۔

> ''اسلام کے پیروؤں کا کہنا ہے کہ افریقہ کی نئی قوموں میں جہاں عیسائیت اور اسلام دونوں افریقیوں کو اپنے اپنے مذہب کا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اسلام کے حق میں تحریک زور پکڑ رہی ہے دریں اثناء خود ہمارے اپنے گھر (امریکہ) میں لوگ محمدؐ کے مذہب میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔
>
> اس امر کی ایک اور نشاندہی یہاں پیر کے روز ہوئی۔ جماعت احمدیہ نے جو اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے اپنے ہیڈ کوارٹر ربوہ پاکستان سے مختلف علاقوں اور مقامات میں اپنے مبلغ بھیج کر اپنے اثر و نفوذ کو ساری دنیا کے گرد وسیع کر دیا ہے۔ اور ان مقامات میں کولمبس کا شہر بھی شامل ہے۔ امین اللہ خان نے جو مبلغ اسلام کی حیثیت سے حال ہی میں یہاں پہنچے ہیں ایک ملاقات میں کہا کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلام میں دلچسپی رکھنے والے بعض لوگوں کی درخواست پر ہی اس شہر میں آئے ہیں۔ یاد رہے اُن کی آمد کا مقصد تبلیغی مشن قائم کرنا، اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنا اور اسلام کو اُس کی حقیقی اور اصل شکل میں پیش کرنا ہے۔ یہ کیا مذہب ہے جس نے

ایک ایسی دنیا میں جس میں عیسائی 835564512 کی تعداد میں آباد ہیں 426698 افراد کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور جو افریقہ میں 86178853 لوگوں کے دل جیتنے میں کامیاب رہا ہے۔ جب کہ عیسائیت وہاں صرف 32053483 افراد کو ہی اپنا حلقہ بگوش بنا سکی ہے؟ اس میں ایسی کیا کشش ہے؟

مبلغِ اسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ ''اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو تمام قوموں اور نسلوں کے لئے آیا ہے۔ یہ خدا کی مرضی اور اس کے احکام کے آگے جھکنے اور سرِ تسلیم خم کرنے اور اس طرح امن اور سلامتی سے ہمکنار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔''

مسلمان تمام معروف اور غیر معروف نبیوں کی بیان کردہ ابدی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں، وہ مسیح کو بھی خدا کا ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔ ان کے احکام کی کتاب قرآن ہے۔ یہ اُن تمام صداقتوں پر مشتمل ہے جو محمدؐ پر بذریعہ وحی نازل ہوئیں اور جنہیں ساتھ کے ساتھ محفوظ کیا جاتا۔[36]

آسٹریا:

اخبار الفضل 18 جون 1960ء نے صفحہ اول پر حسب ذیل خبر تین شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی۔ وی آنا (بذریعہ تار) مبلغ سوئٹزرلینڈ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب جو آج کل آسٹریا کے تبلیغی دورہ پر زیورچ سے وی آنا گئے ہوئے ہیں بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مؤرخہ 14 جون 1960ء کو آپ نے آسٹریا کے صدر ڈاکٹر اڈولف خیرف Dr.Adolf Scharf سے ملاقات کی۔ اور ان کی خدمت میں جرمن ترجمۃ القرآن کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے سوئٹزرلینڈ کے احمدیہ مشن اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس سے ایک روز قبل یعنی 13 جون 1960ء کو آپ کی وی آنا کارپوریشن کے میئر ہر فرانز جوناس (Herr Franz Jonas) سے ملاقات ہوئی اور انہیں بھی جرمن ترجمۃ القرآن کا ایک نسخہ تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ علاوہ ازیں وہاں کی یونیورسٹی میں اسلام پر آپ کا ایک لیکچر ہوا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ بہت کامیاب رہا۔ اس تبلیغی دورے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک آسٹرین باشندے نے اسلام قبول کیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

ڈچ گی آنا:

ماہ فروری 1960ء میں شیخ رشید احمد صاحب کو ریڈیو پر دوبارہ تقریر کرنے کا موقع ملا۔

مارچ 1960ء کے پہلے ہفتہ میں امریکہ کے صدر آئزن ہاور ڈچ گی آنا تشریف لائے۔اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے اُن کی خدمت میں ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کا تحفہ پیش کیا۔اس کا ذکر اخبارات نے کیا اور صدر امریکہ نے شکریہ کا خط بھی لکھا۔اسی طرح شیخ صاحب نے یوم مسیح موعود (23مارچ) کی تقریب پر بذریعہ ریڈیو 25 منٹ تک خطاب کیا۔37

انڈونیشیا:

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی سالانہ کانفرنس 24,23,22 جولائی 1960ء کو تاریخی اہمیت کے حامل شہر بانڈونگ میں منعقد ہوئی۔اس کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔کیونکہ ملک میں گرانی غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔اور کانفرنس میں شامل ہونے والے افراد کی تعداد میں ہر سال تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا اس وجہ سے کانفرنس کے مہمانوں کی خوراک و رہائش کے اخراجات پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے لیکن کانفرنس فنڈ کی آمد میں اس نسبت سے اضافہ نہ ہوا۔اس صورت حال کے پیش نظر شروع سال سے ہی اخراجات میں کمی کرنے کے لئے دوسرے ذرائع پر غور اور عمل درآمد کیا گیا چنانچہ بانڈونگ میں کانفرنس سے کئی ماہ قبل ورکنگ کمیٹی مقرر کی گئی۔

اس سلسلہ میں بعض جماعتوں نے قابل تعریف نمونہ پیش کیا مثلاً انڈونیشیا کے دارالحکومت جاکرتہ کی لجنہ اماء اللہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر گھر میں ہر دفعہ چاول پکاتے وقت ایک مٹھی بھر چاول علیحدہ کر کے رکھے جائیں اس طرح جو چاول جمع ہوں وہ مہمانوں کے لئے استعمال کئے جائیں۔بانڈونگ کی جماعت کے بعض دوستوں نے اس غرض سے قربانی کے جانور پالے تاکہ کانفرنس کے موقعہ پر انہیں مہمانوں کی ضیافت کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ایک باغ میں سبزی لگائی گئی اور پھر جماعت کے نام پر ایک تالاب میں مچھلیاں خاص طور پر کانفرنس کے لئے پالی گئیں۔

حضرت مصلح موعود نے سالانہ کانفرنس کے لئے درج ذیل پیغام ارسال فرمایا۔

> ’’تبلیغ پر زور دیں بہت مدت سے وہاں تبلیغ جاری ہے اور اس وقت تک سارا ملک احمدی ہو جانا چاہئے تھا آپ کا علاقہ اسلام کے پھیلنے کے لئے بہت مفید ہے آپ کو تبلیغ کی طرف بہت توجہ کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق دے اور آپ کی زبان میں اثر پیدا کرے۔آمین‘‘

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے بھی اس موقعہ کے لئے ایک پیغام ارسال فرمایا جس

میں آپ نے پانچ امور کی طرف توجہ دلائی۔

(اول) اپنی زندگیوں کو احمدیت کی تعلیم کے مطابق ڈھالیں

(دوئم) اشاعت احمدیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی سے کام لیں۔

(سوئم) اپنے عمل سے ثابت کردیں کہ آپ کی زندگیاں احمدیت کے لئے وقف ہیں۔

(چہارم) مستورات میں احمدیت کی تعلیم پھیلائیں اور انہیں تلقین کریں کہ وہ احمدیت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کے لئے تیار رہیں۔

(پنجم) اپنی آئندہ نسل کی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ بھی احمدیت کے خادم اور مجاہدین بن جائیں تا کہ یہ سلسلہ آپ ہی پر ختم نہ ہوجائے بلکہ نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک اپنی مقدس روایات کے ذریعہ چلتا چلا جائے۔

محترم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے کانفرنس کے ابتداء میں مندرجہ بالا پیغامات پڑھ کر سنائے۔اس دوران احباب پر رقت کی کیفیت طاری تھی۔

ان پیغامات کے بعد جناب رئیس التبلیغ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں اس امر کا اظہار کیا کہ خواہ ہمارے راستہ میں لاکھوں روکاوٹیں ہوں احمدیت ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ یہ خدا کی ایک اٹل تقدیر ہے جسے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔آپ نے احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اس ہستی کو نمونہ بنائیں جسے خدا نے کامل نمونہ قرار دیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات۔

رئیس التبلیغ کے علاوہ درج ذیل احباب نے اس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

(1) جناب حسن احیابر مادی صاحب (2) مکرم محمد ایوب صاحب (3) مکرم میاں عبدالحی صاحب (4) مکرم یحییٰ پونتو صاحب (5) مکرم مولوی امام الدین صاحب (6) مکرم مولوی محمد زھدی صاحب (7) مکرم مولوی عبدالواحد صاحب (8) مکرم ملک عزیز احمد صاحب (9) مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب (10) جناب راڈن ہدایت صاحب۔

کانفرنس میں 1400 سے زائد افراد شامل ہوئے۔

کانفرنس کے انعقاد سے قبل 17 سے 22 جولائی تک خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا اور 22 جولائی کو لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے اجلاس ہوئے۔کانفرنس کے تبلیغی جلسہ میں معزز طبقہ کے غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔اور کانفرنس کے دوران شوریٰ کا اجلاس بھی ہوا۔

سالانہ کانفرنس کے دوران مکرم جناب عبدالرحیم صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ انڈونیشیا

نے جماعت کی سالانہ رپورٹ پیش کی جس میں مالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ۔

''انڈونیشیا کی جماعتوں میں باقاعدہ چندہ ادا کرنے کی طرف دن بدن توجہ بڑھ رہی ہے اور جماعت کی آمد میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔اسی طرح تحریک جدید کے وعدوں میں بھی اس سال بہت اضافہ ہوا۔کئی ایک جماعتوں نے سابقہ وعدوں سے کئی گناہ زیادہ وعدہ لکھ دیا۔ملک میں انتہائی گرانی کے باوجود جماعت کے اخلاص میں کمی نہیں آئی۔انڈونیشیا میں اس وقت سینکڑوں احباب موصی ہیں بعض 1/10 اور بعض 1/9 کی شرح سے چندہ ادا کر رہے ہیں لیکن علاوہ واجبی چندوں اور تحریک جدید کے بعض دوسری طوعی تحریکوں میں بھی احباب حصہ لیتے رہتے ہیں۔''

جلسہ سالانہ فنڈز کی طرف جماعتوں کی توجہ نہیں تھی۔حضرت مصلح موعود نے 1955ء میں جناب راڈن ہدایت صاحب کو ارشاد فرمایا تھا کہ جماعت کو اپنی مالی حالت مستحکم کرنی چاہئے۔انہوں نے حضور کی ہدایت سے جماعت کو مطلع کیا جس کے بعد مالی امور پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں آئی۔حضور کے اسی ارشاد کی روشنی میں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے عہدیداران اعلیٰ اور مبلغین کی ایک مشترکہ میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام جماعتوں میں سلسلہ کے مخیّر احباب کو جلسہ سالانہ فنڈ میں چندہ خاص دینے کے لئے تحریک کی جائے۔

احباب جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قابل تعریف نمونہ دکھایا صرف جاکرتا کی جماعت سے مکرم جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ کی کوشش وتحریک سے تقریباً تیس ہزار روپیہ کی خطیر رقم مخلصین جماعت نے تھوڑے ہی عرصہ میں جمع کر دی۔باڈانگ کی جماعت سے مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب نے تقریباً چھ سات ہزار روپیہ کی رقم اس مد میں بھجوائی۔اسی طرح بعض دیگر مقامات سے بھی مثلاً سمارنگ (وسطی جاوا) اور تاسکملایا سے بھی مناسب امداد ملی۔ایک دوست نے مکرم سید شاہ محمد صاحب کو ان کی بیماری کے پیش نظر علاج وغیرہ کے لئے تین ہزار روپے پیش کئے یہ رقم آپ نے ساری کی ساری جلسہ سالانہ کے چندہ میں جمع کرادی۔بعض احباب نے دس ہزار روپیہ تک کی خطیر رقم چندہ خاص میں دی۔علاوہ ازیں مختلف ضروریات کے لئے احباب جماعت نے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے کئی شعبوں میں بے نظیر خدمات انجام دیں۔

اگرچہ ملکی حالات کے پیش نظر پبلک تبلیغی جلسے کرنے بہت مشکل تھے پھر بھی جماعتیں دوران سال متفرق اوقات میں تبلیغی جلسے منعقد کرتی رہیں۔ان تبلیغی کوششوں میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی اور

جولائی 1955ء سے جون 1960ء تک انڈونیشیا میں 495 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ اور تین نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ وسطی جاوا کے ایک گاؤں میں تبلیغی جلسہ میں دو دفعہ ایک ایک ہزار دوست شامل ہوتے رہے۔ دوران سال یہاں 170 افراد نے بیعت کی۔ ان افراد تک پیغام حق پہنچانے میں ایک لوکل مبلغ مکرم احمد رشدی صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔

امسال داناسگرا کی دیہاتی جماعت نے ایک خانہ خدا کی تعمیر کی۔ 38

برما:

مولوی منیر احمد عارف صاحب انچارج مشن نے جماعت کے مخلصین کے ذریعہ ملک کی کئی شخصیات تک بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا نیز سائیکلوسٹائل پمفلٹ بھی بکثرت تقسیم کئے۔ جماعت احمدیہ برما کا سالانہ جلسہ سال کے اوائل ہی میں 24 جنوری 1960ء کو منعقد ہوا جس سے انچارج مشن کے علاوہ جناب خواجہ شبیر احمد صاحب، عبدالجبار صاحب، پی ای وی اسماعیل صاحب اور مانکو صاحب نے تقاریر کیں۔ جلسہ میں غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے یہ سال برما مشن کی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں ملک کے دارالسلطنت رنگون میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ رنگون نے عموماً اور جناب پی ای ورساء ابراہیم صاحب مرحوم اوران کے صاحبزادے جناب عبدالغنی صاحب نے خصوصاً قربانی وایثار کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا اور پندرہ سو روپیہ کی کثیر رقم پیش کی۔ 39

مجاہدین احمدیت کی روانگی اور آمد:

اس سال جو مبلغین اسلام دیارِ غیر میں اعلاء کلمہ حق کے لئے تشریف لے گئے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

(1) امین اللہ خاں صاحب سالک (4 فروری برائے امریکہ)
(2) مسٹر دتلف خالد صاحب (13 مارچ برائے جرمنی)
(3) قریشی فیروز محی الدین صاحب (24 مارچ برائے غانا)
(4) خان بشیر احمد صاحب رفیق (3 اپریل برائے انگلستان)
(5) جناب صالح الشبیبی صاحب (5 اپریل برائے انڈونیشیا)
(6) شیخ نور احمد صاحب منیر (12 مئی برائے نائیجیریا)
(7) عبدالوہاب بن آدم صاحب (18 جون برائے غانا)

(8) مولوی منیر الدین احمد صاحب (23 جون مشرقی افریقہ)
(9) محمد عبداللہ شبوطی صاحب (11 اگست برائے عدن)
(10) ڈاکٹر شاہ نواز صاحب (21 ستمبر برائے سیرالیون)
(11) مولوی مبارک احمد ساقی صاحب (6 اکتوبر برائے لائبیریا)
(12) شیخ عبدالواحد صاحب (6 اکتوبر برائے فجی آئی لینڈ)
(13) مولوی بشیر احمد شمس صاحب (18 اکتوبر برائے نائیجیریا)
(14) چوہدری رحمت خان صاحب (22 اکتوبر برائے انگلستان)
(15) سمیع اللہ سیال صاحب (24 اکتوبر برائے سیرالیون)
(16) منصور احمد صاحب انڈونیشین (3 نومبر برائے انڈونیشیا)
(17) مولوی غلام احمد صاحب نسیم (19 نومبر برائے سیرالیون)
(18) قریشی مقبول احمد صاحب (22 نومبر برائے نائیجیریا)۔ 40

حسب ذیل مبلغین اس سال فریضۂ تبلیغ کی بجا آوری کے بعد واپس پاکستان تشریف لائے۔
(1) مولوی فضل الٰہی صاحب انوری (10 فروری از غانا)
(2) عنایت اللہ صاحب خلیل (12 فروری از مشرقی افریقہ)
(3) حکیم محمد ابراہیم صاحب (12 فروری از مشرقی افریقہ)
(4) ابراہیم محمد مینو صاحب (13 فروری از غانا)
(5) سید احمد شاہ صاحب (27 فروری)
(6) بشیر احمد خان صاحب رفیق (9 مارچ از انگلستان)
(7) مولوی مبارک احمد ساقی صاحب (18 مارچ از سیرالیون)
(8) مولوی صالح محمد صاحب (2 جولائی از مغربی افریقہ)
(9) سید جواد علی صاحب (28 جولائی از امریکہ)
(10) مولوی محمد منور صاحب (6 اگست از مشرقی افریقہ)
(11) شیخ نور احمد منیر صاحب (5 ستمبر از نائیجیریا)
(12) مولوی منیر احمد عارف صاحب (12 نومبر از برما)
(13) مولوی امام الدین صاحب (22 دسمبر از انڈونیشیا)

(14) مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری (26 دسمبر از لائبیریا)۔41

نئی مطبوعات

1960ء میں احمدیہ لٹریچر میں درج ذیل نئی مطبوعات کا اضافہ ہوا:

(1) سیرت طیبہ (قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

(2) حضرت مسیح پاک کی دعائیں

(پیش لفظ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

(3) دُرِّ عدن (عارفانہ کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

(4) حیات آخرت (حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب)

(5) مغرب کے اُفق پر (صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

(6) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

(7) سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب)

(8) احمدیہ تحریک پر تبصرہ (حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل)

(9) ضرورت نبوت کا ثبوت (حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل)

(10) پیشگوئی مرزا احمد بیگ اور اس کے متعلقات کی وضاحت

(حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل)

(11) اصحاب کہف کے صحیفے (شیخ عبدالقادر صاحب ریسرچ سکالر)

(12) صحائف قمران (شیخ عبدالقادر صاحب ریسرچ سکالر)

(13) حضرت مسیح کشمیر میں (مورّخ کشمیر محمد اسداللہ صاحب قریشی فاضل دیوبند)

(14) بشاراتِ آسمانی بہ حق مامورِ ربّانی (مورّخ کشمیر محمد اسداللہ صاحب قریشی فاضل دیوبند)

(15) اسلامی معاشرہ (پروفیسر مولانا غلام باری صاحب سیف)

(16) ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل (الشرکۃ الاسلامیہ)

(17) اصحاب احمد جلد ہفتم (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان)

(18) اصحاب احمد جلد ہشتم (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان)

(19) شان رسول عربی (مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی رکن شعبہ زودنویسی ربوہ)

(20) پاکستان کے گوردوارے (گیانی عباداللہ صاحب ریسرچ سکالر سکھ مذہب)

(21) گوروگرنتھ صاحب اور اسلام (ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

(22) حضرت سرورِ کائنات اور عبادت

(میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

(23) الاسراء والمعراج (مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ ناشر سیٹھ معین الدین صاحب

صدر جماعت چنتہ کنتہ، آندھرا، بھارت)

(24) بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اس کے نتائج

(مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سابق انچارج مشن غانا)

(25) فضل عمر ہجری شمسی دائمی تقویم ''ضمیمہ مجمع البحرین'' (جمعدار فضل الدین صاحب کمبوہ حمزہ)

(26) راہ ایمان (مکرم شیخ خورشید احمد صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل)

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس پر تبصرہ لکھا کہ۔

''کلمہ طیبہ اور ارکان اسلام اور نماز روزہ کے مسائل سے شروع کر کے اس رسالے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختصر سے حالات اور خلافت کا بابرکت نظام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ضروری تعلیم اور اخلاق فاضلہ اور سلسلہ احمدیہ کی ہدایات اور مرکزی نظام جماعت وغیرہ کے متعلق مفید معلومات ایسے رنگ میں جمع کر دیئے گئے جو چھوٹی عمر کی بچیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گے۔ درحقیقت اس رسالہ نے جماعت کی ایک حقیقی ضرورت کو پورا کیا ہے۔''[42]

حواشی:

1۔اشتہار 20رفروری 1886ءمطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر۔
2۔''تریاق القلوب'' صفحہ 65 طبع اوّل تالیف 1899ء بحوالہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275 ناشر نظارت اشاعت ربوہ پاکستان۔
3۔الفضل 4رفروری، 27رمارچ، 19رمئی، 10، 16، 23راگست 1960ء، 13رجنوری 1961ء۔ کتاب ''ایک مبارک نسل کی ماں'' صفحہ 121 والفضل 6ردسمبر 1960ء، 13رجنوری 1961ء۔
4۔الفضل 5رجنوری 1960ء، 15رنومبر، 23رفروری، 31ردسمبر 1960ء۔
5۔الفضل 5رجنوری، 10، 11، 24رفروری، 3رمارچ، 5، 7راپریل، 11، 26رمئی، 20، 28، 30رجولائی، 7، 14، 19راگست، 20رستمبر، 6، 19رنومبر، 13ردسمبر 1960ء، 31رجنوری 1961ء۔
6۔الفضل 17رجنوری 1960ء صفحہ 5۔
7۔الفضل 12رفروری صفحہ 1، 6رمارچ 1960ء صفحہ 6۔
8۔الفضل 17رفروری صفحہ 1، 8، 18رفروری صفحہ 1، 8، 20رفروری 1960ء صفحہ 1، 8۔
9۔بدر 5رمئی، 16رجون، 30رجون، 7رجولائی، 14رجولائی 1960ء۔
10۔اخبار ''بدر'' قادیان دارالامان 12 تا 19، 26رمئی 1960ء۔
11۔الفضل 7راگست 1960ء صفحہ 1۔
12۔بدر 19رمئی 1960ء، الفضل 31رمئی 1960ء صفحہ 6۔
13۔بدر 16رجون 1960ء صفحہ 12۔
14۔الفضل 8رجولائی 1960ء صفحہ 5، بدر 24رنومبر 1960ء صفحہ 5۔
15۔بدر 26رجنوری 1961ء صفحہ 1۔
16۔بحوالہ اخبار ''بدر'' قادیان 28رجولائی 1960ء صفحہ 7۔
17۔روزنامہ الفضل ربوہ 22راکتوبر 1960ء صفحہ 5 کالم 3۔
18۔بحوالہ الفضل 21رجون 1966ء صفحہ 3۔
19۔الفضل 13رمئی 1960ء۔
20۔الفضل 28رجون، 2ردسمبر 1960ء۔
21۔الفضل 23رستمبر 1960ء صفحہ 4۔
22۔الفضل 18رجون، 25راگست، یکم رنومبر 1960ء۔
23۔الفضل 17رمارچ، 7، 8راپریل، 18رجون، 12، 14رجولائی 1960ء۔ الفضل 10، 11رجنوری 1961ء۔
24۔الفضل 23ردسمبر 1960ء صفحہ 3۔
25۔الفضل 30رجون، 17، 18رستمبر، 3ردسمبر 1960ء۔
26۔الفضل 17رجولائی 1960ء صفحہ 4۔
27۔الفضل 8رجنوری 1960ء صفحہ 1۔
28۔''رسالہ انصاراللہ'' ربوہ جنوری 1961ء صفحہ 41 تا 45۔
29۔الفضل 20رفروری 1960ء صفحہ 4۔
30۔الفضل 24رجون 1960ء صفحہ 3، 4۔
31۔''نوائے وقت'' لاہور 12راپریل 1960ء۔ بحوالہ ''الفرقان'' ربوہ مئی 1960ء صفحہ 2 تا 5۔

32۔الفضل 21،23؍جولائی،6؍اگست،8۔10؍نومبر،7؍دسمبر 1960ء۔ الفضل 14؍جنوری،4؍مارچ،22؍جون 1961ء۔
33۔الفضل 16؍اگست 1960ء صفحہ 4۔
34۔الفضل 23؍دسمبر 1960ء صفحہ 5۔
35۔الفضل 6؍دسمبر 1960ء صفحہ 5۔
36۔''کولمبس سیٹزن جرنل'' 20؍دسمبر 1960ء، بحوالہ انصاراللہ فروری 1961ء صفحہ 43،44۔
37۔الفضل 19؍جولائی 1960ء صفحہ 5۔
38۔الفضل 28؍ستمبر 1960ء صفحہ 3،4۔الفضل 29،30؍ستمبر 1960ء صفحہ 5۔
39۔الفضل 10؍مارچ،8؍جولائی 1960ء۔
40۔الفضل 6؍فروری، 18، 27؍مارچ، 5، 6؍اپریل، 14؍مئی، 18؍جون، 24؍جولائی، 23؍ستمبر، 9، 25؍اکتوبر 1960ء ایضاً ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔
41۔الفضل 13،16؍فروری،30؍جولائی،10؍اگست 1960۔3؍جنوری 1961ء۔ایضاً ریکارڈ وکالت تبشیر۔
42۔الفضل 6؍دسمبر 1960ء۔

دوسراباب
خلافت ثانیہ کا سنتالیسواں سال
(از آغاز 1961ء تا جلسہ سالانہ 1961ء)
فصل اول

جماعت احمدیہ سیرالیون کی سالانہ کانفرنس

یہ سال جماعت احمدیہ کی عالمی تبلیغی مساعی اور اس کے وسیع اثرات کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔اس سال کا آغاز جماعت احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کی بارہویں کامیاب کانفرنس سے ہوتا ہے جو شہر بو میں 3۔4۔5 فروری 1961ء کو منعقد ہوئی۔جس میں سیرالیون کے طول وعرض سے آئے ہوئے احمدی احباب کے علاوہ ملک کی بعض سربرآوردہ ہستیوں اور نامور قومی لیڈروں نے بھی شرکت کی۔ سیرالیون کے وزیراعظم سرملٹن مارگائی نے ایک پیغام ارسال کر کے سالانہ جلسہ کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی۔پیغام کے متن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''میں آج کے دن (3 فروری 61ء) بو میں آپ لوگوں کی سالانہ کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر آپ لوگوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔یہ امر میرے لئے بہت باعث مسرّت ہے کہ آپ کا مشن اہلِ سیرالیون کی روحانی، تعلیمی اور ثقافتی ترقی میں روزافزوں دلچسپی لے رہا ہے۔میں پُرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ لوگوں کی کانفرنس کی کامیابی اور اس میں زیرِ غور امور کی باحسن وجوہ تکمیل کا دل سے خواہاں ہوں۔''

علاوہ ازیں سیرالیون کے نائب وزیراعظم و وزیرخزانہ آنریبل ایم۔ایس، مصطفیٰ، وزیر تعمیرات آنریبل کانڈے بورے، فری ٹاؤن کے میئر ایلڈرمین اے۔ایف۔رحمٰن، پیراماؤنٹ چیف بیمبا الرڈ آف بو، سیرالیون مسلم کانگرس کے سیکرٹری جنرل الحاج جبریل سیسے، صوبائی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری مسٹر ایم۔ایچ۔ڈی الغالی اور سیرالیون مسلم برادرہوڈ کے صدر مسٹر سوری ابراہیم کانوشامل تھے۔

آنریبل ایم۔ایس مصطفیٰ نائب وزیراعظم سیرالیون نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

''جماعتِ احمدیہ کی سالانہ کانفرنس میں شرکت میرے لئے جس خوشی اور مسرت کا باعث

ہوا کرتی ہے دنیا کی کوئی اور چیز اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس زمانہ میں مسلمان 73 فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن ان میں صرف فرقہ احمدیہ ہی ہے جو تمام دنیا میں تبلیغی مشن قائم کر کے منظّم طور پر تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کررہا ہے۔ میرے نزدیک اس ملک کے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اخلاقی اور مالی لحاظ سے احمدیہ مشن کی پوری پوری تائید وحمایت کرے۔''

آنریبل کانڈے بورے وزیر تعمیرات سیرالیون نے اپنی تقریر میں اس زمانہ کے مصلح اور امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ مأموریت پر ایمان لانے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے سلسلۂ احمدیہ کے نڈر اور بے باک مجاہدِ اسلام الحاج نذیر احمد صاحب علی مرحوم کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جب انہوں نے فری ٹاؤن میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا تھا تو ان کی بہت مخالفت کی گئی تھی۔ لیکن اب حالات بدل چکے ہیں' اب قریباً تمام مسلمان لیڈر جماعت احمدیہ کے خیر خواہ ہیں اور اسکی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آخر میں وزیر موصوف نے سامعین سے احمدیہ مشن کی دلی اخلاص کے ساتھ تائید وحمایت کرنے اور اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنے کی اپیل کی۔

الحاج جبریل سیسے سیکرٹری جنرل سیرالیون مسلم کانگرس نے اپنی تقریر میں فرمایا:

''برادرانِ اسلام اس امر کا اعتراف نہ کرنا انصاف کے منافی ہوگا کہ اس قسم کی کانفرنسوں کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ عقائد کے ایسے اختلافات جنہیں بالعموم صحیح علم نہ رکھنے والے مذہبی دیوانے ہَوا دینے کے عادی ہوتے ہیں طے ہو جائیں گے بلکہ مختلف اسلامی جماعتیں بھی ان کانفرنسوں کی بدولت اتحاد کے ایک مضبوط اسلامی رشتہ میں منسلک ہو جایں گی اور یہ رشتۂ اتحاد سیرالیون کے طول وعرض میں احمدیہ مشن کی تبلیغی مساعی کی ایک ہمیشہ قائم رہنے والی یادگار کا کام دے گا۔''

ایلڈرمین اے۔ ایف۔ رحمٰن میئر آف فری ٹاؤن نے اپنے قیمتی خطاب میں فرمایا:

''آج کی تقریب میں شرکت میرے لئے انتہائی مسرّت کا باعث ہے۔ اور میں اس امر پر اور بھی زیادہ خوشی محسوس کررہا ہوں کہ اس موقع پر آپ لوگوں سے خطاب کرنے کا اعزاز بھی میرے حصہ میں آیا ہے۔ سیرالیون کا ملک اور اس ملک کے باشندے اپنی قدامت پسندی اور راسخ الاعتقادی کے لئے بہت مشہور ہیں۔ ہر قدیم چیز سے ہماری وابستگی بہت پختہ ہوتی ہے۔ اسی لئے ہر نئی چیز کے بارے میں ہم بیگانگی پر مبنی بہت محتاط رویہ اختیار کرنے کے عادی ہیں۔ جہاں تک ہر نئی چیز کے بارے میں محتاط روش اختیار کرنے کا تعلق

ہے مذہب کا دائرہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ ہم سیرالیونی مسلمان ہمیشہ اس بات کے عادی چلے آرہے ہیں کہ اگر قدیم صداقتوں کو جدید شکل میں پیش کیا جائے تو ہم انہیں آسانی اور خوشی کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ہم بسا اوقات اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کا نئے نئے رنگ میں اظہار کرتا رہتا ہے تا کہ دنیا گمراہ نہ ہونے پائے۔

یہی کچھ اس وقت بھی ہوا جب 1921ء میں جماعت احمدیہ کا ایک مبلغ یکہ وتنہا یہاں ہمارے درمیان آیا۔ لوگوں نے اسے کھلے دل سے یکدم قبول نہیں کیا۔ وہ اپنی رواجی بیگانگی اور علیحدگی کی روش پر قائم رہتے ہوئے بہت محتاط رنگ میں اس کے ساتھ پیش آئے۔ 1921ء کا وہ ابتدائی دور اسی طرح گزر گیا۔ اس کے بعد حالات رفتہ رفتہ بدلتے اور پلٹا کھاتے رہے۔ حتیٰ کہ آج جماعت احمدیہ کی رفاہی سرگرمیوں کے ثمرات ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان رفاہی سرگرمیوں کا سلسلہ صوبہ جات اور فری ٹاؤن میں ہر جگہ اور ہر سمت پھیلا ہوا ہے۔

سچ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کے مفہوم اور اسکی غرض و غایت کو ایک نئے رنگ میں ہم پر آشکار کیا ہے۔ اس نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک سچے مسلمان کے لئے جہاں عربی زبان اور عربی علوم پر دسترس حاصل کرنا ضروری ہے وہاں اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زمانۂ موجودہ کے جدید تقاضوں اور زندگی کی نئی ضرورتوں کو نظر انداز نہ کرے بلکہ انہیں پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے نئے دور اور اس کے نئے ماحول میں اپنے لئے ایک باعزت اور قابلِ فخر مقام پیدا کرے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید اور اس کی اصل روح کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان عربی زبان اور عربی لٹریچر پر عبور حاصل کریں۔ اس طرح ہی ہم اپنے اسلاف کے اصل ورثہ سے فیضیاب و بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات واحساسات اور ان کی توقعات اور امنگوں میں ہمیں برابر کی شرکت حاصل ہوسکتی ہے اور بالخصوص دنیائے عرب کے ساتھ تعلق و وابستگی اور ہم آہنگی اختیار کرنا ہمارے لئے آسان ہوسکتا ہے۔ بایں ہمہ یہ امر ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے علوم جدیدہ سے بہرہ ور ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر ہم زمانۂ موجودہ کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور زمانۂ جدید

کی ایک مہذب اور ترقی یافتہ قوم کی حیثیت سے اقوامِ عالم میں باعزّت مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے جدید اسلوب اور طریق سے بھی آگاہ ہوں۔ قدیم و جدید کا یہ امتزاج ہمیں بحیثیت قوم کے اپنے ملک کی ترقی میں اور بحیثیت مجموعی کل دنیا کی خوشحالی میں ایک نمایاں کردار ادا کرنے کے قابل بنادے گا۔

جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں ہم میں سے ہر ایک کے ذاتی خیالات خواہ کچھ بھی ہوں بایں ہمہ اس میں کلام نہیں کہ ہم سب کو پورے خلوص اور احترام کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے اس ملک میں ہم مسلمانوں کو وہ راہ بتائی ہے جو صحیح معنوں میں ترقی کی شاہراہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں آباد دوسری قوموں کے ساتھ ہماری مساویانہ حیثیت تسلیم کی جائے اور ہم ان کے ہم پلہّ وہم مرتبہ شمار ہوں تو ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم ترقی کی اس شاہراہ پر گامزن ہوں جس کی نشاندہی جماعت احمدیہ نے کی ہے۔ کیا یہ ایک زندہ حقیقت نہیں ہے کہ اگرچہ سیرالیون میں اسلام ابتداء ہی سے دوسرے مذاہب کے دوش بدوش چلا آ رہا ہے تاہم یہ جماعت احمدیہ کے لئے مقدر تھا کہ وہ نہ صرف عربی کی تعلیم کے لئے بلکہ دوسرے علوم کی تدریس وترویج کے لئے بھی ملک بھر میں اسلامی مدارس قائم کرے۔ ملک میں جہاں اور جس طرف مرضی چلے جاؤ' خواہ دریائے سکارسیز (SCARSIES) اور دریائے سیوا (SEWA) کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے شہروں میں یا فری ٹاؤن اور ملک کے دوسرے حصوں میں تم ہر طرف اور ہر جگہ ایسے معیاری پرائمری سکول اور مدارس دیکھو گے جو براہِ راست جماعت احمدیہ کی مساعی اور دوڑ دھوپ کے نتیجے میں قائم ہوئے ہیں۔ یہ سکول حسن کارکردگی میں کسی لحاظ سے بھی ان سکولوں سے کم تر درجے کے نہیں ہیں جنہیں ملک میں مضبوط بنیادوں پر قائم اور باقاعدہ امداد یافتہ ادارے چلا رہے ہیں۔ پھر جماعت احمدیہ کے خصوصی امتیاز میں یہ امر اور بھی زیادہ اور دیرپا اضافے کا موجب ہے کہ انہوں نے اب اپنی ان تعلیمی مساعی کو اس حد تک وسیع کرلیا ہے کہ سیرالیون میں ایک ایسے واحد سیکنڈری سکول کا قیام بھی ممکن ہو گیا ہے جو براہِ راست مسلمانوں کے اپنے زیر انتظام ہو۔

اگر اس بارے میں پہلے کوئی گنجلک موجود تھی کہ مسلمانوں کو کس قسم کی تعلیم حاصل کرنی چاہئے تو جماعت احمدیہ نے اس گنجلک کو دور کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے تسلی بخش طور پر ثابت

کر دکھایا ہے کہ ایک انسان جتنا اچھا تعلیم یافتہ ہوگا اتنا ہی اچھا وہ مسلمان بن سکتا ہے۔
چونکہ احمدی مبلغین اعلیٰ قسم کی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتے ہیں اس لئے وہ زیادہ بہتر طریق پر اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ مغربی تعلیم اسلام کی دشمن نہیں ہے۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ اس تعلیم سے اس رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہئے کہ یہ ہمارے لئے اپنے مذہب کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو اور ساتھ ہی ہمیں ایسے اوصاف سے متصف کر دے کہ ہم مساویانہ بنیاد پر دوسروں کے ہم پلّہ مقام اپنے لئے پیدا کرسکیں۔
بسا اوقات کہا جاتا ہے کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ یہ مقولہ بہت بڑی صداقت پر مبنی ہے۔ یہ حقیقت کہ احمدیوں نے اپنا پریس بھی قائم کرلیا ہے اور وہ مقامی طور پر یہاں کی سرکاری زبان انگریزی اور اسی طرح عربی میں اخبارات شائع کرسکتے ہیں۔ ان کی دور بینی پر گواہ ہے اور وہ دور بینی یہ ہے کہ یہ لوگ (قلم کی طاقت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے) اس ملک میں اسلام کے مشن کو مستحکم بنانے اور اس کے حلقہ اثر کو وسیع کرنے کے لئے پُرامن ذرائع سے اثر و نفوذ حاصل کرنے کے طریقوں پر عمل پیرا ہیں۔
ہم سب کو اس امر پر بھی جماعت احمدیہ سیرالیون کو مبارکباد دینی چاہئے کہ اس نے اس ملک میں مسلمانوں کے مفاد کی خاطر اور اہلِ سیرالیون کی عمومی خدمت کے پیشِ نظر ایک ممتاز مسلمان ڈاکٹر کو یہاں بلوایا ہے اور اس کی طبی خدمت سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔
میں نے اس وقت جماعت احمدیہ کے بہت سے کارنامے گنوائے ہیں جو اس نے یہاں ہمارے درمیان سرانجام دئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان سب کارناموں کا ہم سب کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ہماری طرف سے کیا ردعمل ظاہر ہوتا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا ہم میں سے ہر ایک کو جواب دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں اس سوال کو آپ کے سامنے پیش کر کے رخصت ہوتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ احمدیوں نے یہاں ہمارے لوگوں کے درمیان جو بیداری پیدا کی ہے اس کے واضح اور نمایاں آثار ظاہر ہونے شروع ہوجائیں گے۔‘‘
یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ میئر آف فری ٹاؤن ایلڈرمین اے۔ ایف۔ رحمٰن نے اپنی اس تقریر میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قائم ہونے والے جس پہلے سیکنڈری سکول کے اجراء کا

ذکر کیا‘ اس سکول کا سنگِ بنیاد جماعتِ احمدیہ سیرالیون کے بارھویں جلسہ سالانہ کے دوران ہی سیرالیون کے نائب وزیراعظم آنریبل ایم۔ایس۔ مصطفیٰ نے ایک خاص تقریب کے موقع پر اپنے ہاتھ سے نصب کیا۔علاوہ ازیں اسی موقع پر بو میں پہلی احمدیہ مسلم ڈسپنسری کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ فا لحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔‘‘[1]

جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ مصر کی خدمت میں مکتوب:

جناب سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے صدر جمہوریہ مصر سید جمال عبدالناصر کی خدمت میں اس سال کے شروع میں ایک اہم مکتوب ارسال کیا جس میں انہوں نے قضیہ فلسطین کی اہمیت اور اس کے فوری حل کی طرف پُر زور الفاظ میں توجہ دلائی۔اس مراسلہ کا عربی متن انہی دنوں جامعہ احمدیہ کے ترجمان ’’البشریٰ‘‘ کے شمارہ رمضان 1380ھ مطابق مارچ 1961ء صفحہ 39۔40 میں بھی شائع کر دیا گیا تھا۔ جو درجِ ذیل کیا جاتا ہے:

’’کتاب
الی
الرئیس جمال عبد الناصر

سیادة الرئیس

السلام علکیم و رحمة الله و بر کاتهٔ

و بعد ، فانی أتشرف بأن الفت أنظار سیادتکم الی ما حصل بدمشق (الاقلیم الشمالی) من مصادرة مرکز الجماعة الاسلامیة الاحمدیة و حرمان اعضائها من مزاولة الحریة الدینیة و الفکریة التی یقدر دستور الجمهوریة العربیة المتحدة کما یحترمها سائر دساتیر العالم.

ان هذا الاجراء الشاذ قد أحدث هزه شدیدة فی عموم اعضاء الجماعة الاحمدیةالمنتشرة فی اقطار العالم کافة هذه الجماعة هی دینیة تؤمن بجمیع المبادئ الاسلامیة السامیة القویمة ایمانا راسخا ، و لا تدخر و سعا فی الدفاع عن حیاض الاسلام و المسلمین فی مختلف بقاع الأرض و ان لها مراکز تبشیریة قویة فی معظم اصقاع العالم و خاصة فی امریکا و انجلترا و المانیا و هولندا و سویسرا و المانیا الغربیة و اسبانیا و افریقا

الغربية و الشرقية ، كما ان هذه الجماعة نشرت مجموعة قيمة من الكتب العلمية للذود عن كرامة الاسلام و نبيه محمد صلى الله عليه و سلم ، و اضف الى ذالك انها نشرت تفاسير القرآن و تراجمه با لانجليزية و المانية و الهولندية و السواحلية و قامت بهذا العمل الجليل المنقطع النظير خير قيام. ان اتهام هذه الجماعة با لخروج عن الاسلام و وصمها با لنبو عن جادة الحق على غاية من السطيحة و التعسف ، و خاصة فى هذه الفترة الدقيقة من تاريخ العالم التى تهيب بتكتل المسلمين و توحيد كلمتهم فى جميع البلاد.

و قد لا يخفى على سيادتكم ان الجماعة الاحمديه ليست بمعزل عن القضايا العربية الكبرى ، بل هى منذ نشاتها قامت بدور مرموق فى جمع شمل المسلمين و قد نبهتهم الى الاخطار التى تحدق بهم من كل صوب و تهدد مصالحتهم فى كل بلد ، و اليكم ما فعلت الجماعة الاحمديةفى اخطر قضية عربية الا و هى قضية فلسطين التى تحتل الدرجة الاولى بقلب كل عربى مسلم بل هى الطعنة الغادرة فى صميم الاسلام التى تحز فى قلوب اربعمائة مليون مسلم.

عند ما دبرت هذه المؤامرة اللعينة بأيدى الاستعمار و الصهيونية العالمية عندئذ كتب حضرة امام الجماعة الاحمدية الحالى الحاج الميرزا بشير الدين محمود احمد نشر ۃ سماها ''الكفر ملة واحدة'' فضح فيها هذه الخطة الشيطانية و كشف اللثام عن وجه الحقائق و قال ان قوى الشر قد تألبت على الاسلام من كل حدب ، و تجمعت رغم خلافاتها السياسية للقضاء على وحدة الاسلام قضاء نهائيا ، فعلى المسلمين أن يدركوا خطر هذا الهجوم العام من قبل الاعداء فليقوموا آحادا و جماعات للذب عن جبهة الاسلام ، و كذلك لم يتح لحضرته فرصة تهدث فيها عن القضايا الاسلامية الا و وضع قضية فلسطين فى المكان الاول و دوما أبدى مخاوفه عن نوايا الصهيونية العالمية للسيطرة على سائر

البلاد العربية الاسلامية بما فيها من شعائر الاسلام المقدسة و اخيرا و ليس آخرا صرح حضرته فی احد الاجتماعات السنوية للجماعة:
"ان احتلال اليهود لفلسطين لهو حادث مؤقت و ان الأوضاع الراهنة لتنقلب رأسا على عقب و سيأتی على فلسطين زمان ، ان كل حجر من احجارها سينادی المؤمن باعلى صوته "ان ورائی كافر فا قتله" و ان الايام التی سترث فيها الامة السلامية ارض فلسطين جد قريبة "
فان لنرجو سيادتكم ان تتناولوا هذه القضية بأسلوب حكيم يتفق و ما يقتضی الدستور من المحافظة على الحرية الدينية و الفكرية لجميع طوائف الشعب العربی. دمتم ذخرا للعروبة و الاسلام. و السلام عليكم.

المخلص

داؤد احمد السيد "[2]

گیمبیا مشن کا قیام

گیمبیا (GAMBIA) افریقہ کی سب سے چھوٹی مملکت ہے۔ اسے پندرھویں صدی میں پرتگالی جہاز رانوں نے دریافت کیا۔ 1588 میں یہ علاقہ انگریزوں نے پرتگالیوں سے خرید لیا۔ 1888ء میں یہ ملک برطانیہ کی کالونی بن گیا۔ 18 فروری 1965ء کو اسے آزادی ملی۔ 24 اپریل 1970ء کو گیمبیا دولت مشترکہ کے ماتحت رہتے ہوئے جمہوریہ بنا۔ اسی روز ملک میں آئین نافذ ہوا اور داؤدا کے جوارا (SIR DAWDA K JAWARA) ملک کے پہلے صدر بنے۔ 1982ء کو سینی گیمبیا فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا۔ 22 جولائی 1944ء کو لیفٹیننٹ یحییٰ جامی (LT. YAHYA JAMMEH) نے حکومت کا تختہ الٹ دیا اور سیاسی پارٹیوں پر پابندی لگا دی جو 15 اگست کو اٹھا لی گئی جس کے معاً بعد نئے آئین کے سلسلہ میں ریفرنڈم ہوا جسمیں قریباً 70 فیصد ووٹوں سے آئین منظور کر لیا گیا اور جناب یحییٰ جامی صاحب دوبارہ صدر مملکت ہو گئے۔[3]

اس ملک میں 84 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ شامیوں اور لبنانیوں کی ایک خاصی تعداد کے علاوہ یورپین بھی آباد ہیں۔ سرکاری زبان انگریزی ہے' میڈنگا' فولا وولف اور جولا مشہور ملکی قبائل ہیں۔ ملک میں صرف ایک شہر باتھرسٹ ہے جسے اب بانجل کہا جاتا ہے۔

گیمبیا[4] میں تحریک احمدیت کا بیج بظاہر ایک نہایت معمولی واقعہ سے بویا گیا۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ

باتھرسٹ کی ایک سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی جو گیمبیا حکومت کے انعامی وظیفہ پر سیرالیون ٹیچرز ٹریننگ کالج میں ٹریننگ کے لئے گئی۔ اس نے فری ٹاؤن میں سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی شائع کردہ کتاب (THE MUSLIM PRAYER) حاصل کی اور اپنے ایک عزیز رشتہ دار کو باتھرسٹ میں بطور تحفہ کرسمس بھیجی۔ اس عزیز کے ایک دوست لیمن ولی انجائے (L'AMIN W. N'JIE)[5] تھے۔ وہ ایک دن اس عزیز سے ملنے گئے۔ اتفاقاً انکی نظر اس کتاب پر پڑی اور وہ اس کی اجازت سے دو تین دن کے لئے اسے گھر لے آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ''اسلامی نماز'' پر احمدیہ مشن کی مہر لگی ہوئی تھی یا اسکا پتہ لکھا ہوا تھا اس لئے انہوں نے نائیجیریا مشن کو اسلامی لٹریچر بھجوانے کی بذریعہ خط درخواست کی۔ اس پر مولانا نسیم سیفی صاحب انچارج نائیجیریا مشن کی طرف سے اسے کچھ کتابیں (جن میں قرآن شریف کا پارہ اول مع انگریزی ترجمہ وتفسیر شائع کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی تھا) بذریعہ ڈاک موصول ہوئیں۔ لیمن ولی انجائے کے دل و دماغ پر ایسا فوری اثر ہوا اور وہ داخلِ احمدیت ہو گئے۔ اور ساتھ ہی یہ زبردست تڑپ پیدا ہوئی کہ ان کے ملک میں بھی احمدیہ مشن کھولا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مولانا نسیم سیفی صاحب کو اس بارے لکھا نیز استدعا کی کہ وہ خود بھی یہاں تشریف لائیں۔ مولانا سیفی صاحب نے گیمبیا آنے کی اجازت چاہی مگر انہیں ویزا نہ دیا گیا۔ اسکے علاوہ سیرالیون سے بھی بعض مبلغین احمدیت نے اجازت نامے طلب کئے مگر حکومت کی طرف سے جواب نفی میں ملا۔ ان مخالف حالات کے باوجود مسٹر لیمن ولی انجائے کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے حلقہ احباب میں زور و شور سے تبلیغ شروع کر دی اور 5 نوجوانوں یعنی غوث مصطفیٰ کیٹا (KEITA)، ابراھیم آلیور، علی مختار با، عمر ولی جوف اور علی ابراھیم صیصے کو اپنا ہم خیال بنالیا اور حکومت گیمبیا کو درخواست دی کہ یہاں احمدیہ مشن قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔[6] اُدھر مولانا نسیم سیفی صاحب نے بھی حکومت گیمبیا کو لکھا کہ جماعت احمدیہ اپنے ایک پاکستانی مبلغ مبارک احمد صاحب ساقی کو بھجوانا چاہتی ہے۔ انکے ویزے کی منظوری دی جائے۔ یہ فروری 1953ء کی بات ہے۔[7] مگر انہیں بھی حکومت نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ دراصل گیمبیا میں دو مسلمان پارٹیاں ہیں 'مسلم کانگریس' اور 'جماعت المؤمنین'۔ جماعت المؤمنین مبلغ آنے کے حق میں تھی اور مسلم کانگریس مخالف۔ مسٹر لیمن ولی انجائے کی درخواست گورنر صاحب گیمبیا کے سول سیکرٹری نے باتھرسٹ کالونی کے چیف امام صاحب کو بھیج دی کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے دیں۔ چیف امام صاحب نے کونسل کے ممبران سے مشورہ کر کے جواب دیا کہ احمدیہ مشن کا قیام گیمبیا میں مناسب نہیں کیونکہ احمدی نہ مالکی ہیں نہ شافعیؒ نہ حنبلی۔ اس پر حکومت نے صاف جواب دے دیا کہ چونکہ چیف امام صاحب اور ان کی کونسل احمدیہ مشن کے قیام کے حق میں نہیں اس لئے اجازت نہیں دی جاسکتی۔[8]

لیکن یہ حکومت کی محض بہانہ جوئی تھی۔اس پالیسی کا اصل پسِ منظر یہ تھا کہ عیسائی مشنریوں نے حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ یہ درخواست مسترد کر دے جیسا کہ پروفیسر محمود بریلوی اپنی کتاب ''اسلام اِن افریقہ'' میں لکھتے ہیں:

"In addition to the orthodox Maliki (Sunni) Muslims,there is another small group in West Africa,who call themselves Muslim- the followers of the Ahmadiyyah (Qadiani)movement, a missonary organisation with its headquarters (previously in Qadian, India,) but now at Rabwah, Pakistan,which penetrated West Africa in the late 1920s. This movement is rapidly growing,gaining its converts from Christianity and paganism, the rate of growth being demonstrated in Ghana, where in 1948 the figure of its adherents was 22,572, and to-day they may be about 50,000-This wellorganised missionary movement, possessing zealous and selfless wokers, offers to its African converts good educational facilities up to the secondary school level. The Ahmadis claim, stimulated by their rapid success, similar growth of their followers throughout West Africa, with the exception of Gambia, where the defeated and horrified Christian missionaries forced the British government to reject the application of an Ahmadi missionary for an entry permit on the officially-stated ridiculous grounds that, there were already enough different religions in Gambia.[9]

(ترجمہ) ''قدامت پسند مالکی (سنی) مسلمانوں کے علاوہ مغربی افریقہ میں ایک اور چھوٹا

سا فرقہ بھی ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں یعنی احمدیت کے پیروکار۔ یہ ایک تبلیغی تنظیم ہے جس کا موجودہ مرکز پاکستان میں ربوہ اور بھارت میں قادیان ہے۔ احمدیوں نے مغربی افریقہ میں 1920ء کی دہائی میں نفوذ کیا۔ یہ تحریک برق رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جس میں عیسائیت اور پرانے مذاہب کے لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ احمدیوں کی ترقی کی رفتار کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ گھانا کے اندراان کی تعداد 22,572 تھی جو پچاس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ یہ ایک منظّم تبلیغی تحریک ہے جس کے پاس نہایت فعال اور بے لوث قربانی کرنے والے کارکن موجود ہیں۔ جماعت اپنے افریقی نومسلمانوں کو سیکنڈری سکول تک عمدہ تعلیمی سہولیات مہیا کرتی ہے۔ اس تیز رفتار کامیابی کی بناء پر احمدیوں کو مغربی افریقہ کے دیگر ممالک میں بھی ایسی ہی ترقیات حاصل ہوئی ہیں سوائے گیمبیا کے جہاں کے شکست خوردہ اور خوفزدہ عیسائی مبلغین نے برطانوی حکومت کو مجبور کیا کہ وہ احمدی مبلغ کو ہرگز داخلے کی اجازت نہ دے اور سرکاری طور پر اس انکار کی نہایت مضحکہ خیز وجہ یہ بیان کی گئی کہ گیمبیا میں پہلے ہی کافی مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں۔‘‘

اب یہ بتانا مقصود ہے کہ گیمبیا حکومت کی مخالفت کے باوجود مولانا نسیم سیفی صاحب نے چیف ایمیگریشن آفیسر باتھرسٹ سے خط و کتابت مسلسل جاری رکھی۔ نیز 15 اگست 1955ء کو گیمبیا کے ڈھائی سو معززین کی طرف سے گورنر گیمبیا کو اپنے دستخطوں سے عرضداشت پیش کی کہ احمدی مبلغ کو داخلہ کی اجازت دی جائے مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ جناب نسیم سیفی صاحب نے یہ تفصیل ایک خط کی صورت میں اخبار ویسٹ افریقہ (WEST AFRICA) مؤرخہ 28 جنوری 1956ء صفحہ 4۔8 میں شائع کر دی تا کسی طرح گیمبیا کے سرکاری حلقوں میں کوئی حرکت پیدا ہو جائے۔ [10]

اس ضمن میں آپ نے دو مزید مفید اور مؤثر قدم اٹھائے۔ ایک تو اس معاملہ میں برطانوی پارلیمنٹ کے بعض ممبروں سے رابطہ کی صورت پیدا کی، دوسرے گیمبیا کی جماعتی تنظیم و تربیت اور پاکستانی مبلغ کی راہ ہموار کرنے کے لئے پہلے نائجیریا کے ایک مخلص احمدی دوست مسٹر حمزہ سینالو صاحب کو پھر غانا مشن کی طرف سے جناب جبرئیل سعید صاحب جیسے مشنری بھی گیمبیا بھیجے گئے۔ چنانچہ جناب مولوی مبارک احمد صاحب ساقی [11] سابق مبلغ نائجیریا کا تحریری بیان ہے:

’’ایک خط امام مسجد لنڈن کو لکھا گیا کہ وہ برطانیہ میں ہاؤس آف پارلیمنٹ میں یہ سوال

اٹھائیں کہ ہمیں اجازت کیوں نہیں دی جارہی۔ انہی دنوں انگلینڈ میں پارلیمنٹ کا ایک وفد نائیجیریا آیا جن میں لیبر پارٹی کے ایک ممتاز رکن MR. FENNER BROCK WAY بھی تھے جو بعد میں LORD BROCK WAY بنادئے گئے۔ ہم لوگوں نے ان سے نائجیریا میں ملاقات کی اور یہ معاملہ ان تک پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ واپس پہنچ کر وہ کالونیکل سیکرٹری سے پتہ کروائیں گے۔ لارڈ براکوے نے اپنے طور پر گیمبیا سے حالات کا پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ وہاں کا پڑھا لکھا طبقہ اس بات کا شدید خواہشمند ہے کہ جماعت احمدیہ کا مشن وہاں کھولا جائے۔ کیونکہ مغربی افریقہ کی دیگر نوابادیات میں جماعت احمدیہ مسلمانوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے بہت کام کر رہی ہے۔

اجازت ملنے سے قبل مکرم نسیم احمد سیفی صاحب نے مرکز کی اجازت سے یہ اہتمام کیا کہ جتنی دیر ہمیں پاکستانی مبلغ کے داخلہ کی اجازت نہیں ملتی ہم کسی افریقن احمدی دوست کو بطور مبلغ وہاں بھجوادیں۔ گیمبیا میں اسوقت جماعت قائم ہو چکی تھی اور انہیں تربیت اور تبلیغ کے لئے ایسے شخص کی ضرورت تھی جو احباب جماعت میں تنظیم کے علاوہ پاکستانی مبلغ کے آنے کے لئے راہ ہموار کرے۔ چنانچہ احباب کے صلاح ومشورہ کے ساتھ نائجیریا جماعت کے ایک مخلص سمجھ دار اور جماعتی لٹریچر سے واقف کار دوست مسٹر حمزہ سینالو صاحب کو گیمبیا بھجوایا گیا۔ انہوں نے وہاں پر چھ ماہ تک کام کیا۔ تبلیغ وتربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ مولانا نسیم سیفی کو بھجواتے رہے۔ اس کے بعد غانا مشن کی طرف سے وہاں کے دیرینہ تجربہ کار مبلغ جناب جبرئیل سعید صاحب کو گیمبیا بھیجا گیا۔۔۔۔ انہیں وہاں تبلیغ کی ممانعت نہ تھی بالخصوص اس لئے بھی کہ جماعت المومنین نے مکرم سیفی صاحب کو وہاں کے مقتدر احباب کے دستخطوں کے ساتھ ایک اپیل بھجوائی تھی جس میں درخواست کی گئی تھی کہ انہیں پاکستانی مبلغ بھجوایا جائے۔'' [12]

مسٹر حمزہ اور جناب جبرئیل سعید صاحب نے نہایت اخلاص اور تندہی سے ملک کا دورہ کیا۔ ان کی رپورٹ کے مطابق 1960ء تک اس ملک میں احمدیوں کی تعداد 800 تک پہنچ چکی تھی۔ [13]

اس دوران گیمبیا کے مخلص احمدیوں نے غوث مصطفیٰ کیٹا صاحب کو اپنا صدر منتخب کرلیا اور ایک

ایگزیکٹو کمیٹی بنا کر اپنا نام احمدیہ موومنٹ گیمبیا برانچ رکھ لیا اور گورنر صاحب کی خدمت میں ایک اور محضر نامہ بھیجا جس پر باتھرسٹ کے سینکڑوں احباب کے دستخط تھے۔ خلاصہ اس کا یہ تھا کہ برطانوی حکومت مذہبی آزادی کی علمبردار ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے پادریوں کو گیمبیا میں پوری آزادی حاصل ہو مگر چیف امام صاحب اور ان کے چند متعلقین کی بناء پر احمدیہ مشن کے قیام کی اجازت نہ دی جائے اور مذہبی آزادی کا بنیادی حق پامال کیا جائے۔ براہِ کرم اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ انہوں نے گیمبیا کے تعلیم یافتہ طبقے کی طرف سے گیمبیا پریس سے بھی رابطہ قائم کر لیا۔ چنانچہ ملکی اخبارات نے مطالبہ کے حق میں مؤثر آواز بلند کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر گورنر گیمبیا ہز ایکسی لینسی سر ایڈورڈ ہنری ونڈلی کے سی ایم جی (H.E.SIR EDWARD HENRY WINDLY K.C.M.G) نے احمدیہ مشن کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جسکی اطلاع 7 دسمبر 1960ء کو جماعت احمدیہ گیمبیا کے پریذیڈنٹ صاحب کو موصول ہوئی۔ [14]

مشن کی داغ بیل کے لئے مرکزی مبلغ کی روانگی

مرکز احمدیت نے منظوری کی اطلاع ملتے ہی مستقل مشن کے قیام کے لئے چوہدری محمد شریف صاحب فاضل مجاہد بلاد عربیہ کو نامزد فرمایا اور آپ 12 فروری 1961ء کو ربوہ سے عازم گیمبیا ہو گئے اور لبنان، شام، اٹلی، نائیجیریا اور غانا میں قیام فرمانے کے بعد 10 مارچ 1961ء کو باتھرسٹ پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر احمدی اور غیر احمدی معززین نے آپ کا پُر جوش استقبال کیا اور کلمہ توحید **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا سرمدی نغمہ پڑھتے ہوئے ایک جلوس کی صورت میں داخل شہر ہوئے اور ساتھ ہی پبلک میں ایسا ذوق و شوق پیدا ہو گیا کہ آپ سے ملاقات کا ایک عام سلسلہ جاری ہو گیا۔

محترم چوہدری صاحب نے ابتداء ہی میں ہز ایکسی لینسی گورنر صاحب گیمبیا سے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں قرآن کریم کے ترجمہ انگریزی اور ''احمدیت حقیقی اسلام'' کا مقدس تحفہ پیش کیا نیز احمدیہ مشن کی اجازت پر بھی ھدیہ تشکر ادا کیا۔ [15]

تبلیغی مساعی کا باضابطہ آغاز

2 اپریل کا وہ تاریخی دن ہے جبکہ آپ نے لنکا سٹر سٹریٹ میں مکان نمبر 75 کرایہ پر لے کر اشاعت احمدیت کی منظّم جدوجہد کا آغاز فرمایا۔ 5 اپریل مشن ہاؤس میں قرآن کلاس جاری کر دی گئی جسمیں ابتدا 20۔25 احباب شامل ہوئے۔ اس یادگار اولین کلاس میں سر فاریمان (FARIMANG) محمد

سنگھاٹے بھی تھے۔ آپکا تعلق گیمبیا کے میڈنگو قبیلے سے تھا اور ملک کے مشہور لیڈروں میں سے تھے۔[16]

25 مئی 1961ء کو عیدالاضحیہ کی شاندار اور پرمسرت تقریب ہوئی جسمیں پانچسو مخلصین تشریف لائے۔ آپ نے انگریزی میں ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا جس کا وولف زبان میں ترجمہ جناب علی مختار با صاحب نے کیا۔ خطبہ سے سب حاضرین بہت محظوظ ہوئے اور احمدی اور غیر احمدی احباب نے متفقہ طور پر اس رائے کا اظہار کیا کہ ہم نے آج تک عیدالاضحیہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا تھا اور نہ ایسی باتیں ہمارے کسی امام نے بتائیں۔ اصل اسلام یہی ہے جسے احمدیت پیش کرتی ہے۔ اس خطبہ سے احمدیت کا خوب چرچا ہوا۔ اور اگلے روز ہی گیمبیا کے سب سے بڑے، مسلمہ عالمِ دین اور جسٹس الحاج داؤدا لنجی بھی حلقہ بگوشِ احمدیت ہو گئے۔ چند روز بعد علامہ ابراھیم قادر نے بھی بیعت کر لی۔[17] آپ ان حضرات علماء میں سے ایک تھے جنہوں نے چیف امام صاحب باتھرسٹ کے ساتھ اس عرضداشت پر دستخط کئے تھے کہ گیمبیا میں احمدیہ مشن کے قیام کی اجازت نہ دی جائے۔[18] اس مشن ہاؤس میں زائرین پہلے سے زیادہ تعداد میں آنے لگے۔ اور وہ تبلیغ کا وسیع مرکز بن گیا۔ خود محمد شریف صاحب نے مقامی احمدیوں کے تعاون سے ناموراور بااثر افراد تک پیغامِ حق پہنچانے کی کوششیں تیز تر کر دیں۔ جون کے پہلے ہفتہ میں آپکی قیادت میں جماعت احمدیہ کے ایک نمائندہ وفد نے جس میں غوث مصطفیٰ کئیٹا صاحب (پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گیمبیا)، علی با صاحب، آش مالک انڈوئی صاحب اور عمر جوف صاحب بھی شامل تھے، قصبہ گنجور کے چیف جُنڈ والطّور سے تبلیغی ملاقات کی۔ یہ وفد ایک امام المامی کی مسجد میں بھی گیا جہاں چوہدری صاحب نے عربی میں خطاب فرمایا۔[19] 7 اگست 1961ء کو آپ نے پکٹن سٹریٹ باتھرسٹ میں کرایہ کی دکان میں احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح کیا[20] جسے بعد میں احمدیہ مشن ہاؤس میں تبدیل کر دیا گیا۔ بک ڈپو کے ذریعہ تبلیغ احمدیت میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔ اگست کے دوسرے ہفتہ میں گیمبیا مشن کی طرف سے ٹریکٹوں کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا۔ پہلا ٹریکٹ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا۔ ٹریکٹ کا عنوان تھا:

"YOUR IMAM HAS COME"

اسکے بعد مندرجہ ذیل تین ٹریکٹ شائع کئے گئے:

"LISTEN TO THE WARNER"

"AN UNCHANGEABLE LAW OF GOD"

"DISCOVERY OF BAHAISM"۔[21]

ان ٹریکٹوں کے علاوہ احمدیہ مشن نائجیریا کے احمدی اخبار "THE TRUTH" کے

1220 پرچے بھی [22] نیز ''ریویو آف ریلیجنز'' اور ''مسلم ہیرلڈ'' کے پرچے بھی۔

مبشر احمدیت کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجہ میں 31 دسمبر 1961ء تک 64 بالغ اور خوش نصیب نفوس داخل احمدیت ہوئے۔ [23]

مشن کا دوسرا سال

اگلے سال 1962ء میں آپ نے زائرین کو پیغام حق پہنچانے کے علاوہ ملک کی باثر شخصیات کو دینی لٹریچر پیش کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ [24] اس سال دو لوکل مبلغ احمد گائی (GAYE) اور الشیخ ابراھیم عبدالقادر جکینی بھی میدان عمل میں آ گئے۔ احمد گائی صاحب کے ذریعہ اگلے سال کی آخری سہ ماہی میں جارج ٹاؤن کی نئی جماعت قائم ہوئی اور الشیخ ابراھیم کی کوشش سے باکاؤ (BAKAU) میں جماعت کو نمایاں ترقی ہوئی۔ [25] 21 اکتوبر 1962ء تک چوہدری محمد شریف صاحب کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں کی تعداد 100 تک پہنچ گئی جس میں ہر طبقہ اور ہر قبیلہ کے لوگ اور کونسلر اور معزز افسرانِ حکومت بھی شامل تھے۔ [26] اور جماعت ملک کی چاروں ڈویژنوں کے تیرہ مقامات پر قائم ہو گئی۔ [27] اس سال محمڈن سکول اور گیمبیا ینڈ وم ٹیچر ٹریننگ کالج میں پہلی بار آپ کے لیکچر ہوئے۔

مشن کا تیسرا سال

جنوری 1963ء میں آپ نے پبلک لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ [28] یکم جون 1963ء کو آپ نے جسوانگ میں ''تعلیم الاسلام کلاس'' کھولی جس میں چالیس طلبہ رجسٹر ہوئے۔ یہ کلاس ایک سال تک جاری رہی۔ [29] 1963ء میں جو نفوس احمدیت میں شامل ہوئے ان میں فاریمان محمد سنگھاٹے بھی تھے جنہیں جماعت احمدیہ گیمبیا نے اس سال اپنا وائس پریذیڈنٹ اور اگلے سال پریذیڈنٹ منتخب کر لیا۔ [30] 1964ء میں گیمبیا ریڈیو سٹیشن قائم ہوا جس نے پہلی بار جماعت احمدیہ گیمبیا کی عید الفطر اور عید الاضحیہ کی نمازیں نشر کیں۔ اس طرح جماعت احمدیہ کی آواز ملک کے کونے کونے تک پہنچنے لگی۔ [31]

مبشر احمدیت چوہدری محمد شریف صاحب تین سال سے زائد عرصہ تک کامیاب تبلیغی فرائض بجالانے کے بعد 5 جون 1964ء کو باتھرسٹ سے واپس روانہ ہوئے اور 9 جولائی 1964ء کو ربوہ تشریف لے آئے۔ [32]

حضرت مولانا غلام احمد بدوملہی صاحب کی آمد

ابھی آپ گیمبیا میں ہی تھے کہ مرکز کی طرف سے مولانا غلام احمد صاحب فاضل بدوملہی کو بطور انچارج مشن بھجوایا گیا۔ مولانا صاحب موصوف 29 اپریل 1964ء کو باتھرسٹ پہنچے۔[33] اور تقسیم لٹریچر' زائرین سے ملاقات' لیکچرز اور تبلیغی دوروں سے احمدیت کو پھیلانے میں منہمک ہو گئے۔

18 فروری 1965ء کو جشن آزادی منایا گیا۔ اس تقریب میں جن مذہبی لیڈروں کو دعا کرنے کے لئے مدعو کیا گیا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے مائک پر بلند آواز سے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی پھر اس کا انگریزی ترجمہ سنایا اور پھر دعا کی۔ جشن کی پوری کارروائی ریڈیو پر نشر ہوئی۔

مئی 1964ء سے اپریل 1965ء تک 82 افراد نے قبول حق کیا۔[34] مئی 1965ء کے آخری عشرہ میں مرکز کی طرف سے مشن کے کام اور ملک میں سیکنڈری سکول جاری کرنے کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے سید میر مسعود احمد صاحب گیمبیا بھجوائے گئے۔ آپ نے ملک کے قائم مقام وزیراعظم اور وزیر لوکل گورنمنٹ سے بھی ملاقات کی جنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت جلد جلد ترقی کرے تاکہ مسلمانوں کی پسماندگی دور ہو اور وہ بھی اپنے اہل وطن کے شانہ بشانہ قوم و ملک کی خدمت کر سکیں۔[35]

ایک نشان۔ ایک یادگار واقعہ

حضرت مولانا بدوملہی صاحب کے دور کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ فروری 1965ء میں گیمبیا کو مکمل آزادی حاصل ہوئی اور دسمبر 1965ء میں ملکۂ انگلستان نے الحاج ایف ایم سنگھاٹے (پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گیمبیا) کو گیمبیا کے ایکٹنگ گورنر جنرل ہونے کا اعلان کیا۔[36] الحاج سنگھاٹے صاحب نے 9 فروری 1966ء کو اپنے عہدے کا چارج سنبھال لیا۔ ایکٹنگ گورنر جنرل ہونے پر آپ کو تحریک ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوشخبری دی ہے کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' لہذا مجھے بھی حضور کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنی چاہئے۔ اس پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس کپڑوں میں سے کوئی کپڑا بطور تبرک عطا فرمائیں تا میں اس سے برکت حاصل کر سکوں۔ حضور نے یہ درخواست منظور فرمائی اور 14 جون 1966ء کو چوہدری محمد شریف صاحب کو یاد فرمایا اور انہیں اپنے دستِ مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک تبرکات میں سے ایک کپڑا عنایت فرمایا جو سفید رنگ کا باریک اور ملائم کپڑا تھا اور چھوٹے سے رومال کے سائز کا تھا۔ حضور نے اسے سبز ساٹن کے ایک لفافے میں رکھا تھا جس

کا سائز اندازاً 2.1/2×3.1/2 انچ تھا۔ یہ لفافہ تین طرف سے سلا ہوا تھا۔ اوپر سے کھلا اور ٹچ بٹن سے بند کیا ہوا تھا۔ حضور نے اس مقدس کپڑے پر اپنے قلم مبارک سے دستخط فرمائے اور اس کے نیچے حضور کے ارشاد کے مطابق خلیفۃ المسیح الثالث کی مہر لگا دی گئی اور 14.6.1966 کی تاریخ بھی لکھ دی گئی۔ چوہدری محمد شریف صاحب نے یہ مقدس کپڑا رجسٹرڈ لفافے میں مولوی عبدالرحمٰن انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح، مولانا جلال الدین شمس ناظر اصلاح وارشاد اور بعض دوسرے موجود احباب کے سامنے ان سب کو دکھلا کر بند کر دیا اور لاکھ کی مہریں اس پر لگا دیں گئیں۔ 15 جون 1966ء کو حضور کی خدمت میں اسے پیش کیا گیا۔ حضور انور نے بعد ملاحظہ اسے بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال کر دینے کی منظوری عطا فرمائی اور یہ مقدس تحفہ سپرد ڈاک کر دیا گیا جو 5 جولائی 1966ء کو ہزایکسیلنسی الحاج سنگھاٹے صاحب کو بحفاظت پہنچا اور انہوں نے اسی روز اس کی وصولی کی اطلاع حضور کی خدمت میں بذریعہ تار ارسال کی اور حضور کی اس شفقت ونوازش پر تہہ دل سے حضور کا شکریہ ادا کیا۔ علاوہ بریں 5 جولائی کو ہی شام کے وقت بی بی سی لنڈن سے حکومت برطانیہ کی طرف سے یہ اعلان نشر ہوا کہ ملکۂ برطانیہ نے الحاج ایف ایم سنگھاٹے ایکٹنگ گورنر جنرل گیمبیا کو آج کی تاریخ سے گیمبیا کا گورنر جنرل مقرر کر دیا ہے۔

الغرض الحاج ایف ایم سنگھاٹے وہ پہلے خوش نصیب سربراہ مملکت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کا عظیم الشان اعزاز نصیب ہوا۔[37]

حضرت مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی ڈھائی سال تک خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔ آپ کے عرصہ قیام میں دوسو سے زائد نفوس نے بیعت کی اور سالکینی، فرافینی اور سیرا کھنڈا میں مساجد تعمیر ہوئیں۔ آپ نے بھی تعلیم القرآن، درس القرآن، اور مجالس سوال و جواب کا سلسلہ جاری رکھا۔ 27 دسمبر 1966ء کو آپ واپس پاکستان تشریف لائے۔[38]

دوسرے مجاہدین احمدیت گیمبیا

چوہدری محمد شریف صاحب کو گیمبیا مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے دوبارہ بھجوایا گیا۔ آپ 3 فروری 1967ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر 14 فروری 1967ء کو باتھرسٹ پہنچے اور تقریباً ساڑھے تین سال تک تبلیغی خدمات بجالانے کے بعد 8 ستمبر 1970ء کو ربوہ واپس تشریف لائے۔[39] آپ کے زمانۂ قیام میں مندرجہ ذیل مبلغین بھی مرکز سے بھجوائے گئے جس سے تبلیغی کام کا دائرہ خاصا وسیع ہو گیا:

مولوی داؤد احمد صاحب حنیف

(روانگی از ربوہ 27 مارچ 1966ء۔ واپسی ربوہ 21 دسمبر 1969ء)

مولوی اقبال احمد غضنفر صاحب شاہد

(روانگی از سیرالیون 26 مئی 1969ء۔ واپسی ربوہ 30 مئی 1971ء)

مرزا محمد اقبال صاحب شاہد

(روانگی از ربوہ 14 اکتوبر 1969ء۔ واپسی ربوہ 10 فروری 1974ء)

چوہدری محمد شریف صاحب نے ستمبر 1967ء میں پبلک لیکچروں کا آغاز فرمایا اور اس کی ابتداء باتھرسٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے لیکچر لنڈن ''امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ'' سے کی۔ اس لیکچر کا حاضرین پر نہایت اعلیٰ اثر ہوا اور انہوں نے تسلیم کیا کہ مغرور یورپین اقوام کو اس لب و لہجہ میں وہی شخص خطاب کر سکتا ہے جو خود مویّد من اللہ ہو۔ حضور کا یہ معرکہ آرا لیکچر تمام عمائدین گیمبیا اور تمام ارکان وارباب حکومت کو پہنچا دیا گیا اور ملک کے دوسرے طبقوں میں بھی اس کی خوب اشاعت کی گئی۔ گورنر جنرل نے یہ لیکچر خاص طور پر پسند کیا۔ 40

فروری 1968ء میں حکومت گیمبیا نے احمدیہ میڈیکل مشن کے قیام کی منظوری دے دی اور 10 جون 1968ء کو ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایم۔ بی۔ ایس، ڈی۔ پی۔ ایچ گیمبیا کے پہلے میڈیکل مشنری کی حیثیت سے باتھرسٹ میں تشریف لائے اور کاؤور (KAUR) مقام میں میڈیکل سنٹر قائم کر کے طبی خدمات کا آغاز کر دیا۔ اسی مہینہ میں مرکزی احمدیہ مشن کے لئے باتھرسٹ کے وسط میں ایک قطعہ زمین اور خرید لیا گیا۔ 41

چوہدری محمد شریف صاحب 1961ء سے احمدیہ سکول کے قیام کے لئے جدوجہد فرما رہے تھے مگر اس میں کامیابی سات سال بعد ہوئی۔ چنانچہ جولائی 1968ء میں حکومت نے اس غرض کے لئے باتھرسٹ کے قریب سترہ ایکڑ زمین کی منظوری دے دی اور اس سے ملحق مزید چونتیس ایکڑ زمین بھی اسکی توسیع کے لئے مخصوص کر دی۔ 1968ء میں 91 افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ انکے بیوی بچے اس تعداد کے علاوہ تھے۔ 42

احمدیہ میڈیکل سنٹر خدا کے فضل سے بہت جلد مرجع خلائق بن گیا اور اسے ایسی شہرت ہوئی کہ قصبہ فرافینی کے باشندوں کی درخواست پر اس علاقہ میں 3 جنوری 1969ء کو اسکی ایک شاخ قائم کر دی گئی۔ ہزایکسیلنسی گورنر جنرل گیمبیا الحاج سنگھاٹے صاحب نے جنوری کے آخر میں اسے ملاحظہ کیا اور ازحد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے اس ملک اور اس علاقہ کی حقیقی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یہ ریمارکس گیمبیا نیوز بلٹن میں چھپے اور ریڈیو پر نشر ہوئے۔

یکم فروری 1969ء کی شام کو چوہدری محمد شریف صاحب گیمبیا کے مخلص احمدی اور فنانشل سیکرٹری علی باصاحب (کنٹرولر آف کسٹمز) اور ایک نہایت پارسا اور نیک احمدی دوست ماموسمیع باجان کے ساتھ سلسلہ کا ایک ضروری کام کر کے باتھرسٹ کی طرف آرہے تھے کہ کار ٹرک سے ٹکرا گئی اور تینوں بزرگ سخت زخمی ہوئے۔ ہسپتال میں انہیں فوری طبی امداد پہنچائی گئی مگر ماموسمیع باجان دو گھنٹے بعد رحلت فرما گئے۔ علی با صاحب (جنگی کارتھی) ایک ہفتہ تک زیر علاج رہ کر ڈسچارج ہوئے مگر چوہدری محمد شریف صاحب پندرہ دن ہسپتال میں رہے اور یکم مارچ 1969ء کو دوبارہ تبلیغی فرائض بجالانے لگے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور جماعت کے دیگر بزرگوں اور دوستوں نے بہت دعائیں کیں اور خطوط و تار بھجوائے۔ گورنر جنرل گیمبیا پہلے تین روز باقاعدہ روزانہ عیادت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ مولوی داود احمد صاحب حنیف ایک ماہ تک آپ کے پاس رہے اور نہ صرف تیمارداری کا فریضہ سنبھالا بلکہ آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع اور فوری ڈاک کے جواب کا انتظام بھی کیا۔ 1969ء کی پہلی سہ ماہی میں سینیگال میں 45 اور گیمبیا میں 49 احباب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔[43]

یکم جولائی 1969ء سے گیمبیا کے اپر ریور ڈویژن (U.R.D) میں احمدیہ مشن کی ایک باقاعدہ برانچ قائم ہوگئی۔ اس روز مولوی اقبال احمد صاحب شاہد اور شیخ ابراھیم عبدالقادر جکنی صاحب بصہ پہنچے اور 2 جولائی کو ایک عمدہ مکان کرایہ پر لے کر تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کر دیا۔[44]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا انقلاب آفریں دورہ

1970ء کا سال گیمبیا مشن میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دورہ مغربی افریقہ کے دوران اپنے قدم مبارک سے اس سرزمین کو بھی برکت بخشی۔[45]

حضور یکم مئی 1970ء کو شام پانچ بج کر 6 منٹ پر باتھرسٹ کے فضائی مستقر پر پہنچے جہاں آپ کا نہایت پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔ فضائی مستقر سے حضور اٹھارہ کاروں کے قافلہ میں سر سنگھاٹے صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے اور دوسرے روز گیمبیا اٹلانٹک ہوٹل میں قیام فرما ہوئے۔ اگلے روز حضور نے صدر مملکت سرداؤد جوارا سے ملاقات فرمائی اور گیمبیا میں جماعت کے آئندہ پروگراموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم انشاءاللہ خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر یہاں کے عوام کی بے لوث خدمت کریں گے۔ پھر فرمایا کہ میں آپ کے لئے ایک عظیم تحفہ لایا ہوں اور وہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس

کے ہے۔ اسپر صدر مملکت نے کھڑے ہو کر یہ آسمانی تحفہ وصول کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اس نئی تالیف کا پہلا نسخہ ہے جو سارے مغربی افریقہ میں کسی کو دیا گیا ہے۔ اسی روز شام کو سابق گورنر جنرل گیمبیا الحاج ایف ایم سنگھاٹے نے حضور کے اعزاز میں اٹلانٹک ہوٹل میں وسیع پیمانہ پر ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں سربراہ جمہوریہ گیمبیا و وزیرِ تعمیر و مواصلات، وزیر تعلیم، ہاوسا قبیلے کے امام، کیتھولک مشن کے سربراہ، باتھرسٹ کے میئر، برطانوی ہائی کمشنر، امریکن سفیر، سفیرِ نائجیریا، لبنان کے کونسل، پولیس افسران و دیگر متعدد سربرآوردہ افراد اور معززین شہر نے شرکت کی۔ حضور کا ہر مہمان سے تعارف کرایا گیا۔ حضور نے سب شخصیات سے ان کے مناسب حال گفتگو فرمائی۔ صدر مملکت سے خاصی دیر تک گفتگو جاری رہی۔ عشائیہ کے بعد حضور نے عہدیدارانِ جماعت کا اجلاس بلایا جس میں حضور نے دریافت فرمایا کہ اس ملک کی کیسے خدمت کی جاسکتی ہے؟ عرض کیا گیا یہاں مسلمان بچوں کے لئے کوئی سکول نہیں اور اسکی اشد ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا اگر ہم سات سال میں پانچ سکول کھولیں تو ایک دن یونیورسٹی بنانی پڑے گی۔ نیا میڈیکل سنٹر کھولنے کے لئے حضور نے ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے منصوبہ تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اگلے دن 3 مئی کو صبح ساڑھے دس بجے حضور نے گیمبیا گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں احمدی احباب اور بہنوں سے ایک نہایت روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ جسکا ترجمہ ساتھ ساتھ وولف اور میڈنگا زبانوں میں کیا گیا۔ خطاب کے بعد حضور نے دعا کی اور سب احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور بچوں کو سینے سے لگا کر پیار کیا۔ احمدی مستورات سے حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نے ملاقات فرمائی۔ حضور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اسلام کی فتح کی پَو پُھوٹ چکی ہے۔ تمام انسانوں کے دل محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے جیتے جائیں گے۔ شام کو حضور نے باتھرسٹ کے نواح میں بنوکا کنڈا کے مقام پر پہلے مسجد اور پھر نصرت ہائی سکول کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا اور اجتماعی دعا کروائی۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے بھی بنیادی اینٹیں رکھیں۔ [46]

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم

گیمبیا میں حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ مغربی افریقہ کے ملکوں میں خرچ کر دینا چاہئے۔ [47] یہی وہ زندہ جاوید آسمانی تحریک ہے جو آگے چل کر ''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم'' کے نام سے موسوم ہوئی۔ جسکے ماتحت گیمبیا میں ہی نہیں بلکہ نائجیریا، غانا اور سیرالیون میں بھی سکولوں اور میڈیکل سنٹروں کا جال بچھا دیا گیا۔ 5 مئی 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی گیمبیا سے روانگی کا پروگرام تھا۔ پونے گیارہ بجے حضور مستقر پر تشریف لائے اور گیمبیا کا نہایت کامیاب دورہ مکمل

فرمانے کے بعد مبلغین اور دوسرے مخلص احمدیوں کی دعاؤں کے درمیان عازم سیرالیون ہوگئے۔ [48]

چوہدری محمد شریف صاحب حضور کے اس تاریخی دورہ کے بعد چند ماہ باتھرسٹ میں سرگرمِ عمل رہے اور پھر 19 اگست 1970ء کو روانہ ہوکر 8 ستمبر 1970ء کو ربوہ پہنچے۔ [49]

چوہدری صاحب تیسری بار 13 اپریل 1971ء کو عازمِ گیمبیا ہوئے اور 27 اپریل کو باتھرسٹ پہنچے۔ [50]

چھ ماہ بعد مرکز سے مولوی داؤد احمد صاحب حنیف بھی دوبارہ بھجوائے دیئے گئے۔

(تاریخ روانگی 28 نومبر 1971ء۔ واپسی 28 مارچ 1976ء)

جناب مرزا محمد اقبال شاہد صاحب پہلے سے ہی میدان جہاد میں موجود تھے۔ ان مبشرین احمدیت کی متحدہ کوششوں سے احمدیت کی نشر و اشاعت میں وسعت پیدا ہوئی اور اثر و نفوذ کا تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔

گیمبیا میں میڈیکل سنٹر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدا تعالیٰ کی تحریک کے مطابق گیمبیا میں میڈیکل سنٹر اور سکول کھولنے کا جو تاریخی فیصلہ فرمایا تھا 1971ء میں اس کو نہایت شاندار رنگ میں پورا فرما دیا۔ چنانچہ حضور نے اسی سال نصرت جہاں سکیم کے تحت پانچ ایثار پیشہ اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار احمدی ڈاکٹر گیمبیا بھجوا دئے۔ جنہوں نے باتھرسٹ (بانجل)، بصّے، انجوارہ اور قاعور میں پانچ مزید میڈیکل سنٹر کھول دئے۔ بعدازاں اور احمدی ڈاکٹر بھی گیمبیا تشریف لے گئے۔ بعض اب تک شاندار طبی خدمات بجالا رہے ہیں جیسا کہ تفصیل ذیل سے ظاہر ہے: [51]

احمدیہ میڈیکل سنٹر (ٹی۔بی) باتھرسٹ (گیمبیا)

1۔ ڈاکٹر انوار احمد صاحب	(یکم مئی 1971ء تا 5 مئی 1975ء)
2۔ میجر ڈاکٹر محمد خان صاحب	(اپریل 1794 تا 7 جولائی 1977ء)
3۔ ڈاکٹر منور احمد صاحب	(ستمبر 1975ء تا 1980ء)
4۔ ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب	(19 اکتوبر 1979ء تا 1997ء)
5۔ ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو	(7 جنوری 1980ء تا 1982ء)

احمدیہ میڈیکل سنٹر (ڈینٹل کلینک) باتھرسٹ

1۔ڈاکٹر احتشام الحق صاحب (یکم نومبر 1971ء تا یکم اگست 1972ء)

2۔ڈاکٹر محمد اجمل صاحب (یکم اگست 1972ء تا جولائی 1974ء)

3۔ڈاکٹر محمد شفیق صاحب (جولائی 1974ء تا اگست 1975ء)

4۔ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب (یکم اگست 1975ء تا 22 دسمبر 1983ء)

5۔ڈاکٹر منور احمد ولد سراج الدین صاحب آف ملتان

(20 دسمبر 1975ء تا 7 مئی 1977ء)

دوبارہ (30 جنوری 2000ء تا مئی 2007ء)

6۔ڈاکٹر فرید احمد صاحب (22 دسمبر 1983ء تا؟)

احمدیہ میڈیکل سنٹر بصّے

1۔ڈاکٹر کیپٹن طاہر احمد صاحب (یکم اگست 1971ء تا مئی 1976ء)

2۔ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب بریگیڈئر ریٹائرڈ (14 جنوری 1980ء تا فروری 1983ء)

3۔ڈاکٹر نصیر الدین صاحب (یکم ستمبر 1982ء تا 16 ستمبر 1985ء)

4۔ڈاکٹر لئیق احمد فرخ صاحب (19 اپریل 1984ء تا جولائی 1993ء)

احمدیہ میڈیکل سنٹر انجوارہ

1۔ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب (4 اگست 1971ء تا اگست 1984ء)

2۔ڈاکٹر محمد اشرف صاحب (یکم ستمبر 1971ء تا 14 ستمبر 1972ء)

3۔ڈاکٹر منور احمد صاحب ولد غلام رسول صاحب ٹنڈو الہ یار سندھ

(2 فروری 1986ء تا 15 جولائی 1991ء)

دوبارہ آمد بانجل (16 جولائی 1991ء تا 1998ء)

احمدیہ میڈیکل سنٹر قاعور

1۔ڈاکٹر سعید احمد صاحب (1968ء تا 1980ء)

2۔ڈاکٹر محمد اشرف صاحب (26 اگست 1980ء تا 13 اگست 1985ء)

3۔ڈاکٹر نعیم اللہ شاہد صاحب (30 اگست 1985ء تا جون 1988ء)

ان ہسپتالوں میں غریب مریضوں کا علاج مفت ہوتا ہے اور جولوگ ادائیگی کر سکتے ہیں ان سے بھی دوسرے ڈاکٹروں کی نسبت بہت کم چارج کیا جاتا ہے اور اخراجات کے علاوہ بقیہ رقم بھی انہی میڈیکل سنٹروں یا سکولوں میں خرچ کی جاتی ہے۔مکرم ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب کی رپورٹ کے مطابق جولائی 1983ء سے جون 1984ء تک 7414 مریضوں کا علاج کیا گیا جن میں سے 292 کا مفت علاج ہوا۔[52]

احمدیہ نصرت ہائی سکول کے ابتدائی کوائف

احمدیہ نصرت ہائی سکول جس کی عمارت کا سنگِ بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ نے 3 مئی 1970 کو اپنے دستِ مبارک سے رکھا' 1971ء کے آخر میں مکمل ہو گیا اور حضور نے چوہدری نسیم احمد صاحب ایم ایس سی کو اس کا پرنسپل مقرر فرمایا۔آپ کے بعد متعدد پیکر اخلاص وفدائیت احمدی اساتذہ بھجوائے گئے جن کے اسماء یہ ہیں:

احمدیہ نصرت ہائی سکول بانجل

1۔چوہدری نسیم احمد صاحب ایم ایس سی (پہلے پرنسپل)
(6۔اکتوبر 1971ء تا جولائی 1976ء)

2۔اہلیہ چوہدری نسیم احمد صاحب محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ ایم ایس سی
(6۔اکتوبر 1971ء تا جولائی 1976ء)

3۔انیس احمد عقیل صاحب ایم اے (اکتوبر 1973ء تا اپریل 1982ء)

4۔محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی (1973ء تا 1976ء)

5۔نصرت عقیل صاحبہ ایم اے اہلیہ انیس احمد عقیل صاحب (1973ء تا 1982ء)

6۔محمد محمود اقبال صاحب (اکتوبر 1974ء تا جولائی 1997ء)

7۔منیر احمد بسراء صاحب ایم اے (اکتوبر 1974ء تا 1990ء اندازاً)

8۔مرزا عبد الحق صاحب (اکتوبر 1976ء تا جون 1988ء)

9۔سید عبد المؤمن صاحب (اکتوبر 1978ء تا اگست 1986ء)

10۔منیر احمد منیب صاحب (فروری 1979ء تا فروری 1984ء)

11۔عبدالرشید منگلا صاحب (نومبر 1979ءتااگست 1985ء)
12۔بشارت الرحمٰن زیروی صاحب (اکتوبر 1983ءتاجولائی 1987ء)

1973ء سے 1982ء تک کے مرکزی مبلغین

اس مرتبہ چوہدری محمد شریف صاحب قریباً دو سال تک جہاد تبلیغ میں مصروف عمل رہے۔ازاں بعد 18 جولائی 1973ء کو گیمبیا سے واپس روانہ ہوئے اور 9 اگست 1973ء کو ربوہ تشریف لائے۔[53]

آپ کے بعد مرکز احمدیت سے مندرجہ ذیل مجاہدین اس سرزمین میں پہنچے اور کمال اخلاص و استقلال سے انچارج مشن اور نیشنل امیر کے فرائض بجالانے کی سعادت پائی۔

حافظ بشیرالدین عبیداللہ صاحب۔(روانگی از ربوہ 30 جولائی 1973ء۔
روانگی از گیمبیا برائے انگلستان 28 مارچ 1975ء۔واپسی 7 دسمبر 1975ء)

مولوی داؤد احمد حنیف صاحب۔آپ نے حافظ بشیرالدین صاحب سے چند ہفتوں کے لئے چارج سنبھالا پھر دوبارہ شروع 1978ء سے امیر و مشنری انچارج مقرر ہوئے اور اگست 1982ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

(سہ بار روانگی از ربوہ 2 فروری 1977ء۔واپسی 14 اکتوبر 1982ء)

مولوی عبدالشکور صاحب۔آپ نے مولوی داؤد احمد صاحب حنیف سے چارج لیا۔
(روانگی از ربوہ 31 مارچ 1975ء واپسی 16 فروری 1978ء)

اس دوران میں مندرجہ ذیل مبلغین بھی مرکز کی طرف سے بھجوائے گئے جنہوں نے امیر و مشنری انچارج کی زیر ہدایت گیمبیا کے طول وعرض میں احمدیت کا پیغام پہنچانے اور احمدی جماعتوں کو مضبوط اور منظّم کرنے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

1۔مکرم ملک محمد اکرم صاحب۔(روانگی 6 نومبر 1973۔واپسی 31 مارچ 1977ء)
2۔مکرم میر عبدالمجید صاحب۔(روانگی 24 فروری 1975ء)
فروری 1976ء میں سیرالیون مشن میں منتقل ہوئے اور 30 اگست 1981ء کو مرکز میں واپس پہنچے۔
3۔مکرم محمد امین چیمہ صاحب۔(روانگی از سیرالیون فروری 1976ء۔واپسی ربوہ 25 جولائی 1977ء) بصّے اور جارج ٹاؤن کے انچارج رہے۔

4۔رفیق احمد صاحب جاوید۔(روانگی از ربوہ 26 جون 1977ء۔واپسی 19 ستمبر 1981ء)
حلقہ جارج ٹاؤن

5۔نصیر احمد شاد چیمہ صاحب۔(روانگی 22 فروری 1979ء۔واپسی 3 جون 1980ء)

ان مرکزی مبلغین کے ذکر کے بعد جو وسط آخر 1973ء سے اگست 1982ء تک مصروف جہاد رہے اس نوسالہ دور کے بعض ضروری واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:[54]

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطاب

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب گیمبیا میں بھی رونق افروز ہوئے اور آپ نے 7 ستمبر 1973ء کو گیمبیا ہائی سکول کے ہال میں ''اسلام اور عدل'' کے موضوع پر پُر اثر خطاب فرمایا۔وزرائے مملکت ،اعلیٰ افسران، چیف جسٹس، علماء غرض کہ ہر طبقہ وحلقہ کے معززین کثیر تعداد میں شامل تھے۔دوران تقریر حاضرین پر محویت کا عالم طاری تھا۔تقریر کے بعد گیمبیا کے ایک بہت بڑے عالم الحاج عبداللہ جوب نے آپ کی عالمی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا اور کہا کہ مسلمانان عالم میں آپ ایک بے مثال شخصیت ہیں اور دنیائے اسلام کو آپ پر ناز ہے اور ہمیشہ آپ حق کے علمبردار رہے ہیں۔[55]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے روح پرور پیغامات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے روح پرور پیغامات زیب قرطاس کئے جاتے ہیں جو حضور نے جماعت احمدیہ گیمبیا کے نام ان کے پہلے آٹھ جلسوں کے لئے ارسال فرمائے اور جنہوں نے مخلصین جماعت میں زندگی کی نئی روح بھر دی اور جماعت کا قافلہ اس ملک میں بھی ترقی کی منازل طے کرنے لگا۔

پہلا جلسہ سالانہ

پہلا جلسہ مولوی داؤد احمد صاحب حنیف کے عہد امارت میں 28 تا 30 مارچ 1975ء میں انعقاد پذیر ہوا جس کی خبر بار بار ریڈیو پر نشر ہوئی۔خبر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایمان افروز پیغام کا خلاصہ بھی دوہرایا گیا جس سے سارا ملک گونج اٹھا۔[56]

دوسرا جلسہ سالانہ

16۔17 اپریل 1976ء کو بجول میں ہوا۔اس کے اختتامی خطاب کی صدارت وزیر خزانہ آنریبل الحاج گاربا جاھُمپا صاحب (JAHUMPA) نے کی جبکہ اختتامی اجلاس مولانا نسیم سیفی صاحب

(نائب وکیل التبشیر) کی صدارت میں ہوا۔ گیمبیا اور سینیگال کے احمدی احباب کے علاوہ ملک کی متعدد سربرآوردہ شخصیتوں نے بھی شرکت کی۔ وزیر خزانہ نے جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہوئے انہیں ازحد سراہا۔[57]

تیسرا جلسہ سالانہ

22 مئی 1977ء کو منعقد ہوا۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض مرکزی حکومت کے وزیر آنریبل محمد وگاوی صاحب نے انجام دیئے اور اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی طبی اور تعلیمی خدمات کی بہت تعریف کی۔ ریڈیو پر بھی کانفرنس کی روداد نشر ہوئی۔[58]

چوتھا جلسہ سالانہ

24، 25، 26 مارچ 1978ء کو انعقاد پذیر ہوا۔ ملک کے وزیر صحت آنریبل سی جیلو نے افتتاحی اجلاس میں صدارت کے فرائض انجام دیئے اور جماعت احمدیہ کی گیمبیا میں تعلیمی اور طبی خدمات کو سراہا۔ اس تقریب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مندرجہ ذیل پیغام ارسال فرمایا جو مکرم مولوی داؤد احمد صاحب حنیف نے پڑھ کر سنایا جسکی ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی۔[59] پیغام کا متن حسب ذیل تھا:

”بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

پیارے بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مارچ کے آخری ہفتہ میں آپ اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور اس اجتماع کو آپ سب کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

میرے عزیزو! بے چینی اور بے اطمینانی دنیا میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ علم کے میدان میں غیر معمولی کامیابیوں کے باوجود انسان ذہنی سکون سے محروم ہے۔ مغرب تہذیب کا دعویدار ہے جبکہ حقیقی تہذیب ناپید ہے۔ ہر ایک مساوات کا نعرہ تو لگاتا ہے مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرتا۔ حیات انسانی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں رنگ ونسل کا تفرقہ روا نہ ہو۔

بڑی بڑی اقوام ہر ممکن طریق سے تیسری دنیا کی اقوام کے استحصال میں مصروف ہیں۔
الغرض یہ کہ دنیا حضرت محمد ﷺ کے پیغام کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ایک بحران کا شکار ہے۔ ہر قسم کے ذرائع ابلاغ کے باوجود دنیا کا اکثر حصہ اس پیغام سے بے بہرہ ہے۔ یا جن تک یہ صدا پہنچی بھی ہے انہوں نے اسے حقیقی توجہ کے لائق نہیں سمجھا۔ ان حالات میں آپ پر لازم ہے کہ اسلام کو اکنافِ عالم میں پہنچانے کے لئے اپنی جملہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔۔ تاہم آپ کی پہلی ذمہ داری آپکی قوم کے متعلق ہے۔ آپکو کبھی بھی یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ تم مہدی علیہ السلام کی جماعت ہو لہٰذا آپ پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔
قرآنی پیشگوئیوں اور حضرت محمد ﷺ کے واضح ارشادات کے مطابق جملہ مذاہب پر اسلام کی آخری فتح امام مہدیؑ اور اسکی جماعت کے ذریعہ مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کا مہدی علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ انکے بعد تا قیامت یہ کام ان کے خلفاء کے ذریعہ جاری رہے گا اس لئے حقیقی برکات خلافت سے ہی وابستگی سے ہیں۔ پس خلافت سے حقیقی وفاداری قائم رکھو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔
قرآن سیکھو اور اپنے افکار و اعمال میں اسے رہنما بناؤ۔ اپنے اندر حقیقی تبدیلی پیدا کرو اور دنیا کو الٰہی نور سے شناسا کرو اور اپنی خواہشات کو رضائے الٰہی کے لئے قربان کرو۔ خدا تعالیٰ کی تجلی صرف اسی صورت میں دنیا دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

والسلام مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث" [60]

پانچواں جلسہ سالانہ

یہ جلسہ بھی اپنی سابقہ روایات کے مطابق 13، 14، 15 اپریل 1979ء کو نصرت ہائی سکول بانجل کے وسیع احاطہ میں منعقد ہوا جس میں احباب جماعت کے علاوہ ملک کی اہم شخصیات کثیر تعداد میں شامل ہوئیں۔ اس جلسہ کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک اہم پیغام ارسال فرمایا تھا جو ایل ایف جوارا جنرل سیکرٹری نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا ترجمہ درج ذیل ہے:

عزیز بھائیو اور بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ 13، 14، 15 اپریل کو اپنا پانچواں جلسہ

سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بابرکت اور کامیاب کرے۔ اس موقع پر میں اس بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد حقیقی اسلام کا احیاءِ نو ہے۔ اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور نہ ہی اسے کوئی روک سکتا ہے۔ دنیا میں، مشرق ومغرب میں ہر جگہ اس کے آثار ظاہر ہورہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اگلی صدی اسلام کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ تمام قومیں اور ہر رنگ ونسل کے لوگ کثرت سے اس میں داخل ہوں گے۔ پیشتر اس کے ہماری قربانیاں اور کوششیں جہاں تک انسانی طاقت میں ہے اپنی انتہاء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ سب سے پہلے ہر احمدی مرد اور عورت کو 1۔ قرآن کریم ناظرہ اور اس کا ترجمہ آنا چاہئے 2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ اپنی عمر اور تعلیم کے مطابق کرنا چاہئے۔ لہٰذا اس مقصد کے لئے باقاعدہ کلاسیں لگیں یا دوسرے ایسے طریق اختیار کریں جن سے یہ مقصد پورا ہو سکے۔ ہم اسلام کی خوبیاں دوسروں پر ظاہر نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم خود ان سے آگاہ نہ ہوں۔ یہ نہایت اہم معاملہ ہے جس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ دوسرے ہمیں اپنے معاملات اس طور پر انجام دینے چاہئیں کہ ہمارے اعمال اور کاموں میں اسلام کی حقیقی تصویر ظاہر ہو۔ آج دنیا ایسے معاشرے کو دیکھنے کی متمنی ہے جہاں اسلام کے اصول پر عمل ہو رہا ہو۔ ایسی مثال پیش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہر احمدی کو نظام کا پابند اور انسانی ہمدردی اور معاملات میں صاف روی کا مجسمہ ہونا چاہئے۔ اُسے اپنے ذرائع کے مطابق کمزور و ناتواں کا ہمدرد و مددگار ہونا چاہئے۔ اسے مسلسل اختلافات کو دور کرنے، امن کے قیام اور معاشرے کے مختلف طبقات میں یگانگت کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ خدا ہمیں اس معیار پر جو قرآن مجید نے مومنوں کے لئے مقرر کیا ہے پورا اترنے کی قوت و طاقت اور جذبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خلیفۃ المسیح'' 61

چھٹا جلسہ سالانہ

4، 5، 6 اپریل 1980ء کو بانجل نصرت ہائی سکول کے میدان میں ہوا جس میں گیمبیا اور سینیگال کے 500 نمائندگان نے شرکت کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں

کریں گے۔ دوران جلسہ 18 افراد نے احمدیت قبول کی۔ ریڈیو۔ ٹی وی اور اخبارات نے وسیع پیمانے پر خبریں دیں۔ [62] حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس جلسہ کے لئے حسب ذیل روح پرور پیغام ارسال فرمایا جو مولوی داؤد احمد صاحب حنیف نے پڑھ کر سنایا:

''مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ گیمبیا جماعت اپنا چھٹا جلسہ سالانہ 4 تا 6 اپریل 80ء منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ اور اس میں شریک ہونے والوں کو اپنی برکات سے نوازے۔ اس موقع پر میں آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعتی زندگی کی دوسری صدی شروع ہونے میں صرف نو سال باقی ہیں جیسا کہ میں نے متعدد بار آپکو بتایا ہے کہ ہماری زندگی کی دوسری صدی اسلام کے غلبہ کی صدی ہے۔ ان نو سالوں میں ہمیں اپنے آپ کو اس طور پر تیار کرنا ہے کہ ہم آنے والی صدی کا شایان شان استقبال کر سکیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنا سب کچھ اپنی راہ میں قربان کرنے کی جرأت عطا فرمائے۔ مجھے آپ بہت محبوب ہیں اور میں آپ کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہوں۔

(خلیفۃ المسیح الثالث)'' [63]

ساتواں جلسہ سالانہ

17، 18، 19 اپریل 1981ء کو منعقد ہوا۔ سینیگال سے بھی بھاری تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر پہلی بار اشاعت اسلام پر مبنی تصویری نمائش کا اہتمام کیا گیا' وزیر ذخائر و آب وہو امحمد احمد وجلوح نے پہلے اجلاس کی صدارت کی اور گیمبیا کا قومی پرچم لہرایا۔ مولوی داؤد احمد صاحب حنیف نے احمدیہ پرچم لہرایا۔ [64] حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حسب ذیل روح پرور پیغام ارسال فرمایا جو لامن جوارا صاحب جنرل سیکرٹری نے پڑھ کر سنایا۔

''جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کے ساتویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر آپ سب کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ آپ پندرھویں صدی ہجری میں غلبۂ اسلام کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنا کر اسلام اور انسانیت کی خدمت کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

مرزا ناصر احمد'' [65]

آٹھواں جلسہ سالانہ

9، 10، 11 اپریل 1982ء کو ہوا۔ اس جلسہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو روح پرور پیغام دیا اس میں احباب جماعت پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگیاں قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کریں کیونکہ دنیا بھر میں اسلام کا غلبہ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ہوگا۔66

رسالہ ''الاسلام''

1979ء میں رسالہ ''الاسلام'' جاری ہوا اس رسالہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد نے خصوصی پیغامات بھجوائے۔

جدید ہسپتال کا سنگ بنیاد

3 اکتوبر 1980ء کو قائمقام صدر عزت مآب جناب احسن موسیٰ قمر صاحب نے تالنڈنگ کنجا نگ (TALIDING KUNJANG) میں نئے ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا اور وہ اینٹ نصب کی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے دورہ مغرب 1980ء میں اکرا (غانا) میں دعا کی تھی اور جسے مولوی داؤد احمد حنیف اپنے ساتھ گیمبیا لے آئے تھے۔67 1980ء میں گیمبیا اور سینیگال میں تبلیغی اور تربیتی کام زور وشور سے جاری رہا جس سے جماعت کے اثر ورسوخ میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے پورے ملک کا دورہ کیا، 3 ہزار کی تعداد میں پمفلٹ شائع کئے، انچاس بیعتیں ہوئیں۔68

ہائی سکول کی دس سالہ تقریبات

مئی 1979ء میں نصرت ہائی سکول کی دس سالہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مہمانِ خصوصی صدر گیمبیا سر داؤد اجوارا صاحب تھے۔ آپ نے سکول کی کارکردگی کی بہت تعریف کی اور فرمایا اس سکول نے بہت کم عرصہ میں جو معیار حاصل کیا ہے وہ اس جیسے کسی بھی ادارے کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ آپ نے مسجد ناصر کا بھی افتتاح فرمایا اور مولوی داؤد احمد حنیف صاحب نے دعا کرائی۔ اس تقریب میں سرکاری اور عوامی طبقوں کی ممتاز شخصیات موجود تھیں۔ پریس اور ریڈیو نے اس تقریب کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔69

نئے احمدیہ ہسپتال کی تعمیر

1982ء کے شروع میں تالنڈنگ کنجا نگ کے مقام پر نئے احمدیہ ہسپتال کی تعمیر کا پہلا مرحلہ پایہ تکمیل کو پہنچا جس کا افتتاح ہز ایکسی لینسی داؤد جوارا (SIR DAWDDA JAWARA) صدر گیمبیا نے 23 مارچ 1982ء کو کیا۔ 70 مکرم داؤد احمد صاحب حنیف نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خواہش ہے کہ بنجول سینٹر کو ٹی بی ڈینٹل سرجری اور آنکھوں کے سپیشل ہسپتال کی حیثیت حاصل ہو اور آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے پہلے مرحلے کا افتتاح کر رہے ہیں جو کہ ڈینٹل سرجری اور میڈیکل اور ٹی بی ڈیپارٹمنٹ پر مشتمل ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہسپتال کے دوسرے مرحلے میں بھی کافی کام ہو چکا ہے جو جدید آلات سے مزین اپریشن تھیٹر اور 20 بستروں کے وارڈ پر مشتمل ہوگا۔ بعد ازاں اسے مزید وسعت دے کر اسے 60 بستر کا ہسپتال اور آنکھوں کا سپیشل سینٹر بنا دیا جائے گا۔ اس سارے منصوبہ میں ڈاکٹروں اور دیگر کارکنوں کے لئے رہائش گاہوں کا انتظام بھی شامل ہے۔ 71 اس پورے پلان کے کنٹریکٹر گیمبیا کے مخلص احمدی جناب آنسو مانہ جارا صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنی جملہ خدمات بلا معاوضہ سرانجام دیں۔

صدر جمہوریہ گیمبیا نے اپنی تقریر میں پہلے جماعت احمدیہ گیمبیا کے تاریخی آغاز کے پس منظر کا ذکر فرمایا اور پھر جماعت کی ملکی خدمات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے بھرپور شکریہ ادا کیا۔ 72

صدر گیمبیا نے سارے کمپلیکس کا دورہ کیا۔ ان کے ساتھ سفراء اور اعلیٰ نمائندے بھی تھے۔ 73

خلافت رابعہ کے اوائل میں نمایاں سرگرمیاں

2 ماہ بعد خلافت رابعہ کا مبارک دور شروع ہوا تو مشن کی تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا۔

31 جولائی 1982ء کو بصے کے مقام پر ناصر احمدیہ مسلم ہائی سکول کا سنگِ بنیاد جناب ایس سلیمان جیک کمشنر کے ہاتھوں رکھا گیا۔ انہوں نے گیمبیا کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں جماعت کے ناقابلِ فراموش کردار کی تعریف کی۔ اس موقع پر اعلیٰ سرکاری افسران، ارکان پارلیمنٹ اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔ 74

مولوی داؤد احمد حنیف صاحب اس تقریب کے جلد بعد پاکستان آ گئے اور مولانا فضل الٰہی صاحب انوری امیر اور مشنری انچارج کی حیثیت سے 11 اگست 1980ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور 23 اگست کو گیمبیا پہنچے۔ اسی روز جارج ٹاؤن کی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا جس میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس کے بعد ملک کے مختلف مقامات کا دورہ کیا اور اجتماعی طور پر نہایت پُرجوش انداز میں پیغام حق پہنچانے لگے۔ آپ کی

ایک رپورٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 9 دسمبر 1982ء کو آپکی رپورٹوں پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا:

''الحمدللہ آپکی رپورٹیں رفتہ رفتہ بھرپور ہوتی جارہی ہیں اور ماشاءاللہ آپ کام پر کاٹھی ڈال چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سبک رفتاری کے ساتھ خدمت دین میں آگے بڑھنے کی توفیق بخشے۔'' 75

آپ قریباً چھ ماہ تک دعوت الی اللہ کے فرائض بجا لانے کے بعد 21 مارچ 1983ء کو گیمبیا سے نائیجیریا کی طرف منتقل ہو گئے۔ آپ پہلے مرکزی مبلغ ہیں جنہیں خلافت رابعہ کے دور میں گیمبیا میں بھجوایا گیا۔

آپکے بعد مولوی داؤد احمد صاحب حنیف چوتھی بار گیمبیا تشریف لے گئے۔ آپ 13 اپریل 1983ء کو ربوہ سے عازم گیمبیا ہوئے اور اب تک امیر اور مشنری انچارج کی حیثیت سے نہایت خوش اسلوبی اور تندہی سے دینی خدمات بجالا رہے ہیں۔ 76

آپکے ساتھ مندرجہ ذیل مرکزی مبلغین بھی دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں:

1۔ مولوی منور احمد صاحب خورشید (روانگی از ربوہ 16 مئی 1983ء)

2۔ مولوی عمر علی صاحب طاہر (روانگی از ربوہ 21 جون 1983ء)

3۔ مولوی محمد سلیمان احمد صاحب (گیمبیا آمد 19 اکتوبر 1984ء)

4۔ مولوی حفیظ احمد صاحب

ان مرکزی مبلغین کے علاوہ مندرجہ ذیل لوکل مبلغین بھی سرگرم عمل ہیں:

1۔ مکرم شاباہ صاحب

2۔ مکرم محمد سینا گو صاحب

3۔ اسماعیل طراوے صاحب

اس مشن کے ذمہ اردگرد کے ممالک یعنی مالی، گنی بساؤ اور موریطانیہ میں احمدیت کا قیام بھی ہے اور احمدی مبلغین، ڈاکٹر، اساتذہ اور دوسرے مخلص احمدی اندرون ملک تبلیغ کے ساتھ ساتھ اس طرف بھی خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور اس کے لئے مختلف تبلیغی سکیمیں جاری ہیں اور نئی بیعتوں کی صورت میں اس کے شیریں پھل بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو رہے ہیں۔

چنانچہ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ستمبر 1983ء میں خدام الاحمدیہ کے ماتحت یوم التبلیغ منایا گیا

اور پونے آٹھ سو فولڈر تقسیم کئے گئے۔ 8 اکتوبر 1983ء کو احمدیہ ہسپتال بانجل میں مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں مولوی داؤد احمد صاحب حنیف نے غیر احمدی معززین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے۔ اکتوبر، نومبر 1983ء میں ڈاکٹر لئیق احمد صاحب انصاری اور تبلیغی وفد کے دیگر ارکان دور دراز علاقوں میں پہنچے اور دس گاؤں میں گھر گھر لٹریچر پہنچایا۔ 13 نومبر 1983ء کو دس افراد پر مشتمل 2 تبلیغی ٹیموں نے سات گاؤں میں پیغامِ احمدیت پہنچایا۔ 20 نومبر 1983ء کو 21 افراد پر مشتمل 4 تبلیغی ٹیموں نے چھ دیہات کا تبلیغی دورہ کیا اور مکرم داؤد احمد صاحب حنیف کی تبلیغ سے سینچو (SINCHU) گاؤں کے جملہ افراد جن میں 54 بالغ اور 23 بچے شامل تھے شامل احمدیت ہو گئے۔

1983ء کے آخر میں ایک لوکل مبلغ کی رپورٹ کے مطابق موریطانیہ میں 71 دوست سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1984ء کے پہلے ہفتہ میں مَیکارتھی آئی لینڈ ڈویژن کے علاقہ میں مولوی منور احمد خورشید صاحب کے ذریعہ ''سارے جبل'' اور ''سارے بکری'' کے دونوں گاؤں مکمل طور پر احمدی ہو گئے اور ایک گاؤں ٹمانوب کی اکثر آبادی نے احمدیت قبول کر لی۔ 77

اسی ماہ ٹیم نمبر 3 نے 5 دفعہ مدینہ، کیمبوجے، بیرکاما اور فراٹو تک پیغام حق پہنچایا۔ ٹیم نمبر 4 نے بھی تین بار اس تبلیغی جہاد میں حصہ لیا۔ ٹیم نمبر 2 نے بھی لاٹری، کنڈا، پائپ لائن اور لنڈن کارنر کے گنجان آباد علاقوں میں بکثرت لٹریچر تقسیم کیا۔ سالکینی مقام پر لجنہ کے وفد کے ذریعہ 14 خواتین نے بیعت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مولوی حفیظ احمد صاحب شاہد کی رپورٹ 18 مئی 1985ء پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا:

> ''جو گاؤں جماعتوں کے قیام کے لئے معین کئے گئے ہیں وہاں ماشاءاللہ بہت توجہ سے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح مبلغین اگر عہد کر لیں اور مسلسل قربانی کریں تو اللہ تعالیٰ پھل عطا کرتا ہے۔'' 78

گیمبیا مشن نے عربی، انگریزی اور مقامی زبانوں میں مختلف تبلیغی کیسٹ تیار کئے جن کے ذریعے تبلیغ میں بہت آسانی پیدا ہو گئی ہے اور مبلغین اور دوسرے داعیان الی اللہ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اکتوبر 1983ء میں دعوت الی اللہ سکیم کے تحت ملک کے مختلف حصوں میں تبلیغی وفود بھجوائے گئے۔ ایک وفد مکرم ایل ایس جوارا صاحب، ڈاکٹر لئیق احمد صاحب انصاری، ڈاکٹر نصیر الدین صاحب، ڈاکٹر ڈبکو کسانا اور مسٹر باڈا طراوے پر مشتمل تھا جس نے ڈاوین (DAWIAN) اور کنگناٹا

(KANGNATA) میں پیغامِ حق پہنچایا اور لٹریچر تقسیم کیا بعد ازاں یہ وفد کیُن پینڈا (KENPENDA) گیا اور وہاں کے چیف سے ملاقات کی۔ وفد کے لیڈر مسٹر جوارا صاحب نے چیف کے گھر میں موجود تمام احباب کے سامنے مسیح کی آمد اور احمدیت کے مخصوص عقائد پر تقریر کی اور سوالات کے جوابات دئے۔ اس دوران وفد کے باقی چار ممبر گاؤں کے لوگوں میں لٹریچر تقسیم کرتے رہے۔

ان تینوں گاؤں کے لوگوں نے وفد کو دوبارہ آنے کی دعوت دی۔79

27 اکتوبر 1983ء کو بصے میں ناصر احمدیہ ہائی سکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ پہلے پرنسپل مکرم چوہدری سعید احمد صاحب چٹھہ مقرر ہوئے۔ نومبر 1985ء میں ماریشس سے مکرم نذیر احمد صاحب بگھیلو ایم ایس سی بھی پہنچ گئے اور فزکس کا مضمون پڑھانا شروع کر دیا۔ ان سے قبل اکتوبر 1985ء میں مولوی منور احمد صاحب خورشید اسلامیات اور قرآن پاک کی کلاسز باقاعدہ لینے لگے۔80

25 دسمبر 1983ء کو سالکینی کے مقام پر خدام الاحمدیہ گیمبیا کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے 75 نمائندے شامل ہوئے۔ یہ اجتماع بہت کامیاب رہا۔ اس موقع پر 24 دسمبر کی شب کو ایک تبلیغی جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ اجتماع کے بعد لجنہ کی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لئے صدر لجنہ گیمبیا مسز نسیم احمد صاحب اور مسز داؤد احمد صاحب نے دس مقامات کا دورہ کیا جس کے دوران 6 مستورات احمدی ہوئیں۔

اکتوبر 1984ء میں مولوی منور احمد خورشید صاحب کی کوشش سے ناصر احمدیہ سکول بصے کے 76 طلبہ نے ایک سال میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کر لیا۔ ان طلبہ کی تقریب آمین 27 اکتوبر 1984ء کو منعقد ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ گیمبیا میں غالباً پہلا موقع تھا کہ ایک سال کے عرصہ میں اتنی تعداد میں طلبہ نے قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا ہو۔ اس وجہ سے علاقہ میں اسکی خاصی شہرت ہوئی۔81

1984ء کا آخر گیمبیا کے لئے بہت خوش کن ثابت ہوا کیونکہ اس سال نصرت ہائی سکول بانجول اپنے نتیجہ کے اعتبار سے ملک بھر کے باقی تمام سکولوں کے مقابلہ میں مجموعی طور پر اول رہا۔ اس نوعمر ادارہ کی اپنی چودہ سالہ تاریخ میں یہ رفعت اپنی مثال آپ تھی۔ مضامین کے لحاظ سے طلبہ نے اقتصادیات، شماریات، ریاضی اور دینیات میں گریڈ اول حاصل کئے۔ دینیات میں حسب سابق اکثر طلبہ امتیازی درجہ میں پاس ہوئے جبکہ ریاضی، شماریات اور تاریخ میں پچاس ساٹھ فیصد طلبہ نے امتیازی نمبر حاصل کئے۔ مجموعی طور پر 55 فی صد طلبہ معیاری نمبر حاصل کر کے سکول سرٹیفکیٹ کے مستحق ہوئے۔ بقیہ سب طلبہ بھی جی سی ای پاس قرار دئے گئے۔ ان قابل فخر طلبہ میں سے ایک احمدی طالب علم لامن لی صاحب (جو احمدی طلبہ کی تنظیم کے صدر بھی تھے) نہایت اعلیٰ کامیابی کے ساتھ ملک بھر کے طلباء میں اول آئے۔

دینی تعلیمات کے بارہ میں اس ادارہ کو یہ فخر بھی حاصل ہوا کہ یہاں کے مروجہ مفید اور حوصلہ افزا طریق تدریس کے نتیجے میں وزارت تعلیم نے سارے ملک کے لئے علمِ بائبل کے مقابل پر قرآنی تعلیم کو لازمی قرار دیا۔ ملکی ضروریات کے پیش نظر اقتصادیات اور شماریات کے مضامین کے اجراء کا سہرا بھی اس ادارہ کے سر ہے۔ ان مضامین کے اجراء سے نہ صرف ایک ملکی خلاء کو پُر کیا گیا بلکہ ادارہ کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے یہ مضامین اعلیٰ ملکی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ ان ایام میں مکرم محمد محمود اقبال صاحب قائمقام پرنسپل تھے اور سٹاف میں پاکستانی، غانین، سیرالیون، برطانوی، امریکن اور گیمبین اساتذہ شامل تھے۔[82]

7،6،5 اپریل 1985ء کو گیمبیا کی جماعت کا دسواں سالانہ جلسہ نصرت ہائی سکول بانجل میں منعقد ہوا، جلسہ سے قبل ریڈیو گیمبیا سے پریس ریلیز نشر ہوتا رہا۔ جلسہ کے اختتام پر گیمبیا ریڈیو نے تفصیلی خبر شائع کی۔ جلسہ گاہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر مبنی بینرز، قطعات اور رنگین جھنڈیوں سے نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا۔ 500 افراد جلسہ میں شامل ہوئے۔ مستورات کے لئے الگ پردہ کا انتظام تھا۔ جلسہ کے افتتاح سے قبل احمدیت اور گیمبیا کا پرچم لہرایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہٗ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر خصوصی پیغام ارسال فرمایا۔ مولوی منور احمد صاحب خورشید صاحب قائمقام امیر و مشنری انچارج نے افتتاحی و اختتامی خطاب کیا۔ اس مبارک اجتماع کے دوسرے مقررین کے نام یہ ہیں:

الحاج ابراھیم جکینی صاحب
مولوی حفیظ احمد صاحب شاہد
امام عرفانگ کراموطراوے
حسن کے جام
استاذ حامد مبائی
مولوی استاد اسماعیل طراوے
استاد ابوبکر صاحب طورے
مولوی عمر علی صاحب طاہر

افسر جلسہ سالانہ گیمبیا کے فرائض الحاج ایل ایس جوارا جنرل سیکرٹری نے سرانجام دئے۔[83]

وکیل اعلیٰ گیمبیا میں

محترم جناب چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ دورہ افریقہ کے دوران 17 جولائی 1985ء کو گیمبیا تشریف لائے۔ ریڈیو گیمبیا نے آپ کی آمد سے قبل تین زبانوں میں خبر دی جو تین بار نشر ہوئی۔ آپ نے اگلے روز نائب صدر مملکت آنریبل B.B.DASBOE سے ساڑھے گیارہ بجے سے تقریباً 12 بجے تک ملاقات کی۔ دوران ملاقات نائب صدر موصوف نے جماعت کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ جماعت کے نتیجہ میں دوسرے مسلمانوں میں حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ اس ملاقات میں آپکے ساتھ مکرم داؤد احمد صاحب حنیف انچارج مشن اور جماعت کے نیشنل پریذیڈنٹ اور فنانشل سیکرٹری بھی تھے۔ اس دن آپ نے وزیر صحت سے بھی ملاقات کی۔ یہ ملاقات بھی نہایت خوشگوار ماحول میں ہوئی۔

آپ کی آمد پر ایک استقبالیہ تقریب بھی منعقد کی گئی جس میں سیرالیون کے سفراء، لوکل میڈیکل کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر اور بعض دیگر غیراز جماعت معززین نے بھی شرکت کی۔

محترم وکیل اعلیٰ صاحب نے اندرون ملک تمام جماعتوں، میڈیکل سنٹرز اور احمدیہ سکولوں کا معائنہ فرمایا۔ تبلیغی اور تربیتی خطابات فرمائے۔ جماعتی عاملہ، ڈاکٹروں، ٹیچروں اور مبلغین کی میٹنگوں میں ہدایات دیں۔ مشن کے حسابات، رجسٹرز اور فائلیں دیکھیں۔ تربیتی اور تبلیغی کیسٹس کی لائبریری، نمونہ کی لائبریری اور لٹریچر وغیرہ کا معائنہ کیا۔ جماعتوں کے دورہ میں مولوی داؤد احمد حنیف صاحب ہمراہ تھے۔ یہ دورہ 25 جولائی کو اختتام پذیر ہوا۔ احباب جماعت نے ایئرپورٹ سے آپ کو دعاؤں سے رخصت کیا۔ 84

جلسہ سالانہ برطانیہ اور سپین کے مناظر

اپریل۔مئی 1985ء میں احمدیہ مشن کی طرف سے جلسہ سالانہ برطانیہ اور بیت البشارت اسپین کی وڈیو کیسٹ دکھائی گئیں نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور جلسہ سالانہ برطانیہ کی کیسٹس کا مقامی زبان میں ترجمہ کر کے جماعتوں کو بھجوایا گیا۔ ان ایام میں داعیان الی اللہ نے نہات سرگرمی سے بانجل، سالکینی، یالابا، ٹیلے کوٹو، فرافینی، سیماٹابا، ڈونگورا، فیلاسماٹابا، نانایالابا اور کوٹا میں پیغام حق پہنچایا۔ ایک داعی الی اللہ نے سینی گال کے تین گاؤں کو دعوت حق دی اور لٹریچر دیا۔

مرکزی اور مقامی مبلغین بھی اعلیٰ شخصیات سے ملاقاتوں، فولڈرز، کیسٹس اور تقاریر کے ذریعہ اشاعت احمدیت میں مصروف رہے اور تعلیم القرآن کلاسز کے ذریعہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو یسرنا القرآن، نماز اور دینی معلومات کا سبق دیتے رہے۔ مئی کے وسطِ اول میں چار افراد کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ 85

1985ء میں بصے کے ناصر احمدیہ ہائی سکول کے 90 طلبہ نے قرآن پاک ناظرہ مکمل کرلیا۔اس سلسلہ میں 2 نومبر 1985ء کو آمین کی شاندار تقریب ہوئی۔اکثر غیر از جماعت دوستوں نے مولوی منور احمد صاحب خورشید کو مبارکباد دی اور اس جماعتی خدمت کو سراہا۔ایک دوست اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو تاکید کی کہ فوراً جماعت میں داخل ہو جاؤ۔چنانچہ اس نوجوان نے بذریعہ خط بیعت کرلی۔آمین کی تقریب میں تین سو مہمانوں نے شرکت کی جن میں دیہات کے نمبردار، ائمہ اور مختلف شعبوں کے سربراہ اور علاقہ کے تین چیف بھی شامل تھے۔گیمبیا کے ریڈیو سے 2 بار اس تقریب کی تفصیلی خبر نشر ہوئی۔[86]

تعلیم و تربیت کلاسز

اگست و ستمبر 1985ء میں مندرجہ ذیل مقامات پر تعلیم و تربیت کی کلاسیں جاری کی گئیں۔بانجل۔ لاٹری کنڈا۔فرافینی۔ڈوٹا بولو۔جارج ٹاؤن۔مِصَر۔سالکینی۔[87]

حضرت خلیفۃ المسیح کا پیغام مجلس شوریٰ کے لئے

جماعت احمدیہ گیمبیا کی مجلس شوریٰ کا 1985ء میں انعقاد ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حسب ذیل بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا:

”پیارے عزیزم داؤد احمد صاحب حنیف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ جماعت احمدیہ گیمبیا سالانہ مجلس شوریٰ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مشاورت کو بہت برکتوں سے نوازے اور جماعت احمدیہ گیمبیا کے لئے ترقیات کا ایک سنگِ میل ثابت فرمائے۔اللہ تعالیٰ جماعتِ مؤمنین کی ایک نمایاں شان یہ بھی فرماتا ہے کہ جب وہ اپنا کوئی اجتماعی پروگرام مرتب کرتے ہیں تو دعا کے ساتھ اور آپس میں مشورہ کے ساتھ مرتب کرتے ہیں اور جب مومنوں کی جماعت مشورہ کرتی ہے تو اس کے فیصلوں کو اللہ تعالیٰ برکتوں سے معمور کر دیتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے **يد الله فوق الجماعة**. پس یہ مجلس وہ مجلس ہے جس پر خدا تعالیٰ کی برکتوں اور نصرتوں کا ہاتھ ہے اس لئے کہ جماعت کی ترقی، اس کی عظمت اور اس کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی سربلندی کے لئے آپ پروگرام مرتب کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔اللہ کرے کہ اس کے دین کی سربلندی کے لئے آپکا مشورہ، آپکی رائے اور آپ کی ہر سوچ دعاؤں

کے سانچے میں ڈھل کر خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کا شرف پائے اور جماعت احمدیہ گیمبیا ہر لمحہ تعداد میں بھی اور اپنے اخلاقی ، روحانی اور تربیتی معیار میں بھی ترقی کرتی چلی جائے اور یہ ترقی ضربیں کھاتی ہوئی اپنی انتہائی منازل طے کرنے لگے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپکی ہر معاملہ میں مدد فرمائے۔

والسلام خاکسار

مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ“[88]

تبلیغی مراکز

بالآخر یہ بتانا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے گیمبیا کے مندرجہ ذیل مقامات پر تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں:

بانجل (باتھرسٹ)، بصّے ، فارافینی ، جارج ٹاؤن، سالکینی

پہلے تین مقامات پر مشن ہاؤس بھی تعمیر ہو چکے ہیں۔

گیمبیا میں احمدیہ مساجد مندرجہ ذیل جگہوں میں بن چکی ہیں:

جارج ٹاؤن، سالکینی ، سابا ، فیرافینی ، بصے ، چونگین، سیرا کھنڈا، بنونکا کنڈا

مشہور جماعتیں

گیمبیا کی مشہور جماعتوں کے نام یہ ہیں:

1۔ بنجول (BANJUL) 2۔ لاٹری کنڈا (LATRI KUNDI)

3۔ کِنٹے کُنڈا (KINTEH KUNDA) 4۔ سابا (SABA)

5۔ سالکینی (SALIKINE) 6۔ چانگن (CHONGEN)

7۔ ڈوٹابولو (DUTABULU) 8۔ فیرافینی (FARAFENNI)

9۔ سیناچو (SINEHU) 10۔ مِصَرَ (MISRA)

11۔ سارے جبل (SAREH JIBEL)

12۔ سارے بکری (SAREH BAKARI) 13۔ بصے (BASSE)

14۔ جارج ٹاؤن (GEORGE TOWN) 15۔ لیمن (LAMIN)

تبلیغی اثرات

گیمبیا مشن کے تبلیغی اثرات وسیع ہیں اور اس کے ذریعے سینیگال، موریطانیہ، مالی، گنی بساؤ، اور گنی کونا کری تک جماعت احمدیہ کی آواز پہنچائی جارہی ہے۔

سینیگال کے دارالسلطنت ڈاکار (DAKAR) نیز کاؤلک، لٹ مینگے اور کوٹال وغیرہ سات مقامات پر احمدی موجود ہیں جن کی تعداد وسط 1985ء کی ایک رپورٹ کے مطابق 270 تک پہنچ چکی تھی۔ 89

لبنان میں اشاعت احمدیت

اس سال مرکز احمدیت ربوہ کی طرف سے لبنان میں پیغام حق پہنچانے کے لئے مولوی نصیر احمد خان صاحب مولوی فاضل (ابن محمد اسمٰعیل خان صاحب) کو بھجوایا گیا۔ آپ ربوہ سے 9 مارچ 1961ء کو روانہ ہوئے اور نہایت کامیابی سے اپنے فرائض کی بجا آوری کے بعد 10 دسمبر 1963ء کو واپس ربوہ تشریف لائے۔

ذیل میں آپ ہی کے قلم سے آپ کی سہ سالہ سرگرمیوں کی ایک جامع رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

> ''لبنان میں مضطرب ملکی و مذہبی مخالفت کی وجہ سے ہمارے مبلغین کو باقاعدہ بطور مبلغ قیام و کام کی اجازت نہیں۔ مسیحی اور غیر احمدی مسلمان حلقوں کی طرف سے ہماری مخالفت و سازشیں کی جاتی ہیں۔ چنانچہ مجھے وہاں کی جماعت سے معلوم ہوا کہ وہاں مجھ سے پہلے دو مرتبہ ہمارے سلسلہ کے دو مخلص ترین دوستوں اور استاذ منیر الحصنی صاحب (جو کہ سلسلہ کے مبلغ ہیں اور دراصل شام کے باشندے ہیں) اور السید محمد درجنانی کے خلاف ان حلقوں کی طرف سے سخت اشتعال انگیزی کر کے ان کے قتل کی سازش کی گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے انکی حفاظت فرمائی اور دشمنوں کی سازش کو ناکام و نامراد کر دیا۔ الاستاد منیر الحصنی صاحب کو تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح محفوظ کر لیا کہ وہ اس رات اپنے مکان پر سونے کے لئے ہی نہ گئے۔ اور دشمن انتظار کرتے کرتے خائب و خاسر رہے۔ اور السید محمد درجنانی کو اس طرح بچالیا کہ دشمن کے عین ہاتھا پائی کے وقت ایک نیک دل بزرگ و عالم ادھر آنکلے اور انہوں نے بیچ میں پڑ کر حملہ آوروں کو منتشر کر دیا۔ فالحمد للّٰہ و ھو خیر الحافظین

اسی طرح ایک مرتبہ میرے عرصہ قیام میں بھی ہمارے ایک مخلص دوست السید فائز الشھابی کے مکان کی تلاشی لی گئی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کو دفتر میں جمع کروا دیا گیا۔ اور میری واپسی کے دو ماہ بعد مجھے بذریعہ خط خبر ملی کہ ہمارے دو دوستوں السید فائز الشھابی اور محمد درجنانی کے گھروں کی دوبارہ تلاشی لی گئی اور بعض بالکل جھوٹے الزاموں کی بنا پر انہیں کچھ وقت کے لئے زیر حراست بھی رکھا گیا۔ مگر بعد میں جلد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح ثبوتوں کی عدم موجودگی پر انہیں بَری کر دیا گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

لیکن ان مشکلات اور مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی دن بدن وہاں ترقی ہو رہی ہے۔ اور سمجھدار مخلص اور متقی لوگوں میں احمدیت کا پیغام گھر کر رہا ہے۔ اور جن لوگوں تک پیغام جدوجہد کے ساتھ پہنچایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ کے بعد احمدیت کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں۔ ایک آسمانی تائید یہ شاملِ حال رہی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعا و استخارہ کے ذریعہ زیر تبلیغ لوگوں کو انکی دعاؤں کا فوری جواب مل جاتا رہا اور حق ان پر ظاہر ہو جاتا رہا۔ میرے عرصۂ قیام میں کئی دوستوں کو اس سے فائدہ پہنچا جن میں سے دو بیان کرتا ہوں۔ السید طعمہ رسلان کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں بتایا کہ ''ملک بلا تاج و ملک تاج بلا ملک'' جس پر خاکسار نے انکو تعبیر بتائی کہ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے بتایا ہے کہ دنیا میں کئی بادشاہ اور سلطنتوں کے مالک ایسے ہیں جو بظاہر تو تاج رکھتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں تاج نہیں۔ اور وہ لوگ ایمان کے تاج سے محروم ہیں۔ اور آخرت میں ان کے لئے کوئی بادشاہت اور تاج خدا تعالیٰ کے نزدیک نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے تجھے اس امام مھدی پر ایمان لانے کی وجہ سے ایمان کا عظیم الشان تاج عطا فرمایا ہے۔ اور اگرچہ تیرے پاس دنیاوی تاج تو نہیں مگر حقیقت میں تو ایمانی تاج کی بدولت روحانی بادشاہت کا مالک ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک تیرے لئے بادشاہت موجود ہے۔

چنانچہ اس دوست کو یہ تعبیر خوب سمجھ آ گئی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس نے حق کو قبول کر کے شرف بیعت حاصل کر لیا۔ الحمدللہ

ایک زیر تبلیغ دوست الشیخ جمیل الحلاق کو بھی خاکسار نے استخارہ کرنے کو کہا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر نہایت ہی صاف الفاظ میں انکی حالت کے مطابق حق کو ظاہر کر دیا۔ اور اس کے قبول کرنے کا طریق بھی سمجھا دیا۔ اسکو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ حج کر رہے ہیں اور جب

وہ حجر اسود کے طواف کرنے اور اس کو بوسہ دینے کے لئے جانا چاہتے ہیں تو انکو ایک سپاہی روک کر کہتا ہے کہ ''انت ممنوع ان تحج الا باذن الملک''۔ خاکسار نے ان کو تعبیر بتائی کہ آپ امام مھدی علیہ السلام پر ایمان لانا اور انکی بیعت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ امام زمان ہی دراصل وہ مبارک وجود ہوتا ہے جس کا لوگ طواف کرتے اور اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ سعادت صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی نصیب ہوسکتی ہے۔ اور آپ کے لئے سخت ڈرنے کا مقام ہے کہ اگر آپ نے سستی کی تو بدنصیب رہنے کا مقام ہے۔ مگر رستہ موجود ہے۔ لیکن اجازت کی ضرورت ہے۔ اس لئے آپ کو بادشاہ ارض و سما جو کہ حقیقی بادشاہ ہے اس کے حضور دعاؤں پر بڑا زور دینا چاہئے تاکہ جرأت پیدا ہو۔ اور اس کا فضل واجازت نازل ہو۔ الغرض اس خواب میں اللہ تعالیٰ نے سائل کو صحیح اور مکمل جواب عطا فرما دیا اور اس پر حجت تمام کر دی۔ وہ دوست زیر تبلیغ تھے۔ دعا ہے مولا کریم انکو حق کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہمیں شریر لوگوں کے شر سے محفوظ رکھا اور جب کبھی کسی نے شرارت کرنی چاہی تو اسکا کچھ نہ بنا۔ چنانچہ ایک موقع پر پہاڑ بحمدون میں ایک مشہور شیخ محمد المناصفی نے خاکسار کے خلاف وہاں کی مسجد میں چند لوگوں کو میرے خلاف کرنا چاہا تو اس موقع پر خاکسار نے ان لوگوں کے سامنے احمدیت کے عقائد کی تشریح کی جو ان لوگوں کو سمجھ میں آ گئی اور نیز خاکسار نے ان شیخ صاحب کے جھوٹے الزاموں کی بھی تردید کر کے دکھائی جس پر وہ لوگ خود اس شیخ کے خیالات کی تردید کرنے لگے اور اس پر ہنسنے لگے۔

اس کے علاوہ لبنان کے چوٹی کے ایک عالم وادیب الشیخ عبداللہ الصلایلی کے ساتھ کئی مرتبہ تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس عالم کو حکومت کی طرف سے ہزار ہا لیرات کا انعام واکرام اس کی ادبی وعلمی خدمات پر مل چکا ہے۔ یہ شیخ صاحب بھی وفاتِ مسیح کے قائل ہوئے اور انہوں نے کئی بار اس بات کا اظہار واعتراف کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ نیز انہوں نے جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کی بے حد تعریف کی اور کہا کہ اس جماعت نے اس زمانہ میں اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ وفات مسیح کے متعلق باقاعدہ مدلل تحریر لکھ کر مجھے دیں گے۔

اس کے علاوہ لبنان کے چوٹی کے مسیحی فلاسفر وادیب میخائیل نعیمہ کو بھی اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔اور مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی بشارت دی۔وہ دلائل سن کر بہت متأثر ہوئے۔ان کوام الالسنہ کے دعویٰ کو بیان کیا جس کوسن کر وہ سخت متعجب وحیران ہوئے اور اس بارہ میں خاص غور وفکر کرنے کا وعدہ کیا۔(انکوبھی حکومت کی طرف سے ہزاروں لیرات کا انعام واکرام مل چکا ہے)

مفتیٔ اعظم فلسطین محمد امین الحسینی جو کہ مدت سے بیروت میں مقیم ہیں سے بھی متعدد بار گفتگو کا موقع ملا۔ایک بار جبکہ وہ اپنے سیکرٹری احمد الخطیب اور بعض دیگر ملاقاتیوں کے ہمراہ خاکسار کے ساتھ تبادلۂ خیالات کررہے تھے تو انہوں نے بھی وفات مسیح کا اقرار کیا اور از خود آیۃ کریمہ فلما توفیتنی کو پیش کر کے اس سے مسیح علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا۔ نیز وہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کو سراہتے ہیں۔ان سے خاکسار کے اچھے دوستانہ تعلقات تھے جس کی بنا پر انہوں نے ہمارے احمدی فلسطینی دوستوں کو سینکڑوں لیرات کی اعانت ومدد فرمائی۔اوراب بھی میری درخواست پر کرتے رہتے ہیں۔

اس عرصہ میں ہزاروں لوگوں تک مسلسل طور پر اسلام واحمدیت کے پیغام کو پہنچایا گیا اور مسیحی احباب کو قرآن کریم کے نسخہ جات ودیگر اسلامی لٹریچر پہنچایا گیا۔اور متعدد پادری صاحبان سے بھی بحث وتمحیص ہوتی رہی اور بالآخر وہ لوگ لاجواب ہی ہوتے رہے۔اور حاضرین ان پر ہنستے رہے۔

یہ عرصہ جماعت احمدیہ کی جماعتی تربیت وتعلیم وتنظیم کا خاص عرصہ تھا۔اس عرصہ میں خاکسار نے جماعت کوان پہلوؤں کے لحاظ سے نیز چندوں میں حصہ لینے کے لحاظ سے خاص طور پر تعلیم وتربیت دی۔اورنمازوں کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا رہا۔چنانچہ مشن ہاؤس میں (جو کرایہ کا مکان تھا) باقاعدہ نماز جمعہ ہوتی تھی۔اور بعد میں سلسلۂ گفتگو ومسائل ہوتے تھے۔اور ہراتوار کوعلمی وتربیتی میٹنگ ہوتی تھی۔جس میں متعدد زیرتبلیغ دوست بھی شامل ہوتے تھے۔اسکے علاوہ ہر عید کی نماز و پارٹی بڑے ذوق وشوق سے منائی جاتی تھی۔اور مسیح موعود علیہ السلام کا گھر یعنی مشن ہاؤس اس موقع پر پُر رونق وآباد ہوجاتا تھا۔

یہ عرصہ تبلیغ احمدیت کے لحاظ سے بھی ایک نہایت مشغول وکامیاب عرصہ تھا۔چنانچہ اس عرصہ میں ظہور مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام پر خاص طور پر زور دیا گیا۔اور ہزاروں

لوگوں تک اس کی بشارت دی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ جن لوگوں کو مسلسل اور با قاعدہ طور پر تبلیغ کی جاتی رہی وہ بالآخر احمدی ہو گئے۔ چنانچہ اس قلیل عرصہ میں سولہ عدد بالغ افراد نے احمدیت کی نعمت سے حصہ پایا اور شرف بیعت حاصل کیا۔ اور اگر ان کے تمام اہل خانہ اور بچوں کو شامل سمجھا جائے تو ان کی تعداد قریباً ستر اسّی بنتی ہے۔ الحمدللہ

ان نَو احمدیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے استاد، پروفیسر، باقاعدہ شیخ و خطیب اور تاجر پیشہ صاحبان شامل ہیں۔

لبنان میں جماعت کافی ہے مگر وہاں باقاعدہ مشن ہاؤس اور مستقل مبلغ کی ضرورت ہے۔ لوگوں کا احمدیت کی طرف باوجود مخالفت کے میلان دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ تمام مشکلات کے باوجود وہاں جگہ پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور مشکلوں کو زیر کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جماعت کی تنظیم و تربیت کے پیش نظر وہاں پر مستقل مشن کی اشد ضرورت ہے۔

ایک خاص خدمت کا جو موقع ملا۔ وہ اپنے وطن عزیز پاکستان کی خدمت تھی۔ چنانچہ اس بارہ میں خاکسار نے پاکستان کو متعارف کرانے اور اسکی کشمیر کی مشکل کی وضاحت کرانے میں کافی کام کیا۔ اور لبنان کی یونیورسٹی میں اردو زبان و بنگالی زبان کی تعلیم و تدریس کی سکیم پیش کر کے اس کی منظوری لی گئی۔ چنانچہ اب وہاں پر ان زبانوں کی تعلیم شروع ہو جائے گی۔ دونوں حکومتیں متفق ہو چکی ہیں۔

لبنان میں ابھی تک ہمارا کوئی مشن ہاؤس و مسجد تعمیر نہیں ہوئی۔ ہمارا لٹریچر بھی وہاں مقبول ہے۔ اور اگر زیادہ توجہ دی جائے تو لبنان میں احمدیت زیادہ مضبوط ہو جائے گی اور بے حد مفید ہوگی۔ کیونکہ اس کا اثر تمام بلادِ عربیہ و تمام دنیا پر پڑتا ہے۔

بہر حال اب لبنان میں مذہبی تعصب و مخالفت کا وہ رنگ نہیں جو آغازِ احمدیت میں تھا۔ اب زمین کافی صاف و تیار ہو چکی ہے۔ کچھ حکومتی پابندیاں و مشکلات ہیں جن کو حل کرنا چاہئے اور اب وقت کا تقاضا ہے کہ اس زمین پر زیادہ کام کیا جائے۔

وہاں کی جماعت میں سے السید محمد درجنانی و صبحی قزق، حسین قزق اور ان کے برادران و فائز الشہابی و طعمہ رسلان و شیخ عبدالرحمٰن سلیم و محمود شبوڈاکٹر مصطفیٰ خالدی، صالح الحمودی و شیخ عبداللطیف الحداد و محمود وظل اللہ وغیرھم اور ان کے خاندان عمدہ تعاون و اخلاص کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ ہماری جماعتیں بیروت، طرابلس، برجا صور، صیدا وغیرہ

شہروں میں ہیں۔ سب ملا کر لبنان کی جماعت کی کل تعداد قریباً تین صد افراد ہے۔

تقریبات کی فوٹوز جن میں افراد جماعت شامل ہیں وہ دفتر وکالت التبشیر میں باقاعدہ بھجوائی جاتی رہی ہیں۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ لبنان میں پاکستان کے سفیر مکرم میاں نسیم احمد صاحب مرحوم تھے۔ جو ایک نہایت ہی مخلص و متقی احمدی تھے۔ آپ نے اس عرصہ میں جماعت احمدیہ لبنان کے ساتھ نہایت ہی مخلصانہ تعلق رکھا اور اپنے اسوۂ حسنہ سے اسلام و احمدیت و پاکستان کی نمایاں و قابل تعریف خدمت کی۔ آپ ہر جمعہ کی نماز میں اور عیدین کی نماز میں باقاعدہ مشن میں تشریف لاتے تھے۔ اور آپ نے اسلام و احمدیت کی خدمت کے لئے نمایاں طور پر مالی مدد فرمائی۔ جماعت کی مسجد کے لئے ایک عمدہ قالین پیش کیا اور مسجد سوئٹزر لینڈ میں بھی دل کھول کر چندہ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اسی طرح مکرم میاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے بھی مالی مدد فرمائی۔'' 90

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام
ماریشس کے احمدیوں کے نام

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اس سال عیدالفطر کی تقریب پر جماعت احمدیہ ماریشس کو حسب ذیل پیغام سے نوازا:

''برادرانِ ماریشس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عید کا دن خوشی کا دن ہوتا ہے اور مسلمانوں کی خوشی اسی میں ہے کہ اسلام ترقی کرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پھیلے۔ اس لئے میرا پیغام یہی ہے کہ اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کی کوشش کرو تا کہ تمہیں حقیقی خوشی نصیب ہو اور عید کا دن یونہی نہ گزر جائے بلکہ حقیقی خوشی کے ساتھ گزرے۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی مدد کرے اور اس خوشی کے حاصل کرنے کا صحیح طریقہ آپ لوگوں کو سکھائے۔ ماریشس کا احمدیت سے بہت پرانا تعلق ہے اس ملک میں سب سے پہلے حافظ صوفی غلام محمد صاحب تبلیغ کے لئے گئے تھے اور ان کے بعد اور کئی دوسرے مبلغ جاتے رہے۔ پس آپ لوگ کوشس کریں کہ آپ پر حقیقی عید کا دن آئے اور آپ اسلام اور

احمدیت کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دیں۔

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی“ [91]

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام ”نظام الوصیت“ سے متعلق

مارچ 1961ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے امراء، پریذیڈنٹوں اور مربیان سلسلہ کو پُر زور تحریک فرمائی کہ وہ غیر موصی احباب کو وصیت کرنے اور موصی احباب کو اپنی قربانیوں میں اور بھی اضافہ کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ فرمایا:

”اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادران جماعت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا اور جماعت کے دوستوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ اشاعتِ اسلام کے لئے اپنے اور مالوں جائدادوں کو اس کی راہ میں پیش کریں تا کہ انہیں مرنے کے بعد جنتی زندگی حاصل ہو۔ اس تحریک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک ہزاروں لوگ حصہ لے چکے ہیں مگر ابھی ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی پائی جاتی ہے جنہوں نے وصیت نہیں کی اور یہ ایک افسوس ناک امر ہے۔ میں اس پیغام کے ذریعے تمام جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹوں اور مربیان سلسلہ کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غیر موصی احباب کو وصیّت کرنے اور موصی احباب کو اپنی قربانیوں میں اور بھی اضافہ کرنے کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہیں۔ اگر وصیت کرنے والا کم از کم ایک نئے شخص سے ہی وصیّت کرانے میں کامیاب ہو جائے تو ہمارے بجٹ میں ہزاروں لاکھوں روپے کا اضافہ ہوسکتا ہے اور اگر امراء اور جماعتوں کے پریذیڈنٹ اور سلسلہ کے مربی بھی اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں تو چند دنوں میں ہی سلسلہ کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوسکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جو دوست ابھی موصی نہیں وہ وصیت کرنے اور موصی احباب دوسروں سے زیادہ

وصیتیں کروانے کی خاص طور پر کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرائض کے سمجھنے اور اس نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی توفیق بخشے جو اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے جاری کیا گیا ہے۔

والسلام خاکسار

مرزا محمود احمد 5/3/61" [92]

اس پیغام پر پاکستان کی احمدی جماعتوں میں 31 مارچ سے "ہفتہ الوصیت" منایا گیا اور اخبار الفضل نے علماء سلسلہ کے متعدد مضامین نظامِ الوصیت کی اہمیت وافادیت پر شائع کئے۔ جس سے مخلصین جماعت میں نئی لہر اٹھی اور نئی وصیتیں کرنے اور پہلی وصیتوں کے معیار میں قربانی کے اضافہ کے جدید رجحانات پیدا ہوئے۔

مجلس مشاورت 1961ء

اس سال مجلس مشاورت کا انعقاد 24۔25۔26 مارچ 1961ء کو تعلیم الاسلام کالج کے وسیع حال میں ہوا۔ 457 نمائندگان نے شرکت کی۔ حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر صدارت کے فرائض قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے انجام دیئے۔

حضور نے اس موقعہ پر حسب ذیل روح پرور پیغام عطا فرمایا جو حضرت میاں صاحب نے افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا:

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں جوان تھا جب میں نے مجلس مشاورت کی بنیاد رکھی اور اب میں بیمار اور کمزور ہوں جس کی وجہ سے نہ تو میں مجلس مشاورت میں زیادہ دیر بیٹھ سکتا ہوں اور نہ ہی اس کی کارروائی میں اس طرح حصہ لے سکتا ہوں جس طرح پہلے لیا کرتا تھا۔ بلکہ اس مجلس مشاورت میں شرکت سے ہی معذور ہوں۔ لیکن اس لئے کہ میں دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کا افتتاح کر دوں۔

باوجود بیماری اور کمزوری کے عزیزم مرزا بشیر احمد کے ہاتھ یہ مختصر سا افتتاحی پیغام بھجوا رہا ہوں۔ اور دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مشورے وہی بابرکت ہوتے ہیں جو صحتِ نیت اور اخلاص کے ساتھ جماعتی مفاد کی غرض سے دئے جائیں۔ اور جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور جماعتی بہبود کو مدّنظر رکھا گیا ہو۔ اگر آپ لوگ اپنے مشوروں میں اس روح کو قائم رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں ہمیشہ برکت رکھے گا اور آپ کے مشوروں کے اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ لیکن اگر آپ لوگوں نے بھی کسی وقت یہ دیکھنا شروع کر دیا کہ زید یا بکر کی کیا رائے ہے اور یہ نہ دیکھا کہ سلسلہ کا مفاد کس امر میں ہے تو آپ کے کاموں میں برکت نہیں رہے گی۔ اور آپ کے مشورے محض رسمی بن کر رہ جائیں گے۔ اور خدائی نصرت کو کھو بیٹھیں گے۔ پس آپ لوگوں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہے۔ آپ لوگ جب مشورہ دینے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو درحقیقت آپ ایک ایسے راستے پر قدم مارتے ہیں جو تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز اور بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ بس آپ لوگ بڑی احتیاط اور غور وفکر کے ساتھ مشورہ دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرتے رہیں کہ وہ حق آپ کی زبان پر جاری کرے۔ اور آپ کو ایسے فیصلوں پر پہنچنے کی توفیق بخشے جو سلسلہ کے لئے مفید اور اس کی دینی اور روحانی اور تنظیمی اور مالی حالت کو بہتر بنانے والے ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ متواتر کئی سال سے میں جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اسے اپنی آمد کا بجٹ پچیس لاکھ تک پہنچانا چاہئے۔ ابھی تک ہماری جماعت نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی، حالانکہ ہمارے سپرد جو عظیم کام کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے 25 لاکھ ہی نہیں، بلکہ 25 کروڑ کا بجٹ بھی ہماری تبلیغی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم نے ساری دنیا کو احمدیت اور اسلام کے لئے فتح کرنا ہے اور ساری دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچانا اور اسے خدائے واحد کے جھنڈے کے نیچے لانا ہے۔ لیکن بہر حال جماعت کی موجودہ تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی آمد کا بجٹ کم از کم پچیس لاکھ تک پہنچانے کی جلد تر کوشش کرنی چاہئے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ کی کمی میں بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی

طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کیساتھ ساتھ نا دہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہئے۔ تا کہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔

ان مختصر کلمات کے ساتھ میں بیالیسویں مجلس مشاورت کا افتتاح کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے کاموں میں برکت ڈالے اور ہمیں اخلاص اور تندہی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے اور صحیح فیصلوں تک پہنچنے کی توفیق بخشے۔ اللھم آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی 20/3/61"

مجلس شوریٰ کے چار اجلاس ہوئے جن میں سب کمیٹیوں کی سفارشات کی روشنی میں جماعت کے تربیتی اور تنظیمی امور سے متعلق متعدد اہم سفارشات حضور کی خدمت اقدس میں پیش کی گئیں جو حضور نے منظور فرمالیں۔

ان سفارشات میں سے ایک اہم اور دور رس نتائج کی حامل سفارش نگران بورڈ کے قیام سے متعلق تھی۔ پسِ منظر اس کا یہ تھا کہ اس سال مشاورت کے ایجنڈا کی تیسری تجویز یہ تھی کہ:

"جس طرح قادیان میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن مقرر تھا اسی طرح اب بھی ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے جو صدر انجمن احمدیہ' تحریک جدید اور وقفِ جدید کے کام اور دفاتر کا معائنہ کرے اور شکایات پر غور کرے۔"

اس تجویز کے متعلق سب کمیٹی نے یہ مشورہ پیش کیا کہ:

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ایک ایسا بورڈ مقرر ہو جو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید اور وقف جدید کے کاموں کی نگرانی کرے اور جماعتوں سے تجاویز حاصل کرے تا کہ ہر سہ ادارہ جات مذکورہ کا کام بیش از پیش ترقی پذیر ہو۔ اس بورڈ کے سات ممبران ہوں یعنی صدر انجمن احمدیہ' تحریک جدید اور وقف جدید کے صدر صاحبان اور تین ممبر جماعتہائے احمدیہ کی طرف سے نمائندہ ہوں اور حضور سے عرض کیا جائے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو اس کا صدر مقرر فرمایا جائے اور صدر

صاحب موصوف ہی جماعتوں سے تین نمائندے خود منتخب فرمالیں۔اس بورڈ کا یہ بھی فرض ہو کہ وہ صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید اور مجلس وقف جدید میں رابطہ قائم رکھے۔‘‘ 93

رائے شماری پر سوائے ایک نمائندہ کے باقی تمام نمائندگان نے سب کمیٹی کی سفارش کے حق میں ووٹ دئے اور سیدنا حضرت مصلح موعود نے بھی اسے منظور فرمالیا اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نگران بورڈ کے صدر مقرر ہو گئے اور آپ نے امراء کے مشورہ سے محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ علاقائی امیر سرگودھا، جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائیکورٹ ٹمپل روڈ لاہور، مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت شیخوپورہ کو بورڈ میں بطور جماعتی نمائندوں کو شامل فرمایا۔ 94

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے مشاورت کے مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں احباب کو تحریک جدید انجمن احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ کے دونوں بجٹوں کے خلاصوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ان سے بہت سی چیزیں نمایاں ہوتی ہیں۔ان میں سے ایک کا ذکر میں اس وقت کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ کو پاکستان کی جماعتوں کے چندوں سے جو آمد ہوتی ہے وہ 27,63,418 روپے سالانہ ہے۔اس کے مقابل میں بیرونی ممالک کے احمدیوں کا چندہ 14,18,480 روپے سالانہ ہے۔ بظاہر پاکستانی چندہ بیرونی چندہ کی نسبت دوگنا ہے لیکن ہم اس طور پر بجٹ پر غور کریں کہ ہم اس بجٹ میں سے کس قدر بیرونی مشنوں پر خرچ کر رہے ہیں۔تو تصویر بالکل بدل جاتی ہے۔اس وقت صرف 75,000 روپے سالانہ کی رقم پاکستان سے بیرونی مشنوں کو جا رہی ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فارن ایکسچینج (FOREIGN EXCHANGE) نہیں ملتا۔لیکن کبھی کبھی مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں گورنمنٹ سپیشل اجازت دے دیتی ہے۔اگر ہم روپوں کی زبان میں بجٹ کا جائزہ لیں تو باہر خرچ ہونے والی رقم میں بیرونی جماعتوں کا چندہ پاکستانی جماعتوں کے چندہ کی نسبت پندرہ سولہ گنے زیادہ ہے۔ یہ چیز جب بھی ہمارے سامنے آتی ہے ہمیں شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم اردو اور پنجابی بولنے والوں میں پیدا کیا ہے اور اس وجہ سے پاکستان کی جماعت پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔قرآن کریم میں اس نکتہ کو بیان کیا گیا ہے کہ اے عربو! تمہیں

یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تم میں پیدا کیا اور اس طرح تم پر اپنے فضل و کرم کی بارش کی۔ اور اس کی وجہ سے تم لوگوں پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو تمہیں بہر حال بطیب خاطر ادا کرنی ہوں گی اور مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس نکتہ کو سمجھ بھی لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم ﷺ کو ہم میں پیدا کر کے ہمارا غیر معمولی اعزاز فرمایا ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب اسلام کو دشمن نے تلوار سے مٹانا چاہا اور اسلام کو دفاعی جنگ لڑنا پڑی تو مسلمانوں نے عراق۔ شام۔ فلسطین۔ ایران۔ مصر۔ مغرب اقصیٰ سپین۔ سسلی۔ سندھ اور پھر کابل سے اوپر کے علاقوں میں نہایت اعلیٰ قربانی کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر اسلام کی خاطر دشمن سے سینہ سپر ہوئے۔ اکثر اسکی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ لیکن اپنی زندگی میں انہوں نے اسلام کے جھنڈے کو ہمیشہ سر بلند رکھا۔ اور جہاں جہاں اور جس علاقہ میں بھی اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ وہ اسی تالاب سے ہوا۔ جو مسلمان صحابہؓ کے خون اور آنسوؤں سے پیدا ہوا تھا۔ یہ ساری باتیں نتیجہ تھیں اس احساس کا جو ان لوگوں میں پیدا ہوا۔ انہوں نے قربانیاں پیش کیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت انہیں حاصل ہوئی۔ غرض اوائل زمانہ کے مسلمان اس نکتہ کو سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہمارے اندر مبعوث ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ احسان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو عملی نمونہ بنائیں اور پھر وہ نمونہ ہمارے بعد بھی قائم رہے۔

اب بھی اللہ تعالیٰ کا ایک مرسل ہمارے اندر پیدا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہم پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ ہمیں ہرگز نہیں بھلانی چاہئے۔ ہمیں تحریک جدید کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا چاہئے تا دنیا کو معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق حق و صداقت کے ایک مینار سے ہے اور مینار جتنا بلند ہو اتنی ہی اس کی روشنی پھیلتی ہے۔ اگر ایک مینار دس گز بلند ہو تو اس کی روشنی چند فرلانگ تک پھیلے گی اور اگر وہ چند سو گز کا ہے تو چند میلوں تک کے علاقہ کو روشن کرے گا۔ ہمارا قادیان کا منارۃ المسیح جو ہم نے ظاہری طور پر پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے تعمیر کیا تھا وہ صرف چند میل کے علاقے کو روشن کرتا تھا لیکن یہ مینار جس سے ہمارا تعلق ہے یہ بلند تر ہے۔ اس سے بلند اور کوئی مینار نہیں۔ یہ وہ مینار ہے جس کے اوپر روحانیت کے قمقمے روشن ہیں اور انہوں نے اپنے اردگرد کے تمام علاقہ کو

روشن تر کر دیا ہے۔
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مینار جتنا بلند ہوگا اتنی ہی اسکی بنیاد گہری اور وسیع ہوگی۔ اگر ہم نے کوئی چھوٹا مینار بنانا ہوتا اسے چھوٹی بنیاد پر بنایا جائے گا اور اگر ہم نے کوئی بلند تر مینار بنانا ہوتو اس کی بنیاد بھی زیادہ مضبوط اور گہری کھڑی کرنی پڑے گی۔ ورنہ نقصان کا خطرہ ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس نور کو پھیلانے کے لئے جو اس زمانہ میں روشنی دینے کے لئے دنیا میں پیدا ہوا ہے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں اور روحانیت کے اس مینار کو اپنی جسمانی اور مالی قربانی کی بنیاد پر کھڑا کریں۔ اور اسے اتنا بلند لے جائیں کہ اس کی روشنی ساری دنیا میں پھیل سکے۔
آپ پچھتر ہزار کی رقم دیکھیں اور پھر ایسی تجاویز سوچیں جس کے نتیجے میں تحریک جدید کی بنیادوں کو اتنا مضبوط کر دیا جائے کہ وہ دن قریب آجائیں کہ یہ مینار بلند تر ہو جائے اور اس کی روشنی ساری دنیا میں پھیل جائے اور اس کے سوا سارے دیئے بجھ جائیں صرف وہی روشنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلائی ہے باقی رہے۔
یہ کام ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا طریق بیان فرماتے ہیں۔ میں دو ہی باتیں لے کر آیا ہوں۔ ایک توحید قائم کرنے کے لئے دوسرے اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرنے کے لئے۔ اگر ہم توحید اور اخوت و بھائی چارہ کو مضبوط کر لیں تو دوسرے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ میں یہاں حضور کا ایک ارشاد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:
''جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو۔ ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد رکھو۔ برقی طاقت کی طرح ایک دوسرے کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو۔ اتحاد نہ ہوتو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا

منظور نہ ہوتو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔

میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید کو اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔

کنتم اعداءً فألف بین قلوبکم

یادرکھوتألیف ایک اعجاز ہے۔ یادرکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کردئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابونہیں پاسکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پرلڑائی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازی گر نے دس گز چھلانگ ماری ہے دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اوراس طرح کینہ کا وجود پیدا ہوجاتا ہے۔ یادرکھو۔ بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے۔ اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی۔ وہ ضرور ہوگی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبّی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاءاللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے۔ اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کردوں گا جو اپنے جذبات پر قابونہیں پاسکتے۔ اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یادرکھیں کہ وہ چندروزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہوکر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کیساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسرے کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔ چونکہ یہ سب باتیں میں کتاب میں مفصل لکھوں گا اس لئے اب میں چند عربی فقرے کہہ کر فرض ادا کرتا ہوں۔" (الحکم مؤرخہ 17 اپریل 1900ء صفحہ 8-9)

غرض ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس مینار کو مضبوط کرنے کے لئے توحید کو اپنے اندر قائم کریں۔ توحید سے ساری برائیاں کٹ جاتی ہیں۔ اور شرک سے ساری برائیاں جنم لیتی ہیں۔ آپ توحید کے اس درخت کو اپنی موت کے پانی سے سینچیں۔ تا یہ ثمردار درخت بن جائے۔

اس تقریر پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا:

''عزیزم مرزا ناصر احمد صاحب نے بڑی عمدہ اور شُستہ تقریر کی ہے اور وہ سب دوستوں کی توجہ کی متقاضی ہے۔'' [95]

کارروائی کے اختتام پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اظہار خوشنودی فرمایا کہ

''اکثر تقریریں نہایت سلجھی ہوئی اور مفید تجاویز پر مشتمل تھیں اور یہی ہماری اس مشاورت کی شان ہے۔''

ازاں بعد آپ نے حاضرین کو نہایت محبت بھرے انداز میں یہ نصیحت فرمائی کہ:

''میرے اکثر مضامین تربیت کے گرد ہی چکر کھاتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جب تک تربیت نہ ہو تبلیغ بھی بیکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس طرح تربیت کا پہلو ایک لحاظ سے تبلیغ پر بھی غالب ہے۔ اگر ہم ساری دنیا کو احمدی بنا لیں لیکن احمدیوں کا نمونہ اچھا نہ ہو تو وہ احمدی ہمارے لئے بیکار ہیں۔ لیکن اگر وہ نسبتاً تھوڑے ہوں لیکن ان میں ہر ایک روشنی کا مینار ہو اور اس تعلیم پر کاربند ہو جو اسلام اور احمدیت نے ہمیں سکھائی ہے تو تھوڑے بھی قرآن کریم کی اس آیت کے ماتحت آجاتے ہیں **کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة** الخ۔ اس لئے تربیت کا پہلو بہت مقدم ہے اس کی طرف جماعت کو توجہ دینی چاہئے اندرون ملک میں مبلغ بھی وہی اچھا ہے جو اچھا مربی ہے اور اب تو مبلغ کا نام بھی مربی رکھ دیا گیا ہے۔ اور بیرون ملک کام کرنے والا مبلغ بھی وہی اچھا ہے جو اچھا مربی ہو اس کا اپنا نمونہ اچھا ہے اور اس کا قول و فعل اچھا ہے۔'' [96]

اس نصیحت کے بعد حضرت میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح کے صفحہ 17 تا 20 پر مشتمل ایک ایمان افروز اقتباس پڑھ کر حاضرین سمیت دعا کرائی۔ اس طرح شوریٰ کی بابرکت کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ [97]

نگران بورڈ کا قیام اور اس کے اہم فیصلہ جات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے الفضل 8 اپریل 1961ء میں اعلان فرمایا کہ ’’نگران بورڈ‘‘ میں شامل نمائندگان مجھے اپنے مشورے سے مطلع فرمائیں۔اسی طرح صدر صاحب صدرانجمن احمدیہ اور صدر صاحب مجلس تحریک جدید اور صدر صاحب مجلس وقف جدید بھی مجھے اپنا مشورہ بھجوا دیں۔اسی طرح ان تینوں اداروں سے متعلق کسی کے ذہن میں کوئی اصلاحی تجویز ہو یا کوئی نقص نظر آتا ہو اس کے متعلق بھی آپ کو تحریری اطلاع کی جائے۔

نگران بورڈ کا پہلا اجلاس 23 اپریل 1961ء کو تحریک جدید ربوہ کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا جس میں طریق کار کے متعلق اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر کسی جماعت یا کسی دوست کو صدرانجمن احمدیہ یا مجلس تحریک جدید یا مجلس وقف جدید کے متعلق کوئی اعتراض یا نقص نظر آوے تو سب سے پہلے اسے متعلقہ صیغہ کے ناظر یا وکیل یا افسر کے نام بھجوائیں اور اگر یہ معاملہ تسلی بخش طور پر طے نہ ہو تو اس کے بعد نگران بورڈ کو توجہ دلائی جائے تا کہ بلاوجہ طول عمل نہ ہو۔[98]

اس ابتدائی اجلاس کے بعد 1961ء میں نگران بورڈ کے متعدد اجلاس ہوئے۔نگران بورڈ نے جو نہایت مفید اصلاحی فیصلے کئے ان میں سے بعض اہم فیصلوں کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

1۔مرکز سلسلہ اور بیرون میں جہاں تک ممکن ہو درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا جائے۔خصوصاً درس قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ ضرور حتی الوسع ہر مسجد میں جاری کیا جانا چاہئے۔

2۔جو مبلغین تحریک جدید رخصت پر بیرون ممالک سے مرکز میں واپس آتے ہیں اگر رخصت گزارنے کے بعد وہ پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ کے حصول کے انتظار میں فارغ ہوں اور تحریک جدید میں ان کے لئے کوئی کام نہ ہو تو صیغہ اصلاح وارشاد صدرانجمن احمدیہ یا صیغہ وقف جدید کی طرف سے عارضی طور پر منتقل کر کے ان سے مفید کام لیا جائے۔اس عرصہ میں وہ تنخواہ بدستور تحریک جدید سے لیں گے مگر سفر خرچ وغیرہ وہ صیغہ ادا کرے گا جس کی طرف وہ عارضی طور پر منتقل ہوں گے۔(فیصلہ اجلاس مؤرخہ 28 مئی 1961ء)

3۔نظارت اصلاح وارشاد کو توجہ دلائی جائے کہ اسلامی تعلیم کے خلاف بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔بار بار پردے کے مسائل کو الفضل و دیگر اخبارات ورسائل وغیرہ کے ذریعہ تکرار کے ساتھ واضح کر کے اصلاح کرائی جائے۔نظارت امور عامہ کو لکھا جائے کہ اگر کسی احمدی خاتون کے متعلق یہ ثابت ہو کہ وہ

اسلامی تعلیم کے مطابق پردہ نہیں کرتی تو انہیں سمجھانے اور ہوشیار کرنے کے بعد ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے۔ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ احمدی والد یا احمدی خاوند اپنی بچیوں اور بیوی کو پردہ نہیں کراتا یا اس معاملہ میں اصلاحی قدم نہیں اٹھاتا تو ایک دفعہ ہوشیار کرنے کے بعد اس کے متعلق بھی مناسب کارروائی کی جائے۔(ایضاً)

4۔صدرانجمن احمدیہ کو تاکیدی توجہ دلائی جائے کہ بنگال کی جماعت میں مزید مربی مقرر ہوں نیز سال میں کم از کم ایک دفعہ دو علماء کا وفد بنگال بھیجا جائے جو ایک وقت میں ایک مہینہ تک بنگال کی مختلف جماعتوں کا دورہ کر کے بیداری پیدا کرے۔(ایضاً)

5۔اگر خدانخواستہ کسی جگہ دو احمدی فریقوں میں جھگڑا ہو تو امیر کو اس صورت میں بالکل غیر جانبدار رہنا چاہئے۔وہ کسی فریق کی طرف داری نہ کرے بلکہ حالات کا جائزہ لے کر مناسب صورت میں اصلاح کی کوشش کرے۔(فیصلہ اجلاس 2 جولائی 1961ء)

6۔صدرانجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید کے صیغہ جات کا گاہے بگاہے حسابی آڈٹ کے علاوہ کارکردگی کے لحاظ سے بھی معائنہ ہوتا رہنا چاہئے۔جو صدر صاحب صدرانجمن احمدیہ اور ناظر صاحب اعلیٰ صدرانجمن احمدیہ کے صیغوں کے متعلق اور وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے صیغوں کے متعلق کیا کریں اور حتی الوسع کوشش کی جائے کہ کم از کم تین ماہ میں ایک بار ہر صیغہ کا معائنہ ہو جائے۔(ایضاً)

7۔لاہور کے مختلف کالجوں میں اسوقت بھاری تعداد طلباء کی موجود رہتی ہے۔جو بعض صورتوں میں مختلف کالجوں کے ہوسٹلوں میں اور بعض صورتوں میں پرائیویٹ گھروں میں رہائش رکھتے ہیں۔اور انہیں وہ اخلاقی اور دینی ماحول میسر نہیں آتا جو نوجوانی کی عمر میں احمدی نوجوانوں کے لئے بہت ضروری ہے۔اس لئے صدر صاحب صدرانجمن احمدیہ کو لکھا جائے کہ وہ اس معاملہ میں ابتدائی سروے کرا کے اور خرچ اور انتظامی پہلوؤں پر غور کر کے اگر ممکن ہو تو لاہور میں احمدیہ ہوسٹل کے اجراء کے لئے آئندہ مجلس مشاورت میں یہ معاملہ پیش کریں۔

8۔ربوہ کے مقیم لوگوں کے لئے عموماً اور مہمانوں کے لئے خصوصاً بیت المبارک ربوہ میں عصر کی نماز کے بعد روزانہ (باستثناء جمعہ کے) قرآن مجید کے ایک رکوع کا باقاعدہ درس ہونا چاہئے۔اس کے لئے فی الحال مولوی جلال الدین صاحب شمس کو مقرر کیا جائے اور ان کی غیر موجودگی میں کوئی اور مناسب عالم یہ درس دیا کریں تا کہ قرآن کا درس بغیر ناغہ کے جاری رہے اور یہ درس ربوہ کی زندگی کا ایک اہم اور دلکش پہلو بن جائے۔(ایضاً)[99]

9۔نگران بورڈ کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ گوجرانوالہ میں جو چار ضلعوں کے خدام کا تربیتی کورس کا اجتماع 100 گذشتہ دنوں میں ہوا ہے وہ خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا تھا اور اس کی وجہ سے نوجوانوں میں نئی زندگی کی لہر اور کام کا نیا جذبہ پیدا ہوا۔نگران بورڈ تجویز کرتا ہے کہ اس قسم کے اجتماعات مختلف مراکز میں ضرور وقفہ وقفہ کے ساتھ ہوتے رہیں۔تاکہ جماعت کی بیداری اور نوجوانوں کی تربیت کا موجب ہوں۔اسی طرح سے جو اجتماع عہدیداران ضلع شیخوپورہ کا ہوا وہ بھی خدا کے فضل سے کامیاب اور مفید اور نتیجہ خیز رہا اسی طرح کراچی، راولپنڈی اور پشاور 101 اور دیگر مقامات کے اجتماعات بھی ایک عرصہ سے خدا کے فضل سے بہت کامیاب نتائج پیدا کر رہے ہیں۔بورڈ کی طرف سے جماعت میں تحریک کی جائے کہ خدام اور انصار اللہ اور عہدیداران جماعت کے اجتماعات مناسب موقعہ پر وقتاً فوقتاً منعقد کئے جائیں تا کہ وہ نوجوانوں اور انصار اللہ اور عہدیداران جماعت کی تربیت اور بیداری کا موجب ہوں اور نیکی اور خدمت اور اتحادِ جماعت کے جذبے کو ترقی دیں۔(فیصلہ اجلاس یکم اکتوبر 1961ء)

10۔کچھ عرصہ سے پاکستان میں مسیحی مشنریوں کی مساعی کا زور ہو رہا ہے اور جیسا کہ بعض اخباروں کی رپورٹوں سے ظاہر ہے ناواقف مسلمانوں کا ایک طبقہ اپنی جہالت اور اسلامی تعلیم کی ناواقفیت کی وجہ سے عیسائیت کی آغوش میں جا رہا ہے اس تحریک کو دو وجہ سے تقویت حاصل ہوئی ہے ایک امریکن ایڈ کی وجہ سے جس کے نتیجے میں گویا ملک میں امریکن مشنریوں کا سیلاب آ رہا ہے دوسرے اس وجہ سے کہ ملک میں حکومت کے سکولوں کی بہت کمی ہے اور مسلمان بچے اور بچیاں مجبوراً عیسائی سکولوں میں داخلہ لینے کا رستہ تلاش کرتے ہیں اور پھر خاموش طور پر کچی عمر میں عیسائیت کے خیالات اور تمدن سے متاثر ہو جاتے ہیں لیکن اس وقت تک حکومت نے اس خطرے کے سدباب کے لئے کوئی خاص قدم نہیں اٹھایا۔صدر انجمن احمدیہ کو چاہئے کہ اول تو اسلام کی تبلیغ اور مسیحیت کے مقابلہ کے لئے مؤثر اقدامات اختیار کرے دوسرے صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ، صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کو اس خطرے کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔(ایضاً)

11۔ان دنوں پھر مخالفین کی طرف سے ختم نبوت والی تحریک کو مختلف رنگوں میں جاری کر کے فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لہٰذا کوئی کمیٹی مقرر کر کے مواد جمع کرا لیا جائے تا کہ وقت پر جواب تیار ہو سکے اور حکومت کو بھی اس امکانی فتنہ کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔یہ خدمت مولوی محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری اور شیخ خورشید احمد صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر ''الفضل'' کے سپرد ہوئی۔

12۔مری کا پہاڑی مقام بہت اہمیت حاصل کر گیا ہے اور مسیحی مشنری بھی وہاں زیادہ توجہ دے

رہے ہیں اس لئے وہاں ایک مضبوط تبلیغی سنٹر قائم کیا جائے اور مبلغ ایسا مقرر کیا جائے جو نیک اور مخلص اور زبان میں اثر رکھنے والا ہو اور علم دوست ہو اور مسیحیت کے عقائد سے بھی واقف ہو اور اسے ایک مختصر سی لائبریری بھی مہیا کر کے دی جائے اور اس خاص مبلغ کے علاوہ سلسلہ کے بعض دوسرے علماء بھی گرمیوں کے موسم میں گاہے گاہے مری بھجوائے جاتے رہیں۔ نیز بہتر یہ ہوگا کہ مری میں کوئی مناسب مقام یا جگہ خرید کر مستقل تبلیغی سینٹر قائم کر لیا جائے۔ (ایضاً)

13۔ جس اصلاحی جماعتی سزا کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے کوئی میعاد مقرر نہ کی جائے اس کے متعلق لازماً چھ ماہ کا عرصہ گذرنے پر حالات کا جائزہ لے کر جیسی بھی صورت ہو حضور کی خدمت میں رپورٹ ہونی چاہئے۔ (فیصلہ اجلاس 3 دسمبر 1961ء)

4۔ تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حسب ذیل کمیٹی کا قیام عمل میں آیا:

1۔ ڈاکٹر کرنل عطاء اللہ صاحب [102] (برصغیر کے مشہور کوہ پیما)

2۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلوی ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد

3۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان و پرنسپل تعلیم الاسلام کالج

4۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب 2 ستمبر 1963ء کو انتقال کر گئے۔ آپ کے بعد مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا و امیر صوبائی پنجاب نگران مقرر کئے گئے۔ 8 نومبر 1965ء کو خلافت ثالثہ کا آغاز ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم پر یہ ضمنی ادارہ مستقل طور پر ختم کر دیا گیا۔

فصل دوم

احمدیہ مشن آئیوری کوسٹ کا قیام

جدید تحقیق کے مطابق ابتدائی ہجری صدیوں میں ہی یہاں اسلام کا پیغام پہنچ گیا تھا اور جیسا کہ سید قاسم محمود صاحب مورخ پاکستان نے اپنی کتاب ''اسلامی دنیا'' میں لکھا ہے:

''مالی میں ٹمبکٹو سے نائیجیریا میں سوکوتو، تک مسلمان تاجروں کے قافلے جاتے تھے۔ راہ میں آئیوری کوسٹ کا شہر بونتو کو ایک اہم پڑاؤ کی حیثیت رکھتا تھا۔ تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں آئیوری کوسٹ کا شمالی علاقہ مالی کی اسلامی سلطنت کا حصہ تھا۔ اٹھارویں صدی میں یہ گنی میں فوتا جانوں کے بادشاہ ابراہیم سمبیگو کی سلطنت کا حصہ تھا۔

اٹھارویں صدی میں پرتگیزی جہازراں اور تاجر گنی کے ساحلی علاقوں پر حریصانہ نظروں کے ساتھ منڈلانے لگے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی فرانسیسیوں کی آمد شروع ہوئی۔ چونکہ قبائل کے ساتھ عام طور پر ہاتھی دانت کی تجارت ہوتی تھی، اس لئے اس علاقے کو ''ہاتھی دانت کا ساحل'' (آئیوری کوسٹ) کہا جانے لگا۔ اٹھارویں صدی میں گنی اور شانتی قبائل مشرق سے اٹھ کر آئیوری کوسٹ کے جنوبی علاقوں میں آ کر آباد ہو گئے اور انہوں نے اپنی اپنی سلطنتیں قائم کیں۔ تاجروں کے ساتھ ساتھ عیسائی پادری مبلغ بھی پہنچ گئے جو لا مذہب قبائل کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے لگے۔ اس تحریک میں انہیں خاصی کامیابی ہوئی۔

1842ء میں فرانس نے شاہ گنی کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے تحت ساحلی علاقے ''گرینڈ باسم'' کو فرانسیسی انتداب میں شامل کر لیا گیا۔ آئیوری کوسٹ کا شمالی علاقہ ماؤسی حکومت کا حصہ تھا، جس کا ایک حکمران انیسویں صدی کے وسط میں عیسائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام ابوبکر رکھا گیا۔

1883ء میں فرانس نے آئیوری کوسٹ کو اپنے زیر انتداب لے لیا۔

دسمبر 1958ء میں فرانس کے زیر اثر اسے خود مختار جمہوریہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

17 اگست 1960ء کو اسے مکمل آزادی مل گئی اور 20 ستمبر کو اقوام متحدہ کا رکن بنا۔

مسلمان آئیوری کوسٹ کی کل آبادی کا چوتھائی حصہ ہیں جو سب کے سب مالکی مسلک رکھتے ہیں۔ مسلمان زیادہ تر شمالی اضلاع میں آباد ہیں۔ پورٹ بویت اور ساحلی شہر مارکوری

میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ دارالحکومت آبی جان میں کئی محلے اور بستیاں مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ملک میں بے شمار مساجد ہیں جن کو دینی مدرسے کی بھی حیثیت حاصل ہے۔ سب سے زیادہ تعلیم یافتہ عیسائی ہیں جن کی آبادی بمشکل دس فی صد ہے۔ پورا سرمایہ اور ملک کا نظم ونسق انہی کے ہاتھ میں ہے۔ صدر مملکت عیسائی ہے۔ تئیس وزیروں کی کابینہ میں تئیس چوبیس عیسائی ہوتے ہیں اور باقی مسلمان۔ فوج' عدلیہ اور انتظامیہ میں مسلم نمائندگی کا تناسب ملکی آبادی کے مقابلے میں بہت کم ہے۔'' 103

احمدیہ مشن آئیوری کوسٹ کے بانی قریشی مقبول احمد صاحب تھے جو 22 نومبر 1960ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر 27 نومبر کو لیگوس (نائیجیریا) پہنچے جہاں ایک عرصہ سے ایثار پیشہ احمدی مجاہد مغربی اور مشرقی افریقہ کے دوسرے مبشرینِ احمدیت کی طرح بے جگری سے اشاعت اسلام کے قرآنی جہاد میں سرگرم عمل تھے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ایک بار خطبہ جمعہ کے دوران اسلام کے ان خوش نصیب فرزندوں کی نسبت اس رائے کا اظہار فرمایا:

''میرے نزدیک اس زمانہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے مشابہ قربانی وہ مبلغ کر رہے ہیں جو مشرقی اور مغربی افریقہ میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ وہ غیر آباد ملک ہیں جن میں کوئی شخص خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام نہیں جانتا تھا لیکن ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر انہیں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام بتایا۔۔۔۔ ہمارے یہ مبلغ ایسے ممالک میں کام کر رہے ہیں جہاں جنگل ہی جنگل ہیں، شروع شروع میں جب ہمارے مبلغ وہاں گئے تو بعض دفعہ انہیں وہاں درختوں کی جڑیں کھانی پڑتی تھیں اور وہ نہایت تنگی سے گذارہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی صحت خراب ہو جاتی تھی۔ گو اب ہمارے آدمیوں کے میل ملاپ کی وجہ سے ان لوگوں میں کچھ نہ کچھ تہذیب آ گئی ہے۔ ان ممالک کو سفید آدمیوں کی قبر کہا جاتا ہے، کیونکہ وہاں کھانے پینے کی چیزیں نہیں ملتیں، جب سفید آدمی وہاں جاتے ہیں تو وہ مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مر جاتے ہیں اور پیچس وغیرہ بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غرض اس زمانے میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے زیادہ سے زیادہ مشابہت ہمارے مبلغوں کو حاصل ہے۔ جو اس وقت مشرقی اور مغربی افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ملک اس وقت بھی جنگل ہیں اور دنیا میں کوئی اور ملک جنگل نہیں

،امریکہ بھی آباد ہے، یورپ بھی آباد ہے اور مڈل ایسٹ بھی آباد ہو چکا ہے لیکن افریقہ کے اکثر علاقے اب بھی غیر آباد ہیں۔ ان میں تبلیغ کرنے والوں کو بڑے لمبے لمبے سفر کرنے پڑتے ہیں اور بڑی جانکاہی کے بعد لوگوں تک اسلام پہنچانا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ملک ہمارے لئے رکھے تھے تا کہ ہمارے نوجوان ان میں کام کر کے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان افریقہ کے جنگلات میں بھی کام کر رہے ہیں۔'' 104

اس زمانہ میں فرانسیسی سفارت خانہ آئیوری کوسٹ کے سیاسی و ملکی مفادات کا نگران تھا۔ قریشی صاحب نے ویزا کے حصول کی درخواست دی مگر تین ماہ تک کوئی جواب نہ ملا جس پر آپ مرکزی ہدایت کے مطابق غانا تشریف لے گئے تا وہاں سے اجازت نامہ کی کوشش کریں۔ فرانسیسی سفارت خانہ کی ہدایت پر آپ 3 مارچ 1961ء کو آبی جان پہنچے۔ متعلقہ افسر نے بتایا کہ ویزا رڈ ہو چکا ہے اور یہ کہ 24 گھنٹے کے اندر ملک کو چھوڑ دیا جائے۔ اتفاقاً حکومت کے محکمہ اقتصادیات کے کونسلر ہوائی اڈہ پر اپنے نجی کام کے لئے موجود تھے۔ جن سے تعارف ہوا اور انہیں کی کار میں شہر میں قدم رکھا اور ہوٹل میں قیام کیا۔ کونسلر صاحب نے مشورہ دیا کہ وزیر داخلہ پیرس میں ہے اس لئے غانا واپس جا کر اور دوبارہ درخواست دے کر کوشش کی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور خدا کی غیر معمولی تائید اور غیبی نصرت سے ویزا مل گیا۔ 105

قریشی صاحب درمیانی عرصہ میں نائجیریا، غانا اور سینیگال میں مصروف تبلیغ رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب روکیں دور ہو گئیں اور آپ 22 جولائی 1961ء کو آبی جان پہنچ گئے۔

ابتدائی سرگرمیاں

مکانات کی سخت قلت کے باعث آپ پہلے تین ماہ ایک ہوٹل میں رہے۔ بعد ازاں آدجامے (ADJAME) محلّہ میں ایک مکان مل گیا۔ اسے مرکز بنا کر آپ نے اہل محلّہ اور شہر کے دوسرے محلوں میں انفرادی تبلیغ شروع کر دی اور مزید معلومات کے لئے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ اس طریق سے لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو گئی اور وہ مشن ہاؤس میں آنے لگے۔ آپ نے بعض زائرین کو حضرت مسیح موعود کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا فرانسیسی ترجمہ دیا۔ مسیح الزماں کی اس اثر انگیز کتاب نے ان کے قلوب و اذہان پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ وہ احمدی ہو گئے اور یوں احمدیت کا بیج اس ملک میں بویا گیا۔ یہی کتاب آپ نے وزیر داخلہ مسٹر کوفی کا جو (MR. COFFI CADEOU) اور محکمہ جنگلات کے انچارج لاما کمارا کو بھی

دی۔ جو عربی دان طبقہ تھا اسے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ ایسے اصحاب جن سے آپ کا تعارف ابی جان میں ہوا لیکن ان کی رہائش اندرون ملک تھی ان سے بھی آپ نے خط وکتابت کے ذریعہ رابطہ پیدا کرلیا اور پیغام حق پہنچایا۔

1961ء میں آپ ملکی پریس سے روابط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ آپ کا پہلا مضمون روزنامہ ابی جان ماتین (ABIJAN MATIN) میں 20 اکتوبر 1961ء کو شائع ہوا جس میں آپ نے ثابت کیا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو سائنس کے مطابق ہے اور قرآن مجید کی کوئی بات سائنس کے خلاف نہیں۔ اس مضمون سے پبلک کو پہلی بار احمدیت اور احمدیہ مشن کا تعارف ہوا۔ جلد ہی آپکی کوششوں کے ثمرات ظاہر ہونے شروع ہوگئے۔ چنانچہ اسی دوران پانچ نفوس حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے۔ 106

مضمون کی اشاعت پر جہاں زائرین کی آمد میں یکایک اضافہ ہوگیا وہاں پڑوسی ممالک میں بھی ہلچل مچ گئی۔ سعید روحیں آپ کے پاس کھچی چلی آنے لگیں۔ آپکو افریقی ممالک کے علاوہ لبنانی دوستوں کو بھی تبلیغ کا موقعہ ملا۔

اب آپ نے ابی جان کے ماحول میں تبلیغی سرگرمیاں شروع کردیں اور قصبہ انیاما (ANYAMA) میں تشریف لے گئے اور شہر کے رئیس، امام اور دوسرے معززین کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ یہاں آپ تین دفعہ گئے اور پہلی بار ایک پبلک جلسہ سے بھی خطاب کیا جس میں آپ نے اسلام کی برتری پر روشنی ڈالی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

28 نومبر 1961ء کو روزنامہ ''آبی جان ماتین'' نے جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کی نسبت ایک مضمون شائع کیا نیز ماہانہ اخبار جرنل (LE JOURNAL) کی اشاعت میں آپ کا انٹرویو چھپا۔

دوسری سہ ماہی میں تیرہ مزید افراد کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور آئیوری کوسٹ میں ایک مخلص جماعت قائم ہوگئی۔ 107 جس کی تربیت واصلاح کی طرف آپ نے خصوصی توجہ دینی شروع کردی۔ آپ نے انہیں مالی قربانیوں میں شامل ہونے کی ترغیب دی، تربیتی اور تبلیغی پہلوؤں کی طرف مزید متوجہ کرنے کے لئے اجلاسوں کا سلسلہ جاری کیا اور جو قرآن مجید پڑھنا نہیں جانتے تھے انہیں پڑھانا شروع کردیا۔

قریشی صاحب کو علم ہوا کہ اٹلی کی ایک کمپنی مقدس آقا حضرت رسول کریم ﷺ کے بارے میں کوئی فلم پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ نے آئیوری کوسٹ میں مقیم سفیر اٹلی کو توجہ دلائی تو موصوف نے جواب دیا کہ اگر کوئی کمپنی ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو ہماری حکومت اسے ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں

دے گی۔ بعدازاں آپ نے سفیر موصوف سے ملاقات کر کے انہیں دینی لٹریچر پیش کیا۔108

15 مئی 1962ء کو عیدالاضحیہ کی تقریب تھی وہاں کے امام عموماً فقط عربی زبان کے خطبہ پر اکتفا کرتے ہیں مگر آپ نے مشن ہاؤس میں فرانسیسی زبان میں خطبہ دیا جس میں عید کا فلسفہ اور حکمت بیان فرمائی۔ اگلے دن اخبار ’’آبی جان ماتین‘‘ نے اسکی رپورٹ شائع کی۔ یہی رپورٹ اس دن ریڈیو پر بھی نشر کی گئی۔ مسلمانوں نے اس پر اظہار تعجب کیا کہ خطبہ فرانسیسی زبان میں دیا گیا ہے۔ عیسائی زائرین نے کہا کہ انہیں اس خطبہ میں پہلی دفعہ علم ہوا ہے کہ عید کیوں منائی جاتی ہے؟ ورنہ عموماً مسلمان اس موقعہ پر ناچ گانے کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

تیسری سہ ماہی میں گیارہ نفوس داخل احمدیت ہوئے۔109

ستمبر 1962ء میں مالی (MALI) کے ایک ممتاز عالم دین الحاج محمد الغزالی الجابی احمدی ہو گئے۔110 اور بہت جلد لوکل مبلغ کے فرائض بجالانے لگے۔

وہاں کے مدارس میں عیسائی پادری اتوار کو جا کر پڑھاتے اور عبادت کراتے ہیں مگر مسلمان طلبہ کی دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ جس پر آپ نے 1963ء کے شروع میں حکومت کی اجازت سے مسلم طلبہ کی دینی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دینی شروع کر دی آپ مقامی ٹیکنیکل کالج کے مسلم طلبہ میں ہفتہ میں کسی ایک دن لیکچر دیتے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے تھے نیز عربی کے اسباق بھی پڑھاتے تھے۔111

تھوڑا عرصہ بعد ابی جان کے مدارس کے طلبہ کی مسلم ایسوسی ایشن قائم ہوئی تو آپ اپنے مشوروں سے ان کی راہنمائی کرنے لگے۔112

ابی جان کے مسلم طلبہ کی ترقی و بہبود کے علاوہ آپ دابو (DABOU) اور بنگرول (BINGERVILLE) کے سکولوں میں بھی گئے اور وہاں بھی یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس طرح سال کے اختتام تک احمدیہ مشن کے زیر انتظام ملک کے تین شہروں میں پانچ ہفتہ وار اسلامی کلاسز قائم ہو گئیں:

1۔ٹیکنیکل کالج آبی جان۔ 2۔نارمل سیکنڈری سکول دابو DABOU۔

3۔ایگریکلچر کالج بابو دابو۔ 4۔5۔دو سیکنڈری سکول بنگرول113

احمدیہ مشن کی ان مساعی اور خدمات کو مسلم طلبہ نے خوب سراہا اور اس سے بھرپور استفادہ کیا جس سے اشاعت اسلام کی توسیع میں نئی حرکت پیدا ہو گئی۔ فروری سے اپریل 1963ء تک مالی اور آئیوری کوسٹ کے 24 خوش نصیب حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ جن میں سینیگال کے عالم مسٹر عبداللہ الکنتی بالخصوص قابل ذکر تھے۔114 مئی سے جولائی 1963ء تک 24 احباب مزید شامل احمدیت ہوئے۔ اس جماعتی

ترقی میں مقامی مبلغ الحاج محمد الغزالی صاحب کی کوششوں کا بھی بھاری عمل دخل تھا۔[115]

قریشی محمد افضل صاحب کا ورود

24 اگست 1963ء کو مرکز احمدیت سے مشن کے دوسرے مبلغ قریشی محمد افضل صاحب ابی جان میں تشریف لائے۔ آپ 26 مئی 1963ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور 31 مئی کو لیگوس پہنچے اور چند ماہ قیام کے بعد اس ملک میں وارد ہوئے۔ اور قریشی مقبول احمد صاحب کی تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی مساعی میں آپ کا ہاتھ بٹانے لگے۔ مسلم طلبہ کی رہنمائی کے لئے مدارس میں گئے اور آبی جان اور اس سے باہر BINGERVILL اور DABU وغیرہ کا تبلیغی دورہ کیا۔[116]

قریشی مقبول احمد صاحب ابتداء زیر تبلیغ احباب کو مرکز کا مطبوعہ لٹریچر دیتے تھے لیکن اس سال آپ نے مقامی طور پر چار اشتہارات بھی طبع کرائے جو ''ہستی باری تعالیٰ''، رمضان، عید الفطر اور ''جمع قرآن'' سے متعلق تھے۔ یہ اشتہارات 28 ستمبر 1963ء کو بکثرت تقسیم کئے گئے جبکہ اندرون ملک سے لاکھوں افراد آبی جان میں آئے ہوئے تھے۔[117]

نومبر 1963ء کے تیسرے ہفتہ میں احمدیہ مشن کی طرف سے جولا اور فرنچ زبان میں قرآن کریم کے پہلے پارہ کا ترجمہ ڈپلیکیٹر مشین پر طبع ہو کر شائع ہوا جو قریشی مقبول احمد صاحب کی کوششوں کا رہین منت تھا۔ فرنچ ترجمہ پر سکول کے دو فرنچ ٹیچروں نے نظر ثانی کی اور جولا زبان کا ترجمہ ابی جان کے مسٹر محمد کونزے نے کیا۔[118]

اگست تا اکتوبر 1963ء کے درمیانی عرصہ میں سولہ افراد نے احمدیت قبول کی۔[119]

قریشی مقبول احمد صاحب دو سال چار ماہ تک تبلیغی فرائض بجا لاتے رہے اور قریشی محمد افضل صاحب کو چارج دے کر 20 نومبر 1963ء کو عازم مرکز ہوئے اور 14 دسمبر 1963ء کو ربوہ پہنچے[120]۔ آپ نے 24 مئی 2007ء کو انتقال کیا۔

وسیع دورے، اشاعت لٹریچر اور شخصیات سے ملاقات

قریشی محمد افضل صاحب نے مسلم طلباء کی کلاسز میں لیکچرز، احمدیہ عربی سکول کی تعلیم، خطبات اور انفرادی و اجتماعی تبلیغ کے ذریعہ احمدیہ مشن کو مزید مستحکم بنانے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ آپ کی مساعی سے جون 1964ء تک آئیوری کوسٹ کے احمدیوں کی تعداد 99 تک جا پہنچی اور مارچ 1965ء تک اس کے ملحقہ تین ممالک یعنی نیجر، اپر وولٹا اور مالی میں بھی مختلف جماعتوں کا قیام عمل میں آ گیا۔[121]

مکرم قریشی صاحب نے ابتداء میں آبی جان کے قرب و جوار میں بکثرت دورے کرنے کے بعد شروع جنوری 1964ء میں ملک کے دوسرے بڑے شہر بوکا (BOAKE) میں تشریف لے گئے اور انفرادی تبلیغ کرنے کے علاوہ جامع مسجد میں بھی کامیاب لیکچر دیا جس سے معززین شہر بہت متاثر ہوئے۔

فروری کے آخری ہفتہ میں دوسرا تبلیغی دورہ آپ نے آئیوری کوسٹ کے ملحقہ ملک اپر وولٹا کے صدر مقام واگا دوگا کا کیا۔ یہ ملک آبی جان سے 800 میل کے فاصلے پر ہے۔ دورہ کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں اسلام کی ترقی کا جائزہ لیا جائے اور جہانتک ممکن ہو بذریعہ خط وکتابت ولٹریچر اور مقامی احمدیوں کو بھجوا کر تبلیغ کی جائے۔[122]

اپر وولٹا کی مسلم آبادی کی مشہور شخصیت السید مولائی حسن کی تھی جنہیں آپ نے پیغام حق پہنچایا۔ مسلمانوں کی تنظیم اسلامک ایسوسی ایشن کے صدر الحاج عثمان کو سلسلہ کا فرنچ لٹریچر پیش کیا اور دو گھنٹے تک تفصیلی گفتگو کی۔ دوران قیام آپ نے انفرادی طور پر بھی تبلیغ کی اور بازار مارکیٹ کی ہر اہم جگہوں پر لٹریچر تقسیم کیا۔[123]

29 فروری سے 6 مارچ 1964ء تک آپ نے دابو (DABOU) شہر کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے انیاما (INYAMA) قصبہ تک پیغام احمدیت پہنچایا۔ 15 اگست تا 21 اگست 1964ء آپ ابی جان سے متصل آبادی کماسی (KOUMASI) میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے۔[124]

اوائل ستمبر میں آپ نے ابو بوگار (ABOBOGARE) کا دورہ کیا اور نوجوانوں میں فرنچ لٹریچر تقسیم کیا۔

آبی جان میں جہاں آپ کا مرکز تھا آپ سرکاری دفاتر' بیرونی وفود اور سیمیناروں سے میسر آنے والے تبلیغی مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہے۔ 64-1963ء میں آپ نے جن شخصیات کو سلسلہ کا لٹریچر دیا ان میں آئیوری کوسٹ کے وائس پریذیڈنٹ محمد کولی بالی' سفیر مراکش' سفیر نائیجیریا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ایرانی اور ٹرکش وفود کو بھی سلسلہ کی کتب دیں۔[125]

1965ء میں آپ نے تبلیغ میں وسعت پیدا کرنے کے لئے مقامی احمدیوں کے تبلیغی وفود بھجوائے ،ان وفود میں مسٹر عبداللہ کلی بالی (صدر جماعت)' عبدالحمید صاحب اور دوسرے احمدی شامل ہوتے تھے۔ وفود نے کماسی' انیاما' گاگنوآ' گرانڈ باسام' ترشدل وغیرہ میں نہایت جانفشانی سے فریضۂ تبلیغ ادا کیا اور عیسائیوں سے مباحثے کئے بلکہ جون 1965ء میں صدر جماعت آبی جان اور عبدالحمید صاحب کا ایک غیر احمدی عالم سے بھی کامیاب مناظرہ ہوا جس کا اثر پبلک پر بہت اچھا رہا۔ ان کامیابیوں سے رفتہ رفتہ مقامی

احمدیوں کے حوصلے بھی بلند ہوتے گئے اور وہ تبلیغ کے میدان میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینے لگے۔

قریشی صاحب نے جولائی۔ اگست 1965ء میں دو تبلیغی جلسے منعقد کئے جن میں احمدی وغیر احمدی اصحاب بکثرت شامل ہوئے۔ نومبر۔ دسمبر 1965ء اور مئی 1966ء میں آپ نے دو اہم ٹریکٹ شائع کئے جن کی ملک کے دیگر حلقوں کے علاوہ مسلم طلباء میں خصوصی اشاعت کی گئی۔ [126]

1966ء میں مرکز کی مدد سے ابی جان میں ایک قطعہ اراضی خریدا گیا جس پر مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہوا۔ اس سلسلہ میں بہت سا کام وقار عمل کی صورت میں احمدی طلبہ نے کیا۔

لوکل معلمین کی تیاری

مغربی افریقہ میں علماء اپنے ساتھ مستقل بنیادوں پر طالب علم رکھتے ہیں۔ اس طریق کے مطابق قریشی محمد افضل صاحب نے ابتداء سے ہی تبلیغ اسلام میں کام آنے والے نوجوان ساتھ رکھے۔ جن کی رہائش اور مکان مرکز کے ذمہ ہوتا تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ سب طلباء بہت ہی ذہین اور وفادار ثابت ہوئے۔ مکرم قریشی صاحب نے انہیں لفظاً لفظاً تفسیر القرآن اور صحیحین کی کتابیں بخاری و مسلم پڑھائیں۔ اور ساتھ کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب بھی پڑھائیں۔ اور ان طلباء کو فرنچ پڑھنے اور بولنے کا اہل بنایا۔ قریشی صاحب کے ان طلباء میں سے جلدی چار طلباء جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہو گئے اور شہادۃ الاجانب مکمل کر کے واپس جا کر میدان تبلیغ میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا کامیاب دورہ

وسط 1966ء میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے سارے مغربی افریقہ کے احمدیہ مراکز کا تفصیلی دورہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ مکرم میر مسعود احمد صاحب اور مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر تھے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے دورہ کا اعلان لوکل فرانسیسی زبان میں شائع ہوا۔ جس کے ساتھ جماعت کی خدمات اسلامیہ کی تفصیل تھی۔ مکرم قریشی صاحب انچارج ٹیلی وژن اور ریڈیو والوں سے ملے۔ ٹیلی وژن والوں نے بمع جملہ ساز و سامان حضرت صاحبزادہ صاحب کا انٹرویو ائرپورٹ پر لیا جو اسی شب دکھایا۔ حضرت میاں صاحب کی آمد کے پیش نظر جملہ احمدی احباب سینکڑوں کی تعداد میں ائرپورٹ پر موجود تھے۔ جس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ کیا یہ سب احمدی ہیں۔ مکرم قریشی صاحب نے تمام احباب کا تعارف کروایا۔ حضرت میاں صاحب کا قیام دو دن رہا۔ ان دنوں جماعت کا مرکز

ہنوز کرایہ کے مکان میں تھا۔ جہاں دو دن متواتر حضرت میاں صاحب نے احباب جماعت کو تفصیلی خطاب سے مشرف کیا۔ مشن کی کامیابی دیکھ کر حضرت میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ مرکز جاتے ہی وہ یہاں جماعت کے اپنے مرکز کے لئے رقم بھجوائیں گے۔ جو بھجوائی گئی جس سے ایک مناسب جگہ پر ایک قطعہ زمین بمع چند کمروں کے خریدا گیا۔ یہاں ایک عارضی بیت الذکر فی الفور تعمیر کی گئی۔ اور مشن کی ترقی بفضلِ الٰہی نمایاں طور پر مستقل بنیادوں پر شروع ہوگئی۔

بعد میں اسی پلاٹ سے ملحقہ پلاٹ بھی خریدا گیا۔ اور احباب جماعت کی مالی قربانیوں سے ایک پلاٹ پر دو منزلہ عمارت تعمیر کی گئی۔ جس میں پہلی منزل پر احمدیہ پبلک سکول کے لئے آٹھ کمرے تعمیر کئے گئے۔ جس کے اوپر 80×40 کی مسقّف بیت الذکر تعمیر ہوئی۔ دوسرے پلاٹ پر احمدیہ کلینک کی دو منزلہ عمارت تعمیر کی گئی۔ جہاں اب ماریشس والے مکرم ڈاکٹر نظام بدھن صاحب نے احمدیہ کلینک کھولا ہے۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ سرعت سے کامیابی کی منازل طے کر رہا ہے۔ انہیں دونوں پلاٹوں پر مبلغین، معلمین اور نرسوں کے لئے رہائشی کمرے بھی ہیں۔ **فالحمد للّٰہ اولاً و آخراً۔**

اس وقت جماعت احمدیہ کا یہ دارالتبلیغ نہ صرف آئیوری کوسٹ بلکہ ملحقہ فرانسیسی مقبوضات اپر وولٹا، نائیجر، مالی، سینیگال، موریتانیہ اور گنی میں فرنچ زبان میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کے فرائض بجالا رہا ہے۔ ہمارے ایک احمدی طالب علم احمد ٹورے نے ملک مالی کے دو تبلیغی دورے کئے ہیں۔ ان کے ہاتھ بہت سارا اسلامی لٹریچر عربی اور فرنچ زبان میں بھجوایا گیا۔ اسی طرح مکرم عبداللہ کلی بالی صدر جماعت احمدیہ آبی جان نے ملک مالی۔ اپر وولٹا اور لائبیریا کا تبلیغی دورہ کیا۔ ایک اور طالب علم داؤد نے لائبیریا اور سیرالیون اور گنی کا تبلیغی دورہ کیا۔ الغرض ہر ممکن طریق سے اسلام کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ اور افریقن احباب جماعت جانی اور مالی قربانیوں میں تن من دھن لگائے ہوئے ہیں۔

قریشی محمد افضل صاحب آئیوری کوسٹ میں تین سال سے زائد عرصہ تک مصروف جہاد رہنے کے بعد 11 نومبر 1966ء کو واپس تشریف لائے اور دوبارہ 28 مارچ 1968ء کو ربوہ سے روانہ ہو کر 24 اپریل 1967ء کو آئیوری کوسٹ پہنچ گئے۔ ازاں بعد احمد شمشیر سوکیہ صاحب 18 جولائی 1967ء کو ماریشس سے آئیوری کوسٹ بھیجے گئے۔

محترم قریشی صاحب نے اس مرتبہ کم و بیش ساڑھے چار سال تک انچارج مشن کے فرائض نہایت کامیابی سے ادا کئے اور مرکزی اور مقامی مبلغین اور مقامی احمدیوں کے تعاون سے احمدیت کی آواز کو ملک کے کونہ کونہ تک پہنچا دیا۔ وسیع دورے کئے، تبلیغ کے مختلف ذرائع اختیار کئے اور نئے پمفلٹ شائع کر کے

انہیں ملک بھر میں پھیلا دیا۔ جس کے نتیجہ میں کئی روحیں احمدیت میں شامل ہوئیں۔ 127

مشن کے تعلیمی ادارے

مشن نے یہاں تک ترقی حاصل کر لی کہ اس کے زیر انتظام ایک عربک سکول، ایک فرنچ عربک سکول اور ایک مشنری ٹریننگ سینٹر کھل گئے۔ جس کا تقریباً سارا خرچ مشن خود برداشت کرتا تھا اسی طرح دو لوکل مبلغین کی تنخواہ بھی اسی کے بجٹ سے ادا ہوتی تھی۔ 128

الغرض تعلیم الاسلام ہائی سکول، مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کے نقش قدم پر یہ تینوں تعلیمی ادارے جاری ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تشریف آوری

27 اپریل 1970ء کا دن آئیوری کوسٹ مشن کی تاریخ میں ہمیشہ زریں الفاظ میں لکھا جائے گا کیونکہ اس دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بمع حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اپنے دورہ مغربی افریقہ کے دوران بذریعہ ہوائی جہاز آبی جان رونق افروز ہوئے۔ اس مبارک سفر میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، سلیم ناصر صاحب، ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب اور چوہدری محمد علی صاحب ایم۔ اے بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ قریشی محمد افضل صاحب اور دیگر مخلصین جماعت نے حضور کو ہوائی مستقر پر والہانہ استقبال کیا۔ حضور نے پریس کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے یہاں آنے کی اصل غرض تو روحانی ہے اور خدائے واحد کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ ثانوی غرض یہ ہے کہ جماعت کے دوستوں سے ملاقات کریں نیز یہ معلوم کریں کہ اس ملک کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ اپنی روحانی اور اخلاقی اور جسمانی صلاحیتوں کا پورا اور صحیح استعمال کریں تو ممکن ہے کہ آپ ساری دنیا کے معلم بن جائیں۔ ایسے صحیح استعمال کی توفیق صرف دعا ہی سے ملتی ہے اس لئے اصل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور افراد قافلہ کا قیام HOTEL IVIOR INTER CONTINENTAL میں تھا۔ جہاں بہت سے معززین اور احباب جماعت زیارت کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے مثلاً مسٹر محمد عبداللہ صاحب کولی بالی (پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ابی جان)، ابوبکر سلّہ صاحب (آنزیری مبلغ)، مسٹر سوکولے، الحاج ابوبکر چیف آف تغرا، الحاج طورے چیف آف جولا، مسٹر عبداللہ چیرو (جنرل سیکرٹری جماعت)۔

حضور نے نماز مغرب مسجد احمدیہ میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد ایک مختصر مگر پر معارف خطاب فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآنِ کریم کتاب مبین بھی ہے اور کتاب مکنون بھی۔ کتاب مکنون کے راز وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے پیشِ نظر محمد رسول اللہ ﷺ کے فرزندوں پر کھولے جاتے ہیں اور اس طرح کتاب مکنون کے وہ حصے کتاب مبین بن جاتے ہیں۔ قرآن کریم ہر زمانہ کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ قرآنی معارف سکھائے گئے جن کی زمانہ کو ضرورت تھی۔ اسلام پر موجودہ فلسفے اور سائنس کی طرف سے جتنے اعتراضات بھی کئے گئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سارے اعتراضات کے شافی جوابات دے کر دُور فرما دیئے ہیں۔ حضور نے تمام معترضین کو چیلنج کیا۔ کسی ایک کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔ اس دعوے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے نور سے باہر اندھیرا ہے اس لئے ہمیں بہت کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے۔ **اللھم صلّی علیٰ محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ و بارك و سلّم انك حمید مجید.**

اس تقریر کا ترجمہ مکرم قریشی محمد افضل صاحب مشنری انچارج نے فرانسیسی میں اور مسٹر محمد مصطفیٰ نے جولا زبان میں کیا۔

اگلے روز 28 اپریل کو گیارہ بجے صبح حضور کی ملک کے قائم مقام صدر سے ملاقات مقرر تھی لیکن ان کو ائرپورٹ پر ایک سربراہ مملکت کے انتظار میں اس لئے رک جانا پڑا کہ ان کا جہاز لیٹ ہو گیا تھا۔ ان کا معذرت کا فون آیا کہ تین گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں اور نہیں کہہ سکتا کہ جہاز کب آئے۔ انہوں نے اپنے نائب سے کہا کہ حضور سے ان کی جگہ ملاقات فرمائیں اور اگر حضور اپنے پروگرام میں سے وقت نکال سکیں تو کل کسی وقت ملاقات ہو جائے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کل ایک اور مہمان ڈاکٹر بوسیا گھانا سے آرہے ہیں آپ مصروف ہوں گے اور ہم کل جا رہے ہیں اس لئے وقت نہیں ہوگا۔ حضور نے اپنی طرف سے قائم مقام صدر صاحب کو پاکستانی دستکاری کے نمونہ کے طور پر ایک نقرئی رکابی CASKET تحفتاً دی اور فرمایا کہ یہ پاکستان اور آئیوری کوسٹ کے اچھے تعلقات کی علامت ہے۔

حضور گورنمنٹ ہاؤس سے واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور محترم قریشی محمد افضل صاحب کی معیت میں جماعت کے مقامی عہدیداران اور مبلغین کو ملاقات کا شرف بخشا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کتنے دوست عربی جانتے ہیں؟ پھر حضور نے عبدالحمید صاحب اور محمد ادریس صاحب کو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی ایک کتاب میں سے عربی عبارت پڑھنے کے لئے دی اور پوچھا کہ کیا آپ اسے سمجھتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کافی حد تک سمجھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ کے چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی چیز سے مرعوب ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ روایتی طور پر ہمیں بزرگوں کے احترام کا یہ طریق سکھایا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا پھر درست ہے۔ حضور نے اپر وولٹا کے احمدیوں کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کتنے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ پچاس کے قریب بالغ مرد احمدی ہیں اگر عورتوں اور بچوں کو شامل کر لیا جائے تو ڈیڑھ سو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

حضور نے پوچھا کہ آپ کو کس قسم کی امداد کی ضرورت ہے؟ عرض کیا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثالث کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ ہم میں اس قدر توفیق نہ تھی کہ پاکستان جا کر زیارت کر سکتے۔ جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے بے حد شکر گزار ہیں اور ہم یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ ہمارا اسکول مسجد میں قائم ہے۔ جگہ کم ہونے کی وجہ سے زیادہ طلبہ داخل ہو سکتے۔ اگر کوئی مناسب عمارت خرید دی جائے تو ہم اسے کامیابی سے چلا سکتے ہیں۔ حضور نے مکان خریدنے کا اندازاً خرچ دریافت فرمایا تو بتایا کہ تین ہزار پونڈ میں موزوں مکان مل سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے اساتذہ کے سلسلے میں بھی دریافت فرمایا کہ ماریشس سے بھجوائے جا سکتے ہیں۔

حضور نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد احمدیہ میں ادا کیں اس کے بعد حضور نے جماعت سے ایک اثر انگیز خطاب فرمایا جس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس تقریر کا ترجمہ بھی قریشی محمد افضل صاحب پہلے فرانسیسی میں کرتے اور پھر ایک مقامی دوست اسے جولا زبان میں ترجمہ کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا:

”نائیجیریا، گھانا، سیرالیون میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بہت بڑھ گئی ہے۔ گھانا میں 1960ء کی مردم شماری کے مطابق بالغ احمدی آبادی ایک لاکھ پینتیس ہزار تھی۔ سیرالیون میں بھی آبادی کی نسبت سے ماشاءاللہ جماعت کافی زیادہ ہے۔ یہاں آئیوری کوسٹ (IVORY COAST) میں مشرکین بہت زیادہ ہیں۔ اسلام کے پہلے مخاطب مشرکین عرب ہی تھے اس لئے آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مشرکین کو پہلے پیغام پہنچانا چاہیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی قوت قدسیہ اور افاضۂ روحانی کے نتیجے میں سارے مشرکین عرب کو اسلام کی طرف کھینچ لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں عرب کے جزیرہ نما میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

سے نبی اکرم ﷺ کو ابدی حیات دی گئی ہے۔ اپنی روحانی تاثیر کے لحاظ سے حضورؐ آج بھی اسی طرح زندہ ہیں جس طرح چودہ سو سال پہلے۔ اگر ہم آپؐ کے اسوۂ پر عمل کریں اور اسلام کی حسین تعلیم مشرکوں تک پہنچائیں اور دعا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جس طرح اسلام کی تعلیم نے مشرکین مکہ کے دل میں گھر کیا تھا یہاں کے مشرکین (PAGANS) بھی مسلمان نہ ہو جائیں۔ ہماری نسل پر خصوصاً اُن احمدیوں پر جو یہاں رہتے ہیں فرض ہے کہ اسلام کا پیغام مشرکین اور بد مذہب لوگوں تک پہنچائیں۔ مرکز کی طرف سے قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ مع تفصیلی نوٹوں کے ربوہ میں تیار ہو کر جلد پہنچ جائے گا اور جس طرح یہاں کی جماعت نے مشورہ دیا ہے چھوٹے چھوٹے رسالے بھی فرانسیسی میں تیار کر کے بھجوائے جائیں گے۔ جس وقت یہ لٹریچر یہاں پہنچ جائے اس کو آگے پہنچانا اس جماعت کا کام ہے۔ ہم پاکستان میں بیٹھ کر اتنی دور سے یہ کام نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور جلال اور نبی اکرم ﷺ کی عزت اور وقار کے قیام کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے' آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم روحانی فرزند سے جو وعدہ کیا ہے اس کے پورا ہونے کے آثار ہمیں نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اگلے بیس پچیس سال اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور کامیابی کے لئے بڑے اہم ہیں۔ مشرکوں' بد مذہبوں' مخالفوں نے حضور کی آواز کو جو ایک تنہا آواز تھی دبانے کے لئے ساری طاقت ایک جگہ جمع کر دی۔ ان کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ اسلام کا حسین چہرہ ساری دنیا میں اب ہمیں نظر آ رہا ہے۔ ہر نیا دن جو احمدیت پر طلوع ہوتا ہے احمدیت کو پہلے دن کی نسبت زیادہ طاقتور پاتا ہے۔ اشتراکیت نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ دنیا سے اسلام کو مٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو (کشفی) نظارہ دکھایا کہ روس میں کثرت سے اسلام پھیل جائے گا۔ ساری دنیا میں جہاں لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تھے اور دہریہ بن گئے تھے احمدیت انہیں کھینچ کھینچ کر واپس لا رہی ہے۔ آپ دعا اور تدبیر سے اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کی برکتوں کے وارث بنیں۔'' 129

حضور کے قیام آئیوری کوسٹ کی آخری اہم تقریب وہ دعوت تھی جو خود حضور نے 29 اپریل کی صبح کو بوقت دس بجے احمدیہ عربک سکول میں پڑھنے والے بچوں کو دی۔ ان کی استانی بھی ساتھ تھی اور احباب

بھی۔بچوں نے اھلاً و سھلاً وَّ مــرحبــا اور یاامیرالمؤمنین کے الفاظ بیک آواز بار بار دھرائے اور پھر طلــع البــدر علینــا کے اشعار پڑھے اور سورہ فاتحہ اور قرآن مجید کی آخری تین سورتیں خوش الحانی سے پڑھیں۔حضور نے ان کے ساتھ کئی فوٹو کھنچوائے اور قریشی محمد افضل صاحب سے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے ٹیبل ٹینس کی ایک میز رکھیں۔

بارہ بجے حضور معہ قافلہ ائرپورٹ روانہ ہوئے۔مخلصین جماعت حسب سابق حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے تیسرے نائب اور خلیفہ کو الوداع کہنے کے لئے حاضر تھے۔حضور نے سب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔جہاز ٹھیک ڈیڑھ بجے لائبیریا کے لئے روانہ ہوگیا۔130

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اس یادگار سفر کے بعد قریشی محمد افضل صاحب قریباً ڈھائی سال تک اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔بعد ازاں احمد شمشیر سوکیہ صاحب کو مشن کا چارج دے کر 14 نومبر 1972ء کو ربوہ تشریف لے آئے۔

آپ کے بعد پانچ سال تک مشن نے کیا اہم خدمات سرانجام دیں؟ اس بارہ میں مرکز سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ مارچ 1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں 9 احباب کے بیعت فارم بغرض منظوری بھجوائے گئے اور ستمبر 1976ء میں رمضان کے بارہ میں دوہزار ٹریکٹ شائع کئے گئے نیز ایک پمفلٹ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا۔احمد شمشیر سوکیہ صاحب 21 ستمبر 1977ء کو ربوہ میں آئے۔ قریشی محمد افضل صاحب مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے تیسری بار 6 اگست 1977ء کو مرکز سے بھجوائے گئے۔آپ کو چار ماہ کی تگ و دو کے بعد 20 ستمبر 1999ء کو رہائشی ویزا ملا جو ایک سال کے لئے تھا۔

16 مئی 1978ء کو آپ نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ آئیوری کوسٹ میں اس وقت چار لوکل معلمین اور یہ عاجز تبلیغ اسلام میں مصروف کار ہیں۔معلمین مکتب میں بچوں کو نماز اور قاعدہ یسرنا القرآن و قرآن کریم پڑھاتے ہیں۔بڑے بچے حدیث کی کتاب بھی پڑھتے ہیں۔معلمین روزانہ شہر کے مختلف حصوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت بھی کرتے ہیں۔

مرکز سے 28 نومبر 1979ء کو احمد شمشیر سوکیہ صاحب دوبارہ آئیوری کوسٹ وارد ہوئے اور تبلیغ و تربیت کے فرائض انجام دینے لگے۔ان کی بعض ہفتہ وار رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ درس قرآن، تقسیم لٹریچر اور مختلف افراد سے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ آپ ہر ہفتہ قرآن مجید کا لفظی ترجمہ بھی کرتے اور اسکی فوٹو کاپیاں احباب جماعت میں تقسیم کرتے تھے۔بعض سعید روحیں آپ کے ذریعہ بھی داخلِ احمدیت ہوئیں۔آپ 1981ء کو واپس آئے۔

جون 1980ء میں دس ہزار ڈالر کی لاگت سے فرینچ عربک سکول کی عمارت میں احمدیہ مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ اس مسجد کی تعمیر چھ ماہ سے جاری تھی۔ 131

مشن کی ترقی خلافت رابعہ کے دور میں

مرکز سے 21 اکتوبر 1981ء کو مولوی عبدالرشید صاحب رازی مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور 27 اکتوبر کو ابی جان پہنچے جس کے بعد قریشی محمد افضل صاحب 19 دسمبر 1981ء کو ربوہ آ گئے۔

خلافت رابعہ کے آغاز میں 28 جون 1982ء کو مولوی مظفر احمد منصور صاحب عازمِ آئیوری کوسٹ ہوئے اور ابی جان میں 6 جولائی 1982ء کو پہنچ گئے۔ 132

اب ملک میں اشاعت احمدیت کی مہم دوبارہ تیز ہوگئی اور جماعت کی قربانی اور اخلاص کا معیار بھی بڑھنے لگا۔ چنانچہ ایک محتاط اندازے کے مطابق مئی 1984ء تک جماعت کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئے۔ دوسری طرف ایسی بیداری پیدا ہوئی کہ مشن کا 83-1982ء کا بجٹ پچاس لاکھ اسی ہزار فرانک تھا مگر وصولی چھپن لاکھ چوالیس ہزار نوسو چھبیس فرانک ہوئی۔ 84-1983ء کا بجٹ گزشتہ سال کی وصولی سے بھی زیادہ بنایا گیا مگر آمد اس سے بھی زیادہ ہوئی یعنی 62 لاکھ نوسو چودہ فرانک۔ یہانتک کہ 85-1984ء میں مشن کے جملہ چندوں کی وصولی اکہتر لاکھ چورانوے ہزار دوسوستاسی فرانک تک جا پہنچی۔ الغرض خلافت رابعہ کے مبارک دور سے اس مشن کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور جماعت آئیوری کوسٹ کا قدم ہر لحاظ سے آگے ہی آگے بڑھنے لگا۔

اب اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو:

آمد مقامی سکہ (فرانک) آئیوری کوسٹ

سال	بجٹ	وصولی
1982-83	50,80,000	56,44,926
1983-84	56,77,000	62,00,914
1984-85	65,20,000	71,94,287

2 ستمبر 1982ء کو ابی جان میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی۔

12 اکتوبر 1982ء کو جماعت کے ایک مخلص دوست مسٹر سوسی جابی صاحب نے آئیوری کوسٹ

کے صدر مملکت کو دیباچہ قرآن (فرنچ) کی دو کاپیاں اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا۔[133]

1982ء کے آخر میں ابی جان کے مختلف احمدی گھروں میں مجالس مذاکرہ جاری کی گئیں جن میں غیر از جماعت احباب کثرت سے شامل ہوئے اور ایسی پاکیزہ مجالس کے مزید انعقاد کا مطالبہ کیا اور جماعت کی دینی مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔[134]

آئیوری کوسٹ کے شمالی شہر مان MAN میں 12 تا 15 فروری 1983ء ایک ملک گیر ثقافتی میلہ منعقد ہوا جس میں مولوی مظفر احمد صاحب منصور نے احمدیہ لٹریچر کا سٹال لگایا جسے ہزاروں افراد نے دلچسپی سے دیکھا اور میئر اور ملک کی مسلم شخصیتوں نے احمدیہ مشن کی کوششوں کو سراہا۔

مارچ 1983ء میں آئیوری کوسٹ کی ''**المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیة**'' کے صدر مسٹر موسیٰ کومارا صاحب نے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں احمدی مبلغین اور معلمین کو مجلس کی اعزازی رکنیت سے نوازا۔ انہوں نے کہا کہ احمدیوں سے بڑھ کر اور کون اسلام کی خدمت کر رہا ہے نیز کہا کہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جب یہ خوش کن رپورٹ پہنچی تو حضور نے تحریر فرمایا:

''الحمدللہ اس نیک سیرت انسان سے رابطہ مضبوط کیا جائے اور **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** پر عمل ہو۔''

اپریل 1983ء میں مشن کی طرف سے تین ہزار فولڈر پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے۔

مئی 1983ء سے مولوی مظفر احمد صاحب منصور نے ابی جان کی سنٹرل جیل میں پیغام حق پہنچانا شروع کیا۔ آپ ہر اتوار کو وہاں تقریر کرتے، سوالوں کے جواب دیتے اور لٹریچر تقسیم کرتے تھے۔ اس طریق سے کئی سعید روحیں حق کو قبول کرنے لگیں۔

اکتوبر 1983ء میں باسم (BASSAM) قصبہ میں احمدیہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں مولوی عبدالرشید صاحب رازی پہلی بار دسمبر 1981ء کے آخری ہفتہ میں معلم ادریس صاحب کی معیت میں تشریف لے گئے تھے۔

1983ء ڈیڑھ سو نفوس نے بیعت کی جن میں سے پچاس غیر مسلم تھے۔[135]

دسمبر میں تین طالب علم دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئیوری کوسٹ سے ربوہ پہنچے۔ یہ تینوں طالب علم ابی جان سے لیبیا اور دمشق سے ہوتے ہوئے ربوہ پہنچے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئیوری کوسٹ کا مشن بیس سال کے بعد 84-1983ء میں مالی لحاظ سے

خود کفیل ہو گیا۔ 22 نومبر 1984ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابی جان (آئیوری کوسٹ) میں پہلا احمدیہ ہسپتال تین سال کی مسلسل تگ و دو کے بعد کھل گیا۔

یونیورسٹی آف ابی جان کی مسلم تنظیم کے لئے دیباچہ قرآن مجید اور فرنچ زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب قریباً بیس عدد ایک خاص تقریب میں پیش کی گئیں۔

1984ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے احمدیوں کے خلاف آرڈیننس پر ابی جان میں مقیم بہت سے سفیروں اور ان کے سیکرٹریوں سے ملاقاتیں کی گئیں۔ مسلم اور غیر مسلم سفراء کرام نے بڑی ہمدردی سے ہمارے مؤقف کو سنا اور مناسب مدد کرنے کا اظہار کیا۔

1985ء میں 485 زائرین مشن ہاؤس میں آئے۔ چودہ لاکھ سولہ ہزار فرانک کا لٹریچر فروخت ہوا۔ دیباچہ تفسیر القرآن کے پچیس نسخے صدر مملکت' وزراء' جج صاحبان' کالجوں کے پرنسپل اور دوسرے معززین اور مسلم سٹوڈنٹ یونین کو پیش کئے گئے۔ مبلغین احمدیت نے دس قصبوں اور تین بڑے شہروں کا تبلیغی دورہ کیا۔ عقیقہ کی بیس تقریبوں میں ہزاروں افراد کو اسلام کی سادہ اور حسین تعلیم سے روشناس کرایا گیا۔ جماعت کی ذیلی تنظیموں کے 140 اجلاس ہوئے۔ اس سال پہلی بار جماعت آئیوری کوسٹ کا نمائندہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہوا۔

جنوری 1985ء سے مارچ 1986ء تک 65 سعید روحوں نے قبول حق کیا نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا خطبہ ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور احمدیت کی خصوصیات'' ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ ایک پمفلٹ ''احمدیت کیا ہے'' پانچ ہزار کی تعداد میں اشاعت پذیر ہوا۔

اپریل 1985ء میں سنٹرل جیل ابی جان میں سیرت النبیؐ کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ سامعین کی تعداد ڈھائی ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جلسہ سے مولوی عبد الرشید صاحب رازی امیر آئیوری کوسٹ اور مولوی مظفر احمد صاحب منصور نے خطاب کیا۔ اعلیٰ حکام نے اس جلسہ کے انعقاد پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ 136

25 جولائی 1985ء کو چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید دورہ افریقہ کے دوران بانجل سے ابی جان آئے۔ احباب نے ان کا پُر تپاک استقبال کیا۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں احباب کو مالی قربانی کی تلقین کی' اجلاس عام میں بچوں اور بوڑھوں کی تربیت پر زور دیا اور مجلس عاملہ کی میٹنگ میں عہدیداران جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور مبلغین اور معلمین کو دعوت الی اللہ کے بارے میں ہدایات دیں۔ آپ نے وزیر انصاف اور وزیر اطلاعات کو ان کے سیکرٹریوں کے ذریعہ دیباچہ

قرآن کا تحفہ دیا۔[137]

جولائی اگست 1985ء میں پچاس افراد نے بیعت کی۔

پہلا جلسہ سالانہ

28۔29 ستمبر 1985ء کو آئیوری کوسٹ کے احمدیوں کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں 20 شہروں کے مندوبین نے شرکت کی۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔[138]

جناب مولوی عبد الرشید صاحب رازی[139] ساڑھے چار سال تک تبلیغی جہاد میں سرگرمِ عمل رہنے کے بعد اپریل 1986ء کو مولوی مظفر احمد صاحب منصور کو چارج دے کر واپس مرکز احمدیت میں تشریف لے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا اظہار خوشنودی

درج ذیل مکتوب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 8 اپریل 1986ء کو لنڈن سے مولوی عبد الرشید صاحب رازی کی ایک رپورٹ پر ارسال فرمایا:

''**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم**

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

عزیزم مکرم عبد الرشید صاحب رازی مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکی رپورٹ کارگزاری فروری 86ء موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ رپورٹ کے متعلق ہدایت ہے یہ کہ پندرہ روزہ ہونی چاہئے نہ کہ ماہانہ۔ اس ھدایت کی پابندی کے ساتھ رپورٹ بھجوایا کریں۔

الحمد للہ کہ ماہ فروری میں جو کہ ''تبلیغ'' کا مہینہ ہے 65 سعید روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ **الحمد لله. اللهم زد و بارك و ثبت اقدامهم.** اللہ انہیں ثبات قدم عطا فرمائے اور سبھی کو پُر جوش داعی الی اللہ بنا دے۔

اللہ کرے کہ سبھی مہینے تبلیغ کے مہینے ہی بن جائیں۔ کثرت سے سعید روحیں احمدیت میں

داخل ہوں۔ دعا اور حکمت کے ساتھ بھرپور جدوجہد کریں۔ تبلیغ کے لئے نئے نئے راستے تلاش کریں۔ جو قلیل وقت میں آپ کو بلند و بالا چوٹیوں تک پہنچا دیں۔ ایسی نئی راہوں پر قدم رکھیں کہ چند ساعتوں میں ہی سارے ملک میں تبلیغی جال بچھ جائے۔

لٹریچر اور کیسٹس کے پروگرام کو مزید منظّم کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور انہیں ثمر بار فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع''

فصل سوم

سیرالیون کی جشن آزادی میں مرکزی نمائندہ کی شرکت

مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری امیر وانچارج احمدیہ مشن سیرالیون مشن تحریر فرماتے ہیں:

''مغربی افریقہ کی برطانوی نوآبادیات میں آزادی حاصل کرنے کے لحاظ سے سیرالیون کا تیسرا نمبر تھا۔ 1957ء میں غانا جو پہلے گولڈ کوسٹ کہلاتا تھا آزاد ہوا۔ 1960ء میں افریقہ کے سب سے بڑے ملک نائیجیریا کو آزادی حاصل ہوئی۔ پھر اپریل 1961ء میں 160 سال برطانوی تاج کے ماتحت رہنے کے بعد سیرالیون کو آزاد ممالک کی صف میں کھڑے ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

26 اور 27 اپریل کی درمیانی شب کو ملک نے آزاد ہونا تھا۔ ٹھیک بارہ بجے رات یونین جیک کی جگہ قومی جھنڈا لہرایا جانا تھا۔ اس تقریب کیلئے سپورٹس اسٹیڈیم کو خوب آراستہ کیا گیا۔ اور اس کے اردگرد کامن ویلتھ ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ تقریب کا آغاز برطانوی ترانے سے ہوا۔ اس کے بعد مذہبی نمائندگان (مسلمان اور عیسائی) نے باری باری جھنڈے کے سامنے کھڑے ہو کر نئی مملکت کے لئے جو چند منٹ بعد معرض وجود میں آنے والی تھی دعا کی ابھی تک یونین جیک لہرا رہا تھا گورنر جنرل اور وزیراعظم سر ملٹن ماگائی اس کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے گورنر جنرل نے یونین جیک کو سلامی دی اس کے بعد عین بارہ بجے چند لمحات کے لئے تمام روشنیاں گل کر دی گئیں جب یکدم پھر روشنی ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ یونین جیک کی جگہ سبز سفید اور نیلی دھاریوں والا قومی جھنڈا فضا میں لہرا رہا تھا۔ وزیراعظم نے اسے سلامی دی پھر 21 توپوں کی سلامی دی گئی اور تمام حاضرین نے جو ملک کے ہر حصہ سے وہاں جمع تھے ملٹری سمیت قومی ترانہ گایا۔ کاروں اور گاڑیوں نے ہارن بجائے اور آزادی کے نعرے بلند کئے گئے۔ فضا میں آتش بازی چھوڑی گئی سارا فری ٹاؤن (FREE TOWN) شہر بجلی کے قمقموں اور جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ نظارہ نہایت ہی دلکش اور قابل دید تھا۔ اور ہر غیر ملکی نمائندہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ایک قوم جس نے 160 سال تک اس ملک پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی تھی اب وہ اپنے ہاتھوں اپنی صف لپیٹ رہی تھی۔ اس غرض کے لئے برطانیہ کے خاص

نمائندہ کی حیثیت سے ڈیوک آف کینٹ بھجوائے گئے تھے اور ملک اس کے اصلی حقداروں کے حوالے کیا جا رہا تھا۔اس طرح 27 اپریل 1961ء کی صبح اہل سیرالیون کیلئے آزادی، شادمانی اور مسرتوں کا سامان لئے ہوئے طلوع ہوئی۔

اس ملک میں احمدیت کا پیغام تو 1921ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ پہنچ چکا تھا مگر مستقل مشن 1937ء میں محترم مولانا نذیر احمد صاحب علی کے ذریعہ قائم ہوا اس کے بعد متعدد مربیان مرکز کی طرف سے وہاں بھجوائے گئے جنہوں نے دین حق کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس ملک کی تعلیم و تربیت، اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود اور ان کے معاشرتی معاملات کی اصلاح میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پھر ڈاکٹرز اور اساتذہ بھی مرکز سے وہاں پہنچ گئے۔جنہوں نے تعلیمی اور طبی خدمات کا ملک کے طول و عرض میں ایک جال پھیلا دیا۔

1961ء تک جماعت احمدیہ کے ذریعہ ملک کے مختلف حصوں میں 12 انگریزی اور عربی سکول جاری ہو چکے تھے جن میں ہزاروں طالب علم تعلیم حاصل کر رہے تھے اور فراغت کے بعد ملک کی تعمیر و ترقی میں مفید وجود ثابت ہو رہے تھے۔ایک ڈاکٹر بھی طبی خدمات کے لئے پہنچ چکے تھے۔

اس کے بعد سکولز اور ہسپتالوں میں متواتر اضافہ ہوتا رہا اور اب کیفیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ملک کے طول و عرض میں ایک سو بیس (120) سے زائد سکولز مشن کی زیرنگرانی جاری ہو چکے ہیں اور چار ہسپتال لوگوں کی طبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یوم آزادی کے جشن کے موقع پر حکومت سیرالیون کی طرف سے 75 ممالک کے نمائندگان کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ نائجیریا کے وزیراعظم ابوبکر تفاوا بلیوا اور لائبیریا کے پریذیڈنٹ مسٹر ڈبلیو وی ایس ٹب مین وزیراعظم سیرالیون کے خاص مہمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔حکومت پاکستان کی طرف سے میجر جنرل رضا فرانس میں پاکستان کے سفیر اور مسٹر محمود احمد ہائی کمشنر پاکستان مقیم غانا شریک ہوئے۔

اس موقع پر حکومت سیرالیون نے مذہبی جماعتوں اور مشنوں کے نمائندگان کو بھی مدعو کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جب یہ معاملہ وہاں کی پارلیمنٹ میں پیش ہوا تو حکومت کے نائب وزیراعظم آنریبل مصطفیٰ سنوسی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہمارے ملک میں

عیسائی مشنوں کے علاوہ احمدیہ مشن کے مربیان دین حق کی اشاعت کے علاوہ ہماری تعلیمی، طبی اور سوشل خدمات میں ہمہ تن مصروف ہیں لہٰذا ان کی گراں قدر خدمات اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ سیرالیون کے جشن آزادی کے موقع پر ان کے بھی ایک نمائندہ کو شرکت کی دعوت دی جائے اور حکومت سیرالیون اس کے آمد و رفت کے اخراجات برداشت کرے۔

چنانچہ یہ تجویز پارلیمنٹ میں منظور ہوگئی اور احمدیہ مشن کو اس فیصلہ سے آگاہ کر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں مرکز سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائیکورٹ آف پاکستان خصوصی طور پر جشن آزادی سیرالیون میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

آنریبل مصطفیٰ سنوسی ہمارے نمائندہ کی شرکت کے لئے اتنی دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے کہ ایک موقع پر محض نام کی غلط فہمی کی بناء پر وہ ہمارے پاس فری ٹاؤن مشن ہاؤس میں آئے مگر میں اس وقت وہاں نہیں تھا لہٰذا وہ پیغام چھوڑ گئے کہ جب میں آؤں تو فوری طور پر انہیں آفس میں آکر ملوں۔ چنانچہ جب خاکسار وہاں گیا تو وہ بہت متفکر نظر آرہے تھے مجھے کہنے لگے پاکستان سے بذریعہ ہائی کمشنر برطانیہ اطلاع ملی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک دوست شیخ بشیر احمد صاحب بطور نمائندہ تشریف لا رہے ہیں کیا یہ آپ ہی کے نمائندہ ہیں؟ اس وقت تک مجھے بھی مرکز کی طرف سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے نام کی اطلاع مل چکی تھی۔ میں نے کہا فکر نہ کریں محترم شیخ بشیر احمد صاحب جماعت احمدیہ کے ہی نمائندہ ہیں جس سے ان کو تسلی ہوگئی اور اگلے روز وہاں کے اخبار ڈیلی میں شائع ہو گیا کہ احمدیہ مشن کے نمائندہ کے طور پر جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب جشن آزادی میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

محترم شیخ بشیر احمد صاحب 22 اپریل 1961ء کو فری ٹاؤن پہنچے۔ ایئر پورٹ پر خاکسار محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب جو اس وقت امیر اور مشنری انچارج تھے اور بو سے جو مشن کا ہیڈ کوارٹر تھا تشریف لائے۔ اور جماعت کے بعض سرکردہ احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ حکومت کی طرف سے بھی آپ کے استقبال کا انتظام تھا۔ چنانچہ ہمیں دیکھتے ہی حکومت کے ایک آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایک نئی گاڑی بمع ڈرائیور آپ کے نمائندہ کے لئے موجود ہے اور جشن آزادی کے ایام میں یہ گاڑی بمع ڈرائیوران کی تحویل میں رہے گی تا کہ وہ تقریبات کے علاوہ جہاں چاہیں جاسکیں چنانچہ شیخ صاحب

اس گاڑی میں گورنمنٹ گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے خاکسار بھی ساتھ تھا باقی دوست بھی وہاں ملنے گئے۔

شیخ صاحب نے اس وقت سیاہ اچکن، شلوار اور ٹوپی پہن رکھی تھی۔ کہنے لگے میرے پاس سوٹ بھی ہیں اب آپ لوگ بتائیں مجھے یہاں کیا لباس پہننا چاہئے جس سے مشن کا وقار اور تشخص قائم رہے۔ ہم نے کہا اس موقع پر تو بہتر یہی ہے کہ اچکن شلوار اور ٹوپی پہنیں کیونکہ یہی لباس احمدی مربیان استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ جتنا عرصہ وہاں رہے اسی لباس میں ہر تقریب میں شریک ہوئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ پاکستانی لباس میں ہر جگہ نمایاں نظر آئے۔

گیسٹ ہاؤس پہنچ کر آنریبل مصطفیٰ سنوسی صاحب نائب وزیر اعظم کو آپ کی آمد کی اطلاع کی گئی اور ملاقات کے لئے وقت پوچھا گیا مگر آپ اتنے خوش ہوئے کہ کہنے لگے انہیں میرے پاس نہ لائیں بلکہ میں خود ان کی ملاقات کے لئے وہاں آؤں گا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک نہایت خوشگوار ماحول میں مختلف امور پر محترم شیخ صاحب سے گفتگو کرتے رہے اور بے حد متاثر ہو کر گئے۔

محترم شیخ صاحب کے ساتھ جماعت احمدیہ کے مربیان کو بھی حکومت کی طرف سے آزادی کی تقریبات میں شرکت کی دعوت تھی۔ لہٰذا خاکسار اور محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوتے بعض تقریبات میں مکرم سمیع اللہ سیال صاحب اور مکرم غلام احمد صاحب نسیم کو بھی شریک ہونے کا موقع ملا۔ ہر تقریب میں اچکن، شلوار اور ٹوپی میں ملبوس ہمارا گروپ نمایاں نظر آتا جس سے پاکستان کے تشخص کا تصور بھی ابھرتا۔ ایک تقریب میں جو وزیر اعظم صاحب کی طرف سے گورنمنٹ لاج میں منعقد کی گئی تھی (حضرت مرزا ناصر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر جب 1970ء میں سیرالیون کے دورہ پر تشریف لے گئے تو آپ کا قیام بھی اسی لاج میں تھا) اس تقریب میں ہم ایک جگہ کھڑے تھے اور آنریبل نائب وزیر اعظم مصطفیٰ سنوسی پریذیڈنٹ لائبیریا مسٹر ٹب مین کا لوگوں سے تعارف کرا رہے تھے اچانک ان کی نظر ہم پر پڑی تو سب کو چھوڑ کر وہ سیدھے ہماری طرف آئے اور محرم شیخ بشیر احمد صاحب اور ہمارا تعارف کرایا اور احمدیہ مشن کی خدمات کا بھی تذکرہ کیا۔ اس موقع پر محترم شیخ صاحب کی ملاقات بہت سے اور نمائندگان کے علاوہ روسی

نمائندہ سے بھی ہوئی۔ محترم شیخ صاحب نے کمیونزم اور دین حق کے اصولوں پر اس سے اس رنگ میں گفتگو کی کہ وہ بہت ہی متاثر ہوا۔

محترم شیخ صاحب کی گفتگو میں ایک ایسی چاشنی اور جذب تھا اور طرز تکلم ایسا موثر تھا کہ سامع اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ہمارے ایک افریقن ٹیچر کہنے لگے میں تو جب شیخ صاحب گفتگو کرتے ہیں ہمیشہ آپ کی آنکھوں کی حرکات کی طرف دیکھتا رہتا ہوں اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

سارے واقعات کو یہاں بیان کرنا تو مشکل ہے مختصر یہ کہ محترم شیخ صاحب کی آمد نے احمدیہ مشن کے وقار کو بہت بلند کیا آپ نے گورنر جنرل، وزیر اعظم، میئر آف فری ٹاؤن، جنرل سیکرٹری مسلم کانگریس، وزراء حکومت مختلف ممالک کے سفراء، پیرامونٹ چیفس سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کی۔

سیرالیون کے چیف جسٹس (MR. JUSTICE S. A. KAKOKE) نے محترم شیخ صاحب کے اعزاز میں ایک خصوصی پارٹی کا انتظام کیا جس میں ملک کے جج، وکلاء اور معززین بھی مدعو تھے اور محترم شیخ صاحب کو ان سے تعارف اور گفتگو کا موقع ملا۔

یونیورسٹی کالج آف سیرالیون نے ایک تقریب منعقد کی اس میں بھی محترم شیخ صاحب نے شرکت کی۔ ریڈیو سیرالیون پر آپ کا ایک خصوصی پیغام نشر کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے لئے تو یہ ایک نہایت خوشی کا موقع تھا کہ مرکز سے ایک خصوصی نمائندہ کو مدعو کر کے حکومت نے انہیں ایک خاص اعزاز بخشا تھا۔ اور جماعت فری ٹاؤن نے محترم شیخ صاحب کے اعزاز میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی جس میں ملک کی سرکردہ شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا اور محترم شیخ صاحب کو ان سے گفتگو کرنے اور تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔

سیرالیون میں چونکہ زیادہ تر جماعتیں جنوبی اور شرقی صوبہ میں تھیں جن کا مرکزی شہر بو تھا جو اس وقت تک جماعت احمدیہ کا بھی ہیڈ کوارٹر تھا لہٰذا 30 اپریل کو محترم شیخ صاحب بو تشریف لے گئے جہاں ملک کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت جمع تھے۔ محترم شیخ صاحب کو ان سے ملاقات کرنے کے بعد خطاب کا موقع ملا وہاں آپ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اور دعا کی۔

جماعت کی طرف سے وہاں برٹش کونسل کے ہال میں آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ

تقریب منعقد کی گئی جس کے جملہ انتظام مکرم سمیع اللہ سیال اور مکرم غلام احمد صاحب نسیم نے کئے تھے۔اس تقریب میں شہر بو کے معززین، سکولز کے اساتذہ، وکلاء وغیرہ مدعو تھے۔ مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب نے محترم شیخ صاحب کا تعارف کرایا پھر محترم شیخ صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا اور اس ملک کی آزادی کے بارہ میں اپنے تاثرات کا ذکر کیا جس سے حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔آپ کے بعد بو شہر کے سینئر مجسٹریٹ مسٹر بانجا تیجان سی نے حاضرین سے خطاب کیا (یہ بعد میں سیرالیون کے قائمقام گورنر جنرل کے عہدہ پر فائز ہوئے اور 1970ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جماعت احمدیہ کے تیسرے امام کے اعزاز میں آپ نے گورنر ہاؤس میں سٹیٹ ڈنر پیش کیا تھا۔)

آپ نے کہا قابل جج نے جس رنگ میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے یہ ان کا ہی حصہ ہے آپ کا انداز نہایت اچھوتا اور دلکش تھا اور آپ کی باتوں پر اگر ہم عمل کر سکیں تو ہماری حالت بدل سکتی ہے اور ہم جلد ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

بو میں آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول کے طلباء کے علاوہ گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے طلباء و اساتذہ سے بھی خطاب کیا اور نہایت احسن پیرایہ میں پاکستان کے قیام اور اس کی ترقی یافتہ حالت ان پر واضح کی پھر ملک کی آزادی کے ضمن میں طلباء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی بعد میں طلباء و اساتذہ نے پاکستان کے بارہ میں بعض سوالات کئے جن کے آپ نے تسلی بخش طریق پر جوابات دئے۔

فری ٹاؤن سے واپسی پر آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے اساتذہ و طلباء سے خطاب کیا۔

محترم شیخ صاحب سیرالیون میں جماعتی ترقی، اور ملک کے عوام و خواص اور حکومت میں جماعت کی عزت اور وقار سے بھی بہت متاثر ہوئے۔اور فری ٹاؤن مشن ہاؤس میں مربیان کے ساتھ باتوں باتوں میں کہنے لگے

''اومنڈیو' ہم نے تو تمھیں وہاں پاکستان میں کبھی کوئی اہمیت نہیں دی تھی مگر یہاں آ کر معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ جماعت کے لئے کیا کام کر رہے ہیں اور آپ کی مساعی میں خدا تعالیٰ نے کس قدر برکتیں ڈالتے ہوئے جماعت احمدیہ کو عزت اور وقار عطا کیا ہے۔

محترم شیخ بشیر احمد صاحب نے اس موقع پر دو تین بار جب 'اومنڈیو' لفظ دہرایا تو مکرم شیخ

نصیرالدین احمد صاحب کو یہ لفظ کچھ برا محسوس ہوا اور آپ نے شیخ صاحب سے کچھ ناراضگی کے رنگ میں اس کا اظہار کر دیا اس پر محترم شیخ بشیر احمد صاحب کچھ جذباتی ہو گئے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہنے لگے محترم مجھے علم نہیں تھا کہ یہ لفظ آپ کو برا محسوس ہو گا۔ میرا تو یہ تکیہ کلام ہے اور میں محبت کے انداز میں بول رہا تھا ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ لوگ صرف میرے بیٹوں سے اچھے نہیں بلکہ مجھ سے بھی اچھے ہیں کیونکہ آپ جو کام کر رہے ہیں وہ میں بھی نہیں کر پایا۔ بہرحال اس کے بعد مجلس پھر خوشگوار ماحول میں جاری رہی۔

4 مئی کو محترم شیخ صاحب واپس پاکستان کے لئے روانہ ہوئے۔ مربیان اور احباب جماعت نے آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ ایئر پورٹ پر الوداع کیا۔

سیرالیون کے جشن آزادی کے موقع پر بعض اور ایسے واقعات ہوئے جن سے جماعت احمدیہ کی اہمیت اور حکومت اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت و وقار کی عکاسی ہوتی ہے۔

مورخہ 7 مئی کو سیرالیون کی نئی کانسٹی ٹیوشن، قومی جھنڈے اور قومی ترانے کے لئے دعا کرانے کی غرض سے حکومت کی درخواست پر فری ٹاؤن میں اجتماع منعقد ہوا جس میں وزیر اعظم سر ملٹن ما گائی بمع کابینہ شامل ہوئے۔ پروگرام کے مطابق پہلے نائب وزیر اعظم مصطفیٰ سنوسی نے وزیر اعظم صاحب کا تعارف کرایا پھر بعض اور علماء نے تقاریر کیں اور نئی کانسٹی ٹیوشن کے بابرکت ہونے کے لئے خاکسار سے درخواست کی گئی چنانچہ خاکسار نے سٹیج پر حاضر ہو کر کانسٹی ٹیوشن کو ہاتھ میں لیا اور اس کے بابرکت ہونے اور ملک کے لئے امن و آشتی کا ذریعہ ثابت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

پھر ایک اور قابل ذکر امر یہ ہوا کہ یومِ آزادی کے موقع پر ملکہ برطانیہ کی طرف سے وزیر اعظم کی ہدایت پر ملک کی جن اہم شخصیتوں کو ان کی ملکی خدمات کے صلہ میں تمغہ آزادی دیا گیا ان میں خاکسار کا نام بھی شامل تھا جو دراصل جماعت احمدیہ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر پیش کیا گیا۔ جو وہ ملک کی ترقی، فلاح و بہبود اور اس کی تعلیمی اور طبی میدان میں سرانجام دے رہی تھی۔

چنانچہ گورنر جنرل نے یہ تحفہ آزادی پیش کرتے ہوئے جو خط خاکسار کو لکھا اس میں ذکر کیا کہ

''میں سیرالیون کا تحفہ آزادی آپ کو پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں یہ آپ کی

گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر ہے جو آپ نے ہماری آزادی کے حصول کے لئے دی ہیں۔“ 140

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا دورۂ یورپ

اس سال صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر نے یورپ اور امریکہ کا بھی کامیاب دورہ کیا۔ آپ 31 مئی 141 کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے اور قریباً پانچ ماہ بعد 27 اکتوبر 142 کو واپس کراچی پہنچے۔

آپ اس سفر میں انگلستان، امریکہ، سپین، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، سویڈن اور ڈنمارک تشریف لے گئے اور تبلیغی مساعی کو زیادہ منظّم اور نتیجہ خیز بنانے میں شاندار خدمات انجام دیں۔ صاحبزادہ صاحب کی کامیاب مراجعت پر تحریک جدید کی طرف سے 20 نومبر 1961ء کو وسیع پیمانے پر ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت کے فرائض حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ادا فرمائے۔ اس موقعہ پر صاحبزادہ صاحب نے ان ممالک خصوصاً سکینڈے نیوین ممالک میں اشاعت احمدیت کی بعض نہایت ایمان افروز تفصیلات بیان فرمائیں اور بتایا کہ ناروے اور ڈنمارک میں نہایت مخلص جماعتیں قائم ہیں جو اخلاص و قربانی، تنظیم، دینی احکام کی پابندی اور خدمت دین کی تڑپ کے اعتبار سے نئی قائم ہونے والی جماعتوں کے لئے قابل رشک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے ناروے کے طاہر احمد اور ڈنمارک کے عبدالسلام میڈسن کے اخلاص، دینی جوش اور جذبۂ ایثار و قربانی کا خاص طور پر ذکر کیا۔ نیز بتایا کہ کس طرح میڈسن صاحب نے ڈینش زبان میں ترجمہ قرآن کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ نے وہاں کے مبلغ انچارج کمال یوسف صاحب کے اخلاص، نیکی اور جذبۂ خدمت کی بہت تعریف کی اور فرمایا یہ صرف اور صرف ان کی ذاتی نیکی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں ایسی مخلص اور فدائی جماعت عطا فرمائی ہے۔

صاحبزادہ صاحب نے دوران تقریر اس پریس کانفرنس کی خوشکن تفصیلات پر روشنی ڈالی جس سے آپ نے سویڈن میں خطاب فرمایا تھا اور جس کی رپورٹ سکنڈے نیوین ممالک کے ایک سو کے قریب اخبارات میں شائع ہوئی اور دین حق کا خوب زور وشور سے چرچا ہوا اور اخباروں میں ایک طویل بحث کا سلسلہ چل نکلا۔ اس طرح کوپن ہیگن میں خانہ خدا کی تعمیر کے فیصلہ پر وہاں کے اخبارات میں جلی عنوانوں کے ساتھ خبروں کی اشاعت ہوئی۔ حتیٰ کہ ایک اخبار نے تو یہاں تک لکھا کہ ڈنمارک کے نومسلموں کے لئے مسجد خود حکومت ڈنمارک کے لوگوں اور حکومت کو تعمیر کرا دینی چاہئے۔ 143

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے صدارتی ارشادات میں یورپ میں مخلص اور فدائی جماعتوں کے قیام پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے مشرق بعید اور افریقہ کے دوروں کی اہمیت پر بھی زور دیا تا کہ وہاں کے حالات کا بھی جائزہ لے کر وہاں بھی تبلیغی مساعی کو زیادہ وسیع اور مؤثر اور نتیجہ خیز بنایا جا سکے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

”مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلا دورہ کامیاب رہا ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج نکلے ہیں۔ اب میں مجلس تحریک جدید کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امر کو مدنظر رکھے کہ مرزا مبارک احمد صاحب ایک دورہ سیلون' ملایا' برما اور انڈونیشیا کی طرف کریں اور ایک دورہ افریقہ کے ممالک کا کریں تا کہ وہ تمام دنیا کے صحیح حالات سے واقف ہو کر اور صحیح معلومات کے نچوڑ کو کام میں لا کر۔۔۔۔ خدا کی رتھ کو آگے سے آگے چلا سکیں۔“ [144]

مخالف عناصر کا ایک ناروا پراپیگنڈا اور اس کا مسکت جواب

کچھ عرصہ سے بعض مخالف عناصر یہ سوال اٹھا رہے تھے کہ حکومت پاکستان جماعت احمدیہ کے جماعتی محاصل اور جماعتی جائیداد کو وقف ایکٹ کے تحت اپنے قبضہ میں لے لے اور جس طرح وہ مزاروں' خانقاہوں اور مسجدوں وغیرہ کی وقف جائیدادوں کو اپنی تحویل میں لے کر انتظام کر رہی ہے' جماعت کی جائیداد اور محاصل کا بھی انتظام کرے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے الفضل (22 جون 1961ء) میں اس کا نہایت مدلّل و مفصل جواب دیا کہ اول تو بعض وکیلوں اور قانون دانوں کا خیال ہے کہ جماعت احمدیہ کی جائیدادیں اور محاصل وقف کی اغراض کے مطابق قانونی طور پر وقف قرار نہیں دئے جا سکتے اور اگر بالفرض ان کا وقف ایکٹ کی ذیل میں آنا تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی حکومت جائز طور پر ان کو اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی کیونکہ جماعت احمدیہ کے محاصل کا طریق اور ان کی جائیدادوں کا معیار اور حسابی نگرانی کا طور طریقہ اور پڑتال کا اصول اور اخراجات کا تنوّع (یعنی بے شمار شاخوں میں منقسم ہونا) اور انتظام کی عالمگیر وسعت اور جماعت کے مخصوص نظریات ایسے ہیں کہ کسی صورت میں بھی اور عقل و دانش کے کسی معیار کے مطابق بھی انہیں ملک کے اندر کی مسجدوں اور مزاروں اور خانقاہوں اور یتیم خانوں وغیرہ کی جائدادوں اور محاصل اور اخراجات کی نوعیت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً

(الف) جہاں مزاروں اور خانقاہوں اور مسجدوں اور یتیم خانوں وغیرہ کی آمد کسی منظّم طریق پر نہیں ہوتی وہاں جماعت احمدیہ کی آمد جو مقررہ چندوں یا جماعتی جائدادوں کی صورت میں ہوتی ہے وہ مختلف

شہروں اور قصبات اور دیہات کے مرکزی یا مقامی عہدیداروں کے ذریعہ باقاعدہ جمع ہو کر مرکز میں آتی اور باضابطہ ریکارڈ کی جاتی ہے۔

(ب) ربوہ کی انجمن ایک باقاعدہ رجسٹرڈ باڈی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ ہر رجسٹرڈ باڈی حکومت کی عمومی نگرانی اور اصولی پڑتال کے نیچے ہوتی ہے۔

(ج) جماعت احمدیہ کی انجمن کے کام کو چلانے کے لئے بہت سے علیحدہ علیحدہ دفاتر مقرر ہیں جو علیحدہ علیحدہ افسروں کے ماتحت منظّم طریق پر کام کرتے ہیں اور ہر دفتر میں کلرکوں اور ماتحت افسروں کا باقاعدہ عملہ مقرر ہوتا ہے اور جملہ افسروں کے اوپر ایک بالا افسر نگران ہے جو مختلف دفتروں اور صیغوں کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔

(د) جماعت احمدیہ کی انجمن کا بجٹ مقامی جماعتوں کی رپورٹوں کے بعد کافی غور وخوض کے ساتھ انجمن کے مطبوعہ فارموں پر انجمن کے اجلاس میں باقاعدہ تجویز کیا جاتا ہے۔

(ھ) پھر اس بجٹ کو تمام مقامی جماعتوں کے منتخب شدہ نمائندے مرکز میں جمع ہو کر جماعت کی مجلس مشاورت کے موقعہ پر پورے غور وخوض اور بحث اور جرح قدح کے بعد پاس کرتے ہیں۔

(و) انجمن کا ایک باقاعدہ آڈیٹر مقرر ہے جو مالی اور حسابی لحاظ سے انجمن کے مختلف صیغوں اور دفاتر کا معائنہ کرتا رہتا ہے اور اس معائنہ کی رپورٹ بالا افسر کو دی جاتی ہے اور حسب ضرورت جواب طلبی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

(ز) انجمن کے اپنے آڈیٹر کے علاوہ انجمن کے حساب کتاب اور آمد وخرچ کی پڑتال سرکاری سند یافتہ رجسٹرڈ آڈیٹروں کے ذریعہ بھی کروائی جاتی ہے اور ان کے معائنہ کی رپورٹ انجمن کے ہیڈ آفس میں محفوظ رکھی جاتی ہے۔

پھر انجمن کا خرچ کسی ایک کام اور ایک غرض وغایت تک محدود نہیں بلکہ تعلیم، تبلیغ، تربیت، خانہ خدا کی تعمیر، تراجم قرآن اور اشاعت لٹریچر اور اخباروں اور رسالوں اور کتب کی تصنیف واشاعت اور امداد غرباء اور دیگر رفاہ کے کثیر التعداد کاموں پر خرچ ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انجمن کا یہ بے شمار شاخوں والا کام صرف پاکستان کے اندر محدود نہیں بلکہ دنیا کے بیشتر آزاد ملکوں میں نہایت وسیع طور پر پھیلا ہوا ہے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں جماعت کے مخلص کارکن دن رات تبلیغ وتربیت اور تعلیم اور اشاعت لٹریچر کے مقدس فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر فرقہ اپنے اپنے مخصوص نظریات رکھتا ہے جن سے وہ دیانتداری کے ساتھ قائم ہے اور تبلیغ وتربیت کے میدان میں ان نظریات کو جو عملی اہمیت حاصل

ہے اسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا سکتا۔ جماعت احمدیہ بھی مخصوص نظریات کی حامل جماعت ہے پس اس کے وسیع اور بے شمار شاخیں رکھنے والے کام کو پاکستانی حکومت کا کوئی مقامی ادارہ کس طرح اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے اور اسے کس طرح چلا سکتا ہے؟ اور اس قسم کے وسیع اور متنوع اور عالمگیر اور منظّم اور مخصوص نوعیت کے کام کے مقابل پر مزاروں اور خانقاہوں اور یتیم خانوں یا بعض مقامی تعلیمی اداروں کی بھلا کیا نسبت ہے؟[145]

''انجمن اتحاد المسلمین'' کی ایک معروف شخصیت کی جیل میں بیعت

حیدر آباد دکن کی مشہور تنظیم ''اتحاد المسلمین'' کی ایک معروف شخصیت سید جعفر حسین صاحب بی اے ایل ایل بی 26 ستمبر 1960ء سے سکندر آباد جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے حضرت مصلح موعود کی پُر معارف تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا اور متأثر ہو کر اس سال مارچ 1961ء میں حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔[146] ازاں بعد اسیروں کے رستگار حضرت مصلح موعود کی دعا سے 29 جون 1961ء کو رہا ہوئے۔

رہائی کے بعد آپ کو شدید مخالفت سے دو چار ہونا پڑا۔ چنانچہ سید جعفر حسین صاحب نے مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر ''صدق جدید'' کے نام ایک مکتوب میں لکھا:

> ''جیل کی تنہائیوں میں قرآن کریم کی تلاوت نے میرے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور میں یہ عزم کر کے نکلا تھا کہ زندگی کا آئندہ ہر قدم میں خدا کی خوشنودی کے لئے اٹھاؤں گا۔ میری رہائی کے بعد اخبار کے بعض نمائندوں نے انٹرویو لیا اور میرا جو بیان اخبارات میں شائع ہوا اس سے حیدر آباد کے تمام حلقوں میں شاید ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اتحاد المسلمین کے وہ مسلمان جو کبھی مجھے گلے لگاتے تھے میں راستے سے گزرتا تو مجھے گالیاں دیتے آوازیں کستے۔۔۔۔۔ میری نسبت افواہیں پھیلائی گئیں کہ بیعت کرنے کے معاوضہ میں میں نے کثیر رقم دی۔ میں نے انفرادی طور پر بہت سے سمجھدار دوستوں سے کہا کہ مجھے قرآن وحدیث سے سمجھاؤ کہ میں نے کیا غلطی کی ہے تو ایک صاحب نے ایک مشہور شاہراہ پر آخ تھو کہہ کر میری طرف تھوک دیا۔ قرآن کریم نے مجھے شدید صبر وضبط کی تعلیم دی تھی۔ میں نے بازو کی دکان سے پان کا بیڑہ لیا اور ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ تھوکنے سے قرآن وحدیث سمجھ میں آ سکتا ہے تو پان کھا کر مجھ پر تھوکو تا کہ جلدی سمجھ میں آئے۔

شادنگر کے مسلمان جن کے دکھ درد میں میں خود راست شامل تھا میرے شدید مخالف ہو گئے۔ تمام دیہات کے مسلمان مستقر شادنگر پر ایک مسجد میں جمع ہوئے اور بائیکاٹ کا ایک ریزولوشن پاس ہوا۔ ایک جلسہ کے دوران میں میری تقریر ہونے لگی۔ کوتوالی میں درخواست پیش کی گئی کہ نقض امن کا شدید اندیشہ ہے۔ حتیٰ۔۔۔۔کہ کوتوالی کو ایک ڈویژن فورس برقرار انتظام کے لئے جلسہ گاہ میں مقرر کرنی پڑی۔ ایک اور مسجد میں مجھ پر اور میری جماعت پر حملہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور ایک مرشد اور بعض مقامی مسلمان جو وعدہ کر کے لے گئے تھے کہ ایک پُرامن فضا میں جلسہ ہوگا ہنگامہ پر آمادہ ہو گئے۔ شادنگر میں بسا اوقات جب میں باہر نکلتا تو مسلم دوستوں کا ہجوم میرے ساتھ رہتا تھا لیکن جب رہائی کے بعد میں نے ایک دن اور رات شادنگر میں بسر کی تو میں یکا و تنہا تھا اور صبح ہونے سے پہلے میں نے شادنگر چھوڑ دیا۔ بعض ان میں سمجھدار دوست بھی تھے۔ ایک دوست نے مجھے پروفیسر الیاس برنی صاحب کی ضخیم کتاب دی جو قادیانی مذہب کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اور ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ میں نے بڑے غور۔۔۔۔کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ اصل میں برنی صاحب نے اب تک بانی جماعت اور جماعت احمدیہ پر جو اعتراضات ہوئے ہیں ان پر اپنا ایک عنوان لگا کر اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ خود کہیں کہیں ایک ایک دو دو سطریں طنزیہ انداز میں لکھ دی ہیں۔ پوری کتاب پڑھنے اور اصل سے مقابلہ کرنے کے بعد برنی صاحب کی نسبت جو سابق میں میرے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں میری یہ رائے ہے کہ ان کی حیثیت ایک ایسے جج کی ہے جو عرضی دعویٰ کو دیکھے بغیر محض جواب دعویٰ کو پڑھ کر مدعی کا مقدمہ خارج کر دے۔ دوست احباب نے بہت سے مرشدوں مولویوں اور خطیبوں سے بھی ملایا۔ حیدر آباد دکن کی تاریخی مسجد کے ایک بڑے خطیب مجھے سمجھانے کی بجائے بانی جماعت کی شان میں گندی باتیں اور گندے اشعار سنانے لگے۔ بعض مولویوں کے مکان پر ہم پٹتے پٹتے بچے، رشتہ داروں کا حال یہ ہے کہ مرتبہ اور پوزیشن میں کئی درجوں کا فرق ہونے کے باوجود سب کے سب توہین آمیز سلوک پر اتر آئے ہیں۔ میری اور میرے ان خاندان کے اراکین کا مکمل بائیکاٹ ہے جو بیعت کر چکے ہیں۔ ہماری دعوتیں بھی بند ہیں۔ فحش کلامی' غیبت' عیب جوئی وغیرہ وغیرہ میں ساری تفصیلات آپ سے کیا عرض کروں۔ اس صفت کے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ رحم کرے

کیا اب بھی کسی عیسیٰ کو نہ بھیجتا۔ میں نے جیل سے رہا ہونے کے بعد بانی جماعت کے تمام حالات زندگی اور ان کی تمام تحریرات جو ایک بڑا دفتر ہے بہت ہی غور سے دیکھا۔ مجھے تو کہیں بھی وحشت نہیں ہوئی بلکہ بعض مقامات پر تو میرے آنسو بہہ گئے کہ یہ سطور خدا کے ایک مامور ہی سے لکھے جا سکتے ہیں۔ مزید برآں جلسہ سالانہ قادیان سے جو تاثر میں لے کر آیا ہوں وہ میں فراموش نہیں کر سکتا۔

آپ نے بدھوں' آریہ سماجیوں' مجوسیوں' یہودیوں' گاندھی جی ٹیگور' سر رادھا کشن، اینی بسنٹ کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں بھی بعض جزوی صداقتیں ہیں' خدا کے نبی تو ہر قوم میں آئے ہیں یہ لوگ ان جزوی صداقتوں کے ساتھ ایک کامل اور مرکزی صداقت یعنی رسول خدا ﷺ پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔

قوموں کا خون جو راہ خدا میں نہیں بہتا وہ منجمد ہو جاتی ہیں۔ رہائی کے بعد خلیفہ صاحب کی خدمت میں میں نے لکھا کہ مجھے کسی ایسے مقام پر تبلیغ کے لئے دنیا کے کسی بھی حصہ میں متعین فرما دیں جہاں تبلیغ کی پاداش میں سولی دی جاتی ہو یا سنگسار کیا جاتا ہو۔ حضور نے فرمایا تمہاری سردست ہندوستان میں ضرورت ہے۔ یہیں رہو۔ بہرحال میں نے اپنی جان و مال راہ خدا میں اپنے خلیفہ کے سپرد کر دی ہے وہ جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔ اس حالت میں میں مر بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے میری نیت کا ثواب دے گا۔

ایک جماعت جو توحید خدا تعالیٰ کی قائل اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عاشق' شب و روز نمازوں اور دعاؤں' شب بیداریوں اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلتے ہوئے غلبۂ اسلام کے لئے خدا کے روبرو سربسجود اور رسول خدا ﷺ کے تبلیغی مشنوں کی طرح قرآن کریم کو لے کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جماعت کافر و مرتد کیسے ہوگئی۔'' سید جعفر حسین بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ چبوترہ سید علی شاہ علی بنڈہ حیدرآباد 147

تربیت اولاد سے متعلق زبردست انتباہ

15 اگست 1961ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کو زبردست انتباہ کیا:

''ہم خدا کے مامور اور مرسل کے زمانہ سے دن بدن اور لحظہ بلحظہ دور ہوتے جا رہے ہیں اور وقت کے قرب کی زبردست مقناطیسی طاقت سے ہر آن محروم ہو رہے ہیں۔ یہ وہ بھاری نقصان ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ چنانچہ اسلام کی

ابتدائی تاریخ کا آخری نقشہ آپ کے سامنے ہے جسے اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور اب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا زمانہ بھی جلد جلد ختم ہو رہا ہے اور یہ روحانی روشنی پہنچانے والے اور تاریکی میں راستہ دکھانے والے چاند ستارے بڑی سرعت کے ساتھ افق قریب میں غروب ہوتے جا رہے ہیں۔ دوستو اور عزیزو کیا آپ لوگوں نے کبھی اس نقصان کا جائزہ لیا اور اس کے تدارک اور تلافی کی تدبیر سوچی۔ اگر نہیں سوچی تو آخر کب سوچیں گے؟ کیا اس وقت سوچیں گے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی چہرہ کو دیکھنے والے اور آپ کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے والے اور آپ کے مبارک کلام کے سننے والے لوگ سب کے سب اپنی اپنی قبروں میں جا سوئیں گے۔’’؟؟

اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد آپ نے آنحضرت ﷺ کے اس ارشادِ مبارک کی نہایت لطیف تشریح فرمائی کہ:

’’**رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر**‘‘

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد (مراد تلوار کے جہاد) سے فارغ ہو کر بڑے جہاد (مراد اخلاقی اور روحانی تربیت کے جہاد) کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

آخر میں آپ نے احباب جماعت کو احمدی نوجوانوں کی تربیت و اصلاح کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

’’آجکل ہماری بڑی پرابلم جماعت کے نوجوانوں اور خصوصاً نسلی احمدیوں کی تربیت ہے تا کہ انہیں زمانہ کی شر بار ہواؤں سے بچا کر اور مادیت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھ کر اسلام اور احمدیت کی روح پر قائم رکھا جا سکے۔۔۔۔۔ یہ کام کس طرح سرانجام دیا جائے اس کے لئے کسی لمبی چوڑی تلقین کی ضرورت نہیں۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اس معاملہ میں زریں ہدایات سے بھری پڑی ہیں۔ اصل چیز جس کی ضرورت ہے وہ احساس اور توجہ ہے۔ اگر جماعت میں نوجوانوں کی تربیت کا احساس پیدا ہو جائے اور وہ اس سوال کی عظیم الشان اہمیت کو سمجھ لے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے نیز خلافت جیسی الٰہی نعمت کے موجود ہونے کے نتیجہ میں ہمارے اندر ایمان و اخلاص کی زبردست چنگاریاں موجود ہیں۔ پس ذرا سی ہوا دینے سے وہ بھڑک اُٹھنے کے لئے تیار ہے۔ **ولو لم تمسسه نار**۔

پس دوستو اور عزیزو! خدا کے لئے اس طرف توجہ دو اور اپنی اولادوں کے مستقبل کی فکر کرو اور جماعت کے قدم کو نیچے کی طرف جانے سے بچاؤ اور ان کے اندر اسلام اور احمدیت کی ایسی شمع روشن کر دو جس سے ہر اگلی نسل کی شمع خود بخود روشن ہوتی چلی جائے اور قرآن کریم کے اس زبردست انذار کو ہمیشہ یاد رکھو کہ **قُوا انفسکم و اھلیکم نارا** اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ کے اس ڈرا دینے والے شعر کو کبھی بھی نہ بھولو کہ ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو'' [148]

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کا قیام

بطل احمدیت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ننھیال داتا زید کا سے متصل ایک قدیم احمدی بستی گھٹیالیاں ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ایک مخلص جماعت قائم ہے۔ یہ خطہ کئی مقتدر بزرگ اصحاب کا مولد و مسکن ہے۔ یہاں عرصہ سے تعلیم الاسلام ہائی سکول جاری تھا مگر علاقہ میں دور دور تک کالج کا نام ونشان نہیں تھا۔ حتیٰ کہ ڈسکہ، پسرور اور بدوملہی جیسے قدیم و مشہور قصبے بھی اس سے محروم تھے۔

حضرت مصلح موعود جیسے اولوالعزم خلیفہ کے عہد مبارک میں نامساعد حالات کے باوجود جماعت احمدیہ نے اس سال 19 اگست 1961ء کو انٹرمیڈیٹ کالج قائم کر دکھایا جس میں سلسلہ کے بعض مخیّر بزرگ خصوصاً جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے اخلاص و ایثار اور قربانی کا بھاری عمل دخل تھا۔ ذیل میں کالج کے ابتدائی کوائف اس درسگاہ کے اولین پرنسپل صاحب جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم اے (ابن حضرت ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی۔ رفیق خاص مسیح موعود) کے قلم سے سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔ کوائف آپ کی پہلی رپورٹ سے ماخوذ ہیں جو رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان (یکم مئی 1960ء۔ 30 اپریل 1961ء) کے صفحہ 87۔88 میں شائع ہوئی۔

''تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کا آغاز مؤرخہ 19 اگست 61ء کو ہوا جبکہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ON DEPUTATION یہاں مقرر ہوا۔ اس بابرکت ادارے کی اصل تحریک تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی طرف سے ہوئی تھی جبکہ آپ 1959ء میں یہاں تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی طرف سے الفضل میں دو دفعہ

تحریکات شائع ہوئیں جن سے علاقہ کے احباب پر نہایت عمدہ اثر ہوا اور تمام خورد و کلاں نے نہایت گرمجوشی اور انہماک کے ساتھ اس ادارے کو کامیاب بنانے میں خاکسار کے ساتھ مکمل تعاون فرمایا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ادارہ اپنے آغاز کی منزلوں کو بخوبی طے کر چکا ہے۔ اور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے منظور ہو چکا ہے۔

سٹاف: خاکسار کے ساتھ مولوی محمد عثمان صاحب ایم۔اے مؤرخہ یکم ستمبر 61ء کو یہاں حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ ابتداء میں ہم دونوں نے کلاسوں کا انتظام سنبھالا۔ لیکن ستمبر میں جب انسپکشن ٹیم جو بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے منظور کی گئی تھی یہاں آئی۔ تو ان کی ہدایات کے مطابق مزید لیکچرار بھی مقرر کئے گئے۔ اب سٹاف کی فہرست حسبِ ذیل ہے:

1۔ عبدالسلام اختر ایم۔اے پرنسپل
2۔ مولوی محمد عثمان صاحب ایم۔اے صدیقی لیکچرار عربی اور اسلامیات
3۔ چوہدری محمد نواز خان صاحب ایم۔اے لیکچرار فارسی اور تاریخ
4۔ سید ارشاد حسین صاحب ایم۔اے، بی۔ٹی لیکچرار اردو
5۔ جناب ماسٹر مجید احمد صاحب بی۔اے بی ٹی سائنس اور ڈرائنگ
6۔ رفیق احمد صاحب کلرک (ایف۔اے)

تاحال (1) لیکچرار انگریزی، (2) ڈی۔پی۔آئی اور (3) لائبریرین کی آسامیاں خالی ہیں۔ ان کو پُر کرنے کی جلد از جلد کوشش کی جارہی ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی میں برکت ڈالے اور ہماری مشکلات ختم کر دے۔ سچ پوچھیں تو یہ ادارہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے متعلق اس الہام کا زندہ ثبوت ہے کہ ''وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا''۔ جس بے سروسامانی کی حالت میں اس کا آغاز ہوا اس کی ایک دنیا شاہد ہے۔ مگر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی مسلسل توجہ نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور کام کرنے والوں کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کیا کہ انہوں نے کچے رستوں کی پرواہ نہ کی اور نہ ہی بارش اور دھوپ کی۔ چنانچہ بورڈ آف ایجوکیشن کی طرف سے جب اس کی منظوری ہوئی تو بہت سے لوگ حیران رہ گئے۔ کیونکہ ڈسکہ۔ پسرور اور بدوملہی جیسے قصبات میں جہاں آبادی اور انتظامات کئی

گنا زیادہ تھے اس وقت کوئی کالج منظور نہ ہوا تھا۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

تعداد طلباء: چونکہ یہ کالج ہائر سیکنڈری سکول کی صورت میں منظور ہوا ہے اس لئے اس میں گیارہویں اور بارہویں کلاسوں کے ساتھ نویں اور دسویں کلاسیں بھی شامل ہیں۔ محکمۂ تعلیم نے حکومت کے ایجوکیشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق ان چاروں کلاسوں کا ایک بلاک بنایا ہے اور اسے ہائر سیکنڈری کا نام دیا ہے۔ اس وقت کلاسوار طلباء کی تعداد حسب ذیل ہے:

(1) IX کلاس 54 (2) X کلاس 55

(3) XI کلاس 22

اس نئے داخلے کے وقت انشاء اللہ العزیز XII کلاس بھی شروع ہو جائے گی۔ اور چاروں کلاسوں میں نیا داخلہ لیا جائے گا۔ و ما توفیقی الا باللّٰہ العظیم

ہوسٹل: چند ماہ قبل ہوسٹل کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوسٹل کی عمارت کا نقشہ اور اسٹیمیٹ تیار کیا گیا ہے اور امید ہے کہ مارچ اپریل 62ء میں جب اشتمال اراضی کا کام مکمل ہو جائے گا تو ہوسٹل اور سٹاف کواٹرز کا کام شروع ہو سکے گا۔ فی الحال 35/40 طلباء کے ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت بھی بعض طلباء کے ذوقِ علم کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے ہیں اور یہیں کالج کے ایک کمرہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

انتظامیہ کمیٹی: کے دس ارکان ہیں جو بحیثیت ایک آرگنائیزیشن۔ رجسٹرار صاحب آف کواپریٹو سوسائٹی کی طرف سے منظور شدہ ہیں۔ ان کے صدر محترم بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ ہیں۔ محترم بابو صاحب باوجود پیرانہ سالی کے کالج کے معاملات میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں۔ اور نقشہ جات تیار کرنے، نیز متعدد امور کی تکمیل کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اس مقام پر یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ محترم جناب چوہدری شاہنواز صاحب نے کالج کی امداد کے لئے مبلغ دس ہزار روپیہ اور مکرم چوہدری محمد علی صاحب رئیس باندھی (سندھ) نے کالج کے کمرہ جات کی تعمیر کے لئے مبلغ چھ ہزار روپیہ کا وعدہ اور ادائیگی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو خدمت سلسلہ کی مزید توفیق عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام“

کالج کی انتظامیہ کمیٹی کے معزز ممبران کے نام یہ ہیں:-

1۔حضرت بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ (مینیجر)

2۔چوہدری غلام حیدر صاحب بی اے بی ٹی سابق مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (سیکرٹری)

3۔چوہدری بشیر احمد صاحب آف داتازید کا

4۔چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب قلعہ کالروالا

5۔حاجی فیض احمد صاحب خادم گھٹیالیاں

6۔چوہدری فیض احمد صاحب پوہلہ مہاراں

7۔چوہدری خدا بخش صاحب خانا نوالی میانوالی

8۔چوہدری رشید احمد صاحب گھٹیالیاں

9۔ماسٹر محمد شریف صاحب خانا نوالی میانوالی[149]

بعدازاں 1967ء تک مندرجہ ذیل احباب کالج کے سٹاف میں شامل ہوئے اور گرانقدر تعلیمی خدمات کی توفیق پائی۔

1۔ایم نورالحسن صاحب بی اے ڈی پی ای (فزیکل ایجوکیشن)

2۔پروفیسر محمد منور صاحب ایم اے لیکچرار (اردو)

3۔سید افتخار حسین صاحب ڈی پی ای (فزیکل انسٹریکٹر)

4۔ماسٹر زرتشت منیر خان صاحب بی اے (سوکس)

5۔شیخ عبدالقادر صاحب بی اے لائبریرین (کوالیفائڈ ڈپلومہ ہولڈران لائبریری سائنس)

6۔قاضی محمد بشیر صاحب ایم۔اے (اردو)

7۔منظور احمد صاحب شاکر ایم۔اے۔بی۔ٹی (تاریخ اور فارسی)

8۔محمد اشرف صاحب ایم اے (سوکس اینڈ اکنامکس)[150]

9۔چوہدری منصور احمد صاحب ایم اے انگلش (لیکچرار)

10۔اعجاز احمد صاحب سلیانہ ایم اے انگلش (لیکچرار)

11۔محمد عبدالحلیم صاحب مولوی فاضل (عربی لیکچرار)

12۔داؤد احمد صاحب ایم اے پولیٹیکل سائنس (لیکچرار)
13۔عبدالکریم صاحب ایم اے انگلش (لیکچرار)
14۔سید نثار احمد صاحب ایم اے تاریخ، فارسی (لیکچرار)

محترم عبد السلام صاحب 1965ء تک پرنسپل کے فرائض بجا لاتے رہے۔ آپ کے بعد بالترتیب حسب ذیل اصحاب اس منصب پر فائز ہوئے:

مولوی محمد عثمان صاحب صدیقی (تا 1968ء)، جناب احمد حسن صاحب سابق رجسٹرار پشاور یونیورسٹی (تا 1969ء) مرزا بشیر احمد صاحب (تا 70-1969ء) قاضی بشیر احمد صاحب 1972ء تک۔[151]

اکتوبر 1963ء میں کالج کے ہوسٹل کا افتتاح ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ سید حسنات احمد صاحب نے کیا اور کالج کی عمارت کا سنگِ بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا اور اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ کالج قائم ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ اس پسماندہ علاقہ میں تعلیم اور اسلام کی اشاعت کا مرکز بنے۔ اس تقریب پر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے مبلغ بیس ہزار روپے کا چیک حضرت بابو قاسم دین صاحب مینیجر کالج کو مرحمت فرمایا۔ اگلے سال کالج کی اصل عمارت کے آٹھ کمرے پایہ تکمیل تک پہنچ گئے جس کے افتتاح کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب دوبارہ تشریف لائے اور عظیم الشان جلسہ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر ضلع سیالکوٹ کے اہم مقامات سے کثیر تعداد میں احباب جمع تھے۔ نیز ضلع کے سرکاری افسر بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے کالج کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ادارہ جو خالص رفاہ عامہ کے جذبہ کے تحت کھولا گیا ہے عوام اور غریب طلباء کی ایسی خدمت سرانجام دے رہا ہے جس کو صرف دل محسوس کرتے ہیں۔ دوران تقریر آپ نے کالج کی ترقی کے لئے مبلغ بیس ہزار روپے کی خطیر رقم کے عطیہ کا بھی اعلان فرمایا۔ جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کالج کی انتظامیہ کو تعمیر کی غرض سے دی گئی تھی۔

خدا کے فضل وکرم سے کالج کے محنتی اور مستعد سٹاف کی بدولت یہ نئی درسگاہ قدم بقدم بہت تیزی سے ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ کالج کی پہلی کلاس کا نتیجہ قریباً 99 فیصدی رہا۔ عمدہ کتابوں پر مشتمل لائبریری قائم ہوئی۔ سٹوڈنٹ یونین بھی سرگرم عمل ہوگئی۔ تمام جماعتی اور تعلیمی اجتماعات یہیں ہونے لگے۔ مقامی جماعت کے اجتماعات میں کالج کا سٹاف نمایاں حصہ لیتا رہا۔ اساتذہ اپنے تدریسی فرائض کے علاوہ علاقہ کے متعدد دیہات میں گھوم پھر کر متعدد جلسوں سے خطاب کرنے لگے جس سے اس حلقہ میں زندگی اور

بیداری کی نئی لہر دوڑ گئی۔ یکم نومبر 1963ء سے کالج کو انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ دے دیا گیا۔

فروری 1964ء میں پہلی بار کالج کے زیر اہتمام ایک آل پاکستان مباحثہ منعقد ہوا جس میں ضلع سیالکوٹ، ضلع سرگودھا، ضلع جھنگ اور لاہور سے قریباً نو کالجوں نے حصہ لیا۔ یہ مباحثہ بہت کامیاب رہا جس سے گھٹیالیاں کے دیہاتی طلبہ کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے بڑی دلچسپی سے سیالکوٹ، سرگودھا، مری، لاہور اور بدوملہی کے کالجوں کی تقاریب میں تقریری حصہ لیا اور متعدد انعامات حاصل کئے۔ 152

یکم نومبر 1963ء سے نویں دسویں کلاسیں جو کالج سے ملحق تھیں دوبارہ ہائی سکول گھٹیالیاں میں شامل کر دی گئیں۔ 153

کالج کی سالانہ رپورٹ (یکم مئی 1965ء تا 30 اپریل 1966ء) سے پتہ چلتا ہے کہ یہ درسگاہ دورافتادہ دیہاتی ماحول میں واقع ہونے کے باوجود علم و تبلیغ کا مرکز بنی رہی۔ دورانِ سال سینکڑوں زائرین یہاں آئے اور انہوں نے طلبہ کے درمیان رہ کر یہاں کے ماحول کو بے حد پسند کیا اور طلباء اور سٹاف کے تعلیمی شغف، ذوق وشوق اور انہماک کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

گذشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوسٹل اور دو سٹاف کوارٹرز کی عمارات مکمل ہو چکی تھیں۔ دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کالج کی عمارت کے آٹھ کمرے جو فی کمرہ 18×22 کے سائز کے ہیں مکمل ہو گئے۔ یہ خوبصورت عمارت قلعہ صوبا سنگھ سے بدوملہی جانے والی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ اور تمام آنے جانے والوں کے لئے انتہائی کشش کا موجب ہے۔ عمارت کی تکمیل کی نگرانی کے فرائض چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قلعہ صوبا سنگھ نے ادا کئے۔ ان کے علاوہ حاجی خدا بخش صاحب ساکن خانا میانوالی نے زمین کے ٹھیکہ جات اور دیگر متعلقہ امور کے تصفیہ میں ہاتھ بٹایا۔ صرف کالج کی تعمیر میں اب تک تقریباً 70 ہزار روپے کے قریب خرچ ہو چکے ہیں۔

ستمبر 1965ء میں پاک و ہند جنگ شروع ہوئی۔ جس کی وجہ سے ضلع سیالکوٹ کے تمام تعلیمی ادارے فوراً بند کر دئے گئے۔ مگر طلباء نے اس عرصہ میں تعلیمی خدمات کا ایک بے لوث ریکارڈ قائم کیا۔ آنیوالے مہاجرین کی خوراک اور بستروں کا انتظام اور فوجی سپاہیوں کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے علاوہ کالج یونین سے تقریباً -/1600 روپے کی نقد رقم حکومت کو پیش کی گئی۔ جس کا ذکر ریڈیو پاکستان سے نمایاں طور پر کیا گیا۔ ان امور کے علاوہ سڑکوں کی درستگی اور پبلک لیکچروں کا انتظام بھی کیا گیا جسمیں لوگوں کی تعلیم و تربیت کو ملحوظ رکھ کر مختلف علمی اور سوشل تجاویز کو عملی جامہ پہنایا گیا۔

کالج میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کبڈی۔ باسکٹ بال۔ والی بال اور بیڈمنٹن کا خصوصی انتظام رہا۔

اکثر اوقات مقامی سکولوں اور کالجوں سے کبڈی کے میچ ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصاً اسلامیہ کالج بدوملہی اور نارووال سے ہمارے کبڈی کے مقابلے ہوئے اور پھر اتھلیٹک یعنی لمبی چھلانگ اور ہائی جمپ کے کھلاڑی بورڈ آف ایجوکیشن کے مقابلوں میں لاہور بھی بھیجے گئے جن میں بین الجامعی مقابلوں میں کھلاڑیوں کی پوزیشن تیسری اور چوتھی رہی۔ والی بال اور باسکٹ بال کے میچ مقامی طور پر ہوتے رہے۔[154]

اب کالج کی آخری مطبوعہ رپورٹ (67-1966) کا ایک اہم اقتباس دیا جاتا ہے۔ اصل رپورٹ جناب مولوی محمد عثمان صاحب صدیقی پرنسپل تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کے قلم سے تھی۔

''مختلف اوقات میں مختلف کھیل طلباء کو کھیلائے گئے۔ ہاکی تو قریباً روزانہ ہی ہوتی رہی۔ باسکٹ بال کی عمدہ پختہ گراؤنڈ طلباء کے لئے بہت دلچسپی اور دلکشی کا موجب رہی۔ کبڈی کے میچز ہوتے رہے جن میں اکثر میچوں میں کالج کی ٹیم غالب رہی۔ والی بال کھلانے کا پورا انتظام موجود ہے۔ اور پسند کے طلباء اس کھیل میں حصہ لیتے رہے۔ والی بال کے بھی چند میچز ہوئے اور باہر کی ٹیموں نے کالج کے میدان میں آکر رونق بخشی۔ نارنگ ہائی سکول کی طرف سے والی بال کھیلنے کی دعوت پر کالج کی ٹیم نارنگ گئی اور میچ کھیلا۔ جس میں کالج کی ٹیم فاتح رہی۔ سالانہ کھیلیں پورے اہتمام سے کرائی گئیں۔ اول اور دوم آنے والے طلباء کو CUPS اور کتب۔ استعمال کی دیگر اشیاء بطور انعام دی گئیں۔ کھیلوں کے اختتام پر تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا جس میں انتظامیہ کے بعض ممبران بھی شامل ہوئے۔ غرضیکہ اس میدان میں بھی کالج نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں تاکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کے جسمانی قویٰ بھی چست وصحتمند رہیں۔

لائبریری۔ اخبارات اور رسائل:

ممبران سٹاف اور طلباء نے لائبریری سے بھرپور استفادہ کیا۔ ریڈنگ روم میں فارغ اوقات میں طلباء بیٹھ کر مختلف اخبارات و رسائل مطالعہ کرتے رہے۔ امروز۔ پاکستان ٹائمز۔ الفضل۔ لاہور۔ تحریک جدید۔ انصار اللہ تو باقاعدہ کالج نے جاری کرائے ہوئے ہیں۔ یہ رسائل ریڈنگ روم میں رکھے جاتے ہیں جن کو طلباء پڑھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض دیگر تنظیموں کی طرف سے بھی نئے چھپنے والے رسائل کالج میں آئے۔ سال گذشتہ میں لائبریری کے لئے کتب کا نیا سٹاک خریدا گیا۔ اور معقول رقم لائبریری پر خرچ کی گئی۔ لاہور سے ایشیا فاؤنڈیشن والوں سے مل کر کتب کی ایک کھیپ بطور عطیہ

حاصل کی۔ چنانچہ اپنی پسند کی ہوئی 33 عدد خوبصورت مجلد چھوٹی بڑی کتب حاصل کر کے داخل لائبریری کی گئیں۔ کتب حاصل کرنے والے طلباء -/5 روپے بطور سیکیورٹی جمع کراتے ہیں۔لائبریری کا انتظام بہت کامیاب رہا۔۔۔۔۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک تحریک تعلیم القرآن کا پروگرام دورانِ سال پورا عرصہ جاری رہا۔ دونوں کلاسوں کو قرآن مجید سادہ اور درجہ بدرجہ ترجمہ کے ساتھ اور مختصر تشریح کے ساتھ پڑھایا جاتا رہا۔ یہ کام ''یسرنا القرآن'' قاعدہ سے شروع کیا گیا۔ اس غرض کے لئے 30 عدد قاعدے خریدے گئے۔ اور تعلیم القرآن کے یہ قاعدے طلباء میں تقسیم کر دئے جاتے اور بعد میں واپس لے لئے جاتے۔ تعلیم القرآن میں خود خاکسار کے علاوہ قریباً دیگر سارے پروفیسر اپنی باری پر حصہ لیتے رہے۔ اس طرح اس بابرکت سکیم پر عمل کرنے کی توفیق کماحقہٗ کالج کو ملتی رہی اور طلباء میں اب قرآن مجید کی طرف توجہ کرنے اور پڑھنے کی رغبت میں کافی اضافہ ہو چکا ہوا ہے۔

علمی وادبی سرگرمیاں:

اس سے مراد طلباء میں وقتاً فوقتاً تقاریر کرنے اور اخلاقی نصائح اور وعظ وغیرہ کرنا ہے۔ اخلاقی اور تربیتی امور تو انفرادی طور پر سارے لیکچرار اپنے اپنے وقت پر کلاسوں میں کرتے رہے۔ لیکن اجتماعی طور پر کلاسوں کے سامنے مختلف موضوعوں پر لیکچروں اور تقاریر کا سلسلہ اور انتظام بھی قائم رہا۔ جن میں طلبہ بھی مختلف عنوانوں پر عموماً لکھی ہوئی تقاریر پڑھ کر سناتے اور اساتذہ کے علاوہ کسی موجود الوقت مہمان یا مربی سلسلہ وغیرہ سے بھی تقریر کروائی جاتی۔ جن میں عموماً اخلاقی۔ تربیتی اور اصلاحی امور اور تعلیمی ترقی کے ذرائع اور اصول ہی بیان کئے جاتے۔

ایف۔اے کا نتیجہ:

سال گذشتہ میں ایف۔اے کے نتائج میں کالج ہذا نے بفضلہٖ تعالیٰ نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ نتیجہ 62 فیصد سے اوپر رہا اور اس وقت تک ضلع سیالکوٹ کے کسی کالج کا نتیجہ ہمارے علم میں ایسا شاندار نہیں رہا۔ معلوم ہوا ہے کہ بورڈ اور سیکنڈری ایجوکیشن نے دو مضمونوں میں فیل ہونے والے طلباء کو بھی کمپارٹمنٹ دے دی ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے تین طلباء کمپارٹمنٹ میں آئے اور 17 میں سے ناکام ہونے والے صرف 3 رہ گئے۔ کامیاب طلباء

میں سے چھ نے نہایت عمدہ سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ۔۔۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے سال 67-66ء میں کالج نے ہر لحاظ سے نمایاں ترقی کی ۔ اور علاقہ بھر میں ایک نمایاں مقام پیدا کیا۔ جس کا ذکر بعض احباب کی زبانی وقتاً فوقتاً سننے میں آتا رہا۔‘‘ 155

کالج نہایت تیز رفتاری کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن تھا کہ 12 جنوری 1972ء کو بھٹو حکومت نے نجی کالجوں کے قومیانے کے احکام صادر کر دئے۔ جس پر یہ کالج بھی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا اور اس کے انتظام کے لئے مندرجہ ذیل دو رکنی کمیٹی تشکیل کی گئی جس کا نام گورننگ باڈی رکھا گیا۔

1۔ چوہدری بشیر احمد صاحب داتا زید کا

2۔ حاجی فیض احمد صاحب گھٹیالیاں

فصل چہارم

یورپ کے احمدی مبلّغین کی کامیاب کانفرنس

یورپ میں اشاعت دین کی مہم کو تیز تر اور وسیع تر کرنے کا ایک نہایت مؤثر اور مبارک ذریعہ جماعت احمدیہ کے یورپین مشنز کی سالانہ کانفرنس تھی جو چھ سال سے باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ کی ساتویں 156 اہم کانفرنس 15۔16۔17 ستمبر کو ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں ہوئی جس میں یورپ کے احمدی مشنوں کے تمام مبلغین شامل ہوئے۔

کانفرنس کی تیاریاں ماہ اگست میں ہی شروع کر دی گئی تھیں۔ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب (مبلغ جرمنی) اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب (مبلغ سوئٹزرلینڈ) سے تمام نمائندگان نے رابطہ قائم کر کے تاریخیں اور ایجنڈا تیار کر لیا، کوپن ہیگن کی مقامی جماعت نے پریس میں باقاعدہ خبروں کا سلسلہ شروع کیا۔ سویڈن کی جماعت نے دوستوں تک دعوت نامے ارسال کئے اور مالمو کی جماعت نے کانفرنس ہال کی آرائش کا انتظام کیا۔ ڈائریکٹر ابوبکر ARINTOFT نے اپنا خوبصورت مکان نمائندگان کے لئے پیش کیا۔ کانفرنس کے آغاز سے قبل ہی پریس نے کانفرنس سے متعلق خبریں اور مضامین لکھنے شروع کر دئے اور ملک کے سب سے بڑے عیسائی اخبار نے اپنے ایڈیٹوریل میں عیسائیوں کو اس ''عظیم خطرہ'' سے متنبہ کرتے ہوئے تلقین کی کہ وہ مسلمانوں سے بچ کر رہیں اور ان کا شکار نہ ہوں۔

یورپ کے اکناف واطراف سے تمام نمائندگان 14 ستمبر کو اس مبارک اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے آئے تھے۔ 15 ستمبر کی صبح تمام احباب کانفرنس کا بیج لگائے ہوئے کانفرنس ہال میں پہنچے۔ 10 بجے صبح پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ تمام بڑے بڑے اخبارات کے جرنلسٹ اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندگان موجود تھے۔ پریس فوٹوگرافرز بھی کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ چونکہ چرچ ٹیلی وژن کانفرنس کے خلاف زبردست احتجاج کر چکا تھا اس لئے ٹیلی ویژن والے نہ آسکے۔ عیسائیوں کے سب سے بڑے اخبار کا ایڈیٹر بھی موجود تھا۔ مہمانوں کے اعزاز میں مشن نے کافی پارٹی کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ہال میں یورپ مشنز کی کتب کی نمائش لگی ہوئی تھی۔

اجتماعی دعا کے ساتھ پریس کانفرنس شروع ہوئی۔ سب سے پہلے ڈائریکٹر ابوبکر نے نمائندگان کا تعارف کرایا۔ پھر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے سیکرٹری یورپ مشنز کی حیثیت سے ایک بیان پڑھ کر سنایا جس میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور یورپ میں تبلیغی مساعی اور اسلام کے یورپ میں روشن مستقبل پر روشنی ڈالی

اور پریس نمائندگان کو سوال کرنے کی دعوت دی۔نمائندگان نے بہت سے سوال کر کے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ ہر نمائندہ کو سوالات کے جوابات کا موقع ملا۔سکنڈے نیویا میں ترجمہ قرآن‘ خانہ خدا کی تعمیر اور نئے احمدیوں کی ترقی کو پریس نے بہت سراہا۔ سوالات سلجھے ہوئے تھے اور جوابات برجستہ۔تقریباً 150 اخبارات نے پریس کی رپورٹ مع تصاویر شائع کی۔

پریس کانفرنس کے بعد عبدالسلام صاحب میڈسن نے سورۃ البینہ پر خطبہ جمعہ دیا اور نماز کی امامت حافظ قدرت اللہ صاحب (مبلغ ہالینڈ) نے فرمائی۔ جمعہ میں مبلغین کے علاوہ سویڈن‘ جرمن‘ ڈچ‘ ڈینش اور عرب مسلمانوں کے علاوہ ایران کی ایمبیسی کے فرسٹ اور سیکنڈ سیکرٹری بھی شامل ہوئے۔ پریس نے جمعہ کا فوٹو اور رپورٹ بھی شائع کی۔

جمعہ کی نماز اور کھانے کے بعد مبلغین کی مشاورت کا آغاز ہوا۔سب سے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔اس کے بعد انڈونیشیا کے وزیر مذہب کا تار پڑھ کر سنایا گیا جسمیں انہوں نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کر کے کانفرنس کی مبارکباد پیش کی تھی۔اس موقعہ پر تمام مبلغین یورپ نے گذشتہ دو سال کی تبلیغی‘ اشاعتی‘ تربیتی اور مالی رپورٹ کا جائزہ لیا۔ نیز گزشتہ کانفرنس کے ریزولیوشنز کی تعمیل کا جائزہ لیا۔کل چار مشاورتی اجلاس ہوئے جس پر دس گھنٹے ایجنڈا پر تفصیلی بحث کی گئی اور تبلیغ کو نہایت مؤثر بنانے اور تیز تر کرنے کے ذرائع پر مفصل تبادلہ خیالات کیا گیا۔ مقامی مشکلات حل کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں۔تربیت اور تعلیم کے مسائل پر بحث ہوئی اور تبلیغ واشاعت کے پروگرام تجویز کئے گئے۔

کانفرنس کے موقعہ پر ایک اور اجلاس کا انتظام بھی کیا گیا جس میں پاکستان‘ مصر‘ سویڈن‘ ڈنمارک‘ جرمنی اور ہالینڈ کے احمدی اور غیر احمدی احباب شامل ہوئے۔ یہ اہم اجلاس آٹھ گھنٹے جاری رہا جسمیں تربیتی کیمپ کا انتظام‘ بچوں کی تعلیم وتربیت کے ذرائع اور باہمی تعاون جیسے اہم مسائل زیر غور آئے۔ کانفرنس کے پروگرام کا ایک اہم حصہ پبلک جلسوں کا انعقاد تھا جس کے مطابق 15 ستمبر کی شام کو کوپن ہیگن میں پہلا جلسہ عام ہوا جس سے محمد عبدالسلام صاحب میڈسن مفسر ومترجم قرآن‘ ڈائریکٹر سیف الاسلام ارکسن صاحب مدیر ’’ایکٹو اسلام‘‘ اور شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ نے بالترتیب سیرت نبوی‘ حضرت مسیح کا سفر کشمیر اور تعلیم الاسلام کے موضوعات پر خطاب فرمایا۔حاضرین میں کوپن ہیگن یونیورسٹی کی ایک پروفیسر خاتون جنہوں نے مسلمان عورتوں اور پردہ کے حق میں کئی کتابیں لکھی تھیں اور ZULU آئی لینڈ کے ولی عہد شہزادہ کمال الدین (نومسلم) بھی تھے۔

اگلے روز 16 ستمبر کی شام کو ایلسی نور میں دوسرا پبلک جلسہ ہوا۔ پہلی تقریر میڈسن صاحب نے ’’سیرت نبوی‘‘ پر کی، دوسری تقریر شیخ ناصر احمد صاحب نے وفات مسیح پر کی جو بہت مؤثر ثابت ہوئی، تیسری

تقریر چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی نے ’’اسلام اور امن‘‘ کے موضوع پر کی جسمیں آپ نے سب سے پہلے مشہور مستشرقین کے متعدد حوالوں کی روشنی میں اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کی تردید کی۔ بعد میں اسلام کی محبت و آشتی پر مشتمل تعلیم کو نہایت کامیابی سے بیان کیا۔

کانفرنس کے اختتام سے قبل لارڈ میئر کے نمائندہ EXEL PETERSEN نے تمام مبلغین کی خدمت میں استقبالیہ دیا۔ انہوں نے سب کو خوش آمدید کہہ کر ایڈریس پیش کیا اور شہر کی مختصر تاریخ بیان کی نیز ایک خوبصورت کتابچہ جس میں شہر کی تاریخ اور تصاویر تھیں بطور تحفہ سب کو دیا۔ چوہدری رحمت خان صاحب انچارج انگلستان مشن نے سب مبلغین کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ فی الحقیقت دنیا کے تمام دکھوں کا مداوا اور پیچیدگیوں کا علاج اسی تعلیم میں ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے پیش فرمائی ہے۔ ریفرشمنٹ کے بعد چوہدری صاحب موصوف نے مختصر سی تقریر کی اور اجتماعی دعا پر یہ بابرکت کانفرنس ختم ہوئی۔157

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کا وصال

آپ حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب کے لخت جگر تھے۔ یکم جنوری 1896ء158 کو حضرت مہر النساء بیگم صاحبہ (بنت مکرم بہاول خان صاحب) کے بطن سے مالیر کوٹلہ میں پیدا ہوئے۔ 1901ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے جہاں قریباً ساڑھے چھ سال تک آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے قرب میں قیام کرنے اور حضور سے فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مگر یہ ایام اس رئیس اور نواب خاندان کے لئے ایک عظیم مجاہدہ اور قربانی کے ایام تھے کیونکہ اس زمانہ میں قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی جہاں قیام و طعام کی شدید مشکلات تھیں حتیٰ کہ روزمرہ کی ضروریات زندگی بھی پورے طور پر مہیا نہ ہوتی تھیں۔ مہمانوں کے لئے آٹا دھاریوال سے لایا جاتا تھا جو قادیان سے چھ میل پر ہے۔ حضرت محمد عبداللہ خان صاحب کا بیان ہے کہ

> ’’شروع شروع میں جب والد صاحب قادیان آئے ہیں تو مہمانوں کی اور خاص کر تربیت یافتہ خادمات کی از حد دقت تھی۔ مالیر کوٹلہ سے یہاں آنا کوئی پسند نہیں کرتا تھا۔ قادیان میں اجڈ لوگ ہمیں پسند نہ تھے۔۔۔۔ والد صاحب جب یہاں آئے تو آپ کو قریباً ایک دس بارہ فٹ مربعہ کمرہ اور کوٹھری شاید 8×8 مربعہ فٹ ملی۔ (یعنی حضرت سیدہ ام متین والا حصہ دارالمسیح کا)، غسل خانہ اور ٹٹی بھی جو آرام کا موجب ہو سکے بعد میں بنوانی پڑی ورنہ پہلے انتظام بہت معمولی تھا۔ یہ اس رئیس اور ان کی بیگم کی قادیان میں جائے رہائش تھی جو

کہ ایک بڑے محل کو مالیر کوٹلہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔‘‘

آپ کے برادر اکبر حضرت میاں عبدالرحمٰن خاں صاحب فرماتے ہیں:

’’اس مکان کی تنگی کی یہ حالت تھی کہ ایک کوٹھری میں جس میں صرف ایک پلنگ کی گنجائش تھی حضرت والد صاحب اور خالہ جان رہتے تھے اور ہم تین بہن بھائی ساتھ کے کچے کمرے میں رہتے تھے۔ دوسرا کچا کمرہ حضرت والد صاحب کا دفتر تھا۔ جب بارش ہوتی تو ان کے گرنے کا خطرہ ہوتا اس لئے حضرت والد صاحب ہمیں دارالمسیح میں اپنے پاس بلا لیتے اور ساتھ کے کمرہ میں ہم فرش پر سوتے اور موسم سرما میں تو موسم بھر ہم چاروں بہن بھائی کو وہاں فرش پر سونا پڑتا کیونکہ سب کے لئے چارپائیاں کمرہ میں نہ سما سکتی تھیں۔۔۔۔ قادیان میں ضروریات دستیاب نہ ہوتی تھیں حتیٰ کہ جلانے کے لئے ایندھن بھی حضرت والد صاحب مالیر کوٹلہ سے منگواتے تھے۔ ہری کین لیمپ کے سوا روشنی کا انتظام نہ تھا۔ تین چار سال اسی راہبانہ حالت میں گذر گئی۔‘‘[159]

حضرت نواب عبداللہ خان صاحب اور انکے چھوٹے بھائی میاں عبدالرحیم صاحب نے قرآن مجید ناظرہ حضرت پیر منظور محمد صاحب (موجد قاعدہ یسرنا القرآن) سے پڑھا۔ 21 دسمبر 1903ء کو بروز عید الفطر بعد نماز مغرب ختم قرآن شریف کی تقریب ہوئی جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بھی شرکت فرمائی اور حاضرین کے ساتھ اجتماعی دعا کی چنانچہ اخبار الحکم 17۔24 دسمبر 1903ء میں ہے کہ:-

’’عالی جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب ڈائریکٹر تعلیم الاسلام کالج کے صاحبزادگان کے ختم قرآن شریف کی تقریب پر 21 دسمبر 1903ء عید کے روز بعد نماز مغرب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالی میں بغرضِ دعا پیش کیا گیا ہے جس کو عام اصطلاح میں آمین کی تقریب کہتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کل حاضرین نے آپ کے ساتھ مل کر دعا کی۔‘‘

اور اخبار ’’البدر‘‘ نے لکھا:-

’’شام کے وقت بعد ادائیگی نماز مغرب حضرت اقدس نے جلسہ فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب نواب محمد علی خان صاحب کے صاحبزادہ زریں لباس سے ملبس حضور کی خدمت میں نیازمندانہ طریق پر حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو اپنے پاس جگہ دی۔ ان کو اس ہیئت

میں دیکھ کر خدا کے برگزیدہ نے بڑی سادگی سے جناب نواب صاحب سے دریافت فرمایا کہ ان کی کیا رسم ادا ہونی ہے؟ نواب صاحب نے جواب دیا کہ آمین ہے۔ اس اثناء میں ایک سرو پا تھال آیا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو دھرا گیا۔ چند لمحہ کے بعد پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اب آگے کیا ہونا ہے؟ عرض کی گئی کہ اسے دستِ مبارک لگا دیا جائے اور دعا فرمائی جائے چنانچہ حضور نے ایسا ہی کیا اور پھر فوراً تشریف لے گئے۔‘‘ [160]

آپکے والد ماجد نے اپنے صاحبزادگان کی تربیت کا مثالی انتظام فرمایا۔ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کے لئے حضرت حافظ روشن علی صاحب جیسے جیّد عالم کی خدمات حاصل کیں اور جغرافیہ اور حساب وغیرہ مضامین پڑھانے اور عمومی نگرانی کے لئے حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب کو ٹیوٹر رکھا جو شہر کے مکان میں صاحبزادوں کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔

1911ء میں حضرت میاں عبداللہ خان صاحب نے اپنے دوسرے دو بھائیوں یعنی عبدالرحمٰن صاحب اور میاں عبدالرحیم صاحب خالد کے ساتھ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ حضرت میاں عبداللہ خان صاحب اور میاں عبدالرحمٰن صاحب ساتویں جماعت میں داخل ہوئے۔ اس زمانہ میں حضرت مولوی محمد دین صاحب، حضرت مولوی محمد جی صاحب ہزاروی، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب، حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن مہر سنگھ صاحب، حضرت صوفی غلام محمد صاحب (مجاہد ماریشس)، حضرت چوہدری غلام محمد صاحب اور حضرت قاضی عبدالحق صاحب سکول کے اساتذہ تھے۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب [161] کا بیان ہے کہ

’’میاں صاحب کا طلباء سے میل جول بڑھا تو آپ کی خوبیاں نمایاں ہوئیں۔ آپ کو فٹ بال کا کھیل پسند تھا۔ ان دنوں مدرسہ کی روایات بہت شاندار تھیں۔ اور ڈویژن بھر میں ہمارے مدرسہ کی کھیلوں کا سکہ مانا جاتا تھا۔ کھلاڑیوں کو چاق و چوبند رکھنے کے لئے یونیفارم کی تجویز ہوئی جو نیلی نکر اور سفید قمیض پر مشتمل تھی۔ اس پر حضرت نواب صاحب کو اعتراض ہوا کہ نکر مناسب لباس نہیں کیونکہ اسلام نے مرد کے جسم کا جو حصہ ستر ٹھہرایا ہے وہ نکر سے پوری طرح ڈھانپا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ میاں صاحبؓ نے اپنے خرچ پر اپنے لئے ایسی نکر تیار کروائی جو گھٹنوں سے نیچے تک پہنچتی تھی۔ اس نکر کو پہن کر آپ کھیل کے میدان میں آتے۔ گو اس طرح آپ کا لباس کچھ زیادہ چست معلوم نہ ہوتا مگر آپ کو اس کی پرواہ نہ ہوتی۔ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر اس سے پتہ چلتا ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں ہی آپ کو شریعت کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا کس قدر خیال رہتا تھا۔‘‘ [162]

سکول کے تعلیمی دور میں حضرت میاں صاحب موصوف کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اس خصوصی درس میں شرکت کا زریں موقعہ بھی میسر آیا جو حضرت حکیم الامت اپنے صاحبزادہ میاں عبدالحئی صاحب کو نماز مغرب کے بعد اپنے کچے مکان کے صحن میں دیا کرتے تھے۔

اس یادگار درس میں شمولیت آپ کے ہم مکتب حضرت ملک غلام فرید صاحب 163 کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ جس کی تفصیل ملک صاحب کے قلم سے درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تحریک پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے اپنے تینوں بیٹوں یعنی میاں عبدالرحمٰن خان صاحب مرحوم ومغفور۔ حضرت میاں محمد عبداللہ خان صاحب اور میاں عبدالرحیم خان صاحب خالد کو 1911ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کروادیا۔ میاں محمد عبداللہ خانصاحب اور میاں عبدالرحیم خانصاحب ساتویں جماعت میں داخل ہوئے۔ جس میں ان دنوں میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی معاشرت کی یہ کیفیت تھی کہ یہ تینوں بھائی اپنی کوٹھی دارالسلام سے جو قصبہ قادیان سے باہر تھی سکول میں جو ان دنوں قصبہ میں تھا نہایت خوبصورت اور قیمتی گھوڑیوں پر سوار ہو کر آیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ان کا ذاتی خادم بھی ہوا کرتا تھا۔ سکول میں داخل ہونے کے چند دن بعد حضرت نواب صاحب نے اس وقت کے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب جناب صدرالدین صاحب سے فرمایا کہ میرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے چند قابل اعتماد اور شریف طلباء کو میری کوٹھی پر بھجوا دیا کریں۔ ان لڑکوں میں میرا انتخاب بھی ہوا۔ اور اسی دن سے اس عاجز کے ساتھ میاں محمد عبداللہ خان صاحب کا تعلق قائم ہوا۔ جسے اس شہزادے نے کمال وفاداری سے پورے پچاس سال تک نباہا۔

ان دنوں مجھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول کے قرآن کریم کے درس میں شامل ہونے کا بہت شوق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول قرآن کریم کے پبلک درس کے علاوہ جو حضور مسجد اقصیٰ میں نماز عصر کے بعد قادیان کی ساری جماعت کو دیا کرتے تھے۔ ایک درس اپنے کچے مکان کے صحن میں نماز مغرب کے بعد بھی دیا کرتے تھے۔ میں اس درس میں بھی شامل ہوا کرتا تھا۔ میں نے ایک دن حضرت میاں محمد عبداللہ خان صاحب اور میاں عبدالرحیم خان صاحب خالد کو بھی درس میں شامل ہونے کی تحریک کی۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب جو شام کے بعد بچوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت دینے کا خیال بھی نہ کر سکتے تھے مجھ

پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے ان دونوں صاحبزادوں کو اس شام کے درس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ اس وقت قادیان کی زندگی نہایت غریبانہ زندگی تھی۔ اور درس کی اس مجلس کے لئے نہایت معمولی ایک آدھ لیمپ ہوا کرتا تھا۔ درس میں حاضری کی دوسری شام کو ہی میاں محمد عبداللہ خانصاحب اپنی کوٹھی سے گیس کا ایک لیمپ لے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے جب گیس کی وہ سفید اور خوشنما روشنی دیکھی تو حضور نہایت خوش ہوئے اور بار بار فرماتے کہ آج تو ہمارا دل باغ باغ ہو گیا ہے اور نواب صاحب کے ان دونوں صاحبزادوں کو بہت دعائیں دیں۔

انہی دنوں درس کی مجلس میں ایک عجیب وغریب واقعہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی صاحب کے تعلق باللہ کے کچھ واقعات سنا رہے تھے۔ ان واقعات میں حضور نے یہ ذکر بھی فرمایا کہ ایک دن مجلس میں بیٹھے بیٹھے شاہ عبدالرحیم صاحب کو یہ الہام ہوا کہ تم حاضرین مجلس کے لئے دعا کرو۔ تو یہ سب لوگ جنت میں جائیں گے۔ یہ بات بیان کر کے خدا کے پاک مسیح کے صدیق نے فرمایا کہ خدا نے اس وقت مجھے بھی فرمایا ہے کہ تم اپنی اس مجلس کے حاضرین کے لئے دعا کرو تو یہ سب بھی جنت میں جائیں گے۔ اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اس شام کی اس مجلس کی کیفیت کا کچھ وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں جو اس مجلس میں حاضر تھے۔ اس مجلس میں حضرت میاں محمد عبداللہ خانصاحب بھی شامل تھے۔ اور صوفی محمد ابراہیم صاحب بھی[164]۔''

''ان دنوں میاں صاحب مرحوم ومغفور قرآن کریم کے درسوں میں شامل ہونے کے علاوہ نہات باقاعدگی سے پانچ وقت نماز کے لئے مسجد نور میں حاضر ہوتے تھے۔ اور تہجد کی نماز بھی پڑھتے تھے۔ یہ ان کے بچپن کے زمانہ کے واقعات ہیں۔''[165]

1915ء میں حضرت میاں عبداللہ خان صاحب نے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا مگر کالج کے ہوسٹل کا ماحول اپنے دینی مزاج کے موافق نہ پا کر اپنے چچا نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب کی کوٹھی ''زرافشاں'' (واقع کوئینز روڈ) میں قیام فرما ہوئے۔ ان دنوں متعدد احمدی طلباء لاہور کے مختلف کالجوں مثلاً گورنمنٹ کالج، اسلامیہ کالج، میڈیکل کالج، کمرشل کالج اور میڈیکل سکول میں تعلیم پا رہے تھے اور ان کے یکجا رہنے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

آپ کے داخلہ کالج کے بعد قادیان میں یہ تحریک زور سے شروع ہوئی کہ لاہور میں ایک احمدیہ

ہوسٹل ہونا چاہیئے جہاں احمدی طلبہ اکھٹے رہ کر دینی ماحول میں تربیت پاسکیں۔آپ نے بھی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں انتہائی جدوجہد کی 166۔آپ کی مساعی بارآور ہوئیں اور 1915ء کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خاص حکم سے احمدیہ ہوسٹل معرض وجود میں آ گیا جس کا نام شروع میں ''احمدیہ بورڈنگ ہاؤس'' تھا۔یہ ہوسٹل پہلے اسلامیہ کالج کے پاس ایک مکان میں جاری کیا گیا تھا لیکن چونکہ اس مکان میں طلبہ کو چند دقتیں تھیں اس لئے حضرت نواب محمد علی خان صاحب خود لاہور تشریف لے گئے اور اسے ملاحظہ کرنے کے بعد ممبران انجمن احمدیہ لاہور کو رائے دی کہ وہ کوئی اور موزوں جگہ تلاش کریں جس کے بعد اسے گوالمنڈی میں واقع ایک موزوں عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔167

احمدیہ ہوسٹل کے پہلے سپرنٹنڈنٹ بابو عبدالحمید صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ مقرر ہوئے اور اسمیں روزانہ درس اور نماز باجماعت کا سلسلہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی مبلغ لاہور کے ذریعہ جاری ہوا اور اس طرح لاہور میں بھی قادیان کے ماحول کی جھلک نظر آنے لگی۔168

جونہی ہاسٹل قائم ہوا حضرت میاں عبداللہ خاں صاحب ہوسٹل میں کوٹھی کو چھوڑ کر دوسرے احمدی طلبہ کے ساتھ رہنے لگے۔اس ابتدائی دور میں آپ کے سمیت کل پندرہ طلباء ہوسٹل میں مقیم تھے جن میں ملک غلام فرید صاحب (اسلامیہ کالج)، صوفی محمد ابراہیم صاحب (ایف سی کالج)، مولوی محمد اسحٰق صاحب (کمرشل کالج) اور عبدالعزیز خان صاحب آف سڑوعہ (اسلامیہ کالج) خاص طور پر قابل ذکر ہیں 169۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب کا بیان ہے کہ:

> ''آپ تہجد اور باقاعدہ نمازوں کے پابند تھے۔غرباء کی امداد اور دوستوں کی خاطر مدارت کرنا آپ کا شیوہ تھا۔آپکی وجاہت اور نیکی کا اثر سب ملنے والوں پر تھا۔احمدی طلباء نے کالجوں میں تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا تھا اور ان کے زیر اثر طلباء اکثر احمدیہ ہوسٹل میں آتے رہتے تھے۔میاں صاحب ان سے بھی محبت سے ملتے اور یہ ملاقاتی نہایت اچھا اثر لے کر جاتے۔کم وبیش آپ دو سال لاہور میں رہے۔مگر صحت کچھ اچھی نہ رہتی تھی اس لئے امتحان پاس کیئے بغیر قادیان واپس آ گئے۔''170

7 جون 1915ء کو آپ نے اپنی زندگی کے ایک نئے اور نہایت اہم دور میں قدم رکھا جبکہ آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔اور حضور کی صاحبزادی حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا نکاح آپ سے ہوا اور تقریب شادی 22 فروری 1917ء کو عمل میں آئی 171۔اس مبارک تعلق کو آپ نے زندگی کی آخری سانس تک اپنے لئے سعادت عظمیٰ سمجھا اور آپ کا دل ہمیشہ جذباتِ

تشکر اور امتنان سے لبریز رہا۔ فرماتے تھے کہ ”میں اپنی زوجہ محترمہ کو آیۃٌ من آیات اللّٰہ سمجھتا ہوں اور حضور کی صاحبزادی میرے گھر میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ مجھے افضال و برکات سے نوازتا ہے۔ میں نے حتی الامکان ان کی کسی خواہش کو کبھی بھی رد نہیں کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرسکتا“ 172۔ ایک بار اپنے ماموں زاد بھائی میجر شبیر احمد خاں صاحب سے فرمایا: ”میں نے اپنا وجود درمیان سے بالکل ہی مٹا دیا ہے اور بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مسیح موعود کی صاحبزادی ہیں ان کی وجہ سے جو کچھ میرا تھا وہ اب مٹ چکا ہے۔ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی برکت کا ظہور ہے۔ سبحان اللہ۔“ 173

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کی دامادی کی سعادت کو اپنے لئے ایسا عزت و اکرام کا موجب سمجھتے تھے جیسے ذرۂ خاک کو آسمان پر کرسی نشینی مل گئی ہو۔ اسی بنا پر حضرت پھوپی جان کے ساتھ نہایت ہی ادب و احترام کا سلوک کرتے تھے۔ گو تجارتی اور زمینداری سے متعلق امور میں خودمختار تھے اور اپنی مرضی پر عمل پیرا ہوتے مگر خانگی اور معاشرتی امور میں حضرت پھوپی جان کی خواہشات کا بہت زیادہ پاس ہوتا۔ اپنی بچیوں کی شادیاں حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں کرنے کی خواہش توازن کی حد سے بڑھی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ اور اس بڑھے ہوئے عشق کی غمازی کرتی تھی جو اس کے پسِ پردہ کارفرما تھا۔ آخری بچی کے سوا باقی سب کے متعلق یہ خواہش تو زندگی میں ہی پوری ہوگئی۔ اس کے متعلق بھی بڑی حسرت کے ساتھ یہی خواہش تھی۔“ 174

آپ کے مشیر قانونی محترم شیخ نور احمد صاحب ایڈووکیٹ کا بیان ہے کہ ایک کیس کے سلسلہ میں حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ ”خواہ میرے کسی عزیز ترین عزیز کا لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوجائے مگر میں کسی امر کے متعلق کوئی ایسا بیان دینے کو تیار نہیں کہ جس میں ذرہ بھی شک واشتباہ کا امکان پایا جائے۔“ کچھ دنوں بعد شیخ صاحب نے میاں صاحب سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:-

”آپ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو اور ان کے روحانی مقام کو نہیں جانتے۔۔۔۔۔ جب سے میری وابستگی اس مقدس وجود کے ساتھ ہوئی ہے میں نے کبھی اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا کہ وہ میری WIFE ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور شعائر اللہ میں سے ہیں۔ میں تو محسوس کرتا ہوں کہ کماحقہٗ ان کی قدر نہیں کرسکا۔ اللہ تعالیٰ

مجھے توفیق دے کہ میں ان کا تا زندگی کامل طور پر احترام کرتا رہوں۔“ 175

اپریل 1919ء سے اکتوبر 1923ء تک (مسلسل یا غیر مسلسل صورت میں) آپ پہلے ناظر تالیف واشاعت اور پھر نائب ناظر اشاعت کے فرائض بجالاتے رہے۔ چنانچہ اخبار الحکم 21/28 اپریل 1919ء صفحہ 2 میں زیر عنوان ”دارالامان کا ہفتہ“ لکھا ہے:

”خاں صاحب محمد عبداللہ خان صاحب ناظر تالیف واشاعت‘ صیغہ کے بہترین نظام (کو) اور زیادہ مفید اور کارآمد بنانے میں بہت منہمک ہیں۔“

1922ء میں پہلی مجلس مشاورت منعقد ہوئی جس میں آپ نے بھی بطور ممبر شرکت فرمائی۔ 1923ء میں آپ نے ”صیغہ انسداد ارتداد“ میں نمایاں خدمات انجام دیں جیسا کہ اخبار الحکم 21/28 مئی 1923ء صفحہ 8 کی مندرجہ ذیل خبر سے پتہ چلتا ہے:-

”صیغہ انسداد ارتداد کا مرکزی کام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور خان صاحب میاں عبداللہ خاں صاحب کمال محنت اور دلسوزی سے کر رہے ہیں۔“

1932ء میں حضرت مصلح موعود کی منشاء مبارک سے سندھ میں پانچہزار ایکڑ زمین خریدی گئی 176 جو خصوصاً ہجرت کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں بہت بڑی امداد ثابت ہوئیں اور جماعت کے اقتصادی نظام کو مستحکم کرنے کا موجب بنیں۔ اس زمین کا انتخاب ایک نہایت کٹھن اور تھکا دینے والا مرحلہ تھا جو آپ میاں عبداللہ خاں صاحب کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچا۔ اس غرض کے لئے آپ کو بعض دفعہ بیس پچیس میل روزانہ اونٹ پر سفر کرنا پڑا۔ آپ سلسلہ کا خرچ نہایت کفایت سے کرتے اور سادہ غذا پر قناعت کرتے۔ 177

صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ رپورٹ (یکم مئی 1932ء لغایت 30 اپریل 1933ء) کے صفحہ 131 میں لکھا ہے کہ:-

”خانصاحب محمد عبداللہ خاں خلف رشید نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے سندھ کے متفرق علاقوں میں پھر پھر کر اسے تلاش کیا“

شروع 1933ء 178 میں آپ نے اپنے لئے ساڑھے پانچ ہزار ایکڑ اراضی ضلع نواب شاہ میں حاصل کی لیکن حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر اس کا تبادلہ نصرت آباد والی اسٹیٹ سے کر لیا۔ 179

1940ء میں آپ کی اسٹیٹ گورنمنٹ کی ساٹھ ہزار کی مقروض تھی۔ مزید برآں اتنی بھاری رقم کا خسارہ کاٹن کی تجارت میں ہوا۔ آپ نے بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ

بیگم صاحبہ کو بشارات دیں۔ چنانچہ چند ماہ کے اندر اندر حالات نے پلٹا کھایا اور چند سال میں ہی آپ کی مالی پوزیشن خاصی مضبوط ہو گئی۔ 27 اپریل 1943ء کو آپ نے نصرت آباد اسٹیٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کے شکریہ اور کارکنوں کی خدمت کے عملی اعتراف کے لئے جلسہ کیا اور کارکنوں کو 700 روپے کے انعامات دئے۔ اس موقعہ پر آپ نے ایک مفصل تقریر بھی کی جسمیں بتایا کہ :-

''میں اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو بیٹیوں کا خادم سمجھتا ہوں۔ میری ساری کوشش اور محنت اس لئے ہے کہ اس پاک وجود کے جگر پارے آرام پائیں جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک کو میرے والد اور ایک کو میرے سپرد کیا ہے۔ میرے دونوں بچے اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ میں یہاں اس لئے کام کر رہا ہوں (کہ) وہ خدا اور رسول کے چمن کے مالی بنے رہیں۔ وہ اپنے روزگار کی فکر سے آزاد رہیں وہ صرف اللہ کے بندے بنے رہیں۔ ان کو کسی غیر کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔'' 180

26 اگست 1947ء کو آپ خواتین مبارکہ کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان پہنچے۔ یکم ستمبر 1947ء کو حضرت مصلح موعود نے جودھامل بلڈنگ (لاہور) میں صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اس کا اولین ناظر آپ کو نامزد فرمایا۔ یہ انتہائی مشکلات کا دور تھا۔ قادیان کی آبادی کا بڑا حصہ ابھی وہیں تھا اور عملہ ناکافی تھا۔ آپ کو انتہائی محنت شاقہ کرنی پڑی۔ مصیبت زدہ احمدی مہاجر اپنی جمع شدہ امانتی رقوم حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں آتے۔ آپ فوراً ساتھ ہو لیتے اور بعض دفعہ حساب جلدی میں نہ مل سکتا تو اپنی شخصی ضمانت پر روپیہ دلوا دیتے تا تکلیف نہ ہو 181۔ آپ کی بشاشت اور حسن سلوک سے زخمی دل مہاجروں کو بہت آرام پہنچا۔ نئے مرکز کے لئے موجودہ ربوہ کی زمین خریدنے کا فیصلہ ہوا تو جو درخواست حکومت کے نام خریداری کے لئے لکھی گئی اس پر آپ ہی کے دستخط تھے۔ 182

8 فروری 1949ء 183 کو جبکہ آپ اپنے دفتر میں مفوضہ فرائض انجام دے رہے تھے آپ کے معدہ اور دل میں یکا یک تکلیف ہونی شروع ہوئی۔ آپ گھر سے دوا لینے کے لئے باہر تشریف لائے مگر جونہی رتن باغ میں پہنچے آپ گر پڑے۔ یہ کارونی تھرمبوسس کا ایک شدید قسم کا حملہ تھا جس میں دل کی شریانوں میں خون منجمد ہو جاتا ہے اور عارضی طور پر دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اکثر اوقات تو لوگ اس حملہ سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ ڈیڑھ دو گھنٹہ بعد کچھ افاقہ ہوا جس کے بعد دوبارہ شدید حملہ ہوا اور ساتھ ہی تشنج بھی۔ صورت حال انتہائی تشویش انگیز ہو گئی حتی کہ لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر محمد یوسف صاحب زندگی سے بالکل مایوس

ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ خاندان مسیح موعود اور جماعت کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو معجزانہ طور پر شفا بخشی جس کے بعد آپ کم و بیش بارہ سال تک زندہ رہے۔ (اس دوران آپ نے 1956ء میں سندھ کا طویل سفر بھی کیا۔)[184] بیماری کے اس حملہ کے وقت حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ راولپنڈی میں تھیں، آپ کسی طرح راولپنڈی سے لاہور پہنچیں اور آپ کی تیمارداری کا حق ادا کیا۔ اس کی تفصیل خود آپ کے قلم سے لکھنا مناسب ہوگا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اس مہر و وفا کی مجسم نے جب میری بیماری کی اطلاع راولپنڈی میں پائی تو نہایت درجہ پریشانی کی حالت میں فوراً لاہور پہنچیں۔ لیکن کیا مجال میرے پر اپنی گھبراہٹ کا اظہار ہونے دیا ہو۔ پھر اس قدر تندہی اور جانفشانی سے میری خدمت میں لگ گئیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کوئی دوسری عورت اسقدر محبت اور پیار کے جذبہ سے اپنے خاوند کی خدمت کر سکتی ہو۔ اس اللہ تعالیٰ کی بندی نے اپنے اوپر آرام کو حرام کر لیا۔ رات دن جاگتے ہوئے کاٹتی تھیں۔ کمرہ تنگ تھا۔ اس لئے دوسری چارپائی کمرہ میں بچھ نہیں سکتی تھی اس لئے یہ ناز و نعمت کی پلی جو کہ ریشم اور اطلس کے لحافوں کی عادی تھی زمین پر چند منٹ کے لئے سر ٹیک کر آرام لے لیتی تھی۔ بلکہ زمین پر نہیں ایک تخت پوش نماز کے لئے بچھا ہوا تھا اس پر چند منٹ کا آرام اگر میسر آ جائے تو آ جائے ورنہ ہر وقت چوکس، ہوشیار۔ میرے کام کے لئے مستعد ہوتی تھیں۔ یہ نہیں کہ کوئی اور میرا خبر گیراں نہ تھا۔ ان ایام میں ملازموں کے علاوہ تمام عزیز اور رشتہ دار میری خدمت میں لگے ہوئے (تھے)۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتیاں اور نواسیاں اس محبت اور جذبہ سے خدمت میں لگی ہوئی تھیں کہ اگر میں اس حالت میں مر بھی جاتا تو یہ بھی میرے لئے ایک روحانی انبساط کا موجب ہوتا۔۔۔ لیکن میری باوفا، پیاری بیوی نے کسی کی امداد پر بھروسہ نہ کیا بلکہ ان کی یہی خواہش اور آرزو رہتی تھی کہ خود ہی میرا کام کریں۔''[185]

1949ء کی بیماری کے نتیجہ میں آپ کو پانچ سال تک چارپائی پر رہنا پڑا۔ اس کے بعد آپ پہیہ دار کرسی سے چلنے پھرنے لگے اور سلسلہ کے کاموں مثلاً چندوں اور نمازوں کی تلقین اور بعض ذاتی امور کے لئے موٹر پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

آپ نے اپنی وصیت میں اولاد کو نہایت بیش قیمت نصائح کرتے ہوئے لکھا:-

''میری دعا اور آرزو ہے کہ میری اولاد خلافت سے منسلک رہے۔ اور ہمیشہ اس گروہ کا

ساتھ دیں۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے افراد زیادہ سے زیادہ ہوں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ انی معک و مع اھلک. نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہر مصیبت کے وقت مولا کریم کو قادر مطلق خدا تصور کرتے ہوئے اس کے حضور جھک کر عجز وانکسار سے استقامت طلب کریں۔ میں نے اسی طریق سے زندہ خدا کو پایا اور اپنی مشکلات کو کافور ہوتا دیکھا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خاص خیال رکھیں۔ ہمیشہ ان کے سامنے یہ بات ہونی چاہئے کہ وہ کس ماں کی اولاد ہیں۔ اور کس نانا کے وہ نواسے اور نواسیاں ہیں۔ کس مقام کا ان کا ماموں ہے۔ اور وہ اس دادا کی اولاد ہیں جس نے اپنی اور اپنی اولاد سنوارنے کے لئے اپنے وطن کو چھوڑا۔ اور محلات کو چھوڑ کر ایک کوربستی میں تنگ مکان میں بسیرا کیا۔ اور صرف اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں آن بیٹھا تا اس کو اور اس کی اولاد کو ازلی زندگی حاصل ہو۔ اور دین کو مقدم کرنے کا موقعہ ملے۔ ہم نے کچھ کچھ اس قربانی کی برکات کا مزا چکھا اور اگر میری اولاد نے صبر وشکر کے ساتھ استقامت دکھائی اور اپنے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو بے شمار دینی ودنیوی فیوض و برکات کے وارث ہوں گے جو آسمان پر ان کے لئے مقدر ہو چکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اللھم ربنا آمین.

میری دعاؤں اور نیک خواہشوں کا وہی بچہ حقدار ہوگا جو اپنی ماں کی خدمت کو جزوِ ایمان اور فرض قرار دے گا۔ ان کی ماں معمولی عورت نہیں ہیں۔ میں نے ان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کو کارفرما دیکھا ہے ہر وقت اور ہر مشکل کے وقت ان کی ذات کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کا محور پایا۔ چار سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب کی گود سے لیا پھر عجیب در عجیب رنگ میں ان کی ربوبیت فرمائی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے جو نشانات اپنی زندگی میں ان کے وجود میں دیکھے ہیں وہ ایک بڑی حد تک احمدیت پر ایمان کامل پیدا کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔" 186

وفات سے چند سال قبل آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ آپ کی عمر 66 سال ہوگی 187۔ اس خواب کے عین مطابق آپ 66 سال کی عمر میں 18 ستمبر 1961ء کو انتقال فرما گئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پڑھائی جسمیں ربوہ اور دور ونزدیک کے دیگر مقامات

کے آئے ہوئے ہزارہا احمدیوں نے شرکت کی۔[188]

اوصاف حمیدہ

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں میں شامل تھے جو رؤیا اور الہام کی آسمانی برکتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ آپ کی طبیعت سادہ اور مزاج تصنّع سے پاک مگر بہت نفیس تھا۔ سلسلہ احمدیہ کے فدائی اور اس کے لئے بہت غیور تھے۔ جماعت کے مالی جہاد میں کمال ذوق وشوق سے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کی باتوں سے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی تھی۔

آپ کے اوصاف حمیدہ میں پانچ امور بہت نمایاں تھے' 1۔غیر متزلزل ایمان، 2۔نماز سے عشق، 3۔تقویٰ شعاری، 4۔شکر گزاری، 5۔غرباء پروری اور مہمان نوازی

1۔حضرت نواب سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:-

''دین و ایمان کے معاملہ میں ہمیشہ انتہائی ثابت قدم اور ایک مضبوط چٹان کی مثال رہے۔ ایمان و اخلاص میں بالکل اپنے والد مرحوم کا نمونہ تھے۔۔۔۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی پر صدقِ دل سے ایمان رکھنے والے' خلافت سے ظاہر و باطن، دل و جان سے وابستہ رہنے والے' کوئی معترض ان پر کسی قسم کا اثر ہرگز نہیں ڈال سکتا تھا۔ دنیاوی چھوٹی چھوٹی باتوں میں کسی کا اثر اپنے بھولے پن سے جتنی جلدی لے لینے کے عادی تھے اتنے ہی دینی امور میں ایک ایسا پختہ پہاڑ تھے جس پر کوئی وار بھی خراش نہیں ڈال سکتا تھا۔''[189]

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ) تحریر فرماتے ہیں:

''نماز کے عاشق تھے۔ خصوصاً نماز باجماعت کے قیام کے لئے آپ کا جذبہ اور جدوجہد امتیازی شان کے حامل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچ وقت مسجد میں جانے والے۔ جب دل کی بیماری میں صاحب فراش ہو گئے تو اذان کی آواز کو ہی اس محبت سے سنتے تھے جیسے محبت کرنے والا اپنے محبوب کی آواز کو۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوئی تو بسا اوقات گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو پکڑ کر آگے کھڑا کر دیتے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے جذبہ کی تسکین کر لیتے۔ یا رتن باغ میں نماز والے کمرہ کے قریب ہی کرسی سرکا کر باجماعت نماز میں شامل ہو جایا کرتے۔ جب ماڈل ٹاؤن والی کوٹھی ملی تو وہیں پنج وقتہ نماز باجماعت کا اہتمام کر کے گویا گھر کو ایک قسم کی مسجد بنا لیا۔ پانچ وقت اذان دلواتے۔

موسم کی مناسبت سے کبھی باہر گھاس کے میدان میں کبھی کمرے کے اندر چٹائیاں بچھوانے کا اہتمام کرتے اور بسا اوقات پہلے نمازی ہوتے۔ جو مسجد میں پہنچ کر دوسرے نمازیوں کا انتظار کیا کرتا۔ مختلف الانواع لوگوں کے لئے اپنی رہائش گاہ کو پانچ وقت کے آنے جانے کی جگہ بنا دینا کوئی معمولی نیکی نہیں خصوصاً ایسی حالت میں اس نیکی کی قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ صاحبِ خانہ کا رہن سہن کا معیار خاصا بلند ہو۔ معاشرتی تعلقات کا دائرہ بہت وسیع ہو۔ بچیوں کی سہیلیاں، لڑکوں کے دوست۔ اپنے ملاقاتی معززین۔ عزیزوں رشتہ داروں کی بار بار کی آمد و رفت۔ کہیں مہمانوں کی کثرت سے کمروں کی تنگی۔ کبھی گرمیوں کی شاموں میں لان (LAWN) کا بڑھا ہوا استعمال۔ یہ سب گہما گہمی اپنے مقام پر رہی اور کبھی بھی پنجوقتہ نماز باجماعت کی ادائیگی میں مخل نہ ہوسکی۔ باہر یہ اعلان کبھی نہ ہوا کہ چونکہ مستورات باہر صحن میں نکلنا چاہتی ہیں اس لئے آج یہاں نماز نہیں ہوگی۔ ہاں بسا اوقات اندر یہ سننے میں آیا کہ ابھی باہر نمازی موجود ہیں جب تک وہ فارغ نہ ہو جائیں باہر نہ نکلو۔

حضرت پھوپھا جان ان افراد میں سے نہیں تھے جو خود تو سختی سے نمازوں کے پابند ہوں لیکن بچوں کا اس بارہ میں خیال نہ رکھیں۔ کم ہی ایسے بزرگ ہوں گے جو اتنی باقاعدگی سے بلاناغہ بچوں کو پنج وقتہ نمازوں کی تلقین کرتے ہیں۔ اور پھر تلقین بھی ایک خشک ملاں کی بے لذت متشددانہ تلقین نہیں بلکہ ایسی پر اثر تلقین جیسے دل اس کے ساتھ لپٹا چلا آیا ہو۔ اگر کوئی بچہ سستی کرتا تو چہرہ پر غم اور فکر کے آثار بے اختیار ظاہر ہوتے۔ اور اگر کوئی بچہ آواز پر فوراً لبیک کہتا تو ناز سے بھرے ہوئے خوشی کے جذبات آپ کے چہرہ کو شگفتہ کر دیتے۔ جن دنوں پہیہ دار کرسی پر بیٹھ کر اسے گھماتے ہوئے آپ نماز کے لئے آتے تھے اس زمانہ میں نماز سے پہلے میں نے بارہا ان کو اسی حالت میں اپنے چھوٹے بچوں میں سے کسی کے کمرہ کی طرف نماز کی یاد دہانی کروانے کے لئے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر خوب تاکید کر کے مسجد میں چلے جاتے تھے۔ تو بچے کے انتظار میں ایسی منتظر نظروں کے ساتھ بار بار کبھی گھر کی طرف اور کبھی گھڑی کی طرف دیکھتے تھے کہ جیسے قرار نہ آ رہا ہو۔ کبھی کبھی وہیں بیٹھے بیٹھے بلند آواز سے بلاتے۔ کبھی کسی آتے جاتے خادم کو کہتے کہ جاؤ میاں۔۔۔۔۔ سے کہو کہ نمازی انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جب بچہ وقت پر پہنچ جاتا تو خوشی سے بعض اوقات اس طرح ہنس پڑتے جیسے کوئی لطیفہ سنا ہو۔ اور اگر نہ پہنچتا تو گہری اداسی آپ کے چہرہ پر

سایہ فگن نظر آتی۔'' [190]

حضرت ملک غلام فرید صاحب کی چشمدید شہادت ہے کہ :-

'' آپ پنجوقتہ نماز کے نہایت شدت کے ساتھ پابند تھے۔ میں نے اپنی زندگی کے پچاس سال ان کے ساتھ گزارے۔ میں ایمانداری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپکی طرح تمول اور تنعم میں پرورش پایا ہوا نماز کا ایسا پابند انسان ساری عمر میں نہیں دیکھا۔ وہ جہاں کہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ سیر اور بحالی صحت کے لئے پہاڑ پر بھی جایا کرتے تھے تو ان کی کوٹھی کا ایک کمرہ ہمیشہ نماز با جماعت کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ نہایت باقاعدگی سے پانچ وقت اذان ہو کر نماز با جماعت ہوتی تھی۔ انہوں نے زندگی کے آخری سال لاہور میں گذارے اور شاید سارے شہر لاہور میں صرف ان کی کوٹھی ہی تھی جہاں پانچ وقت با جماعت نماز کے علاوہ ماڈل ٹاؤن کے احباب نماز جمعہ بھی ادا کرتے تھے۔ اور وہاں حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس بھی ہوتا تھا۔ جن حالات میں آپ نے پرورش پائی انکو دیکھتے ہوئے انکا ایسا پابند صوم وصلوٰۃ ہونا ان کے باخدا انسان ہونے کی ایک زندہ دلیل ہے۔'' [191]

آپ کے مشیر قانونی شیخ نور احمد صاحب ایڈووکیٹ رقمطراز ہیں:-

'' خاکسار 1950ء سے لے کر متواتر بحثیت وکیل مختلف مقدمات میں آپ کی خدمت بجا لاتا رہا۔ آپ قانونی پہلو رکھنے والے ہر معاملہ میں مشورہ حاصل کرنے کو بہتر خیال فرماتے تھے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے ہر امر میں اور ہر مرحلہ پر تقویٰ اللہ کو ملحوظ رکھا۔ ایک دفعہ ایک کیس میں ایک بیان تحریری دینے کے متعلق میں نے ایک ایسی بات suggest کی کہ جس سے مفہوم ابہام آمیز اور مفید مطلب ہوسکتا تھا۔ اور اصطلاحی لحاظ سے جھوٹ کی تعریف میں بھی نہیں آتا تھا۔ مسکراتے ہوئے مگر شدت سے فرمایا '' لیکن کیا تقویٰ ہے؟'' لاشعوری طور پر دل میں رقت سی پیدا ہوگئی۔ اور میں نے محسوس کیا کہ واقعی خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق فرزندی نصیب ہونا اسی کیفیت کا متقاضی ہے مگر میں نے عرض کیا کہ اس طرح بلا وجہ لاکھوں روپے کا نقصان ہونے کا امکان ہوسکتا ہے۔ فرمانے لگے '' خواہ لاکھوں کا نقصان ہو۔ میں تقویٰ اللہ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کو تیار نہیں۔'' [192]

حضرت ملک غلام فرید صاحب فرماتے ہیں:-

’’حضرت میاں محمد عبداللہ خان صاحب خدا تعالیٰ کے نہایت شاکر بندے تھے اور غالباً یہ ان کے کیریکٹر کا سب سے نمایاں پہلو تھا۔ میں نے ان پر تنگی کی حالتوں کو بھی دیکھا اور اس حالت کو بھی جب ان کی سالانہ آمدنی ہزاروں تک پہنچ چکی تھی۔ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے نہیں تھکتے تھے۔ میں نے بلا مبالغہ ان گنت دفعہ ان کی زبان سے یہ فقرہ سنا کہ ملک صاحب! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑے ہی احسان کئے ہیں۔ میں ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ ان کے عبد شکور ہونے کا منظر میں نے ان کی لمبی اور خطرناک بیماری میں دیکھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس خطرناک اور لمبی بیماری کے دوران جبکہ ان کے جسم کا کوئی ایک انچ بھی ایسا نہ رہا تھا جن کو ٹیکوں سے نہ چھیدا گیا ہو۔ اور جب ڈاکٹر صاحبان ان کی دل کی بیماری کے پیش نظر یہ بات سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے کہ نواب صاحب موصوف چند دن سے زیادہ زندہ بھی رہ سکتے ہیں میں نے ایک دفعہ بھی ان کے منہ سے شکایت کا کلمہ نہ سنا۔ اور بیسیوں مرتبہ میں نے اس بیماری میں ان کے منہ سے یہ فقرہ سنا کہ خدا کے مجھ پر بے انتہا احسان ہیں جن کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔‘‘ 193

سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفة المسیح الرابع) تحریر فرماتے ہیں:-

’’غرباء کے ہمدرد۔ کثرت سے صدقہ خیرات کرنے والے۔ مہمان نوازی میں طرۂ امتیاز کے حامل اس قسم کے فدائی اور خلیق میزبان اس زمانہ میں تو شاذ و نادر ہی ہوں گے۔ مہمان کے آرام کا خیال وہم کی طرح سوار ہو جاتا۔ میری طبیعت پر آپ کی مہمان نوازی کا ایسا اثر ہے کہ اگر غیر معمولی مہمان نوازی کا جذبہ رکھنے والے صرف چند بزرگوں کی فہرست مجھے لکھنے کو کہا جائے تو آپ کا نام میں اس فہرست میں ضرور تحریر کروں گا۔‘‘ 194

اس ضمن میں جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ (امیر صوبہ پنجاب) کی ایک چشم دید شہادت بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:-

’’آپ مہمان نوازی کا اعلیٰ جذبہ رکھتے تھے۔ جب بھی ملتے یہی خواہش فرماتے کہ ساتھ چلیں اور چائے یا کھانے میں شریک ہوں۔ قادیان میں میں عام طور پر شہر والے نئے مہمان خانے میں رہتا تھا۔ آپ اس زمانے میں حضرت مصلح موعود ایدہٗ اللہ تعالیٰ کی کوٹھی دار الحمد میں اقامت پذیر تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے میرا سامان وہیں منگوا لیا۔ مہمان نوازی

کا پورا حق ادا فرماتے۔ ایک شام کو میں گورداسپور سے آیا تو سردی زیادہ تھی۔ مجھے گرم جرابوں کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ اور آپ کے لئے یہ بات جائے تعجب تھی۔ آپ اسی وقت اندر سے ایک نیا عمدہ گرم جرابوں کا جوڑا لائے اور فرمانے لگے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ کے پاؤں میں ڈالنی ہیں۔ میں نے ہر چند انکار کیا لیکن آپ کی بات ماننی پڑی۔ اور آپ نے خود وہ جوڑا اس عاجز کو پہنایا۔ یہ عجیب شفقت اور عاجزی کا اظہار تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے انتہا فضل فرمائے۔ ایک دو ماہ تک ہر ہفتہ آپ کے پاس رہنے کے بعد میں نے عذر کیا کہ چونکہ سلسلہ کے بعض کام میرے سپرد ہیں اور دوستوں کو دور آنے میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے مجھے مہمان خانہ میں ہی جانے کی اجازت دیں۔ آپ نے بہت تأمل کے بعد اجازت فرمائی لیکن اس کے بعد بھی ہمیشہ دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اس میں بہت خوشی محسوس کرتے۔“ 195

اولاد

1۔صاحبزادہ میاں عباس احمد خان صاحب	(ولادت 2 جون 1920ء)
2۔صاحبزادی آمنہ طیّبہ بیگم صاحبہ	(ولادت 18 مارچ 1919ء)
زوجہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب	(وفات 27 مارچ 1996ء)
3۔صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ	(ولادت 3 جون 1921ء)
زوجہ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب	
4۔صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ	(ولادت 23 نومبر 1923ء)
زوجہ صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب	
5۔صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ	(ولادت 20 جون 1927ء)
زوجہ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب	
6۔صاحبزادی شاہدہ بیگم	(ولادت 31 اکتوبر 1934ء)
7۔صاحبزادہ شاہد احمد خان پاشا صاحب	(ولادت 19 اکتوبر 1935ء)
8۔صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ	(ولادت 22 نومبر 1941ء)
9۔صاحبزادہ میاں مصطفیٰ احمد خان صاحب	(ولادت 10 جولائی 1943ء) 196

حضرت مصلح موعودؓ کے دو خصوصی پیغامات

اس سال حضرت مصلح موعودؓ نے پر زور تحریک فرمائی کہ احمدی ساری دنیا میں اپنی تبلیغی کوششیں تیز تر کردیں۔ اس سلسلہ میں حضور کی طرف سے دو خصوصی پیغامات الفضل میں اشاعت پذیر ہوئے جن کا متن درج ذیل ہے:

پہلا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ، ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

''جملہ افرادِ جماعت کو بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے رہنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت جماعت کی تعداد آج کی تعداد کا 1/100 حصہ بھی نہ تھی لیکن بیعت کی تعداد آجکل کی نسبت کئی گنا زیادہ تھی۔ جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس موجودہ رفتار سے تو تین سو سال تک بھی دنیا میں کوئی انقلاب پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور اب تک تو اس قدر معجزات ظاہر ہو چکے ہیں اور اس قدر صداقتِ سلسلہ ظاہر ہو چکی ہے کہ تھوڑی سی توجہ دلانے سے لوگ صداقت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

کام لینے والوں اور کام کرنے والوں کی باہمی کوشش سے ہی جلدی ترقی ہوسکتی ہے۔ کام کرنے والوں کو تو ثواب ملے گا ہی لیکن جو افسران اور ذمہ دار احباب اس طرف توجہ دلائیں گے ان کو بھی مفت میں ثواب مل جائے گا۔ اس لئے افسران کو چاہئے کہ بار بار لوگوں سے انکی کوششوں کی رپورٹیں بھی حاصل کرتے رہیں اس سے بھی توجہ قائم رہتی ہے۔ کیونکہ دنیا کے دلوں کو فتح کرنا کسی ایک شخص کا کام نہیں ہے باہم مل کر کام کرنے سے ہی یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔

خدا کا نور جس قوم میں ظاہر ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور اس قوم کا فرض ہوجاتا ہے کہ وہ دوسرے سب لوگوں کو اس نور سے منور کرے اور جب تک ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ نہ ہوجائے اس کو چین نہیں آنا چاہئے۔

اس زمانہ میں تو بعض ہماری جتنی تعداد رکھنے والی قوموں نے بھی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔
اگر جماعت کو بار بار اس کا فرض یاد دلایا جاتا رہے تو جماعتِ احمدیہ بھی ہر قسم کی قربانی کرنے لگ جائے گی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سردار تھے ان کی قوم جس قدر کوشش عیسائیت کو پھیلانے کے لئے کر رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مشنِ اسلام کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ کوشش کریں۔
روزہ اور دعا کے ذریعے روحانی طاقت بڑھتی ہے ان روحانی ذرائع کو بھی اختیار کر کے اپنی روحانی طاقتوں کو زیادہ کرو۔
تحریک جدید کے افریقہ اور امریکہ کے مشنوں کو توجہ دلائی جائے کہ افریقہ اور امریکہ کی حبشی اقوام کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں حبشی قومیں اسلام کی طرف رجوع کریں گی اور خانہ کعبہ کو پھر تعمیر کریں گی۔ امریکہ کے حبشی باشندے بھی مذہب کے لئے مال و جان کی قربانی پیش کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں اس لئے اسلام کی ترقی اس زمانہ میں افریقہ اور امریکہ کے حبشیوں سے وابستہ معلوم ہوتی ہے۔
احباب جماعت کو یہ بھی چاہئے کہ دو دو چار چار دوست مل کر مشترکہ طور پر الفضل کے خریدار بنیں تا کہ الفضل میں شائع ہونے والے مضامین اور ایمان افروز ارشادات سے فائدہ اٹھاسکیں جو ایمان کی تازگی کا موجب ہوتے ہیں۔“ 197

دوسرا پیغام

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اپنے روحانی مرکز سے جدا ہوئے اتنی دیر ہوگئی ہے کہ اب طبیعت بہت گھبراتی ہے۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک دن ہمیں اپنا روحانی مرکز دلوا

دے گا۔ مگر ہمیں خود بھی جدو جہد کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دنیا کفر کے اندھیروں میں پڑی ہوئی ہے اور ہمیں خدا کا نور ملا ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ دنیا کو خدا کے نور کی طرف لائیں اور جو خدا نے ہم کو دیا ہے اسے دنیا تک پہنچائیں۔ دنیا خدا سے دور ہوتی جا رہی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میری مدد کے لئے آؤ۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے اچھے خادموں کی طرح اس کی آواز کو سنیں اور اس تک خدا کا پیغام پہنچائیں۔

سو آگے آؤ اور لوگوں کو دین کی طرف بلاؤ کہ اس سے بہتر موقعہ پھر کبھی نہیں ملے گا۔ مسیح نے جو تعلیم دی تھی اسلام کی تعلیم کے آگے عشر عشیر بھی نہ تھی مگر عیسائیوں نے اسے اپنی جدو جہد سے دنیا میں پھیلا دیا۔ اگر ہم اس سے ہزارواں حصہ بھی کوشش کریں تو دنیا کے چپے چپے پر اسلام کا چشمہ پھوٹ جائے اور الست بربکم کے مقابلہ میں بلیٰ کی آوازیں آنے لگیں۔ سو اٹھو اور کمر ہمت کس لو۔ عیسائی جھوٹ کے لئے اتنا زور لگا رہے ہیں کیا تم سچائی کے لئے زور نہیں لگا سکتے؟ خدا تعالیٰ اپنی نصرت کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ تم بھی سچے خادموں کی طرح آگے آؤ اور اپنے ایمان کو اپنے عمل سے ثابت کرو۔ دنیا ہزاروں سال سے پیاسی بیٹھی ہے اور اس کی پیاس بجھانے والے چشمہ کی نگرانی تمہارے سپرد ہے۔ کیا تم آگے نہیں بڑھو گے اور دنیا کی پیاس نہیں بجھاؤ گے؟ اٹھو اور آگے آؤ اور خدا تعالیٰ کے ثواب کے مستحق بنو۔ دنیا میں پھیل جاؤ اور اسلام کی تعلیم کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دو۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور دنیا کی آنکھیں کھولے اور انہیں اسلام کی طرف لائے۔ اسلام ہی سارے نوروں کا جامع اور ساری صداقتوں کا سر چشمہ ہے۔ اس سر چشمہ کے پاس خاموش نہ بیٹھو بلکہ دنیا میں اس کا پانی تقسیم کرو۔ جس کے پاس چھوٹی سی چیز بھی ہوتی ہے وہ اسے دنیا میں دکھاتا پھرتا ہے۔ تمہارے پاس تو ایک خزانہ ہے۔ ایک بڑھیا کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے پاس ایک انگوٹھی تھی اسے لے کر کھڑی ہو جاتی اور ہر ایک کو دکھاتی۔ تمہارے پاس تو خدا تعالیٰ کا نور ہے تم کیوں نہیں اسے دکھاتے اور دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ جاؤ اور دنیا کو اسلام کی طرف پھیر کے لاؤ۔ اور اسلام کی طاقت کو دنیا پر ظاہر کرو۔ خدا تمہاری مدد کرے اور ہر میدان میں تمہیں فتح دے۔ اگر تم خدا کے لئے نکلو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں دنیا کا بادشاہ اور امام بنا دے گا۔ یہ خدا کا کام ہے یہ

کیسے ہوسکتا ہے کہ تم خدا کے کمزور بندے ہوکر اس کا کام کرو اور وہ قادرِ مطلق ہوکر اپنا کام نہ کرے۔ پس خدا کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور دنیا کو خدا کے نور سے منور کر دو یقیناً وہ تمہاری مدد کرے گا اور دنیا کو تمہارے قدموں میں لا کر ڈال دے گا۔ تم تو مفت کا ثواب کماؤ گے اور کام سارا خدا کرے گا۔

صرف اتنی ضرورت ہے کہ ایک دفعہ ہمت کر کے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے سچے غلام ہونے کا ثبوت دو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تمہیں خدمتِ اسلام کی توفیق دے۔

میں تو بیمار ہوں۔ دعا ہی کر سکتا ہوں۔ دنیا سچائی کی پیاسی ہے۔ تم اگر جاؤ گے تو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔ ایک پیاسے کو کوئی اگر پانی کا پیالہ دے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اس کو رد کر دے۔ پس اپنے بھائیوں کی پیاس بجھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہارا کچھ نہیں بگڑتا ان کو سب کچھ مل جاتا ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تمہیں نیکی کی توفیق دے اور ہم ایک دن دیکھ لیں کہ ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کا نور پھیل گیا ہے۔

مجھے اپنی جوانی میں ایک دفعہ ایک پادری سے تثلیث کے متعلق بات کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے اسے کہا کہ آپ کی میز پر یہ پنسل پڑی ہے۔ اگر میں آپ کو اسے اٹھانے کو کہوں اور آپ اپنے نوکروں کو آوازیں دینے لگ جائیں کہ آؤ ہم مل کر یہ پنسل اٹھائیں۔ اس نے کہا ہم پاگل تھوڑی ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی جو باتیں ہیں ان سے تو پتہ لگتا ہے کہ پاگل ہیں جو کام خدا اکیلا کر سکتا ہے اس کے لئے تین خداؤں کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اکیلا سارا کام کرے گا۔

تمہاری تکلیف بہت چھوٹی ہے خدا کا انعام بہت بڑا ہے۔ تم تو اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو تھوڑے دنوں کے لئے چھوڑ دو گے مگر خدا تمہیں دائمی جنت دے گا۔ پس اٹھو اور ہمت کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور دنیا کے ہر میدان میں تمہیں فتح دے۔ آمین ثم آمین

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا''

خاکسار

مرزا محمود احمد

28.11.61 [198]

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر عیسائی حلقوں کا اضطراب

جماعت احمدیہ کے مبلغین اگرچہ نہایت محدود ذرائع اور وسائل رکھتے تھے اور عیسائی مشنریوں اور ان کی پشت پناہ حکومتوں کے مقابل ان کی اتنی بھی حیثیت نہ تھی جتنی سمندر کے مقابل قطرہ کی ہوتی ہے مگر اس کے باوجود خدا کے فضل سے ان کی تبلیغ کے ایسے شاندار اثرات رونما ہونے شروع ہو گئے کہ انکو دیکھ کر یورپ کے عیسائی حلقوں کا اضطراب روز بروز بڑھتا جا رہا تھا۔ چنانچہ سوئٹزر لینڈ کے ایک جرمن روزنامہ BIELER TAGBLAT (بائلر ٹیگبلٹ) نے اپنی 3 اکتوبر 1961ء کی اشاعت میں ''متفرق ثقافتی نوٹس'' کے زیر عنوان لکھا:

''مندرجہ بالا عنوان کے تحت ہم پہلے بھی اس عجیب وغریب حقیقت پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ اسلام نے باقی دنیا سے صدیوں الگ تھلگ رہنے کے باوجود اپنی سابقہ تاریخ اور باطنی قوت کی جھلک دکھانی شروع کر دی ہے اور ایک پرزور حرکت اور عزم کے ساتھ اس نے ساری دنیا کو اپنا حلقہ بگوش بنانے کی ٹھان لی ہے۔

اسلام میں سب سے زیادہ چاک و چوبند وہ فرقہ ہے جو جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے۔اور جس نے پہلے ہی مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں اپنی شاخیں قائم کرنے کے علاوہ وہاں متعدد مساجد بھی تعمیر کر لی ہیں۔شائد ہم میں سے ہر ایک کو اسکا علم نہ ہو۔ کہ خود ہمارے اپنے درمیان زیورک میں اس جماعت کا بہت فعال تبلیغی مرکز موجود ہے جسے بظاہر کافی وسائل حاصل ہیں۔اس مرکز کے کارکنان تبلیغی لیکچروں اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ بہت زیادہ سرگرمی اور گرم جوشی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے انہوں نے ایسے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائیوں میں جو گرجا جانے کے عادی ہیں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ یہ عام طور پر اس وقت یہ لٹریچر تقسیم کرتے ہیں جب لوگ گرجا میں عبادت کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہوتے ہیں۔

اسلام کے اس تبلیغی مرکز کو اب تک جو کامیابی ہوئی ہے وہ تعداد کے لحاظ سے زیادہ نہیں ہے۔بعض غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق سوئٹزر لینڈ کے اصل باشندوں میں سے اب تک جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کی تعداد تین چار سو کے درمیان ہے۔ یہ تعداد ان نومسلموں کی ہے جو باقاعدہ رجسٹرڈ ممبران کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بظاہر یہ تعداد چنداں اہمیت نہیں رکھتی اور ان کے ایک چھوٹا سا فرقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

یورپ میں ایسی اور بھی درجنوں چھوٹی چھوٹی جماعتیں موجود ہیں جن کے اراکین کی تعداد چندسو سے زیادہ نہیں۔

لیکن جب ہم اس کے بعض پہلوؤں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں صورت حال یکسر بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ اسلامی جماعتیں محض فرقے ہی نہیں ہیں۔ یہ اپنی ذات میں ایک عالمی مذہب کے بڑے فعال اور مستعد تبلیغی مراکز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے ماحول اور اردگرد کے علاقوں میں جاتے ہیں اور اس حال میں جاتے ہیں کہ روحانی تقدس کا ایک ہالہ ان کے گرد ہوتا ہے اور پھر یہ ایک غیر مبدل اندازِ زیست کی دلکشی ،فکر ونظر کے ایک سادہ اسلوب کی جاذبیت' ولولہ انگیز ماضی کی حوصلہ افزائی' بھرپور ثقافتی روایات کی اثر انگیزی اور رندانہ جوش وخروش کی فراوانی سے پوری طرح مزین ہوتے ہیں اور یہ سب چیزیں مل کر ان میں وہ کشش اور دلربائی پیدا کر دیتی ہیں کہ جو بہت سے لوگوں پر جادو کا سا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔

اگرچہ بلحاظ تعداد ان کی کامیابی چنداں اہم نہیں ہے لیکن ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اول تو یورپ میں اسلامی مشن ابھی نوزائیدگی کی حالت میں ہے دوسرے اسلام کی اس عالمی تحریک کے قائدین اس عزم بالجزم سے مالا مال ہیں کہ وہ ان ابتدائی کامیابیوں پر کسی صورت میں بھی اکتفا نہیں کریں گے۔

اس سال کے آغاز میں جماعت احمدیہ کے قائدین نے اپنے اراکین سے ایک پرزور اپیل کی ہے۔اس اپیل میں تمام احمدی خاندانوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ فی خاندان کم ازکم ایک فرد ایسا پیش کریں جو روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوع انسان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے مبلغ کے طور پر خدمات بجالائے اور اس طرح پوری غیر مسلم دنیا کے خلاف تبلیغی ہلہ بولنے میں ہاتھ بٹائے۔

یہ امر کہ ان کا یہ عزم طے شدہ پروگرام کے مطابق بروئے کار آ کر مثمرِ ثمرات ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اس حقیقت سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کہ آج بھی افریقہ میں حالت یہ ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والے ایک افریقی باشندے کے بالمقابل بائیس افریقی باشندے اسلام قبول کر کے اس کے حلقہ بگوش بن جاتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ جہاں تک اسلامی تعلیمات اور اسلام کی مذہبی اصطلاحات کے مغرب میں نفوذ

پذیر ہونے کا سوال ہے اس کے لئے ابھی بہت زیادہ وقت اور جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ مسلم مشنریز اس بناء پر حوصلہ ہارنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

بلاشبہ وہ اس یقین پر قائم ہیں کہ مگر مغرب کو فتح کرنے کا سازگار موقع یہی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ساتھ کے ساتھ اس عزم سے لبریز ہیں کہ وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر ہی دم لیں گے۔‘‘ [199]

مولانا نیاز فتح پوری اور حضرت مسیح موعودؑ کی برگزیدہ شخصیت

پچھلے دو سال سے مولانا نیاز فتحپوری ایڈیٹر ماہنامہ ’’نگار‘‘ جماعت احمدیہ سے متعلق اپنے تاثرات ومشاہدات بیان کرتے رہے تھے جس پر اخبار چٹان لاہور اور دوسرے متعصب اخباروں نے کڑی تنقید کی۔ بایں ہمہ آپ نے نگار نومبر 1961ء میں حضرت مسیح موعود کی عظیم برگزیدہ شخصیت کی نسبت واضح بیان دیا کہ:-

’’میں نے اس وقت تک جو کچھ لکھا ہے وہ صرف مرزا غلام احمد صاحب کی ذات تک محدود ہے۔ ان کے عقائد سے میں نے کوئی بحث نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہوں کیونکہ جس حد تک مابعد الطبیعاتی امور کا تعلق ہے ان کے پیش نظر میرے مسلمان ہونے ہی میں شک ہے۔ چہ جائیکہ میرا احمدی ہو جانا کہ وہ تو ایسی سخت منزل ہے کہ اگر میں اپنے ضمیر کے خلاف ان تمام عقائد کو تسلیم کرلوں تو بھی میرے لئے وہاں کوئی جگہ نہیں، کیونکہ احمدیت نصف سے زیادہ عمل واخلاق کی گرمجوشی کا نام ہے اور یہاں یہ پارہ صفر سے بھی کئی درجے نیچے ہے۔

احمدی جماعت کے حالات پر غور کرنے کی تحریک سب سے پہلے مجھ میں اب سے چند سال قبل اس وقت پیدا ہوئی جب پاکستان کی مسلم اکثریت نے احمدی جماعت کو کافر قرار دے کر اس کے خلاف ہنگامۂ قتل وخون ریزی برپا کیا تھا۔ اس سلسلہ میں مجھ کو سب سے زیادہ تکلیف اس بات سے ہوئی کہ اگر احمدی جماعت کو کافر تسلیم کرلیا جائے تو بھی ان کو قتل وذبح کرنا کہاں کا اسلام اور شیوۂ مردانگی تھا۔ اس کے بعد جب میں نے جاننا چاہا کہ پاکستان کے غازیانِ احرار کیوں احمدیوں کو کافر کہتے ہیں تو تحقیق ومطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان کا سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔ یہ جان

کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ اگر یہ سچ ہو تو بھی کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس جرم میں انہیں دار پر چڑھاوے، جبکہ پاکستان کی غیر مسلم لاکھوں کی آبادی رسول اللہ کو رسول ہی تسلیم نہیں کرتی چہ جائیکہ انہیں خاتم الرسل سمجھنا۔ اور ان کو گردن زدنی نہیں سمجھا جاتا۔ اس سلسلہ میں مجھے احمدی جماعت کے لٹریچر کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو میں اور زیادہ حیران ہوا کیونکہ مجھے ان کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی' بلکہ برخلاف اس کے **میں نے ان کو ختم رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنوں میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑے مخلص بڑے باعمل بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے اور انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی و خلفاء راشدین کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔** میں نے ان کے مخالفین کی بھی تحریریں پڑھیں' جن میں میرزا صاحب کو کافر' ملعون اور مکار اور غدار کہا گیا ہے، لیکن میں نے ان تحریروں میں مطلقاً کوئی وزن نہیں پایا۔

میرزا صاحب کے خلاف دوسرا الزام یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مہدیٔ موعود اور مثیل مسیح کہتے ہیں، سو اس کو میں نے کبھی قابلِ توجہ نہیں سمجھا کیونکہ میں سرے سے ان روایات کا قائل ہی نہیں۔ تاہم میرزا صاحب کے حالات زندگی کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر ضرور پہنچا کہ وہ روایات متداولہ کی بنا پر واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود یا مثیل مسیح ضرور سمجھتے تھے اور اگر ایسا سمجھنے اور سمجھانے کے بعد انہوں نے ایک باعمل جماعت مسلمانوں میں پیدا کر دی تو اس کے خلاف مجھے اعتراض ہو تو ہو لیکن ان لوگوں کو کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں جو خود مہدی موعود اور مثیل مسیح کے ظہور کی پیشگوئیوں کو صحیح سمجھتے ہیں۔

میرا مسلک مذہب کے باب میں یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ قطعاً مسلمان ہے اور کسی کو اسے غیر مسلم یا کافر کہنے کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو کم از کم وحدانیت و رسالت رسولؐ کا ضرور قائل ہے اور اسلام نام صرف اسی عقیدہ کا ہے' رہے فروعی مسائل سو ان کا اختلاف کوئی ایسا اختلاف نہیں جس کی بنا پر کسی جماعت کو اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

جس حد تک ذاتی عقائد کا تعلق ہے، مجھے شیعی، سنّی، خارجی، احمدی، اہل قرآن، اہل حدیث، مقلدین وغیر مقلدین سب سے اختلاف ہے۔ کسی سے کم کسی سے زیادہ لیکن میں ان سب کو مسلمان اور ہیئت اجتماعی کا فرد سمجھتا ہوں۔ ہاں اس سے ہٹ کر **جب سوال ترجیح وتفوق کا سامنے آتا ہے تو بے شک میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ اس وقت احمدیوں سے زیادہ باعمل اور منظّم جماعت کوئی دوسری نہیں اور جب تک** ان کی یہ تنظیم قائم ہے میں ان کو سب سے بہتر مسلمان کہتا رہوں گا، خواہ اپنی نااہلی، کم ہمتی، بے عملی یا بر خود غلط عقل پسندی کی بنا پر میں کبھی ان میں شامل نہ ہوسکوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ احمدی جماعت فرشتوں کی جماعت ہے اور وہ کبھی کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے، لیکن یہ میں ضرور جانتا ہوں کہ اگر دوسری جماعتوں میں فی ہزار کوئی ایک سچا مسلمان ملے گا تو ان میں ۵۰ فیصدی ایسے افراد مل جائیں گے جو اپنی انسانیت اور بلندیٔ اخلاق کے لحاظ سے واقعی مسلمان کہے جا سکتے ہیں، پھر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس جماعت کی یہ عزیمت و تنظیم نتیجہ ہے صرف مرزا صاحب کی بلند شخصیت کا تو پھر وہ مجھے مہدی موعود سے بھی زیادہ اونچے نظر آتے ہیں کیونکہ اول تو ظہور مہدی کا عقیدہ ہی سرے سے بے معنی بات ہے؛ لیکن اگر کبھی وہ تشریف بھی لائے تو شاید اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکیں گے جو مرزا صاحب نے کر دکھایا۔“[200]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام

مجالس خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے چوتھے سالانہ اجتماع (منعقدہ اگست 1961ء) کے موقع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:-

”برادران خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ صاحبان کی طرف سے صوفی رحیم بخش صاحب قائد علاقائی کا خط موصول ہوا جس میں مجھ سے حسب سابق خدام کے اجتماع کے لئے پیغام کی خواہش کی گئی ہے۔ اول تو میں آجکل بیمار ہوں۔ دوسرے میں ڈرتا ہوں کہ پیغام طلبی اور پیغام رسانی کا سلسلہ کہیں ایک رسم بن کر نہ رہ جائے اور رسموں سے میں بہت گھبراتا ہوں اور اپنے عزیزوں کو بھی اس سے بچانا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ راولپنڈی کی جماعت ان جماعتوں میں سے ہے جن کے ساتھ مجھے خاص محبت ہے اس لئے بادلِ نخواستہ ان کی خواہش کو پورا کر رہا ہوں۔ اگر آئندہ

اس سلسلہ کو سال وار کی بجائے گاہے گاہے کی حد تک محدود رکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا یا پیغام بھیجنے والے اصحاب کے انتخاب میں ہر سال تبدیلی ہوتی رہے تاکہ ان کے پیغام باسی نہ ہونے پائیں اور تازگی کی مہک قائم رہے۔

بہر حال اس وقت میرا پیغام یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ سے روز افزوں دوری کی وجہ سے نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہٗ اللہ تعالیٰ کی بیماری کے نتیجہ میں جماعت کے ایک طبقہ میں تربیت کے لحاظ سے کمزوری پیدا ہو رہی ہے۔ دوسری طرف جوں جوں نسلی احمدیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے توں توں اس کمزوری کی رفتار بھی لازماً تیز ہوتی جارہی ہے۔ ان حالات میں آپ لوگوں کا فرض ہے کہ زیادہ توجہ دے کر اور خاص انتظامات کر کے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

دراصل ہمارے ذمہ دو کام ہیں۔ ایک تبلیغ اور دوسرے تربیت۔ یہ دونوں کام ایسے ہیں جیسے کہ رتھ کے دو پہیے ہوتے ہیں۔ جن کے بغیر رتھ کا چلنا محال ہے۔ البتہ جب کسی وجہ سے کسی جگہ تبلیغ کے کام میں کوئی وقتی روک پیدا ہو جائے تو اس وقت ایک تو تربیت کی طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دینی چاہئے۔ تاکہ جماعت میں سستی اور بے کاری کے آثار پیدا نہ ہوں اور دوسرے بالواسطہ تبلیغ کے رنگ میں ان غلط فہمیوں کے دور کرنے میں لگ جانا چاہئے جو عوام کی طرف سے ہمارے متعلق ہمیشہ پھیلائی جاتی ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دوست ان دو تدبیروں کو اختیار کریں گے تو صداقت کی ترقی اور اشاعت میں انشاء اللہ کبھی روک پیدا نہیں ہوگی اور محمدیوں کا قدم ایک بلند مینار کی طرف اٹھتا چلا جائے گا اور یہی اس وقت خدائے عرش کی اٹل تقدیر ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا بشیر احمد

حال لاہور 17/8/61'' [201]

سالانہ اجتماع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا افتتاحی خطاب

اس سال خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع 20۔21۔22 اکتوبر 1961ء کو منعقد ہوا جس کا افتتاح حضرت مصلح موعود کے حکم پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کیا۔ آپ نے اپنے روح پرور افتتاحی

خطاب میں نوجوان عزیزوں کو نہایت مؤثر انداز میں کئی بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ جن کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:-

1۔ اپنی عمر کے اس دور کو غنیمت سمجھو۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت ثانیہ کا دور زیادہ تر نوجوانوں کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا کیونکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خدا کی مشیت کے ماتحت خلیفہ چنے گئے تو اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور جب نظارتیں قائم ہوئیں تو آپ کے ساتھ ناظروں کے عہدوں پر کام کرنے والے بھی زیادہ تر نوجوان ہی تھے۔ ایک دفعہ مشاورت میں ایک ناظر کی رپورٹ پیش ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بڑی خوشی کے ساتھ فرمایا تھا کہ یہ رپورٹ ایسی ہے کہ بڑی بڑی حکومتوں کے تجربہ کار وزیروں کی رپورٹوں کے ساتھ مقابلہ کرسکتی ہے[202]۔ پھر یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ (فداہ نفسی) نے خدا کے حکم سے رسالت کا دعویٰ کیا تو اس وقت بھی آپ کے ماننے والوں میں اکثر نوجوان ہی تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ بن وقاص کی عمریں دس سال سے لے کر تئیس سے چوبیس سال کے اندر اندر تھیں مگر انہی نوجوانوں نے اپنی ایمانی قوت سے متصف ہوکر دنیا کی کایا پلٹ دی۔ پس اے عزیزو آپ اپنے آپ کو چھوٹا اور حقیر نہ سمجھیں۔ آپ کے اندر خدا کے فضل سے وہ برقی طاقت پنہاں ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کرسکتی ہے۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی قدر و قیمت کو پہچانیں اور اپنے ایمان میں وہ پختگی اور اپنے علم و عمل میں وہ روشنی پیدا کریں جو سچے مومنوں کا طرہ امتیاز ہے۔ بے شک آپ اپنی عمر کے تقاضا کے ماتحت کھیلیں کودیں اور ورزشی اور تفریحی باتوں میں حصہ لیں اور دنیا کے کاروبار کریں مگر آپ کے دل میں ایمان کی شمع ہر وقت روشن رہنی چاہئے اور نماز اور دعا کے ذریعہ آپ کے دل کی تاریں ہر لحظہ خدا کے ساتھ اسی طرح بندھی رہیں کہ جدا ہونے کا نام نہ لیں۔

2۔ حال ہی میں جو خدام الاحمدیہ کے مقامی اور علاقائی اجتماعوں اور تربیتی کورسوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ یہ سلسلہ خدا کے فضل سے بہت ہی مبارک اور مفید نتائج پیدا کررہا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں اکثر نوجوانوں میں کافی حرکت اور بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سو اس سلسلہ کو مزید ترقی دینی چاہئے تاکہ نوجوانوں میں علمی معلومات کے اضافہ کے علاوہ تنظیم اور قوت عمل اور اتحاد کی روح ترقی کرے اور خدام کو چاہئے کہ

ایسے اجتماعوں میں بعض معمر بزرگوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کو بھی شامل کر کے ان کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

3۔ ہمارے نوجوانوں کو تقریر اور تحریر میں خاص مہارت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے آج تک حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا تقریر و تحریر میں کمال نہیں بھولتا۔ ان کی زبان و قلم دونوں میں کمال کا جادو تھا اور ان کی تقریر سننے والا اور تحریر پڑھنے والا گویا وجد میں آ جاتا تھا۔ اگر ہمارے بچے اور ہمارے نوجوان بچپن اور نوجوانی کی عمر سے ہی اپنے ان دو فطری جوہروں کو مشق کے ذریعہ اجاگر کرنے کی کوشش کریں تو وہ ملک و ملت کے بہترین خادم بلکہ خدا کا فضل شامل ہو تو خادم سے مخدوم بن سکتے ہیں۔

4۔ خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ موجودہ بے پردگی کے دور میں غضِ بصر کے حکم پر بڑی احتیاط اور مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور کسی غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں اگر اتفاقاً نظر اٹھ جائے تو فوراً نظر نیچی کر لیں۔ اس سے انشاء اللہ ان کے اندر تقویٰ کی روح ترقی کرے گی اور ان کے نفسوں میں غیر معمولی پاکیزگی پیدا ہوگی۔ خدام الاحمدیہ کو یہ بھی چاہئے کہ اگر ان کی بہنیں یا دوسری قریبی رشتہ دار لڑکیاں پردے کے معاملہ میں غیر محتاط ہو رہی ہیں تو نصیحت اور مناسب نگرانی کے ذریعہ ان کے اس غیر اسلامی رجحان کو روکیں۔

5۔ خدام الاحمدیہ میں ایک شعبہ خدمت خلق ہے۔ یہ شعبہ بھی بڑا مبارک ہے۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کی تعلیم کے مطابق آپ لوگ خلق کے مفہوم میں انسانوں کے علاوہ جانوروں تک کو بھی شامل کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے ایک ایسے پیاسے کتے کو پانی پلایا جو پیاس کی شدت سے مر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی نیکی کی وجہ سے اسے بخش دیا۔ یہ خدمت خلق جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بار بار توجہ دلا چکے ہیں دلی خلوص کے ساتھ ساری قوموں اور ساری ملتوں تک وسیع ہونی چاہئے۔ میں تو بعض اوقات اپنے ذوق کے مطابق خدام الاحمدیہ کے معنے ہی یہ کیا کرتا ہوں کہ وہ احمدی نوجوان جو ساری دنیا کے خادم ہیں۔ مگر ایک بات ضرور ملحوظ رکھنی چاہئے کہ جہاں کوئی بڑا حادثہ سیلاب وغیرہ کی صورت میں وسیع پیمانہ پر پیش آئے تو وہاں انفرادی خدمت بجالانے کی بجائے بہتر طریق یہ ہوتا ہے کہ اپنی خدمات علاقہ کے سرکاری افسروں کو پیش کر دینی چاہئیں تا کہ ایک تنظیم کے ساتھ یکجائی طور پر وسیع پیمانہ پر خدمت ہو سکے۔

آنحضرت ﷺ نے کئی موقعوں پر مسجدوں کی تعمیر میں یا جہاد کی کارروائیوں میں عام مزدوروں کی طرح کام کیا۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں'' پس جب ہمارے آقا آنحضرت ﷺ جو سرور کونین اور شہنشاہ دو عالم تھے اور ہمارے سالارِ قافلہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مزدور کا لباس پہننے میں کوئی عیب نہیں دیکھتے بلکہ اس خدمت کو فخر سمجھتے ہیں تو ہمیں جو آپ کے ادنیٰ خادم ہیں خدمت خلق کے لئے بیلچہ ہاتھ میں لے کر اور مٹی کی ٹوکریاں سر پر رکھ کر مزدور بننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے؟'' 203

اس پُر تاثیر خطاب نے احمدی نوجوانوں میں علم وعمل اور جوش پیدا کر دیا۔

انصاراللہ کے سالانہ اجتماع 1961ء سے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا بصیرت افروز خطاب

خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے ایک ہفتہ کے بعد 27۔28۔29 اکتوبر 1961ء کو انصاراللہ کا ساتواں سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس کا افتتاح بھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا۔آپ نے اپنے روح پرور اور بصیرت افروز خطاب میں ''انصاراللہ'' کی اصطلاح' اس کے وسیع اور ہمہ گیر معانی اور مجلس انصاراللہ کے فرائض اور تقاضوں پر نہایت شرح وبسط سے روشنی ڈالی اور تبلیغ، تربیت اولاد، نمازوں کی پابندی، خلافت اور مرکز سے مخلصانہ تعلق، جماعتی کاموں میں دلچسپی اور ضروری جماعتی چندوں میں حصہ لینا، اتحاد، قلمی جہاد اور بہترین نمونہ پیش کرنے پر بہت زور دیا۔ 204

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ''ذکر حبیب'' پر معرکہ آراء تقریر

جلسہ سالانہ 1961ء پر جماعت احمدیہ کے نامور مقررین نے نہایت ٹھوس' پُر مغز اور فاضلانہ تقاریر فرمائیں۔ بالخصوص حضرت مرزا بشیر احمد کی معرکہ آراء تقریر نے سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری کر دی اور علم وعرفان میں از حد اضافہ کا موجب بنی۔

یہ تقریر ''درّ مکنون'' کے عنوان سے الفضل 19 جنوری 1962ء میں چھپی۔ بعد ازاں اسی نام سے مستقل رسالہ کی صورت میں شائع ہو کر بہت مقبول ہوئی۔

مجالس انصار اللہ خیر پور ڈویژن کے نام
حضرت مصلح موعود کا پیغام

مجالس انصار اللہ خیر پور ڈویژن کا سالانہ اجتماع باندھی ضلع نواب شاہ میں 11۔12 فروری 1961ء کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے بذریعہ تار حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

"MY MESSAGE IS THAT GOD MAY ENABLE YOU TO BECOME ANSARULLAH IN TRUE SENSE OF THE TERM"

KHALIFATUL MASIH
RABWAH

''میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صحیح معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ خلیفۃ المسیح ربوہ''[205]

جلسہ سالانہ قادیان 1961ء

اس سال قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ 16۔17۔18 دسمبر 1961ء منعقد ہوا۔ اس کامیاب اور مقدس اجتماع میں ہندوستان کے مختلف صوبہ جات بنگال' بہار' اڑیسہ' آندھرا' میسور' یوپی' سی پی ریاست ہائے جموں وکشمیر کے احباب کے علاوہ کم وبیش ڈھائی سو احمدی قافلہ میں انفرادی صورت میں پاکستان سے شامل جلسہ ہوا۔ قادیان اور مضافات سے خاصی تعداد میں غیر مسلم دوستوں نے کارروائی سنی۔ یہ جلسہ مقررہ جلسہ گاہ کی بجائے بیت اقصیٰ میں ہوا[206]۔ اس جلسہ سے ہندوستان کے ممتاز احمدی علماء کے علاوہ پاکستان کے مندرجہ ذیل مقررین نے خطاب فرمایا۔ خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب، پروفیسر مولوی غلام باری صاحب سیف، مربی سلسلہ گیانی واحد حسین صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، مربی سلسلہ مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل، شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مجاہد بلاد عربیہ، مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر سابق مبلغ بلاد افریقہ وعربیہ، چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق مجاہد لنڈن۔[207]

حضرت مصلح موعود کا روح پرور پیغام
جلسہ سالانہ کی مقدس تقریب پر

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اس مبارک تقریب پر نہایت اہم پیغام دیا جو قافلہ کے امیر قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا جسے سنکر شمع خلافت کے پروانوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں[208]۔ حضور کے اس پیغام کا مکمل متن درج ذیل کیا جاتا ہے:

"اعوذ با للّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں بھارت کے ان احمدی احباب کے لئے جو قادیان کی مقدس سرزمین میں جلسہ سالانہ کے موقع پر جمع ہو رہے ہیں کوئی پیغام ارسال کروں۔ سو سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے آپ لوگوں کو اپنی زندگیوں میں ایک بار پھر اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ آپ اس کے قائم کردہ روحانی مرکز میں جمع ہوں اور اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کے تمام مردوں اور عورتوں اور بچوں کو ان کے اس اخلاص کی جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں دین و دنیا میں اپنی برکات اور انوار سے متمتع کرے۔ آمین

اے عزیزو! بے شک جسمانی لحاظ سے ہم اس وقت آپ سے دور ہیں۔ مگر ہمارے دل آپ کے قریب ہیں اور ہمارے قلوب میں بھی وہی جذبات موجزن ہیں جو آپ کے دلوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہندوستان میں اپنے دین کے جھنڈے کو بلند رکھنے اور آستانۂ حبیب پر دُھونی رما کر بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مگر اے عزیزو! ابھی کام کا ایک وسیع میدان آپ لوگوں کے سامنے پڑا ہے جس کے لئے بے انتہاء خدمات اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔ مالی قربانیوں کی بھی اور وقت کی قربانیوں کی بھی۔ اس لئے ہمت سے کام لو اور اپنا قدم ہمیشہ آگے بڑھانے کی کوشش کرو۔ اور غیر مسلم شرفاء کو

اپنے عملی نمونہ سے اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ بھی اسلامی خوبیوں سے آگاہ کرتے رہو۔ اور ہمیشہ ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھو اور ایسے بلند اخلاق کا مظاہرہ کرو کہ وہ تمہیں انسانوں کی صورت میں خدا تعالیٰ کے فرشتے سمجھنے لگ جائیں۔ یہ امر یاد رکھو کہ ہم لوگ کسی سوسائیٹی کے ممبر نہیں ہیں جو محدود مقاصد کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ بلکہ ہم ایک مذہب کے پیرو ہیں اور مذہب تعلق باللہ اور شفقت علی خلق اللہ کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے۔ پس جس طرح تعلق باللہ کے بغیر کوئی قوم مذہب سے سچا تعلق قائم رکھنے والی قرار نہیں دی جاسکتی اسی طرح شفقت علیٰ خلق اللہ کے بغیر بھی کوئی مذہب سچا مذہب نہیں کہلا سکتا۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے دائرہ میں ایک ہندو اور سکھ وغیرہ بھی اسی طرح داخل ہے جس طرح ایک مسلمان۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ہمسایوں یعنی ہندو اور سکھ احباب سے ہمیشہ اچھے تعلقات رکھو۔ اور ان کی خوشی میں اپنی خوشی اور ان کی تکلیف میں اپنی تکلیف محسوس کرو۔ یہی وہ تعلیم ہے جو اسلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہمیں دی ہے اور جس کی وجہ سے اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔ اسلام کوئی قومی مذہب نہیں بلکہ ایک عالمگیر مذہب ہے جو تمام دنیا کے افراد کو اپنے دائرہ ہدایت میں شامل کرتا ہے۔ پس جس طرح مسلمان ہمارے بھائی ہیں اسی طرح ہندو اور سکھ بھی انسانیت کے وسیع حلقہ میں ہمارے بھائی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سے برادرانہ تعلقات رکھیں اور ان سے لطف و مدارات کا سلوک کریں۔ اگر کوئی شخص اپنی نادانی کی وجہ سے ہم سے عناد رکھتا ہے تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے جس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ ہماری طرف سے کسی کی دلآزاری نہیں ہونی چاہئے اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے کا خیال ہمارے دلوں میں آنا چاہئے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم بدی سے نفرت رکھیں، لیکن بدکی اصلاح کے لئے اس سے محبت اور پیار کا سلوک کریں کیونکہ آخر وہ ہمارا بھائی ہے اور اس کی اصلاح ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔

پنجاب میں جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کے مطابق طاعون کا مرض بڑے زور سے پھیلا ہوا تھا اور لاکھوں لوگ لقمۂ اجل ہو رہے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بیت الدعا سے یعنی اس کمرہ سے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعاؤں کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا اس طرح درد و کرب کے ساتھ رونے اور چیخنے چلانے کی آوازیں آئیں

جیسے کوئی عورت دردِ زہ کی شدت سے کراہ رہی ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز ہے۔ پھر میں نے اور توجہ کے ساتھ کان لگائے تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر رہے ہیں اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہیں کہ اے خدا! تیری پیشگوئی پوری ہوئی اور طاعون دنیا میں آ گئی۔ مگر اے میرے رب! اب دنیا طاعون سے مرتی چلی جا رہی ہے۔ اگر سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ پس دنیا کی تباہی میں ہماری خوشی نہیں بلکہ دنیا کی نجات اور خوشحالی میں ہماری خوشی ہے پس تقویٰ اور خدا ترسی پر زور دو۔ دشمنوں تک سے ہمدردی کرو۔ بددعائیں کرنے والوں کو دعائیں دو اور بدخواہی کرنے والوں کی خیر خواہی کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے جو آج تمہارا دشمن ہے وہ کل تمہارے صبر اور حسن سلوک اور نیکی کے نتیجہ میں تمہارا گہرا دوست بن جائے گا۔ پس سکھوں اور ہندوؤں سے اچھے تعلقات رکھو۔ سکھوں کا تو اس لحاظ سے بھی ہمارے ساتھ تعلق ہے کہ جس طرح ہم توحید کے قائل ہیں اسی طرح وہ بھی توحید کے قائل ہیں۔ پس تمام غیر مسلم شرفاء سے برادرانہ تعلقات مضبوط کرو۔ اور انہیں اسلام اور احمدیت کی خوبیوں سے روشناس کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کرو کہ وہ ہماری مدد کرے۔ اور آسمان سے اپنی رحمت کے فرشتے ہماری تائید کے لئے نازل کرے۔ ہم عاجز اور بے کس ہیں۔ جو کچھ ہوگا اسی کی تائید اور نصرت سے ہوگا۔ پس دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کو پھیلائے۔ دعائیں کرو کہ وہ ہمارے حقیر کاموں میں ایسی برکت پیدا فرمائے کہ ان کے نتائج دنیا کے لئے حیران کن ثابت ہوں اور ساتھ ہی کوشش اور جدوجہد سے کام لو۔ اور تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کرو اور اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کا پروگرام ہمیشہ وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جاؤ۔

یہ امر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے مامور کے ذریعہ دنیا میں اسی وقت اپنی آواز بلند کیا کرتا ہے۔ جب چاروں طرف کفر اور شیطانی قوتوں کے حملے ہو رہے ہوں اور روحانی امن اور چین دلوں سے مفقود ہو چکا ہو۔ پس جس طرح کسی خوفناک جنگل میں شیروں اور درندوں کے حملہ سے وہی بھیڑیں محفوظ رہ سکتی ہیں جو گڈریے کی بنسری پر دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ جائیں۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی وہی لوگ شیطانی حملوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہوں اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اشاعتِ اسلام کا فرض ہمیشہ یاد رکھو اور اپنی اولاد در اولاد کو یاد کراتے چلے جاؤ اور اپنے اعمال میں نیک تغیر پیدا کرو۔ تا کہ خدا کا جلال دنیا پر ظاہر ہو اور وہ منشاء پورا ہو جس کے لئے اس نے ہماری جماعت کو قائم فرمایا ہے۔ بے شک یہ ایک مشکل اور کٹھن کام ہے لیکن استقلال اور دعاؤں سے کام لینے کے نتیجہ میں آسمان کے دروازے آپ لوگوں کے لئے کھل جائیں گے اور دنیا جن باتوں کو آج ناممکن سمجھتی ہے وہ کل ایک حقیقت بن کر ان کے سامنے ظاہر ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور نتیجہ خیز بنائے اور آپ کو اپنے فضل سے اس روحانی لذت اور سرور سے حصہ بخشے جس کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس مقدس اجتماع کی بنیاد رکھی ہے۔ اور مرکزِ سلسلہ سے مخلصانہ وابستگی اور اشاعتِ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی توفیق آپ کو عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی 22/11/61" [209]

جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کی افتتاحی تقریب

جامعہ احمدیہ ربوہ کی نئی عمارت جس کی بنیاد 29 مارچ 1960ء کو رکھی گئی تھی اس سال کے آخر میں قریباً دو لاکھ روپے سے پایہ تکمیل کو پہنچ گئی [210]۔ یہ جدید طرز کی عمارت جو مخلصینِ جماعت کی مالی قربانی اور پرنسپل جامعہ احمدیہ محترم سید داؤد احمد صاحب کی محنت شاقہ اور انتھک مساعی کا نتیجہ تھی۔ سات کلاس رومز، دفتر کے تین کمروں، سٹاف روم، لائبریری اور ایک وسیع ہال پر مشتمل تھی۔ ہوسٹل کے چھوٹے چھوٹے بائیس کمرے اس کے علاوہ تھے۔ البتہ اس کی عمارت پر بالائی منزل اور ہوسٹل کے ایک حصہ کی تعمیر اور چاردیواری کی تکمیل ابھی باقی تھی۔

اس شاندار عمارت کا افتتاح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاتھوں 3 دسمبر 1961ء کو ہوا۔ اس موقع پر اصحاب احمد اور دیگر بزرگان سلسلہ، ناظر اور وکلاء صاحبان، امراء جماعت اور مختلف تعلیمی اداروں کے ممبران سٹاف اور دیگر احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

اس بابرکت موقع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اس وقت مجھے قریباً نصف صدی پہلے کا واقعہ یاد آ رہا ہے جبکہ میں مدرسہ احمدیہ کا مینیجر تھا۔ اس زمانہ میں ایک روز حاجی غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندھر اور میاں امام الدین صاحب مولوی ابوالعطاء صاحب کو مدرسہ میں داخل کروانے کے لئے لائے۔ اس وقت میں مدرسہ کے کمروں میں سے ایک کمرہ میں بیٹھا تھا۔ میں نے کچے کمرے کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ہر زمانہ کا قشر الگ ہوتا ہے اس زمانے کے لحاظ سے وہ کچے کمرے ہی قشر کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن آج کل کے حالات کے لحاظ سے ضروری ہے کہ اچھی عمارت بھی ہو نیز ایک اعلیٰ درجہ کی لائبریری کا بھی اس میں انتظام ہو اور اسی طرح تمام دوسرا سامان اور ضرورت کی چیزیں بھی مہیا کی جائیں۔ پھر یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ احباب بچوں کو جامعہ میں تعلیم دلوانے کے لئے یہاں بھجوائیں۔ جب تک احباب ہر طبقہ کے ذہین اور ہونہار طلبہ نہیں بھجوائیں گے خدمتِ دین کا کام خاطر خواہ طریق پر نہیں انجام پا سکے گا۔ میرا اپنا بچہ بھی واقفِ زندگی ہے اور آجکل افریقہ میں سلسلہ کی طرف سے متعین ہے۔ میں اس پر خوش ہوں کہ وہ دین کی خدمت کر رہا ہے۔ پس میں احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ عمارت کی جلد از جلد تکمیل اور ایک اعلیٰ درجہ کی لائبریری قائم کرنے کے لئے دل کھول کر چندہ بھی دیں۔ اور پھر ہر طبقہ کے ہونہار اور ذہین بچوں کو تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ میں بھیجیں۔

اس ضمن میں محترم میاں صاحب مدّ ظلہٗ نے فرمایا کہ جب تک کسی تعلیمی ادارے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی لائبریری موجود نہ ہو اس وقت تک اس ادارے کو کامیابی کے ساتھ نہیں چلایا جا سکتا۔ اور تعلیم و تدریس کے خاطر خواہ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے تدریس کے سلسلہ میں پرانے زمانے کے ایک نہایت مفید طریق کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا۔ پہلے جب اساتذہ باہر سفر پر جاتے تھے تو ان کے ساتھ بعض شاگرد بھی بھیج دئے جاتے تھے اور وہ سفر میں انہیں درس دیتے رہتے تھے۔ یہ طریق بہت مفید تھا۔ اس طرح اساتذہ کے سفر پر جانے سے طلبہ کی تعلیم میں حرج واقع نہیں ہوتا تھا بلکہ اس طرح وہ اساتذہ کے ساتھ ہر وقت رہنے کی وجہ سے وہ کچھ سیکھ لیتے تھے جو مدرسہ کے محدود اوقات میں ان کے لئے سیکھنا ممکن نہ ہوتا تھا۔''[211]

۞۞۞۞۞۞۞۞

فصل پنجم

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا انتقال

اس سال کا نہایت الم ناک سانحہ جس نے پوری دنیائے احمدیت میں رنج والم کی لہر دوڑا دی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا انتقال ہے۔

ولادت

حضرت صاحبزادہ صاحب آیت اللہ تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ''[212] کے مطابق 27 ذیقعدہ 1213ھ مطابق 24 مئی 1895ء کو پیدا ہوئے[213]۔ آپکی ولادت پر حضور علیہ السلام نے کشفی رنگ میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا جس پر لکھا تھا ''معمّر اللّٰہ''[214]۔

عہد مسیح موعودؑ

1903ء میں آپ شدید بیمار ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے معجزانہ طور پر شفا پائی۔ حضرت اقدسؑ استجابت دعا کے اس عظیم اعجازی نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا۔ اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا انی اُحافِظ کل من فِی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے۔ تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے

وہ حالت میسر آ گئی جو استجابتِ دعا کے لئے ایک کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چار پائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں۔۔۔۔۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارے نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ نشان بخشا۔'' 215

15 نومبر 1906ء کو آپ کا نکاح حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی بیٹی محترمہ بوزینب بیگم صاحبہ سے ہوا اور شادی 9 مئی 1909ء کو ہوئی۔ 216

جنوری 1907 میں حضرت اقدسؑ نے آپ کے متعلق یہ عظیم الشان رؤیا دیکھا کہ:

''اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ بادشاہ آیا۔ دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا۔ قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کر دے۔'' 217

اس سے چند سال قبل حضرت اقدس علیہ السلام نے عالم کشف میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔'' 218

وسط 1907ء میں آپ دوبارہ بیمار ہو گئے تب حضور کو آپ کی نسبت الہاماً بشارت دی گئی کہ

''عمّره الله على خلاف التَّوَقُّعِ. امّره الله على خلاف التَّوَقُّعِ''

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو امید سے بڑھ کر عمر دے گا اور امید سے بڑھ کر امیر کرے گا۔ 219

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پوری زندگی ان سب آسمانی پیش خبریوں کی عملی تفسیر تھی۔

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام سے حاصل کی۔ آپکو بچپن سے ہی دینی علوم کے ساتھ فطری مناسبت تھی۔

خلافت اولیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے درس قرآن میں بہت شوق سے شامل ہوتے رہے اور بخاری

شریف تو آپ نے درساً درساً مکمل کی 220۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

''حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرح) ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا' بہت ٹھوس تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا۔ مگر علم دین کے ہر پہلو پر عبور تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔'' 221

فروری 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بستر علالت پر تھے۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ حضور شہر سے باہر کھلی فضا میں منتقل ہوں۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب نے منصوبہ بنایا کہ آپ کو بورڈنگ ہائی سکول کی بالائی منزل پر لے جایا جائے اور اس طرح پہرہ لگایا جائے کہ ان کے ہم خیالوں کے علاوہ کوئی اندر نہ جاسکے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کا ذکر نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے کیا۔ دونوں کی تحریک پر حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے حضرت خلیفہ اولؓ سے درخواست کی کہ آپ انکی کوٹھی میں تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول نے یہ درخواست قبول فرمالی اور آپ 27 فروری 1914ء کو کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ منصوبہ باندھنے والوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے چارپائی کو بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سامنے رکوالیا۔ حضرت خلیفہ اول نے حسرت سے فرمایا: ''ہیں' یہ اس جگہ مجھے لا رہے ہیں''۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اس وقت چارپائی کے ساتھ ہی کھڑے تھے۔ آپ نے اونچی آواز سے کہا کہ ''حضور یہ صرف چلنے والوں کو آرام دینے کے لئے ہے۔ ورنہ ویسے آپ نواب صاحب کی کوٹھی پر ہی جارہے ہیں۔'' یہ بات سن کر حضرت خلیفہ اولؓ مطمئن ہو گئے اور خدام بھی چارپائی لے کر آگے چل پڑے۔ اس طرح یہ منصوبہ پوری طرح ناکام ہوگیا۔ 222

13 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفہ اول کا وصال ہوگیا اور 14 مارچ 1914ء کو خلافتِ ثانیہ کا بابرکت آغاز ہوا۔ آپ نے منکرین خلافت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ ہی خلافت کے پُرزور حامی اور علمبردار رہے۔

خلافت ثانیہ

1920ء میں حضرت میاں صاحب ڈیرہ دون میں برہما کمپنی میں لفٹیننٹ مقرر ہوئے۔ جناب نیک محمد خان صاحب غزنوی کا بیان ہے کہ:

''آپ کی ابتدائی ٹریننگ پر صوبیدار مدد خان صاحب جو راولپنڈی کے رہنے والے تھے

متعین ہوئے۔ قریباً ڈیڑھ مہینہ انہوں نے حضرت میاں صاحب کو ٹریننگ دی اور پھر اپنے انگریز کرنل سے کہا جو کچھ یہ جانتے ہیں میں بھی نہیں جانتا۔ یہ تو اب مجھے پڑھاتے ہیں۔ میں نے ایسا فہم کا مالک اور نکتہ رس آدمی آج تک نہیں دیکھا۔ تمام کمپنی میں آپ کی نہایت درجہ تعظیم تھی۔ بڑے بڑے افسر بھی سب آپ کا احترام کرتے تھے۔'' [223]

21 جون 1921ء کو قادیان میں پہلی مبلغین کلاس جاری ہوئی جس کے استاد حضرت حافظ روشن علی صاحب تھے۔ کلاس میں مولانا جلال الدین صاحب شمس جیسے اکابر علماء تعلیم حاصل کرتے تھے [224]۔ یہ کلاس آپ کے مکان پر لگتی تھی۔ قرآن مجید' صحاح ستہ مکمل اور اصول فقہ کی بعض بنیادی اور بڑی کتب آپ نے دوسرے علماء کے ساتھ پڑھیں۔ [225]

1922ء میں مجلس مشاورت کا آغاز ہوا۔ مجلس کی مطبوعہ رپورٹوں کے مطابق آپ نہ صرف اس پہلی مشاورت میں شامل تھے بلکہ (شاید چند مستثنیات کے سوا) آپ عمر بھر باقاعدگی کے ساتھ اس میں شرکت فرماتے رہے۔

اسی سال احمدی نوجوانوں میں جفاکشی، بہادری اور فوجی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی انبالہ کا قیام ہوا [226]۔ جس کے افسر اور کمانڈر حضرت میاں صاحب تھے۔ آپ کی ذاتی دلچسپی، محنت و جانفشانی اور غیر معمولی جدوجہد کے نتیجہ میں اس کمپنی نے دوسری کمپنیوں میں بڑا نام پیدا کیا نیز ڈرل' چاند ماری اور کھیلوں میں اپنی برتری کا لوہا منوایا اور انعامات جیتے جنکا تفصیلی ذکر صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ رپورٹوں میں ملتا ہے۔ یہ ایک مثالی کمپنی تھی جس کا ڈسپلن نہایت معیاری تھا اور اس کے جوان نماز باجماعت باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ جس کا دوسروں پر بہت عمدہ اثر ہوتا تھا۔ آپ 1934-35 میں لفٹیننٹ سے ترقی کر کے کیپٹن مقرر ہوئے [227]۔ کمپنی کے لئے نئی ریکروٹنگ کا کام نہایت مشکل مسئلہ ہوتا تھا مگر آپ نے ہمیشہ اس کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کیا۔

اس کمپنی کے تربیت یافتہ احمدی نوجوانوں نے آئندہ چل کر ملک و ملت کی بہت شاندار خدمات سرانجام دیں۔

صوبیدار عبدال صاحب دہلوی کا بیان ہے کہ:

''دوسرے افسران دوران پریڈ میں اکثر خفگی کا اظہار کرتے اور سخت سست کہتے مگر میں نے حضرت میاں صاحب کے چہرے پر کبھی غصہ کی علامت نہیں پائی۔ بڑے عمدہ پیرائے میں اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے۔ یہ ایک فوجی آفیسر میں بہت بڑی خوبی ہوتی ہے۔

آپکی فراست اور دوراندیشی کے انگریز افسر بھی قائل تھے۔ملٹری میں جب مسلمان نوجوان بھرتی ہوتے تو ڈاڑھیاں منڈوانی پڑتی تھیں۔ ڈاڑھی والے کو انفٹ کر دیتے تھے مگر حضرت میاں صاحب نے کیپٹن ہوتے ہوئے شعار اسلامی کا احترام کیا اور باقاعدہ ڈاڑھی رکھی۔۔۔۔۔حضرت میاں صاحب کو فوجی یونیفارم میں ڈاڑھی بہت خوشنما معلوم ہوتی تھی۔‘‘[228]

1939ء میں حضرت میاں صاحب نے اپنی بعض مجبوریوں کے باعث کمپنی سے استعفاء دے دیا اور کمپنی آپ کی نگرانی سے محروم رہ گئی[229]۔تاہم ریکروٹنگ کے سلسلہ میں آپ کا شفقت بھرا تعاون کمپنی کو حاصل رہا۔

یکم اپریل 1923ء سے 14 اپریل 1925ء تک آپ نائب ناظر انسدادِ ارتداد کے فرائض انجام دیتے رہے۔[230]

یکم مئی 1925 سے 14 جون 1925ء تک مستقل نائب ناظر تعلیم وتربیت کی حیثیت سے کام کیا۔[231]

15 جون 1925ء سے 30 اپریل 1926ء تک قائم مقام ناظر تعلیم وتربیت رہے۔[232]

مئی 1926ء میں حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر نظارت تجارت وصنعت کا قیام ہوا۔ابتداء میں یہ صیغہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے سپرد کیا گیا مگر 8 ستمبر 1926ء کو آپ ناظر مقرر ہوئے۔[233]

اس نظارت کی زیرِ نگرانی انجمن کے مندرجہ ذیل تجارتی ادارے تھے:

1۔اورینٹیل ہاؤس وسٹریٹ ایجور روڈ لندن
2۔مگوب ٹریڈنگ ایجنسی قادیان
3۔انڈین گٹ مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان وسیالکوٹ
4۔بک ڈپوتالیف واشاعت قادیان
5۔احمدیہ سٹور[234]

حضرت میاں صاحب نے نہ صرف ان اداروں کی نگرانی کے فرائض سرانجام دئے بلکہ جماعت میں تجارت وصنعت کی نئی روح پھونک دی۔

آپ نے مجلس مشاورت 1929ء میں بکڈپو تالیف واشاعت کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”بُک ڈپو کا یہ سال گذشتہ تمام سالوں بلکہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں پہلا سال ہے جبکہ ہماری نئی کتابیں ایک قلیل وقت میں ہی کئی کئی ہزار کی تعداد میں چھپیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئیں اور مزید خوشی یہ ہے کہ اس تعداد میں سے کافی حصہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں نے بھی خریدا اور پڑھا اور احمدیہ علم کلام سے روشناس ہوئے اور ان کتابوں کے باعث احباب کی وہ شکایت بھی اس سال رفع کر دی کہ کتابیں گراں فروخت ہوتی ہیں کیونکہ اس سال جو کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ اتنی ارزاں فروخت کی گئی ہیں کہ اتنی قیمت پر کوئی تاجر کتب فروخت کر ہی نہیں سکتا۔“[235]

مئی 1928ء سے جون 1938ء تک آپ متعدد نہایت اہم عہدوں پر فائز رہے اور سلسلہ احمدیہ کی شاندار خدمات بجالاتے رہے۔ مثلاً قائم مقام ناظر امور عامہ، قائم مقام ناظر تعلیم و تربیت، نائب ناظر تعلیم و تربیت، ناظر امور عامہ، قائم مقام ناظر امور خارجہ۔[236]

اکتوبر 1934ء میں احراری شورش زوروں پر تھی اور انگریزی حکومت کے بعض اعلیٰ حکام بھی جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت پر تُلے ہوئے تھے۔ اس فتنہ کے سدّ باب کے لئے حضرت مصلح موعود نے ایک شعبہ خاص قائم کیا اور اس کا ناظم بھی حضرت میاں صاحب ہی کو نامزد فرمایا۔[237]

مولوی ظفر محمد ظفر صاحب مولوی فاضل کو اس شعبہ میں آپ کے ماتحت عرصہ تک کام کرنے کا موقع ملا۔ انکا بیان ہے:

”حضرت میاں صاحب۔۔۔ اکثر اوقات دفتر ٹائم کے بعد بھی اپنے کام میں دیر تک مصروف رہتے تھے۔ انہیں یہ کبھی بھی خیال نہیں آتا تھا کہ دفتر کب لگتا ہے اور کب بند ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کے پیشِ نظر ہمیشہ کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اور ضروری امور کو پورے طور پر سرانجام دینا ہوتا تھا۔“[238]

آپ نے اس بیدار مغزی، حسن تدبر اور ذہانت و فراست سے دشِمن احمدیت کی سرگرمیوں کا تعاقب کیا کہ ان کے کئی خفیہ منصوبے طشت از بام ہوگئے اور کئی چالیں ناکام ہوگئیں۔ احرار کی انتہائی کوشش تھی کہ جماعت احمدیہ کے امام پر قاتلانہ حملہ کیا جائے لیکن آپ اس رنگ میں حفاظت کا انتظام فرماتے کہ دشمن کو علم بھی نہ ہوتا تھا کہ حضور کس موٹر میں ہیں اور کس راستہ سے گذر گئے ہیں۔ چوہدری ظہور احمد صاحب (سابق ناظر دیوان) کا بیان ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری والے مشہور مقدمہ میں جب حضور بذریعہ موٹر گورداسپور تشریف لے گئے تو حضرت میاں صاحب نے جلوس کو ایسے شاندار طریق سے ترتیب دیا کہ دیکھنے

والے کہتے تھے کہ ایسا جلوس اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا‘‘۔239

آپ کی کامیاب مساعی کو دیکھ کر آپ کا وجود احرار کی نگاہ میں خار بن کر کھٹکنے لگا۔ وہ جلد ہی اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے اور 8 جولائی 1935ء کو سوچی سمجھی سازش کے تحت آپ پر لاٹھی سے قاتلانہ حملہ کرادیا۔ مگر آپ خدا کے فضل سے معجزانہ طور پر بچ گئے۔240

جولائی 1938ء سے آپ ناظر تالیف وتصنیف اور ناظر تعلیم و تربیت کے عہدوں پر فائز ہوئے۔241

نظارت تالیف وتصنیف کے سپرد حسب ذیل فرائض تھے:

1۔ سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے پیشِ نظر مستقل لٹریچر تصنیف کرنا یا کروانا

2۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر پر نظر رکھنا

3۔ مرکز میں ایک مکمل لائبریری کا مہیا رکھنا اور اسکی توسیع

4۔ ماہوار رسالہ ریویو (اردو وانگریزی) کا انتظام اور نگرانی

5۔ بک ڈپو کا انتظام اور نگرانی

حضرت میاں صاحب 1941ء تک اس صیغہ کے انچارج رہے اور آپ کی راہنمائی میں یہ نظارت نہایت خوش اسلوبی سے اپنے مفوضہ فرائض انجام دیتی رہی۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی قیمتی اور ایمان افروز روایات کی جمع وتدوین کا عظیم الشان کام بھی ہوا نیز تبرکاتِ حضرت مسیح موعودؑ کی فہرستیں مرتب ہو کر اخبار الفضل میں چھپیں 242۔ مئی 1938ء سے اپریل 1941ء کی مطبوعہ رپورٹہائے صدر انجمن احمدیہ میں اس صیغہ کی رپورٹیں آپ کے قلم سے شائع شدہ ہیں جن سے آپ کی قابل قدر مساعی پر روشنی پڑتی ہے۔

نظارت تعلیم وتربیت جولائی 1938ء سے مئی 1944ء تک آپ کے ماتحت اپنے کاموں میں سرگرمِ عمل رہی یعنی سلسلہ احمدیہ کی تمام باقاعدہ مقامی اور مرکزی درسگاہوں اور بیرونی مدارس کی نگرانی اور وظائف تعلیمی و امداد کی تقسیم، کتب حضرت مسیح موعودؑ کے امتحانات اور امتحان دینیات جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول، اور درس قرآن، بیتِ اقصیٰ اور بیتِ مبارک کا انتظام، جماعتوں کی تربیت کے لئے دورے اور دیگر ذرائع کا استعمال، مقامی تربیت اور متفرق کلاس کی نگرانی وغیرہ۔

ان مستقل امور کے علاوہ حضرت میاں صاحب کے عہد میں بیتِ اقصیٰ کی توسیع ہوئی۔ دارالبیعت لدھیانہ کی مرمت کی گئی اور اس کے ساتھ ایک خانہ خدا تعمیر ہوا۔ منارۃ المسیح پر سفیدی کرائی گئی۔

مجلس تعلیم کے نام سے ایک مرکزی تعلیمی بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔ آنریری انسپکٹران تعلیم وتربیت مقرر کئے گئے۔ افتاء کمیٹی قائم ہوئی۔[243]

جنوری 1945ء سے حضرت میاں صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ مقرر ہوئے [244]۔ اور جولائی 1947ء تک اپنے فرائض بجالاتے رہے۔[245]

نظارت دعوۃ وتبلیغ کا کام ان دنوں مندرجہ ذیل شعبوں پر منقسم تھا:

1۔صدر دفتر، 2۔نشر واشاعت، 3۔طبع واشاعت الفضل، 4۔سالانہ جلسہ، 5۔ایام التبلیغ، 6۔ جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ وپیشوایانِ مذاہب، 7۔تبلیغ اندرونِ ہند، 8۔تبلیغ قادیان ومضافات۔

نظارت دعوۃ وتبلیغ کا فریضہ جب حضرت میاں صاحب کے سپرد ہوا تو متحدہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اور سیاسی کشیدگی اور افراتفری عروج پر تھی تاہم تقریر وتحریر کے ذریعہ ملک میں حق وصداقت پھیلانے کا کام بدستور جاری رہا۔ آپ کے چارج سنبھالتے ہی حضرت مصلح موعود کی ہدایات کے ماتحت پنجاب کے دیہاتی علاقہ میں خصوصیت کے ساتھ تبلیغی مہمات کا آغاز کیا گیا اور اس غرض کے لئے 14 دیہاتی مبلغین مختلف حلقوں میں متعین کئے گئے [246] جس کے بہت مفید نتائج ظاہر ہوئے۔

آپ نے قادیان میں کارخانہ ''مینوفیکچرنگ کمپنی'' قائم فرمایا جس کی بنیاد سیدنا حضرت مصلح موعود نے 3 جون 1946ء کو رکھی [247]۔ اس کارخانہ کی مشینری انگلستان سے درآمد کی گئی تھی۔ اگر وہ جاری رہتا تو مشرقی پنجاب میں لوہے کا سب سے بڑا کارخانہ شمار ہوتا۔[248]

ہجرت پاکستان کے بعد خدمات

پاکستان قائم ہوا تو آپ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور ماڈل ٹاؤن میں فروکش ہوئے۔

نومبر 1947ء میں آپ انگلستان تشریف لے گئے اور شروع جولائی 1948ء میں واپس تشریف لائے [249]۔ دوران قیام آپ نے انگلستان کے فوجی انجینئروں کی کانفرنس میں انکی دعوت پر شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس میں آپ نے رائفل کی مار دور تک کرنے اور نشانے کو زیادہ صحیح بنانے کے لئے قابل قدر مشورے دئے جو بعد میں عملی طور پر بہت فائدہ مند ثابت ہوئے۔ اس پر آپ کو معقول معاوضہ کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔[250]

یکم اپریل 1953ء کو جبکہ لاہور میں مارشل لاء نافذ تھا آپ کی اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ان دنوں لاہور میں آپ کی اسلحہ کی ایک دوکان تھی۔ بندوق آپ نے مرمت کے لئے گھر رکھی ہوئی تھی اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کو نواب خاندان کی روایات کے مطابق ایک مرصع خنجر جہیز میں ملا تھا۔ان ہر دو اشیاء کی برآمدگی کے ''جرم'' میں یہ دونوں مقدس بزرگ گرفتار کر لئے گئے اور 28 مئی 1985ء کو رہا ہوئے۔[251]

یکم مئی 1955ء سے آپ ناظر اصلاح وارشاد مقرر ہوئے۔[252]

جولائی 1956ء میں انکارِ خلافت کا فتنہ اٹھا جس پر آپ نے الفضل 3 اگست 1956ء میں ایک پُر زور مضمون کے ذریعہ احباب کو توجہ دلائی کہ وہ اس فتنہ کو چھوٹا نہ سمجھیں بلکہ بہت بڑا فتنہ سمجھیں اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو اس سے کلیۃً محفوظ رکھے۔

1956ء کے جلسہ سالانہ پر ذکر حبیب کے موضوع پر آپ کے ایمان افروز خطابات کا سلسلہ شروع ہوا جو کئی سال تک جاری رہا۔ آپکی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ 1960 تھا۔جلسہ سالانہ 1961ء کے انتظامات بھی آپ نے اپنی نگرانی میں کرائے۔ بلکہ وفات سے دو روز قبل ان کا آخری بار معائنہ بھی فرمایا۔مگر افسوس 26 دسمبر 1961ء کو افتتاح جلسہ سے صرف سوا گھنٹہ پیشتر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اسی روز قریباً اڑھائی بجے دوپہر آپ کا جنازہ مقبرہ بہشتی کے میدان میں لا کر رکھ دیا گیا جہاں جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے ہزارہا احباب نے ایک خاص نظام اور ترتیب کے ساتھ آپ کے مبارک اور نورانی چہرہ کی زیارت کی۔ چار بجے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر آپ کا جسدِ خاکی ہزاروں ہزار احباب کی نمناک آنکھوں اور افسردہ دلوں کے ساتھ حضرت اماں جان کے مزارِ مقدس کی چاردیواری میں سپرد خاک کر دیا گیا۔انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون.[253]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے تاثرات

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپکی وفات پر حسب ذیل دو نوٹ سپردِ قلم فرمائے:

1۔''عزیز میاں شریف احمد صاحبؓ کے متعلق مرحوم کا لفظ لکھتے ہوئے (حالانکہ یہ ایک حقیقت بھی ہے اور دعائیہ کلمہ بھی) دل کو ایک بجلی کا سا دھکہ لگتا ہے اور طبیعت اس حقیقت کو فوری طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔مگر حقیقت پھر بھی حقیقت ہے اور یہ ایک جگر پاش واقعہ ہے کہ ہم پانچ بھائی بہنوں کی زنجیر میں سے وسطی کڑی جس کے ایک طرف دو بھائی رہ گئے ہیں اور دوسری طرف دو بہنیں ہیں اپنی زنجیر سے کٹ کر عالم ارواح میں پہنچ

چکی ہے۔ **فانا للّٰہ و انا الیہ راجعون و کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام.**

عزیز میاں شریف احمد صاحبؓ نے بڑی لمبی بیماری کاٹی اور اسے غیر معمولی صبر شکر اور ہمت کے ساتھ برداشت کیا۔ گزشتہ بیس اکیس سال کے طویل عرصہ میں ان پر کئی ایسے مواقع آئے جبکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بس اب زندگی کا خاتمہ ہے لیکن ہمیشہ خدائی رحمت کا ہاتھ انہیں گویا بازو سے پکڑ کر موت کے منہ میں سے باہر کھینچ لیتا رہا اور ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بار بار پورا ہوا کہ **عمرہٗ اللّٰہ علی خلاف التوقع** ”یعنی خدا تعالیٰ نے اسے توقع (یعنی ظاہری حالت) کے خلاف عمر دے گا“۔

یہ ایک حقیقت حال ہے کہ میاں شریف احمد صاحب پر گزشتہ بیس بائیس سال میں بار بار بیماری نے ایسے حملے کئے کہ کئی دفعہ بظاہر مایوسی کی حالت نظر آنے لگتی تھی مگر خدا تعالیٰ انہیں توقع کے خلاف بچاتا اور عمر دیتا گیا حتیٰ کہ مقدّر وقت آ گیا جس سے کوئی ابن آدم بچ نہیں سکتا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس الہام میں جو اوپر درج کیا گیا ہے لمبی عمر کا کوئی ذکر نہیں ہے (گو بہر حال ساڑھے چھیاسٹھ سال کی عمر بھی کوئی چھوٹی نہیں) بلکہ صرف توقع کے خلاف عمر پانے کا ذکر ہے اور یہ عمر عزیز میاں شریف احمد صاحب نے پائی بلکہ بار بار پائی۔ خدا کے کلام میں اکثر کچھ نہ کچھ اخفاء کا پردہ ہوا کرتا ہے۔ اس پردے کے ماتحت بے شک بعض لوگ بظاہر یہی سمجھتے رہے کہ میاں شریف احمد صاحب کو لمبی عمر ملے گی مگر اصل خدائی وحی میں ”لمبی عمر پانے“ کا کوئی ذکر نہیں ملتا بلکہ صرف ”توقع کے خلاف“ عمر پانے کا ذکر تھا اور یہ خدائی پیش خبری ایسے عجیب و غریب رنگ میں پوری ہوئی کہ اب جب حقیقت کھل چکی ہے ان الفاظ پر غور کرنے سے ایک خاص قسم کا روحانی سرور حاصل ہوتا ہے اور دل اس ایمان سے بھر جاتا ہے کہ خدا حق ہے اور خدا کا کلام حق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ خدا کے سچے مامور مرسل ہیں۔ **اللھم صلی علیہ و علیٰ مطاعہٖ محمد و بارک و سلم.**

عزیز میاں شریف احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بعض لحاظ سے خاص مشابہت تھی۔ یہ مشابہت جسمانی نوعیت کے لحاظ سے بھی تھی اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی تھی۔ جسمانی لحاظ سے تو انکا نقشہ اور خدوخال اور رنگ ڈھنگ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام سے دوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور اس مشابہت کو ہر غور کی نظر سے دیکھنے والا انسان محسوس کرتا اور پہچانتا تھا۔ چنانچہ ان کے جنازے کے وقت مجھ سے بعض دوستوں نے ازخود بیان کیا کہ انکا حلیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت ملتا ہے اور یہ مشابہت وفات میں اور بھی نمایاں ہوگئی تھی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی ہمارے مرحوم بھائی کو بعض لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خاص مشابہت تھی۔ مثلاً اہم امور میں فیصلہ کرتے ہوئے یا مشورہ دیتے ہوئے انکی رائے بہت متوازن اور صائب ہوتی تھی۔ وہ نہ تو اپنے ایک بھائی کی طرح زبردست جلالی شان رکھتے تھے (گو یہ جلال بھی ایک خدائی پیش گوئی کے مطابق ہے) اور نہ ان میں دوسرے بھائی کی طرح نرمی اور فروتنی کا ایسا غلبہ تھا جو بعض لوگوں کی نظر میں کمزوری کا موجب سمجھا جاسکتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کے مزاج میں بھی ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ عفو وشفقت کے موقع پر وہ پانی کی طرح نرم ہوتے تھے جو ہر چیز کو رستہ دیتا چلا جاتا ہے مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح مستحکم تھے جسے کوئی جذبہ یا کوئی خیال اپنی جگہ سے متزلزل نہیں کرسکتا تھا اور طبیعت میں نہایت سادگی اور غریب نوازی تھی۔ کیا عجب کہ ان کی اسی جسمانی اور اخلاقی مشابہت کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اشارہ ہو کہ

''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں''

انہوں نے بہر حال ظاہری اور انتظامی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوری جانشینی حاصل نہیں کی تو پھر لامحالہ استعارے کے رنگ میں اس الہام کی یہی تشریح سمجھی جا سکتی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔

عزیز میاں شریف احمد صاحب ایک دفعہ جماعت احمدیہ کے نظام میں قاضی بھی مقرر ہوئے تھے اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب حال جج ہائی کورٹ انکے ساتھ قاضی تھے۔ شیخ صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے اس دوران میں میاں شریف احمد صاحب کو بہت پختہ اور صائب رائے پایا۔ جو بہت جلد حقیقت کو پا کر بڑی مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم ہو جاتے تھے اور ناواجب نرمی اور ناواجب سختی سے کلی طور پر بچ کر رہتے تھے اور انصاف کے ترازو کو پوری طرح قائم رکھتے تھے۔ اس طرح ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ

مکاشفہ بھی پورا ہوا کہ:۔

''اس نے قاضی بننا ہے''

میاں شریف احمد صاحب کی زندگی میں عسر و یسر کے متعدد دور آئے اور ہر دور میں انہوں نے اپنا شاہانہ مزاج قائم رکھا۔ وہ دل کے درویش تھے مگر مزاج کے بادشاہ تھے۔

یُسر کی حالت کا تو کیا کہنا ہے عُسر میں بھی وہ اپنے شاہانہ مزاج کو قائم رکھتے تھے اور اپنے ہاتھ کو تنگی کے ایام میں بھی روکتے نہیں تھے اور غرباء کی مدد میں بھی بڑی فیاضی سے حصہ لیتے تھے۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوا کہ انہوں نے رستہ چلتے ہوئے کسی غریب کو پاس سے گزرتے دیکھا تو جھٹ جیب میں سے سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ لینے والا حیرانی میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں ملتا رہا۔ اور یہ درویش بادشاہ خاموشی سے آگے نکل گیا۔ اپنے خرچ پر کنٹرول نہ کرنے کی وجہ سے وہ بسا اوقات قرض میں بھی مبتلا ہو جاتے تھے مگر ان کی شاہ خرچی کے انداز میں کبھی فرق نہیں آیا۔ ساری عمر اسی شاہانہ ڈگر پر قائم رہے۔ غالباً انکی ولادت کے موقع پر خدائی فرشتوں نے آسمان پر انکی آئندہ زندگی کا نظارہ دیکھ کر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کانوں میں یہ خدائی الفاظ پہنچا دئے ہونگے کہ:۔

''وہ بادشاہ آتا ہے''

دراصل یہ چاروں الہام جو اوپر درج کئے گئے ہیں عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی ذاتی زندگی اور ذاتی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے۔ مگر تعجب نہیں کہ آگے چل کر ان کی نسل میں ان مکاشفات کے بعض ظاہری پہلو بھی رونما ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ جس شخص کے متعلق کوئی بات خدا کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہے وہ بعض اوقات اس کی بجائے اسکی اولاد یا نسل میں پوری ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دیکھیں مگر آپ ان کنجیوں کے ملنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے اور یہ کنجیاں آپ کے خلفاء اور روحانی فرزندوں کے ہاتھ میں آئیں یا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ابوجہل کے ہاتھ میں جنت کے انگوروں کا خوشہ دیکھا مگر ابوجہل کفر کی حالت میں ہی مر گیا اور یہ بشارت اس کے لڑکے حضرت عکرمہ میں پوری ہوئی۔ یا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ مکہ فتح ہوا ہے اور حضور نے مکہ کا انتظام اسید کے سپرد کیا ہے مگر اسید آپکی زندگی میں ہی فوت ہو

گیا اور آپ نے مکہ فتح ہونے پر اس کے بیٹے عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کیا۔ یہ قدرت خداوندی کے عجائبات ہیں جن سے روحانی دنیا معمور نظر آتی ہے اور خدا اپنے مصالح کو بہتر سمجھتا ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درثمین والے پنج تن میں درمیانی کڑی درمیان میں سے کٹ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئی اور ہم بہن بھائی پانچ میں سے چار رہ گئے ہیں'' ۔254

2۔عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی وفات پر اب قریباً بیس دن گزر چکے ہیں مگر ابھی تک ان کے متعلق غم وحزن اور نقصان کا احساس بڑھتا جا رہا ہے اور طبیعت میں بہت بے چینی رہتی ہے۔ انکی وفات گو بیس اکیس سال کی لمبی بیماری کے بعد ہوئی اور اس دوران میں کئی خطرے کے وقت آئے مگر باوجود اس کے ان کی وفات ایسی اچانک ہوئی ہے کہ اب تک انکی وفات کا یقین نہیں آتا۔ دوسری طرف وہ دن بھی جلسہ سالانہ کے دن تھے جس کی گوناگوں مصروفیتوں اور ذمہ داریوں میں انکی وفات یوں ہوئی کہ گویا ایک تیز رفتار بگولہ آیا اور ہمارے سروں پر سے تیزی کے ساتھ گزر گیا اور خدا نے اپنے خاص الخاص فضل سے ہمارے دلوں میں اتنی مضبوطی اور صبر کی کیفیت پیدا کی کہ جلسہ کے سارے کام اپنی پوری شان اور پورے التزام کے ساتھ تکمیل کو پہنچ گئے۔ **و ذالك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء و اللّٰه ذو الفضل العظيم.**

مگر جب جلسہ کا ہنگامہ گزر گیا اور خدا نے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سرخرو کیا اور طبیعت نے عزیزم میاں شریف احمد صاحب کی طوفانی بیماری اور بیماری کی تکالیف اور پھر ان کی اچانک وفات کے حالات پر سوچنے اور غور کرنے کی مہلت پائی تو (خدا ہمیں بے صبری سے بچائے اور اپنا صابر اور شاکر بندہ رکھے) انکی جدائی پر غم وحزن کا احساس بڑھ رہا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پتھروں کی ایک مضبوط عمارت جو پانچ پتھروں کے باہم پیوست ہونے کی وجہ سے اپنے بانی کی وفات کے بعد چوّن سال سے ایک پختہ چٹان کی طرح قائم تھی اس میں سے ایک پتھر اور پتھر بھی وسطی پتھر اچانک الگ ہو کر خلا پیدا کر گیا ہے۔ مگر ہم اپنے آقا محمد مصطفی ﷺ کے ان پیارے الفاظ کے سوا اور کچھ نہیں کہتے کہ

العين تدمع و القلب يحزن و ما نقول الا ما يرضى بِهِ اللّٰه و انا بِفرَاق أَخِينَا لمحزونون

ہمارا بھائی گو پبلک میں نسبتاً کم آیا مگر اس میں بہت سی خوبیاں تھیں جو حقیقۃً قابل رشک تھیں۔سادہ مزاجی ،غریب پروری ، ہمدردی ،تنگی اور تکالیف میں صبر وشکر اور اس پر خدمتِ دین اور جماعتی اتحاد کا جذبہ اور اصابتِ رائے ایسی باتیں ہیں جن سے ان کی روح میں ایک خاص قسم کا جلا پیدا ہو گیا تھا۔انہوں نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو جس ہمت اور صبر کے ساتھ برداشت کیا وہ انہیں کا حصہ تھا۔ میں تو جب گزشتہ بیس بائیس سال کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ انہوں نے کس ہمت اور ضبط اور صبر وشکر سے ان حالات کو برداشت کیا اور کبھی ایک کلمہ ناشکری کا اپنی زبان پر نہیں لائے۔مگر افسوس کہ ہم ان کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکے۔بعض باتیں تحریر میں نہیں لائی جاسکتیں اور یہ باتیں اکثر لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں لیکن جو لوگ جانتے ہیں وہ ان کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل کی گہرائیوں سے دعائیں اٹھ اٹھ کر آسمان کی طرف جاتی ہیں۔

اپنی لمبی بیماری کی وجہ سے ہمارے مرحوم بھائی کے دل میں بیماروں کی ہمدردی کا خاص جذبہ پیدا ہو گیا تھا انکی وفات کے بعد امّ مظفر کی ایک خادمہ نے مجھے بتایا کہ جب ام مظفر ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میو ہسپتال میں بیمار تھیں اور انہیں بہت تکلیف تھی تو میاں شریف احمد صاحب ان کی عیادت کے لئے قریباً روز آتے تھے۔ایک دفعہ ام مظفر احمد بہت بے چین تھیں اور ٹکور کے لئے گرم پانی کی ضرورت تھی انہوں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ پانی گرم کر کے لاؤ اور میرے بستر میں گرم پانی کی بوتل رکھ دو۔خادمہ کو اس کام میں کچھ دیر لگی تو میاں شریف احمد خود اٹھ کر اور ساتھ والے کمرے میں جا کر پانی گرم کرنے میں مدد دینے لگ گئے اور خادمہ سے کہنے لگے:''جلدی کر ان کو تکلیف ہے۔تو نہیں جانتی کہ بیمار کا دل کتنا حساس ہوتا ہے۔''

وفات سے قبل کمزوری کی وجہ سے گر گئے اور بازو میں چوٹ آئی اور کلائی کی ہڈی میں کریک (CRACK) آ گیا مگر باوجود اس کے جلسہ کا انتظام دیکھنے کے لئے موٹر میں گئے اور بعض ہدایات بھی دیں۔مگر چونکہ ہڈی کی چوٹ کا دل پر اثر ہوتا ہے اور وہ پہلے سے دل کے مریض تھے اور ایک سال قبل دل کا سخت حملہ ہو چکا تھا اس لئے تیسرے دن اچانک داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی جوڑی توڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ غالباً حکیم سید پیر احمد صاحب سیالکوٹی نے ان کی وفات سے ایک رات قبل جو یہ خواب دیکھی تھی کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام میاں شریف احمد صاحب کا ہاتھ دبا رہے ہیں اس میں اسی بازو کی تکلیف کی طرف اشارہ تھا۔ اللہ اللہ محبت اور شفقت کا کیا عالم ہے۔

کاش ہمیں بھی دوسری دنیا میں یہ شفقت اور یہ محبت نصیب ہو۔ ایک عورت نے ان کی وفات پر خوب کہا کہ پنجاں دی جوڑی بوڑی ہوگئی۔ بوڑا پنجاب میں اسے کہتے ہیں جس کا کوئی دانت درمیان میں سے ٹوٹ کر خلا پیدا کر دے۔ سو دنیا میں تو یہ خلا پیدا ہو گیا مگر خدا تعالیٰ ایسا کرے کہ آسمان میں کوئی خلا پیدا نہ ہو۔ مجھے اس وقت وہ زمانہ یاد آ رہا ہے جب ہم پانچوں بہن بھائی اکٹھے حضرت اماں جانؓ کی آغوش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک سائے کے نیچے رہتے تھے۔ اب دعا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری اولاد نیکی اور تقویٰ اور خدمتِ دین پر قائم رہتے ہوئے آخرت میں پھر حضور کے قدموں میں اکٹھی ہو اور سرخرو ہو کر آسمان میں پہنچے۔ آمین۔

میں نہیں جانتا کہ میں نے یہ مضمون (جب کہ میں پہلے ایک مضمون لکھ چکا ہوں) کیوں لکھا ہے۔ **الا حاجةً فی نفس یعقوب قضاھا.**

خاکسار مرزا بشیر احمد لاہور 13/1/62'' [255]

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے تاثرات

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ''پھر باپ ہو جہاں میں پیدا تو بھائی ہو'' کے زیر عنوان تحریر فرمایا:-

''26 دسمبر 1961ء صبح کے وقت میں جلسہ گاہ میں جانے کے لئے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی کہ ایک عزیز نے یہ خبر سنا دی کہ میرے پیارے چھوٹے بھائی آخری سانس لے رہے ہیں۔ یہ الفاظ ایک تیر تھا کہ سینے سے پار ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کس طرح میں وہاں پہنچی۔ جا کر دیکھا تو خدا تعالیٰ کا منشاء پورا ہو چکا تھا۔ مصنوعی سانس دلانے کی بے کار سی کوشش جاری تھی جس کو ایک حد تک جاری رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی وقت میں نے جھک کر پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کے کان میں درد بھرے دل سے اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المؤمنین علیہا السلام اور اپنے شوہر نواب صاحب کو اپنا سلام پہنچانے کی درخواست کی۔ اب تک دل نہیں مان

رہا تھا۔ خیال تھا کہ شائد ابھی سانس چلنے لگے گا۔ مگر یہ جھوٹی امیدیں بشریت اور محبت کا تقاضا ہوتی ہیں۔ انسان کمزور ہے۔

میرے چھوٹے بھائی (حضرت مرزا شریف احمد صاحب مرحوم) بائیس تئیس سال سے شدید دردوں وغیرہ سے علیل رہتے تھے۔ کئی کئی روز ان پر بڑے دکھ اور کرب کے گزرتے تھے مگر اب تین ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا کہ تھرمباسس کا حملہ ہوا۔ ہاسپٹل میں بھی داخل رہے۔ اس کے بعد تو دراصل وہ بہت سخت بیمار رہے۔ ذرا سنبھلتے پھر دل پر اثر ہوتا اور حالت گر جاتی۔ خصوصاً وفات سے دو ماہ پہلے سے انکی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ پاؤں پر گھٹنوں پر ورم، دل کی کمزوری، سر میں چکر، کئی بار چلتے چلتے گرے اور چوٹیں بھی لگیں جن کے تصور سے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ گویا تمام جسم ہی ضرب خوردہ تھا۔ وہ ''عالی دماغ'' وہ ''جوہر قابل'' وہ ''نیّر تاباں'' افسوس کہ بیماریوں کے بادل میں اکثر چھپا رہا اور اس کی پوری روشنی سے اسکی قابلیت خداداد سے دنیا فائدہ نہیں اٹھا سکی۔

انہوں نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی مگر حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی طرح ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا کہ ان کا علم وسیع تھا بہت ٹھوس تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا؟ مگر علم دین کے ہر پہلو پر عبور تھا۔ عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔ رائے صائب ہوتی۔ مشورہ ہمیشہ دیانتدارانہ ہوتا۔ علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا۔ ایسی اعلیٰ تعبیر دیتے اور اتنی تفصیل سے خوابوں کے متعلق نکات بیان کرتے کہ طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ میں اپنے خواب ان کی یہ خصوصیت دیکھ کر ان کو ہی سنایا کرتی تھی۔ ایک بار خیال ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے ایک تعبیر نامہ مرتب کروں جس میں نئی چیزوں اور خاص ہماری ملکی اشیاء کی بھی تعبیریں لکھی جائیں۔ بیماریوں نے مہلت نہ دی افسوس۔ مجھ سے صرف کچھ کم دو سال ہی بڑے تھے۔ ہم دونوں اور مبارک احمد زیادہ ساتھ کھیلے اور وہ تو ساتھ پڑھے بھی۔ مگر باوجود انکے ہمیشہ بہت محبتانہ سلوک کے ان کے سادہ سادہ بے تکلف طریق کے ان کے علم و فضل انکی انتہائی شرافت کی وجہ سے میرے دل میں ان کی عزت اور ادب بڑھتے ہی گئے۔ علمی پہلو کے علاوہ وہ ایک نہایت شفیق، اسم بامسمّٰی، نہایت صاف

دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر متحمل مزاج وجود تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھے نایاب۔ وہ سراپا شرافت تھا۔ ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر۔ اور چھپے چھپے چپکے چپکے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں پہنچ گیا۔ ان کے دکھ اور درد آخر ختم ہو گئے گو ہمارے دلوں میں بے شک انکی یاد اور درد جدائی قائم رہے گا۔ اللہ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

میری اور انکی عمر میں بہت کم فرق تھا۔ ہر وقت کا ساتھ اکٹھے کھیلنا کودنا اور چھوٹے بھائی بہت شوخ وشنگ تھے بچپن میں مگر ہم کبھی نہیں لڑے۔ مجھے ایک بار بھی کبھی انہوں نے نہیں ستایا بلکہ ہمیشہ میرا ہی کہا مان لیتے۔ شادی ہوئی تو دوہرا رشتہ ہوا۔ میرے میاں کے داماد بنے اور کسی سال پھر بوزینب (بیگم حضرت مرزا شریف احمد صاحب) کی علالت کے سلسلہ میں ہمارے ہاں ٹھہرے اور اکھٹے ایک گھر میں رہے۔ دنیا میں جیسا کہ ہو جاتا ہے ہوسکتا ہے کہ انکی یکجائی کے ایام میں کسی وقت کوئی بدمزگی ہو جاتی یا کوئی فرق برادرانہ تعلق میں آجاتا مگر نہیں ہرگز نہیں۔ ''میرا بھائی'' ''میرا بھائی'' ہی بنا رہا۔ لوگوں کی نظروں میں یہ ایک معمولی بات ہوسکتی ہے مگر میری نگاہ میں اس بات کی بے حد قدر تھی اور رہی اور اب دکھ کے ساتھ وہ اپنے چھوٹے بھائی انکی محبت انکی نرم و پیار بھری آواز اور اب انکی بیماری کے ایام اتنی تکلیف ہر وقت اٹھانا یاد آ کر دل کو بے قرار کر دیتا ہے''۔ 256

آپ نے ایک اور مضمون میں تحریر فرمایا کہ:

''میرے پیارے چھوٹے بھائی کے لئے الفضل میں جتنی طاقت تھی لکھ چکی ہوں۔ اب تک ان کا ذکر آتے ہی دل ڈوبنے لگتا ہے۔ ان کا نام سن کر آنسو نکل پڑنا چاہتے ہیں جن کو پی جانا پڑتا ہے۔ کیا لکھوں۔ مگر جو لکھوں ایک لفظ بھی مبالغہ آمیز نہ ہوگا۔ نام شریف۔ دل شریف۔ تعلقاتِ عزیز داری شریفانہ۔ قلب صافی۔ ہمدرد۔ پھر ہر ایک کے غمگسار۔ غریبوں کی امداد اپنی طاقت سے بڑھکر کرنے والے جسکو صورت دیکھ کر بھی ضرورت مند محسوس کیا جیب جھاڑ دی۔ خود مقروض بلکہ 257 اکثر حاجتمندوں کے قرضے اتارے۔ کام چلوا دئے۔ غرض بادشاہ دل لے کر پیدا ہوئے تھے۔ مگر اپنی زندگی سادگی

میں گزار دی۔ کپڑے پھٹ جاتے مگر پرواہ نہ کرتے۔ جیسا ہوا پہن لیا۔ بے حد منصف مزاج۔ انصاف سے فیصلہ کرنے والے۔ مبارک اور مفید مشورہ دینے والے اور حق بات کہنے سے کبھی کسی کے سامنے بھی گریز نہ کرنے والے۔ سچے معنوں میں بہادر تھے۔ کوئی بات ہو مقابل میں خواہ عزیز اولاد ہو یا بیوی (جنکی خاطر و عزت عمر بھر عزیز رہی) کھری اور انصاف کی بات صاف صاف کہہ دیتے۔۔۔۔۔ بہت خوبیوں کے حامل تھے عوارض و علالت سے اس چاند کو گہن لگا رہا اور افسوس کہ ہمارے دلوں کو اپنی نہ بھولنے والی یاد کا داغ دے کر جلد رخصت ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ رٰجعون

مبارکہ بیگم"۔[258]

اخلاق وشمائل پر طائرانہ نظر

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اوصافِ حمیدہ کا دلکش نمونہ تھے۔ آپ کا حلیہ اور آواز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلیہ مبارک اور آواز سے بہت ملتی تھی اور اندازِ گفتگو بہت سادہ اور دلکش تھا۔

قرآن شریف اور احادیثِ نبویہ سے آپکو از حد محبت تھی۔ نمازِ فجر کے بعد بلا ناغہ قرآن شریف کی تلاوت بآوازِ بلند فرماتے اور پھر تمام افرادِ خانہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا درس دیتے تھے۔ تلفظ کی صحت کا خاص اہتمام فرماتے۔ اپنے بچوں، پوتوں اور بعض بھتیجے اور بھتیجیوں کو آپ نے ہی قرآن پڑھایا[259]۔ بیتِ مبارک ربوہ میں آپ حدیثِ نبوی کا درس دیتے رہے جس میں علمی نکات کے علاوہ خاص روحانی رنگ بھی جھلکتا تھا۔

حضرت میاں صاحبؓ سورۃ فاتحہ درود شریف اور **یا حیّ یا قیوم برحمتك نستغیث** اور **سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** کا ورد بکثرت کرتے۔ سفر میں نماز ہمیشہ پہلے وقت میں ادا فرماتے اور اسی کی تلقین دوسروں کو کرتے۔

آپ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات تھے۔ ایک بار شکار کی غرض سے ریاست کپورتھلہ تشریف لے گئے۔ رات آپ کو ایک گاؤں میں گزارنا پڑی۔ جس گھر میں آپ مہمان ٹھہرے اس گھر کا ایک بچہ اسی رات اچانک کہیں کھو گیا اور باوجود تلاش کے نہ ملا۔ آپ نے خاص توجہ اور درد سے دعا کرنی شروع کی کہ اے خدا میں ان کے گھر میں مہمان ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے ان کو کوئی دکھ نہ پہنچے تو انکا بچہ پہنچا دے۔ دعا کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ نے کشفی رنگ میں دکھایا کہ بچہ محفوظ ہے اور ایک معمر شخص اس کو گھر پہنچانے آیا

ہے۔ آپ نے سب گھر والوں کو اسی وقت اطلاع دی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بتلایا ہے کہ بچہ ایک بوڑھے شخص کے ساتھ بخیریت پہنچ جائے گا۔ اس لئے سب آرام سے سو جائیں۔ صبح حضرت میاں صاحب نے روانہ ہونا تھا۔ مگر ابھی بچہ گھر نہ پہنچا تھا۔ اسپر آپ نے دوبارہ دعا کی کہ میں گھر والوں کو انتظار کی حالت میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ اے باری تعالیٰ اس بچے کو میرے ہوتے ہوئے پہنچا دے۔ خدا کی قدرت! تھوڑے سے انتظار کے بعد ایک معمر شخص بچہ کو گھر لے آیا اور گھر والوں نے خوشی خوشی آپ کو روانہ کیا۔ 260

حضرت میاں صاحبؓ کے قیام لندن کا واقعہ ہے کہ آپکے انگریز سیکرٹری نے عرض کیا کہ سفر خرچ میں بہت کمی واقع ہو چکی ہے اور اب مزید سفر کا پروگرام مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کل انشاء اللہ رقم کا بندوبست ہو جائے گا اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ اے خدا اس اجنبی ملک میں میرے لئے اپنی خاص نصرت نازل فرما اور ہماری ضرورتوں کو پورا فرما۔ چنانچہ اگلے روز بلکہ انگریز سیکرٹری بھی آپکے ہمراہ تھا۔ ایک شخص بازار میں آپ کو ملا جس نے آپ کو روک کر ''SAINT'' (ولی) کہنا شروع کیا اور پھر ایک بڑی رقم کا چیک آپکی خدمت میں پیش کر کے آپ سے درخواست دعا کی۔ سیکرٹری اس واقعہ سے بہت متعجب ہوا اور کہنے لگا واقعی آپ لوگوں کا خدا نرالا ہے۔ 261

حضرت میاں صاحب سلسلہ احمدیہ اور نظامِ خلافت کے بارہ میں بہت باغیرت تھے۔ اس بارہ میں کوئی معمولی بات بھی آپ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اس کا اندازہ حضرت میاں صاحب کی ایک مختصر تحریر سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ آپ خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مخالفین کی خفیہ کارروائیوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہوئے اور اس خطرے کو اچھے طور پر محسوس کرتے ہوئے کہ منکرین اس وقت خلافت کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتے ہیں۔ صرف دعا اور خشیت اللہ سے ان کا مقابلہ کیا۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس بات کا گواہ ہوں کہ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت اور اثر کے ماتحت ہمارے تمام خاندان نے خلافت کو خدا تعالیٰ کی امانت جانتے ہوئے اس کے قیام کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کی اور حضور کے دل میں کسی وقت میں اور کسی رنگ میں بھی خودغرضی اور ذاتی مفاد کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ **واللّٰہ علیٰ ما نقول شہید**

میں اس جگہ ایک بات لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد واپس آ رہے تھے اور میں اس وقت اس گلی سے گزر رہا تھا جو دفتر ڈاک سے تحریکِ جدید کے دفتر

کے پاس سے ہوتی ہوئی چوک میں آتی ہے۔ اس وقت میں نے ایک شخص سے سنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اس فقرہ کو سن کر میرا پہلا جذبہ ایک گھبراہٹ کا جذبہ تھا اور میں چند قدم باہر آنے کے لئے دوڑا مگر اچانک میں رک گیا اور اس گلی میں کھڑے ہو کر میں نے جو دعا کی وہ یہ تھی کہ اے خدا خلیفۃ المسیح وفات پا گئے ہیں۔ اب تو جماعت کو فتنہ اور شقاق سے بچائیو۔ اس دعا کے بعد میں آگے بڑھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے فتنہ سے بچا لیا اور جو لوگ فتنہ پیدا کرنے والے تھے وہ خود اس میں ایسے بہے کہ مرکز سے ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گئے۔

میرا یہ واقعہ بیان کرنے سے صرف یہ مقصد ہے کہ ہماری طبائع نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اقوال و افعال سے جو اثر لیا وہ یہ تھا کہ ہمارے دلوں میں صرف ایک ہی تڑپ تھی کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ اپنی صحیح تعلیم پر قائم رہے اور یہ جذبہ اپنے انتہائی کمال تک صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی میں اس وقت موجود تھا اور ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے لئے اس لئے ہی چنا ہو گا کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اتحادِ ملت کی جو تڑپ اس وقت آپ کے دل میں تھی وہ کسی اور فرد میں موجود نہ تھی''۔ 262

حضرت میاں صاحبؓ ان احمدیوں سے غیر معمولی محبت کرتے تھے جو پُر جوش طور پر دعوت الی اللہ میں پورے ذوق و شوق سے مصروف رہتے۔ 263

آپ چاہتے تھے کہ سلسلہ کا کام پوری باقاعدگی سے ہو اور آپ کے ساتھیوں میں ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو۔ آپ ہمیشہ ماتحت عملہ سے احسان کا سلوک فرماتے۔ 264

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ فروری 1926ء کو جالندھر کے دورہ پر تشریف لے گئے جہاں ٹیریٹوریل فورس میں احمدیوں کی بھی ایک کمپنی تھی جس کے کمان افسر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تھے۔ حضرت مفتی صاحب کا بیان ہے:

''میں نے فوج میں پھر کر اور سپاہیوں اور افسروں سے مل کر اس امر کو غور سے ملاحظہ کیا کہ فوج کے تمام لوگ خواہ وہ عیسائی ہوں یا سکھ یا مسلمان یا ہندو سب حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں اور آپ کے چہرے میں خدا تعالیٰ نے ایسی نورانی کشش رکھی ہے جو ہر ایک کو آپ کا گرویدہ بنا دیتی ہے''۔ 265

آپ وقت کی پابندی کا بہت اہتمام فرماتے۔ جس جلسہ کا انتظام آپکے ہاتھ میں ہو یا آپ نے

تقریر فرمائی ہو اس کا آغاز یقینی طور پر وقتِ مقرر پر ہوتا تھا۔[266]

مسلسل محنت آپ کا شعار تھا۔ نہایت بخار اور سر درد کی حالت میں بھی سلسلہ کا کام جاری رکھتے تھے اور چلتے پھرتے ضروری مسودات کی اصلاح بھی فرماتے تھے۔

اصابتِ فکر میں بھی آپ لاجواب تھے۔ حضرت میاں عزیز احمد صاحب کا بیان ہے کہ ''حضرت میاں صاحب جب صدر انجمن کے اجلاس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی معاملہ میں بحث ہوتی تو ہم یہ خیال کرتے کہ حضرت میاں صاحب اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے مگر جب ہم اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہوتے تو حضرت میاں صاحب ایسی مختصر مگر مدلل رائے کا اظہار فرماتے کہ ہم سب حیران رہ جاتے اور ہمیشہ ان کی رائے قبول کی جاتی''۔[267]

آپ ایک بہادر جرنیل تھے جنکی زندگی شجاعت کے کارناموں سے لبریز ہے۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب فرماتے ہیں:-

''آپ خوف کا تو نام بھی نہ جانتے تھے۔ آپ نے کسی کام کے متعلق یہ نہیں کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ 1953ء میں آپ رتن باغ میں مقیم تھے۔ لاہور میں جوالا مکھی کا آتش فشاں پہاڑ بنا ہوا تھا۔ جماعت کے خلاف تیز و تند جلوس نکالے جاتے تھے۔ آپ کئی دفعہ کوٹھی سے باہر نکل جاتے۔ ہم گھبراتے کہ آپ اکیلے کہاں چلے گئے۔ واپس تشریف لاتے تو فرماتے میں تو جلوس دیکھنے گیا تھا حالانکہ آپ کو تمام ماحول جانتا تھا۔ آپ ان کے لئے کوئی اجنبی نہ تھے۔''[268]

جناب ملک محمد عبداللہ فاضل عربی و اردو سابق لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ رقمطراز ہیں:-

''حضرت مرزا شریف احمد صاحب سے ابتدائی تعارف تو مدرسہ احمدیہ میں طالب علمی کے زمانہ میں ہوا۔ میں اس وقت جماعت چہارم میں پڑھتا تھا کہ ایک دن حضرت میاں صاحب ہماری کلاس میں تشریف لائے آپ کی آمد پر سب لڑکے احتراماً کھڑے ہو گئے۔ نہایت وجیہہ اور نورانی شکل کے مالک تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ بانی سلسلہ کے فرزند حضرت مرزا شریف احمد صاحب ہیں اور آپ ہماری کلاس کو عربی ادب کی مشہور کتاب کلیلہ دمنہ پڑھایا کریں گے جو ہمارے نصاب کی کتاب ہے۔ یہ شرف صرف ہماری کلاس کو حاصل ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب صرف ایک پیریڈ ہمیں پڑھا کر دفتر صدر انجمن احمدیہ میں اپنے مفوّضہ کام کے لئے چلے جاتے۔ آپ کے پڑھانے کا انداز اتنا دلنشین اور آواز اس

قدر شیریں تھی کہ تمام طلباء آپ کے پڑھاتے وقت ہمہ تن گوش رہتے اور وقت ختم ہونے پر یہی خواہش ہوتی کہ ابھی کچھ اور پڑھائیں۔ ازاں بعد 1937ء میں جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ساتھ تالیف وتصنیف کے کام پر لگایا گیا تو کچھ عرصہ بعد حضرت فضل عمر نے ایک سال کے لئے حضرت میاں صاحب کو ایک اہم کام پر لگایا اور اس عرصہ میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تالیف وتصنیف مقرر ہوئے۔ دو تین دن کے بعد آپ نے مجھے بلا کر میرے کام کا جائزہ لیا اور فرمایا کہ اس وقت آپ کیا کام کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے طلباء اور جماعت کے نوجوانوں کے لئے ایک مجموعہ احادیث مرتب کرنے کا کام میرے سپرد فرمایا ہے اور آپ کی بدولت اور راہنمائی میں اس کے متعدد عنوان مقرر کئے گئے۔ اب ان کے مطابق احادیث منتخب کر کے معہ ترجمہ ان میں درج کر رہا ہوں۔ پچاس کے قریب احادیث جمع کر کے ان کا ترجمہ کیا ہے باقی تین صد احادیث ابھی منتخب کرنی ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے ہر ایک حدیث اس کا ترجمہ اور عنوان ملاحظہ فرمایا اور ساتھ ہی مجھے ہدایات بھی فرماتے گئے۔ بعد ازاں مجھے ایک اصولی ہدایت فرمائی کہ احادیث کے انتخاب میں کسی اختلافی مسئلہ کے متعلق حدیث درج نہ کی جائے۔ یہی بات ان کے ترجمہ میں مدّنظر رکھیں۔ ہاں ان کے پڑھنے والے پر نفسیاتی اثر ہونا چاہئے۔ براہ راست کوئی اختلاف پڑھنے والے کے سامنے نہیں آنا چاہئے۔

یہ احادیث کا مجموعہ آپ کی زیر ہدایت مکمل ہوا۔ اس کا پیش لفظ بھی آپ نے تحریر فرمایا۔ اس کا نام ''کلام النبی'' تجویز ہوا۔ یہ کتاب جماعت کے ہائی سکول کی جماعت نہم اور دہم کے نصاب میں رکھی گئی۔ اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے۔ ایک ایڈیشن حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے سکندر آباد دکن سے شائع کیا''۔ 269

آپ بلا شبہ دل کے بادشاہ تھے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً خبر دی گئی تھی اس سلسلہ میں آپ کی زندگی میں بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ نیک محمد خان صاحب کی روایت ہے:-

''آپ ملٹری میں تھے تو برہما کمپنی کیساتھ ATTACH تھے۔ برہمی لوگ بڑے فضول خرچ تھے۔ اپنی تنخواہ خرچ کر لیتے تو پھر حضرت میاں صاحب کے پاس تانتا لگا رہتا۔ آپ مجھے حکم دیتے اسے بیس روپے دے دو اس کو چالیس روپے دے دو اور بعض دفعہ بعض

آدمیوں کو آپ نے 80 روپے تک بھی دلائے۔ نیک محمد خان صاحب بیان کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے عرض کیا حضرت میاں صاحب میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ مجھ سے یہ سنا تو ڈیرہ دون میں مجھے غلام نبی صاحب کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ یہ جتنے روپے مانگیں میرے حساب میں انہیں دے دیا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد جب آپ کسی شخص کو بھجواتے میرے پاس پیسے نہ بھی ہوتے تو میں کہتا فلاں وقت آ کر لے جانا اور پھر میں اس کو وہاں سے لا کر دے دیتا۔ آپ نے ڈاک خانہ والوں کو کہہ دیا تھا کہ میرے تمام منی آرڈر بیمہ وغیرہ نیک محمد کو دے دیا کرو۔"[270]

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"تقسیم ملک کے بعد ہم شروع شروع میں ماڈل ٹاؤن میں رہتے تھے۔ ماڈل ٹاؤن میں ایک پان فروش تھا جس کا چھوٹا سا کھوکھا بڑی سڑک کے کنارے ہوتا تھا۔ میں بھی کبھی اس سے پان لیتا تھا۔ ایک دن مجھے کہنے لگا وہ بزرگ جن کا کارخانہ ہے وہ آپ کے کیا لگتے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں شائد اس نے میرے نقوش سے اندازہ کیا ہو یا مجھے کبھی آپ کے ساتھ دیکھا ہو میں نے کہا کیوں کیا بات ہے۔ کہنے لگا ایک دن وہ دکان پر تشریف لائے پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کساد بازاری ہے تو جیب سے سو روپیہ کا نوٹ میرے ہاتھ میں تھما کر چل دئے۔۔۔۔ چوہدری غلام مرتضٰی صاحب وکیل القانون فرماتے ہیں مالی امور میں مجھے حضرت میاں صاحب کے بہت قریب ہو کر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ میرا تاثر یہی ہے جو ہمیشہ میرے قلب و دماغ پر غالب رہا ہے کہ وہ حد درجہ کے فراخ دل انسان تھے۔ ان کی دریا دلی کو دیکھ کر میں یہی کہہ سکتا ہوں **کہ بخدا وہ بادشاہ تھے**۔۔۔۔ کئی مقدمات میں قانون انہیں حق دلاتا تھا لیکن آپ نے اخلاقی ضابطہ کو ترجیح دی اور اپنے حق کو چھوڑ دیا۔ بتلایئے کہ ایسے آدمی آج کی دنیا میں عنقا ہیں یا نہیں۔۔۔۔ میں نے اس بارہ میں حضرت میاں صاحب کو بہت بلند پایا۔ وہ خدا کے بہت صابر و شاکر بندے تھے"۔[271]

حضرت مسیح موعود نے دعا کی تھی

ع نہ آوے انکے گھر تک رعب دجال

حضرت میاں صاحب اس دعا کی قبولیت کا مجسم نشان تھے۔ ریکروٹنگ کے دوران بڑے بڑے

انگریز فوجی افسر آپ سے ملنے آتے آپ ان کی مہمان نوازی تو فرماتے لیکن انکی آمد کو کوئی غیر معمولی اہمیت نہ دیتے تھے۔ اسی طرح صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا بیان ہے کہ قادیان میں کارخانہ کے ضمن میں انگریز افسر آتے۔ آپ نہایت بے تکلفی کے ساتھ ان سے بات کرتے لیکن چونکہ آپ کی گفتگو معلومات سے پُر ہوتی اور نہایت درجہ مؤثر ہوتی اس لئے آپ کی بات کا افسر بھی انکار نہ کرتے تھے اور جو افسر بھی آتا آپ کا گرویدہ ہو کر جاتا اور ہمیشہ آپ کا احترام کرتا۔272

حضرت میاں صاحب بعض چیزوں کے موجد بھی تھے۔ مثلاً آپ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا تھا جس سے شکار کے وقت فاصلہ ماپا جاسکتا تھا اور اس کے مطابق SIGHT کو فِٹ کیا جاسکتا اور نشانہ زیادہ درست اور یقینی ہوسکتا تھا اسی طرح آپنے ایک چھوٹا سا پمپ بھی ایجاد کیا تھا جسے سائیکل کے ساتھ ADJUST کر دیا جاتا اور اگر سائیکل پنکچر ہو جائے تو اتر کر ہوا بھرنے کی ضرورت نہ تھی اور خود بخود سائیکل میں ہوا بھر جاتی تھی۔ اسی طرح آپ نے کشتی کو سائیکل کی طرح چلانے کے لئے پیڈل سسٹم بھی ایجاد فرمایا تھا۔273

حضرت میاں صاحب کی گھریلو زندگی بھی نہایت قابل رشک اور پاکیزہ تھی۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا بیان ہے کہ:۔

''بچوں کے ساتھ آپ کا سلوک بہت محبت اور شفقت کا ہوتا تھا۔ آپ بچوں میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا فرماتے۔ کسی چیز کے پیچھے پڑ کر اس پر زیادہ زور نہ دیتے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ بچوں کے ساتھ سیر و تفریح اور شکار کے لئے جاتے لیکن پھر بھی آپ کا اتنا ادب تھا کہ ہم آپ سے حجاب میں باتیں کرتے تھے اور اکثر دفعہ براہ راست بات کرنے سے ہچکچاتے تھے اور والدہ صاحبہ کی وساطت سے عرض کرتے۔ بچوں کو تیرنا بھی سکھاتے تھے۔ آپ کو شکار کے ساتھ تیرنے کا بہت شوق تھا۔ قادیان میں SWIMMING POOL آپ ہی کی توجہ اور محنت کا نتیجہ تھا۔ کئی مرتبہ پکنک میں حضرت اماں جان بھی آپ کے ہمراہ ہوتیں۔ لیکن حضرت نانی اماں سے آپکا تعلق بہت تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہٗ اللہ تعالیٰ کا بہت ادب فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ بات بھی کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ گھر میں مسائل حاضرہ پر تبادلۂ خیالات فرماتے۔ اپنا اجتہاد بھی بیان فرماتے۔ مگر اپنی رائے پر اصرار نہ فرماتے تھے۔ آپکی ذاتی لائبریری میں قرآن مجید، تمام احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ لغت کی کتب قاموس اور منجد بھی موجود تھیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں تمام بچوں کی تاریخ پیدائش بھی لغت کے شروع

میں سفید ورق پر آپ تحریر فرماتے تھے۔ٹیکنیکل کتب سے آپ کو بہت دلچسپی تھی۔دس بارہ ہزار روپیہ کی ٹیکنیکل کتب کارخانہ میں منگوا کر رکھی ہوئی تھیں۔شیعہ مذہب کا مطالعہ خاص طور پر فرماتے اور اکثر نواب احسان علی خان صاحب سے تبادلۂ خیالات فرماتے لیکن آپکا طریق ایسا ہوتا تھا کہ کوئی آدمی اس سے چڑ تا نہ تھا''۔274

''گھر میں آپکے لئے کوئی علیحدہ چیز تیار نہ کی جاتی تھی آپ بچوں کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔کھانے میں نہایت سادہ تھے۔''275

الغرض آپ نہایت مشفق اور مہربان باپ تھے اور آپ کی ذاتِ بابرکات حدیث نبوی ﷺ ''خیر کم خیر کم لاھلہٖ'' کی بہترین نمونہ تھی۔ نوّر اللّٰہ مرقدہٗ

حضرت مصلح موعود سے والہانہ عشق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ نے 22 فروری 2009ء کو کلاس گلشنِ وقفِ نو کو خطاب فرماتے ہوئے بتایا:-

''میرے دادا۔۔۔حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔۔۔۔ایک دفعہ مجھے ساتھ لے گئے کہ حضرت خلیفہ ثانی کو ملنے جانا ہے۔صبح کا وقت تھا تو جب ان کے گھر پہنچے قصرِ خلافت میں تو وہ نیچے کھڑے ہوگئے۔ مجھے کہا کہ اوپر جاؤ تم جا کے بتا کے آؤ کہ میں ملنے آرہا ہوں اجازت لے کر آؤ۔چھوٹے بھائی تھے لیکن اس طرح نہیں کہ کھولا دروازہ اندر گھس گئے گھر میں جس طرح ہمارے آجکل ہوتا ہے۔پہلے مجھے بھیجا اوپر جاؤ حضرت چھوٹی آپا تھیں وہاں جا کر میں نے انہیں کہا کہ اس طرح میرے دادا کو ہم ابّا جان کہتے تھے کہ انہوں نے ملنے آنا ہے۔حضرت خلیفہ ثانی کو پوچھا وہ لیٹے ہوئے تھے نا۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے آجائیں۔کوئی بات کرنی تھی پھر میں نیچے آیا ان کو بتایا پھر وہ اوپر گئے۔پھر وہاں حضرت چھوٹی آپا حضرت ام متین نے کرسی رکھی تھی سرہانے ان کے جہاں وہ لیٹے ہوئے تھے نا، سر کی طرف بیٹھنے کے لئے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی۔تو وہ انہوں نے کرسی ہٹا دی اور نیچے بیٹھ گئے۔اور جو بھی باتیں کرنی تھیں مجھے باتیں تو یاد نہیں نو دس سال کی عمر میں کیا باتیں تھیں تو جو بھی باتیں تھیں کیں اس کے بعد بڑے احترام سے اٹھے اور آگے آئے اور وہ جو باتیں یہ مجھے تأثر ہے دونوں بھائیوں کی جو باتیں ہو رہی تھیں نا جو اپنی

جماعتی باتیں ہی ہو رہی تھیں لیکن اس میں بھی آپس کا ایک تعلق اور محبت اور پیار کا اظہار دونوں طرف سے چل رہا تھا''۔[276]

مبارک اولاد

1۔صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب
(ولادت 17 مارچ 1911ء۔وفات 10 دسمبر 1997ء)

2۔صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
(ولادت 10 جولائی 1913ء۔وفات 23 فروری 1985ء)

3۔صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب
(ولادت 20 اگست 1914ء۔وفات 7 مئی 1993ء)

4۔صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ
(ولادت 15 ستمبر 1918ء۔وفات 21 جون 1940ء) مدفون بہشتی مقبرہ قادیان

5۔صاحبزادی امۃ الباری بیگم صاحبہ
(ولادت 17 ستمبر 1928ء) بیگم نواب زادہ عباس احمد خان صاحب

6۔صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ
(ولادت 31 اگست 1935ء)[277] بیگم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

فصل ششم

جلسہ سالانہ ربوہ 1961ء

”یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ “ کے خدائی وعدہ کے مطابق اس سال 85 ہزار عشاق احمدیت ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے جو دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ 26، 27، 28 دسمبر 1961ء کو منعقد ہوا۔

یہ جلسہ 26 دسمبر کو اس دردناک حال میں شروع ہوا کہ عین اسی روز صبح کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند اور آپ کی صداقت کے عظیم نشان حضرت مرزا شریف احمد صاحب رحلت فرما گئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پونے دس بجے صبح جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور احبابِ جماعت کو اس الم ناک حادثہ سے اطلاع دی تو جلسہ گاہ میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک یکدم رنج والم اور حزن و ملال کی لہر دوڑ گئی اور شدت غم کے باعث احباب کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ حضرت میاں صاحب نے اس موقع پر ایک پُر درد خطاب میں احباب کو صبر کی تلقین فرمائی [278] بہر کیف اس صدمہ عظیم نے جلسہ کے پورے ماحول کو سوز و گداز اور رقّت کی ایک خاص کیفیت میں بدل ڈالا اور احباب جماعت نے جلسہ کے مبارک ایام پہلے سے بھی زیادہ توجہ اور انہماک کے ساتھ ربانی باتوں کے سننے اور ذکر الٰہی میں بسر کئے۔ بیت مبارک اور بیت محمود میں ہر شب التزام کے ساتھ با جماعت نمازِ تہجد ادا کی گئی جو علی الترتیب حافظ محمد رمضان صاحب فاضل اور حافظ محمد عبدالسلام صاحب وکیل المال تحریک جدید نے پڑھائی۔ آخری حصہ شب میں خدا کے یہ دونوں گھر نمازیوں سے اس طرح پُر ہوتے کہ لوگوں کو ان میں جگہ ملنی مشکل ہوگئی اور بہت سے احباب کو کھلے صحن میں نماز پڑھنی پڑی۔ خصوصاً بیتِ مبارک اپنی وسعت کے باوجود سخت ناکافی ثابت ہوئی۔ ہر چند کہ اس کے نصف حصہ صحن پر شامیانے نصب تھے تاہم جن احباب کو ان کے نیچے بھی جگہ نہ ملتی وہ شدید سردی کے باوجود کھلے صحن کے سیمنٹ سے تیار شدہ ٹھنڈے اور یخ بستہ فرش پر ہی نماز ادا کرتے رہے۔ اسی حالت میں وہ سجدوں کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر تضرع اور آہ و زاری کے ساتھ دعائیں کرتے رہے کہ پوری فضا ہچکیوں اور سسکیوں کی دردناک آوازوں سے گونج اٹھتی تھی۔ اس طور سے مسلسل تین دن تک اللہ تعالیٰ کے حضور دنیا میں غلبۂ حق اور حضرت مصلح موعود کی صحت یابی کے لئے نہایت سوز و گداز سے اجتماعی دعائیں کی گئیں اور ذکر الٰہی اور پُرسوز دعاؤں کے باعث ربوہ کی مقدس سرزمین جلسہ کے مبارک ایام میں ہزاروں مومنین کی سجدہ گاہ بنی رہی۔ [279]

حضرت مصلح موعودؓ کی املاء کردہ تقاریر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زبانِ مبارک سے

اس مبارک اجتماع کے موقع پر حضرت مصلح موعود نے باوجود ناسازی طبع کے افتتاحی تقریر اور اختتامی خطاب ہر دو خود لکھوا کر ارسال فرمادئے تھے جنہیں حضور کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے علی الترتیب پہلے اور آخری اجلاس میں ایسی پُر شوکت آواز اور پُر درد لہجے میں پڑھ کر سنایا کہ ہزار ہا قلوب جو حضور کی زیارت اور براہِ راست خطاب سے محرومی پر پہلے ہی انتہائی گداز کی حالت میں تھے تڑپ اٹھے اور حضور کی املاء کردہ اور روح پرور تقاریر انتہائی ذوق وشوق اور ولولہ عشق کے عالم میں سنیں۔ بالخصوص اختتامی خطاب کی سماعت کے وقت احباب کی وارفتگی اور کیف وسرور کا یہ عالم تھا کہ جلسہ گاہ بار بار بے ساختہ نعرۂ تکبیر اور حضرت فضل عمر زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کے پُر جوش نعروں سے گونج اٹھتی تھی۔ اس پُر معارف اور ایمان افروز تقریر کے آخر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک مختصر لیکن نہایت جامع اور پُر سوز دعائیہ خطاب سے نوازا اور دردوسوز میں ڈوبی ہوئی ایک لمبی اجتماعی دعا کرائی۔ 280

ایمان افروز افتتاحی تقریر کا متن

حضرت مصلح موعود کی روح پرور افتتاحی تقریر کا متن یہ ہے:

''اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

اللہ تعالیٰ کا بے حد وبے حساب شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہماری جماعت کے دوستوں کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اپنی عمروں میں سے ایک سال اور سال کے اختتام پر دین اسلام کی تقویت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اس مرکزی اجتماع میں شریک ہوں جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس کے مامور ومرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے آج سے ستر سال قبل رکھی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو قائم کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو دنیا خواہ کتنا زور

لگائے وہ اسے مٹانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ دشمن اس کے خلاف شور بھی مچاتے ہیں منافق اس کے متعلق اعتراضات بھی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کام ہمیشہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہی بات جسے انہونی قرار دیا جاتا ہے ایک حقیقت بن کر ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی جماعت جسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے آخر اپنے دلائل اور براہین کی رو سے تمام دنیا پر غالب آجاتی ہے۔

یہ سنت اس زمانہ میں ہماری جماعت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ ہر دن جو ہم پر طلوع کرتا ہے وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ کامیابیوں اور عروج سے ہم کنار کرتا چلا جاتا ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اس کے ماننے والے لاکھوں سے کروڑوں اور پھر کروڑوں سے اربوں ہو جائیں اور اس ہدایت ازلی کا شکار ہو جائیں گے جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔

پس یہ ترقی تو ایک لازمی چیز ہے اور یقیناً یہ ایک دن ہو کر رہے گی لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جب کسی مومن کو اللہ تعالیٰ کا کلام پورا کرنے کا موقعہ میسر آجائے تو اس کے لئے انتہائی خوشی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اسے اپنے کلام کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ بنا کر اس کے لئے بھی اپنی رحمت اور بخشش کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ الٰہی پیشگوئیاں جن وجودوں سے پورا ہوتی ہیں یا جن مادی نشانات کے ذریعہ اس کی جلوہ نمائی ہوتی ہے قرآن کریم نے انہیں شعائر اللہ قرار دیا ہے اور شعائر اللہ کی عظمت ملحوظ رکھنا تقویٰ اللہ میں شامل ہے اور چونکہ ہمارا یہ جلسہ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت رکھی گئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے اس لئے یہ بھی شعائر اللہ میں سے ہے اور ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس کی عظمت کو پوری طرح ملحوظ رکھے اور اس کی برکات سے صحیح رنگ میں مستفیض ہونے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے کہ امریکہ کا ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کیلئے قادیان میں آیا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنی

صداقت کا کوئی نشان دکھائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا آپ خود میری صداقت کا ایک نشان ہیں۔ اس نے کہا یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے اس وقت جب مجھے قادیان سے باہر کوئی بھی نہیں جانتا تھا الہاماً بتایا تھا کہ **یاتون من کل فج عمیق**۔ یعنی اللہ تعالیٰ دور دراز علاقوں سے تیرے پاس آدمی بھیجے گا اور اتنی کثرت سے آئیں گے کہ جن راستوں پر وہ چلیں گے ان میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا میرے دعویٰ سے قبل آپ میرے واقف تھے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر آپ جو یہاں میرا دعویٰ سن کر آئے ہیں تو الٰہی تصرف کے ماتحت ہی آئے ہیں۔ پس آپ خود میری صداقت کا ایک نشان ہیں۔ اسی طرح آپ لوگ جو یہاں جمع ہوئے ہیں آپ میں سے بھی ہر فرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔ کجا وہ زمانہ تھا کہ قادیان میں جب پہلا سالانہ جلسہ ہوا تو اس میں صرف پچھتر آدمی شریک ہوئے اور کجا یہ زمانہ ہے کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نصف لاکھ سے زیادہ مخلصین اس جلسہ میں شریک ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے اور دنیا کے سامنے اس امر کا کھلے بندوں اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا ہو گیا مگر سلسلہ کی یہ عظیم الشان ترقی جہاں ہمارے دلوں کو خوشی سے لبریز کر دیتی ہے وہاں غم واندوہ کی ایک دردناک تلخی بھی اس میں ملی ہوئی ہے کیونکہ یہ خوشی جس مقدس انسان کے طفیل ہمیں میسر آئی وہ آج اس دنیا میں موجود نہیں ہے خود میرے احساسات کی تو یہ حالت ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس سلسلہ کی خدمت کی اور اس دنیا سے گذر گئے وہ مجھے آج تک نہیں بھولے۔ میری نظر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح اس دن تھی جس دن آپ کا وصال ہوا پھر میری نظر میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح اس دن تھی جب آپ کا انتقال ہوا کیونکہ میرے نزدیک وہ شخص جو اپنے کسی احسان کرنے والے کو بھول جاتا ہے وہ پرلے درجے کا محسن کش ہے۔ صبر کے یہ معنے نہیں کہ انسان اپنے محسنوں کو بھول جائے بلکہ صبر کے یہ معنے ہیں کہ کوئی صدمہ انسان کو اس کے اصل فرائض سے غافل نہ کر دے اور اس کی ہمت اور طاقت کو پست نہ کر دے ورنہ کسی صدمہ کا بھلا دینے کا نام صبر نہیں بلکہ احسان فراموشی ہے میں نے رسول کریم ﷺ کی

وفات کا اندوہناک سانحہ نہیں دیکھا مگر مجھے وہ دن بھی آج تک نہیں بھولا آج تک آپ کی وفات کے حالات میں نے کبھی نہیں پڑھے کہ میری آنکھیں فرطِ جذبات سے پرنم نہ ہوگئی ہوں اور مجھے اسی طرح درد و کرب محسوس نہ ہوا ہو جس طرح آپ کا زمانہ پانے والے مخلصین کو ہوا تھا۔ میں نے جب کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ پڑھا ہے کہ آپ نے جب پہلی مرتبہ چکی سے پسے ہوئے باریک آٹے کی روٹی کھائی تو رسول کریم ﷺ کو یاد کر کے آپ کے آنسو بہہ پڑے تو اس وقت میری آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔ ایک عورت کہتی ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ یہ بات کیا ہے کہ اتنی عمدہ روٹی کھا کر بھی آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا جب میں نے اس روٹی کا ایک لقمہ اپنے مونہہ میں ڈالا تو مجھے رسول کریم ﷺ یاد آ گئے کیونکہ آپ کے زمانہ میں چکیاں نہیں تھیں ہم صرف سل بٹہ پر غلہ کوٹ کر اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑا کر روٹی پکا لیا کرتے تھے۔ مجھے خیال آیا اگر اس وقت بھی چکیاں ہوتیں اور میں رسول کریم ﷺ کو ایسے ملائم اور باریک آٹے کی روٹی کھلاتی تو آپ ﷺ کو کتنی راحت پہنچتی۔ میری حالت بھی ایسی ہی ہے۔ سلسلہ کی کوئی ترقی اور کوئی فتح نہیں جو ایک رنگ میں میرے لئے غم کا نیا سامان پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس وقت مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ ہوتے تو جو فتوحات اور کامیابیاں ہمیں حاصل ہو رہی ہیں ان کے پھول ہم آپ کے قدموں میں جا کر ڈال دیتے مگر خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ لوگ جو اپنا خون بہا کر اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہلکان کر کے خدائی کھیتی میں بیج ڈالتے ہیں وہ پھل کاٹتے وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہوتے لیکن ہمارا دل ان کو کب بھلا سکتا ہے ہم ان کی یاد کو کس طرح فراموش کر سکتے ہیں۔ ایک ایک کام جو ہمارے سلسلہ میں ہو رہا ہے ایک ایک علمی مسئلہ جو حل ہو رہا ہے ایک ایک فیضان الٰہی جو ہم پر نازل ہو رہا ہے انہی کی دعاؤں اور برکتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے پھر کون ایسا تنگ دل اور احسان فراموش انسان ہو سکتا ہے جو کھیت تو کاٹ کر لے آئے پھل تو اکٹھے کر لے مگر ان لوگوں کو یاد نہ کرے جنہوں نے کھیت میں بیج ڈالا اور پھلدار پودے لگائے۔ بے شک وہ اس وقت خوش ہو رہا ہوگا جب وہ پھل توڑ رہا اور کھیت کاٹ رہا ہوگا مگر اس کے ساتھ ہی اگر وہ خوشی سے ہنس رہا ہوگا تو دوسری طرف اس کی آنکھیں غم سے آنسو بھی بہا رہی ہوں گی کیونکہ وہ خیال کرے گا کہ جو

خوشی مجھے حاصل ہو رہی ہے اس کا اصل حقدار وہی تھا جس نے کھیت بونے اور پودے لگانے میں اپنی زندگی خرچ کر دی۔

مجھے یاد ہے 1924ء میں جب میں لنڈن گیا اور میں نے وہاں مسجد کی بنیاد رکھی تو اس وقت میری یہ کیفیت تھی کہ میرے آنسو تھمنے میں ہی نہیں آتے تھے۔ کیونکہ اس وقت وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ:۔

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا''

جب یہ الہام پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے اس دنیا کے مقابلہ میں جس کا ایک ایک فرد آپ کے خون کا پیاسا تھا آپ کو لالچی، حریص، خودغرض اور کیا کچھ کہہ رہا تھا تو اس وقت آپ کی کیا حالت ہوگی۔ آپ اس مخالفت کو دیکھ کر دنیا سے متنفر ہوں گے۔ مگر خدا تعالیٰ نے کہا کہ اٹھ اور دنیا میں میرے نام کی منادی کر اور اسے کہہ دے کہ حان ان تعان و تعرف بین الناس۔ وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تری مدد کرے اور دنیا میں تجھے لازوال شہرت عطا کرے۔ اس وقت آپ کو بار بار یہ خیال آتا ہوگا کہ میں تو کسی شخص سے ملنا بھی نہیں چاہتا مگر میرا خدا مجھے کہتا ہے کہ جا اور لوگوں کو بلا آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم کو قبول کر کے وہ موت اختیار کی جس سے بڑھ کر انبیاء کے لئے اور کوئی موت نہیں ہوتی آپ گوشۂ تنہائی سے نکل کر دنیا کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دنیا سے وہ سب کچھ کہلوایا جو پہلے نبیوں کو کہا جاتا رہا ہے۔ کبھی کہا گیا یہ حریص ہے یہ مال و دولت جمع کرنا چاہتا ہے اور اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے کبھی دنیا آپ کی باتوں پر ہنستی اور کہتی کیسی پاگلانہ باتیں کر رہا ہے کبھی آپ کو مفسد اور فتنہ پرداز قرار دے کر طرح طرح کے دکھ دیئے جاتے کبھی آپ پر قسم قسم کے غلط اور جھوٹے الزام لگا کر کوشش کی جاتی کہ کسی کو آپ کی بات تک سننے نہ دی جائے۔ سوچو اور غور کرو کہ وہ کیسی تلخ گھڑیاں تھیں کیسا سخت زمانہ تھا جو آپ پر گذرا۔ لیکن جب ان دنوں کی دعاؤں اور کوششوں کے نتیجہ میں وہ بابرکت دن آئے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے نام کو دنیا میں عزت و احترام کے ساتھ پھیلا دیا کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ چکا تھا اور انعامات سے اور

لوگ لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے جذبات اور خیالات نے میرے دل کو قابو میں نہ رہنے دیا اور جب بھی ہمارے سلسلہ کو کوئی فتح حاصل ہوئی اس پر جہاں میں خوش ہوا کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوا وہاں میں غمگین بھی ہوا کہ اس وقت وہ ہستیاں نہیں ہیں جو ان فتوحات کی بانی ہیں اور جو اس بات کی مستحق ہیں کہ ہم ان کے حضور اپنے اخلاص اور عقیدت کے سچے جذبات کا اظہار کریں۔ بہرحال ہم میں سے کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کے مسیح کے ہاتھوں زمین میں ایک بیج بویا گیا اور وہ بیج ہر قسم کی مخالفانہ ہواؤں کے باوجود بڑھا اور پھولا اور پھلا یہاں تک کہ آج اس بیج سے ایک ایسا شاندار درخت پیدا ہو چکا ہے جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور جس پر ہزار ہا آسمانی پرندوں نے بسیرا کیا ہوا ہے مگر ابھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے کام کو اور بھی وسیع کریں اور خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کے اظہار کے لئے اس مقدس مشن کی تکمیل میں اپنی عمریں صرف کر دیں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ مجھے سب سے پہلے یہ خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آیا تھا جب آپ نے وفات پائی تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے چہروں کی رنگت اڑ گئی اور ان کی زبانوں سے یہ الفاظ نکل آئے کہ اب کیا ہوگا۔ اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ اے خدا اگر ساری جماعت بھی خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو جس کام کے لئے خدا کا یہ پیارا دنیا میں آیا تھا اس کے لئے میں اپنی جان تک قربان کر دوں گا میں اپنی زندگی کی بہترین گھڑیوں میں سے وہ گھڑی سمجھتا ہوں جب خدا تعالیٰ نے مجھے اس عہد کی توفیق عطا فرمائی اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو بھی یہی توفیق عطا فرمائے اور اسے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی اہلیت بخشے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کو جماعت کے سامنے بار بار پیش کرنے کے لئے اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی ہے پس آپ لوگ جو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے باہر سے تشریف لائے ہیں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ حکمت کی ایک بات بھی بعض دفعہ انسان کی نجات کا موجب ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر بات جو یہاں بیان کی جائے اسے آپ پورے غور اور توجہ کے ساتھ سنیں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کونسی بات اس کے لئے نجات کا موجب بننے والی

ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے ہزاروں احادیث مروی ہیں وہ بیان کیا کرتے تھے کہ چونکہ میں بہت دیر کے بعد اسلام لایا تھا اور دوسرے لوگوں نے مجھ سے پہلے رسول کریم ﷺ کی بہت سی باتیں سن لی تھیں اس لئے میں نے یہ عہد کر لیا کہ اب میں آپ کے دروازہ سے نہیں ہلوں گا۔ چنانچہ وہ ہر وقت مسجد میں رسول کریم ﷺ کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تا کہ جب بھی رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائیں تو وہ آپ کی باتیں سننے کے لئے مسجد میں موجود ہوں اس طرح بعض دفعہ انہیں سات سات وقت کا فاقہ ہو جاتا مگر وہ اس خیال سے نہیں اٹھتے تھے کہ ممکن ہے جس وقت میں جاؤں اس وقت رسول کریم ﷺ باہر تشریف لے آئیں اور جو کچھ آپ فرمائیں میں اس کے سننے سے محروم ہو جاؤں۔آپ لوگوں کو بھی اپنے اندر عشق کا یہی جذبہ اور یہی رنگ پیدا کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ جو کچھ آپ کو سنایا جائے اسے غور سے سنیں اور نیکی کی باتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آتے ہیں اور پھر وہاں سے اٹھ کر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص نے ابھی کیا کہا تھا قرآن کریم ایسے منافقوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ رسول کریم ﷺ کے کلام سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔آپ لوگوں کو چاہیے کہ اس نقص کو کبھی اپنے قریب بھی نہ آنے دیں اور توجہ اور انہماک کے ساتھ دین کی باتیں سنیں اور اپنے اوقات کا صحیح استعمال کریں تا کہ یہ گھڑیاں جو سال بھر کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو عطا کی ہیں ضائع نہ ہوں بلکہ آپ ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کر کے جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل اور عفو اور ستاری کو کام میں لاتے ہوئے ہم سے اپنی بخشش اور رحمت کا سلوک کرے اور ہماری جماعت کے تمام مردوں اور عورتوں اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ کیونکہ جو کچھ ہوگا اسی کے فضل اور احسان سے ہوگا ہماری تمام کوششیں صرف ایک بیج کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن اس بیج کو بڑھانا اور ترقی دینا اور اس سے پھل پیدا کرنا ہمارے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اس لئے اسی کے آستانہ پر ہم جھکتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اسے جماعت کے اندر ایک نیا ایمان اور نیا اخلاص اور نیا جوش پیدا کرنے کا موجب بنائے اور ہمیشہ اس کے فضل ہماری

جماعت کے شامل حال رہیں۔ آمین. اللھم آمین۔‘‘281

روح پرور اختتامی خطاب کا متن

حضرت مصلح موعودؓ کے روح پرور اختتامی خطاب کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس خطاب کے پرشوکت انداز میں پڑھنے کا اعزاز بھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو حاصل ہوا جو مخلصین کے ازدیاد ایمان اور زندگی کی نئی روح پیدا کرنے کا موجب بنا اور قافلہ ایک بار پھر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو گیا۔

’’اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیمO

الحمد للہ رب العالمین Oالرحمن الرحیم Oملٰک یوم الدین O ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم O صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین O(آمین)

احباب کو معلوم ہے کہ میری طبیعت ایک لمبے عرصہ سے ناساز چلی آرہی ہے جس کی وجہ سے اب میرے جسم میں ایسی طاقت نہیں کہ میں سابق دستور کے مطابق کوئی لمبی تقریر کر سکوں مگر اس لئے کہ جماعت کے دوست اس سردی کے موسم میں سخت تکلیف اٹھا کر دور دور سے تشریف لائے ہوئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ میں احباب کی توجہ کے لئے چند باتیں بیان کر دوں۔

مجھے 1914ء میں جب اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا تو اس وقت جماعت کی یہ حالت تھی کہ غیر مبایعین علی الاعلان کہہ رہے تھے کہ پچانوے فی صدی جماعت ان کے ساتھ ہے اور صرف ۵ فیصدی جماعت نے ابھی خلافت تسلیم کی ہے۔ ان دنوں مخالفت کا ایک دریا تھا جو امڈا چلا آرہا تھا۔ انجمن کا خزانہ خالی پڑا تھا اور بڑے بڑے کارکن جن کا صدر انجمن احمدیہ پر قبضہ رہ چکا تھا مجھے گرانے اور ناکام کرنے کے درپے تھے اس وقت خدا ہی تھا جو میری تائید کے لئے اٹھا اور اس نے دوسرے ہی ہفتہ مجھ سے وہ ٹریکٹ لکھوایا جس کا یہ عنوان تھا کہ:۔

’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے‘‘

اور جہاں جہاں یہ ٹریکٹ پہونچا متردد جماعتوں کے دل صاف ہو گئے اور سنبھل گئے اور وہ تاروں اور خطوط کے ذریعہ میری بیعت کرنے لگیں۔

پھر خدا نے مجھے انہی دنوں غیر مبایعین کے متعلق الہاماً بتایا کہ ’’لیمزقنهم‘‘ یعنی وہ ان لوگوں کی جمعیت کو منتشر کر دے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں دنیا نے یہ عظیم الشان انقلاب اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہی جو اپنے آپ کو پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے پانچ فیصدی رہ گئے اور جنہیں پانچ فیصدی کہا جاتا تھا وہ پچانوے فیصدی بن گئے۔ یہ فوج آخر کہاں سے آئی۔ بعض نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ اس وقت میرے ساتھ جماعت زیادہ ہے اس لئے میں ترقی کر رہا ہوں مگر میں کہتا ہوں جب ان کے دعوے کے مطابق میرے ساتھ صرف پانچ فیصدی جماعت تھی تو اس وقت کون تھا جس نے مجھے پانچ سے پچانوے فیصدی تک جماعت کو لے جانے کی توفیق بخشی پھر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ میں نے اس عرصہ دراز میں صرف غیر مبایعین کا ہی مقابلہ نہیں کیا بلکہ میں نے عیسائیوں کا بھی مقابلہ کیا ہے میں نے ہندوؤں کا بھی مقابلہ کیا ہے اور میں نے غیر احمدی مسلمانوں کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ اور وہ کروڑوں کی تعداد میں تھے۔ اگر انسانوں پر ہی میری طاقت کا انحصار ہوتا تو کروڑوں مخالفوں کے مقابلہ میں میری ہستی ہی کیا تھی۔ مگر وہ کروڑوں ہونے کے باوجود مجھے خدا کے فضل سے ناکام نہ کر سکے اور ہر دن جو مجھ پر چڑھا وہ میری کامیابیوں کو زیادہ سے زیادہ روشن کرتا چلا گیا اسی طرح جب تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اندرونی منافقوں نے سر نکالا اور جماعت میں انہوں نے فتنہ پیدا کرنا چاہا تو اس وقت بھی صرف خدا ہی تھا جس نے میری مدد کی اور میں احمدیت کی کشتی کو پُر خطر چٹانوں میں سے گزارتے ہوئے اسے ساحل کامیابی پر لے گیا آج بھی ایسے بیسیوں لوگ زندہ ہوں گے جو یہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وفات پا گئے تو انہی غیر مبایعین کے سرکردہ اصحاب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ پر قابض تھے یہ فیصلہ کیا کہ سلسلہ کا جو روپیہ علماء تیار کرنے پر خرچ ہو رہا ہے یہ بے فائدہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ کو بند کر دینا چاہیے۔ اور صرف ہائی سکول میں دینیات کی تعلیم رکھ کر گزارہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے تمام جماعتوں کو ایجنڈا بھیجا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد پہلے جلسہ

کے موقعہ پر ہی جب تمام جماعتوں کے نمائندے اکٹھے ہوئے انھوں نے بیت مبارک میں ایک جلسہ کیا اور ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی تقریر کی اور کہا کہ اب ہمیں کسی نئے مسئلہ کی ضرورت نہیں کہ علماء تیار کرنا ہمارے لئے ضروری ہو۔ بہتر کہ مدرسہ احمدیہ کو بند کر دیا جائے اور لڑکوں کو وظائف دے کر سکولوں اور کالجوں میں بھیجا جائے اور انھیں ڈاکٹر اور وکیل بنایا جائے۔ ان تقریروں کا ایسا اثر ہوا کہ قریباً تمام جماعت ادھر چلی گئی اور ان میں اس قدر جوش بھر گیا کہ میں سمجھتا ہوں اگر مدرسہ احمدیہ کوئی آدمی ہوتا تو وہ اس کا گلا گھونٹ دیتے۔ ابھی یہ تقریریں ہو ہی رہی تھیں کہ میں بھی وہاں جا پہونچا۔ اس وقت میری عمر بیس سال کی تھی ساری جماعت ایک طرف تھی اور چونکہ بہت سی تقریریں ہو چکی تھیں اس لئے لوگ اس بات پر زور دے رہے تھے کہ اب مزید تقریروں کی ضرورت نہیں۔ اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ مدرسہ احمدیہ کو بند کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس مجلس کی یہ حالت دیکھی تب میرے نفس نے مجھے کہا کہ اگر آج تو نے کچھ نہ کہا اور اس موقعہ پر نہ بولا تو پھر کب بولے گا چنانچہ میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس وقت مجھے بعض آوازیں بھی آئیں کہ اب تقریریں بہت ہو چکی ہیں مگر میں نے ان آوازوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نے جو کچھ فیصلہ کیا ہے یہ آپ کے خیال میں ٹھیک ہوگا مگر ایک چیز ہے جو اے جماعت احمدیہ کے لوگو! میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارے کام آج ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سالوں تک ان کا اثر چلتا چلا جائے گا۔ اور دنیا کی نگاہیں ان پر ہوں گی اور اگر ہم کسی کام کو چھپانا بھی چاہیں گے تو وہ نہیں چھپے گا بلکہ تاریخ کے صفحات پر ان واقعات کو نمایاں حروف میں لکھا جائے گا۔ اس نقطہ نگاہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو آپ نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے ایک لشکر رومی حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اس کا سردار مقرر فرمایا۔ ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات ہوگئی اور سوائے مکہ مدینہ اور طائف کے سارے عرب میں بغاوت رونما ہوگئی۔ اس وقت بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے مل کر مشورہ کیا کہ اس موقع پر اسامہؓ کا لشکر باہر بھیجنا درست نہیں کیونکہ ادھر سارا عرب مخالف ہے ادھر عیسائیوں کی

زبردست حکومت سے لڑائی شروع کر دی گئی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی حکومت درہم برہم ہو جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے ایک وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا اور درخواست کی کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اگر اسامہؓ کا لشکر بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے چلا گیا تو مدینہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ جائیں گے اور مسلمان عورتوں کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔ اے ابوبکرؓ ہم آپ سے التجاء کرتے ہیں کہ آپ اس لشکر کو روک لیں اور پہلے عرب کے باغیوں کا مقابلہ کریں۔ جب ہم انہیں دبالیں گے تو پھر اسامہؓ کے لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا جا سکتا ہے اور چونکہ اب مسلمان عورتوں کی عزت اور عصمت کا سوال بھی پیدا ہو گیا ہے اور خطرہ ہے کہ دشمن کہیں مدینہ میں گھس کر مسلمان عورتوں کی آبروریزی نہ کرے اس لئے آپ ہماری اس التجا کو قبول فرماتے ہوئے جیشِ اسامہ کو روک لیں اور اسے باہر نہ جانے دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وہ اپنی منکسرانہ حالت کا اظہار کرنا چاہتے تو اپنے آپ کو اپنے باپ سے نسبت دے کر بات کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے باپ غریب آدمی تھے اور چونکہ ان کے باپ کا نام ابوقحافہ تھا اس لئے اس موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ کیا ابوقحافہ کا بیٹا خلافت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد پہلا کام یہ کرے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جو آخری مہم تیار کی تھی اسے روک دے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر کفار مدینہ کو فتح کریں اور مدینہ کی گلیوں میں مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں روکوں گا جسے محمد رسول اللہ ﷺ نے روانہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔

یہ مثال بیان کرنے کے بعد میں نے دوستوں سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ لوگوں کا بھی یہ پہلا اجتماع ہے آپ لوگ غور کریں اور سوچیں کہ آئندہ تاریخ آپ کو کیا کہے گی۔ تاریخ یہ کہے گی کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے خطرہ کی حالت میں جبکہ تمام عرب باغی ہو چکا تھا اور جبکہ مدینہ کی عورتوں کی حفاظت کے لئے بھی کوئی مناسب سامان ان کے پاس نہ تھا اتنا بھی پسند نہ کیا کہ رسول کریم ﷺ کے ایک تیار کئے ہوئے لشکر کو روک لیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں رسول کریم ﷺ کے حکم کو منسوخ نہیں کرونگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی

وفات سے اڑھائی سال پہلے دسمبر 1905ء کے جلسہ سالانہ پر تمام جماعت کے دوستوں سے مشورہ لینے کے بعد جس دینی مدرسہ کو قائم فرمایا تھا اور جس کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ وہ عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی یادگار ہوگا اور سلسلہ کی ضروریات کے لئے علماء تیار کرنے کا کام اس کے سپرد ہوگا اسے مسیح موعودؑ کی جماعت نے آپ کے وفات پانے کے معاً بعد توڑ کر رکھ دیا۔ کیونکہ جس طرح جیشِ اسامہ کی تیاری کا کام خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح مدرسہ دینیات کا اجراء خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔

پس دنیا کیا کہے گی کہ ایک مامور کی وفات کے بعد تو اس کے متبعین نے اپنی عزتوں کا برباد ہونا پسند کر لیا مگر یہ برداشت نہ کیا کہ رسول کریم ﷺ کا حکم باطل ہو لیکن دوسرے مامور کے متبعین نے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے کوئی حقیقی خطرہ نہ تھا اس کے ایک جاری کردہ کام کو اس کی وفات کے معاً بعد بند کر دیا۔

جب میں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمام لوگوں کے قلوب کو میری طرف پھیر دیا اور بعض کی تو رقت کی وجہ سے چیخیں نکل گئیں اور سب نے یکزبان ہو کر کہا کہ ہم ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسہ احمدیہ بند ہونا چاہیے ہم اسے جاری رکھیں گے اور مرتے دم تک بند نہیں ہونے دیں گے۔ تب خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے طریق کے مطابق کہا کہ دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ہمارا مطلب بعینہٖ وہی تھا جو میاں صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہ خواجہ صاحب کا عام طریق تھا کہ جب وہ دیکھتے کہ ان کی کسی بات کو لوگوں نے پسند نہیں کیا تو کہتے کہ دوستوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ چنانچہ پھر انہوں نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایک تقریر بھی کی مگر آخر میں کہا کہ اس پر مزید غور کر لیا جائے۔ ابھی ہم کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ بعد میں ہم خط و کتابت کے ذریعہ مشورہ حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید اسی طرح جماعت کی رائے ان کی تائید میں ہو جائے چنانچہ کچھ وقفہ کے بعد انھوں نے پھر تمام جماعتوں سے رائے طلب کی مگر جماعت نے یہی لکھا کہ وہی فیصلہ ٹھیک ہے جو ہم قادیان میں کر کے آئے تھے۔ اب بتاؤ اس وقت کون تھا جس نے میری مدد کی۔ مجھے تو کہنے والے یہی کہتے تھے کہ اب کسی اور تقریر کی ضرورت نہیں بہت تقریریں ہو چکی ہیں اور معاملہ بالکل صاف ہے مگر خدا نے میری ہر میدان میں

تائید کی اور مجھے ہر جگہ مظفر و منصور کیا۔ بے شک غیر مبایعین ہمیشہ مجھ پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں مگر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام کے لئے کس کا وجود مفید ثابت ہوا ہے کیا میرا یا ان کا؟ انھوں نے تو یہی کیا کہ وہ شخص جو اسلام کی خدمت کر رہا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کا نور دنیا میں پھیلا رہا ہے جو قرآن کریم کی عظمت عالم میں قائم کر رہا ہے اس پر رکیک اور بے بنیاد حملے کر دیئے۔ اس قسم کے حملوں سے بھلا کونسا مقدس انسان بچا ہے۔ رسول کریم ﷺ پر بھی متعدد اعتراضات لوگوں نے کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی لوگوں نے کئی اعتراضات کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کئے۔ پس اس قسم کی باتوں سے کیا بنتا ہے۔ دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ اسلام کو فائدہ کس کے ذریعہ پہنچ رہا ہے۔ اگر کوئی شخص واقعہ میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام کے غلبہ اور اس کی اشاعت کے لئے جس قدر کام کئے ہیں وہ نعوذ باللہ لغو ہیں اور اسلام کو ان کی بجائے کسی اور رنگ میں کام کرنے سے زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ تم میدان میں آؤ اور کام کر کے دکھاؤ۔ اگر تمھارا کام اچھا ہوا تو دنیا خود بخود تمھارے پیچھے چلنے لگ جائے گی۔ آخر دنیا میں کوئی اسلام سے محبت رکھنے والی جماعت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو تمھیں ماننا پڑے گا کہ جو شخص بھی اسلام کی خدمت کرے گا وہ اسی کے پیچھے چلے گی۔ پھر اس میں کونسی مشکل بات ہے۔ وہ اسلام کی مجھ سے بہتر خدمت کر کے دکھاویں دنیا خود بخود ان کے پیچھے چل پڑے گی۔ لیکن اگر ایک جماعت ایسی ہو جو صرف اعتراض کرنا ہی جانتی ہو تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ دنیا لاوارث نہیں ہے اس دنیا کا ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے وہ مجھ پر اعتراضات کر سکتے ہیں وہ میرے خلاف ہر قسم کے منصوبے کر سکتے ہیں وہ مجھے لوگوں کی نگاہ سے گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے جھوٹے الزام لگا سکتے ہیں مگر وہ ان حملوں کے نتیجہ میں میرے خدا کے زبردست ہاتھ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن میں اسی خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ پر کھڑا ہو گا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا دنیا میں جھوٹ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو دنیا نے آپ پر اعتراضات کئے اور کہا کہ یہ جھوٹا ہے فریبی ہے مکار ہے

ضال ہے دجال ہے اور اس نے کوشش کی کہ آپ کے نام کو مٹا دے مگر آج ستر اسّی سال کے بعد اس نے دیکھ لیا کہ جس کے نام کو مٹانے کے لئے اس نے اپنی انتہائی کوششیں صرف کر دی تھیں اس کا نام اکنافِ عالم میں پھیل گیا اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ آپ کے نام کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ میں بھی ایک انسان ہوں مگر بعض انسان ایسے مقام پر کھڑے کر دیئے جاتے ہیں کہ گو ان کی لیڈری کی عمر تھوڑی ہو گو ان کی جسمانی زندگی چند سال کی ہو مگر ان کے نام کی زندگی ہزاروں سال کی ہوتی ہے اور دنیا کے لوگ اگر کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی وہ ان کے نام کو مٹا نہیں سکتے۔ اس کی مثالیں ہمیں روحانی پیشواؤں میں بھی دکھائی دیتی ہیں اور دنیوی بادشاہوں میں بھی نظر آتی ہیں۔ سکندر جس کے ذکر سے آج تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں بیس سال کی عمر میں بادشاہ ہوا تھا اور بتیس سال کی عمر میں مر گیا۔ گویا صرف بارہ سال اسے بادشاہت کے لئے ملے مگر تئیس سو سال گذر گئے ہیں اور آج بھی ساری دنیا سکندر کو جانتی اور بچہ بچہ کی زبان پر اس کا نام آتا ہے۔ اسی طرح خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں مجھے کتنا بھی برا سمجھیں بہرحال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں، آج سے چالیس پچاس بلکہ سو سال کے بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا تھا یہ صحیح تھا یا غلط۔ میں بیشک اس وقت موجود نہیں ہوں گا مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مورخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا۔ ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو جائے گا جس کو پُر کرنے والا اسے کوئی نہیں ملے گا۔ پس مجھے ان کے اعتراضات کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ گالیوں اور بدزبانیوں سے میں ڈرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دشمن کہا کرتے تھے کہ تم کابل چلو تو تمہیں پتہ لگے کہ تم سے کیا سلوک ہوتا ہے۔ مگر ان باتوں سے کیا بن گیا اگر بندوں پر ہی میری نگاہ ہوتی تو بیشک مجھے گھبراہٹ ہو سکتی تھی مگر جس نے خدا تعالیٰ کے جلال اور جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور جس نے اسکے سینکڑوں نشانات کا مشاہدہ کیا ہو وہ دنیا پر نگاہ ہی کب رکھ سکتا ہے مجھے تو میرے خدا نے اس وقت جبکہ خلافت کا

سوال تک بھی نہیں تھا اور جبکہ میں قریباً پندرہ سولہ سال کا تھا الہام کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا کہ

ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ

یعنی

''وہ لوگ جو تیرے متبع ہیں وہ تیرے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے''

پس یہ صرف آج کی بات نہیں بلکہ جو شخص بھی میری بیعت کا سچا اقرار کرے گا وہ خدا کے فضل سے قیامت تک میرے نہ ماننے والوں پر غالب رہے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی اور ہوتی رہے گی۔ زمانہ بدل جائے گا حالات بدل جائیں گے حکومتیں بدل جائیں گے اور میں بھی اپنے وقت پر وفات پا کر اپنے خدا کے حضور حاضر ہو جاؤں گا مگر خدا تعالیٰ کی یہ بتلائی ہوئی بات کبھی نہیں بدلے گی کہ میرے ماننے والے ہمیشہ میرے نہ ماننے والوں پر غالب رہیں گے۔

پھر میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت کو قائم ہوئے ستر سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1889ء میں اعلان بیعت کیا تھا جس پر تہتر سال ہو چکے ہیں اور اگر دعویٰ مجددیت کے ابتداء سے اس عرصہ کو شمار کیا جائے تو اسّی سال ہو چکے ہیں بیشک اس عرصہ میں ہم نے ترقی بھی کی۔ جماعت بھی بڑھی۔ تعلیم و تربیت کے ادارے بھی ہم نے قائم کئے۔ لٹریچر بھی ہم نے شائع کیا۔ اخبارات بھی جاری کئے۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا مگر باوجود اس کے ابھی ہم اس مقام پر نہیں پہنچے جس مقام پر پہنچنا خدائی جماعتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ نہ ہماری تعداد اتنی ہو چکی ہے کہ ہم اس کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگا سکیں کہ آئندہ اتنے سال میں ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے گی یہ تو ہم کہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا ایسا کرے گا مگر جو کام بندوں کے سپرد ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ان کی تکمیل میں بندوں نے کتنا حصہ لیا ہے۔ میں نے جماعت کو بارہا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کرتا ہے تو پہلے سے اس نے انسانی طاقتوں کا اندازہ کر لیا ہوتا ہے اور وہی کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے جو اس کی طاقت کے اندر ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کیا ہو اور وہ اس کو سرانجام دینے کی اہلیت اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس تمھارے سپرد اللہ تعالیٰ کا یہ کام کرنا کہ تم دنیا میں

اسلام کا نور پھیلاؤ ظاہر کرتا ہے کہ تم میں اس کام کی اہلیت موجود ہے۔ اور اگر تم اخلاص اور قربانی سے کام کرو تو یقیناً اس فرض کو سرانجام دے سکتے ہو۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ معمولی معمولی عذرات کی بناء پر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں تساہل سے کام لینے لگ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی ثواب سے محروم رہتے ہیں اور دنیا کی ظلمت بھی دور نہیں ہوتی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو شخص اس کام میں حصہ لے گا اسے اپنے وقت کو بھی قربان کرنا پڑے گا اپنا مال بھی قربان کرنا پڑے گا اپنے آرام اور آسائش کو بھی قربان کرنا پڑے گا لیکن دنیا کا کونسا کام ہے جس کے لئے کوئی قربانی نہیں کی جاتی اور اگر بغیر کسی قربانی کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہیں تو اللہ تعالیٰ سے ہم ثواب کے کس طرح امیدوار ہو سکتے ہیں۔ میں نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کے دوستوں کو کئی بار تحریک کی کہ ہر فرد کو سال بھر میں کم از ایک شخص کو راہِ راست پر لانے کا عہد کرنا چاہیے مگر باوجود اس کے کہ صرف ایک شخص کو اور وہ بھی سال بھر میں اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کا عہد کرنا تھا۔ پھر بھی بہت کم دوست اس میں شریک ہوئے حالانکہ اگر صحیح کوشش سے کام لیا جائے تو انسان سال بھر میں دس دس بیس بیس بلکہ سوسو افراد کو بھی حق کا شکار کر سکتا ہے۔ ہماری جماعت کی تعداد اس وقت دس لاکھ سے کم نہیں۔ اگر ایک شخص سال بھر میں دس افراد کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے تو صرف ایک سال میں ہماری تعداد ایک کروڑ تک پہنچ سکتی ہے اور یہ کوئی مشکل امر نہیں سیالکوٹ کے ایک دوست تھے جب میں نے یہ تحریک کی تو پہلے سال انھوں نے کہا کہ میں ایک احمدی بناؤں گا دوسرے سال دو احمدی بنانے کا عہد کیا۔ تیسرے سال تین احمدی بنانے کا عہد کیا۔ چوتھے سال چار احمدی بنانے کا عہد کیا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے دس بارہ احمدی بنانے لگ گئے۔ پھر ایک دفعہ میں نے زیادہ زور دیا تو وہ یہ عہد کر کے گئے کہ میں سو احمدی بناؤں گا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس کے بعد برابر ان کی چٹھیوں میں ذکر ہوتا تھا کہ یہ میرا دسواں احمدی ہے یہ بیسواں احمدی ہے یہ چالیسواں احمدی ہے یہ ساٹھواں یا سترواں احمدی ہے اور اس طرح انھوں نے سو کی تعداد پوری کر دی۔ اگر اس روح کے ساتھ کام کرنے والے دس ہزار آدمی بھی ہماری جماعت میں پیدا ہو جائیں اور ان میں سے ہر شخص سال میں صرف دس افراد کی زیادتی کا موجب بن جائے

تو سال بھر میں ایک لاکھ اور دوسرے سال میں دس لاکھ نئے افراد ہماری جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں مگر اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اندر اشاعت اسلام کی ایک آگ پیدا کی جائے اور رات دن یہ مقصد اپنے سامنے رکھا جائے کہ ہم نے دنیا بھر کو اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں داخل کرنا ہے۔

پھر میں نے دیکھا ہے کہ جب بعض لوگ دوسروں کو سمجھائیں گے تو ان میں سنجیدگی نہیں ہوگی۔ کسی نے مذاق کر دیا تو خود بھی مذاق کر دیں گے۔ ان میں یہ سنجیدگی کہ دوسرا شخص بھی توجہ دینے اور یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ شخص میری ہدایت کے غم میں مرا جا رہا ہے پائی نہیں جاتی۔ نوجوان سیروں کو جائیں گے مجالس میں قہقہے لگائیں گے دوستوں سے گپیں ہانکنے میں اپنا وقت ضائع کر دیں گے مگر دنیا کے ظلمت کدہ کو منور کرنے کی طرف ان کو توجہ نہیں ہوگی۔ اگر ہماری جماعت میں ایک دیوانگی ہوتی تو دس لاکھ یا ایک کروڑ کا بھی سوال نہیں اب تک ہماری جماعت دس کروڑ تک پہنچ چکی ہوتی۔ پس میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے دلوں میں تبدیلی پیدا کرو مخالف کی تبدیلی اتنی ضروری نہیں جتنی تمہاری اپنی تبدیلی ضروری ہے۔ مخالف آج مانے یا کل اگر تمہارے اپنے اندر درد پیدا ہو جائے تو وہ خود بخود مائل ہونا شروع ہو جائے گا۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اپنا مطمح نظر بلند کرنا چاہیے اور خواہ سفر ہو یا حضر، ان کے مدنظر صرف یہی بات ہونی چاہیے کہ ہمارا کام لوگوں کو حقیقی اسلام کی طرف بلانا اور انہیں محمد رسول اللہ ﷺ کا حلقہ بگوش بنانا ہے اس اہم فرض کی ادائیگی کا آسان طریق میں نے بتا دیا ہے کہ آپ لوگوں میں سے ہر شخص یہ عہد کرے کہ وہ سال بھر میں کم از کم ایک بھولی بھٹکی روح کو آستانہ الٰہی کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنے گا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں اب ہمیں اس سے بھی آگے قدم بڑھانے کی ضرورت ہے اور ہماری جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ ایک کی بجائے کم از کم دس نئے افراد کو احمدیت میں شامل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی سال وہ اپنے اس عہد کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو کم سے کم اس کا اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ اسے اپنے نفس میں شرم محسوس ہوتی رہے گی اور وہ کوشش کرے گا کہ میں دوسرے سال ہی اپنی اس کوتاہی کا ازالہ کروں اور نہ صرف گذشتہ کمی کو پورا کروں۔۔۔۔۔ بلکہ پہلے سے دگنے آدمیوں کو پیغامِ حق پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جاؤں۔

پس یہ چیز نہایت اہم ہے اور ہماری جماعت کے افراد کو اسے ایسا ہی ضروری سمجھنا چاہیے جیسے چندہ کو ضروری سمجھا جاتا ہے بلکہ چندے سے بھی زیادہ زور دوستوں سے یہ عہد لینے اور پھر اس عہد کو پورا کروانے پر صرف کرنا چاہیے کیونکہ چندہ تو بسا اوقات گھر کے تمام افراد میں سے صرف ایک شخص دیتا ہے جو کمانے والا ہوتا ہے۔ لیکن اشاعت حقہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی ایک شخص کا نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے اور پھر آجکل تو خصوصیت سے اس پر زور دینے کی ضرورت ہے کیونکہ پاکستان میں مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے اپنی مذہبی سرگرمیوں میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ آپ لوگ اس عظیم الشان انسان کی جماعت میں شامل ہیں جسے محمد رسول اللہ ﷺ نے کاسر الصلیب قرار دیا ہے اور آپ لوگوں کی تبلیغ اسلام کے مخالف تک معترف ہیں۔ چنانچہ مصر کے ایک مشہور اخبار ''الفتح'' نے بھی ایک دفعہ لکھا کہ جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز یورپ امریکہ اور افریقہ میں قائم ہو چکے ہیں جو اپنے علم اور کام کے لحاظ سے تو عیسائی مشنوں کے برابر ہیں لیکن کامیابی اور لوگوں کے قلوب فتح کرنے کے لحاظ سے عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت ہی نہیں کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور اسکے پر حکمت معارف ہیں پس آپ لوگوں کی ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کا حقیقی فرض در حقیقت آپ کے کندھوں پر ہی عائد ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں دوسرے مسلمانوں کو سمجھانا اور انھیں احمدیت کی غرض وغایت سے واقف کرنا اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا آپ کا فرض ہے وہاں عیسائیت کے فتنہ کو دور کرنے کے لئے بھی اپنے اپنے علاقہ میں منظّم کوشش کرنا اور مسلمانوں کے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ کو عیسائیت کے اثر سے بچانا بھی آپ کے اہم فرائض میں شامل ہے۔

میں سمجھتا ہوں عیسائیوں میں یہ حرکت بھی اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ ہماری جماعت آسمانی نوروں کے پھیلانے میں سستی سے کام لے رہی ہے اگر مسلمان اس تعلیم سے واقف ہوتے جو احمدیت پیش کرتی ہے تو ان کا ایک حصہ عیسائیت کا شکار کس طرح ہوسکتا تھا۔ سو آپ لوگ دوسروں کو بھی اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں اور خود بھی مسائل سے گہری واقفیت پیدا کریں۔ یہی اصل عزت ہے جو انبیاء کی جماعتوں کو حاصل ہوتی ہے کہ ایمان لانے کے بعد وہ نہایت جوش اور اخلاص کے ساتھ دین کی باتیں سیکھنے لگ جاتے ہیں اور پھر وہ

اس میں اس قدر ترقی کر جاتے ہیں کہ مخالف کا بڑے سے بڑا عالم بھی ان سے بات کرے تو وہ شرمندہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے دینی مسائل پر بحث کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

میں ابھی جوان تھا مجھے ڈلہوزی میں ایک پادری سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا اور میں نے اس سے تثلیث اور کفارہ پر بحث کی۔ جب وہ میرے سوالات کا جواب دینے سے عاجز آ گیا تو کہنے لگا کہ سوال تو ہر بے وقوف کر سکتا ہے مگر جواب دینے کے لئے عقلمند آدمی ہونا چاہیے۔ میں نے کہا میں تو آپ کو عقلمند سمجھ کر ہی آیا تھا۔

غرض عیسائیت کا مقابلہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں اور لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں لیکن یہ یاد رکھیں کہ دوسروں کے سامنے بات پیش کرنے کا طریق ایسا ہونا چاہیے جس سے محبت اور پیار ظاہر ہو اور اگر کوئی شخص اپنی نا سمجھی کی وجہ سے آپ کو برا بھلا بھی کہے تو مسکراتے چلے جاؤ اور نرمی اور انکسار اور حسن اخلاق سے کام لو اگر تم ایسا کرو گے تو خود بخود ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ یہ تو بالکل اور قسم کے انسان ہیں۔ ہم برا بھلا کہہ رہے ہیں اور یہ مسکرا رہے ہیں۔ ہم سختی کر رہے ہیں اور یہ محبت اور پیار میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ تب وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ لوگ زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہیں اور وہ بھی تمہارے کندھوں کے ساتھ اپنا کندھا ملا کر اسلام کی خدمت اور محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کی بلندی کے لئے کفر کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں گے۔

پس اے میرے عزیزو!

تم آسمانی آبِ حیات کی متلاشی اقوام کو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں حوضِ کوثر پر لے جاؤ اور انہیں گندی زیست سے نجات دلانے اور ان کے اندر ایمان کی حرارت پیدا کرنے کے لئے کافوری اور زنجبیلی جام پلاؤ اور اس سانپ کا سر ہمیشہ کے لئے کچل دو جس نے آدم کی ایڑی پر ڈسا تھا اور اسے جنت ارضی سے نکال دیا تھا۔ اس وقت ہماری جماعت میدان جہاد میں کام کر رہی ہے اور وہی فوج دشمن کا دلیری سے مقابلہ کر سکتی ہے جس کی صفوں میں انتشار نہ ہو قرآن کریم نے اس کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ مومنوں کی جماعت جب دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوتی ہے تو اس کی کیفیت ’’بنیان

مرصوص‘‘ کی سی ہوتی ہے یعنی وہ ایک ایسی دیوار کی طرح ہوتے ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

پس اختلافات کو کبھی اپنے قریب بھی نہ آنے دو ہر شخص جو کسی جماعت میں تفرقہ کا بیج بوتا اور جماعتی اتحاد کو نقصان پہنچاتا ہے وہ احمدیت کا بدترین دشمن ہے اور تمھیں اسی طرح تباہی کے گڑھے میں گرانا چاہتا ہے جس طرح گذشتہ دور میں مسلمان صدیوں تک تنزل کا شکار رہے۔ تمھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دنیا ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو۔ پس ہر شخص جو اتحاد میں رخنہ اندازی کرتا ہے ہر شخص جو اس سکیم کے راستہ میں روک بنتا ہے وہ خدائی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ رؤیا کے ذریعہ بھی اس کی طرف توجہ دلائی تھی چنانچہ میں نے ایک شخص کو جسے میں کوئی بادشاہ یا رئیس سمجھتا ہوں اور جو میرے سامنے بیٹھا تھا رؤیا میں کہا کہ:-

’’دیکھو جو شخص ایسے نازک وقت میں بھی اتحاد کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے گردن اونچی کس طرح کر سکے گا۔‘‘

جب میں نے یہ فقرہ کہا تو میرے دل میں بہت زیادہ جوش پیدا ہو گیا اور رقت کے ساتھ میرے گلے میں پھندا پڑ گیا اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے اپنے سامنے کے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:-

’’جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے کے پھٹے ہوئے کپڑے دیکھتا ہے تو اس کے دل میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں مگر تمھیں یہ خیال نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ جب اپنی طرف منسوب ہونے والوں کا تفرقہ دیکھتے ہوں گے تو ان کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی جو شخص ایسے وقت میں بھی باہمی اتحاد کی طرف قدم نہیں اٹھاتا یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گردن اٹھا کے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔‘‘

پس اتحاد کی اہمیت کو سمجھو۔ اشاعت اسلام کا فرض اپنے سامنے رکھو اور دعاؤں، عبادت اور ذکر الٰہی پر زور دو تا کہ آسمان سے خدا تعالیٰ کے فرشتے تمھاری مدد کے لئے نازل ہوں اور جو کام تمھارے کمزور ہاتھ نہیں کر سکتے وہ فرشتوں کی مدد سے آسانی کے ساتھ ہونے لگیں۔

یہ امر یاد رکھو کہ کوئی حقیقی فتح فرشتوں کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آخر وہ آسمان سے

زمین پر کیوں آئیں۔ وہ اسی وقت زمین پر آتے ہیں جب بنی نوع انسان کا ایک طبقہ انتہائی جوش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کر رہا ہو۔ پس اگر تم دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دو گے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے بے تاب ہو کر تمہاری طرف دوڑے چلے آئیں گے اور کہیں گے کہ جب یہ خدا کے کمزور بندے ہو کر اس قدر کوشش کر رہے ہیں تو ہم خدا کے فرشتے ہو کر کیوں نہ کام کریں۔ اور جب خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے تمہاری مدد کے لئے اتر آئیں گے تو تمہاری فتح میں کوئی شبہ ہی نہیں رہ سکتا۔ پھر جس میدان میں بھی تم لڑو گے تمہارے ساتھ فرشتے بھی لڑیں گے اور جب تمہارے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتے ہوں گے تو تمہارے مقابل پر کون ٹھہر سکتا ہے۔

اب میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اسلام کے لئے سچی اور مستقل قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اندر ایسے لوگ زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے جو اسلام اور احمدیت کے انوار پھیلانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں اور اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں اپنی پوری شان کے ساتھ لہرانے لگ جائے۔ اسی طرح میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے وہ مربی جو پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور وہ مبلغ جو پاکستان سے باہر غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور ان کو اپنی خاص تائید اور نصرت سے بہرہ ور فرمائے اور خواہ ہمارا مبلغ کسی ملک میں اکیلا اور تنِ تنہا پھر رہا ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنی نصرت اور تائید سے اسے ایسی طاقت بخشے کہ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسان کو بھی اپنے علم اور اپنی روحانیت سے مغلوب کر سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے چھوٹوں اور بڑوں، ہمارے مردوں اور عورتوں، ہمارے بچوں اور بوڑھوں، ہمارے بیماروں اور تندرستوں غرض سب کو اپنی پناہ میں لے لے۔ اپنا فضل ان کے شاملِ حال رکھے۔ اپنی برکات ان پر نازل کرے، اپنے رحم اور کرم سے ان کو نوازے اور ہماری جماعت کو اپنے خاص فضل سے ایک عرصۂ دراز تک جو حیرت انگیز اور معجزانہ طور پر دراز ہو دنیا میں اپنا نام روشن کرنے اور دین کا جھنڈا بلند کرنے کا موجب بنادے۔ اٰمین یا رب العٰلمین

(دستخط) مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی 28-12-61"[282]

حواشی

1۔رسالہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ مارچ 1961ء صفحہ 39 تا 43۔
2۔البشریٰ (ربوہ) رمضان 1380ھ مطابق مارچ 1961ء صفحہ 39۔40۔
3۔فیروزسنز اردو انسائیکلو پیڈیا طبع چہارم 2005ء صفحہ 1221 زیر لفظ گیمبیا۔اردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد دوم ناشر شیخ غلام نبی اینڈ سنز لاہور چیئرمین ایس۔اے۔رحمان۔
4۔اس سطر سے آخر تک کا گیمبیا سے متعلق مواد مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مجاہد بلاد عربیہ بانی گیمبیا مشن کا نظر ثانی شدہ ہے۔(وفات 30 جولائی 1993ء)
5۔عربی زبان میں اسے امین ولی نجی لکھا جا سکتا ہے۔
6۔الفضل 21 جولائی 1983ء صفحہ 3 مضمون چوہدری محمد شریف صاحب محررہ 1962ء۔
7۔اخبار ویسٹ افریقہ 27 جنوری 1962ء صفحہ 93۔(مضمون ہمفرے فشر)
8۔الفضل 21 جولائی 1983ء صفحہ 3۔
9۔ "Islam in Africa"Page:351, Author:Professor Mahmud Brelvi. Publisher:Institution of Islamic culture club road, Lahore.1964.
10۔باتھرسٹ کے اخبار "THE VANGUARD" نے 13 دسمبر 1958ء کے اداراتی نوٹ میں اس مطالبہ کی زبردست تائید کی کہ گیمبیا میں احمدیہ مشن کو اجازت ملنی چاہئے۔
11۔مرحوم سابق ایڈیشنل وکیل التصنیف وایڈیشنل ناظر تصنیف لنڈن تھے۔(وفات 16 مئی 1992ء)
12۔رسالہ ’’تحریک جدید‘‘ اگست 1981ء صفحہ 15۔16۔
13۔رسالہ انصاراللہ ربوہ دسمبر 1960ء صفحہ 50۔
14۔الفضل 21 جولائی 1983ء صفحہ 4، ورسالہ انصاراللہ ربوہ دسمبر 1960 صفحہ 50۔
15۔رپورٹ چوہدری محمد شریف صاحب 13 مارچ 1961ء (ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن) الفضل 16 اکتوبر 1976 صفحہ 3۔27 جولائی 1983 صفحہ۔
16۔رپورٹ چوہدری محمد شریف صاحب 12 مارچ 1961ء ریکارڈ وکالت تبشیر۔الفضل 27 اکتوبر 1983 صفحہ 5۔ رسالہ تحریک جدید ربوہ جون 1981ء صفحہ 6۔
17۔چوہدری محمد شریف صاحب 2 جون 1961ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
18۔الفضل 27 جولائی 1983ء صفحہ 4۔
19۔رپورٹ 9 جون 1961ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
20۔رپورٹ 4 اگست 1961ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
21۔الفضل 27 جولائی 1983ء صفحہ 5، رپورٹ 17 اگست 1961ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
22۔الفضل 27 جولائی 1983ء صفحہ 5، رپورٹ 17 اگست 1961ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
23۔رپورٹ 4 جنوری 1962ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)
24۔الفضل 7 جولائی 1983ء صفحہ 5۔
25۔الفضل 26 مارچ 1964ء صفحہ 4۔
26۔الفضل 27 جولائی 1983ء صفحہ 5۔
27۔رپورٹ 10 اکتوبر 1962ء (ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن)۔الفضل 27 جولائی 1983ء صفحہ 5۔

28۔رپورٹ 25 جنوری 1963ء۔(ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ)
29۔رپورٹ 11 جون 1963ء (ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ)۔رسالہ تحریک جدید ربوہ جون 1981ء صفحہ 8۔9۔
30۔رسالہ تحریک جدید نومبر 1969ء صفحہ 9۔
31۔الفضل 31 مئی 1964ء صفحہ 3۔
32۔رسالہ تھریک جدید ربوہ جون 1981ء صفحہ 6۔
33۔الفضل 8 جون 1965ء صفحہ 1۔
34۔الفضل 8 جون 1965ء صفحہ 3۔4۔
35۔الفضل 17 جولائی 1965ء صفحہ 3۔
36۔یہ اعلامیہ ’’دی گیمبیا نیوز بلٹن‘‘(THE GAMBIA NEWS BULLETIN) مؤرخہ 18 دسمبر 1965ء صفحہ 1 کالم 1 پر شائع ہوا۔
37۔رسالہ تحریک جدید ربوہ نومبر 1969ء صفحہ 5 تا صفحہ 9۔
38۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔
39۔رسال تحریک جدید جون 1981ء صفحہ 6۔
40۔الفضل 10 فروری 1968ء صفحہ 5۔
41۔الفضل 27 اگست 1968ء صفحہ 3۔
42۔الفضل 31 جنوری 1969ء صفحہ 3۔4 و الفضل 3 مئی 1969ء صفحہ 3۔
43۔الفضل 3 مئی 1969ء صفحہ 3۔
44۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ ’’گیمبیا مشن‘‘۔
45۔ان ایام میں چوہدری محمد شریف صاحب کے ساتھ اقبال احمد صاحب شاہد اور مرزا محمد اقبال صاحب (پاکستانی مبلغین) اور ابراہیم عبدالقادر جکنی صاحب، سالِک مبارک صاحب، ابراہیم آلیور صاحب اور حامد مبائی صاحب، (لوکل مبلغین) تبلیغی خدمات بجالا رہے تھے۔(الفضل 3 مئی 1969ء صفحہ 5)
46۔خالد ’’مغربی افریقہ نمبر‘‘۔اکتوبر 1970ء صفحہ 81 تا صفحہ 91۔
47۔الفضل 9 اکتوبر 1970ء صفحہ 3۔
48۔خالد ’’مغربی افریقہ نمبر‘‘۔اکتوبر 1970ء صفحہ 90۔
49۔رسالہ ’’تحریک جدید‘‘۔ربوہ جون 1981ء صفحہ 6۔
50۔رسالہ ’’تحریک جدید‘‘۔ربوہ جون 1981ء صفحہ 6۔
51۔ریکارڈ مجلس نصرت جہاں۔وکالت تبشیر ربوہ۔
52۔ریکارڈ وکالتِ تبشیر لندن۔(گیمبیا مشن)
53۔رسالہ تحریک جدید ربوہ جون 1981ء صفحہ 6۔ریکارڈ وکالت تبشیر۔(گیمبیا مشن)
54۔ریکارڈ وکالتِ تبشیر ربوہ۔(گیمبیا مشن)
55۔ریکارڈ وکالت تبشیر۔(گیمبیا مشن)
56۔متن کی تلاش جاری ہے۔نشریہ کا ذکر وکالت تبشیر کے ریکارڈ گیمبیا مشن سے ملتا ہے۔
57۔الفضل 5 مئی 1976ء صفحہ 1۔(کیبل گرام مولوی عبدالشکور صاحب)
58۔الفضل 7 جون 1977ء صفحہ 1۔(کیبل گرام مولوی عبدالشکور صاحب)
59۔الفضل 17 اپریل 1978ء صفحہ 6۔
60۔ریکارڈ گیمبیا مشن وکالت تبشیر ربوہ و الفضل 7 جون 1978ء صفحہ 3۔
61۔الفضل 2 جون 1979ء صفحہ 3۔

62۔الفضل 15 اپریل 1980ء صفحہ 1۔
63۔الفضل یکم جولائی 1980ء صفحہ 3۔
64۔الفضل 7 مئی 1981ء صفحہ 1۔
65۔الفضل یکم جون 1981ء صفحہ 4۔
66۔الفضل 20 اپریل 1982ء صفحہ 1۔8، 31 جولائی 1982ء، یکم اگست 1982ء صفحہ 3۔
67۔الفضل 5 مئی 1982ء صفحہ 8۔
68۔ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن۔
69۔الفضل 16 مئی 1981ء صفحہ 1۔
70۔الفضل یکم اپریل 1982ء صفحہ 2۔
71۔الفضل 5 مئی 1985ء صفحہ 8۔
72۔مکمل تقریر کا متن الفضل 2 مئی 1982ء میں شائع شدہ ہے۔
73۔الفضل یکم اپریل 1982ء صفحہ 2۔
74۔الفضل 9 اگست 1982ء صفحہ 1۔
75۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔
76۔یہ سطور دسمبر 1986ء میں لکھی جارہی ہیں۔
77۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(گیمبیا مشن)
78۔ریکارڈ وکالت تبشیر لندن۔(گیمبیا مشن)
79۔الفضل ربوہ 12 دسمبر 1983ء صفحہ 8۔
80۔ریکارڈ وکالتِ تبشیر لندن۔(گیمبیا مشن)
81۔ریکارڈ وکالت تبشیر لندن (گیمبیا مشن) رپورٹ چوہدری سعید احمد چٹھہ صاحب۔
82۔الفضل 19 نومبر 1984ء صفحہ 8۔
83۔ریکارڈ وکالت تبشیر لندن۔(گیمبیا مشن)
84۔ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن۔لندن و ربوہ۔
85۔ضمیمہ ماہنامہ مصباح ربوہ جون 1985ء صفحہ 6۔7۔
86۔ریکارڈ وکالت تبشیر لندن گیمبیا مشن۔
87۔ریکارڈ وکالت تبشیر گیمبیا مشن (لندن)۔
88۔ضمیمہ ماہنامہ مصباح ربوہ دسمبر 1985ء صفحہ 6۔
89۔ریکارڈ وکالت تبشیر لندن (گیمبیا مشن)۔
90۔غیر مطبوعہ ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ۔
91۔الفضل 18 مارچ 1961ء صفحہ 1۔
92۔الفضل 16 مارچ 1961ء صفحہ 1۔
93۔رپورٹ مجلس مشاورت 1961ء صفحہ 36۔
94۔الفضل 8 اپریل 1961ء صفحہ 1۔
95۔رپورٹ مجلس مشاورت جماعت احمدیہ منعقدہ ربوہ۔24۔25۔26 مارچ 1961ء صفحہ 102 تا 106۔
96۔97۔رپورٹ مجلس مشاورت 1961ء صفحہ 109۔112۔
98۔الفضل 26 اپریل 1961ء۔

99۔الفضل 8 جولائی 1961ء صفحہ 3۔

100۔**منعقدہ بیت احمدیہ محلّہ باغبانپورہ گوجرانوالہ از 23 جولائی تا 30 جولائی 1961ء۔**

یہ لاہور ڈویژن کی مجالس خدام الاحمدیہ کی تیسری سالانہ تربیتی کلاس تھی جس میں لاہور، شیخوپورہ، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے خدام نے نہایت گرم جوشی سے حصہ لیا اور سلسلہ احمدیہ کی ممتاز شخصیات نے فاضلانہ مقالے پڑھے۔ رسالہ ''خالد'' نومبر۔ دسمبر 1961ء کی خاص اشاعت میں اس تاریخی تربیتی کلاس کی مکمل کارروائی ریکارڈ کر دی گئی جو معلومات افروز ہے۔

101۔منعقدہ 7 تا 21 مئی 1961ء بمقام بیت احمدیہ سول کوارٹرز پشاور۔ اس کامیاب تربیتی کلاس کی مفصل روداد الفضل کے وقائع نگار خصوصی کے قلم سے الفضل 14۔15 جون 1961ء میں شائع شدہ ہے۔ ان دنوں محمد سعید احمد خالد صاحب پشاور وڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے اور انہی کی زیرنگرانی اس تاریخی کلاس کا نہایت درجہ خوش اسلوبی سے انعقاد ہوا۔

102۔مؤلف "CITIZEN OF TWO WORLD" شائع کردہ معارف لمیٹڈ کراچی (پاکستان) طبع اول 1960۔ طبع دوم 1979ء۔

103۔۔تلخیص کتاب ''اسلامی دنیا'' صفحہ 28 تا 34۔ ناشر الفیصل اردو بازار غزنی سٹریٹ لاہور)۔

104۔خطبات وقف جدید صفحہ 2۔3۔(ناشر وقف جدید ربوہ اکتوبر 2008ء)

105۔الفضل 29 اپریل 1970ء صفحہ 5۔

106۔الفضل 21 نمو بر 1961ء صفحہ 5،7۔

107۔الفضل 20 مارچ 1962ء صفحہ 3۔8۔

108۔الفضل 9 جون 1962ء صفحہ 3۔

109۔الفضل 2 ستمبر 1962ء صفحہ 3۔4۔

110۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

111۔الفضل 3 مئی 1963ء صفحہ 3۔

112۔الفضل 9 اگست 1963ء صفحہ 3۔

113۔الفضل 30 اپریل 1964ء صفحہ 3۔

114۔الفضل 10 جولائی 1963ء صفحہ 4۔

115۔الفضل 18 اگست 1963ء صفحہ 3۔4۔

116۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

117۔الفضل 21 نومبر 1963ء صفحہ 3۔

118۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

119۔الفضل 21 نومبر 1963ء صفحہ 3۔

120۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

121۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

122۔الفضل 30 اپریل 1964ء۔

123۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

124۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

125۔الفضل 30 اپریل 1964ء صفحہ 4۔

126۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

127۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)

128۔الفضل 24 مئی 1970ء صفحہ 4۔

129۔الفضل 24 مئی 1970ء صفحہ 4۔

130۔الفضل 24 مئی 1986ء صفحہ 3۔4۔
131۔الفضل 23 جون 1980ء صفحہ 1۔
132۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)
133۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ۔(آئیوری کوسٹ مشن)
134۔الفضل 27 جنوری 1983ء صفحہ 1۔
135۔الفضل 27 جنوری 1983ء صفحہ 1۔
136۔ضمیمہ مصباح ربوہ جون 1985ء صفحہ 1۔ریکارڈ وکالت تبشیر (آئیوری کوسٹ مشن)۔
137۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ (آئیوری کوسٹ مشن)۔
138۔ریکارڈ وکالت تبشیر ربوہ (آئیوری کوسٹ مشن)۔
139۔وفات 29 ستمبر 2008ء بمقام سڈنی آسٹریلا بعمر 76 سال۔
140۔الفضل 9 دسمبر 1990ء صفحہ 4۔5۔مزید تفصیل قبل ازیں تاریخ احمدیت جلد 8 طبع اول صفحہ 411۔412 میں آچکی ہے۔
141۔الفضل 30 مئی 1961ء صفحہ 1۔
142۔الفضل 29 اکتوبر 1961ء صفحہ 1۔
143۔الفضل 21 نومبر 1961ء صفحہ 1۔8۔
144۔الفضل 21 نومبر 1961ء صفحہ 1۔8۔
145۔تلخیص الفضل 22 جون 1961ء صفحہ 3۔4۔
146۔مختصر سوانح اور بیعت کی تفصیلات ''تاریخ احمدیت'' جلد 9 صفحہ 159 تا 163 میں آچکی ہیں۔
147۔اخبار ''صدق'' جدید 15 جون 1962ء صفحہ 7۔8۔
148۔الفضل 19 اگست 1961ء صفحہ 3۔5۔
149۔معلومات مرسلہ چوہدری طاہر محمود صاحب مربی سیالکوٹ۔12 مارچ 1983ء۔
150۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1961ء تا 1967ء۔
151۔معلومات مرسلہ چوہدری طاہر محمود صاحب مربی سیالکوٹ۔(بذریعہ مراسلہ 12 مارچ 1987ء)
152۔تلخیص رپورٹ ہائے صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1960ء تا 1965ء۔
153۔سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ پاکستان 3-1964ء صفحہ 172۔
154۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان 5-1966 صفحہ 220۔221۔
155۔سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ پاکستان (6-1967ء) صفحہ 215 تا 219۔
156۔الفضل 24 ستمبر 1961ء صفحہ 1۔
157۔الفضل 19 نومبر 1961ء صفحہ 3۔4۔
158۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 26 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ناشر احمدیہ بک ڈپو دارالرحمت شرقی ربوہ پاکستان طبع اول مئی 1965ء۔
159۔اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 130۔131۔
160۔البدر 8 جنوری 1904ء صفحہ 2 کالم 2۔
161۔سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔
162۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 155 (از مکرم ملک صلاح الدین صاحب)۔
163۔مجاہد جرمنی وانگلستان ومفسر انگریزی ترجمہ قرآن۔
164۔یہ 10 مارچ 1912ء کا واقعہ ہے۔
165۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 163۔164۔

166۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 156۔168 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔
167۔الفضل 11 دسمبر 1915ء صفحہ 8۔
168۔ایضاً۔(''تاریخ احمدیت'' جلد 5 طبع اول صفحہ 202 تا 204 مین احمدیہ ہوسٹل کے قیام کا ذکر آچکا ہے۔)
169۔الفضل 11 دسمبر 1915ء صفحہ 8۔
170۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 156 مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔
171۔تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 195۔196۔
172۔بیان مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ۔(اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 120)
173۔الفضل 22 اکتوبر 1961ء صفحہ 3۔ (اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 138)
174۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 154۔
175۔الفضل 14 اکتوبر 1961ء صفحہ 5۔(اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 142،143)
176۔تفصیل ''تاریخ احمدیت'' جلد 7 صفحہ 83۔85 میں گذر چکی ہے۔
177۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 129۔
178۔الحکم 7/14 مئی 1943ء صفحہ 3 کالم۔
179۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 130۔
180۔پوری تقریر اخبار الحکم 7/14 مئی 1943ء صفحہ 3۔5 میں شائع شدہ ہے۔
181۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 129۔
182۔ایضاً صفحہ 110۔
183۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 82۔
184۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 130۔
185۔(ڈائری خودنوشت) اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 85۔
186۔اصحاب احمد جلد 14 صفحہ 96۔97۔
187۔الفضل 10 اگست 1961ء صفحہ 2، اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 99۔
188۔الفضل 21 ستمبر 1961ء صفحہ 1۔
189۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 4۔5۔
190۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 152۔153۔
191۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 170۔171۔
192۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 142۔
193۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 170۔
194۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 152۔153۔
195۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 127۔
196۔اصحاب احمد جلد 12 صفحہ 203 (از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے) طبع اول اگست 1952ء۔نور آرٹ پریس راولپنڈی۔
197۔الفضل 23 ستمبر 1961ء صفحہ 1۔یہ پیغام نظارت اصلاح وارشاد ربوہ نے بصورت ٹریکٹ دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔
198۔الفضل 30 نومبر 1961ء صفحہ 1۔8۔
199۔الفضل 28 نومبر 1961ء صفحہ 1۔8۔
200۔الفضل 19 نومبر 1961ء صفحہ 5۔
201۔الفضل 19 ستمبر 1961ء صفحہ 4۔

202۔رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 15۔16۔17 اپریل 1927ء صفحہ 129۔
203۔الفضل 4 نومبر 1961ء صفحہ 3۔4 (تلخیص)۔
204۔انصاراللہ نومبر 1961ء صفحہ 17 تا 19۔
205۔رسالہ ''انصاراللہ'' مارچ 1961ء صفحہ 22۔
206۔الفضل 7 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
207۔ الفضل 7 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
208۔الفضل 7 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
209۔الفضل 10 جنوری 1962ء صفحہ 2۔3۔
210۔سیرت داؤد صفحہ 55۔ناشر جامعہ احمدیہ ربوہ۔
211۔سیرت داؤد صفحہ 60، 61۔ناشر جامعہ احمدیہ ربوہ۔
212۔انوارالاسلام صفحہ 39 حاشیہ مطبوعہ 1894ء۔
213۔ٹائیٹل ضیاء الحق صفحہ آخر۔
214۔الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 1، تذکرہ طبع سوم صفحہ 270۔
215۔ حقیقۃ الوحی صفحہ 84.85۔حاشیہ۔
216۔تاریخ احمدیت جلد سوم طبع اول۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔اصحاب احمد۔
جلد 2 صفحہ 254 تا 259۔(از ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)۔
217۔الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 1۔
218۔الحکم 10 جنوری 1907ء صفحہ 1۔
219۔الحکم 31 مئی 1907ء صفحہ 3۔
220۔ضمیمہ الفضل 28 دسمبر 1961ء صفحہ 2۔
221۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 36 مرتبہ چوہدری عبدالعزیز صاحب واقفِ زندگی۔حال مقیم فرینکفرٹ جرمنی۔ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ۔
222۔الفضل 3 اگست 1956ء صفحہ 3۔تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 538۔540۔
223۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 56 (مؤلفہ چوہدری عبدالعزیز صاحب واقفِ زندگی)۔
224۔تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 261۔262 (طبع اول)۔
225۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 52۔53۔
226۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ 32-1933ء صفحہ 56۔
227۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ 35-1934ء صفحہ 193۔اس رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ان دنوں یہ کمپنی ''سی کمپنی 11/15 پنجاب رجمنٹ'' کے نام سے موسوم تھی۔
228۔الفضل 11 مارچ 1962ء صفحہ 5۔
229۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ صفحہ 348 یکم مئی 1938ء لغایت۔
30 اپریل 1939ء مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان۔
230۔سروس بک۔
231۔سروس بک۔
232۔سروس بک۔
233۔رپورٹ مجلس مشاورت 1927ء صفحہ 122۔

234۔رپورٹ مجلس مشاورت 1928 صفحہ 293۔اورینٹل ہاؤس کی ابتداء 1920ء میں ہوئی۔1928ء میں فیصلہ کیا گیا کہ اسے بند کر دیا جائے کیونکہ کام مفید ثابت نہیں ہوا۔(رپورٹ مشاورت 1929ء صفحہ 243)۔
235۔رپورٹ مجلس مشاورت 1929ء صفحہ 245۔246۔
236۔سالانہ رپورٹہائے صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ۔
237۔تفصیل تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 485۔486 طبع اول میں گزر چکی ہے۔۔
238۔الفضل 11 فروری 1962ء صفحہ 6۔
239۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 67۔68۔
240۔تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 541۔542۔
241۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ۔یکم مئی 1938ء تا 30 اپریل 1939ء۔صفحہ 222 تا 224۔
242۔تفصیل تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 429 تا 432 طبع اول میں گزر چکی ہے۔
243۔انکی تفصیل ان رپورٹوں میں موجود ہے جو حضرت میاں صاحب کی مرتب شدہ ہیں اور جو دوسرے صیغوں کی سالانہ رپورٹوں کے ساتھ شائع ہوئیں۔
244۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ 1323ھش/1944ء۔1324ھش1945ء صفحہ 89۔
245۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ 48-1947 صفحہ 1۔
246۔رپورٹ سالانہ 1323ھش/1944ء۔1324ھش1945ء صفحہ 89۔رپورٹ کے صفحہ 76 پر 14 دیہاتی مبلغین کے نام (مع ان کے حلقہ جات اور مساعی کی تفصیل کے) درج ہیں۔
247۔الفضل 4 جون 1946ء صفحہ 1۔
248۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 91۔
249۔الفضل 6 جولائی 1948ء۔تاریخ احدیت جلد 12 صفحہ 268 طبع اول۔
250۔الفضل 21 جنوری 1962ء صفحہ 6 (مضمون خلیفہ صباح الدین صاحب)۔
251۔المصلح 29 مئی 1953ء (لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 562۔563 مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل) مطبوعہ وطن پرنٹنگ پریس لاہور فروری 1966ء۔
252۔سروس بک۔(مجلس مشاورت اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی سالانہ رپورٹوں میں آپکا عہدہ ''ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد'' بتایا گیا ہے۔)
253۔ضمیمہ الفضل 28 دسمبر 1966۔صفحہ 1۔2۔
254۔الفضل 9 جنوری 1962ء صفحہ 3۔4۔
255۔الفضل 18 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
256۔الفضل 16 جنوری 1962ء صفحہ 5۔
257۔سہو کتابت سے ''مگر'' کی بجائے ''بلکہ'' لکھا گیا ہے۔
258۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 40۔41 مؤلفہ چوہدری عبدالعزیز صاحب واقفِ زندگی۔
259۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 50۔51۔
260۔الفضل 21 جنوری 1962ء صفحہ 1۔3۔الفضل 17 مارچ 1962ء صفحہ 3 (مضمون خلیفہ صباح الدین صاحب)۔
261۔الفضل 21 جنوری 1962ء صفحہ 4۔(مضمون خلیفہ صباح الدین صاحب)۔
262۔الحکم 28 دسمبر 1939ء صفحہ 54۔
263۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 132۔
264۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 81۔82۔
265۔الفضل 16 فروری 1926ء صفحہ 9۔

266۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 60۔63۔
267۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 63 ۔64۔
268۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 87۔88۔
269۔میری یادیں صفحہ 32۔33۔اشاعت 1995ء۔
270۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 74۔75۔
271۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 72۔73۔اس سلسلہ میں احتجاج علی صاحب زبیرؔی کی چشمدید روایت خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہے جس سے آپ کی دریا دلی اور دل کا بادشاہ ہونیکا ثبوت ملتا ہے۔(ملاحظہ ہو سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 108۔113)
272۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 58۔59۔
273۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 91۔
274۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 90۔91۔
275۔سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب صفحہ 91۔92۔
276۔مرتبہ حافظ انوار رسول صاحب مربی سلسلہ۔
277۔ولادت کی تواریخ اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 301۔مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے سے مأخوذ ہیں۔
278۔ضمیمہ الفضل 28 دسمبر 1961ء صفحہ 1۔
279۔الفضل 31 دسمبر 1961ء صفحہ 2۔
280۔الفضل 31 دسمبر 1961ء صفحہ 3، کالم 1۔
281۔الفضل 2 جنوری 1962ء صفحہ 1 تا 5۔
282۔الفضل 3 جنوری 1962ء صفحہ 1 تا 5۔

تیسرا باب

جلیل القدر رفقاءِ مسیح موعودؑ کا انتقال

1961ء میں متعدد ناموراور جلیل القدر رفقاءِ مسیح موعودؑ انتقال فرما گئے جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ابوالبشارت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ

(ولادت 26/25 دسمبر 1898ء (پیدائشی احمدی)، زیارت 1907ء [1] وفات 4 جنوری 1961ء [2]۔ معروف بزرگ صحابی حضرت میاں فضل محمد صاحب آف ہرسیاں ضلع گورداسپور کے فرزندِ اکبر۔ سلسلہ کے مشہور مناظر و عالم اور تحریک جدید کی پانچہزاری فوج کے مجاہد)

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر کے خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجھے خوب یاد ہے کہ میری والدہ محترمہ نے بچپن ہی سے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینی شروع کر دی تھی اور خدا کی توحید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق بھی ہم کو بہت کچھ سکھاتی رہتی تھیں .... میرے والدین کو (اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے فضل نازل فرمائے) جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کا بہت شوق تھا وہاں وہ خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے بہت فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے اور بار بار قادیان آتے رہتے تھے۔ ان دنوں چونکہ میں ہی اپنے والدین کے گھر بڑا لڑکا تھا اس لئے مجھے بھی ساتھ لے آیا کرتے تھے اور اس طرح مجھے بھی خدا کے پیارے اور مقدس مامور حضرت مسیح موعود کی زیارت کا موقعہ مل گیا۔'' [3]

گھر کے ماحول میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور 1924ء میں مولانا ابوالعطاء صاحب، مولانا محمد عبداللہ صاحب مالاباری، مولانا تاج دین صاحب لائلپوری جیسے جیّد علماء کے ساتھ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر قریباً دو سال تک حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مبلغین کلاس میں تبلیغی ٹریننگ حاصل کرتے رہے۔ مئی 1926ء سے جبکہ ابھی آپ کلاس میں تھے آپ کے قلم سے اخبار ''فاروق'' (قادیان) میں تبلیغی مضامین چھپنے شروع ہوئے۔ اس سال کے ماہ ستمبر و اکتوبر

میں آپ نے مولوی قمر الدین صاحب و مولوی علی محمد صاحب اجمیری کے ساتھ شکر گڑھ کا تبلیغی دورہ کیا۔ یکم مئی 1927ء سے آپ بحیثیت مبلغ سلسلہ خدمتِ دین میں سرگرمِ عمل ہو گئے۔ ابتداء میں آپکو مرکز کی طرف سے فتح گڑھ اور کتھووالی میں مباحثہ کے لئے بھجوایا گیا[4]۔ 1928ء میں آپ کے ذریعہ ضلع لائل پور کے ایک ہی گاؤں میں متعدد نفوس داخلِ احمدیت ہوئے۔[5] 32-1931ء میں آپ کو راولپنڈی، کیملپور، جہلم اور میانوالی کے اضلاع کا انچارج مبلغ بنا دیا گیا۔ اس وسیع حلقہ میں آپ نے بارہ مناظرے کئے اور اپنی تقریروں کے ذریعہ احمدیت کی آواز دور دور تک پہنچا دی۔ اور خدا کے فضل سے کئی سعید روحوں کو قبولِ حق کی توفیق ملی۔[6] 35-1934ء میں آپ کو ڈیرہ غازی خان، ملتان، مظفر گڑھ اور میانوالی کے اضلاع میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سونپا گیا۔[7] جسے آپ نے خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ان اضلاع میں آپ کے سات کامیاب مناظرے ہوئے۔ 36-1935ء میں آپ نے ہندوستان کے مختلف اضلاع کا دورہ کر کے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور مناظرے بھی کئے۔[8]

37-1936ء میں آپ پنجاب کے ضلع شاہپور میں متعین کئے گئے۔[9]

38-1937ء میں آپ کا تقرر بہار واڑیسہ میں کیا گیا جہاں آپ کئی سال تک نہایت محنت اور جانفشانی سے تبلیغی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ نے پورے علاقہ کے وسیع پیمانے پر دورے کئے، سینکڑوں لیکچر دئے اور متعدد مباحثوں میں احمدیت کی دھاک بٹھا دی اور بہت سے لوگ احمدی ہوئے۔[10]

وسط 1938ء کا واقعہ ہے کہ مولانا محمد سلیم صاحب مجاہد فلسطین اور آپ مرکزی ہدایت کے تحت احمدیہ کٹک کانفرنس میں شامل ہوئے اور واپسی پر بعض مخلص احمدیوں کے ساتھ کیرنگ تشریف لے گئے۔ کیرنگ کے قریب ایک گاؤں میں ایک ہندو سے پانصد سالہ پرانی قلمی کتاب ''مالیکا'' نام دستیاب ہوئی جو اُڑیہ زبان میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی تھی۔ ایک دوست نے اس کا اردو ترجمہ کرنا شروع کیا تو یہ معلوم کر کے سب دنگ رہ گئے کہ اس کتاب میں یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ نِہہ کلنک اوتار مغل ہوگا اور اڑیسہ کے شمال مغرب میں ہوگا (نقشہ کے مطابق قادیان کی مبارک بستی کٹک کے عین شمال مغرب میں واقع ہے)۔ علاوہ ازیں لکھا تھا کہ نِہہ کلنک اوتار کے شاگردان خاص میں سے دو بھائی اڑیسہ پہنچیں گے جن کو خاص طور پر وہاں بھجوایا جائے گا''مالیکا'' میں ان بزرگوں کے اس سفر کی تفصیلات کے بارے میں صدیوں قبل کئی اور علامات بھی بتائی گئی تھیں جو حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئیں۔[11]

بہار واڑیسہ میں حق وصداقت کی کامیاب منادی کے بعد آپ کو مرکزِ احمدیت میں بلایا لیا گیا جہاں آپ تقسیم ہند تک قادیان اور دوسرے بیرونی مقامات میں فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے اور مناظروں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ پہلے سرگودھا میں دعوت وارشاد کا کام کرتے رہے پھر 1948ء میں مبلغ لاہور مقرر کئے گئے اور ایک لمبا عرصہ جو کم وبیش چھ سال تک ممتد تھا اشاعت حق میں کمال جانفروشی کے ساتھ منہمک رہے۔ اس دوران میں آپ نے بہت سے جلسوں سے خطاب کیا۔ ساڑھے بائیس ہزار ٹریکٹ شائع کئے۔ درس قرآن دیا۔ قرآن کلاسز جاری کیں۔ 1953ء کے فسادات لاہور میں بلوائیوں نے دہلی دروازہ کی مسجد اور آپ کی قیام گاہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اس موقعہ پر آپ نے کمال بہادری اور جوانمردی کا ثبوت دیا۔ کچھ عرصہ آپ تحقیقاتی عدالت کے لئے مواد جمع کرنے میں وقف رہے۔ [12]

1955-56ء میں آپ مقامی اصلاح وارشاد کے زیر انتظام سرگودھا، جھنگ اور لائل پور (فیصل آباد) میں اہم تبلیغی خدمات بجالاتے رہے۔ [13]

1956-57ء میں آپ کا تقرر مرکزی مہمان خانہ میں ہوا۔ جس کے دوران بیرونجات میں بھی آپ نے 16 لیکچر دئے اور 62 نفوس آپ کے ذریعہ حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے۔

15 اپریل 1959ء کو آپ ریٹائر ہوئے مگر آپ کے جوشِ خدمت اور دینی جذبہ اور ولولہ میں کوئی کمی نہیں آئی اور آپ تحریک جدید میں کام کرنے لگے۔ زندگی کے آخری دور میں آپ کو زعیم اعلیٰ ربوہ کی اہم ذمہ داری سپرد کی گئی جسے آپ نے پوری فرض شناسی سے نباہا۔ الغرض آپ کی پوری زندگی تبلیغی جہاد میں بسر ہوئی۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مولانا عبدالغفور صاحب فاضل جلسہ سالانہ کے ممتاز مقررین میں سے تھے۔ جلسہ سالانہ کے مقدس سٹیج سے آپ کی پہلی تقریر 1930ء میں ''اجرائے نبوت از روئے قرآن'' کے موضوع پر ہوئی اور آخری تقریر جلسہ سالانہ 1951ء پر ہوئی جس کا عنوان تھا ''صداقت حضرت مسیح موعودؑ قرآن و حدیث کی روسے''۔

آپ کی تقریر نہایت سادہ مگر بہت مؤثر اور معلومات افروز ہوتی تھی۔ بنیادی مسائل کا باریک نظری سے مطالعہ کرنے اور نئے انداز اور نئے استدلال کے ساتھ پیش کرنے کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ خلافت ثانیہ کے ان ابتدائی مبلغین میں سے تھے جنہیں چومکھی لڑائی لڑنی پڑی۔ اس معرکہ آزمائی میں آپ نے کبھی اپنے آرام کا خیال نہیں رکھا اور نہ کسی چیز کو حائل ہونے دیا۔ مشکلات کے وقت آپ ایمان کی مضبوط چٹان ثابت ہوئے اور ہر نازک موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد آپ کے شاملِ حال رہی۔ اکثر بسلسلہ تبلیغ گھر سے باہر رہے۔ گھر میں آ کر ویسا ہی دینی جوش اپنی اولاد میں دیکھنے کی خواہش

رکھتے تھے۔ خدمت دین کو ہر چیز پر مقدم رکھا۔ برّصغیر کی احمدی جماعتوں کی تعلیم وتربیت میں حصہ لینے کے آپ کو خاص مواقع میسر آئے۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ''حنیفا'' قرار دیا گیا ہے۔ آپ اس کا مطلب یہ بھی بیان فرمایا کرتے تھے کہ احکام خداوندی کی بجا آوری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام عام لوگوں کی طرح ادھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے کہ کوئی اور بھی ساتھ دیتا ہے یا نہیں بلکہ سیدھے اس کام میں تندہی سے لگ جاتے تھے۔ یہی طریقِ عمل پوری عمر حضرت مولوی صاحب کے پیش نظر رہا۔ ایک کامیاب اور پُر جوش مبلغ اور مقبول مقرر ہونے کے باوجود بے نفس اور بے ریا طبیعت کے مالک تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو گہرا شغف تھا اور درس قرآن مجید آپ کی روح کی غذا تھی۔ ساری عمر تہجد پڑھی اور حد درجہ تضرع کے ساتھ سجدہ گاہ ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہی۔ فرمایا کرتے تھے جوانی میں ہمت تھی۔ عبادت کا بہت موقع ملتا تھا۔ اکثر ساری ساری رات عبادت میں گزرتی اور ایسا محسوس ہوتا جیسے فی الواقع اللہ تعالیٰ سے باتیں ہو رہی ہیں۔ ان دنوں کو بڑی حسرت سے یاد کرتے۔ آپ عبادات میں ہمیشہ مستعد رہے۔ وفات سے تھوڑی دیر پہلے ظہر اور عصر کی نمازیں لیٹے لیٹے جمع کر کے پڑھیں اور سرخرو ہو کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور میں حاضر ہو گئے۔ 14

خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے آپ کی وفات پر حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا:

''آپ کی طبیعت میں شروع ہی سے خدمت دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ زمانہ طالب علمی میں بھی آپ نیکی اور خدا ترسی کے لئے مشہور تھے۔ آپ مدرسہ احمدیہ کی پانچویں چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے کہ جماعت کی طرف سے تحریک ہوئی کہ نوجوانوں کو میدان جنگ میں جا کر خدمات بجالانی چاہئیں۔ آپ نے بھی اپنے آپ کو پیش کر دیا اور منتخب ہو گئے۔ چار سال کے بعد واپس آ کر پھر تکمیل تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ غالباً وہ چھٹی جماعت میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ ان دنوں مدرسہ احمدیہ کی آٹھویں جماعت مولوی فاضل کلاس ہوتی تھی۔ اس جماعت میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جاتا تھا۔ ہم سات طلباء نے 1924ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم سب کامیاب ہو گئے تھے۔ محترم مولوی عبدالغفور صاحب بھی ان کامیاب طلباء میں سے تھے۔ ہمارے کلاس فیلو طلباء میں سے اکثر دوسرے کاموں پر لگ گئے۔ لیکن خاکسار اور مولوی عبدالغفور صاحب' حضرت حافظ روشن علی صاحب کے پاس مبلغین کلاس میں تکمیل تعلیم اور تبلیغی ٹریننگ حاصل کرنے کے

لئے داخل ہو گئے۔ اس کلاس میں بعض ہم سے پہلے کے طلباء بھی شامل تھے۔ آخر یکم مئی 1927ء کو محترم مولوی قمر الدین صاحب، محترم مولوی عبد الغفور صاحب اور خاکسار فارغ التحصیل ہو کر باقاعدہ طور پر واقفِ زندگی مبلغین سلسلہ میں شامل ہوئے۔ ہمارے مولوی فاضل کے ساتھیوں میں سے محترم مولوی محمد عبد اللہ صاحب مالاباری بھارت میں جاں فشانی سے قابل رشک خدمات سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ محترم مولوی تاج الدین صاحب لائل پوری ربوہ میں دار القضاء کے ناظم ہیں، محترم مولوی عزیز بخش صاحب کئی سال سے وفات پا گئے ہیں۔۔۔۔ محترم مولانا عبد الغفور صاحب اور خاکسار اب پاکستان میں خدمات دینیہ پر مامور ہیں۔ مولانا مرحوم دو سال پیشتر قواعد صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ریٹائر ہو چکے تھے مگر وہ ولولہ اور جوش جو ابتداء سے آپ کو اپنے نیک باپ سے ورثہ میں ملا تھا اور جسے بہترین اساتذہ نے جلا بخشا تھا آپ کو آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ چنانچہ آپ نے تحریک جدید میں کام شروع کر دیا۔ ربوہ کی مجالس انصار اللہ میں آپ زعیم اعلیٰ تھے اور جہاں موقعہ ملتا آپ شوق سے تقریر وغیرہ کے لئے تشریف لے جاتے۔ ابھی نومبر کے آخری عشرہ میں ہم چک نمبر 46 شمالی سرگودھا گئے تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے وہاں ایک پُر جوش تقریر فرمائی تھی۔ میں نے طالب علمی اور خدماتِ سلسلہ کے طویل عرصہ میں اخویم محترم مولانا ابو البشارت صاحب کو نہایت متقی اور سلسلہ کا غیور سپاہی پایا ہے۔ آپ نے تقریر اور مباحثہ کے میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ تقسیم ملک سے پہلے اڑیسہ اور شکر گڑھ کے علاقہ میں عرصہ دراز تک متعین رہے اور ہندوستان اور پھر پاکستان کے اکثر علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا اور ملک کے طول وعرض میں اسلام واحمدیت کی صداقت کا اعلان فرماتے رہے۔ آپ کی طبیعت تکلف اور ریا کاری سے بہت دور تھی۔ سفر میں ساتھیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اگر کبھی کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی تو فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ ایک جفا کش اور نڈر خادم سلسلہ تھے۔ 1953ء کے فسادات میں آپ لاہور میں متعین تھے۔ آپ نے اس موقعہ پر بھی نہایت دلیری سے کام کیا۔ آپ کی خاص خاص تقریریں بہت گہرے معارف اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوتی تھیں اور بہت پسند کی جاتی تھیں۔ محترم مولوی صاحب کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ ہم اپنے ایک مخلص ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔'' [15]

تالیفات:

عروج احمدیت ، شانِ محمد ، خدائی بشارت ، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ، احرار کے کارہائے نمایاں ، اسمہ احمد ، آسمانی مصلح کی ضرورت ، عام مسلمان مولانا مودودی کی نظر میں ، حدیث لا نبی بعدی میں الجھنے والے علماء کے سامنے راہِ نجات (پمفلٹ) ، اقلیت قرارداد و ہینڈ بل۔

اولاد:

(بیٹے) محترم بشارت احمد صاحب ، محترم سعادت احمد صاحب ، محترم ہدایت احمد صاحب ، محترم عبدالسمیع صاحب (سب امریکہ میں مقیم ہیں)

(بیٹیاں) محترمہ رحمت بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب مرحوم کراچی

محترمہ نصرت بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا امام الدین صاحب مرحوم مجاہد انڈونیشیا

محترمہ امۃ الہادی صاحبہ اہلیہ رشید الدین صاحب مرحوم کراچی

محترمہ امۃ الرشید ممتاز صاحبہ اہلیہ عطاء اللہ صاحب بنگوی مرحوم کراچی

محترمہ امۃ السمیع شہناز صاحبہ اہلیہ نصیر احمد صاحب مرحوم اسلام آباد

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ابرار احمد صاحب کراچی

محترمہ کشور احسان صاحبہ اہلیہ احسان الٰہی صاحب امریکہ۔ [16]

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی (سابق ہریش چندر)

(ولادت یکم جنوری 1879ء ۔ بیعت و زیارت ستمبر 1895ء ۔ وفات 5/6 جنوری 1961ء) [17]

حضرت بھائی صاحب سارسوت برہمنوں کی ایک ذیلی شاخ ماہیال کے چشم و چراغ تھے۔ سر ڈینزل ابسٹن کی تحقیق کے مطابق :-

"کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ان سات مہینوں یا قبیلچوں کی وجہ سے پڑ گیا جو ان میں شامل ہیں۔ وہ کافی حد تک دامن کوہ خطہ کوہستان نمک تک محدود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آباء و اجداد نے مغل دور میں اعلیٰ رتبات حاصل کئے جس کے بعد انہوں نے تمام پجاریانہ کام یا مقدس کردار کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیا۔ وہ کاشتکاری کرتے ہیں، لیکن خاص طور پر فوج کی نوکری یا کلرکی بھی۔ وہ برہمن کہلانے پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ہماری فوج میں

برہمنوں کی بھرتی ممنوع بتائی جاتی ہے۔ یہ ان کا اپنا بیان ہے' لیکن ہزارہ خاص میں موہیال پروہتانہ فرائض سرانجام دیتے اور دوسرے برہمنوں کی طرح نذرانے اور دان وصول کرتے ہیں''۔[18]

ماہیال قوم کے دوسرے اکثر راجپوت قبائل مثلاً منہاس' چپ' لوہدرہ' چوہان وغیرہ مہتہ کہلاتے ہیں۔محقق پاکستان انجم شہباز سلطان ایم اے کے نزدیک

''راجہ جگ دیو کے برج دیو اور رام دیو دولڑکے تھے۔ راجا رام دیو نے مہتہ کا لقب اختیار کیا۔۔۔۔مہتہ سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنیٰ بزرگی کے ہیں۔ یہ گوت نہیں بلکہ لقب ہے''۔[19]

نیز لکھتے ہیں:

''جو راجپوت میدان جنگ میں کارہائے نمایاں دکھاتا تھا اس کو مہتہ کا لقب دیا جاتا تھا۔ مہتہ کا لفظ انگریزی زبان کے نائیٹ (KNIGHT) کے مترادف ہے''۔[20]

ای ڈی میکلیگن اور ایچ اے روز کا بیان ہے کہ ہزارہ خاص میں موہیال....دوسرے برہمنوں کی طرح نذرانے اور دان وصول کرتے تھے۔[21]

حضرت بھائی صاحب کے والد ماجد کا نام مہتہ گورانداتہ مل تھا اور والدہ کا نام پاربتی دیوی تھا۔[22] ابتدائی تعلیم جکالیاں ضلع (گجرات) کے مدرسہ میں حاصل کی۔ ازاں بعد اپنے والدین کے ساتھ تحصیل چونیاں کے بعض سکھ دیہات میں آ گئے جہاں ایک مقامی پنڈت جی سے ہندی پڑھی اور وید منتر زبانی یاد کئے۔ پھر آپ نے چونیاں کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا۔سکول کے کورس میں ان دنوں ایک کتاب رسوم ہند داخل تھی۔ اس کتاب کے مطالعہ نے آپ پر مقناطیسی اثر کیا اور آپ کی کایا پلٹ گئی۔ اور آپ دل سے (دین حق) پر فریفتہ ہو گئے۔ اور حلاوت ایمانی جناب الٰہی کی طرف سے آپ کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ یہاں تک قلبی انقلاب ہوا کہ رات کو سوتے وقت اس بات کا خاص اہتمام کرنے لگے کہ آپ کی چارپائی ایسے رُخ پر رہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف نہ ہو سکیں۔

آپ ابھی مڈل کے طالب علم تھے کہ 1894ء میں ظہور مہدی الزماں کا مشہور عالمی نشان کسوف و خسوف ظاہر ہو گیا۔سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب مولوی فاضل منشی فاضل نے سب طلبہ کو بتایا کہ مہدی موعود کی سب سے بڑی علامت معرض وجود میں آ چکی ہے اس لئے اس کی تلاش کرنی چاہئے۔

اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کی خصوصی رہنمائی کے لئے حضرت میر حامد شاہ صاحب کے ایک

عزیز ڈاکٹر سید بشیر حیدر صاحب کو چونیاں پہنچا دیا اور وہ آپ کے کلاس فیلو بن گئے۔

آپ کے والد صاحب نے فروری یا مارچ 1895ء میں سارے کنبہ کو چونیاں سے سیالکوٹ بلا لیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد سید بشیر حیدر صاحب اور چونیاں کے دوسرے مسلمان دوستوں کے خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ آپ پاپیادہ سیالکوٹ پہنچے اور سید بشیر حیدر صاحب کے بالاخانہ میں قیام کیا۔

شاہ صاحب کی لائبریری میں حضرت مسیح موعود کی کتاب نشان آسمانی اور انوار الاسلام موجود تھی جن کے مطالعہ نے آپ کے دل میں عرفان وحکمت کے چشمے جاری کر دئے اور آپ حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کا تعارفی خط لے کر حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت اقدس میں قادیان پہنچے۔ حضور انور نے آپ کو کلمہ طیبہ پڑھایا اور آپ داخل احمدیت ہو گئے جس کے بعد آپ کی زندگی کا ایک نیا اور انقلابی دور شروع ہو گیا۔

حضرت بھائی جی ان اصحاب خاص میں سے تھے جن کی پوری زندگی بلکہ زندگی کا ہر سانس دینی خدمات سے عبارت ہے۔ آپ کو حضرت حافظ حامد علی صاحب کے بعد مسیح دوراں کے خادم خاص ہونے کا موجب صد افتخار اعزاز حاصل ہوا اور یہ اعزاز آپ نے دور خلافت میں بھی پورے اخلاص و وفا کے ساتھ جاری رکھا۔ اور اس سلسلہ میں آپ دنیائے احمدیت میں اس درجہ شہرت یافتہ تھے کہ میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب خانہ قادیان نے 25 نومبر 1920ء کو اپنی کتاب ''قادیان گائیڈ'' میں بطور خاص ''شیدائی'' کے زیر عنوان لکھا:

> ''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خدام اور شیدائی یوں تو آپ کے سب کے سب مبائعین ہیں لیکن سب سے زیادہ خدمت کرنے والے بعض یہ ہیں مثلاً شیخ عبدالرّحمان صاحب قادیانی، نیک محمد، عبدالاحد، احمد الدین زرگر وغیرہ وغیرہ'' (صفحہ 112)

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان کی مشہور تالیف ''اصحاب احمد'' جلد نہم اور کتاب ''حضرت بھائی جی عبدالرّحمان قادیانی'' میں آپ کے مفصل سوانح اور کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ذیل میں صرف ان کے خلاصہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

دور اوّل:

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 21 دسمبر 1896ء کو جلسہ اعظم مذاہب کے لئے ایک اشتہار ''سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری'' لکھا۔ آپ یہ مطبوعہ اشتہار لے کر لاہور پہنچے اور حضور

کی ہدایت پر انہیں تاکید کی کہ اس کی خوب اشاعت کریں۔

2۔ جنوری 1897ء میں کتاب ’’ضمیمہ انجام آتھم‘‘ جس کی فہرست 313 اصحاب میں حضرت اقدس نے آپ کا نام نمبر 101 پر درج فرمایا۔

3۔ 1897ء میں آپ نے انجمن خادم الاسلام قائم کی جس کے سرپرست حضرت حکیم الامت حافظ مولانا نورالدین صاحب بھیروی تھے۔

4۔ قتل لیکھرام 6 مارچ 1899ء کے بعد حضرت مسیح موعود اور الدار کی حفاظت کے لئے پہرے کا خصوصی انتظام کیا گیا جو کم وبیش دوتین سال تک متواتر جاری رہا۔ اس انتظام کے مہتمم خصوصی آپ ہی تھے۔

5۔ جنوری 1898ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان جاری ہوا تو آپ اس کے سٹاف میں شامل کئے گئے اور وسط جنوری 1903ء تک آپ نہایت فرض شناسی سے تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

6۔ 1900ء کے ’’خطبہ الہامیہ‘‘ کو خدا کے مقدس مسیح کی زبان مبارک سے سننے کی جن خوش نصیب رفقاء کو سعادت ملی ان میں آپ بھی تھے۔

7۔ جنوری 1903ء کو آپ کو سفر جہلم میں حضرت مسیح موعودؑ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت صاحبزادہ شہزادہ عبداللطیف رئیس کابل بھی اس مقدس قافلہ میں شامل تھے۔

8۔ 22 نومبر 1906ء کو آپ پانچویں حصہ آمد کی وصیت کر کے آفاقی نظام، الوصیت سے وابستہ ہو گئے۔

9۔ 1900ء میں حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود نے حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت خاص سے ’’انجمن تشحیذ الاذہان‘‘ کی بنیاد رکھی جس کا احیاء 1906ء میں ہوا جس کے سیکرٹری حضرت منشی عبدالرحیم صاحب مالیر کوٹلوی تھے اور اس کے پر جوش ممبروں میں آپ کا شمار صف اول میں ہوتا تھا۔

10۔ 27 اپریل 1908ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی کا آخری سفر لاہور اختیار کیا تو اس میں خادم خاص کی حیثیت سے ابتداء سے وصال مبارک بلکہ مراجعت قادیان تک بیش بہا خدمات کے مواقع حاصل ہوئے۔ دوران قیام لاہور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو معرکۃ الآراء خطاب فرمایا اس کو آپ نے اس دیدہ ریزی، شرح وبسط اور خوبصورتی سے قلمبند کیا کہ پڑھنے والے عش عش کرا ٹھے۔ یہ خطاب آپ کے قلم حقیقت رقم سے 14 جولائی 1908ء کے الحکم میں شائع شدہ ہے اور قابل دید اور لائق مطالعہ ہے۔

دور دوم:

11۔ نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سفر مصر وعرب کے لئے تشریف لے گئے تو مرکز نے آپ کو ان کے الوداعی انتظامات کے لئے بمبئی تک بھجوایا۔[23]

12۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے منشاء کے تحت حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد المصلح الموعود کے ہاتھوں ''انجمن انصار اللہ'' کا قیام عمل میں آیا تو آپ بھی اس کے ممبروں میں شامل ہو گئے اور ممبری کا حق ادا کیا۔

دور سوم:

13۔ خلافت ثانیہ کے بابرکت آغاز میں آپ کو اخبار الفضل کا طابع و ناشر بنایا گیا۔ تقسیم ملک (1947ء) تک آپ کو یہ فریضہ بجالانے کی توفیق ملی۔

14۔ 12 اپریل 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم پر قادیان میں برٹش انڈیا کی جماعتوں کے نمائندوں کی پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس کی تفصیل ''منصب خلافت'' میں ریکارڈ ہو چکی ہے۔ شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے غیر مبائعین کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے پشاور تک کی جماعتوں کا سفر کیا۔

15۔ 1923ء کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا۔ 12 مارچ کی نماز فجر کے بعد حضور نے تحریک فرمائی کہ بعض مخلصین فوراً میدان عمل میں پہنچ جائیں۔ ظہر تک 120 احباب نے اپنا نام پیش کیا اور حضور نے ڈلہ کے موڑ پر اس پہلے قافلہ جہاد کو الوداع کیا۔ حضرت بھائی جی کو بھی ان اوّلین مجاہدوں میں شمولیت کا فخر حاصل ہوا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے قلم سے الحکم 7 جون 1923ء صفحہ 2 میں آپ کے متعلق ایمان افروز تاثرات شائع ہوئے جو بہت روح پرور ہیں۔

حضرت بھائی جی کم وبیش نو دس ماہ شدھی تحریک کے خلاف مصروف جہاد رہے اور اس اخلاص' جانفشانی اور بے جگری سے فریضہ تبلیغ ادا کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نوجوان مبلغین کے لئے آپ کو بطور مثال پیش کیا اور آپ کی رپورٹوں کو محفوظ رکھنے کا خصوصی ارشاد فرمایا۔

حضور نے 31 جولائی 1923ء کو فرمایا کہ ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ اس سلسلہ میں آئے ہیں کہ ان کی خدمات اور غیرت اسلام پر رشک آتا ہے اور وہ دوسرے دس دس ہزار مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ اس تعلق میں حضور نے حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور حضرت بھائی عبد الرحیم

صاحب قادیانی کا نام لیا۔24

16۔ 1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پہلے سفر یورپ میں آپ کو بھی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ ڈائری نویسی آپ کا فرض منصبی نہیں تھا مگر آپ نے محض شوق ذاتی کی وجہ سے اپنے محبوب آقا کے حالات سفر اپنے بڑے لڑکے مہتہ عبدالقادر صاحب کے نام لکھے۔ جب آپ کا لکھا ہوا پہلا خط قادیان پہنچا اور بعض احباب اور بزرگوں نے بھی اسے پڑھا تو حضرت مولانا شیر علی صاحب امیر جماعت قادیان کی طرف سے آپ کو حکم پہنچا کہ ایسے خطوط براہ راست ان کے نام بھیجا کریں تا تمام دوست اپنے مقدس اور محبوب امام کے حالات سے مستفیض ہوسکیں۔ چنانچہ آپ کے خطوط پہنچتے ہی باقاعدہ اعلان کر کے احباب کو جمع کیا جاتا اور مجمع عام میں ان کے سنانے کا باقاعدہ انتظام کیا جاتا تھا۔ حضرت بھائی جی تحریر فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ میں نے لندن دیکھا ہی نہیں کہ ہے کدھر اور ہے کیسا؟ کیونکہ میں اپنی ڈیوٹی سے وقت بچا کر ڈائری لکھنے اور پہنچانے میں سارا سرور اور ساری لذت محسوس کیا کرتا تھا کیونکہ یہ حسّ خدا نے خاص طور پر ودیعت فرما رکھی ہے کہ اپنے محبوب آقا کی جدائی کا صدمہ میرے لئے ناقابل برداشت ہوا کرتا ہے۔ سو اس حسّ کی وجہ سے میں اپنے بھائیوں کی تڑپ اور پیاس کا اندازہ کر کے یہ خدمت بجالایا کرتا تھا۔ سو حضور کی معیت میں اگر کہیں جانے کا موقع مل گیا تو گیا مگر چلتے ہوئے بھی عمارتوں بازاروں اور بلند و بالا ایوانوں کی بجائے میری نظر اور میرا دھیان کا غذ اور اس کی تحریر ہی پر ہوا کرتا تھا۔''

17۔ 1936ء میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ کے فیصلہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات بابرکات کی نسبت نہایت ہی گندے اور ناقابل برداشت الفاظ استعمال کئے۔ اس شرمناک فیصلہ کے خلاف بطور احتجاج قادیان میں 26 مارچ اور 19 اپریل 1936ء کو پبلک جلسے ہوئے جن میں آپ نے دو نہایت پر جوش تقاریر کیں اور باطل شکن الفاظ میں جماعت احمدیہ کے جذبات کا اظہار فرمایا۔ آپ کی یہ لاجواب تقاریر 32 صفحات کا ایک کتابچہ ''تنقید حصہ اول بر فیصلہ مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور'' میں 12 اپریل 1936ء کو چھپ گئی تھیں۔

18۔ 1945ء میں آپ نے اصحاب احمد قادیان کی فہرست مرتب فرمائی۔25

19۔ 1947ء میں آپ کو ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا لیکن مئی 1948ء میں مستقل طور پر قادیان تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ قافلہ میں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی اور بعض دوسرے اصحاب احمدؑ بھی تھے۔ آپ اس کے بعد قریباً پونے تیرہ سال تک زندہ رہے۔ آپ کا مبارک وجود درویشان

قادیان کے لئے مشعل راہ اور آیۂ رحمت تھا۔

چنانچہ مولوی برکات احمد صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے اہل بیعت سے والہانہ عشق و محبت تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ کا قلب ان مقدسین کی محبت اور احترام کے جذبہ سے سرشار تھا بلکہ عملی رنگ میں آپکی والہانہ شیفتگی کا اظہار ہر حرکت و سکون سے ہوتا تھا۔

جب آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور سیدۃ النساء حضرت اماں جان اور خاندان اہل بیعت کے کسی فرد کا ذکر فرماتے تو آپکی حالت مجسم عشق اور ممنونیت کی ہوتی۔ اور آپ نہایت دلچسپ اور روح افزاء انداز میں ان مقدسین کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بیان کرتے اور احسانات کو یاد کرتے ہوئے چشم پُرآب ہو جاتے اور بار بار اسی بات کا اظہار کرتے کہ ہم کچھ نہ تھے اس مقدس خاندان کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔ اور اتنا دیا کہ اس کا شکر ادا کرنا بھی ممکن نہیں۔

یہ اسی محبت اور احترام کا تقاضا تھا کہ حضرت بھائی جی کو بارہا مسجد مبارک کے دروازہ پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک نونہال کے جوتوں کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کرتے دیکھا گیا۔ ایسی خدمات میں آپ فخر محسوس کرتے تھے۔

سوائے آخری دو تین سال کے باوجود ضعیف العمری کے آپ کا حافظہ بہت باریک اور پختہ تھا اور آپ کو حضرت اقدس علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک زمانوں کے حالات و کوائف پوری تفصیلات کے ساتھ ازبر تھے۔ اسی طرح قادیان کے مقدس مقامات کے متعلق جملہ تفصیلات یاد تھیں۔ اور آپ نہایت پُرجوش اور رقت آمیز لہجے میں اور انتہائی عقیدت اور محبت کے ساتھ ان تفصیلات کو بیان کرتے تھے۔ بٹالہ اور گورداسپور میں جن مقامات پر حضرت مسیح موعودؑ قیام پذیر ہوئے تھے وہ بھی آپ کے ذہن میں گہرے طور پر مرتسم تھے۔ آپ نے حضرت اقدسؑ کی جنازہ کی جگہ کی نشاندہی کی تھی۔ تو وہاں سردی کی شدت کے باوجود نلائی کرنا۔ کھرپے سے روشوں کو درست کرنا، محبت و عشق والی محنت و مشقت کی ایک زریں مثال ہے۔

آپ کی ایک اور نمایاں خوبی یہ تھی کہ جب آپ پر سلسلہ کی طرف سے کوئی ذمہ داری عائد

کی جاتی تھی تو آپ اس کو نبھانے کے لئے پورے طور پر احساس کرتے۔ چنانچہ موجودہ دور میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ علالت یا ضعف سے نڈھال ہونے کے باعث گھر میں چارپائی پر دراز ہیں لیکن دفتر سے یہ اطلاع ملنے پر کہ آپ کو قائم مقام امیر مقامی یا ناظر اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے تو آپ فوراً کمر بستہ ہو جاتے اور یوں معلوم ہوتا کہ آپ کے ناتواں اور سال خوردہ جسم میں یکدم طاقت اور چستی پیدا ہو گئی ہے اور آپ حتی المقدور کام سر انجام دیتے اور ہر کام میں ذاتی دلچسپی لیتے اور جس کارکن کے ذمہ کام ہوتا اس کے پاس پہنچ کر اس کی سرانجام دہی کے لئے تاکید فرماتے۔ یہی وہ فرض شناسی کا جذبہ تھا جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور نجی کاموں کی سرانجام دہی اور اس کی وجہ سے تقرب کا موقعہ ملا۔ بلکہ 1924ء کے سفر یورپ میں ہمسفر ہونا نصیب ہوا''۔[26]

عہد درویشی:

آپ کے سوانح نگار ملک صلاح الدین صاحب ایم اے آپ کے عہد درویشی سے متعلق خدمات و حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اصحاب احمد کے کام میں آپ نے ہمیشہ بیش قیمت مشورے دئے اور اس بارہ میں نظر ثانی کے لئے آپ ہمیشہ آمادہ رہتے تھے۔ اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ جلد اول کا سارا مسودہ آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے سنا۔ اسی طرح جلد دوم کی بہت سی روایات کے متعلق میں نے مشورے کئے۔ جلد اول میں مقاماتِ مقدسہ کے جو نقشے درج کئے گئے ہیں وہ آپ ہی کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔

آپ اس امر کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور اس میں بہت لذت و سرور محسوس کرتے تھے کہ احباب و زائرین کو دار المسیح اور مسجد مبارک دکھائیں۔ اور بتائیں کہ حضور مسجد مبارک میں بیت الفکر کی اس کھڑکی سے داخل ہوتے۔ کس کس مقام پر کھڑے ہو کر حضور نے نمازیں ادا کیں۔ اور حضورؑ کی نشست کہاں ہوتی تھی۔ مسجد اقصیٰ میں کس مقام پر حضور نے خطبہ الہامیہ دیا وغیرہ۔ بہت کچھ تفصیل بیان فرماتے تھے تا آئندہ نسلیں ان باتوں کو محفوظ رکھ سکیں۔ نو دس سال قبل آپ نے بڑے باغ کے شمالی حصہ میں اس جگہ کی

نشاندہی کی تھی جہاں حضرت خلیفہ اول کا انتخاب عمل میں آیا اور جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا جنازہ مبارک رکھا گیا۔ اور جہاں حضور کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ چنانچہ ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک جنازہ کی نماز سے قبل اس جنازہ گاہ میں مختصر کلمات میں حضرت عرفانی صاحب نے بھی اس نشاندہی کی تصدیق کی تھی۔ خاکسار اس موقعہ پر موجود تھا۔ بھائی جی نے اس جگہ کو گول چکر کی شکل میں بنوا کر وہاں پودے لگوائے اور مہینوں کئی کئی گھنٹے اکیلے یا کسی کو خود تحریک کر کے اپنے ساتھ لے جا کر وقار عمل کرتے۔ جگہ ہموار کرتے مٹی اٹھا اٹھا کر ڈالتے۔ پودے لگاتے، گھاس صاف کرتے اور پانی ڈالتے۔ اور بار بار دیکھنے میں آیا کہ ضعیف العمری میں ایسی مشقت کرنے سے آپ کو بخار آ جاتا لیکن باوجود اصرار اور منّت سماجت کے اس کام سے نہ رکتے۔ آپ کی سالہا سال کی منفردانہ توجہ سے بحمد للہ یہ یادگار قائم ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس یادگار کے ساتھ حضرت بھائی جی کا نام بھی وابستہ رہے گا۔

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے تمام افراد سے بہت محبت تھی۔ اور تمام افراد اس محبت کو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ مجھے صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (نبیرہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) نے تحریر کیا ہے کہ بچپن سے حضرت بھائی جی سے میری وابستگی تھی۔ اور آپ خاص سلوک محبت سے پیش آتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے کسی نونہال سے ملاقات ہوتی تو آپ کے روئیں روئیں سے محبت پھوٹ کر ظاہر ہوتی۔ آپ فرطِ انبساط سے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے۔ ان کے دکھ درد کو اپنا درد اور ان کی خوشی کو اپنی بہترین خوشی سمجھتے۔ حضور کا خاندان اور احباب جماعت آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قدر دانی کرتے ہوئے 1950ء سے مجالس صدر انجمن احمدیہ و انجمن تحریک جدید قادیان کا ممبر بھی اور بعد ازاں قائم مقام ناظر اعلیٰ و قائم مقام امیر مقامی بھی مقرر فرمایا تھا۔ اور 1955ء سے آپ کے لئے ایک سو روپے کا ماہوار وظیفہ بھی جاری کیا تھا۔ حضور یا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے کوئی ارشاد موصول ہوتا تو ہمہ تن نیاز ہو جاتے اور وہ امر جس فرد یا افسر سے متعلق ہوتا باوجود بڑھاپے کے فوراً اس کے پاس پہنچتے اور باوجود عرض کرنے کے کہ آپ ہمیں اپنے پاس بلا لیا کریں۔ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ آپ اپنی تکلیف یا علوّ مرتبت کا کبھی

خیال نہ کرتے۔ گویا جہاں آپ کی طبیعت میں خودداری تھی وہاں حد درجہ انکساری بھی تھی۔
کوئی امر قابل دعا ہوتا یا کوئی خوشی یا رنج کی خبر ہوتی تو بہت سے احباب سے انفراداً ذکر کر کے بزرگان کی خوشی یا رنج میں شرکت کرتے۔ خوشی کی خبر پر بآواز بلند الحمد للہ کہنا، اذان سنتے ہوئے مسنون طریق اختیار کرنا، بیت الذکر میں آنے والے ہر فرد کو مکمل جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہنا ہمارے کانوں میں گونجتا ہے۔
آپ نہایت باقاعدگی سے تہجد اور نماز باجماعت ادا کرنے والے بزرگ تھے۔ اکثر دیکھنے میں آتا کہ آپ علالت کے باوجود باجماعت تہجد اور نماز میں تشریف لاتے۔ حالانکہ آپ میں چلنے کی طاقت بھی نہ ہوتی۔ اور آپ کسی درویش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گھر واپس پہنچتے۔ مسجد مبارک میں نماز باجماعت کے وقت سے بہت پہلے تشریف لاتے اور سنن و نوافل میں دیر تک مصروف رہتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا قلب صافی کلام اللہ اور بیت الذکر سے معلق اور وابستہ ہے۔ کیونکہ آپ تلاوت اور نماز باجماعت میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوشاں نظر آتے تھے۔ آپ کو یہ امر حد درجہ مرغوب تھا۔ اور اس کے لئے آپ کوشاں رہتے تھے۔ کہ بیت الفکر اور مسجد مبارک کی درمیانی کھڑکی کے مغرب کی طرف اس جگہ بیٹھیں اور سنن ونوافل ادا کریں جہاں حضرت مسیح موعود مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یا نماز ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح دیگر ایسے مقامات پر بھی باجماعت نماز کے وقت کھڑے ہوتے تھے جہاں حضور نے نمازیں پڑھی تھیں۔ اور اس خاطر آپ نماز کے ابتدائی وقت میں مسجد میں تشریف لاتے تھے۔
آپ کا سرِ نیاز دعاؤں کے لئے ہمیشہ درگاہِ الٰہی پر خم رہتا۔ آپ ہمارے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں دعاؤں کے لئے عرض کرتے اور ہمیں اطمینان ہوتا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ دعاؤں کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور دیگر افراد خاندان حضرت اقدسؑ اور جماعت کے بلا مبالغہ ہزارہا خطوط آپ کی خدمت میں پہنچے۔ اور جب تک آپ کی صحت اچھی رہی تو ابتداً اپنے قلم سے اور بعد ازاں کسی دوسرے کے ذریعہ جواب بھجوا دیتے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام سے شدید عشق تھا۔ ان کے ذکر پر آپ کی آواز بھرا جاتی۔ اور آپ

آبدیدہ ہو جاتے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تکلیف کا علم ہونے پر آپ ماہی بےآب کی طرح تڑپتے۔ 1948ء میں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب اور آپ جیسے بزرگوں کو جنہیں تقسیم ملک کے وقت حکماً قادیان سے نکلنا پڑا تھا۔ قادیان بھجوانے کا مقصد حضور کے پیش نظر یہی ہوگا کہ ان بزرگوں کے تقویٰ، تہجد گزاری، عبادت میں انہماک، رجوع الی اللہ، آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ سے عشق، اسلام پر فدائیت، خلافت سے وابستگی وغیرہ کا اسوۂ حسنہ درویشوں کے سامنے رہے اور قولاً اور فعلاً اپنے بلند معیار کے ذریعہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔ اور درحقیقت ان کا ایسا ہی مقام تھا۔ اور حضور کے دل میں ان کا حد درجہ احترام تھا۔ چنانچہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے نام ایک مکتوب میں حضور نے ان دو بزرگوں کو سلام لکھا۔[27] 1953ء والے خلافِ احمدیت فسادات سے بہت قبل سیدنا حضور ایداللہ تعالیٰ نے اپنی دوربین نگاہ سے آئندہ پیش آنے والے حالات کو بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ حضور نے ان دونوں کو اپریل 1950ء میں ذیل کا مکتوب بذریعہ رجسٹری ارسال فرمایا تھا:

''مکرمی شیخ عبدالرحیم صاحب و بھائی عبدالرحمٰن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل کچھ ذاتی پریشانیوں اور کچھ سلسلہ کی پریشانیوں کی وجہ سے طبیعت پر بہت بوجھ ہے۔ یہ پریشانیاں بہت سخت ہیں اور سلسلہ کے کام کو سخت دھکا لگنے کا احتمال ہے اس لئے یہ خط تحریر ہے۔ کہ آپ اور دوسرے ایسے احباب جو دعائیں کرنے کے عادی ہیں بیت الدعاء، مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ اور مقبرہ بہشتی میں جا کر جب موقعہ ملے اور صحت اجازت دے دعائیں کریں کہ ان ذاتی اور جماعتی پریشانیوں کو (وہ) دور فرمائے۔ اور سلسلہ کو نقصان عظیم اور پراگندگی سے محفوظ رکھے۔ اور دعا کے علاوہ استخارہ بھی کریں کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی تسلی بخشے۔ اور کوئی راہ اور تجویز بلیات سے نجات کی تجویز کرے۔

والسلام خاکسار مرزا محمود احمد''

لاکھوں کی جماعت میں آپ مسلّم و محترم بزرگ تھے۔ آنکھیں ترسیں گی لیکن ایک ہاتھ میں عصا تھامے اور دوسرے ہاتھ سے کسی درویش کے کندھے کا سہارا لئے اور سر پر روئی دار گدی رکھے (جسے آپ نماز کی جگہ فرش کی سختی سے بچنے کے لئے رکھتے تھے) آپ کو نہ

دیکھ پائیں گی۔آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک عہد میں بھی اور درویشی کے خاص دور میں بھی ایک ہی جتنا عرصہ پایا یعنی بارہ سال آٹھ ماہ کے قریب۔آپ کی زندگی نہایت قابل رشک تھی۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے۔اور ہمیں بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یاربّ العالمین‘‘۔[28]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے تاثرات:

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب کا وصال 5/6 مئی 1961ء کو پاکستان میں ہوا اور تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔آپ جیسی عظیم شخصیت کی وفات پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے درج ذیل الفاظ میں تاثرات سپرد قلم فرمائے:-

’’حضرت بھائی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم ترین رفقاء میں سے تھے اور ان کو یہ غیر معمولی امتیاز حاصل تھا کہ جبکہ ابھی بھائی صاحب بالکل نوجوان بلکہ گویا بچہ ہی تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیک وقت ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی نعمت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر ایک لمبا عرصہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا موقعہ میسر آیا۔چنانچہ جب 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لاہور میں وصال ہوا تو اسوقت بھی حضرت بھائی صاحب حضور کے ساتھ تھے اور بالآخر ملکی تقسیم کے بعد حضرت بھائی صاحب کو قادیان میں درویشی زندگی کی سعادت نصیب ہوئی‘‘۔[29]

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک اور نوٹ میں لکھا:-

’’حضرت بھائی صاحب کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ خلافت ثانیہ کی ابتداء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز جو سفر بھی فرماتے تھے اس میں لازماً حضرت بھائی صاحب کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور حضرت بھائی صاحب بڑی محنت اور جانفشانی سے ضروری خدمت بجالاتے تھے۔ایسے سفروں میں عموماً نیک محمد خان صاحب غزنوی بھی ساتھ ہوتے تھے۔چونکہ حضرت بھائی صاحب کی طبیعت بہت حساس تھی اس لئے حضور ان کی دلداری کا بہت خیال رکھتے تھے۔جب حضرت بھائی صاحب نے قادیان میں جا کر درویشی زندگی اختیار کی تو حضور نے اس زمانے میں ان کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر

بھی مقرر فرما دیا تھا۔ جو ایک طرف ان کے علوّ مرتبت اور دوسری طرف ان پر حضرت صاحب کے اعتماد کی ایک دلیل ہے۔

حضرت بھائی صاحب بہت محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتے تھے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ مرکز اور خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ کے تعلق میں کبھی غفلت نہ کرنا۔ ایک دفعہ حضرت بھائی صاحب اوائل زمانہ میں اجازت کے ساتھ وسطِ ہند میں مرزا احسن بیگ صاحب مرحوم کے پاس کچھ عرصہ جا کر ٹھرے تھے اس زمانے میں جنگل میں ایک دفعہ ایک چیتے نے حضرت بھائی صاحب پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت بھائی صاحب کی ایڑی پر زخم آیا تھا۔ مگر خدا کے فضل سے جلد آرام آ گیا۔ مرزا صاحب ہمارے پھوپی زاد بھائی تھے انکی والدہ مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کی چچا زاد بہن تھیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرحوم کے ساتھ حضرت بھائی صاحب کے خاص تعلقات تھے کیونکہ ہر دو کی طبیعت بے حد جذباتی تھی۔ اور غالباً کچھ عرصہ حضرت بھائی صاحب نے الحکم کے عملہ میں بھی کام کیا تھا۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جن دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضور کو غسل دیا ان میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بھی شامل تھے۔ اور چونکہ لاہور اس آخری سفر کے دوران حضرت بھائی صاحب بھی حضرت مسیح موعود کے ساتھ تھے۔ اس لئے حضرت بھائی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے آخری سفر اور وفات اور جنازہ اور تدفین وغیرہ کے واقعات خوب یاد تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت بھائی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کی اہلیہ اور اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد 25/1/62'' [30]

شاندار علمی خدمات:

حضرت بھائی جی اگرچہ کسی عربی درسگاہ یا ادبی کالج میں نہیں پڑھے تھے مگر آپ نے گرانقدر لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا جو سفر یورپ میں 1924ء کی حقیقت افروز روداد اور بیش قیمت مقالوں پر مشتمل ہے جسے

مستقبل کا کوئی مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آپ کا علم و فضل اور ثقافت و عدالت سلسلہ احمدیہ کے تمام حلقوں میں مسلّم ہے۔ آپ کی تاریخی تحریرات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔حضرت خلیفہ ثانی کا سفر یورپ 1924ء (اشاعت 2008ء)
2۔خلافت ثانیہ کا قیام

تاریخی مضامین:

1۔اسلام قبول کرنے کے ایمان افروز حالات (الحکم 7و28 مارچ 1938ء)
2۔ایک مقدس خدا نما وجود (الحکم 27 مئی تا 7 جون 1939ء)
3۔خلافت ثانیہ کی صداقت و عظمت (الحکم 7۔14 اکتوبر 1939ء)
4۔حضرت مسیح موعود اور ایک مردانہ ہمت عورت (الحکم 21۔28 اکتوبر 1939ء)
5۔حضرت مسیح موعود کے رفقاء کی جاں نثاریاں وفدا کاریاں (الحکم 7۔14 نومبر 1939ء)
6۔ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے چشم دید حالات (الحکم 21۔28 اکتوبر 1939ء)
7۔ارض حرم قادیان کی ابتدائی تاریخ اور قادیان کی بستی کا احیاء اور اس کی عظمت کا دور (الحکم 7۔14 جون 1940ء)
8۔باران رحمت (الحکم 28 جنوری 1940ء)
9۔داغ ہجرت کا الہام (بدر 7 مارچ 1952ء)
10۔حضرت اماں جان کا روحانی و اخلاقی کمال (بدر 28 اپریل 1952ء)
11۔اللہ تعالیٰ ہمارے آقا کی منزل مقصود کو قریب اور آسان بنا دے (بدر 28 اگست 1952ء)
12۔اولوالعزم فاتح۔ ولیم دی کانکرر (بدر 21۔28 دسمبر 1952ء)
13۔"جلسہ اعظم مذاہب لاہور"
(اصحاب احمد جلد نہم مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے صفحہ 252)
14۔عید قربان 1900ء اور خطبہ الہامیہ
(اصحاب احمد جلد نہم مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے صفحہ 267)

اولاد:

1۔محترم مہتہ عبدالقادر صاحب
2۔محترمہ امۃ الرحیم خانم صاحبہ (بیگم حضرت مرزا برکت علی صاحب انجینئر نعمانیہ (عراق)
3۔محترم مہتہ عبدالرزاق صاحب (پریس فوٹوگرافر کراچی)
4۔محترم مہتہ عبدالخالق صاحب سابق مشیر معدنیات حکومت مشرقی پاکستان حال لاہور مصنف "MEMORIES OF FIELD GEOLOGIST"
5۔محترم عبدالسلام صاحب ڈرلنگ انجینئر

حضرت سید محمد فاضل شاہ صاحب (آف پنجوڑیاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

ولادت 1876ء۔ بیعت 1904ء وفات 17 جنوری 1961ء [31]

آپ کوئٹہ میں آرمی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون پڑھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بذریعہ خط بیعت کی درخواست کی۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے قبولیت بیعت کا خط تحریر فرمایا۔ بیعت کے بعد آپ نے دوسرے لوگوں کو پیغامِ حق پہنچانا شروع کردیا اور کئی ایک لوگ احمدی ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ آرمی کے ہندوستانی آفیسروں کو پتہ چلا تو وہ آپ کی مخالفت کے درپے ہو گئے۔ برطانوی آفیسروں کے پاس آپ کی شکایت کی گئی اور آپ کو بالآخر مجبوراً ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ''خدا تعالیٰ مومن کو اکیلا نہیں چھوڑتا'' بارہا تجربہ میں آیا۔ جنوبی ہندوستان میں جہاں آپ مقیم رہے آپ بعض ایسے مقامات میں تشریف لے گئے جہاں کوئی احمدی نہ ملتا تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے تھوڑے عرصے کے بعد ہی کوئی نہ کوئی احمدی آپ کو ضرور مل جاتا۔

حضرت شاہ صاحبؓ درویش منش، حلیم، صابر اور خاموش طبع بزرگ تھے۔ پوری عمر سادگی میں گزری۔ حضرت مصلح موعود سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی اور حضور کے احسانات اور مشفقانہ سلوک کا ہمیشہ ذکر فرماتے رہتے تھے اور حضور کے خطابات اور تحریرات کو پڑھوا کر سننے کے لئے ہمیشہ بے تاب رہتے تھے۔ تقسیم ہند سے چار پانچ سال قبل ہجرت کر کے قادیان میں سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں سیالکوٹ اور راولپنڈی پھر کراچی میں رہے۔ شروع 1960ء میں ربوہ آ گئے اور یہیں انتقال کیا۔ [32]

اولاد:

سید محمد یوسف شاہ صاحب (مدفون بہشتی مقبرہ)

سید محمد سلمان شاہ صاحب ربوہ

سید عبدالرفیق شاہ صاحب کراچی

سید عبدالرشید صاحب مرحوم

سید عبدالسلام شاہ صاحب مرحوم سابق معلم وقف جدید

سید عبداللطیف شاہ صاحب لنڈن

حضرت سید محمد علی شاہ صاحب کاٹھ گڑھی

ولادت 1861ء۔ بیعت 1903ء۔ وفات 18 جنوری 1961ء بعمر قریباً سو سال

حضرت شاہ صاحب پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ کے ذریعہ نہ صرف کاٹھ گڑھ میں جماعت کی ترقی ہوئی بلکہ اس کے اردگرد بھی کئی نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

آپ صاحب کشف والہام تھے۔ تلاوت قرآن اور ذکرِ الٰہی آپ کی روح کی غذا تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا باقاعدہ مطالعہ کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کے عاشقِ صادق تھے۔

سرکاری ملازمت کے دوران پہلے ریاست جموں وکشمیر میں پھر ضلع لدھیانہ اور ریاست پٹیالہ میں رہے۔ ازاں بعد ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور 1926ء سے لے کر 1941ء تک انسپکٹر بیت المال کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔[33]

اولاد:

محترمہ (اہلیہ محمد یوسف علی صاحب چک 135/16-L تحصیل خانیوال)[34]

حضرت ڈاکٹر حافظ بدرالدین صاحب ایم بی بی ایس

ولادت 1898ء۔ وفات 30/31 جنوری 1961ء[35]

سلسلہ احمدیہ کے نہایت مخلص، متقی اور جاں فروش مجاہدوں اور ممتاز اور فدائی خادموں میں سے تھے۔ آپ نے بحیثیت ڈاکٹر دنیا کے متعدد ممالک میں انسانیت کی جو عظیم الشان خدمات انجام دیں وہ اپنی جگہ پر قابل قدر ہیں مگر ان کا سب سے نمایاں وصف اپنے فن طبابت، تبلیغ اور اخلاق سے روحانی مریضوں

کے لئے شفا کا سامان مہیا کرنا تھا۔آپ اگرچہ جماعت کے باقاعدہ مبلغ نہ تھے مگر آپ کی پوری زندگی سراسر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف تھی۔ آپ نے قرآن مجید بڑی عمر میں صرف چار ماہ میں حفظ کیا تھا اور اسکی تلاوت میں آپ کی زبان ہمیشہ تر رہتی تھی۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت خان صاحب فرزند علی خاں صاحب سے بھی پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تحریری بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور احمدیہ ہوسٹل لاہور کے قدیم طلباء میں سے تھے۔ ڈاکٹری پاس کرنے کے بعد مشرقی افریقہ میں تشریف لے گئے اور ممباسہ' نیروبی' کمپالا' ٹانگانیکا اور یوگنڈا میں کئی نئی جماعتیں قائم کیں۔ مشرقی افریقہ کی ملازمت ترک کر کے آپ 38-1937ء کے قریب بغرض پریکٹس کراچی آ گئے۔ یہاں الفنسٹن سٹریٹ میں جماعت نے ایک ہال کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اسی ہال میں آپ کی انگریزی میں تقاریر ہوا کرتی تھیں۔ 1946ء میں جبکہ صوبہ بہار میں ہولناک فسادات اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو شدید مظالم سے دوچار ہونا پڑا آپ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر صوبہ بہار پہنچے اور بے پناہ مشکلات کے باوجود تاراپور کے متاثرہ علاقہ میں ریلیف کا کام کیا اور مقررہ مدت تک مظلوم مسلمان بھائیوں کی ناقابل فراموش خدمات سرانجام دے کر واپس لوٹے۔36 حضرت مصلح موعودؓ کے حکم پر آپ عرصہ دراز تک بورنیو میں مقیم رہے جہاں سینکڑوں افراد کو آپ کے ذریعہ قبول حق کی توفیق ملی اور نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ ایک رسالہ ملائی اور انگریزی زبان میں PEACE بھی آپ نے جاری کیا۔آپ اپنی پریکٹس کا حرج کر کے 1957ء میں فلپائن تشریف لے گئے۔آپ کی تبلیغ اور تقریروں اور ملاقاتوں سے فلپائن کی جماعت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سالانہ جلسہ 1958ء کے موقعہ پر آپ کے نمونہ اور اخلاص پر شاندار الفاظ میں اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا:

''اس ملک (فلپائن) میں حضرت عثمان کے زمانہ میں مسلمان پہنچے تھے لیکن جب سپین اور پرتگال نے اس پر قبضہ کیا تو عیسائیوں نے مسلمانوں کی گردنوں پر تلواریں رکھ کر ان سے بپتسمہ قبول کروایا۔ میری خواہش تھی کہ اس ملک میں دوبارہ اسلام کی اشاعت کی جائے چنانچہ میں نے تحریک جدید کو اس طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کوشش کی کہ فلپائن میں مبلغ بھیجا جائے لیکن وہاں کی حکومت نے اس کی اجازت نہ دی اس پر انہوں نے تدبیر کی کہ اس ملک میں لٹریچر بھجوانا شروع کیا۔ جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو احمدیت سے دلچسپی شروع ہوگئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر بدرالدین صاحب جو احمدیت کے عاشق صادق ہیں' چندہ بھی بڑی مقدار میں دیتے ہیں اور تبلیغی جوش بھی رکھتے ہیں' انہوں نے اپنی پریکٹس کا

نقصان کر کے چند ماہ تبلیغ کے لئے وقف کئے۔جس کے نتیجہ میں وہاں کی جماعت تین سو سے زیادہ ہوگئی۔‘‘

پھر حضور نے برٹش بورنیو کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’اس ملک میں ایک انگریز گورنر نے مقامی علماء کو ملا کر ہماری جماعت کے خلاف محاذ قائم کر لیا تھا۔ڈاکٹر بدرالدین صاحب نے دلیری سے گورنر اور گورنمنٹ کا مقابلہ کیا اور وہ علاقہ جس میں گورنر چاہتا تھا کہ احمدیت نہ پھیلے وہاں کے کچھ لوگوں کو اپنے پاس بلا کر تبلیغ کی اور وہ احمدی ہوگئے۔‘‘[37]

حضرت ڈاکٹر صاحب بورنیو میں ہی تھے کہ سخت بیمار ہوگئے۔ان کی دلی آرزو تھی کہ ان کی وفات ربوہ میں ہو۔اللہ تعالیٰ نے انکی خواہش کو پورا کرنے کا معجزانہ سامان فرما دیا۔آپ پاکستانی طیارہ (پی آئی اے) کے ذریعہ 5 جنوری 1961ء کو لاہور پہنچے۔حضرت مصلح موعود نے از راہِ شفقت اپنی کار آپ کے لئے لاہور بھجوا دی تھی۔لاہور پہنچ کر فرمایا اب مجھے تسلی ہے کہ اب ربوہ سے صرف سو میل دور ہوں۔دوسرے دن میونسپل ہسپتال میں ڈاکٹر رؤف صاحب نے معائنہ کیا اور اُن کے مشورہ پر ہسپتال داخل ہوگئے۔[38] شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ لاہور ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے بتایا کہ مجھے آوازیں آنا شروع ہوگئی تھیں کہ ’’تیاری کرو‘‘ ’’تیاری کرو‘‘۔میں نے یہ سمجھ کر کہ کہیں یہاں پر ہی پیغام اجل نہ آجائے واپسی کا عزم کر لیا۔چند روز ہسپتال میں علاج کروانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب میں ربوہ جانا چاہتا ہوں یہاں تو اس لئے داخل ہو گیا تھا کہ بعد میں کہیں حسرت نہ رہے کہ ہسپتال میں داخل ہو کر علاج نہیں کروایا۔چنانچہ آپ ربوہ تشریف لے آئے۔[39] 13 جنوری کو آخری وصیت لکھی جس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

13 جنوری 61ء بقائمی ہوش وحواس یہ وصیت کرتا ہوں کہ آقا کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب' حضرت مرزا شریف احمد صاحب' حضرت میاں ناصر احمد صاحب اور سارے خاندان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو السلام علیکم۔اہالیان ربوہ و درویشان قادیان سب کو محبت بھرا السلام علیکم۔تمام جماعت احمدیہ۔تمام مبلغین وواقفین۔مجاہدین۔جماعت کراچی۔ممباسہ۔نیروبی۔کمپالہ۔ٹانگانیکا کے سب

دوستوں واحباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔۔۔۔ یہ وصیت اولاد ونسل کو ہے۔آئندہ زمانہ آنے والا ہے کہ محض عام واقفین نہیں بلکہ جماعت کا ہر فرد واقف ہوگا۔تاجر' وکیل' ڈاکٹر مختلف ملکوں میں پھیل جائیں گے۔خود کمائیں گے اور تبلیغ کریں گے۔مرکزی نظام کے ماتحت توحید اور رسالت کی شہادت زندگی اور موت کا واحد مقصد بنانا' حفاظ پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد انّ محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

خلافت کے نظام کے ساتھ ہمیشہ مستقل اور پختہ وابستگی رکھنا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی عادت اولاد ونسل میں جاری رہے۔مردار دنیا اور دوستوں کی طرف رغبت نہ کرنا۔کروڑ پتی بھی روتے ہی جاتے ہیں۔البتہ تم دنیا زیادہ سے زیادہ کما کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت کے قدموں میں لاکر ڈالتے رہنا۔اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ربنا توفنا مسلما وّ الحقنا با لصالحین۔تمام رشتہ داروں بہن بھائیوں اور سب دورونزدیک کے اقربا کو السلام علیکم۔

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و علیٰ عبدك المسیح الموعود و علیٰ خلفائہٖ و بارك وسلم انك حمید مجید اللھم آمین.''

(مندرجہ ذیل سطور وفات سے چار پانچ روز پہلے لکھیں)

''۔۔۔اہلیہ واولاد کو جزع فزع بے صبری اور اونچی آواز سے رونا نہیں ہے بلکہ جو رونا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور توکل سے بھرا ہوا ہو۔اور متوکلانہ' شجاعانہ' موحد طریق سے ہو۔زندگی کا کام یعنی خدمت دین کرنا بیوی اور اولاد ہر ایک کا مقصود ہوگا۔

خاکسار بدرالدین احمد عفی عنہٗ''[40]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آپ کی وفات پر حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا:

''خدائے عرش کی تقدیر پوری ہوئی اور ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب فوت ہوگئے۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کو میں بچپن سے جانتا ہوں کیونکہ وہ سکول کے زمانہ میں میرے شاگرد رہے ہیں اور اس کے بعد بھی انہوں نے ہمیشہ خط و کتابت اور ملاقات کے ذریعہ تعلق قائم رکھا۔میں اپنے ذاتی مشاہدہ اور ذاتی علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب بے حد شریف اور بے شر اور مخلص اور نیک فطرت

انسان تھے۔ بچپن سے ہی وہ نمازوں کے پابند، قرآن کے عاشق اور دعاؤں میں شغف رکھتے تھے اور اصطلاحی طور پر غیر واقف زندگی ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی ساری زندگی عملاً خدمت دین کے لئے وقف رکھی۔ تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی اور سلسلہ کے لئے قربانی اور امام کی فرمانبرداری ان کا طرّہ امتیاز۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہٗ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بورنیو کے دور دراز ملک میں جا کر آباد ہو گئے اور وہیں اپنی بقیہ زندگی خدمت سلسلہ میں گذار دی اور اس ملک کو اس وقت چھوڑا جب انہوں نے سمجھ لیا کہ میرا وقت آ چکا ہے اور اب مجھے اپنے آشیانہ میں واپس پہنچ جانا چاہئے۔ چنانچہ ربوہ پہنچتے ہی چند دن کے اندر اندر آسمانی آقا کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کی زندگی حقیقتاً قابل رشک تھی۔ بے حد شریف، بے نفس، تہجد گذار، دعا گو اور قرآن خوان انسان تھے۔ ان کے سب قدیم و جدید دوست ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ غالباً تریسٹھ سال کی عمر تھی اور یہ وہی عمر ہے جس میں ہمارے محبوب آقا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے وصال کا پیغام آیا تھا۔ **و کل من علیھا فانٍ و یبقٰی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام** ۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کی بیوی بچگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔[41]

اولاد:

1۔ محترمہ امۃ الرحیم عطیہ صاحبہ (اہلیہ مبلغ امریکہ صوفی مطیع الرحمٰن صاحبؓ بنگالی)
2۔ مولوی نصیر الدین احمد صاحب ایم اے مرحوم (سابق انچارج احمدیہ مشن سیرالیون)
3۔ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مرحوم)
4۔ منیر الدین احمد صاحب
5۔ محترمہ امۃ الکریم راضیہ صاحبہ

حضرت چوہدری خوشی محمد صاحب آف کریام مقیم راہوالی ضلع گوجرانوالہ

ولادت اندازاً 1885ء۔ وفات 13 جنوری 1961ء

محترم میر اللہ بخش صاحب تسنیم صدر جماعت احمدیہ راہوالی کا تحریری بیان ہے کہ
"۔۔۔۔ چوہدری خوشی محمد صاحب ولد چوہدری علی بخش صاحب قوم راجپوت گھوڑے

واہ۔ گوت کوتلس۔ ساکن موضع کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مرنجاں مرنج ناخواندہ صحابی تھے جو قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے گاؤں موضع تلونڈی راہوالی ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور 13 جنوری 1961ء کو بعارضہ پیچش بیمار ہو کر فوت ہوئے اور اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔

ان کی بیماری کے دوران میں ان کی عیادت کے سلسلہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بندہ نے ان سے جو حالات معلوم کئے وہ حسب ذیل ہیں۔

انہوں نے فرمایا کہ میری بیعت 1901ء یا 1902ء کی ہے اور اس وقت میری عمر سولہ یا سترہ سال کی تھی۔ فرمانے لگے" ہمارے گاؤں میں سب سے پہلے سید عبدالرزاق صاحب نے بیعت کی تھی۔ لیکن ان کی بیعت کا معاملہ کچھ عرصہ تک پوشیدہ ہی رہا اور گاؤں میں کسی کو خبر نہ ہو سکی کہ وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جب حاجی غلام احمد صاحب نے بیعت کی تو اس وقت پتہ چلا کہ سید عبدالرزاق صاحب نے بھی بیعت کی ہوئی ہے۔ حاجی غلام احمد صاحب نے بیعت کرنے کے بعد عام لوگوں سے جُدا نماز پڑھنا شروع کر دی اور قریباً ایک ماہ تک اکیلے ہی نماز پڑھتے رہے۔ لوگوں کو ان کے اس رویہ پر بڑا تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ گاؤں کے سرکردہ آدمی تھے اور دینی امور میں بڑی دلچسپی لیا کرتے تھے۔ وہ بڑی ٹھنڈی طبیعت کے آدمی تھے۔ اب تک انہوں نے اپنے بیعت کرنے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ لوگوں نے جب علیحدہ نماز پڑھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ امام مہدی آ گیا ہے اور میں نے اس کی بیعت کر لی ہے۔ اور جو وقت کے امام کو نہ مانے اس کے پیچھے وقت کے امام کو ماننے والے کی نماز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ امام مہدی کی آمد کی جو علامت مثلاً رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں پر چاند گرہن ہوا اور سورج گرہن کا ظہور پذیر ہونا وہ سب کی سب پوری ہو چکی ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب سچے امام مہدی نہیں تو کوئی دکھائے جس نے امام مہدی ہونے کا اس زمانہ میں دعویٰ کیا ہو۔ لوگوں نے جب اس قسم کی باتیں حاجی صاحب کی زبان سے سنیں تو انہوں نے خیال کیا کہ حاجی صاحب معزز اور شریف آدمی ہیں۔ جھوٹ بولنے والے نہیں کیونکہ موصوف احمدی ہونے سے پہلے بھی بڑے متقی اور پرہیز گار مشہور تھے۔ حاجی صاحب کی باتیں سن کر میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بھی جلسہ سالانہ پر ساتھ

لے چلنا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ضرور لے چلیں گے۔ جب جلسہ سالانہ کی تاریخیں قریب آ گئیں تو ہمارے گاؤں کے قریباً ایک سو آدمی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی غرض سے حاجی صاحب کی معیت میں قادیان کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ بٹالہ ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر ہم گاڑی سے اترے اور یکوں میں سوار ہو کر قادیان روانہ ہو گئے۔ قادیان پہنچ کر ہم مہمان خانہ میں چلے گئے۔ دوسرے دن ہمیں حاجی صاحب ہمراہ لیکر حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور بیت مبارک میں کھلنے والی کھڑکی کے راستہ (بیت) میں تشریف لائے۔ اس وقت (بیت) میں حاجی غلام احمد صاحب اور ہم سب کے علاوہ خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور چند اور آدمی بھی موجود تھے۔ ہم لوگ جو کریام سے آئے تھے ان میں مہر خان صاحب اور ان کے والد مادے خان صاحب جو حاجی صاحب کے چچا بھی تھے شامل تھے اور انہوں نے بھی ہمارے ساتھ ہی بیعت کی تھی۔

حاجی صاحب ذکر کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ سب سے پہلے السلام علیکم کہا کرتے۔ ہم کوشش کیا کرتے تھے کہ حضور سے پہلے حضور کو السلام علیکم کہیں۔ لیکن حضور سب پر سبقت لے جایا کرتے تھے۔ حضور نے ایک ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے اوپر رکھ کر بیعت لی تھی۔ بیعت لینے کے بعد حضور نے نصیحت کے طور پر فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھو یہ نہیں کہ دنیا کو ترک ہی کر دو۔ اگر کوئی تمہارا بہن بھائی ناراض ہو تو اس کے لئے ہدایت کی دعا کرو۔‘‘ [42]

حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب گرداور قانونگو:

ولادت 1883ء۔ بیعت 1893ء۔ [43] وفات 16 فروری 1961ء

پھگلانہ ضلع ہوشیار پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پورہ کے ذریعہ زمانہ طالب علمی میں داخل احمدیت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی جس کے بعد آپ خود بھی دیوانہ وار تبلیغ کرنے لگے۔ آپ سرکاری ملازمت کے دوران جموں، پٹیالہ، پونچھ، ریاست بہاولپور، جھنگ، کرنال، تحصیل لدھیانہ وسمرالہ، ہوشیار پور، کاٹھ گڑھ، ماہل پور اور ادنہ تحصیل میں تعینات رہے اور جہاں اپنے محکمانہ فرائض نہایت دیانتداری اور جانفشانی سے انجام دئے وہاں نڈر ہو کر پیغام حق بھی پہنچایا۔ کئی علماء سے آپ کے کامیاب مباحثے ہوئے۔ آپ کے دلکش انداز تبلیغ اور حسن اخلاق سے بہت سے لوگ حلقہ بگوش

احمدیت ہوئے جن میں حضرت راجہ علی محمد صاحب مہتمم بندوبست گجرات، غلام مرتضٰی صاحب نعیم تحصیلدار ساکن جھنگ مگھیانہ اور قاضی عطاء الٰہی پٹواری گوجرانوالہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے 1904-05ء میں (جبکہ آپ بندوبست کی ملازمت کے دوران ضلع کرنال میں متعین تھے) سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

آپ اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کا بہترین زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر افسوس زیادہ وقت حضور کی صحبت نصیب نہ ہوئی۔ حضور پُرنور کے زمانہ میں ایسا اطمینان قلب ہوتا تھا جو کروڑوں اربوں روپوں میں بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ کوئی فکر کسی قسم کا دل میں آتا ہی نہیں تھا۔''

حضرت چوہدری صاحب حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعود کے قبولیت دعا کے کئی نشانوں کے گواہ تھے اور خود بھی احمدیت کی برکت سے مستجاب الدعوات تھے۔ ملازمت کے ایام میں قرآن مجید کا کثرت سے مطالعہ اور حفظ کرنا آپ کا معمول رہا۔

نومبر 1937ء کے بعد ملازمت سے ریٹائر ہوئے مگر دعوت الی اللہ میں برابر مصروف رہے۔

20 اگست 1947ء کو سکھوں نے پھگلانہ پر حملہ کر دیا جس پر آپ مع دیگر افرادِ خانہ ہوشیار پور کیمپ میں منتقل ہو گئے۔ شروع ستمبر 1947ء میں آپ کے بڑے بیٹے غلام اللہ خاں آپ کو ہوشیار پور کیمپ سے کراچی میں لے آئے۔ دسمبر 1947ء میں آپ چک 68 ج۔ب۔ ضلع لائلپور میں رہائش پذیر ہو گئے۔ 1948ء میں یہیں آپ نے اپنے حالات زندگی قلم بند کئے جو بہت ایمان افروز ہیں۔[44]

اولاد:

1۔ الحاج ڈاکٹر غلام اللہ خاں (ر) ڈائریکٹر بیالوجیکل ریسرچ پاکستان۔ فارسٹ انسٹی ٹیوٹ ''تمغہ قائداعظم''

2۔ سردار بیگم صاحبہ (اہلیہ چوہدری عبدالرحیم صاحب کاٹھ گڑھی)

3۔ میجر عبدالقادر خان صاحب

(سابق ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ و قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

4۔ حسن آراء بیگم (اہلیہ پیر عزیز الرحمان خاں صاحب)

5۔ منورہ (مرحومہ) (اہلیہ بشارت احمد صاحب)

6۔رانا لطیف احمد خان صاحب (صدر غلام محمد آباد۔فیصل آباد)
7۔کلیم اللہ خان صاحب (چک 68ج۔ب۔ضلع فیصل آباد)

حضرت ملک عبدالغنی صاحب کنجاہ ضلع گجرات

بیعت 1901ء وفات 23 مارچ 1961ء

آپ کے فرزند مکرم ملک عبدالرشید کنجاہی صاحب مقیم 16 شاہ دین اچھرہ لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت اقدس میں اپنے والد معظم کے حالات ارسال کئے جس پر حضور نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

لندن 24.2.92

”پیارے مکرم عبدالرشید صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔آپ نے اپنے والد صاحب کے جو حالات لکھے ہیں بہت دلچسپ ہیں اور ایمان کو تازگی بخشنے والے ہیں۔اللہ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں جاری رکھے اور وہ محض یاد بن کر دلوں میں زندہ نہ رہیں بلکہ ان کی خوبیاں نیک اعمال میں ڈھل کر ان کی اولادمیں زندہ رہیں۔یہ واقعات مصدقہ طور پر مکرم مولوی دوست محمد صاحب مؤرخ احمدیت کے پاس بغرض ریکارڈ بھجوادیں۔تمام عزیزوں کو سلام پہنچائیں۔

والسلام،خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع۔“

ذیل میں مبیّنہ واقعات کا مکمل متن مع تصدیق نامہ کے درج کیا جاتا ہے:

”روایت کی میرے والد صاحب اور میری والدہ برکت بی بی صاحبہ نے جو کہ میں حلفاً بیان کر رہا ہوں۔

فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں میرے والد صاحب اپنے ماحول کے ساتھ ہندوستان، یوپی، لکھیم پور اور اس کے گردونواح میں کپڑا بیچنے کا کام کرتے تھے اور 1/4 منافع کے حقدار ہوتے تھے اور واپس آکر حضور کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے اور دعا کے لئے عرض کرتے اور چند روپے بطور نذرانہ پیش کرتے۔ان دنوں (والد صاحب اور والدہ صاحبہ) فرماتے تھے کہ 1906ء میں جب ہم دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے

لئے عرض کیا اور چند سکے (یعنی روپے) حضور کو پیش کئے تو حضور میری والدہ کو فرمانے لگے ''کیا آپ کے میاں ٹھیکیداری کرتے ہیں'' والدہ صاحبہ نے عرض کیا کہ نہیں حضور بزازی کا کام کرتے ہیں۔ پھر فرمایا ٹھیکیداری اور پھر تیسری دفعہ باوجود کہنے کے کہ ''بزازی'' فرمایا ٹھیکیداری۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھی کہ میں سمجھی کہ شاید آپ نے سنا نہیں اور بات ختم ہوگئی اور والدہ صاحبہ اور والد صاحب واپس آ گئے۔

میرے نانا صوفی محمد دین صاحب بھی بزازی کا کام ہندوستان میں جا کر کرتے۔ انہوں نے میرے والد صاحب کو کہا کہ میرے والد ماموں کے ساتھ نہ جائیں اور میرے نانا کے ساتھ جائیں اور منافع آدھا دے دیا کریں گے لہٰذا میرے والد صاحب نے ماموں کو جواب دے دیا لیکن میرے نانا صاحب کو کوئی اور آدمی تھوڑے منافع پر مل گیا اور وہ میرے والد صاحب کو چھوڑ کر چلے گئے۔

والد صاحب فرماتے تھے میں پریشانی کے عالم میں بازار سے گزر رہا تھا ایک ہندو لالہ بکھل نے پوچھا کہ ''اولڑ کے سب کپڑا بیچنے ہندوستان چلے گئے ہیں تو کیوں نہیں گیا؟'' والد صاحب فرماتے تھے ساری بات لالہ کو بتا دی (اس نے) کھاتہ پر دستخط کروائے اور 1500 (پندرہ صد روپیہ دیا) اور کہا تم بھی کام کرو۔ فرماتے تھے گھر آ کر میں نے کچھ گندم والدین کو [45] اور کچھ والدہ کو دی اور خود لکھیم پور کے لئے عازم سفر ہو گیا۔ تا کہ جا کر کپڑا لے کر کام کروں (لکھیم پور، یو پی ہندوستان کا ایک شہر ہے)۔

جس ہندو سیٹھ کی دکان سے کپڑا لیا کرتے تھے اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ کپڑا دیں تو سیٹھ نے کہا ''کیوں رقم برباد کرتے ہو لوگ کپڑا بیچ کر واپس جا رہے ہیں'' فرماتے تھے کہ میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور بہت پریشان تھا کہ کیا بنے گا۔ ایک سرائے تھی رات کو میں وہاں چلا گیا (پرانے زمانے کا ہوٹل) صبح اٹھا تو وہاں ایک اور آدمی نے (جو پنجاب کا رہنے والا تھا) پوچھا کہ اتنے پریشان کیوں لگتے ہو۔ فرماتے تھے کہ اس کو بھی میں نے ساری بات بتا دی۔ کہنے لگا جاؤ نا گدھ متھرا ریلوے بن رہی ہے وہاں کام چل جائے گا۔ فرماتے تھے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ میں نا گدھ متھرا دوسرے دن پہنچ گیا۔

فرماتے تھے میں کھڑا دیکھ رہا تھا اور ہزاروں مزدور کام کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک انگریز گھوڑے پر میرے پاس آ کر رک گیا اور کہنے لگا کام کرو گے (بعد میں پتا چلا کہ وہ

ایکسین IXEN تھا)۔فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے کام کا پتہ نہیں اور پھر اس انگریز نے پوچھا ''پیسہ ہے''۔فرماتے تھے کہ میں نے واسنی (جسے کمر کے گرد باندھ کر روپیہ محفوظ کیا جاتا تھا) انگریز کو دکھلائی اور کہا تقریباً 1200 روپیہ ہے۔اس نے مجھے ساتھ لیا اور گھوڑے پر چلتا گیا اور تقریباً ایک پل چل کر کہا کہ یہ تمہارا کام ہے۔ادھر سے مٹی کھودو اور یہاں ڈالو۔مزدور بہت تھے۔100 روپے کی ٹوکریاں اور کہیاں خریدیں اور مزدور کو لگا دیا اور مٹی ڈلوانی شروع کر دی۔

تقریباً آٹھ دن کے بعد پھر وہی انگریز آیا اور اپنے ہاتھ سے پیمائش کی اور ایک کتاب پر لکھ دیا (M.B) اور کہا دفتر میں آ کر بل لے لو۔دفتر نزدیک ہی تھا۔والد صاحب گئے رقم لے آئے۔فرماتے تھے کہ اس طرح مجھے تقریباً سولہ ہزار روپے کا منافع ہوا جو اس زمانہ میں بہت بڑی رقم تھی۔چونکہ برسات کے موسم میں کام بند ہو جاتا تھا۔گھر واپس آئے اور قادیان حضور کی خدمت میں مع والدہ صاحبہ حاضر ہوئے۔والدہ صاحبہ نے حضور کی خدمت میں چند پاؤنڈ پیش کئے جو اس زمانہ میں سونے کا سکہ تھا۔حضور نے فرمایا ''کیا آپ کے میاں ٹھیکیداری کرتے ہیں''۔والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ عرض کیا حضور کی دعا سے۔فرماتے تھے یوں حضور کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوئے **جو حضور کی سچائی کا کھلا نشان تھا۔**

تصدیق روایت: مکرم عبدالرشید صاحب ولد ملک عبدالغنی صاحب رفیق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ روایت میرے روبرو حلفاً بیان کی اور تحریراً لکھ کر دی۔جس کی میں بقول ان کے بیان کے تصدیق کرتا ہوں۔بشیر احمد ظفر صدر جماعت احمدیہ کنجاہ ضلع گجرات (مہر)

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ حضرت ملک عبدالغنی صاحب صداقت حضرت مسیح موعود کے دو ایسے عظیم الشان نشانوں کے عینی شاہد تھے جن کا تذکرہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' کے صفحہ 303 اور 304 میں نشان 133-134 کے تحت کیا ہے۔مؤخر الذکر نشان کے گواہوں میں تو ان کا نام شائع شدہ ہے۔جہانتک نشان 133 کا تعلق ہے حضرت ملک صاحب نے اپنے قلم سے ''حقیقۃ الوحی'' کے ذاتی نسخہ پر ہی تحریر فرمایا۔[46]

''یہ عاجز یعنی عبدالغنی حضرت صاحب کی حفاظت کے لئے باغ میں اور کئی دوسرے

دوستوں کے ہمراہ حضرت صاحب کے مکان کے آگے چار پائی بچھا کر سویا۔اور کئی دوست بھی چار پائیاں بچھا کر میرے ساتھ سو گئے۔ یہ چور کا واقعہ بھی انہی دنوں کا ہے۔
خاکسار عبدالغنی''

حضرت ماسٹر مامون خان صاحب سابق ڈرل ماسٹر ہائی سکول قادیان

ولادت 1871ء۔ بیعت بذریعہ خط 1904ء۔ زیارت و دستی بیعت 1906ء [47] وفات 21اپریل 1961ء۔[48]

اصل وطن ماچھی واڑہ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ۔آپ ماچھی واڑہ سکول میں ایک مخلص احمدی سید محمد شاہ صاحب ماچھی واڑہ کے ساتھ ملازم تھے کہ 1902ء میں آپ نے خواب دیکھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹ کر آپ کی جھولی میں آپڑا ہے۔سید محمد شاہ صاحب نے اس کی تعبیر یہ کی کہ تمکو عزت ملے گی یا کسی بزرگ کی بیعت کرو گے اور ساتھ ہی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا جو بالآخر آپ کی بیعت پر منتج ہوا۔

گنگا بشن جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے قتل لیکھرام کے سلسلہ میں قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کرنے کے بعد فرار اختیار کیا۔[49] ماچھی واڑہ ہی کا باشندہ اور محکمہ پولیس کا عہدیدار تھا۔ مامون خان صاحب اپنی خودنوشت روایات میں اسکی نسبت لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعودؑ کی دعا اس پر بھی ہم نے کارگر دیکھی۔ کہ مسمی گنگا بشن ۔۔۔۔ ایک سال متواتر عذاب کی موت سے ہلاک ہوا۔ پہلے اندھا ہوا۔ پھر فالج گرا۔ دوسروں کی پیٹھ پر سوار ہو کر ہسپتال اور حکیموں کے پاس جاتا رہا۔۔۔۔ ہائے مجھے کیا ہوا ہے مجھے کیا ہوا ہے کی منحوس آوازیں نکالتا ہوا بڑے عذاب کی موت سے ایک سال متواتر عذاب کے بعد مرا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا مؤید بنا (اور) ہمارے لئے ہدایت کا موجب ہوا''۔

یہ نشان آپ نے بیعت سے قبل دیکھا۔ایمان لانے کے بعد کا واقعہ ہے کہ آپ کی اہلیہ جنت بی بی صاحبہ تپ دق کی مرض میں مبتلا ہو گئیں۔آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا کہ ''اب تو میں بے امید ہو چکا ہوں۔آپ مسیح ہیں میری اہلیہ کی صحت اور زندگی کے لئے دعا کرو''۔جس پر حضور نے درد دل سے دعا کی۔آپ کی بیوی کا عارضہ گھٹنے لگا۔ یہاں تک کہ اسکو خدا نے مکمل شفا دی اور ایک لڑکا بھی عطا کیا جس کا نام عبدالرحمان رکھا گیا جو 26 سال تک زندہ رہا۔

ایک بار آپ نے حضور سے عرض کی کہ میرے والد سخت مخالف ہیں دعا کریں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور آپ کے والد احمدی ہو گئے۔ [50]

محترم ماسٹر صاحب 1906ء میں مستقل طور پر ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور عرصہ تک تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ڈرل ماسٹر کے فرائض بجالاتے رہے۔

حضرت مستری عبدالسبحان صاحب (لاہوری) درویش:

ولادت قریباً 1885ء۔ بیعت جنوری 1903ء۔ وفات 23 اپریل 1961ء [51]

محلّہ سمیاں لاہور کے باشندے تھے۔ اس محلّہ میں گورنمنٹ سکول کے ایک ماسٹر قاضی غلام قادر صاحب رہتے تھے۔ پہلے انہوں نے پھر ان کے بیٹے عبدالغنی صاحب نے (جو بعد میں اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر بنے اور اس وقت تعلیم پاتے تھے) آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کی تحریک کی۔ آپ نے جواب دیا میری غرض بیعت سے خدا تعالیٰ دیکھنا ہے۔ کہنے لگے یہ ناممکن ہے۔ آپ نے عبدالغنی صاحب سے کہا کہ حضور کو میری طرف سے نہایت ادب سے خط لکھو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی نسبت خط لکھا۔ حضور کی طرف سے یہ عنایت نامہ صادر ہوا کہ ’’دل لگا کر نمازیں پڑھو اور اپنی زبان میں دعائیں مانگتے رہو۔ یہی طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا‘‘۔ ان الفاظ سے آپ کو پورا یقین اور اطمینان قلب نصیب ہو گیا۔ جنوری 1903ء میں حضرت مسیح موعودؑ قادیان سے سفر جہلم کے دوران لاہور تشریف لائے اور حضرت میاں چراغ الدین کے مکان پر قیام فرما ہوئے۔ مستری عبدالسبحان صاحب رات کے وقت مکان پر پہنچے اور دوسرے دن صبح کو حضور کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ [52]

مئی 1908ء جو اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک کے ساتھ لاہور سے قادیان تشریف لے گئے تھے ان میں آپ بھی شامل تھے۔ [53] آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور محلّہ دار الفتوح میں بود باش اختیار کر لی تھی۔ تقسیم ملک کے وقت آپ نے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے درویشانہ زندگی کو ترجیح دی۔ آپ کو معماری کے کام سے شغف تھا اس لئے آپ باوجود پیرانہ سالی کے ابتدائی زمانہ درویشی میں بطور نجار مخلصانہ خدمت بجالاتے رہے مگر کچھ عرصہ بعد آپ کی صحت نے جواب دے دیا تو آپ نے اپنے رہائشی کمرہ میں تلاوت قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ آنکھوں کی بینائی آخری دم تک قائم رہی اور عینک کی مدد کے بغیر بآسانی پڑھ سکتے تھے۔ [54]

حضرت مولوی محمد علی صاحب الراعی

ولادت تقریباً 1869ء۔55 بیعت 1895ء۔56 وفات 3 مئی 1961ء۔57 والد ماجد مولوی رمضان علی صاحب مجاہد تحریک جدید وبانی ارجنٹائن مشن حال مقیم لندن۔

مولوی رمضان علی صاحب کا تحریری58 بیان ہے کہ

''دو صدی سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے کہ ایک عربی النسل سردار شاہ حاور یا ھُوار نامی موضعات جاجا، بودھاوا، ارمڑ ٹانڈا تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب میں آکر آباد ہوئے۔ میاں ھوار کے پوتے میاں نِکے شاہ صاحب اوران کے بیٹے حضرت میاں جمعہ شاہ صاحب سکھوں کے عہدِ حکومت میں ایک معزز زمیندار اور نہایت ہی با رسوخ اور دیندار شخصیت تھے۔ آپ دونوں تبلیغِ دینِ مصطفیٰ علیہ السلام اور ضرورت مندوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ میاں جمعہ شاہ صاحب کے صاحبزادہ میاں شبرات علی صاحب جو ایک صاحب علم اور بزرگ انسان تھے، کے کئی بیٹے سکھ عہد کی مشکلات کے سبب ہوشیار پور کو چھوڑ کر موضع بہادر تحصیل وضلع گورداسپور میں آبسے۔ یہ ایک دیندار اور صاحبِ علم معلم تھے۔

میاں شب برات علی صاحب کے کئی بیٹے میاں نور علی صاحب کی اولاد میں لمبی عمر پانے والوں میں دو بیٹے حضرت مولوی محمد علی صاحب اور میاں سلطان احمد صاحب اور ایک بہن مرحومہ محمد بی بی تھے۔ یہ تینوں بہن بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی مریدین میں شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی ان کے والد بزرگوار اور والدہ محترمہ کریم بی بی صاحبہ بھی سلسلہ احمدیہ عالیہ میں منسلک ہو گئے۔

حضرت میاں نور علی صاحب مرحوم ومغفور جو بذات خود ایک صاحب علم معلم تھے، نے اپنے بڑے بیٹے مولوی محمد علی صاحب کو چار پانچ سال کی عمر میں ہی سکول میں داخل کروا دیا تھا اور چونکہ انھیں دینی تعلیم کا زیادہ شوق تھا انگریزی تعلیم کی بجائے عربی زبان اور دینیات کی تعلیم میں ڈال دیا۔ اغلباً بچپن ہی سے چینیاں والی مسجد اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ حصولِ علم کا شوق بھی بڑھ رہا تھا۔ جس پر آپ شہر لدھیانہ، سہارن پور اور دہلی وغیرہ مراکز تعلیم میں منتقل ہوتے رہے۔ خدا داد قابلیت، نیک اطواری اور اعلیٰ پایہ کی عالمانہ اہلیت کے سبب آپ کو واعظ اور خطیب کے طور

پر انبالہ شہر کی جامع مسجد کا امام الصلوٰۃ اور ہیڈ ٹیچر مقرر کر دیا گیا۔اور اغلباً 1880ء سے 1900ء تک آپ انبالہ میں مقیم رہے۔آپ نے جوانی میں کئی قسم کی چلہ کشی اور روحانی ریاضتیں کیں ہمیشہ ظاہری اور باطنی اور پاکیزگی کا دھیان رکھتے تھے۔اغلباً ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش فرماتے تھے۔نمازِ صبح کے بعد تلاوت قرآن پاک اور ادائیگی نوافل ساری عمر عمل رہا۔نہایت درجہ صحیح اور خوش الحانی سے تلاوت کرتے اور اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد میں سے جس کسی کو تھوڑا بہت قرآن مجید پڑھایا وہ سب آج تک صحیح ترین قراءت وتلاوت پر قائم ہیں۔گو آپ حافظ قرآن مجید مشہور نہیں تھے لیکن میرے ذاتی علم اور قیاس کی بناء پر آپ حافظ قرآن حکیم تھے اور کسی بھی حافظ کی تلاوت کی تصحیح کر سکتے تھے۔چونکہ انبالہ سے اپنے والدین کی ملاقات کے لئے موضع بہادر نزد گورداسپور آتے رہتے تھے لہٰذا انہیں دنوں میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔اور حضور کو امام مہدی اور مسیح موعودؑ یقین جانتے ہوئے بذریعہ خط وکتابت اور پھر بالمشافہ حضور کی بیعت کر لی۔حضرت والد صاحب کی تبلیغ پر آپ کے والدین اور دیگر رشتہ دار بھی احمدیت سے منسلک ہوئے۔مثلاً آپ کے چھوٹے بھائی میاں سلطان احمد،آپ کے برادرِ نسبتی حکیم رحمت اللہ صاحب وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔

جب ہمارے والد بزرگوار احمدیت کے سبب انبالہ شہر کی امامت ووعظ اور افتاء کا مسند چھوڑ کر موضع بہادر تحصیل گورداسپور واپس آرہے تھے تو بہت سے مریدوں، دوستوں اور بہی خواہوں نے بڑی رقت خیز حالت اور آہ وبکاء اور دعاؤں سے آپ کو الوداع کہا۔کچھ دنوں تک اپنے والدین کے پاس مقیم رہے اور لاہور کے ایک رئیس خان بہادر میاں محمد سزاوار صاحب جو نہ صرف آپ کے خالو تھے بلکہ آپ کی نیکی اور اہلیت کے معترف تھے، نے آپ کو اپنا مختار عام مقرر کرنے پر حضرت والد صاحب موصوف موضع نواں پنڈ بھمہ اور ڈیال میں مقیم ہو گئے۔یہاں ایک مسجد بنوائی اور نگرانی اور اصلاحِ اراضی کے علاوہ عام اور ضرورتمند مسلمان ہمسایوں کے لئے پرائمری سکول قائم کروایا۔خود بھی قرآن مجید اور احادیث شریفہ کا درس شروع کر دیا۔۔۔۔

حضرت والد صاحب نے ہمارے دو بڑے بھائیوں کو جنگِ عظیم اول کے زمانہ میں ہی تعلیم کے لئے قادیان دارالامان بھجوا دیا تھا۔پھر جنگ کے خاتمہ کے ساتھ ہی تمام برادران کو اور

مجھے حضرت والدہ صاحبہ محترمہ کے ساتھ قادیان بھجوا کر مختلف سکولوں میں داخل کروا دیا۔ اور 1919ء میں دارالرحمت میں اپنا ذاتی مکان تعمیر کروایا۔ یہ اس محلّہ کا دوسرا اور تیرہ (13) کمرہ پر مشتمل مکان تھا۔ یہاں تمام پڑوسیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات بہت اچھے رہے خصوصاً حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور ان کے محترم والدین، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مولوی شیر علی صاحب، حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ۔

حضرت والد صاحب نے اپنی ملازمت لاہور 1935ء سے چھوڑ کر اپنی ملکیت دو مربعہ زرعی زمین کی آبادی کی طرف توجہ دی۔ یہ قطعات وہاڑی اور کمالیہ میں تھے اور دونوں جگہوں پر مساجد اور تبلیغ و وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ساری عمر کامل پرہیز گاری، ورع اور اتباع سنت نبویؐ پر کاربند رہے۔ قرآن کریم کے عاشق صادق تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات اور قبولیت دعاء کے واقعات منسوب کئے جاتے ہیں۔۔۔۔ حضرت والد صاحب اپنی زندگی کے آخری سالوں میں زیادہ تر ربوہ شریف میں مقیم رہے اور یہیں 3 مئی 1961ء کو واصلِ حق تعالیٰ ہوئے اور وصیت کے مطابق مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں"۔ [59]

حضرت میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس بگٹ گنج مردان (سرحد):

ولادت اندازاً 1861ء۔ بیعت 1901ء۔ وفات 6 مئی 1961ء بعمر قریباً 100 سال
اصل وطن مدّ ضلع امرتسر۔ حضرت بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر (ساکن ساہووال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ) کے ذریعہ احمدی ہوئے اور پھر اپنے بھائیوں اور کئی اور افراد کو احمدیت میں لانے کا موجب بنے۔ اکتوبر 1902ء کے تاریخی مباحثہ مدّ کے محرک آپ ہی تھے۔ ایک لمبے عرصہ تک امیر جماعت احمدیہ مردان کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بہت خاموش طبع اور مخلص بزرگ تھے اور شعر گوئی کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے۔ مردان میں ہی دفن کئے گئے۔ [60]

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب بی اے (سابق مینیجر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان):

ولادت اکتوبر 1877ء۔ [61] بیعت 19 دسمبر 1905ء۔ [62] وفات 7 اگست 1961ء۔ [63]
موضع ڈھپئی متصل کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1901ء میں میٹرک اور

1904ء میں جے وی پاس کیا۔ بعد ازاں خوشاب' شاہ پور اور ڈسکہ میں ملازم رہے۔ ڈسکہ آپ کے مراسم ایک احمدی بزرگ حضرت مولوی جان محمد صاحب فارسی ٹیچر سے ہو گئے اور گو حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اشتہارات آپ زمانہ طالب علمی میں مطالعہ کر چکے تھے مگر احمدیت کا مؤثر رنگ میں پیغام انہی سے ملا اور آپ جلد ہی دل سے صداقت احمدیت کے قائل ہو گئے۔ چنانچہ آپ حضرت مولوی صاحب اور حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کے ساتھ دسمبر 1905ء کے جلسہ سالانہ کی تقریب پر قادیان تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کی ملاقات حضرت مولوی صاحب کے کلاس فیلو محکم دین صاحب وکیل امرتسر سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو پُر زور تحریک کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے الہام ہو رہے ہیں اور تم نے ضرور احمدی ہو جانا ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم فوراً بیعت کر لو ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس پر آپ نے چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹی[64] سے کہا کہ میری بیعت کرا دیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں رقعہ لکھا۔ حضور نے فوراً آپ کو بلا لیا اور اپنے دست مبارک میں آپ کا ہاتھ لے کر بیعت لے لی۔[65]

بیعت کے بعد آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ بی اے پاس کرنے کے بعد باقی زندگی قادیان کے مقدس ماحول اور حضور کے قدموں میں گذاریں گے اور حضور کے حکم کے ماتحت جو خدمت ہو سکے گی کریں گے۔ اس خیال سے آپ نے نومبر 1907ء میں کالج میں داخلہ لے لیا مگر چند ماہ بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتقال ہو گیا جس کا آپ کو انتہائی صدمہ ہوا تاہم آپ نے پڑھائی جاری رکھی اور بی اے پاس کر کے 1909ء میں قادیان آ گئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سٹاف میں شامل ہو کر تعلیمی خدمات بجا لانے لگے۔ آپ ہائی سکول میں اعلیٰ جماعتوں کو سائنس اور حساب پڑھاتے تھے اور بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ بھی تھے۔[66]

خلافت ثانیہ کے آغاز میں 12 اپریل 1914ء کو ایک خصوصی شوریٰ کا انعقاد ہوا جس میں آپ کو بھی شرکت کا موقعہ ملا۔[67]

16 دسمبر 1916ء کو مشہور مستشرق اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کے لئے قادیان آئے۔ حضور نے ان کی مہمان نوازی کا انتظام آپ کے سپرد فرمایا۔[68] ابتداء میں قادیان کی ساری تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی اور احمدیوں کی صرف چند دکانیں تھیں۔ آپ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ احمدیوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کوآپریٹو سٹور کھولا جائے۔ حضور کے ارشاد پر آپ نے قواعد بنائے جن پر حضور کی مقرر فرمودہ ایک کمیٹی نے نظر ثانی کی اور حضور نے ان کو منظور فرما لیا اور اس کا نام احمدیہ سٹور رکھا گیا۔ یہ دسمبر 1916ء یا 1917ء کی بات ہے۔

حضور نے احمدیہ سٹور کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی بھی منظور فرمائی جس کے حسب ذیل ممبران تھے:
حضرت قاضی امیر حسین صاحب۔ منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی۔ شیخ نورالدین صاحب۔ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے۔ منشی نعمت اللہ صاحب (کلرک بورڈنگ ہاؤس)۔ سٹور کے ایک حصہ کی قیمت پانچ روپے مقرر کی گئی۔

سٹور نے چوہدری حاکم دین صاحب اور شیخ نورالدین صاحب کی مساعی سے خوب ترقی کی اور اس کا سرمایہ نوے ہزار کے قریب پہنچ گیا۔ سٹور کے ماتحت ایک دکان تھوک کی، دو دکانیں پرچون کی، ایک دکان دیار کی لکڑی اور ایندھن کی، ایک بھٹہ اور آٹا پیسنے کا انجن جاری کیا گیا۔ اب کام بہت بڑھ گیا تھا اور یہ پورا وقت چاہتا تھا۔ اس لئے ماسٹر غلام محمد صاحب کو سٹور سے الگ ہونا پڑا۔ آپ کی غیر حاضری میں شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے جو سٹور کے مینیجر مقرر ہوئے تھے بہت سا فضول سودا خرید لیا جو نقصان پر فروخت کرنا پڑا اور بالآخر نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ سٹور بند کر دیا گیا۔ بہر حال جماعت کی اجتماعی رنگ میں یہ پہلی کوشش اور ایک نیا تجربہ تھا جس کا آغاز حضرت ماسٹر غلام محمد صاحب کی تحریک سے ہوا۔ [69]

مئی 1933ء میں آپ نے حضرت مولوی محمد جی صاحب ہزاروی کی مدد سے ''تسہیل العربیہ'' کے نام سے ایک ہزار صفحات پر مشتمل مستند عربی اردو لغت شائع فرمائی۔ یہ کتاب ان بزرگوں کی چار سال کی شبانہ روز محنت و جانفشانی سے تیار ہوئی اور بہت مقبول ہوئی۔ قرآن مجید کے محاورات اور اس کے معانی اور نئے علمی الفاظ و اصطلاحات کو خصوصیت سے اس میں درج کیا گیا تھا۔

1935ء میں آپ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول سے نصرت گرلز سکول میں بطور مینیجر منتقل کر دیا گیا۔ آپ نے گرلز سکول کو مڈل سے ہائی بنانے کی تجویز کی اور اس کے لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے نزدیک ایک عمارت کرایہ پر لی اور حضرت مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے مشورہ اور انسپکٹر مدارس کی اجازت سے لڑکیوں کی ہائی کلاسز لڑکوں کے ہائی سکول کے سیکشن کے طور پر بنا دیں۔ لڑکیاں پردہ میں بیٹھتی تھیں۔ یہ انتظام تین سال تک جاری رہا۔ بعد ازاں ایک ہندو انسپکٹر مدارس آ گیا جس نے یہ انتظام نامنظور کر دیا۔ اس پر آپ نے مستقل طور پر لڑکیوں کا ہائی سکول جاری کر دیا۔ اسی دوران صدر انجمن احمدیہ نے حکیم محمد عمر صاحب سے ایک شاندار عمارت خرید لی اور سکول اس میں منتقل ہو گیا جہاں آپ کی مساعی سے ایف اے اور پھر بی اے کلاس بھی شروع کر دی گئی اور ان کے امتحانات کے لئے قادیان میں سنٹر بھی کھلوا لیا۔ آپ کے زمانہ کارکردگی میں طالبات نے ایک بار بی اے کا امتحان دیا۔ اس کے بعد آپ ریٹائر ہو گئے۔ [70]

1947ء میں آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور راج گڑھ متصل چوبرجی لاہور میں مقیم ہوگئے۔آپ نے جولائی 1917ء میں وصیت کی۔آپ کو تحریک جدید کے دفتر اول کا مجاہد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔آپ صاحب رؤیا اور مستجاب الدعوات اور نہایت ہی خلیق بزرگ تھے۔ 71

حضرت مولوی محمد جی صاحب (سابق استاد مدرسہ احمدیہ) نے آپ کی وفات پر لکھا:

''آپ کی زندگی صحابہ کی زندگی کی طرح دل میں روشنی پیدا کرنے والی تھی۔آپ سوچنے اور غور کرنے والے بزرگ تھے۔اپنے دل میں ہمسایہ اور دوست اور محتاج کی سب کی غمخواری کا خیال رہتا تھا۔ایک دفعہ جب دیکھا کہ کارکنوں کو خوردنی اور ضروری استعمال کی چیزوں کے حصول میں دقّت پیش آرہی ہے اور بعض دوست بیکار اور مفلس ہیں تو ضروری اشیاء کے گودام قائم کرنے کا ارادہ کیا اور متعدد دوستوں سے پانچ پانچ روپے فی حصہ لے کر گودام قائم کیا جس سے کارکنوں کے لئے اشیاء کا حصول آسان ہوگیا اور بہت سے بیکار کام پر لگ گئے۔پیغمبر علیہ السلام کے اس ارشاد کے موافق کہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی عبادت کا ثواب نہیں۔قرابتداروں سے انتہائی محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے لئے کام سوچ کر اس پر لگا دیا کرتے تھے۔اس وقت ان میں سے بہت سے افراد سلسلہ کے لئے سفیر اور صاحب عزت وجود ہیں جو آپ کی شفقت سے اس درجہ کے اہل بنے۔آپ اپنے بچوں کو امانت سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بچوں کا دل پاک ہوتا ہے اور تمام نقوش سے خالی ہوتا ہے اس میں سعادت کا بیج ڈالا جائے تو سعادت پر سرفراز ہوں گے۔آپ نے پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی لڑکیوں کو بڑی شفقت اور محبت سے تعلیم دلائی اور ان کو علم کے بالا درجہ تک پہنچایا۔

بعض ان پڑھ دوستوں کی لڑکیوں کو بھی علم کے لباس کا مالک بنایا۔ان میں سے ایک بیوہ ہو گئی تو آپ کی کوششوں سے ڈاکٹری کا علم سیکھ لیا۔مغفور کی شفقت عام تھی۔صبر اور تحمل اور عفو کا اعلیٰ جوہر موجود تھا۔ایک شخص نے آپ پر چغلی کھائی جو تحقیقات سے کذب بیانی ثابت ہوئی مگر آپ نے اس شخص کو نہ کبھی ملامت کی اور نہ ماتھے پر بل ظاہر کیا۔غرض آپ جیسے قد وقامت اور شکل وشباہت میں وجیہہ اور حسین تھے سیرت اور خلق میں بھی کافی اور وافر حصہ رکھتے تھے۔

آپ کے نام کو رہتی دنیا تک یاد رکھنے کے لئے کتاب ''تسہیل العربیہ'' کا نایاب گوہر

موجود ہے جو مستفید ہونے والوں کے دلوں کو آپ کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے مائل کرتی رہے گی۔ الغرض حضرت چوہدری صاحب مغفور کی زندگی پر یہ شعر پوری طرح صادق آتا ہے۔

ے چناں زندگانی کن اندر جہاں

کہ چوں مردہ باشی نگویند مرد'' [72]

جناب چوہدری غلام حیدر صاحب مرحوم سابق استاد مدرسہ احمدیہ و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''خاکسار کے تایا زاد بھائی تھے۔ آپ کا آبائی وطن موضع ڈھپئی متصل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ ہے۔ ہمارے خاندان اور گاؤں میں آپ سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ آپ موصی تھے۔ نہایت ہی خلیق نیک پارسا اور سادہ طبع تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے خاکسار کے والد چوہدری محمد خان صاحب مرحوم کے پاس جو کہ ایک لمبا عرصہ پسرور ہائی سکول میں مدرس رہے حاصل کی۔ پھر علی گڑھ سے بی اے پاس کرنے کے بعد آپ نے لاہور سے ایس اے وی کی تعلیمی ڈگری حاصل کی اور تمام عمر قادیان میں بطور مدرس سیکنڈ ماسٹر، ہیڈ ماسٹر اور بعد ازاں مینیجر نصرت گرلز سکول کی حیثیت سے گزار دی۔ خاکسار کے والد صاحب جب فوت ہو گئے تو یہ ناچیز بھی انہیں کے پاس قادیان بغرض تعلیم چلا گیا اور میٹرک قادیان سے ہی ان کے زیر سایہ پاس کیا۔ یہ انہی کی طبیعت کی سادگی کا اثر تھا کہ خاکسار کو بھی لباس اور عادات و اطوار میں سادگی سے ایک گونہ الفت ہو گئی۔'' [73]

اولاد:

پہلی بیوی سے:

1۔ ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ ربوہ (زوجہ چوہدری محمد تقی صاحب)

2۔ چوہدری غلام احمد صاحب مقیم لندن

3۔ چوہدری عبدالرحمان صاحب (پرنسپل جنجہ یوگنڈا مشرقی افریقہ)

دوسری بیوی سے:

4۔ منظور فاطمہ صاحبہ بی اے بی ٹی (اہلیہ شیخ محمد عبداللہ صاحب سعودی عرب)

5۔ کنیز فاطمہ صاحبہ

6۔چوہدری عبداللہ عطاء الرحمان صاحب (یوگنڈا مشرقی افریقہ)

7۔چوہدری رشید احمد صاحب

8۔چوہدری رفیق احمد صاحب

9۔آمنہ بشریٰ صاحبہ۔[74]

حضرت میاں چراغ دین صاحب مددگار کارکن مدرسہ احمدیہ:

ولادت قریباً 1881ء۔بیعت 1902ء۔[75] وفات 15 اگست 1961ء۔[76]

آپ قادیان کے قدیم باشندے تھے۔بچپن میں آپ خادم خاص کی حیثیت سے دارالمسیح میں خدمت بجالاتے رہے۔بعدازاں سالہاسال تک مدرسہ احمدیہ میں بطور مددگار کارکن کام کرنے کا موقعہ ملا۔[77]

اولاد:

1۔محمد عبداللہ صاحب بھٹی مرحوم کارکن صدر انجمن احمدیہ پنشنر

2۔میاں عبدالغنی صاحب بھٹی کارکن صدر انجمن احمدیہ پاکستان

3۔عزیزہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد طفیل صاحب قلعی گر

4۔حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ فتح محمد صاحب

5۔زینب بی بی صاحبہ مرحومہ

6۔غلام فاطمہ صاحبہ مرحومہ

7۔عبدالرحیم صاحب بھٹی ٹیلر ماسٹر مرحوم

حضرت چوہدری ودھاوے خان صاحب متوطن شریف پورہ امرتسر:

ولادت 1881ء۔بیعت 1902ء۔زیارت 1903ء۔وفات 19 اگست 1961ء۔[78]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح صفحہ 1، 2 میں خدا تعالیٰ کی یہ وحی شائع فرمائی کہ

''تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا دے''۔

اس پیشگوئی کے عین مطابق چوہدری ودھاوے خاں صاحب کے اہل و عیال بھی طاعون سے محفوظ رہے۔چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:-

امرتسر کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ یہاں پر طاعون بہت زوروں پر تھی۔ میں ایک دن سکول سے گھر آیا تو میری اہلیہ صاحبہ دروازہ پر کھڑی تھی۔ میں نے دریافت کیا کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اندر چوہے مرے پڑے ہیں اور گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ میں نے بڑے یقین سے کہا کہ فکر نہ کرو ہماری جماعت طاعون سے محفوظ رہے گی اور کوئی اندیشہ نہیں۔ اس کے بعد میں نے جھاڑو دے کر مکان کو صاف کر دیا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ ہوا اور چوہوں کے ساتھ کیڑے بھی بہت تھے میں نے پھر ان کو صاف کر دیا اور اپنی اہلیہ کو تسلی دی کہ کوئی فکر نہیں ہماری جماعت اس سے محفوظ رہے گی۔ تیسرے چوتھے دن کے بعد رات کے بارہ بجے مجھے میری اہلیہ نے کہا کہ مجھے تو گلٹی نظر آئی ہے۔ میں نے بڑی تسلی اور یقین سے کہا کہ گھبرائیں نہیں صبح ہی حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے لکھ دوں گا۔ چنانچہ میں نے صبح ہی خط لکھ دیا اور میرا خیال ہے کہ وہ خط ابھی قادیان نہیں پہنچا ہوگا کہ وہ گلٹی ناپید ہوگئی اور میری اہلیہ بالکل تندرست ہوگئی۔ اس طرح پھر دوسرے یا تیسرے دن میرے لڑکے عبدالکریم کو جو ایک سال کا ہوگا اسے گلٹی نظر آئی میں نے پھر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے ایک خط لکھ دیا اور گھر والوں کو بہت تسلی دی۔ چنانچہ وہ گلٹی بھی خود بخود ناپید ہوگئی۔ اس وقت پلیگ کا اس قدر زور تھا کہ روزانہ دو اڑھائی صد آدمی اس بیماری سے مرتا تھا اور اس شرح موت کا ذکر کمیٹی کی طرف سے روزانہ ہوتا تھا۔'' [79]

اولاد:

1۔عبدالرحمان صاحب

2۔عبدالکریم صاحب

3۔شریف احمد صاحب وڑائچ۔ پریذیڈنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی

4۔شاہ محمد صاحب خوشنویس مرحوم

5۔مشتاق احمد صاحب شائق (سابق انچارج شعبہ شماریات ربوہ) [80]

حضرت منشی نور محمد صاحب آف قادیان لائبریرین سنڈیمن لائبریری کوئٹہ:

وفات 24 اگست 1961ء

جناب محمود احمد صاحب سنوری (ابن حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری) تحریر فرماتے ہیں:-

''ہمارے نہایت ہی پیارے۔ درویش صفت۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم اور خدا اور رسولؐ کے عاشق حضرت منشی نور محمد صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) محترم حضرت فتح محمد صاحب کہروڑ پکا کے سب سے بڑے صاحبزادے اور ہمارے چچا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے۔

مرحوم نے جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (اللہ کی آپ پر بے پایاں رحمتیں ہوں) کا تذکرہ سنا اور آپ کی کتب واشتہارات پڑھے تو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو بہت مصائب برداشت کرنے پڑے۔ کچھ عرصہ بعد گلگت تشریف لے گئے اور وہاں سرکاری ملازمت کر لی۔ اور قادیان آنے جانے لگے۔ یہ قدرت ثانیہ کے مظہر اول کا زمانہ تھا۔ ایک دفعہ حضور سے دست بستہ عرض کیا:

''حضور میرا دل دنیا کی طرف نہیں لگتا بلکہ دین کی خدمت کرنے کی تڑپ ہے۔ لِلّٰہ اجازت دیں تو قادیان حاضر ہو کر دین کی خدمت بجالاؤں''۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفہ نورالدین صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کا تقرر بطور ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گیا۔ اور قیام پاکستان تک سلسلہ کی خدمت بجالاتے رہے اور صبر وشکر کا مظاہرہ کیا۔ اور اس زمانہ میں قلیل تنخواہ کے باوجود تنگی ترشی سے گزراوقات کرتے رہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت پر فخر کرتے رہے۔ جب آپ گلگت گئے تھے وہاں آپ کے ساتھی حضرت خان بہادر غلام محمد خان صاحب تھے وہ ترقی کرتے کرتے بڑے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گئے تھے اور ان کو خان بہادر کا خطاب بھی سرکار کی طرف سے ملا تھا۔ لیکن آپ سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجالانے کو زیادہ افضل سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے اعلیٰ عہدہ سے میرے پیارے اور مقدس امام کی غلامی اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت ہزاروں درجہ بہتر ہے''۔81

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب آف خودپور مانگا ضلع لاہور:

ولادت 1870ء۔82 دستی بیعت 1902ء۔83 وفات 9 ستمبر 1961ء

آپ کے فرزند جناب نور احمد صاحب عابد دارالصدر شمالی ربوہ تحریر فرماتے ہیں:-

''والد صاحب اپنے باپ کے واحد فرزند تھے اور تین بہنوں کے بھائی تھے اور بتایا کرتے تھے کہ گزشتہ چھ سات نسلوں سے ان کے آباء واجداد میں صرف ایک ہی بیٹا پیدا

ہوتا رہا مگر والد محترم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے چھ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے ایک تو بچپن میں فوت ہو گیا اور باقی پانچ بیٹوں سے جو نسل چلی وہ اب تک سینکڑوں میں آچکی ہے۔

خود پور مانگا میں ہماری جدی زرعی زمین دریا برد ہو چکی تھی اور نئے بندوبست اراضی کے تحت ضلع منٹگمری اور ضلع لائکپور میں مالکان زمین کو نئی آبادکاری کے لئے زرعی زمین دی جا رہی تھی اس سے استفادہ کرنے میں ہمارے دادا نا کام رہے کیونکہ وہ ایک علمی خاندان سے متعلق تھے جن کا بنیادی کام درس و تدریس تھا۔ اس لئے والد صاحب کو اپنے آبائی مقام سے نقل مکانی کرنا پڑی اور وہ مع اہل وعیال کے پکی ٹھٹی تحصیل چونیاں میں رہائش پذیر ہو گئے اور یہیں سے انہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔۔۔۔۔ اس کے بعد والد صاحب علی پور نزد پتوکی ضلع لاہور میں منتقل ہو گئے اور ان کا کام قرآن کریم کی درس و تدریس اور دعوت الی اللہ رہا۔ جس کے نتیجہ میں علی پور، شمس آباد اور کھر یپڑ وغیرہ میں جماعت احمدیہ کا قیام ہوا۔ اور میری پیدائش بھی 3/اپریل 1919ء کو علی پور میں ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد والد صاحب مع اہل وعیال چک نمبر 6/11-L ضلع منٹگمری میں رہائش پذیر ہو گئے جہاں آپ نے مطب کھولا۔ برانچ پرائمری سکول میں مدرس کے طور پر کام کرتے رہے اور ساتھ ہی برانچ پوسٹ ماسٹر کا عہدہ بھی سنبھالا اور اس کے ساتھ ساتھ گاؤں کے اکثر مردوں اور خواتین کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا جس میں احمدی اور غیر از جماعت بھی شامل تھے اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ بھی جاری رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک محکم جماعت یہاں قائم ہو گئی جس کے صدر مکرم چوہدری نورالدین صاحب ذیلدار مرحوم تھے''۔ 84

اولاد:

1۔ حسین بی بی صاحبہ

2۔ محمد صدیق صاحب

3۔ مریم صاحبہ (فوت شدہ)

4۔ محمد اسماعیل صاحب

5۔ بشیر احمد صاحب مرحوم

6۔محمد احمد صاحب

7۔فاطمہ صاحبہ (فوت شدہ)

8۔نور احمد صاحب عابد

9۔مبارک احمد صاحب[85]

بزرگ خواتین کا وصال

اس سال مندرجہ ذیل تین بزرگ خواتین احمدیت بھی وصال پا گئیں جنہیں صحابیات کے بے نفس اور پاک زمرہ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ

اہلیہ حضرت سید حسن شاہ صاحب آف ناصر آباد قادیان (تاریخ وفات 7 اکتوبر 1961ء)

آپ حضرت منشی عبد الرحمان صاحب کپورتھلوی (یکے از اصحاب 313) کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ بہت عابدہ اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ بچوں کو بھی پابندی نماز کی تلقین کرتیں۔ قرآن کریم نہایت خوش الحانی سے پڑھتیں۔ دینی باتوں کے سننے کا بہت شوق تھا۔ سلسلہ کی ہر مرکزی تحریک میں حصہ لیتیں اور کمزوریٔ صحت کے باوجود جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہوتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے مبارک خاندان سے نہایت درجہ محبت وعقیدت رکھتی تھیں۔[86]

محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ

زوجہ حضرت سید فضل شاہ صاحب۔ (ولادت 1879ء۔ بیعت قبل از 1905ء۔ وفات 16 اکتوبر 1961ء)[87]

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کی وفات پر حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا:

> ''مرحومہ حضرت سید فضل شاہ صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم اور اول درجہ کے مخلص اور درویش بزرگ تھے۔ مرحومہ نے شروع میں ہی یعنی اپریل 1906ء میں وصیت کرادی تھی۔
>
> چنانچہ ان کی وصیت کا نمبر 150 تھا جس میں چار اصحاب شامل تھے یعنی حضرت سید فضل شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ اور حضرت شاہ صاحب کے بھائی حضرت سید ناصر شاہ صاحب

مرحوم اوران کی اہلیہ۔ اورانہوں نے وصیت کے ساتھ ہی وصیت کی رقم بھی ادا کر دی تھی اور گو حضرت شاہ صاحب مرحوم بیعت میں زیادہ قدیم تھے مگر خود مرحومہ کی بیعت بھی کافی پرانی تھی اس لئے صحابہ کے قطعہ خاص میں دفن ہوئیں اوران کی اولاد کا دین و دنیا میں خدا تعالیٰ حافظ وناصر ہو۔ وفات کے وقت قمری حساب سے عمر غالباً 85 سال تھی''۔ [88]

حضرت امۃ الکریم صاحبہ

اہلیہ حضرت قاضی عبد المجید صاحب مرحوم آف امرتسر۔ (بیعت 1892ء۔ وفات 19 نومبر 1961ء بعمر 76 سال)

بہت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ آپ کا اکثر وقت ذکر الٰہی میں گذرتا تھا۔ سلسلہ احمدیہ سے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ 1/3 حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ مالی جہاد میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ مہمان نوازی اور غرباء پروری کا وصف بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ودیعت کیا تھا۔ مرحومہ کی پوری زندگی دین کو دنیا پر مقدم کرنے میں بسر ہوئی۔ [89]

محترمہ حاکم بی بی صاحبہ:
زوجہ محترم خواجہ محمد دین صاحب سیالکوٹی

ان بزرگ صحابیات کے علاوہ 14 اپریل 1961ء کو محترمہ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ خواجہ محمد دین صاحب سیالکوٹی بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ آپ شاعر احمدیت جناب عبد ال ناہید صاحب کی والدہ محترمہ تھیں۔

محترم ناہید صاحب کا تحریری بیان ہے کہ

''خاکسار کی والدہ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ خواجہ محمد دین صاحب پوسٹ ماسٹر (مرحوم) حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی کی بڑی دختر تھیں۔ 14 اپریل 1961ء بروز جمعہ قریباً اڑسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔۔۔۔آپ فرمایا کرتی تھیں کہ جب میری ابھی شادی نہیں ہوئی تھی میں اپنی پھوپھو صاحبہ کے پاس غالباً 8-7-1906ء میں گئی تھی۔ وہاں پر سب لڑکیاں جن میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی بیگم صاحبہ۔ مولوی محمد علی صاحب کی پہلی بیوی محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ محترمہ حاجرہ بیگم صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کی نواسی تھیں

اور قریباً سب ہم عمر تھیں۔ حضرت اقدسؑ کے دولت خانہ پر رہتی تھیں۔ اور اکثر حضور کے پاس بیٹھنے .....کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب عام طور پر حضرت اقدس کے مکان میں ہی رہتے تھے اور حضور اپنی رہائش گاہ سے ملحق ہی ان کو کمرے دے دیتے تھے۔ اس طرح والدہ صاحبہ کو بہت قریب سے اللہ تعالیٰ کے مسیحؑ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت اماں جان اور ان کی اولاد کو دیکھنے اور ان پاک نفوس کی صحبت میں رہنے کا فخر حاصل تھا۔ حضرت اقدسؑ جب اپنے خدام کے ساتھ سیر کو جایا کرتے تو یہ سب بیگمات اور مولویانی صاحبہ حضرت اماں جان کی معیت میں ساتھ جایا کرتی تھیں۔ اگر لڑکیاں زیادہ ہوتیں تو وہ باری باری رتھ پر سوار ہوتی تھیں۔ انہی ایام میں خاکسار کی والدہ محترمہ نے حضرت اقدسؑ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپ کے والد محترم حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب پہلے ہی بیعت کر چکے تھے۔

2۔ خاکسار راقم الحروف کی اہلیہ عائشہ محمودہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان ایام کی یاد تازہ کرتے ہوئے ایک دفعہ والدہ محترمہ نے انہیں بتایا کہ ایک عید سے قبل حضرت اماں جان نے میرے لئے ایک نیا جوڑا بنوایا۔۔۔ جب کھانے پر تمام لڑکیاں پہنچ گئیں تو حضرت اماں جان نے مجھے وہاں نہ پا کر پھوپی صاحبہ سے دریافت کیا کہ حاکم بی بی کہاں ہے۔ آپ نے بتایا کہ وہ آپ کا دیا ہوا جوڑا آج پہننا چاہتی تھی مگر میں نے نہیں دیا۔ اس لئے اس نے کپڑے نہیں بدلے اور کمرہ میں ہی ہے۔ آپ نے پھوپی صاحبہ سے فرمایا کہ وہ جوڑا اسے پہننے کے لئے دیدو۔ چنانچہ میں وہ جوڑا پہن کر آ گئی اور اس بات کے احساس سے کہ میری خفگی کا سب کو علم ہو گیا ہے کچھ شرما کر پیچھے کھڑی رہی۔ حضرت اماں جان نے دیکھا تو فرمایا ''آ ساڈیا حاکما آجا''

یہ انہی پاک شب و روز کی نیک صحبت کا نتیجہ تھا کہ والدہ مرحومہ خوب پابندی سے ارکان (دین حق) بجالاتی تھیں۔ بے فائدہ باتوں سے اجتناب کرتی تھیں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتیں۔ غیبت۔ دروغ گوئی۔ عیب چینی۔ غرور و تکبر اور کسی کی تحقیر کرنے سے نفرت تھی اور ان باتوں سے بچنے کی ترغیب دیتی تھیں۔ محلّہ کی تمام عورتیں آپ کی شرافت اور خوش اخلاقی کے باعث آپ سے بہت محبت رکھتی تھیں اور آپ کو بڑے احترام سے دیکھتی تھیں۔ ہم نے گھر میں اکثر یہ نظارہ دیکھا کہ کوئی محتاج عورت گھر میں آئی اور اس نے اپنا مقصد

بیان کیا اور والدہ محترمہ نے پوری توجہ سے اس کی بات کو سنا۔ پھر اپنا صندوق کھولا۔ اسکے بعد انکی بند مٹھی اس عورت کے ڈوپٹہ کے نیچے سے اسکے ہاتھ میں ہی کھلتی۔ ہمیں یہ تو اندازا ہو جاتا تھا کہ اسکی نقدی سے امداد کی گئی ہے مگر یہ کبھی نہ پتہ چلتا کہ اسے کیا دیا گیا ہے۔

3۔ خاکسار کی اہلیہ نے مزید بیان کیا کہ اماں جی نے ایک دفعہ انہیں بتایا کہ میں ابھی چھوٹی تھی کہ ایک دن حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی (رفیق حضرت اقدس) کے ہاں گئی۔ ان کی ایک بچی شدید بیمار تھی۔ منشی صاحب کی والدہ محترمہ نے مجھے کہا کہ دعا کر یہ اچھی ہو جائے۔ میں نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو مجھے ایک آواز آئی جس پر میں نے ان سے کہا کہ ''پائی کہندا اے۔ اے نہیں بچن لگی۔ کاکا ہوئے گا او جیوندا رہے گا'' یعنی کوئی آدمی کہتا ہے کہ یہ لڑکی نہیں بچے گی۔ البتہ ایک لڑکا ہوگا جو زندہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ایسا ہی تھا چنانچہ وہ لڑکی فوت ہو گئی۔ جس کے بعد حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خدا کے مسیحؑ نے عبدالحیٔ رکھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی زندہ ہیں۔

4۔ والدہ محترمہ کسی صدمہ پر انتہائی ضبط وتحمل سے کام لیتی تھیں۔ ہمارا چھوٹا بھائی ظفر جو بڑا ہی خوبصورت اور تندرست بچہ تھا اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے گھر کی رونق بھی تھا جب تیرہ برس کی عمر میں فوت ہو گیا تو ہم نے والدہ صاحبہ کے خاموشی کے ساتھ آنسو بہتے ہوئے تو دیکھے مگر کوئی ایسا کلمہ ان کی زبان سے نہیں سنا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر نارضامندی یا شکایت کا اظہار ہوتا ہو۔

5۔ گھر میں جب کبھی کوئی اچھی چیز آتی یا خود پکاتیں تو محلّہ کے تمام گھروں میں بھی ضرور تقسیم کرتیں۔ اپنی اولاد اور بہوؤں کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ سلوک تھا۔ کبھی کسی سے سختی سے پیش نہیں آتی تھیں الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی تھیں۔ آخری عمر میں جب نظر خراب ہو گئی تو اپنی کسی بہو یا بچہ کو پاس بٹھا کر الفضل سنا کرتی تھیں۔ اس خاکسار کی جب کبھی کوئی تازہ نظم الفضل میں شائع ہوتی تو اسے بڑی محبت اور توجہ کے ساتھ سنتیں۔ اور گو زبان سے کچھ نہ کہتیں مگر چہرے کی چمک اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بیٹے کی جس رنگ میں حوصلہ افزائی کرتی اسے کچھ دل ہی جانتا ہے۔ بچپن میں ہمیں آپ کی طرف سے ہدایت ہوتی کہ مغرب سے پہلے گھر پہنچ جائیں۔ بڑے بچوں کا بھی رات دیر تک گھر سے

باہر رہنا پسند نہ کرتی تھیں۔ یہ پابندی نمازوں کے اوقات پر نہیں تھی اور اگر دینی کاموں کے سلسلہ میں ساری رات بھی باہر رہنا پڑا تو بخوشی اجازت دے دیتیں۔

6۔آپ کی شادی نومبر 1908ء میں ہمارے والد صاحب بابو محمد دین صاحب پوسٹماسٹر مرحوم سے ہوئی۔آپ کے بطن سے مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی:

1۔عبدالسلام صاحب (ڈپٹی کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس)

2۔امۃ السلام صاحبہ مرحومہ زوجہ ڈاکٹر میجر عبدالحق ملک (سول سرجن) مرحوم

3۔خاکسار عبدال ناہید ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس

4۔خورشید مسرت صاحبہ مرحومہ زوجہ میجر محی الدین ملک پسر حضرت ملک نواب الدین صاحب مرحوم (ہیڈ ماسٹر۔ پرائیویٹ سیکرٹری خلیفۃ المسیح الثانی)

5۔نسیم اختر صاحبہ اہلیہ میجر میر محمد عاصم صاحب پسر حضرت مولوی محمد جی صاحب فاضل مرحوم انکے علاوہ امۃ الرحمان ۔ظفر اسلام اور شمیم بچپن میں ہی فوت ہو گئے"۔[90]

بعض مخلصین احمدیت کا ذکر خیر

1۔محترم شیخ عبدالخالق صاحب نو مسلم فاضل عیسائیت:

وفات 2 جنوری 1961ء[91]

آپ 20 دسمبر 1914ء[92] کو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وارد قادیان ہوئے۔اس وقت آپ کا شمار ملک کے مشہور پادریوں میں ہوتا تھا اور آپ عیسائی مذہب کے چوٹی کے عالم سمجھے جاتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کو شرف باریابی بخشا۔ملاقات کا یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔

حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی پہلے دن کی ملاقات میں موجود تھے آپ بیان فرماتے ہیں کہ

"عندالملاقات مکرم عبدالخالق صاحب نے تجویز پیش کی کہ میں اسلام پر اعتراض کروں گا۔آپ اس کا جواب دیں پھر آپ عیسائیت پر اعتراض کریں تو میں اس کا جواب دوں گا مگر حضور نے یہ تجویز منظور نہ فرمائی اور فرمایا کہ جب تک وہ دیوار (عیسائیت کی) جو آپ کے دل میں ہے پہلے میں اس کو نہ گرالوں اپنی (اسلام کی) دیوار کی بنیاد کیسے رکھ سکتا ہوں۔ شیخ صاحب نے اس کو تسلیم کر لیا پھر حضور نے عیسائیت پر اعتراضات کرنا شروع کئے۔ شیخ

صاحب جواب دیتے۔حضور ان کے جواب پر معترض ہوتے تو شیخ صاحب کہتے کہ حضرت
! ہم عیسائیوں کے پاس اس سے بڑھ کر اور کوئی جواب نہیں‘‘۔93

حضور روزانہ ان کو چار گھنٹے کے قریب وقت دیتے رہے۔حضور نے ان کے مذہب کی کمزوری ان سے منوا کر ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور سب سے پہلے اس سوال کا جواب دیا کہ اسلام میں نجات کا کیا طریق ہے اور ذنب استغفار انبیاء کے کیا معنیٰ ہیں۔22 دسمبر کو اس سوال کا جواب دیا کہ شریعت پر عمل ہوسکتا ہے یا نہیں۔پھر حضور نے گناہ سے بچنے کے طریق بیان فرمائے۔94

شیخ عبدالخالق صاحب جو ابتداء ہی میں سمجھ چکے تھے کہ عیسائیت کی بنیاد اسلام کے مقابل بالکل کھوکھلی ہے‘ حضور کے بیان فرمودہ حقائق کو سن کر دنگ رہ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

شیخ صاحب قبول حق کے بعد مستقل طور پر قادیان آ گئے اور دفتر تصنیف میں کام شروع کر دیا۔ ہر چند کہ یہاں انکی زندگی سخت تنگی سے گذری مگر ان کا قدم کبھی نہیں ڈگمگایا اور انہوں نے ساری زندگی قلمی ولسانی خدمت میں گذار دی۔95

قادیان میں آپ واقفین کے استاد رہے پھر جامعہ احمدیہ میں بھی آپ کو عیسائیت کا مضمون پڑھانے کا موقعہ ملا۔حضرت مصلح موعود بھی بعض دفعہ آپ سے بائبل کے حوالے دریافت فرما لیتے تھے۔96

2۔سیٹھ عبدالقادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لابوان بورنیو:

(وفات 17 جنوری 1961ء)

آپ موصی تھے۔ بورنیو میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔آپ کے عملی نمونہ اور تبلیغ سے بہت سے لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ جماعت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔97

3۔میر محمد ابراہیم صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پسرور ضلع سیالکوٹ:

(وفات 26 مارچ 1961ء)

نہایت مخلص‘ نڈر اور جانباز احمدی تھے۔حق بات کہنے میں گویا شمشیر برہنہ تھے۔ جماعت احمدیہ پسرور کی تنظیم وترقی میں ان کی خدمات کا بھی عمل دخل ہے۔آپ 1952ء سے 1959ء تک پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پسرور رہے اور اپنے فرائض نہایت فرض شناسی اور مستعدی سے ادا کرنے کی سعادت پائی۔98

حواشی

1۔رجسٹر روایات جلد 5 صفحہ 8۔الفضل 26 فروری 1961ء صفحہ 5۔
2۔الفضل 6 جنوری 1961ء صفحہ 5۔
3۔رجسٹر روایات جلد 5 صفحہ 8-9۔
4۔رپورٹ مجلس مشاورت 1927ء صفحہ 51۔
5۔رپورٹ مجلس مشاورت 1928ء صفحہ 194۔
6۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 32-1931ء صفحہ 19۔
7۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 35-1934ء صفحہ 18۔
8۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 36-1935ء صفحہ 6-8۔
9۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 37-1936ء صفحہ 4۔
10۔ملاحظہ ہو رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان از 38-1937ء تا 41-1940ء۔
11۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد سلیم صاحب مجاہد بلاد عربیہ کا مضمون مطبوعہ اخبار الحکم (قادیان) 28 مئی۔7 جون 1939ء صفحہ 17،18۔
12۔خلاصہ رپورٹ ہائے سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان از 49-1948ء تا 54-1953ء۔
13۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان 57-1956ء صفحہ 97۔
14۔الفضل 26 فروری 1961ء صفحہ 5۔
15۔الفضل 8 جنوری 1961ء صفحہ 3۔
16۔مرسلہ جناب محترم بشارت احمد صاحب امریکہ۔
17۔الحکم قادیان 7-14 مئی 1938ء صفحہ 3 الفضل 7 جنوری 1961ء۔
18۔پنجاب کی ذاتیں صفحہ 501 از سر ڈیزل ابٹسن مترجم یاسر جواد فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور اشاعت 1998ء۔
19۔''اقوام پنجاب'' صفحہ 24 ناشر بک کارنر مین بازار جہلم۔
20۔''اقوام پنجاب'' صفحہ 78 ناشر بک کارنر مین بازار جہلم۔
21۔''ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا'' صفحہ 420 مترجم یاسر جواد۔ناشر بک ہوم مزنگ روڈ لاہور اشاعت 2007۔
22۔خاندانی اور ابتدائی تعلیمی حالات آپ کی خود نوشت سوانح سے ماخوذ ہیں جو الحکم 7-28 مارچ 1938ء میں شائع شدہ ہیں۔
23۔بدر 3 اکتوبر 1912ء صفحہ 2 کالم 1۔
24۔ضمیمہ الحکم 17 اگست 1923ء۔
25۔اصل فہرست رجسٹر کی صورت میں خلافت لائبریری ربوہ کے ریکارڈ میں ہے اور اسکی نقل ضمیمہ ''تاریخ احمدیت'' جلد ہشتم میں شائع شدہ ہے۔
26۔اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 141۔
27۔مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صفحہ 47۔
28۔اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 150 تا 153۔
29۔الفضل 7 جنوری 1961ء صفحہ 1۔
30۔اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 153-154۔
31۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
32۔الفضل 31 جنوری 1961ء صفحہ 5۔

33-34۔الفضل 15 فروری 1961ء صفحہ 6۔
35۔آپ اصطلاحی طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے نہ تھے کیونکہ گو تحریری بیعت کر کے حضور ہی کے زمانہ میں احمدی ہوئے مگر زیارت کا شرف حاصل نہیں کر سکے تاہم حضرت مصلح موعود کی اجازت سے رفقائے خاص کے قطعہ میں دفن کئے گئے۔
36۔الفضل 12 اپریل 1961ء صفحہ 5۔
37۔الفضل 25 جنوری 1959ء صفحہ 3-4۔
38۔الفضل 28 مارچ 1961ء صفحہ 4۔
39۔الفضل 12 اپریل 1961ء صفحہ 5۔
40۔الفضل 14 فروری 1961ء صفحہ 5۔
41۔الفضل 7 فروری 1961ء صفحہ 1۔
42۔الفضل 10 اگست 1972ء صفحہ 4۔
43۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔ایضاً فارم الوصیت مورخہ 10 اگست 1941ء۔
44۔دیکھئے کتاب ''حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب اور ان کی اولاد'' تالیف ڈاکٹر غلام اللہ خاں ''تمغۂ قائداعظم'' E-6 ماڈل ٹاؤن لاہور نمبر 14 اشاعت مارچ 1986ء۔
45۔''اہل خانہ'' چاہیئے ناقل۔
46۔ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ۔
47۔رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 149۔
48۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
49۔تفصیل ''تاریخ احمدیت'' جلد دوم (طبع دوم) صفحہ 425،426 پر گزر چکی ہے۔
50۔رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 149-150 (روایات مرقود 24 جنوری 1938ء)۔
51۔رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 86۔اخبار بدر قادیان 27 اپریل 1961ء صفحہ 2۔
52۔رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 86-87۔
53۔نوٹ:-لاہور میں آپ کے ہم نام ایک اور بزرگ آپ سے قبل اصحاب احمد کے زمرہ میں شامل ہو چکے تھے انہی کا نام 313 اصحاب کی فہرست میں زیر نمبر 278 درج ہے۔(ضمیمہ انجام آتھم)
54۔اخبار بدر قادیان 27 اپریل 1961ء صفحہ 2۔
55-56۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ۔
57۔الفضل 31 اکتوبر 1961ء۔
58۔اصل بیان (جس پر مولوی صاحب نے اپنی بجائے اپنی بہن محترمہ نور بیگم صاحبہ مصطفیٰ آباد لاہور کا نام خوشنویس سے لکھوادیا ہے۔) شعبہ تاریخ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔
59۔ریکارڈ شعبہ تاریخ ربوہ۔
60۔الفضل 10 مئی 1961 صفحہ 1۔تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 234۔الفضل 21 مئی 1961ء صفحہ 6۔
61۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 45-50 (مرتبہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان) مطبوعہ دسمبر 1960ء ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ۔
62۔روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 86۔
63۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
64۔والد ماجد ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب۔
65۔قبول احمدیت کے بعد آپ کے ذریعہ آپ کے خاندان کے اکثر افراد نے بھی بیعت کر لی آپ اپنے گاؤں اور خاندان میں پہلے احمدی تھے۔
66۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 51۔

67۔الحکم 21اپریل 1914ءصفحہ 4 کالم 2۔
68۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 52۔
69۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 58 تا 60۔
70۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 59-60۔
71۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصحاب احمد جلد ہشتم۔
72۔الفضل 22اگست 1961ءصفحہ 5۔
73۔الفضل 22اگست 1961ءصفحہ 5۔
74۔اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 46(مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)
75۔رجسٹر صحابہ قادیان۔مشمولہ ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم۔
76۔الفضل 22اگست 1961ءصفحہ 5۔
77۔الفضل 22اگست 1961ءصفحہ 5۔
78۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
79۔رجسٹر روایات جلد 11 صفحہ 25،26۔
80۔اس فہرست میں کوئی ترتیب نہیں اسی طرح آپ کی ایک صاحبزادی کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا۔
81۔الفضل 7فروری 1989ءصفحہ 6۔
82-83۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ۔
84۔الفضل 11اپریل 2007ءصفحہ 6۔
85۔ماخوذ مکتوب نور احمد صاحب عابد ربوہ مورخہ 24اگست 1986ء۔
86۔الفضل 26نومبر 1961ءصفحہ 4۔
87۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
88۔الفضل 19اکتوبر 1961ءصفحہ 1۔
89۔الفضل 25نومبر 1961ءصفحہ 1-8۔
90۔ریکارڈ شعبہ تاریخ ربوہ۔
91۔الفضل 13 جنوری 1961ءصفحہ 5۔
92۔الفضل 24دسمبر 1914ءصفحہ 1 الفضل میں مصلحتاً آپ کا نام درج نہیں کیا گیا۔
93۔الفضل 4فروری 1961ءصفحہ 5۔
94۔الفضل 24دسمبر 1914ء۔حضور کی بصیرت افروز تقریر کا ایک حصہ اخبار الفضل 14 تا 19 جنوری 1914ء میں شائع شدہ ہے جو لفظ ذنب اور غفر کی حقیقت کے بارہ میں ہے۔
95۔سلسلہ کے رسائل واخبارات میں ان کے مضامین شائع شدہ ہیں جو ان کی علمی قابلیت کا آئینہ دار ہیں۔
96۔الفضل 4فروری 1961ءصفحہ 5۔
97۔الفضل 3فروری 1961ءصفحہ 5۔
98۔الفضل 8،18اپریل 1961ءصفحہ 4-5۔

چوتھا باب

1961ء/1341ھش کے بعض متفرق مگر اہم واقعات

خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں اضافہ اور خوشی کی تقاریب

ولادت

1- امامہ صاحبہ بنت مرزا سلیم احمد صاحب (ولادت 25 جنوری 1961ء)
2- سعدیہ احمد صاحبہ بنت چوہدری ناصر محمد سیال صاحب (ولادت 9 اپریل 1961ء)
3- شاہدہ صاحبہ بنت ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (ولادت 27 جون 1961)
4- مدثر احمد صاحب ابن سید ناصر احمد صاحب (ولادت 13 جولائی 1691ء)
5- امۃ العلیم صاحبہ بنت مکرم داؤد مظفر شاہ صاحب (ولادت 15 ستمبر 1961ء)
6- امۃ المومن حنا صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب (ولادت 22 ستمبر 1961ء)
7- سید ہاشم اکبر احمد ابن سید محمد احمد صاحب (ولادت 16 اکتوبر 1961ء)
8- فائزہ بیگم صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ولادت 17 اکتوبر 1961ء)
9- امۃ الرؤف صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ولادت 11 نومبر 1961ء)[1]

نکاح

1- 19 اپریل 1961ء کو محترم نواب زادہ محمد احمد خان صاحب کے صاحبزادے حامد احمد خان صاحب کی تقریب شادی محترمہ شمیم بیگم صاحبہ بنت چوہدری خوشی محمد صاحب آف فیصل آباد سے عمل میں آئی۔ 10 اپریل 1961ء کو ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

2- 5 نومبر 1961ء کو صاحبزادی سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ ایم۔اے بنت حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب کی تقریب شادی ہمراہ حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔اے ایگریکلچرل اکنامسٹ پلیننگ اینڈ ڈویلپمنٹ حکومت مغربی پاکستان سے ہوئی۔ آپ کا نکاح اسی روز خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے 7 ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھایا۔[2]

نونہالان احمدیت کی نمایاں کامیابی اور شاندار اعزاز

1- عزت مآب امری عبیدی صاحب 3 جنوری 1961ء کو دارالسلام (مشرقی افریقہ) کے دوبارہ میئر منتخب ہو گئے۔ اسی روز صدر پاکستان محمد ایوب خان صاحب نے مکرم صفدر علی خان صاحب کو ایوان صدر کراچی میں نمایاں قومی و ملکی خدمات کے صلہ میں ستارہ خدمت اور مکرم احمد جان صاحب کو تمغہ خدمت کے اعزاز عطا کئے۔ 3

2- جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ محترمہ امۃ الرشید لطیف صاحبہ عربی کی تمام طالبات میں اول رہیں اور کے بی محمد حسین مبارک گولڈ میڈل حاصل کیا۔

3- ڈسٹرکٹ جھنگ ہائی سکول ھیڈ ماسٹر ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام 3 فروری 1961ء کو جھنگ میں ضلع کے ہائی سکولز کا مقابلہ ہوا جس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی ٹیم اول قرار پائی۔

4- 23 مارچ 1961ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب نے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان کو ''ستارہ پاکستان'' کا اعزاز عطا کیا۔ 4

5- جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ سال اول میں ثانوی تعلیمی بورڈ کے اردو مضمون کے مقابلہ میں دوسرا اور محترمہ قمر النساء صاحبہ سال دوم نے تیسرا انعام حاصل کیا۔

6- مکرم بشارت احمد خان صاحب ابن مکرم محمد عباس خان صاحب ترناب تحصیل چارسدہ ضلع پشاور 755 نمبر لے کر مڈل کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اول رہے۔

7- مسلم ہائی سکول ملتان کے طالب علم سہیل کوثر صاحب ابن شیخ امیر احمد صاحب نے ورنیکلر فائنل کے امتحان میں 664 نمبر لے کر ملتان شہر کے تمام سکولوں میں اول پوزیشن حاصل کی۔ 5

8- میٹرک کے امتحان میں مکرم نعیم الرحمٰن صاحب درد (ابن حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد) 813 نمبر لے کر ضلع جھنگ میں اول آئے۔

9- محترمہ فیروزہ فائزہ صاحبہ (بنت مکرم جنید ہاشمی صاحب ابن حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب) میٹرک کے امتحان میں 770 نمبر لے کر سرگودھا ڈویژن میں اول رہیں۔

10- مکرم عبدالباسط صاحب (ابن محترم میاں عبدالکریم صاحب لاہور) پنجاب یونیورسٹی کے B.D.S تھرڈ پروفیشنل کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول رہے۔ 6

11- محترمہ امۃ الحفیظ قریشی صاحبہ (بنت قریشی محمد مطیع اللہ صاحب آف قادیان) میٹرک کے امتحان میں 719 نمبر لے کر ضلع سیالکوٹ میں اول آئیں۔

12- مکرم مجیب الرحمٰن صاحب (ابن مکرم مولوی ظل الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ) کراچی یونیورسٹی میں ایل۔ایل۔بی فائنل کے امتحان میں دوم رہے۔

13- مکرمہ طاہرہ نسرین صاحبہ (بنت نثار احمد صاحب فاروقی) نے پشاور یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔سی فزکس میں 358/500 نمبر لے کر اول پوزیشن حاصل کی۔

14- محترمہ فضیلت غزالہ صاحبہ (بنت محترم اللہ داد خان صاحب آر۔او۔ گجرات) ایف۔ ایس۔سی میڈیکل گروپ میں ضلع گجرات میں اول رہیں۔[7]

15- جناب عطاء المجیب صاحب راشد (ابن خالد احمدیت حضرت مولوٰنا ابو العطاء صاحب) ایف۔ایس۔سی کے امتحان میں 614 نمبر لے کر جھنگ ضلع میں اول رہے۔

16- مکرم اعجاز الحق صاحب قریشی۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ فرسٹ ایئر میں 306 نمبر لے کر یونیورسٹی میں اول رہے۔

17- تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے استاد مکرم خواجہ منظور احمد صاحب ایم۔اے زوآلوجی کے امتحان میں کراچی یونیورسٹی میں اول آئے۔

18- مکرم محمد عبدالرشید صاحب (ابن مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب۔ پروفیسر جامعہ احمدیہ) انجینئرنگ کالج لاہور کے مائننگ گروپ میں سیکنڈ ایر کے امتحان میں یونیورسٹی میں دوم رہے۔[8]

19- محترمہ سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ (بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب) نے ایم۔اے عربی فرسٹ کلاس میں 466 نمبر لے کر لڑکیوں میں اول اور یونیورسٹی بھر میں دوم پوزیشن حاصل کی۔

20- تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالب علم راجہ عبدالمالک صاحب بی۔ایس۔سی نے سول ڈیفنس ٹریننگ کورس منعقدہ مری میں پنجاب یونیورسٹی کے تمام چیدہ کالج کے طلباء میں اول پوزیشن حاصل کی۔

21- مولوی مکرم نورالدین صاحب منیر مجاہد مشرقی افریقہ ایم۔اے جنرل ازم انگریزی کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں دوم رہے۔

22- تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی ٹیم نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا زون کی باسکٹ بال چیمپئن شپ جیت لی۔[9]

23- ضلع جھنگ کے 22 سکولوں کا ایک ٹورنامنٹ ربوہ میں منعقد ہوا جس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول نے 16 میں سے 4 کپ جیتے۔ والی بال اور اتھلیٹکس کی ٹیمیں اول اور کرکٹ و ہاکی کی ٹیمیں دوم قرار پائیں۔

24- تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طالب علم مکرم مشہود احمد صاحب گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کے زیر

اہتمام کل پاکستان بین الکلیاتی انگریزی مباحثہ میں دوم۔ اور اسی مقابلہ میں محمد اویس صاحب چہارم رہے۔

25- چوہدری محمود احمد صاحب شاد بی۔ ایس۔ سی مکینیکل انجینئرنگ فائنل سیشن 0-1961 میں 1128 نمبر لے کر یونیورسٹی میں اول رہے۔ موصوف گذشتہ سال بھی سیکنڈ مکینیکل انجینئرنگ میں اول آئے تھے۔ 10

ہندوستانی جماعتوں کی طرف سے اہم شخصیات کی خدمت میں لٹریچر

1- برطانیہ کی ملکہ الزبتھ 1961ء کے آغاز میں بھارت کے دورہ پر تشریف لائیں۔ اس موقع پر فروری 1961ء میں نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان کی زیر ہدایت جماعت احمدیہ کا ایک وفد دہلی گیا اور برطانوی سفارت خانے کی معرفت ملکہ موصوفہ کو قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ بھجوایا۔ وفد مولانا محمد سلیم مبلغ دہلی، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے، مکرم رحمت اللہ خان صاحب صدر جماعت دہلی اور مکرم پروفیسر مبارک احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی پر مشتمل تھا۔ سفارت خانہ کی طرف سے 2 مارچ 1961ء کو بذریعہ خط صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت تبلیغ قادیان کو اطلاع ملی کہ لٹریچر کا تحفہ ملکہ معظّمہ نے شکر گذاری کے جذبہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ 11

2- 4 مارچ 1961ء کو جماعت احمدیہ بمبئی کے ایک وفد نے مہاراشٹر کے گورنر شری پرکاش جی سے راج بھون میں ملاقات کی۔ ارکان وفد کے نام یہ ہیں: 1۔ مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی، 2۔ پی عبدالرزاق صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی، 3۔ یوسف علی صاحب عرفانی، 4۔ ڈاکٹر منصور احمد صاحب لکھنوی، 5۔ جناب محمد سلمان صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔، 6۔ سیٹھ عبداللطیف صاحب میمن۔ اس موقع پر مولوی سمیع اللہ صاحب نے موصوف کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی پیش کیا جسے موصوف نے خوشی کے ساتھ قبول کیا۔

3- دسمبر 1961ء کو بٹالہ سے سری ہربنس لال ڈپٹی چیف منسٹر کانگرس کے جلسہ کے لئے قادیان آئے۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ اور ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے اس موقع پر موصوف کو لٹریچر دیا جس پر انہوں نے اظہار مسرت کیا۔ 12

جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر ایک مشہور سکھ کے تأثرات

جالندھر کے ایک معروف سکھ راہنما سردار امر سنگھ دوسانجھ سابق جنرل سیکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی۔ حال مینیجنگ ڈائریکٹر روزنامہ اکالی پتر کا نے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت تبلیغ

قادیان کی خدمت میں لکھا:

''ایک بات اظہر من الشمس ہے کہ تبلیغ کا جوشوق تحریک کے اراکین میں پایا جاتا ہے۔ شاید ہی روئے زمین پر آپ ایسی ادنیٰ ذرائع رکھنے والی کسی دھارمک جماعت میں ہو۔ **لگن ہے دُھن ہے اور سرگرمی ہے۔** یہ علامتیں دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر کے ساتھ کسی کو اختلاف ہو یا اتفاق تاہم ہر ایک کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا **کہ یہ ایک فعال جماعت ہے باتونی نہیں**''۔(مکتوب 10 فروری 1961ء)[13]

جنوبی ہند کی جماعتوں کا دورہ

امسال مولانا محمد سلیم صاحب سابق مجاہد بلاد عربیہ، مولانا شریف احمد امینی صاحب فاضل، چوہدری مبارک علی صاحب اور مولوی سمیع اللہ صاحب پر مشتمل ایک وفد نے 22 مارچ سے 21 اپریل تک جنوبی ہند کی درج ذیل جماعتوں کا وسیع دورہ کیا۔

1- یادگیر۔22۔23 مارچ کو سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔اس جلسہ میں ہندو اور مسلمان بکثرت شامل ہوئے۔24 مارچ کو ایک تربیتی جلسہ بھی منعقد ہوا جس میں مرکزی علماء نے تقاریر کیں۔

2- تیماپور (25 مارچ)۔3- رائچور (28 مارچ)۔ یہاں جلسہ کی صدارت شری ایم۔ناگپا بی۔ اے۔ایل۔ایل۔بی نے کی۔ایک غیر مسلم شری پانڈورائے نے تقریر کرتے ہوئے اصلاح معاشرہ کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہا۔کئی غیر احمدیوں سے احمدی علماء کا تبادلہ خیالات بھی ہوا۔4- مشیر آباد (30 مارچ)۔5- حیدرآباد (یکم اپریل)۔6- ظہیر آباد (2 اپریل)۔حیدرآباد سے ظہیر آباد سفر اور جلسہ ظہیر آباد کے انتظامات سیٹھ اسماعیل آدم صاحب آف چنتہ کنٹہ نے کئے۔جلسہ کے ذریعہ حسن وخوبی سے اہالیان ظہیر آباد کو تبلیغ کی گئی۔7- چنتہ کنٹہ (3 اپریل)۔اس جلسہ میں بیسیوں غیر مسلم معززین شامل ہوئے۔ 8- کرنول (6,5 اپریل)۔دو جلسوں کے علاوہ شہر کے سرکردہ افراد سے علماء جماعت نے تبادلہ خیالات کیا۔ 9- ہبلی (6 , 7 اپریل)۔ ایک معزز ہندو پنڈت صاحب نے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ 10- ساؤنٹ واڑی (8 اپریل)۔11- شموگہ (10 اپریل)۔جلسہ کا انتظام مکرم مولوی ولی الدین صاحب شموگہ نے اچھے پیمانہ پر کیا۔12- سرب (11 اپریل)۔ یہاں جلسہ میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔حاضرین جلسہ ہندو اور مسلم دونوں تھے۔13- بنگلور (15 اپریل)۔سامعین جلسہ میں ہندو دوستوں کی تعداد زیادہ تھی۔14- مدراس (19,18 اپریل)۔15- میلاد پور (مدراس) (21 اپریل)۔ مدراس اور میلاد پور

کے جلسوں میں مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل نے تین دن تامل زبان میں تقاریر کیں جنہیں بہت پسند کیا گیا۔ میلا دپور کے جلسہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں مکرم عبدالقادر سابق میئر مدراس اپنے چند احباب کے ہمراہ ایک اور دوست محترم علی محی الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے جہاں مولوی عبداللہ صاحب نے ان سے دو گھنٹہ تک تامل زبان میں تبادلہ خیالات کیا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ یہاں حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدر آباد بھی شامل وفد ہو گئے اور بعض مقامات پر خطاب بھی کیا۔ 14

مرکزی وفد کا دورہ اُڑیسہ و بہار

اس سال صوبہ بہار واڑیسہ کی جماعتوں کی بیداری اور تبلیغی اغراض کے لئے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل، مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل، مکرم محمد محسن صاحب معلم وقف جدید کے ایک مرکزی وفد نے 30 مارچ 1961ء سے 6 مئی تک دورہ کیا۔

1- بھدرک (30 مارچ) کے تربیتی اجلاس میں بعض غیر احمدی بھی شامل ہوئے جنہوں نے تقاریر کو بہت پسند کیا۔ یہاں 31 مارچ و یکم اپریل کو ''سیرت النبیؐ''۔ ''موجودہ زمانہ کے مصلح'' کے عناوین کے تحت دو جلسے منعقد ہوئے۔ صدر جلسہ نارائن چندراور دیانند نے سیرت کے جلسہ میں حضور اکرمؐ کے اخلاق کی توصیف کی۔ جلسہ سیرت میں غیر احمدی کافی تعداد میں شامل ہوئے جن میں سابق ڈپٹی اسپیکر اڑیسہ بھی شامل تھے۔ 2- کرڈاپلی (یکم اپریل)۔ تربیتی اجلاس ہوا۔ 3- آٹھ گڑھ (3 اپریل) یہاں پیشوایان مذاہب کا جلسہ ہوا۔ جلسہ کے صدر بابوا چھوتا نند اس پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی آٹھ گڑھ نے پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اس جلسہ میں غیر احمدی و غیر مسلم کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ غیر مسلموں میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ جلسہ کی حاضری 500 نفوس پر مشتمل تھی۔ جلسہ میں کرڈاپلی، بنگال، تال برکوٹ، غنچہ پاڑہ، ارک پٹنہ، کوٹ پلہ، منڈلی پنگارسی کے احمدی دوست بھی شامل ہوئے۔ 4- پنکال (4 اپریل)۔ بہت سے غیر مسلم دوست جلسہ میں شامل ہوئے۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے تقریر کے بعد سوالوں کے جواب بھی دئے۔ 5- سونگڑہ (6 اپریل)۔ اجلاس کے خاتمے پر ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ کو لٹریچر دیا گیا نیز یہاں تربیتی جلسہ بھی ہوا۔ 6- کیندرہ پاڑہ۔ (7 اپریل)۔ خطبہ جمعہ میں جماعت کو تربیتی نصائح کی گئیں۔ 7- چودہ کلاٹ (7 اپریل)۔ پیشوایان مذاہب کا جلسہ ہوا۔ حاضرین جلسہ 700 تھے جن میں غیر احمدی بھی شامل ہوئے۔ وفد نے 8 اپریل کو کیندرہ پاڑہ میں واپس آکر ایک جلسہ کیا۔ 8- کیرنگ (10 اپریل)۔ سات آٹھ بستیوں کے غیر مسلم و غیر احمدی بھی شریک جلسہ ہوئے۔ تبلیغی جلسہ کے علاوہ تربیتی اجلاس بھی ہوا۔ 9- مانکا

گوڑا (12 اپریل)۔ جماعت کا پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ 10- کٹک (14 اپریل)۔خطبہ جمعہ دیا گیا۔ 11- بھونیشور۔16 اپریل کو پٹیل ہال میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پریس کانفرنس بلائی گئی۔ نمائندگان کے سامنے جماعت کی طرف سے ایک ٹائپ شدہ میمورنڈم پیش کیا گیا جس میں مختصر الفاظ میں جماعت کا تعارف کرایا گیا تھا جسکے بعد مکرم مولوی بشیر احمد فاضل نے جماعت احمدیہ کی غرض وغایت اوراس کی صلح کن تعلیم پر روشنی ڈالی اور سوالوں کے جواب دئے۔اس کے بعد شری ستیہ پریہ مہنتی سابق لاءمنسٹر اڑیسہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جنہوں نے صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

''جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جو قیام امن کے لئے اڑیسہ اور پورے ہندوستان میں عزم واستقلال کے ساتھ کوشش کر رہی ہے اوراس میں اسے نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس جماعت کی تقلید کریں۔''

پریس میں ذکر

بھونیشور کے جلسہ کی کارروائی مقامی اخبارات ''پرجانتر کٹک'' اور ''کلینکا کٹک'' میں بھی شائع ہوئی۔''پرجانتر کٹک'' نے 18 اپریل 1961ء کی اشاعت میں جلسہ کے ذکر کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بارہ میں لکھا:

''جماعت احمدیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ ہندو، عیسائیت وغیرہ ہر ایک مذہب کا احترام کرنا۔مشرقی پنجاب کے قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اس مذہب کو رائج کیا تھا اور اہل اسلام میں ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد تیس ہزار سے زائد ہے۔''

12- جمشید پور (18 اپریل) تبلیغی جلسہ ہوا جس میں غیر احمدی بکثرت شامل ہوئے۔ 13- موڑیا گاؤں۔مرکزی وفد احمدی عقائد سے متاثر ایک رئیس شیخ محمد عثمان غنی کی خواہش پر 19 اپریل کو موڑیا گاؤں گیا اور وہاں ایک کامیاب جلسہ کیا۔ جلسے میں ایک غیر از جماعت مولوی مولوی نعمت اللہ صاحب نے مولانا بشیر احمد صاحب کی تقریر سننے کے بعد سامعین جلسہ کو کہا:

''یہ احمدی مبلغین اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔انکا ایک بیت المال ہے جسکے ذریعہ سال میں یہ لوگ سینکڑوں علماء پیدا کر لیتے ہیں اور پھر اسلام کی تبلیغ کے لئے انہیں بھجوا دیتے ہیں۔غرضیکہ احمدیہ

جماعت اسلام کی عظیم الشان خدمت کر رہی ہے مگر دوسرے مسلمان اس وقت غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔

''غیر مسلم احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

14- رانچی۔ 22 اپریل کو رانچی کے جلسہ میں معززین شہر کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ صدر جلسہ قاضی شہر مولانا صوفی جمال نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا:

''مبلغین اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے افراد قابل قدر ہیں جو انتہائی مشکلات کے باوجود فریضہ تبلیغ کو سرانجام دے رہے ہیں۔''

15- پٹنہ۔ 25 اپریل کو سیرت النبیؐ کا جلسہ ہوا جس میں کالج کے پروفیسر، طلباء، ادباء، شعراء اور دیگر اعلیٰ افسران شامل ہوئے۔ صدر جلسہ اردو ادب کے مشہور شاعر علامہ جمیل مظہری تھے جنہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے مبلغین ہی اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔

16- مظفر پور۔ (26۔ اپریل)۔ تربیتی و تبلیغی اجلاس ہوئے۔ تبلیغی جلسہ میں 400 ہندو، سکھ، مسلمان شامل ہوئے۔ 17- بھاگلپور 30,29 اپریل کو تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے۔ 30 اپریل کے جلسے میں ہندو بکثرت شامل ہوئے۔ اسی روز بھاگلپور سے متصل گاؤں برہ پورہ میں بھی جلسہ ہوا۔ 18- خانپور ملکی (یکم مئی) تبلیغی جلسہ ہوا۔ 19- بلاری۔ 2 مئی کو ایک جلسہ ہوا۔ سامعین جلسہ 500 تھے جن میں اکثریت ہندو تھے۔ 20- مونگھیر۔ 4 مئی اور 5 مئی کو تبلیغی جلسے ہوئے۔ 21- ادرین۔ 6 مئی کو جلسہ ہوا۔ گردونواح سے متعدد غیر مسلم دوست شامل ہوئے۔ حاضرین 3، 4 صد تھے۔ [15]

انڈین باسکٹ بال ٹیم کی ربوہ میں آمد

انڈین وائی ایم سی اے باسکٹ بال ٹیم کراچی اور لاہور میں متعدد نمائشی میچ کھیلنے کے بعد 5 اکتوبر کو ربوہ کے منتخب کھلاڑیوں سے ایک نمائشی میچ کھیلنے کی غرض سے ربوہ آئی۔ میچ کے علاوہ ٹیم کے اعزاز میں متعدد استقبالیہ تقاریب کا اہتمام عمل میں آیا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر میاں محمد ابراہیم صاحب کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے ٹیم کے ایک ممتاز فرد مسٹر ہیوبرٹ دھن راج نے کہا:

''آپ لوگوں نے ہمیں خوش آمدید کہنے اور ہر قسم کا آرام پہنچانے میں جو سرگرمی دکھائی ہے ہم اس سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ کسی جگہ آرام و آسائش کا مل جانا اتنی اہمیت نہیں رکھتا جتنا کہ محبت واخلاص کا وہ جذبہ رکھتا ہے جو اس کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔ دراصل آپ

لوگوں کا یہ جذبہ ہی ہے جس نے ہمیں بے حد متاثر کیا ہے۔ ہم جب واپس جائیں گے تو پاکستان کی اور بہت سی خوشگوار یادوں کے ساتھ ساتھ ربوہ میں چند گھنٹے قیام کی یاد بھی ہمارے دلوں میں عرصہ دراز تک تازہ رہے گی اور ہم جا کر اپنے ساتھی کھلاڑیوں سے بھی اس کا ذکر کریں گے۔۔۔۔۔آپ لوگوں کا بے آب و گیاہ اور شور قطعہ زمین میں ذاتی محنت اور کاوش کے بل پر ایک خوبصورت شہر آباد کر لینا اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ باطنی ایمان اور یقین کی قوت سے بہرہ ور ہیں۔ میں نے یورپ اور امریکہ کے بہت سے علاقے دیکھے ہیں اور ایسے مذہبی آثار قدیمہ کا بھی مشاہدہ کیا ہے جو ماضی میں گذری ہوئی قوموں کے جذبہ ایمان کے مظہر ہیں۔ یہی جذبہ مجھے آپ لوگوں میں بھی نظر آیا ہے۔ میں آپ لوگوں کے اس جذبہ ایمان اور یقین کی بہت قدر کرتا ہوں اور اس جذبہ کے پیش نظر ہی مجھے اس شہر کا مستقبل بہت روشن معلوم ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چند سال بعد یہ ایک سرسبز اور ترقی یافتہ شہر کی شکل اختیار کر لے گا۔'' 16

رنگ محل مشن ہائی سکول کے اساتذہ ربوہ میں

رنگ محل مشن ہائی سکول کے انیس اساتذہ اپنے پرنسپل مکرم سردار خان صاحب کے ہمراہ جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے دیکھنے کے لئے 25 نومبر 1961ء کو ربوہ تشریف لائے۔ صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ نے ان کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ربوہ کے قیام کی غرض و غایت سے اساتذہ کو آگاہ کیا اور مختلف اداروں سے روشناس کرایا۔ مغرب کے بعد یہ اساتذہ جامعہ احمدیہ کے ایک علمی مذاکرہ میں شامل ہوئے۔ اگلے روز انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر سے ملاقات کی۔ نیز تعلیمی ادارے اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور تحریک جدید کے دفاتر دیکھے اور اسی روز واپس لاہور تشریف لے گئے۔ 17

مہتہ عبدالخالق صاحب کی سعودی عرب میں مخلصانہ خدمات

مہتہ عبدالخالق صاحب (شہرت یافتہ پاکستانی جیالوجسٹ) 1961ء سے 1972ء تک سعودی عرب میں مقیم رہے اور ماہر ارضیات کی حیثیت میں اس سرزمین مقدس کے پوشیدہ خزانوں کے سراغ لگانے میں MINISTRY OF PETROLEUM & MINERAL RESOURCES کی

بھاری اعانت کی۔ ملازمت کے دوران انہوں نے سعودی فرمانروا شاہ فیصل سے بھی ملاقات کی اور ملک میں بعض کار آمد اور نئی معدنیات کے انکشافات پر داد حاصل کی۔ علاوہ ازیں سعودی ڈائریکٹر جنرل معدنیات شریف اے قاسم نے 14 اکتوبر 1962ء کو سفیر پاکستان کو ایک خصوصی مراسلہ لکھا جس میں جناب مہتہ صاحب کی اعلیٰ کارکردگی پر مبارکباد کے ساتھ حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کیا کہ ایک پاکستانی جیالوجسٹ نے معدنیاتی تلاش میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے اپنے ملک کے نام کو دوسروں سے بلند اور بالا ثابت کر کے دکھایا ہے۔

راولپنڈی کا اخبار "VIEW POINT" اکتوبر 1987ء کے ایشوع میں لکھتا ہے:

ترجمہ:۔یعنی مسٹر مہتہ نے جو اپنے ملک میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے سعودی عرب میں ایک جیالوجسٹ کی حیثیت سے محکمہ معدنیات میں ملازمت حاصل کر لی۔انہوں نے محکمہ کے حکام اعلیٰ کو زمین میں پوشیدہ خزانوں کے بے نقاب کرنے میں اپنی پُراسرار صلاحیت سے خوشگوار حیرت بخشی۔انکی ایک غیر معمولی دریافت میگنسائٹ (MAGNESITE) کے وسیع تجارتی ذخائر تھے جن کا اندازہ 4 ملین ٹن کا لگایا گیا تھا۔ یہ ایک اہم صنعتی چٹان ہے۔ یہ سیمنٹ فیکٹری، سٹیل مل اور اونچے درجہ حرارت کی بھٹیوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انہوں نے فلورائٹ (FLUORITE)، سلیکا سینڈ (SILICA SAND) اور پزلون میٹیریل (PUZZOLON MATERIALS) کا بھی پتہ دیا۔[18]

سعودی عرب کے حکمران شاہ فیصل کو گاہے بگاہے مہتہ صاحب کے بارے میں اطلاعات ملتی رہتی تھیں۔شاہ فیصل نے انکو شاہی دربار میں آنے کی دعوت دی جہاں انکی کامیابیوں کا اعلانیہ بیان کیا گیا۔ 1972ء میں مہتہ صاحب سعودی عرب سے واپس آئے۔

بیرونی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیاں

انگلستان

1961ء میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے لندن کا تبلیغی دورہ کیا جس کے دوران آپ ساؤتھ ہال بھی تشریف لے گئے۔ جہاں انتخاب کرایا گیا اور جماعت ساؤتھ ہال کا قیام عمل میں لایا گیا۔[19]

جرمنی

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان 20 جنوری 1961ء کو مغربی جرمنی کے سرکاری دورہ کے سلسلہ میں ہیمبرگ تشریف لے گئے۔ امام بیت ہیمبرگ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب، مکرم منیرالدین احمد صاحب، یحییٰ فضلی صاحب اور مکرم ناصر وہلم نکولسکی صاحب نے موصوف کا استقبال کیا۔ اسی روز شام کو جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کی قیادت میں صدر صاحب سے ملاقات کی اور ان کو جرمنی میں تبلیغ اسلام کے متعلق جماعت احمدیہ کی مساعی سے آگاہ کیا۔ صدر پاکستان نے احمدیہ وفد کی باتوں میں گہری دلچسپی لی اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ اس موقع پر آپ کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا۔[20]

فروری سے جون 1961ء کے دوران چوہدری عبداللطیف صاحب انچارج جرمنی مشن نے 9 فروری کو ہیمبرگ کے مضافاتی قصبہ ونس کے سکول میں اسلام کے موضوع پر تقریر کی اور سوالوں کے جواب دیئے۔ ازاں بعد 14 فروری، 29 مئی اور 9 جون کو تبلیغی سفر کے دوران لیکچر دیئے۔

25 مئی کو عیدالاضحیٰ منائی گئی۔ اس موقع پر مغربی جرمنی کے ٹیلی وژن نے نہایت عمدہ انداز میں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور جرمنی میں مشن کی ابتداء، ترقی اور مساجد کی تعمیر کا تذکرہ کیا۔

9 اپریل کو بوریا (مغربی جرمنی) کے ٹیلی ویژن کے نمائندہ نے مکرم چوہدری صاحب موصوف سے انٹرویو لیا۔ انٹرویو کے ذریعہ اسے جماعت احمدیہ کے مشنوں کی مساعی اور انکے نتائج سے آگاہ کیا گیا اور مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا گیا۔

18 اپریل کو آپ نے انڈونیشیا کے کونسل جنرل سے ملاقات کر کے جماعت کے مشنوں کا تعارف کرایا اور موصوف کو انگریزی ترجمہ قرآن پیش کیا۔ جماعت کا ذکر پریس نے بھی کیا۔ چنانچہ جرمنی بھر کے

اخبارات نے ماہ مئی میں مسجد کی فوٹو شائع کرتے ہوئے لکھا ’’یہ مسجد جماعت احمدیہ نے قائم کی ہے اور یہ جماعت بڑی کامیابی سے تبلیغِ اسلام کر رہی ہے‘‘۔21

چوہدری صاحب نے 23 ستمبر کو بین الاقوامی ادارہ کے 25 افراد کو خطاب کر کے سوالوں کے جواب دئے۔ 10 اکتوبر کو یونیورسٹی کے طلبہ کے سامنے ’’موجودہ حالات کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ‘‘ کے موضوع پر تقریر کر کے حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا۔ 31 اکتوبر کو مسجد میں ’’اسلام کی اہمیت‘‘ پر تقریر کی جسکے بعد سوالوں کے جواب دئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔

نومبر کے اوائل سے کرسچن اکاڈمی کے تحت ایک پادری ہر ہفتہ اسلام کے بارہ میں غلط فہمیاں پھیلاتا تھا۔ چوہدری صاحب نے پادری کی تین تقاریر میں شامل ہو کر اسکے اعتراضات کا جواب دیا جس کا سامعین پر خوش گوار اثر ہوا۔

15 نومبر کو ہیمبرگ کے مضافاتی قصبہ کی اصلاحی انجمن کے تحت آپ کا لیکچر ہوا جس کے بعد آپ نے سوالوں کے جواب دئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 21 نومبر کو 27 مصری احباب پر مشتمل ایک وفد مسجد کی زیارت کے لئے آیا اور بے حد مسرور ہوا۔ وفد نے GUEST BOOK میں لکھا: ’’تمام مسلمان جماعت احمدیہ کے ممنون ہیں کہ اس نے خدا تعالیٰ کا نام بلند کرنے اور اسلام کی اشاعت کے لئے یورپ بھر میں مشن و مساجد قائم کر دی ہیں‘‘۔ وفد کو لٹریچر دینے کے علاوہ ان کے استفسارات کے جواب بھی دئے گئے۔

28 نومبر کو چوہدری صاحب نے ’’اسلام میں عورت کا مقام‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس اجلاس کی حاضری باقی سب اجلاسوں سے زیادہ تھی۔ اجلاس میں مشہور مستشرق پروفیسر ڈاکٹر شپولر (صدر شعبہ اسلامک سٹڈیز ہیمبرگ) نے بھی شمولیت اختیار کی۔ پروفیسر موصوف نے چوہدری صاحب کی تقریر کے بعد اپنے خطاب میں قرآن کریم کی تعلیم کو قابل تعریف قرار دیا۔

24 اکتوبر کو نومسلم جرمن وہلم ناصر نکولسکی نے ’مسلم ممالک اور اسلام‘‘ کے موضوع پر ایک علمی مجلس کی دعوت پر تقریر کی۔ بعد ازاں لٹریچر تقسیم کیا۔ 2 اکتوبر کو جرمن ٹیلی وژن نے اسلام کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ نشر کرتے ہوئے احمدیہ مشن کا تعارف کرایا۔ آخری سہ ماہی میں نیوی کے ایک افسر نے بیعت کی۔22

سکنڈے نیویا

انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر سوئکارنو وسط 1961ء میں ڈنمارک تشریف لے گئے۔ مبلغ سکنڈے نیویا جناب کمال یوسف صاحب نے صدر صاحب موصوف سے دو دفعہ ملاقات کی اور قرآن مجید کا ڈینش ترجمہ

تحفۃً پیش کیا نیز جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ صدر موصوف نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کو سراہا۔ ڈنمارک پریس نے صدر انڈونیشیا کے ساتھ مبلغ اسلام کی ملاقات اور ترجمہ قرآن کی پیشکش کو بہت اہمیت دیتے ہوئے تصاویر کے ساتھ خبریں شائع کیں۔ [23]

سوئٹزرلینڈ و آسٹریا

سوئٹزرلینڈ مشن کے انچارج شیخ ناصر احمد صاحب نے انفرادی تبلیغ کے علاوہ لیکچروں اور جلسوں کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا اور دلچسپی رکھنے والے افراد کو لٹریچر دیا۔ 25 اپریل کو بازل شہر میں ''اسلام کا عالم روحانی'' کے موضوع پر تقریر کی اور 3 جولائی کو میناڈری (MANNEDRY) میں عیسائی دوستوں کے ایک گروپ میں تقریر کی اور سوالوں کے جواب دئے۔ [24]

اخبارات میں تذکرہ

سوئٹزرلینڈ کے اخبار (FRIBURGER NACHRICHTEN) نے 18 مارچ 1961ء کی اشاعت میں لکھا:

''فرقہ احمدیہ جو اسلام ہی کا ایک سرگرم اور فعال حصہ ہے اس کے لیڈروں نے دنیا بھر میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے بارہ میں اپنے ممبران سے ایک پُرزور اپیل کی ہے۔ اس اپیل میں جماعت کے ممبران سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے خاندان میں سے ایک ایک آدمی اشاعتِ اسلام کی غرض سے پیش کریں کیونکہ ماہوار چندوں کی رقوم ادا کر کے اپنے آپ کو فریضۂ تبلیغ سے سبکدوش سمجھ لینا اور اس طرح تبلیغ کے کام کو محض اتفاقات کے حوالے کر دینا مناسب نہیں ہے۔ اپیل میں کہا گیا ہے کہ آئندہ مبلغین اسلام کی تعداد کو بڑھانا اور تمام ذرائع کام میں لا کر تبلیغِ اسلام کی منظّم جدوجہد کو تقویت پہنچانا ضروری ہے۔ اس وقت افریقہ میں یہ حالت ہے کہ اگر ایک افریقی بندہ عیسائیت قبول کرتا ہے تو اس کے بالمقابل بائیس افریقہ باشندے اسلام کے حلقہ بگوش بن جاتے ہیں۔ اسلام کی طرف سے مذکورہ بالا تیز تر تبلیغی جدوجہد بلاشبہ ایک اور بائیس کی اس نسبت کو اور بھی زیادہ بڑھا دے گی اور یہ امر عیسائیت کے لئے مزید نقصان اور دھکے کا موجب ہوگا''۔ [25]

سوئٹزرلینڈ کے مشہور روزنامہ بائلر ٹیگبلٹ (BIELER TAGBLATT) نے 11 جون 1961ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ دیا:

''یہ جماعت دنیا کے اور بہت سے حصوں میں بھی پھیل گئی ہے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے لندن، ہیمبرگ، فرانکفورٹ، میڈرڈ، زیورک اور سٹاک ہالم میں اب اس جماعت کے باقاعدہ مشن قائم ہیں۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، لاس انجلیز، نیو یارک، پیٹسبرگ اور شکاگو میں بھی اس کی شاخیں موجود ہیں اس سے آگے گرنیاڈا، ٹری نیڈاڈ اور ڈچ گی آنا میں بھی یہ لوگ مصروفِ کار ہیں۔ افریقی ممالک میں سے سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، لائبیریا اور مشرقی افریقہ میں بھی انکی خاصی جمعیت ہے۔ مشرق وسطی اور ایشیا میں سے مسقط، دمشق، بیروت، ماریشس، برطانوی شمالی بورنیو، کولمبو، رنگون، سنگاپور اور انڈونیشیا میں انکے تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں''۔

دوسری عالمگیر جنگ سے قبل ہی قرآن کا دنیا کی سات مختلف زبانوں میں ترجمہ کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ چنانچہ اب تک ڈچ، جرمن اور انگریزی میں پورے قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح عنقریب روسی ترجمہ بھی منظر عام پر آنے والا ہے۔

اس جماعت کا نصب العین بہت بلند ہے یعنی یہ کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوعِ انسان کو ایک ہی مذہب کا پابند بنا کر انہیں باہم متحد کر دیا جائے۔ وہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہے۔ اس کے ذریعہ یہ لوگ پوری انسانیت کو اسلامی اخوت کے رشتے میں منسلک کر کے دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں توقع ہے کہ بالآخر تمام بنی نوع انسان اسلام کی آغوش میں آ کر مسلمان ہو جائیں گے۔

یہ جماعت خود اور اس کا اپنے مولد اور مسکن سے نکل کر پوری دنیا پر اس قدر مضبوطی سے پھیل جانا نوعِ انسان کی روحانی تاریخ کے عجیب وغریب واقعات میں سے ایک عجیب وغریب واقعہ اور نشان ہے''۔[26]

تبلیغی دورے

شیخ ناصر احمد صاحب نے آسٹریا کا دو دفعہ دورہ کر کے 7 لیکچروں کے ذریعہ پیغامِ حق پہنچایا۔ آپکا پہلا دورہ اکتوبر کے شروع میں ہوا۔ چنانچہ آپ نے 3۔4 اکتوبر کو انزبروک یونیورسٹی میں دو لیکچر دئے۔ 6 اکتوبر کو سالزبرگ میں ''اسلام اور کمیونزم'' کے موضوع پر تقریر کر کے سوالوں کے جواب دئے۔ اسی دن

موصوف نے ٹیلفو (TELFO) کا دوسری بار دورہ کیا اور 16 نومبر کو ’’اسلام اور کمیونزم‘‘ 23 نومبر کو ’’ایک مسلمان کی زندگی‘‘ نیز 30 نومبر کو ’’اسلام کی موجودہ تحریکوں‘‘ پر لیکچر دئے۔ ان سات لیکچروں کے علاوہ 13 اکتوبر کو مشن کے قیام کی سالگرہ کی مناسبت سے ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا اس موقع پر شیخ صاحب موصوف نے اسلام پر تقریر کی۔ اس موقع پر مختلف زبانوں میں احمدیہ لٹریچر کی نمائش بھی کی گئی۔ 27

ہالینڈ

ہالینڈ مشن کے زیر اہتمام ہفتہ وار علمی مجالس کے علاوہ متعدد پبلک جلسے منعقد ہوئے جنکے نتیجے میں کئی غیر ممالک کے معززین کو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے مواقع ملے۔ ان جلسوں میں معراج النبی کا جلسہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم احباب نے شرکت کی اور حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہالینڈ، نیز ایک ڈچ احمدی عبدالرشید صاحب نے تقاریر کیں جنکو سامعین نے توجہ اور دلچسپی سے سنا۔

12 فروری کو ہیگ کی ایک سوسائٹی میکائیل کی دعوت پر مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے ’’اسلامی تصوف‘‘ کے موضوع پر تقریر کی اور سوالوں کے جواب دئے۔

ماہ اپریل میں امرسفورٹ کی انسٹی ٹیوٹ میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی۔ حافظ صاحب موصوف نے ’’گناہ اور نجات‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا جس کا اچھا اثر رہا۔ آپ نے سوالوں کے جواب بھی دئے اور بعض معززین سے تبادلہ خیالات بھی کیا۔

ماہ مئی میں مکرم حافظ صاحب نے DEFT یونیورسٹی کی دو انجمنوں کی دعوت پر مختلف اوقات میں دو تقاریر کیں اور سوالوں کے جواب دئے اسی طرح آپ نے 13 جون کو فریس لینڈ FRIS LAND کے پبلک ہائی سکول میں بھی خطاب فرمایا۔

اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مشن ہاؤس میں مختلف وفود آتے رہے۔ ان وفود میں انٹرنیشنل لاء کورس کے طلبہ کا وفد خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ یہ وفد یورپ، افریقہ اور ایشیا کے بہت سے ممالک کے طلبہ پر مشتمل تھا۔ ان طلبہ تک پیغام حق پہنچانے کے لئے مشن ہاؤس میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا جس سے حافظ قدرت اللہ صاحب نے خطاب فرمایا جس کے بعد سوالوں کے جواب دئے گئے۔ طلبہ تقریر، مسجد اور مشن ہاؤس سے بہت متاثر ہوئے۔ ان طلبہ میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ 28

مارچ میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے ہالینڈ کے وزیر انصاف سے گھنٹہ بھر ملاقات کی اور انہیں مشن کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اس موقع پر آپ نے موصوف کی خدمت میں قرآن کریم، لائف آف محمدؐ

اور دیگر اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے خلوص و مسرت کے جذبات سے قبول کیا۔[29]

اسی سال بحرین کے شیخ حامد بن عبداللہ الخلیفہ یورپ کے دورہ کے دوران ہالینڈ آئے تو آپ یکم اگست کو احمدیہ مشن ہاؤس میں بھی تشریف لائے اور گھنٹہ بھر مشن میں رہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں سے بہت دلچسپی لی۔ اس موقع پر احمدیہ مشن کی طرف سے آپ کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور ''لائف آف محمدؐ'' کا روحانی اور دینی تحفہ پیش کیا۔ ولندیزی پریس نے اس واقعہ کو بھی وسیع پیمانے پر کوریج دی۔[30]

8 اگست کو نائیجیریا کے وزیر اقتصادیات مشن میں تشریف لائے اور پونے دو گھنٹے تک رہے۔ حافظ قدرت اللہ صاحب نے انہیں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جماعت کی مساعی سے آگاہ کیا۔ وزیر موصوف نے جواباً کہا ''مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپکی جماعت کی بدولت یہاں مسلمانوں کے لئے ایک مسجد قائم ہوئی ہے۔ آپ لوگ جس طرح اسلام کی خدمت کر رہے ہیں وہ قابل تعریف ہے اور ہالینڈ میں آپ کا مشن دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی''۔

اگست کے آخر میں مالی فیڈریشن کے محکمہ ریڈیو کے ڈائریکٹر مشن ہاؤس تشریف لائے حافظ صاحب موصوف نے انہیں جماعتی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''میں مالی لوٹ کر اپنے پریذیڈنٹ سے خود ملوں گا اور اصرار کروں گا کہ جب آپ ہالینڈ کا دورہ کریں تو وہاں ہیگ میں مسلمانوں کی ایک مسجد ہے جو جماعت احمدیہ نے بنائی ہے اسکی ضرور زیارت کریں''۔ انہی دنوں نیوز ایجنسی کے ایک نمائندہ نے جماعت کے متعلق حافظ صاحب سے انٹرویو لیا جسے متعدد اخباروں نے چھاپا۔[31]

اگست تا اکتوبر 1961ء کے عرصہ میں دو سعید الفطرت ڈچ احمدی ہوئے۔

23 اگست کو سیرت النبیؐ کا جلسہ ہوا۔ سامعین جلسہ 80 سے زائد تھے۔ جن میں غیر مسلم بھی شامل ہوئے۔ سامعین نے بڑی دلجمعی سے تقاریر سنیں اور مشن کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔

7 اکتوبر کو چرچ انسٹی ٹیوٹ کے 40 طلباء و طالبات کا گروپ مشن ہاؤس آیا۔ حافظ قدرت اللہ صاحب نے پون گھنٹہ تک تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دئے۔

25 اکتوبر کو حافظ موصوف نے UTRECHT یونیورسٹی میں 70 سامعین کے سامنے اسلام کے موضوع پر اور اسی طرح آخر اکتوبر میں ایک مشہور ایسوسی ایشن کے 60 سامعین کے سامنے تقریر کر کے سوالوں کے جواب دئے۔[32]

8 نومبر 1961ء کو مخلص احمدی خاتون مسز ناصرہ نے چرچ سے متعلق نوجوان طبقہ کی ایک سوسائٹی

میں نصف گھنٹہ تک تقریر کر کے سوالوں کے جواب دیے۔

17 نومبر کو ڈیلفٹ کے طلباء کے سامنے 20 نومبر کو چرچ کمیونٹی کی دعوت پر LEIDSDOK میں اور 28 نومبر کو ہیگ کی ایک سوسائٹی میں حافظ قدرت اللہ صاحب کو پیغام اسلام پہنچانے کی سعادت ملی۔[33]

سپین

غرناطہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب کی دعوت پر مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر نے 23 نومبر 1961ء کو ایک اثر انگیز خطاب کیا۔عنوان تھا ''پاکستان کی ایک مذہبی تحریک جو تجدید اسلام کے لئے قائم ہوئی ہے''

جناب پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ دس پندرہ افراد لیکچر سننے آئیں گے مگر ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ وقت سے پہلے ہی لیکچر ہال کھچا کھچ بھر گیا۔حاضرین کی تعداد 500 کے قریب تھی۔لوگوں نے لیکچر میں گہری دلچسپی لی۔ایک گھنٹہ کے لیکچر کے بعد سوالوں کے جواب بھی دئے گئے۔غرناطہ پریس نے لیکچر کی کامیابی کی خبر عمدہ الفاظ میں شائع کی۔[34]

امریکہ

8 مئی 1961ء کو شکاگو کے ایک اہم اخبار شکاگو سن ٹائمز (CHICAGO SUN TIMES) میں مکرم امین اللہ خاں صاحب سالک کا انٹرویو شائع ہوا۔یہ اخبار ساڑھے پانچ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا تھا۔اخبار میں اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام کیلئے قربانیوں کا بھی ذکر کیا گیا۔

بعد ازاں 22 مئی 1961ء کو ریڈیو اسٹیشن شکاگو نے آدھ گھنٹہ تک آپ کا انٹرویو نشر کیا جس کے ذریعہ آپ نے اسلامی تعلیم کے محاسن کو پیش کیا۔نیز ڈیٹن اور واشنگٹن کے چرچوں میں تقاریر کیں اور سینکڑوں پمفلٹ تقسیم کر کے پیغام حق پہنچایا۔شکاگو میں ایک سعید روح نے قبول حق کیا۔[35]

غانا

5۔6۔7 جنوری 1961ء کو جماعت احمدیہ غانا کا سالانہ جلسہ سالٹ پانڈ میں منعقد ہوا۔جلسہ کا افتتاح مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے فرمایا۔دیگر معزز مقررین کے نام یہ ہیں:۔

مولوی نسیم سیفی صاحب (مہمان خصوصی)،صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب (ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)،مولوی عبدالوھاب بن آدم صاحب،جناب یحیٰی صاحب (معلم وا) عبدالواحد صاحب عزیز

سیکرٹری اشانٹی سیکشن، محترم محمد آرتھر صاحب چیف ایگزیکٹو آفیسر غانا ہاؤسنگ کارپوریشن، چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی، مسٹر چرچل بن آدم صاحب۔

دوران جلسہ شوریٰ کا اجلاس بھی ہوا۔ جس میں مخلصین جماعت نے 1360 پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کی۔[36]

سات برس پیشتر جماعت احمدیہ غانا نے اپریل 1954ء میں وا (WA) میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو اس سال کے آغاز میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے کے مصرف سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس عالیشان مسجد کی تقریب افتتاح 29 جنوری 1961ء کو منعقد ہوئی۔ اس مسجد کے بھاری اخراجات الحاج امام محمد صالح آف وا جیسے مخلص بزرگ نے ادا کئے۔ آپ 1931ء میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے ذریعہ نور احمدیت سے منور ہوئے۔ ابتداء میں آپ کی شدید مخالفت ہوئی مگر کوہ استقلال بنے رہے۔ اور ایک مضبوط، فعال، مخلص اور منظّم جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ افسوس الحاج امام محمد صالح صاحب اس تقریب سعید سے پچیس روز قبل اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے اس موقع پر اپنی تقریر میں خاص طور پر آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

”وہ شخص جس کی مخلصانہ اور ان تھک کوششوں کے نتیجہ میں اس جماعت کو یہ قابل فخر مسجد بنانے کی توفیق ملی اور جو روح رواں تھا، وہ افتتاح سے صرف پچیس دن پہلے وفات پا گیا“

یہ کہتے ہوئے مولانا کی آواز رقت سے بھرا گئی اور اکثر حاضرین کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ مسجد کا افتتاح مسٹر وائی بی صدیق ڈپٹی کمشنر وا کے ہاتھوں عمل میں آیا جنہوں نے افتتاحی تقریر میں پہلے الحاج امام محمد صالح صاحب کا خصوصی تذکرہ کیا پھر فرمایا:۔

”جماعت احمدیہ جس کی بنیاد اس علاقہ میں 1932ء میں سخت مخالف حالات میں پڑی برابر ترقی کرتی گئی حتیٰ کہ اب دو ہزار پانچ سو آٹھ افراد کی ایک مضبوط جماعت اس علاقہ میں قائم ہے۔ اتنے افراد کا 9700 پاؤنڈ کے خرچ اور کئی ایک وقار عمل منا کر اتنی شاندار مسجد بنانا قابل رشک قربانی ہے۔ مسجد کا رقبہ 11.978 مربع فٹ ہے اور اس میں ایک ہزار ایک سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مینار کی بلندی 77 فٹ 7 انچ ہے۔ اور یہ بہت دلکش اور جاذب نظر ہے اور مستقبل کا مورخ کبھی اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتا کہ یہ سب میناروں سے بلند اور اعلیٰ ہے۔“

اس سال غانا کی سرزمین میں مندرجہ ذیل مجاہدین احمدیت ملک کے کونے کونے میں تحریر و تقریر

اور پبلک ملاقاتوں اور اشاعت لٹریچر کے ذریعہ اسلام واحمدیت کا روح پرور پیغام پہنچانے میں سرتا پا جہاد کرتے رہے:-

مولانا نذیر احمد صاحب مبشر (انچارج مشن)، مولوی عطاء اللہ کلیم صاحب، مولوی عبدالوھاب بن آدم غانا، مولوی عبدالمالک خاں صاحب (لختِ جگر حضرت خانصاحب ذوالفقار علی خاں)، قریشی فیروز محی الدین صاحب، مرزا لطف الرحمٰن صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی مساعی میں بہت برکت ڈالی اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق کم وبیش 135 خوش نصیب حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

مشن کی تاریخ میں اس سال کے کئی واقعات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر اس سال جولائی تک انچارج مشن کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ نے تبلیغی اور تعلیمی مقاصد کے لئے 2754 میل کا طویل سفر کیا جس کے دوران 24 مقامات تک حق کی پرشوکت آواز پہنچی۔ آپ نے عربی کلچر سینٹر کے ڈائریکٹر عبدالعزیز حلمی کو 40 کتب پر مشتمل دینی لٹریچر دیا۔ آپ کا ایک مفید ٹریکٹ دو ہزار کی تعداد میں ملک کے طول وعرض میں شائع کیا گیا۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے یونیورسٹی کالج غانا میں پراثر لیکچر دیا۔ اس موقع پر متحدہ عرب کے کلچرل سینٹر غانا کے ڈائریکٹر بھی موجود تھے۔ لیکچر کے بعد آپ کا ایک فاضل عربی معلم آدم سے نظریہ حیات و وفات مسیح پر مذاکرہ ہوا۔ جس کے نتیجہ میں دس افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوگئے۔ آپ کماسی مارکیٹ کے قریب باقاعدہ ہفتہ وار تبلیغی لیکچر دیتے رہے۔ 2200 میل سفر کیا۔ آپ کی معیت میں اسی افراد جماعت کا قافلہ جنوبی غانا میں پہنچا اور اکم اوڑا، اکم سویڈرا، بیبانی اور ٹیچی منٹیا کی بستیوں میں پبلک جلسے منعقد کئے جن سے متاثر ہوکر 5 نفوس داخل احمدیت ہوئے۔

مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے واپس مرکز تشریف لے جانے کے بعد مولوی عطاء اللہ کلیم صاحب نے 23 اگست 1961ء کو غانا مشن کا چارج سنبھالا جس کے معاً بعد آپ کی تبلیغی سرگرمیوں میں یکا یک اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ آپ نے منکسم اور کورم کرم میں تبلیغی و تربیتی کانفرنس کی جن میں عیسائی اور دوسرے لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ مجاہدین غانا کے ایک وفد نے چیف جسٹس غانا کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا تحفہ پیش کیا۔ اسی طرح فنانس منسٹر انڈیا اور سیلون اور انچارج ریلجس براڈ کاسٹنگ ریڈیو غانا اور ڈپٹی کمشنر اکرا کو بھی کلام اللہ کا مقدس ہدیہ نذر کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا عبدالمالک خان صاحب کی خصوصی جدوجہد کے نتیجہ میں علاقہ اشانٹی میں ایک کامیاب کانفرنس 25,24,23 نومبر کو بیبانی (BIBIANI) مقام پر منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں اشانٹی کے سینکڑوں

احباب نے شمولیت کی۔ ’’برونگ رہانو‘‘ ریجن کی جماعتوں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہوئے۔ کھانے اور سفر کے اخراجات احباب نے خود برداشت کئے۔ کانفرنس کا افتتاح مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم امیر غانا نے فرمایا۔ کانفرنس میں مقامی مبلغین کے علاوہ مولانا عبدالمالک خان صاحب، محترم سعود احمد خان صاحب، محترم حاجی الحسن عطاء صاحب، مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب کی تقاریر ہوئیں۔ اس موقع پر احباب نے قریباً سوا دو ہزار روپے قربانی پیش کی۔ اس کانفرنس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ دو دن شہر کے مختلف علاقوں میں تبلیغی جلسے کئے گئے جن میں شہر کے مسلم و غیر مسلم احباب نے ہزاروں کی تعداد میں پیغام حق کو سنا۔

مولانا عبدالمالک خان صاحب نے کماسی مارکیٹ کے پبلک جلسوں سے سات بار خطاب فرمایا۔ اور سوالات کے جوابات دیے۔ نیز ڈنکوا اور بییانی کے قصبات کو بھی اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، جس کے نتیجہ میں کیتھولک مناد اور ریلوے کے تعلیم یافتہ ملازم نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے ایک کامیاب مذاکرہ میں 100 معززین نے شرکت کی۔

مولانا عبدالمالک خان صاحب کی زیرنگرانی کماسی میں ہر اتوار کو تبلیغی اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ موصوف نے 1400 میل سفر کیا اور پیاناسی، اسکوڈی مومیانگ، ٹیچی منٹیہ، اہانو، یراسو، نوماسو، بکوائے، جماسی اور اکوٹوکم کے مقامات میں تبلیغی و تربیتی فرائض انجام دیے۔ آپ کی زیرنگرانی مجلس مذاکرہ کے پانچ اجلاس ہوئے۔ آپ نے کوامی نکرومہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی افتتاحی تقریب میں مختلف ممالک کے نمائندگان کو سلسلہ کا تعارف کروایا۔ اور اشانٹی کے ریجنل کمشنر کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ اس بات کا ذکر ریڈیو غانا اور ملک کے انگریزی اور لوکل اخباروں نے کیا۔ اس موقع پر مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے 2 پیراماؤنٹ چیفس سے ملاقات کر کے ایک کو مہدی موعود کی آمد سے آگاہ کیا اور دوسرے کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ علاوہ ازیں ایک شامی تاجر کو بھی لٹریچر دیا۔ آپ نے 18, 19, 20 نومبر کو ایک کانفرنس بلائی جس میں مختلف احباب کی تقاریر ہوئیں اس موقع پر آپ نے جماعت کو تبلیغی و تربیتی مساعی کو تیز تر کرنے کی تلقین کی۔ آپ کی تحریک پر احباب نے دارالتبلیغ کیلئے 77 پونڈ کی رقم نقد ادا کی۔ موصوف نے اپنے ریجن کے مغربی حصے کا دورہ کر کے مختلف مقامات پر چھ جلسے کئے۔

جناب قریشی فیروز محی الدین صاحب کی مساعی اکثر و بیشتر ملک کے علمی حلقوں میں زور شور سے جاری رہیں چنانچہ آپ نے مختلف ملکوں کے سفراء، یونیورسٹیوں کے طلبہ نیز دیگر اہم ملکی شخصیات تک بکثرت لٹریچر پہنچایا جن میں وزیر تعلیم غانا، انچارج مذہبی محکمہ غانا براڈ کاسٹنگ سسٹم، ہائی کمشنر سیلون، پیراماؤنٹ

چیف مشرقی ریجن، بھارتی وزیر خزانہ مرار جی ڈیسائی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے متعدد تبلیغی جلسوں میں لیکچر دیے خصوصاً مشرقی غانا کے علاقہ اکرا میں معززین سے نجی ملاقاتیں کیں اور پیغام حق پہنچایا۔قریشی صاحب ہر ہفتہ جیل خانے کے قیدیوں کو بھی تبلیغ کرتے رہے۔آپ نے سال کے آخر میں لوکل مبلغ اور اکرا چیف کی معیت میں وولٹ ریجن کا پانچ روزہ دورہ کیا اور چیفس اور پیراماؤنٹ چیفس تک پیغام حق پہنچایا اور پانچ مقامات پر کامیاب جلسے کئے۔آپ نے گورنر سٹیٹ بنک پاکستان کو دعوت استقبالیہ دی جنہوں نے جماعتی خدمات اسلامیہ کو سراہا۔

محترم مولوی عبدالوھاب صاحب مبلغ شمالی غانا نے متعدد پبلک تبلیغی جلسے منعقد کئے جن میں اساتذہ کے علاوہ ڈسٹرکٹ کمشنر ٹمالی نیز کئی دیگر اہم ملکی شخصیات نے شرکت کی۔آپکے 5 لیکچر گورنمنٹ سکول ٹمالو میں ہوئے جن سے اسلام کا پیغام نہایت احسن رنگ میں پہنچا۔

آپ نے سیکنڈری سکول میں اسلام کے مختلف موضوعات پر دس تقاریر کیں جن کو اساتذہ اور طلباء نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ تقاریر کے بعد سوالوں کے جواب دیے۔ علاوہ ازیں موصوف نے گورنمنٹ ٹریننگ کالج ٹامالے میں احمدی اور غیر احمدی میں فرق کے موضوع پر بہت کامیاب تقریر کی۔اس تقریر کے بعد اس کالج کے طلباء بکثرت دارالتبلیغ آکر احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔ موصوف سے سرکاری محکمہ معلومات نے ایک انٹرویو کیا جو ایک رسالہ ناردرن ریویو میں مع جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ کے شائع ہوا۔

1961ء میں جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے صدر جمہوریہ انڈونیشیا کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔ علاوہ ازیں صدر صومالیہ ہز ایکسی لینسی عبداللہ عثمان، ان کی کابینہ کے وزیر تعلیم اور دیگر اعلیٰ افسروں کے ساتھ غانا تشریف لائے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج مشن و امیر جماعت غانا کی قیادت میں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ غانا مسٹر محمد آرتھر اور قریشی فیروز محی الدین صاحب پر مشتمل وفد نے سٹیٹ ہاؤس میں ان کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ کی اشاعت اسلام سے متعلق عالمی مساعی سے متعارف کروایا۔ نیز ترجمۃ القرآن انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر تحفۃً پیش کیا۔ جناب صدر نے جماعت احمدیہ کی اسلامی سرگرمیوں پر اظہار مسرّت کرتے ہوئے مشن کی گیسٹ بک میں تحریر فرمایا:۔

> ”مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی خوشی ہوئی کہ ایک اسلامی مشن غانا میں صرف تبلیغ ہی نہیں کر رہا بلکہ نہایت تندہی اور محنت کے ساتھ ترقی کی راہوں پر سرعت سے گامزن ہے۔ اسلام کی مقدس تعلیمات (روحانی فلسفہ وسادہ اور قابل فہم احکامات) کی تبلیغ میں جمود کی وجہ باقاعدہ

منظّم اور تربیت یافتہ مبلغین کی کمی تھی اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو دیکھ کر واقعی بہت مسرّت ہوئی ہے۔''

ریڈیو غانا نے اس خبر کو انگریزی کے علاوہ پانچ مقامی زبانوں میں نشر کیا۔علاوہ ازیں غانا کے ایک کثیر الاشاعت روزنامے میں اس کی اشاعت کی۔ اسی طرح مکرم امیر صاحب اور قریشی صاحب نے موریطانیہ کے صدر محمد مختار دادا سے ملاقات کر کے انھیں جماعت کی تبلیغی مساعی سے آگاہ کیا۔ اور ان کی خدمت میں عربی و فرانسیسی لٹریچر پیش کیا۔ نیز سالٹ پانڈ میں ایک اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کو بھی امیر صاحب نے لٹریچر پیش کیا۔مکرم امیر صاحب نے میموریل زائن سیکنڈری سکول نیز ایک اور موقع پر 250 عیسائی طلبہ اور 12 اساتذہ کے سامنے تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دئے۔ 37

نائیجیریا

مولوی نسیم سیفی صاحب (رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)، مولوی محمد بشیر شاد صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب شمس نے تحریر وتقریر اور پبلک لیکچروں اور نجی ملاقاتوں غرضیکہ ہر ضروری طریق سے اشاعت حق کی مساعی پورے ذوق وشوق سے جاری رکھیں اور خدا کے فضل سے 76 سعید الفطرت احباب نے قبول احمدیت کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک نئی جماعت کا قیام بھی عمل میں آیا۔نو مبائعین میں ہاؤسا قبیلہ کے ایک عالم دین اور اس علاقہ کے حاکم بھی تھے۔

جناب نسیم سیفی صاحب نے ریڈیو نائیجیریا سے ہر ماہ تقاریر فرمائیں۔مولوی محمد بشیر شاد صاحب نے ویسٹرن ریجن اور شمالی نائیجیریا کا تبلیغی دورہ کیا۔JOS میں ڈیڑھ ماہ قیام کر کے دس پبلک لیکچر دئے۔

اس علاقہ میں دس افراد داخل احمدیت ہوئے۔آپ نے شمالی نائیجیریا کا بھی دورہ کیا۔جس کے دوران علاقہ KAFANCHAN میں ایک نئی جماعت قائم ہوگئی۔ یہاں آپ کے دس روزہ قیام کے دوران 16 احباب حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ بعد ازاں JOS میں آپ نے ڈیڑھ ماہ تک قیام کیا دس لیکچر دیے جن سے متاثر ہو کر 5 نفوس نے خدا کی پاک جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

مولوی بشیر احمد شاد صاحب نے ویسٹرن ریجن اور مغربی صوبہ کا کامیاب تبلیغی دورہ کر کے بعض چیفس اور ممتاز شہریوں تک دعوت حق پہنچائی۔ ابادان میں آپ کا قیام دو ہفتہ رہا جہاں آپ کے تین پبلک لیکچر ہوئے جن میں کثیر تعداد میں سامعین شامل ہوئے اور ایک شخص نے بیعت کی۔ ابادان میں موصوف نے

'ایپے کوٹا' کے رئیس سے دو گھنٹہ تک گفتگو کی جس کے دوران انھوں نے کہا:-

''مذہبی اور تعلیمی لحاظ سے مسلمانوں کی موجودہ بہتر حالت احمدیہ جماعت کی وجہ سے ہی ہے۔''

رئیس موصوف کو اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ بطور تحفہ دیا گیا جسے موصوف نے خوشی سے قبول کیا۔ جنوری کے بقیہ دو ہفتے مکرم بشیر احمد صاحب شمس نے ELE-IFE میں قیام کیا اور پانچ لیکچر دیے۔ ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا آپ نے یکم تا 27 فروری کا عرصہ ایک اور جگہ قیام کیا جہاں کے بشپ کو لٹریچر دیا۔ اور 4 اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔

4 مارچ کو آپ اونڈو مشن کے سیکرٹری کے آبائی گاؤں تشریف لے گئے وہاں آپ کے لیکچر میں 800 سے زائد افراد شامل ہوئے۔ وہاں تین افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

8 مارچ سے 22 مارچ تک موصوف OWO میں رہے وہاں تین پبلک لیکچر دیے۔

23 مارچ سے 22 اپریل تک آپ اکرا رہے۔ وہاں اپنے اردگرد کے قصبات میں سات لیکچر دیے۔ لیکچروں کے علاوہ چیفس، سکول ٹیچرز، ہیڈ ماسٹر، مسلم سکول مینیجر C.M.S کے ممبران سے ملاقاتیں کیں اس دوران 35 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

موصوف 23 اپریل سے 19 مئی تک ADOF-KITI رہے وہاں 5 پبلک لیکچر دیے۔

20 مئی سے 6 جولائی تک آپ نے AGBDE نامی جگہ میں قیام کیا اور اردگرد کے دیہات میں 11 پبلک لیکچر دیے۔ اور چیدہ چیدہ شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں۔ وہاں کے 14 افراد داخل احمدیت ہوئے۔ اس جگہ پر قیام کے دوران 10 جون کو موصوف نے ایک گاؤں AUCHI کے تمام چیدہ چیدہ احباب سے ایک مجلس میں تین گھنٹے تک اسلامی مسائل پر گفتگو کی اور لوگوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔ آپ نے 7 جولائی سے 9 جولائی تک BANIN CITY میں قیام کیا۔ وہاں ایک پبلک لیکچر دیا۔ دو افراد داخل سلسلہ ہوئے۔[38]

سال کے آخر میں 28-29 دسمبر 1961ء کو جناب مولوی نسیم سیفی صاحب کی زیر صدارت سالانہ احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی آپ کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب نے بھی خطاب فرمایا:۔ مولوی بشیر احمد صاحب شمس۔ پروفیسر فضل احمد صاحب افضل۔ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب، چوہدری رشید الدین صاحب، اقبال سیفی صاحب، حاجی فیض الحق صاحب، بعض مقامی معلّمین کی تقاریر بھی ہوئیں۔ ایک معزز غیر از جماعت دوست نے اپنی تقریر میں اعتراف کیا کہ:-

"نائیجیریا میں مسلمانوں کی تعلیمی و مذہبی حالت نہایت خستہ تھی..........مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی نائیجیریا میں آمد سے مسلمانوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو چکا ہے۔"

دوران کانفرنس شوریٰ اور لجنہ کے اجلاس بھی ہوئے۔کانفرنس سے ایک روز قبل دس زبانوں میں تقاریر کا ایک خصوصی اجلاس ہوا جو بے حد پسند کیا گیا۔

نائیجیریا پریس میں تین روز کانفرنس کا چرچا رہا۔کانفرنس سے قبل مولوی نسیم سیفی صاحب نے نائیجیریا ریپبلک کے مسلمان صدر کی خدمت میں ترجمہ قرآن کریم انگریزی اور دیگر اسلامی کتب تحفۃً پیش کیں۔ 39

سیرالیون

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے 3-4 فروری 1961ء میں جماعت سیرالیون کی شاندار سالانہ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس نے مجاہدین احمدیت اور مخلصین جماعت کے حوصلوں اور ولولوں کو نئی قوت بخشی تبلیغی دورے پیغام احمدیت پھیلانے میں ہمیشہ موثر کردار ادا کرتے ہیں جس کی طرف سیرالیون کے مجاہدین نے اپنے امیر مولوی محمد صدیق صاحب شاہد کی زیر قیادت سال کے آخر میں بالخصوص بہت توجہ دی۔

چنانچہ ستمبر 1961ء میں مکرم مولوی غلام احمد صاحب نسیم اور مولوی اقبال احمد صاحب نے پندرہ دن کا ایک تبلیغی دورہ کیا۔600 میل کے اس دورے میں انھوں نے مختلف مقامات پر پبلک تقاریر کیں۔ متعدد سوالات کے جوابات دئے اور سینکڑوں لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔

ماہ اکتوبر میں مکرم مولوی اقبال احمد صاحب نے سیرالیون کے شمالی اور جنوب مشرقی صوبوں کا دورہ کر کے بیس مقامات پر تقاریر کیں اور بیسیوں سوالات کے جوابات دیے۔موصوف نے پبلک تقاریر بھی کیں۔اس دورے میں ان کے ہمراہ 2 لوکل مبلغ سعید بنگورا صاحب اور فوڈے صالح صاحب مختلف اوقات میں رہے اور ترجمان کے فرائض ادا کرتے رہے اسی دوران یوما نڈو نامی گاؤں میں نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

خود مولوی محمد صدیق صاحب جنوب مشرقی صوبہ میں تشریف لے گئے جس نے جماعتوں میں نئی بیداری پیدا کر دی۔عربی کے ایک پروفیسر گنی سے سیرالیون آئے تو احمدیہ مشن نے انہیں مدعو کیا۔ان کے ساتھ آٹھ مسلمان بھی تھے جن کی خدمت میں مشن کی طرف سے عربی اور انگریزی لٹریچر پیش کیا گیا جن سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

نومبر کے آخر میں ملکہ برطانیہ سیرالیون میں تشریف لائیں۔ گورنر ہاؤس میں مولوی محمد صدیق

صاحب نے انہیں جماعت احمدیہ کی پرامن دینی مساعی سے آگاہ کیا اور ترجمۃ القرآن انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

ان سالانہ مساعی کے نتیجہ میں تین نئی جماعتیں معرض وجود میں آئیں اور 96 خوش نصیبوں کو آغوش احمدیت میں آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جماعت احمدیہ سیرالیون کی تیرھویں سالانہ کانفرنس 8-9-10 دسمبر 1961ء کو بو میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا افتتاح مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد امیر و مبلغ انچارج سیرالیون نے کیا۔ امیر صاحب نے اپنے خطاب میں جلسہ کی اغراض پر روشنی ڈالنے کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے احباب جماعت کو اس امر کی تلقین فرمائی کہ وہ اہل افریقہ کی حقیقی آزادی کے لئے دعا کریں جس میں نہ صرف ان کا جسم آزاد ہو بلکہ روحیں بھی آزاد ہوں۔ آپ نے احباب کو حقیقی بڑائی حاصل کرنے کی تلقین کی جو اخلاق، نیکی اور تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ نیز مبلغین کو مساوات کا نمونہ بننے کی تلقین فرمائی اور احباب جماعت کی دینی و دنیاوی رفعتوں کیلئے دعا کی۔

ازاں بعد وکیل التبشیر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ آپ نے احباب کو نفرت و حقارت ختم کر کے اخوت اختیار کرنے کی تلقین کی نیز تبلیغ اور مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ افتتاحی تقریر و دعا کے بعد مسٹر ایم، بی ابراھیم صاحب و جنرل سیکرٹری نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ امسال 268 افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔

اس کے بعد درج ذیل احباب نے تقاریر کیں:-

1۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب 2۔ مسٹر ایم۔ کے بنگائے صاحب (M.K Bangay) ہیڈ ماسٹر فری ٹاؤن سکول، 3۔ مکرم مولوی غلام احمد نسیم صاحب، 4۔ اے۔ ایس۔ ڈی اوکلا صاحب (A.S.D Aucla) نوجوان ٹیچر، 5۔ چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال، 6۔ شیخ امام سیسے صاحب ٹیچر سیکنڈری سکول بو، 7۔ کیرافا کمار صاحب (Keriefa Kamar) پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کونسل، 8۔ الحاج المامی سوری صاحب، 9۔ منور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی، 10۔ مولوی اقبال احمد صاحب، 11۔ الفا ادریسا صاحب، 12۔ چیف وی وی کالون صاحب (V.V Kallon)، 13۔ مولوی عبد القدیر شاہد صاحب، 14۔ الحاج علی روجرز صاحب، 15۔ مسٹر اے۔ ایس مانسرے صاحب (Mr. A.S Mansary)، 16۔ ڈاکٹر شاہنواز صاحب، 17۔ مسٹر سنفا آدم صاحب (Sanfa Adam)، 18۔ چیف گمانگا صاحب، 19۔ مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب۔

کانفرنس کے آخری روز وزیر رسل ورسائل اور فری ٹاؤن کے میئر نے بھی خطاب کیا۔ وزیر رسل و رسائل الحاج کانڈے بورے نے جماعت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ :-

’’اسلام کا طرہ امتیاز ہمدردی خلق کی تعلیم ہے اور یہی لاثانی جوہر لے کر احمدیت اس ملک میں طلوع ہوئی ہے۔ احمدیہ جماعت سچائی کی علمبردار ہے اور یہی چیز مبلغین احمدیت سیرالیون میں لے کر آئے ہیں.......... تھوڑے سے عرصہ میں جماعت احمدیہ نے بڑے کارنامے کر دکھائے ہیں۔ تعلیم کے لحاظ سے بہت سے پرائمری سکولوں کے علاوہ سیکنڈری سکول بھی قائم ہو چکا ہے۔ لوگوں کی جسمانی خدمت کے لئے احمدی ڈاکٹر تشریف لا رہے ہیں اور لوگوں کی روحانی اصلاح کے لئے مبلغین ملک کے تقریباً ہر حصہ میں موجود ہیں۔‘‘

اسی طرح فری ٹاؤن کے میئر (ALDAMANA FREHMAN) نے خطاب کرتے ہوئے کہا:-

’’احمدیہ جماعت بنی نوع انسان کی ہر ممکن خدمت کر رہی ہے۔ اسلام کی خدمت کے لئے واقعی ایسی ہی منظّم جماعت درکار تھی سو خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو اسلام کی خدمت کیلئے کھڑا کر دیا۔ ملک کی خدمت کیلئے جماعت نے نہایت ہی اہم اور دور رس پروگرام شروع کئے ہوئے ہیں پرائمری سکولز میں عربی اور انگریزی دونوں زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے، کے علاوہ سیکنڈری سکول کی عمارت جماعت کی ہمت واستقلال کی آئینہ دار ہے۔ سب سے زیادہ قابل قدر کام جو جماعت احمدیہ اس ملک میں کر رہی ہے وہ سکولوں کو ایک خاص معیار پر چلانے کا ہے.......... تعلیم کے میدان میں جماعت احمدیہ جو کوششیں کر رہی ہے ان کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔‘‘

دوران کانفرنس شوریٰ کا اجلاس بھی ہوا جس میں مشن کی ترقی اور تبلیغی کام کو موثر طریق پر چلانے کے لئے دور رس تجاویز پر غور کیا گیا۔ نیز لجنہ اماء اللہ کا اجلاس بھی ہوا۔ ریڈیو سیرالیون نے کانفرنس کی خبر نشر کی۔ 40

لائبیریا

مئی 1961ء میں لائبیریا کے دارالحکومت منروویا میں آزاد افریقن ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس ہوئی جس میں 21 ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں مکرم مبارک احمد صاحب ساقی اخباری نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ اس موقع پر موصوف نے چار ممالک کے وزراء اعظم اور تین ممالک کے پریذیڈنٹوں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کر کے ان کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا اور ہر ایک کو ایڈریس پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ اور مشن کی مساعی

سے آگاہ کیا۔ علاوہ ازیں آپ نے اس سہ ماہی میں لائبیریا کے صدر مسٹر ولیم ٹب مین کو بھی قرآن مجید اور اسلامی کتب پیش کیں۔ 41

مشرقی افریقہ

اس مشن میں مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے اس سال قلمی جہاد میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا جس کی تفصیل یہ ہے:-

1۔ٹریکٹ بزبان لوءُ 5ہزار

2۔ٹریکٹ برائے ٹانگانیکا 10ہزار۔اسوہ حسنہ

3۔ٹریکٹ کیکامبا زبان 5ہزار

4۔کیکویو قبیلہ کی زبان کیکویو میں 1ہزار عنوان ''میں اسلام کو کیوں قبول کرتا ہوں''

5۔ردّ عیسائیت 5ہزار (سواحیلی زبان)

6۔ترجمہ ادعیۃ الرسولؐ 3ہزار

علاوہ ازیں احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اردو زبان میں ماہ اکتوبر سے 'زجاجہ' رسالہ جاری کیا گیا۔

مجاہدین احمدیت

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مولوی نور الحق صاحب انور، مولوی منصور احمد صاحب مبلغ ٹانگانیکا، چوہدری عنایت اللہ صاحب ٹانگانیکا، حافظ محمد سلیمان صاحب ٹانگانیکا

مئی 1961ء میں مشن کے نئے نظام عمل کے مطابق یوگنڈا میں مولوی عبدالکریم صاحب شرما، حکیم محمد ابراہیم صاحب اور مولوی عنایت اللہ خلیل صاحب بغرض تبلیغ متعین کئے گئے۔

یہ سال اسلام اور عیسائیت کے نمائندوں میں معرکہ آرائی کا سال تھا جس میں ربِ محمدؐ نے کاسر الصلیب کے شاگردوں کو فتح مبین بخشی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ 'دار السلام' میں عیسائی کانفرنس وسط 1961ء کے دوران ہوئی جس میں بشپ بیچر (BISHAP BEECHER) نے عیسائیوں کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے یہ الزام لگایا کہ اسلام بھی کمیونزم کی طرح تہذیب و تمدن کے لئے عظیم خطرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس الزام کے جواب میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے بشپ بیچر کو چیلنج کیا کہ وہ پبلک

میں اس طرح اسلام کے خلاف ناروا حملے کرنے کی بجائے باقاعدہ تقریری یا تحریری مناظرے کے ذریعہ اسلام کے خلاف اس سراسر غلط اور بے بنیاد الزام کو ثابت کریں ورنہ انھیں آئندہ اسلام کے خلاف اس قسم کی بے سروپا باتیں کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ آپ کا یہ چیلنج مشہور پندرہ روزہ انگریزی اخبار ’ایسٹ افریقن ٹائمز‘ میں 15 جولائی 1961ء کو شائع ہوا اور اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔ 42

ازاں بعد بشپ نے اپنی ذلت کا داغ مٹانے کے لئے روزنامہ سواحیلی (MWAFRIKA) میں ایک آرٹیکل چھپوایا جس پر مولوی محمد منور صاحب فاضل بشپ صاحب کو میدان میں آ کر مناظرہ کرنے کا کھلا چیلنج دیا چنانچہ اس سواحیلی روزنامہ نے 26 جون 1961ء کی اشاعت میں یہ چیلنج شائع کر کے لکھا کہ احمدیہ مشن نے آرچ بشپ صاحب کو اسلام اور عیسائیت کے موازنہ پر دعوت مباحثہ دی ہے اور للکارا ہے۔ آرچ بشپ صاحب کو چاہئے کہ وہ مرد میدان بنیں اور تفرقہ انگیز بیانات سے گریز کریں۔ مشرقی افریقہ کے مسلمانوں نے مولوی محمد منور صاحب کے اس بیان اور جرات ایمانی پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس چیلنج کے بعد بشپ صاحب بالکل ساکت وصامت ہو گئے اور ایک دفعہ پھر جاء الحق کا نظارہ سامنے آ گیا۔

مبشرین اسلام کے دوران سال مختلف ذرائع و وسائل سے اسلام واحمدیت کی آواز کو ملک کے کونے کونے تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

دورے

حافظ محمد سلیمان صاحب، چوہدری عنایت اللہ صاحب، مولوی نور الحق صاحب انور، مولوی محمد منور صاحب نے تبلیغی سفروں کے ذریعہ بہت سے شہروں تک موثر انداز میں حق کی آواز پہنچائی۔

اہم شخصیات سے رابطہ

جن اہم شخصیتوں سے احمدیہ مشن کے مبلغین نے رابطہ کر کے ان تک اسلامی لٹریچر پہنچایا ان میں سے قابل ذکر یہ ہیں:۔

چیف ہارون لگدشہ سابق ڈپٹی سپیکر ٹانگانیکا۔ چیف ہومی زبوٹا ممبر لیجسلیٹو کونسل۔ چیف عبداللہ سعیدی فنڈ یکرا وزیر قانون۔ پالی بومانی وزیر زراعت۔ پبلسٹی سیکرٹری نیشنل کانگریس مسٹر FEOMIDO۔ وزیر اعظم ٹانگانیکا، عہدیداران مسلم پولیٹیکل یونین، وزیر اعظم یوگنڈا، پروفیسر ڈاکٹر ارین پروفیسر انڈیانا یونیورسٹی، چیف ہارون کنگوسا مسٹر مگازی (MAGAZI)، عبداللہ الناصر پیپل پارٹی۔ افریقن لیڈر مسٹر موئی (MI)۔ مسٹر ٹام بویا (ایک مشہور سیاسی پارٹی کے سیکرٹری) میئر صاحب نیروبی۔

علاوہ ازیں حکیم محمد ابراہیم صاحب نے مسز اندرا گاندھی وزیر اعظیم بھارت کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور مولوی عنایت اللہ خلیل نے سواحیلی ترجمۃ القرآن پیش کئے۔ یہ تحفے مع ایڈریس کے دو مقامات پر پبلک جلسوں میں دیے گئے۔ جس کو ہندو پبلک نے خوب سراہا اور اخبار اور ریڈیو میں بھی اس کا چرچا ہوا۔

اہم خطابات

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے کرسچن کونسل آف کینیا کے ایک اجتماع میں اسلام کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک سواحیلی میں خطاب کیا اور سوالوں کے جوابات دیے۔ ماہ دسمبر میں کینیا براڈ کاسٹنگ سے آپ کی ایک تقریر ''ضرورت مذہب'' کے عنوان پر نشر ہوئی۔ نارتھ فرنٹیئر ڈسٹرکٹ سے ایک صومالی لیڈر، مختلف انجمنوں اور سوسائیٹیوں اور ممبروں کے جلو میں نیروبی تشریف لائے جن سے متعدد اسلامی مسائل پر مشتمل موثر لیکچر دیا۔

مقامی معلّمین

معلم نعمان صاحب۔ معلم علی صاحب کی تبلیغی خدمات بھی قابل تعریف رہیں۔

نومبائعین

الفضل میں مطبوعہ رپورٹوں کے مطابق اس سال مشرقی افریقہ میں 140 نفوس داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ 43

سالانہ کانفرنس

5 تا 7 اگست کو جماعت احمدیہ ٹانگانیکا کی سالانہ کانفرنس 1961ء کو دارالسلام ٹانگانیکا میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ٹبورا، ٹانگانیکا، موروگورو، ڈوڈوما، موشی، روما فیجی، لنڈی، کلوا، ارنگا، یکویا اور بعض دیگر مقامات کی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں اشاعت اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے اور زیادہ موثر بنانے کے سلسلہ میں بعض تجاویز پر غور کر کے متعدد اہم فیصلے کئے گئے۔ اس کانفرنس کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ نمائندگان کی اکثریت افریقن احباب پر مشتمل تھی اور ساری کارروائی سواحیلی زبان میں ہوئی کانفرنس کی رپورٹ اور اس کے اہم فیصلہ جات مشہور انگریزی اخبار 'ٹانگانیکا سٹنڈرڈ' میں شائع ہوئے۔

شمالی بورنیو

1961ء میں دیگر تبلیغی مشنوں کی طرح بورنیو مشن کی سرگرمیاں بھی جاری رہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تین تبلیغی ٹی پارٹیاں منعقد کر کے اسلامی تعلیم کی فضیلت اور برتری حاضرین پر واضح کی گئی ان پارٹیوں میں انگریز، چینی، ملائی، ہندوستانی و پاکستانی سب طبقہ کے اصحاب شامل ہوئے تینوں پارٹیوں کے موقع پر صداقت اسلام کو واضح کرنے کے لئے تقاریر کی گئیں۔ جماعت کا لٹریچر کثرت سے حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔

ماہ جون میں سرواک سے 7 افراد پر مشتمل ایک وفد بورنیو آیا مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ بورنیو نے ہر ایک ممبر کو سلسلہ کا لٹریچر تحفۃً پیش کیا جو تمام ممبران نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا۔ وفد کے لیڈر نے سرواک واپس جا کر خط میں مبلغ بورنیو کو لکھا:۔

"آج کل کی دہریت کی فضا میں مذہب کی تبلیغ قیام امن کا ایک بڑا ذریعہ ہے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ اس کام کو سرانجام دے کر انسانیت کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور موقع پر مبلغ بورنیو نے سرواک کے وفد سے ہوائی جہاز میں ملاقات کر کے جماعت کا تبلیغی لٹریچر پیش کیا۔ موصوف نے ایک احمدی کے ہمراہ اخبار کے ایڈیٹر مسٹر ڈونلڈ سٹیفن سے ملاقات کر کے قرآن مجید انگریزی اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ جو انہوں نے بڑے شوق سے قبول کیا۔ مبلغ بورنیو کی اہلیہ صاحبہ نے بھی گورنر کی بیوی کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا ہر دو تحائف کا ذکر اخبار سابا ٹائمز (SABA TIMES) نے کیا۔

مکرم مرزا محمد ادریس صاحب نے ہر ماہ تبلیغی و تربیتی دورے بھی کئے۔ اس کے علاوہ موصوف نے مختلف تقاریب کے مواقع پر پیغام حق پہنچایا۔ جن افراد کو دعوت حق دی گئی ان میں مسلمان، متعدد غیر مسلم، اساتذہ اور ایک پولیس انسپکٹر شامل ہیں۔ بتوفیقہٖ تعالیٰ۔ ان کی مساعی کے نتیجہ میں بورنیو کے 6 اور فلپائن کے ایک دوست نے بیعت کی۔ 44

ماریشس

13 اگست 1961ء کا دن جماعت احمدیہ ماریشس کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا

جبکہ اس چھوٹی سی جماعت کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں سیمنٹ سے پختہ تیار شدہ مسجد مبارک ’’مونتا ئیں بلانش‘ کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس جگہ پر 1959ء میں مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کی زیر نگرانی مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ 1960ء کے زبردست طوفان نے اس مسجد کو گرا دیا تھا جس پر ایک جواں ہمت دوست ہاشم خان مخدوم نے مسجد کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ 22 ہزار روپیہ کی لاگت سے یہ شاندار مسجد مکمل ہوئی جو علاقہ کی بہترین مسجد کہلاتی ہے۔ یہ مسجد جماعت کے افراد کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہے کئی دفعہ مسجد فنڈ کی کمی کے باعث خدام نے وقار عمل کے ذریعہ کام کو جاری رکھا بارش کے باوجود افتتاحی جلسہ کیلئے خدام نے دس پندرہ دن رات ایک کر کے جلسہ گاہ تیار کی۔ مسجد کا افتتاح انڈین ہائی کمشنر جناب مصطفیٰ کمال قدوائی نے کیا۔ اس موقع پر مشنری انچارج مولوی محمد اسماعیل منیر نے موصوف کو ایڈریس پیش کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ترجمہ قرآن انگریزی پیش کیا۔[45]

احمدیہ مشن کے زیر اہتمام روز ہل میں ہر ماہ تبلیغی جلسوں کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہا سب سے کامیاب پبلک جلسہ دارالسلام میں 25 اگست کو منعقد ہوا۔ ایک معزز ہندو دوست جناب ایم۔ ایل۔ سی نے سید ولد آدم خاتم المومنین شہنشاہ نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو زبردست خراج تحسین ادا کیا۔ اسی نوعیت کے دس پبلک جلسوں کا انتظام روز ہل کے سوا دوسری مخلص جماعتوں نے کیا جس میں ہندو مسلم معززین بہت کثرت اور ذوق وشوق سے شرکت کی۔[46]

انڈونیشیا

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی سالانہ کانفرنس 20 تا 23 جولائی 1961ء کو وسطی جاوا کے شہر پورو کرتو میں منعقد ہوئی کانفرنس کا آغاز دعا سے ہوا جو مکرم سید شاہ صاحب نے کرائی۔ کانفرنس کی خلاف توقع کامیابی اور حضرت مصلح موعود کی بیماری نے دعا میں مسرت وحزن کا ایک عجیب رقت آمیز سماں پیدا کر دیا جس کا نقشہ کھینچتے ہوئے مکرم میاں عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:-

> ’’دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور آہ وبکا کی وجہ سے ایک کہرام مچ گیا۔ ایک طرف تو احباب جماعت کانفرنس کی غیر متوقع کامیابی کی وجہ سے حزین، ان ملے جلے جذبات کی وجہ سے شاید ہی کوئی ایسی آنکھ ہوگی جو پرنم نہ ہو۔ فوج سول اور پولیس وغیرہ کے جو نمائندگان آئے ہوئے تھے وہ بھی اس عجیب وغریب نظارہ کی تاب نہ لا کر اپنی آنکھوں کو تر ہونے سے روک نہ سکے۔ یوں تو ہر کانفرنس کے افتتاح پر ہی

مخلصین جماعت رقت بھرے جذبات سے دعائیں کیا ہی کرتے ہیں لیکن اس دفعہ کی دعائیں کچھ اور ہی رنگ لئے ہوئے تھیں''

کانفرنس میں حضرت مصلح موعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ حضور کے پیغام کا متن حسب ذیل تھا:-

''انڈونیشیا کی جماعت بڑی پرانی ہے اور مولوی رحمت علی صاحب کے زمانہ میں قائم ہوئی تھی میں آپ لوگوں کو آپ کے اس لمبا عرصہ استقلال سے رہنے پر مبارک باد دیتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی امداد کرے اور آپ کو تعداد میں بڑھائے۔''

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نے اپنے پیغام میں جماعت کو احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنی کوششیں تیز کرنے اور اس غرض کے لئے اعلیٰ نمونہ بننے نیز نیکی کے جذبہ کو آئندہ نسل میں منتقل کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعدازاں رئیس التبلیغ نے پُر جوش خطاب فرمایا۔

کانفرنس کے موقع پر جلسہ استقبالیہ بھی ہوا جس کی صدارت جناب برمادی صاحب نے کی۔ مکرم مولوی محمد زھدی صاحب نے تلاوت کی۔ اس کے بعد مکرم احمد رشدی صاحب نے حکومت اور ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے کانفرنس کے انعقاد میں مدد دی۔ اس کے بعد برمادی صاحب نے انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر احمد سوئیکارنو اور 11 دیگر معززین کے برقی پیغامات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد راڈین ہدایت صاحب نے خطاب کیا۔ پھر رئیس التبلیغ صاحب نے چالیس منٹ تقریر کی۔ اس استقبالیہ جلسہ میں ایک ہزار احمدی اور 500 غیر از جماعت دوست شامل ہوئے۔ مہمانوں میں محکمہ جات کے افسر، ممتاز فوجی، وزارت امور عامہ مذاہب کا خاص نمائندہ اور پریس کے نمائندگان شامل تھے۔

کانفرنس کے چوتھے روز ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم شکری برمادی صاحب، مکرم میاں عبدالحی ء صاحب، مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے تقاریر کیں۔ تبلیغی جلسہ کے لئے ہزاروں دعوت نامے جاری کئے گئے ان کے نتیجہ میں پر مینگو شہر سے 50 افراد جلسہ میں شامل ہوئے اسی طرح ''چلا چپ'' شہر کے اسسٹنٹ کمشنر بھی شریک جلسہ ہوئے۔

کانفرنس کے آخری اجلاس سے مکرم مولوی عبدالواحد صاحب لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ کے ایک ایک نمائندہ، کرتا آتما جا صاحب، حسن مورنو صاحب، مکرم میاں عبدالحی صاحب نے خطاب کیا۔

کانفرنس کے موقع پر ذیلی تنظیموں کے الگ الگ اجلاس ہوئے۔

کانفرنس کے مہمانوں کے لئے کھانا پکانے کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے سپرد تھا۔ روزانہ گیارہ بارہ صد افراد کے لئے تین وقت کھانے کا انتظام لجنہ اماء اللہ نے تسلی بخش طور پر انجام دیا۔ تقسیم خوراک کے سلسلہ میں جناب حسن احیا برمادی صاحب نے انتھک محنت سے کام لیا اسی طرح حمید اللہ صاحب سوکارجو آف جوکرتا نہایت محنت سے مصروف عمل رہے۔

اس کانفرنس میں پہلی مرتبہ انڈونیشیا کے صدر سوکارنو نے اپنا پیغام بھجوایا اور کانفرنس کے انعقاد کی مبارکباد پیش کی۔

یہ کانفرنس اپنے اندر غیر معمولی اثرات رکھتی تھی جس کا ذکر سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے ان الفاظ میں کیا:-

> ''کانفرنس کی ابتداء سے لے کر انتہاء تک ہر شخص کے اندر یہ احساس تھا کہ ایک غیبی ہاتھ ہے کہ جو اس سارے ماحول پر حاوی ہے یہ غیبی ہاتھ حاضرین کو ایک ایسے غیبی ماحول کی طرف کھینچ رہا تھا جس کا اس سے قبل انھیں تجربہ نہیں ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کے اوپر ایک ایسی تیز روشنی ہے جو کہ ہر ایک شامل ہونیوالے کی روح کی گہرائیوں میں پہنچ کر اس کے اندر احساس اور یقین پیدا کر رہی ہے کہ وہ اس وقت ایک خدائے قادر کی نگہبانی میں ہے۔''

کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک لاکھ بیالیس ہزار روپیہ کا بجٹ بنایا گیا۔ جون 1961ء کے آخر تک اس بجٹ کی وصولی میں 62 ہزار روپے کی کمی تھی۔ ایک بلٹن کے ذریعہ جماعت کو یہ کمی پوری کرنے کی تحریک کی گئی۔ اس سلسلہ میں مخیّر احباب نے قابل رشک نمونہ دکھایا اور کانفرنس کے ختم ہونے تک 75 ہزار روپے کی رقم جمع کرادی۔

کانفرنس میں جماعت کے ایک ہزار نمائندگان نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں دیگر احباب بھی خاصی تعداد میں شامل ہوئے۔[47]

مجاہدین احمدیت کی آمد و روانگی

1961ء میں درج ذیل مبلغین بیرون ملک تشریف لے گئے:-

1۔ محمد ابراہیم مانو صاحب 2 جنوری (برائے غانا)

2۔ مولوی محمد سعید صاحب انصاری۔ 5 جنوری (برائے سنگاپور)

3۔مکرم حافظ بشیر الدین۔30 جنوری (سیرالیون)
4۔چوہدری محمد شریف صاحب۔12 فروری (برائے گیمبیا)
5۔عنایت اللہ صاحب خلیل۔26 فروری (برائے مشرقی افریقہ)
6۔مسعود احمد صاحب جہلمی۔یکم مارچ (برائے جرمنی)
7۔مولوی نصیر احمد خان صاحب۔9 مارچ (برائے لبنان)
8۔مولوی محمد منور صاحب۔4 مئی (برائے مشرقی افریقہ)
9۔مولانا عبدالمالک خان صاحب۔وسط جون (برائے غانا)
10۔حکیم محمد ابراہیم صاحب۔18 جون (مشرقی افریقہ)
11۔رشید الدین صاحب۔18 جون (برائے نائیجیریا)
12۔عبدالقدیر صاحب شاہد۔18 جون (برائے سیرالیون)
13۔مولوی نورالحق صاحب انور۔2 جولائی (برائے مشرقی افریقہ)
14۔مولوی اقبال احمد صاحب شاہد۔20 جولائی (برائے سیرالیون)
15۔صلاح الدین خان صاحب بنگالی۔4 اگست (برائے ہالینڈ)
16۔قاضی مبارک احمد صاحب۔22 اگست (برائے غانا)
17۔مولوی عبدالخالق صاحب۔10 ستمبر (برائے مشرقی افریقہ)[48]
18۔فیض الحق خان صاحب۔14 نومبر (برائے نائیجیریا)
19۔مولوی فضل احمد صاحب افضل۔14 نومبر (برائے نائیجیریا)
20۔مولوی امام الدین صاحب۔20 نومبر (برائے انڈونیشیا)[49]

1961ء میں درج ذیل مبلغین واپس پاکستان تشریف لائے:-

1۔ڈاکٹر حافظ بدرالدین صاحب۔5 جنوری (از بورنیو)
2۔مکرم محمد افضل صاحب قریشی۔9 فروری (از سیرالیون)
3۔مکرم ملک غلام نبی صاحب۔9 فروری (از سیرالیون)
4۔مکرم عبدالحکیم صاحب اکمل۔23 مارچ (از ہالینڈ)
5۔مکرم مولود احمد خان صاحب۔4 اپریل (از انگلستان)
6۔مکرم مولوی فضل الٰہی بشیر صاحب۔4 جون (از مشرقی افریقہ)

7۔مکرم مولوی محمد بشیر صاحب شاد۔9 جون (از نائیجیریا)
8۔مکرم مولوی روشن الدین احمد صاحب۔9 اگست (از مسقط)
9۔مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر۔30 اکتوبر (از غانا) 50

نئی مطبوعات

1961ء میں درج ذیل نئی کتب شائع ہوئیں جن سے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں گرانقدر اضافہ ہوا۔

1۔خدمت دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان (خطبہ حضرت مصلح موعود)
2۔اچھی تربیت (قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)
3۔مباحثہ مصر (خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان)
4۔ابتلاؤں کے متعلق الٰہی سنت (خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان)
5۔AHMADYYA MOVEMENT IN GHANA (صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب)
6۔القول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح (مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مجاہد غانا)
7۔جماعت احمدیہ کے اہم فرائض (خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)
8۔تقوی اللہ اور اس کے حصول کے ذرائع (محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا)
9۔شہادات فریدی (عبدال صاحب شاہد مربی سلسلہ)
10۔زندہ کتاب اور زندہ رسول (صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب)
11۔منظوم دعائیں (قریشی محمد حنیف قمر صاحب سائیکل سیاح)
12۔احمدیت پر اعتراضات کے جوابات (مولانا قاضی محمد نذیر صاحب)
13۔خلافت۔ضرورت، اہمیت اور برکات (پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر۔قائد تربیت انصار اللہ)
14۔تابعین اصحاب احمد جلد اول (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے درویش قادیان)
15۔اصحاب احمد جلد نہم (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے درویش قادیان)
16۔اصحاب احمد جلد دہم (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے درویش قادیان)

17۔امام مہدی کاظہور (قریشی محمد اسداللہ صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ)
18۔ایک نئی انجیل کاانکشاف (شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت)
19۔ورزش کے زینے (حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مہتمم صحت جسمانی)

تراجم

1۔INVETATION TO AHMADIYYA (ترجمہ دعوت الامیر۔
مترجم محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے کینٹب)
2۔دعوة الاحمديه و غرضها
(ترجمہ احمدیت کا پیغام۔طبع اول دمشق۔طبع ثانی ربوہ)

حواشی

1۔''ایک مبارک نسل کی ماں'' صفحہ 120 تا 129۔ (مرتب سید سجاد احمد صاحب ربوہ) الفضل 30 جون۔ 26 ستمبر۔ 19 اکتوبر۔ 15 نومبر 1961ء۔
2۔الفضل 12 اپریل۔ 7 نومبر 1961ء صفحہ 1۔
3۔الفضل 10، 11 جنوری 1961ء صفحہ 1۔
4۔الفضل 19 جنوری۔ 7 فروری۔ 26 مارچ 1961ء۔
5۔الفضل 4، 11 مئی۔ 2 جون 1961ء صفحہ 1۔
6۔الفضل 6-7-9 جولائی 1961ء۔
7۔الفضل 12، 18 جولائی۔ 6، 9 اگست 1961ء۔
8۔الفضل 13، 24 اگست۔ 1، 2 ستمبر 1961ء صفحہ 8۔
9۔الفضل 5، 10، 15 ستمبر۔ 19 نومبر 1961ء۔
10۔الفضل 22 نومبر۔ 7 دسمبر 1961ء۔ 28 جنوری 1962ء۔
11۔بدر 16 مارچ 1961ء صفحہ 1۔
12۔اخبار بدر قادیان 23 مارچ۔ 14، 21 دسمبر 1961ء۔
13۔بدر 2 مارچ 1961ء صفحہ 11۔
14۔بدر 20 اپریل 1961ء صفحہ 7، 8۔ 27 اپریل 1961ء صفحہ 5، 6۔ بدر 4 مئی 1961ء صفحہ 2۔ 11 مئی 1961ء صفحہ 1۔
15۔بدر 20، 27 اپریل۔ 4، 11، 18، 25 مئی 1961ء۔
16۔الفضل 7، 8 اکتوبر 1961ء۔
17۔الفضل 29 نومبر 1961ء صفحہ 1۔
18۔ریکارڈ TEST MONIAL۔
19۔الفضل 31 اگست 1962ء صفحہ 4۔
20۔الفضل 24 جنوری 1961ء۔ الفضل 29 مارچ 1961ء۔
21۔الفضل 22، 23 جولائی 1961ء۔
22۔الفضل 24، 25 جنوری 1962ء۔
23۔الفضل 28 جون 1961ء۔
24۔الفضل 30 نومبر 1961ء صفحہ 3، 4۔ یکم دسمبر 1961ء صفحہ 3۔
25۔ماہنامہ انصاراللہ ربوہ اپریل 1961ء صفحہ 43۔
26۔ماہنامہ انصاراللہ ربوہ 1962ء صفحہ 6، 7۔
27۔الفضل 23 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
28۔الفضل 17، 19 ستمبر 1961ء صفحہ 5۔
29۔الفضل 19 ستمبر 1961ء صفحہ 5۔
30۔الفضل 19 اگست 1961ء صفحہ 5۔ 5 دسمبر 1961ء صفحہ 4۔
31۔الفضل 5 دسمبر 1961ء صفحہ 4۔
32۔الفضل 5 دسمبر 1961ء صفحہ 3، 4۔ الفضل 7 دسمبر 1961ء صفحہ 3، 4۔

33۔الفضل16 مارچ1962ءصفحہ3۔
34۔الفضل16دسمبر1961ءصفحہ3۔
35۔الفضل16جون1961ءصفحہ5۔
36۔الفضل10فروری1961ءصفحہ3،4۔
37۔ الفضل 26مارچ۔ 28،30 مئی۔ 19، 22، 23، 26 ستمبر۔ 22، 23نومبر۔ 2 دسمبر1961ء۔الفضل17 تا 20، 30اپریل 1962ء۔اخباربدر5اکتوبر1961ء۔
38۔الفضل11اگست1961ءصفحہ4،5۔
39۔الفضل30جنوری1962ءصفحہ3،4۔
40۔الفضل16تا18فروری1962ء۔
41۔الفضل16جولائی1961ءصفحہ5۔
42۔الفضل16ستمبر1961ءصفحہ5۔
43۔الفضل11اگست۔14، 15نومبر۔23، 24دسمبر1961ء۔الفضل5،6جنوری۔25فروری۔22اپریل۔5،6،7مئی۔5جولائی 1962ء۔الفضل25فروری1963ء۔
44۔الفضل8،9دسمبر1961ءصفحہ3۔
45۔الفضل5اپریل1962ءصفحہ4۔بدر31اگست1961ءصفحہ1۔
46۔الفضل ربوہ4اپریل1962ءصفحہ4۔
47۔الفضل26،30جولائی۔3تا7اکتوبر1961ء۔
48۔مأخذ ریکارڈ وکالت تبشیر۔الفضل4،5جنوری۔14فروری۔1، 12مارچ۔21جون۔4، 22جولائی۔6، 24اگست۔12ستمبر1961ء۔
49۔مأخذ ریکارڈ وکالت تبشیر۔الفضل10جنوری۔6اپریل۔10جون۔1، 22، 23نومبر1961ء۔
50۔مأخذ ریکارڈ وکالت تبشیر۔الفضل10جنوری۔6اپریل۔یکم نومبر1961ء۔

پانچواں باب (فصل اوّل)

خلافت ثانیہ کا اڑتالیسواں سال

(جنوری 1962ء/ صلح 1341ھش تا دسمبر 1962ء/ فتح 1341ھش)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا وصال

سوانح

سلسلہ احمدیہ کے بے مثال فدائی نہایت مخیرّ اور شہرہ آفاق بزرگ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب[1] کی پیدائش 12 اکتوبر 1877ء کو بمبئی میں ہوئی آپ کے والد ماجد اللہ دین صاحب ولد ماؤجی سرآغا خاں کے معتقد اور اسماعیلی خوجہ قوم کے چشم و چراغ تھے۔ جو 1882ء میں بغرض تجارت بمبئی سے حیدرآباد دکن کے شہر سکندر آباد میں آ گئے اور یہیں بود و باش اختیار کر لی۔ 1903ء میں آپ کی شادی حضرت سکینہ بانو صاحبہ[2] سے ہوئی۔ 1904ء میں آپ کے والد انتقال کر گئے۔ اسوقت آپ کی عمر ستائیس سال اور (خان بہادر) سیٹھ احمد الہ دین صاحب کی انیس سال تھی اور دوسرے دو بھائی بچے ہی تھے اور اڑھائی ہزار کے بیمہ کے سوا کوئی سرمایہ نہ تھا اور تجارت کی حالت بھی اچھی نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے جو تمام برکات کا منبع ہے اسی تجارت میں ایسی برکت دی کہ پہلے ہی سال اس سے ہزار ہا روپیہ نفع ہونے لگا حتی کہ چند سالوں میں سرمایہ لاکھوں تک پہنچ گیا۔

1913ء میں پہلی بار آپ نے قادیان کا نام سنا۔ جبکہ مینیجر رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' (انگریزی) کی طرف سے یہ رسالہ آپ کی فرم کے نام اشتہار حاصل کرنے کیلئے موصول ہوا۔ مذہب سے دلچسپی نہ ہونے کے باعث یہ رسالہ کئی روز تک آپ کی میز پر پڑا رہا۔ ایک دن آپ کی نظر اس کے آخری صفحہ پر پڑی جسمیں ''ٹیچنگز آف اسلام'' (اسلامی اصول کی فلاسفی) کا اشتہار تھا۔ آپ نے کتاب منگوائی اور اس کا نہایت دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ اس کتاب کا آپ پر ایسا فوری اثر ہوا کہ گویا آپ ظلمت سے نکل کر نور میں آ گئے آپ نے اسکی متعدد جلدیں مسلم اور غیر مسلم افراد میں تحفۃً تقسیم کیں۔

آغا خانی خیالات کے زیر اثر آپ سمجھتے تھے کہ قرآن عربوں کے لئے تھا ہمیں اس کی ضرورت نہیں اس لئے قرآن مجید پڑھنا بھی چھوڑ چکے تھے مگر اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کے اندر زبردست

تبدیلی واقع ہوگئی اور آپ کمال ذوق اور ولولہ جوش کے ساتھ مطالعہ قرآن میں منہمک ہوگئے۔ پہلے پنجوقتہ نمازوں میں بے قاعدہ تھے اب پورے التزام سے تہجد اور نوافل بھی پڑھنے لگے۔ تجارت میں ہر قسم کے ناجائز طریقے موقوف کر دیئے اور سالانہ زکوٰۃ کی ادائیگی شروع کر دی اور مع اہل وعیال حج بیت اللہ کا بھی شرف حاصل کیا۔ اس کتاب کے ذریعہ آپ کو یہ عجیب بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ دعا سنتا اور جواب بھی دیتا ہے۔ اس امر کی تحقیق کیلئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بعض دعائیں کیں جس کے جواب میں آپ کو ایسی واضح خوابیں دکھلائی گئیں کہ آپ یقین محکم پر قائم ہوگئے کہ خدا تو یقیناً مستجیب الدعوات ہے۔ ان روحانی تجربات ومشاہدات کے باوجود آپ کی توجہ احمدیت کی طرف نہ ہوئی جسکی وجہ یہ تھی کہ ایک اہلحدیث شخص کی مصاحبت سے آپ کٹر اہلحدیث ہوگئے تھے۔

1914ء میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کسی کام کے لئے سکندرآباد تشریف لے گئے اور آپ پر ہر پہلو سے صداقتِ احمدیت واضح کی۔ قادیان سے بہت سی کتابیں بھی منگوادیں مگر آپ قبول احمدیت پر قطعاً آمادہ نہ ہوئے۔[3]

جون 1914ء میں خلیفۃ المسیح الثانی نے اعلیٰ حضرت نظام دکن کیلئے ''تحفۃ الملوک'' تصنیف فرمائی اور اس کو پہنچانے اور مختلف حلقوں میں تقسیم کرنے کیلئے سب سے پہلے حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی (موجد مفرح عنبری لاہور) اور پھر حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بھیجا گیا لیکن حضرت سیٹھ صاحب کو اس وفد کا علم نہ ہوسکا۔ ازاں بعد حضرت مفتی صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحب حضور کے حکم پر حیدرآباد تشریف لے گئے۔ تو حضرت سیٹھ صاحب اُن کے لیکچر میں شامل ہوئے جن کے سننے کے بعد آپ نے اپنے مکان الہ دین بلڈنگ میں انکی تقریریں کرائیں اور درس قرآن بھی جاری کرایا۔ یہ دونوں بزرگ دو تین ماہ تک روزانہ اُن کے پاس سکندرآباد تشریف لے جاتے اور تبلیغ کرتے رہے۔ مخالف علماء کو بھی اعتراضات کرنے کا کھلا موقعہ ملا۔ فریقین کے دلائل سننے اور موازنہ کرنے کے بعد آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر کامل یقین ہوگیا۔ اس اثنا میں جبکہ آپ تحقیقات کر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کے لئے دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ ''آپ ایک بڑی عمارت میں بیٹھے ہیں جس کے بیچ میں ایک بہت بڑا صحن ہے ایک تخت اس میں بچھا ہے اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے ہیں اور...... آسمان سے خدا تعالیٰ کے فضل کی بارش بہ شکل نور ہو رہی ہے اور آپ پر گر رہی ہے'' حضور کو یقین ہوگیا کہ آپ سلسلہ میں داخل ہو کر سلسلہ کیلئے بہت مفید وجود ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔[4]

قبول احمدیت اور انقلابی دور کا آغاز

حضرت سیٹھ صاحب 9 اپریل 1915ء [5] کو داخل احمدیت ہوئے اور پھر اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور جائیداد عملاً دین کے لئے وقف کر کے دیوانہ وار جہاد تبلیغ میں منہمک ہو گئے اور انگریزی، اردو، گجراتی، ملیالم، تلگو، گورمکھی، ہندی، برمی، کنڑی اور چینی زبان میں اپنے خرچ پر اس درجہ وسیع پیمانے پر دینی لٹریچر شائع کیا کہ اس سے پہلے جماعت کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ لٹریچر دنیا میں جہاں جہاں پہنچا وہاں وہاں اُس کے شاندار نتائج رونما ہوئے۔ بہت سی سعید روحوں نے حق قبول کیا۔ گیمبیا میں احمدیت کا بیج آپ کی شائع کردہ نماز ہی کے ذریعہ بویا گیا جو آہستہ آہستہ تناور درخت کی صورت اختیار کر رہا ہے۔

بیعت کے بعد 1915ء میں آپ نے پہلی کتاب "EXTRACTS FROM HOLY QURAN" کے نام سے انگریزی میں شائع فرمائی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور آپ کی زندگی میں اسکی تیرہ بار اشاعت ہوئی۔

دسمبر 1916ء میں آپ پہلی بار جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان دارالامان تشریف لے گئے جس کے بعد (چند مستثنیات کے سوا) آپ قریباً اکتالیس سال تک اس مبارک تقریب کی برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ جلسہ کا ایک اجلاس ہمیشہ (الا ماشاءاللہ) آپ کی زیر صدارت ہوتا تھا۔

اگست 1917ء میں قادیان سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مولانا میر محمد اسحاق صاحبؓ، حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ فاضل حلالپوری بغرض تبلیغ بمبئی بھیجے گئے۔ [6] حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر آپ بھی شامل وفد ہوئے اور تبلیغی سرگرمیوں میں اس درجہ نمایاں اور سرگرم حصہ لیا کہ مخالفین نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی مگر خدا کے فضل سے یہ منصوبہ ناکام رہا۔ [7]

1918ء میں آپ کا انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے سالانہ جلسہ میں ایک نہایت پُر جوش لیکچر ہوا جس کا عنوان تھا ''دنیا کے تمام مسلمانوں کی علی الخصوص اور دیگر مذاہب کو بالعموم دس ہزار روپے کے انعام کے ساتھ ایک چیلنج''۔ سید بشارت احمد صاحب نے جلسہ کی رپورٹ میں لکھا:-

> ''سیٹھ صاحب نے جس عمدگی اور خوش دلی کے ساتھ اپنے مضمون کو سنایا نہ صرف دیگر سامعین کو بلکہ ہم واقف کاروں کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔ خدا کی قدرت نظر آتی تھی کہ چند سال میں آپ کو کیسے معلومات اور قوتِ بیانی حاصل ہو گئی کہ اعلیٰ سے اعلیٰ مضمون نگار بھی

اپنے لیکچر کے ذریعے ایسے زبردست فطری جذبات کو اس طرح عام فہم مثالوں میں کبھی نہ بیان کرسکتا کہ جس طرح سیٹھ صاحب نے ادا کیا ہے۔ لیکچر کیا تھا دعوتِ حق کا ایک زبردست پیغام تھا۔‘‘ 8

شروع 1923ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے سکندرآباد میں احمدیت کے مخالف تقریر کی۔ حضرت سیٹھ صاحب نے اُن کے نام کھلا اشتہار دیا کہ اگر وہ ایک جلسہ میں اپنے عقائد پر مجوزہ عبارت میں مؤکد بعذاب قسم اٹھائیں تو ان کو اسی وقت پانچصد روپیہ دوں گا اور اگر وہ ایک سال تک سلامت رہے تو انہیں مزید دس ہزار روپیہ پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے انکو ایک اور چیلنج یہ دیا کہ وہ جلسہ میں یہ حلف اٹھائیں کہ میں نے مرزا صاحب کے مضمون ’’مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ‘‘ پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا مرزا صاحب جھوٹے تھے اس لئے خدائی گرفت میں آکر فوت ہوگئے اور میں حق پر تھا اس لئے زندہ رہا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو اے علیم وخبیر تو مجھ پر موت وارد کر یا ایک سال کے اندر مجھ پر عبرتناک عذاب وارد کردے۔ سیٹھ صاحب نے اعلان فرمایا کہ وہ مولوی صاحب کو یہ حلف اٹھاتے ہی اسی جلسہ میں پانچصد روپے نقد پیش کردیں گے اور اگر وہ اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہے یا کسی عبرتناک عذاب میں (جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو) محفوظ رہے تو اُن کو مزید تین ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ 9

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو عمر بھر یہ حلف اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

1924ء سے آپ نے ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے تراجم کی اشاعت کا آغاز فرمایا اور اس سلسلہ میں اس سال سب سے پہلے گجراتی ترجمہ شائع کیا جس کے بعد آپ نے مسلسل کئی سالوں کی محنت و کاوش اور زرِ کثیر سے انگریزی، ملیالم، تلگو، گورمکھی، ہندی، برمی، کنٹری، چینی اور مرہٹی تراجم چھپوائے۔ انگریزی ایڈیشن بارہ دفعہ شائع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:-

’’میرے مشورہ کے بعد سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ مختلف زبانوں میں شائع کرنا شروع کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا...... معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمے اپنا اثر پیدا کر رہے ہیں۔‘‘ 10

جنوری 1926ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی بے مثال مالی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

’’سلسلہ کی بے نظیر خدمت میں سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کا مرتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے

ایک وقت میں بڑی سے بڑی رقم تو اُن کی طرف سے سلسلہ کو تیرہ ہزار کی ملی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ متواتر سلسلہ کی خدمت میں اُن کا نمبر غالباً سب سے بڑھا ہوا ہے، اُن کی مالی حالت میں جانتا ہوں ایسی اعلیٰ نہیں جیسی کہ بعض لوگ اُن کی امداد کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ نے نہایت پاکیزہ دل دیا ہے اور مجھے اُن کی ذات پر خصوصاً اس لئے فخر ہے کہ ان کے سلسلہ میں داخل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن کے اخلاص کے متعلق پہلے سے اطلاع دی تھی۔ حالانکہ میں نے اُن کو دیکھا بھی نہ تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے درد میں اسقدر گداز ہیں کہ مجھے ان کی قربانی کو دیکھ کر رشک آتا ہے اور میں اُن کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھتا ہوں کاش کہ جماعت کے دوسرے دوست اور خصوصاً تاجر پیشہ اصحاب اُن کے نمونہ پر چلیں اور اُن کے رنگ میں اخلاص دکھائیں تو سلسلہ کی مالی تنگیاں بھی کافور ہو جائیں اور خدا کی برکات بھی جو قربانیوں پر نازل ہوتی ہیں خاص طور پر نازل ہوں۔''[11]

ملک صلاح الدین صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

''مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری وکیل (مرحوم) نے آج سے قریباً اٹھائیس سال پہلے حضرت سیٹھ صاحب کے کھاتہ جات کا جائزہ لے کر بتایا تھا کہ بیعت 1915ء تا 1950ء آپ نے سوا نو لاکھ کے قریب خدمت دین میں صرف کئے۔ ان میں سے 1944ء۔ 1948ء و 1949ء تین سالوں میں ایسا اِنفاق دو لاکھ سترہ ہزار کے قریب تھا۔ اُن کا جائزہ یہ تھا کہ آپ اپنی آمدنی میں سے صرف دو آنے فی روپیہ اپنی ذات کے لئے استعمال کرتے ہیں اور چودہ آنے فی روپیہ خدمتِ دین پر۔''[12]

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کو ایسی کوئی جگہ میسر نہ تھی جہاں تقاریر اور اجلاس کئے جاسکیں۔ حضرت سیٹھ صاحب نے شہر کے ایک باموقعہ مقام پر جو علاقہ افضل گنج میں واقع ہے ایک عالیشان احمدیہ جوبلی ہال تعمیر کرایا جس کا افتتاح 23 اکتوبر 1931ء کو عمل میں آیا۔ حضرت مولوی عبدالمغنی خاں صاحب ناظر دعوت وتبلیغ نے اس ہال کی نسبت تحریر فرمایا:-

''سیٹھ صاحب محترم نے حیدرآباد کے عین مرکز میں ......ایک شاندار ہال بنوا دیا ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی وصیت میں دے دیا گیا ہے۔ اس میں لائبریری اور ریڈنگ روم ہے اور وہیں پر ہی جلسے ہوتے ہیں اور یہ سیٹھ صاحب محترم کا صدقہ جاریہ ایسا ہے کہ جماعت

احمدیہ کو ابھی تک ایسی جگہ ہندوستان میں کسی دوسری جگہ میسر نہیں آئی۔‘‘[13]
یہ جوبلی ہال جماعت احمدیہ کی دینی اور تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا مشہور مرکز بن چکا ہے۔

نومبر 1934ء میں ’’تحریک جدید‘‘ جاری ہوئی۔ سلسلہ کے جن مخیّر بزرگوں نے اس مالی جہاد میں نمایاں اور قابل رشک حد تک حصہ لیا ان میں آپ سرفہرست تھے۔ چنانچہ کتاب ’’تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین‘‘ (صفحہ 461) کے مطابق آپ کے انیس سالہ چندہ کا میزان -/62065 روپے بنتا ہے۔

حضرت سیٹھ صاحب تحریک جدید کے دوسرے مطالبات پر بھی ہمیشہ کاربند رہے اور آپ نے حضرت مصلح موعود کی ہدایت کے مطابق پوری عمر ایک کھانا کھایا حالانکہ دوسروں کے لئے آپ کے دسترخوان پر ہمہ قسم کے لوازمات مہیا ہوتے تھے۔[14]

سیدنا حضرت مصلح موعود نے مارچ 1932ء میں فیصلہ فرمایا کہ جماعت سال میں دوبار یوم التبلیغ منائے۔ اس فیصلہ کے مطابق پہلا یوم التبلیغ 8 اکتوبر 1932ء کو منایا گیا۔[15] حضرت سیٹھ صاحب ہمیشہ یہ دن نہایت جوش وخروش سے منایا کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالمالک خاں صاحب ناظر اصلاح وارشاد کا بیان ہے کہ:-

’’حضرت المصلح الموعود کی طرف سے جب یہ اعلان ہوا کہ احبابِ جماعت یوم تبلیغ منایا کریں تو دیکھا گیا کہ سیٹھ صاحب ٹریکٹ لے کر بس سٹاپ پر جا کھڑے ہوتے اور ایک بس سٹاپ سے دوسرے بس سٹاپ تک تقسیم کراتے اور یہ اندازہ فرمالیتے کہ جس کو ٹریکٹ دیا گیا ہے وہ اس کا مطالعہ کرے گا۔ وہ شخص جو موٹر نشین تھا اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے اور اپنے جذبہ تبلیغ کی تسلی کے لئے اپنے آرام کو یوں قربان کر دیا کرتا تھا۔ ان کی اس خوبی نے اپنے پرائے سب کو متاثر کیا۔‘‘[16]

اکتوبر 1938ء میں حضرت مصلح موعود نے حیدرآباد دکن کا تاریخی سفر کیا[17] اور روانگی سے قبل حضرت سیٹھ صاحب کو دو پرائیویٹ خطوط رقم فرمائے[18]،[19] جن میں سفر کی اطلاع دیتے ہوئے بعض ضروری ہدایات دیں۔ آپ نے ان ہدایات کی روشنی میں سفر کو زیادہ سے زیادہ مفید اور خوشگوار بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جس پر حضور نے اظہار خوشنودی فرمایا اور واپسی پر آپ کے نام ایک مکتوب میں لکھا۔

’’حیدرآباد دیکھنے کا مدت سے شوق تھا لیکن جو لطف اس سفر میں رہا۔ اس کا اندازہ پہلے نہ تھا۔ ہر طرح آرام اور خوشی سے یہ سفر ہوا جس میں بہت سا حصہ آپ کے اور آپ کے اہل خانہ کے اخلاص اور محبت کو حاصل تھا۔‘‘[20]

16 جولائی 1941ء کو حضرت سیٹھ صاحب کی صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے نکاح کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ 21 فریقین کی طرف سے حضور ہی وکیل تھے۔ اس موقعہ پر حضور نے ایک نہایت لطیف خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ کے اخلاص اور تبلیغی خدمات اور مالی قربانیوں پر مفصل روشنی ڈالی چنانچہ فرمایا:-

”جس نکاح کے اعلان کے لئے میں اس وقت کھڑا ہوا ہوں۔ اس میں لڑکی سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کی ہے جو سکندر آباد کے رہنے والے ہیں۔ گو آج مجھے نقرس کے درد کی تکلیف ہے اور یوں بھی جب لڑکے لڑکی والے دونوں یہاں موجود نہ ہوں تو عربی کے خطبہ پر ہی کفایت کرتا ہوں۔ کیونکہ نصیحت جن کے لئے ہوتی ہے وہ خود ہی موجود نہ ہوں تو چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر اس وقت مَیں نے ”الفضل“ والوں کو بلالیا ہے تا کہ خطبہ لکھ لیں تا کہ شائع ہو کر اُن تک پہنچ جائے اور یہ اُن تعلقات کی وجہ سے ہے جو سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب سے مجھے ہیں۔

سیٹھ صاحب جب غیر احمدی تھے ایک ہمارا وفد حیدر آباد میں تبلیغ کے لئے گیا۔ وفد کے ارکان کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ سکندر آباد میں خوجوں میں سے ایک صاحب دین سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ نماز روزہ کے پوری طرح پابند ہیں۔ اس پر وہ دوست اُن کے پاس بھی گئے اور تبلیغ کی۔ سیٹھ صاحب نے چار یا پانچ سوال لکھ کر دیئے کہ اُن کے جواب دیدیئے جائیں۔ اگر ان سے میری تسلی ہوگئی تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔ ہمارے مبلغین نے وہ سوال مجھے بھجوا دیئے اور ساتھ ہی لکھا کہ یہ صاحب بہت شریف اور با اخلاق ہیں۔ ان کے دل میں دین کی بڑی محبت ہے۔ ان کے لئے دُعا کی جائے کہ احمدی ہو جائیں۔ کیونکہ اگر یہ احمدی ہوگئے تو اس علاقہ میں تبلیغ احمدیت کا بڑا ذریعہ بن جائیں گے۔ میں نے ان کے سوالات کا جواب بھی لکھا اور دعا بھی کی۔ میں نے رؤیا دیکھا کہ باہر صحن میں ایک شخص بیٹھا ہے۔ سیٹھ صاحب کو میں نے دیکھا ہوا نہیں تھا۔ جب بعد میں دیکھا تو ان کی شکل اس شخص سے ملتی جلتی تھی جسے مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ تو میں نے دیکھا ایک صاحب باہر تخت پر بیٹھے ہیں۔ ان کے سَر پر چھوٹی سی ٹوپی ہے۔ وہ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ آسمان میں شگاف ہوا ہے۔ جس میں سے (فرشتے) نور پھینک رہے ہیں اور وہ اس شخص پر گر رہا ہے۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ

ہدایت دے گا اور نہ صرف ہدایت دے گا بلکہ سلسلہ کے لئے مفید بنائے گا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ان کے سوالات کے جواب ابھی میری طرف سے انھیں نہ پہنچے تھے کہ انھوں نے استخارہ کر کے بیعت کر لی۔

اس کے بعد احمدیت سے اُن کا عشق بڑھتا گیا اور وہ بڑی سے بڑی قربانی اور ہر رنگ کی قربانی کرتے رہے ہیں۔ تبلیغ میں اس حد تک انہیں جوش ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم میں **والنّٰزعٰت غرقاً و النّٰشطٰت نشطاً و السّٰبحٰت سبحاً فالسّٰبقٰت سبقاً، وَالمدبرات امرا**۔ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ یہ مقام ان کو حاصل ہے۔ یوں ان کی مذہبی تعلیم کچھ نہیں۔ عربی تعلیم بھی نہیں۔ انگریزی کا چونکہ ان کی قوم میں رواج ہے کہ اس میں خط و کتابت کرتے ہیں، اس لئے وہ اس میں لکھ پڑھ لیتے ہیں۔ ورنہ کالج میں تعلیم پا کر اس میں خاص کسب کمال کیا ہو یہ بات نہیں ہے۔ مگر اس جوش میں کہ تبلیغ کریں۔ اُردو، انگریزی اور گجراتی میں کتابیں لکھتے رہے ہیں اور پھر تبلیغی لٹریچر شائع کرانے کی انہیں ایسی دُھن ہے کہ ان کی جدّ و جہد کو دیکھ کر شرم آ جاتی ہے کہ قادیان میں اتنا عملہ ہونے کے باوجود اس دُھن سے کام نہیں ہوتا جس سے وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت کے کئی ڈھنگ نکالے ہوئے ہیں۔ کسی غریب اور بے کار آدمی کو پکڑ لیتے ہیں اور تبلیغی لٹریچر دے کر کہتے ہیں جاؤ سٹیشنوں پر جا کر اسے فروخت کرو اور جو آمد ہو وہ تم لے لو۔ اس طرح وہ اپنی ایک ایک کتاب کے پندرہ پندرہ، سولہ سولہ ایڈیشن شائع کر چکے ہیں۔ غرض وہ اس دُھن سے تبلیغ احمدیت کا کام کرتے ہیں کہ اگر چند اور ایسے ہی کام کرنے والے ہوتے تو اس وقت تک بہت بڑا کام ہو چکا ہوتا۔

مدراس وغیرہ کی طرف جماعتیں گو ابھی چھوٹی چھوٹی ہیں مگر ان کے لٹریچر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ وہ عام اخبارات میں اشتہارات دیتے رہتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ یہ کتابیں ہیں۔ اگر کوئی مول لینا چاہے تو قیمتاً لے لے اور اگر کوئی مفت لینا چاہے تو مفت منگا لے۔ اس طرح لوگ ان سے کتابیں منگاتے اور پڑھتے ہیں اور پھر جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر یوں بھی تبلیغ میں اس قسم کا جوش اُن میں پایا جاتا ہے کہ وہ دیوانگی جو ایمان اور اخلاص ایک مومن میں پیدا کرنا چاہتا ہے ان میں پائی جاتی ہے۔ آگے اولاد کے متعلق بھی اُن کی یہی خواہش ہے کہ وہ تبلیغ میں مصروف رہے۔ انھوں نے اپنے بڑے بیٹے سیٹھ علی محمد

صاحب کو ولایت بھجوایا۔ اُن کے واپس آنے پر یہی خواہش ظاہر کی کہ دین کی خدمت کرے۔ چھوٹے لڑکے کے متعلق بھی اُن کی یہی خواہش ہے کہ دین کا خادم رہے۔ وہ مجھ سے جب بھی اپنی اولاد کے لئے دعا کی خواہش کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ دُعا کریں میری اولاد دین کی خادم ہو۔ یہی شادی جس کا میں خطبہ پڑھ رہا ہوں اس میں بھی یہی خواہش کام کررہی ہے سیٹھ صاحب خود خدا کے فضل سے زیادہ آسودہ حال ہیں۔ لڑکا ایسا نہیں ہے مگر سیٹھ صاحب کی خواہش ہے کہ چونکہ اس خاندان میں احمدیت نہیں اس لئے جب لڑکی جائے گی اور انہیں تبلیغ کرے گی تو وہ لوگ بھی احمدی ہو جائیں گے۔

سیٹھ صاحب کے چھوٹے بھائی خان بہادر احمد صاحب چھوٹے رہ گئے تھے۔ جب ان کے والد فوت ہوئے سیٹھ عبداللہ بھائی کی یہ بھی نیکی ہے کہ انہوں نے چھوٹے بھائی کو پالا اور اپنی کوئی الگ جائیداد نہ بنائی بلکہ بھائی کے ساتھ مشترکہ ہی رکھی۔ وہ سیٹھ صاحب کے منجھلے بھائی ہیں۔ اپنے کاروبار میں بہت ہوشیار ہیں اتنے ہوشیار کہ سیٹھ صاحب کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ وہ بہت زیادہ کما سکتے ہیں۔ کماتے رہے ہیں اور کماتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ مالی لحاظ سے، رسوخ کے لحاظ سے اور پبلک کے ساتھ تعلقات کے لحاظ سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ ان پر سیٹھ صاحب کے سلوک کا ایسا اثر ہے کہ جس طرح بہت نیک بیٹا اپنے باپ کا ادب کرتا ہے اسی طرح وہ سیٹھ صاحب کا ادب کرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی سیٹھ صاحب کی یہی خواہش ہوتی ہے دعا کریں احمدی ہو جائیں۔ میں جب حیدرآباد گیا تو جس وقت دونوں بھائی میرے سامنے اکٹھے ہوئے انہیں سیٹھ صاحب یہی کہتے۔ احمد بھائی! بہت دنیا کمائی۔ اب احمدی ہو جاؤ۔

تو تبلیغ کا اُن میں وہ جوش پایا جاتا ہے جو بعض ان مبلّغین میں بھی نظر نہیں آتا جنھوں نے خدمتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے یہ بھی ایک احسان سمجھتا ہوں کہ تجارت کرنے والے طبقہ میں سے بھی احمدی ہوں جو اپنے طبقہ میں تبلیغ کرسکیں۔''

پھر حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے اخلاص اور مالی قربانیوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ:-

''ان کے بعد سلسلہ میں بڑے تاجروں میں سے کوئی نہ رہا تھا اور خیال آیا کرتا تھا کہ تاجروں میں سے کوئی احمدی ہوتا کہ اس طبقہ میں تبلیغ کی جاسکے۔ پنجاب میں تو کوئی بڑا

مبائع تاجر نہیں ہے۔ معمولی ہیں ان کی اور بات ہے۔ سیٹھ عبداللہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے شروع خلافت میں ہی دے دیا اور انہوں نے اسی وقت نہایت سرگرمی کے ساتھ تبلیغ شروع کر دی۔ جس پر آج بائیس تیئس سال کا زمانہ گزر رہا ہے۔ مگر ان کے جوشِ تبلیغ میں فرق نہیں آیا۔ ان پر خدا تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہو گیا کہ وہ پہلے بہت اونچا سنتے تھے۔ کان پر ایک کُپی سی لگا کر بیٹھتے تھے اور جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے یہ مرض بڑھتا جاتا ہے۔ اس وقت کہا کرتے تھے کہ دُعا کریں کان درست ہو جائیں تا کہ تقریریں اچھی طرح سُن سکوں۔ اب خدا تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا ہے کہ کان کے پیچھے ہاتھ رکھ کر دور بیٹھے ہوئے بھی سُن لیتے ہیں پہلے تو اُن کی یہ حالت تھی کہ میرے سامنے میز پر بیٹھ کر یا میز سے ٹیک لگا کر یا لاؤڈ سپیکر کا سا آلہ کان سے لگا کر سنا کرتے تھے۔

میں نے ان کے اخلاص اور تبلیغی خدمات کا اس لئے بھی ذکر کیا ہے کہ ہمارے کام کرنے والے نوجوان ان سے سبق سیکھیں اور دیکھیں کہ کس طرح ایک شخص بڑی عمر میں جبکہ آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے، کام کر رہا ہے۔ دکان کے کاروبار سے وہ پنشن لے چکے ہیں۔ اس میں کام نہیں کرتے۔ ان کا الگ کمرہ ہے جس میں اب وہ تصنیف کا کام کرتے ہیں نوجوانوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

پھر میں نے اس لئے بھی ذکر کیا ہے کہ جب کسی انسان کی خدمات اور اخلاص کے متعلق واقفیت ہو تو اس کے لئے دعا کی تحریک ہوتی ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے لڑکے کی مالی حالت ان جیسی نہیں ہے لیکن انھوں نے محض اس لئے کہ لڑکی اس خاندان میں جا کر تبلیغ احمدیت کرے، یہ رشتہ کیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ سیٹھ صاحب نے جس خواہش کے پیش نظر یہ رشتہ کیا ہے خدا تعالیٰ اسے پورا کرے اور اس خاندان میں احمدیت پھیلائے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس قوم نے جن کو دین سمجھا اس کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ مالی قربانی کرنے میں یہ لوگ -خوجے، میمن، اور بورے- بہت بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے دنیوی لحاظ سے انہیں برکت بھی دی ہے۔ یہ لوگ ظاہر میں جسے دین سمجھتے ہیں......اس کے لئے انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ ہماری جماعت میں سے جو لوگ وصیت کرتے ہیں وہ دسواں حصہ دیتے ہیں اور جماعت کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن ہر خوجہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دیتا ہے......ایک

آغا خاں...... کا حکم تھا کہ اگر مقررہ رقم کی ادائیگی کے وقت تم سمندر میں ہو تو سمندر میں ہی گرا دو ہمیں پہنچ جائے گی دراصل یہ ایک ڈھنگ تھا با قاعدہ ادائیگی کے لئے پابند بنانے کا۔ اگر پانچ فیصدی رقم سمندر میں گرا بھی دی جاتی تو پچانوے فیصدی با قاعدہ پہنچ جاتی۔ وہ لوگ اسی طرح کرتے۔ اگر سمندر میں جاتے ہوئے وقت آ جاتا تو سمندر میں پھینک دیتے۔ پس ان قوموں نے جسے دین سمجھا اس کے لئے بڑی قربانی کی۔ ان میں اگر احمدیت پھیل جائے تو اس کا بہت اچھا اثر ہندوستان میں ہوگا۔

سیٹھ صاحب کی کتابیں دُور دُور اثر کرتی ہیں۔ ان کے لٹریچر کے ذریعہ ہی ایک بڑے آدمی کی بیوی احمدی ہوئی ...... بہت بڑے آدمی ہیں۔ بڑے بڑے افسروں اور گورنروں کی پارٹیوں میں جاتے ہیں اور ان کے گھر پر آتے ہیں۔ ان کی بیوی نے سیٹھ صاحب کی کسی کتاب میں پردہ کے متعلق پڑھا تو پردہ کرنے لگ گئی اور پارٹیوں میں جانا چھوڑ دیا۔ اس پر سارے گھر والے اسے پاگل کہنے لگ گئے۔ اس نے مجھے لکھا میں حیران ہوں کہ کیا کروں۔ میں نے جواب دیا کہ پردہ کرنا شریعت کا حکم ہے۔ جس حد تک اس پر عمل کر سکتی ہو کرو۔ مجھ پر اس سے یہ اثر ہوا کہ سیٹھ صاحب کی کتاب کا اثر کہاں جا پہنچا۔ اتنے بڑے گھرانے کی خاتون، ولایت سے پھر کر آئی ہوئی، اس کے خاوند اور خُسر کو نواب کا خطاب ملا ہوا ہے، وہ ایسی متاثر ہوئی کہ پردہ کر کے گھر میں بیٹھ گئی کیونکہ سیٹھ صاحب کے دل سے نکلی ہوئی بات اپنا اثر کر گئی...... اس رنگ میں ان کی تبلیغ ہر قوم میں اثر کر رہی ہے اور جنوب مغربی ہند میں اس کا بہت اثر ہے۔'' [22]

حضرت سیٹھ صاحب نے اعلان فرمایا کہ آپ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کو اس مؤکد بعذاب حلف اٹھانے پر ساٹھ ہزار روپیہ انعام دیں گے کہ جن عقائد پر وہ آج قائم ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود کے عقائد تھے اور وہ خود بھی حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ میں یہی عقائد رکھتے تھے۔ مولوی صاحب موصوف پہلے تو کئی سال خاموش رہے پھر اخبار ''پیغام صلح'' (4 دسمبر 1946ء) میں یہ اعلان شائع کرایا کہ ''حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ'' مطلوبہ حلف اٹھانے کو تیار ہیں اور اس کے لئے 25 دسمبر 1946ء کا دن اور وقت بھی مقرر کر دیا گیا۔ حضرت سیٹھ صاحب نے جو عرصہ سے اس موقعہ کے انتظار میں تھے اس روز اپنی طرف سے عبد القادر صاحب صدیقی کو بطور نمائندہ بھجوا دیا تا مطلوبہ حلف کے بعد انعامی رقم انکو فوری طور پر ادا کی جا سکے مگر افسوس! جناب مولوی صاحب نے سیٹھ صاحب کے مجوزہ الفاظ میں حلف

اٹھانے سے صاف انکار کر دیا۔‘‘[23]

ربوہ کا پہلا جلسہ سالانہ 15، 16، 17 اپریل 1949ء کو منعقد ہوا۔ اُن ایام میں دہلی کے حالات سخت مخدوش اور کشیدہ تھے۔ بایں ہمہ آپ نے سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب کی معیّت میں پاکستان کا سفر اختیار فرمایا اور اس مبارک اجتماع میں شرکت فرمائی۔[24]

1953ء میں آپ نے ’’خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان‘‘ کے نام سے گجراتی میں اپنی سوانح حیات شائع فرمائی۔ ماہ فروری 1955ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو حیدر آباد دکن اور سکندر آباد کا امیر نامزد فرمایا۔ آپ تاوفات اس اہم عہدہ پر فائز رہے اور اپنے فرائض کمال مستعدی، فراست، تقویٰ شعاری اور دعا اور موہ فراست سے بجالاتے رہے۔[25]

مارچ 1955ء میں حضور نے سیٹھ صاحب کو ایک مفصل مکتوب ارسال فرمایا جس میں سفر یورپ پر روانگی کی اطلاع دی اور لکھا:-

’’ان دنوں آپ کا خاندان بھی بہت دعاؤں کا محتاج ہے۔ انشاء اللہ سفر میں آپ کے خاندان کو دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔[26] آپ میری زندگی کے سفر کے ساتھی ہیں پھر میں آپ کو کس طرح بھول سکتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا مدراسی کی شکل میں اپنے فرشتے بھجوائے تھے میرے پاس اللہ تعالیٰ نے آپ کی شکل میں فرشتے بھجوائے ہیں۔‘‘

نیز فرمایا:-

’’ہندوستان کی جماعت کا خیال رکھیں آپ کی طبیعت میں جو شرم وحیا ہے اس کی وجہ سے میں آپ پر کام کی ذمہ داری نہیں ڈالتا مگر وقت آ گیا ہے کہ آپ آگے آ کر جماعت کو مضبوط کریں اور مرکز قادیان کو مضبوط کرنے کی سعی فرمائیں۔‘‘[27]

جلسہ سالانہ قادیان 1956ء اور جلسہ سالانہ ربوہ 1957ء حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی کے آخری جلسے تھے جن میں آپ نے شرکت فرمائی جس کے بعد آپ چار سال تک بقید حیات رہے اور 26 فروری 1962ء کو انتقال کیا۔ آپ کی نعش مبارک سکندر آباد کے آبائی قبرستان میں امانتاً دفن کی گئی۔ پھر آپ کا تابوت 21 دسمبر 1962ء کو بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں رفقاء نمبر 4 میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ دراصل حضرت مصلح موعود نے آپ کی زندگی میں ہی یہ فیصلہ فرما دیا تھا کہ:-

’’بے شک سیٹھ صاحب کو ان کی نمایاں خدمات کی وجہ سے اُن کی وفات پر (خدا اُن کی زندگی کو لمبا کرے) صحابہ کے قطعہ میں دفن کیا جائے۔‘‘[28]

قابل رشک اخلاص اور مثالی شمائل

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کی وفات پر حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا:-

’’سیٹھ صاحب مرحوم کا نام نامی جماعت میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انہوں نے غالباً خلافت ثانیہ کے ابتداء میں اسمٰعیلیہ فرقہ سے نکل کر احمدیت کو قبول کیا تھا اور پھر ایمان واخلاص میں ایسی جلد جلد ترقی کی اور قربانی اور خدمت دین کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا کہ بہت سے پہلے آنے والے لوگوں سے آگے نکل گئے۔ یہی وہ مبارک طبقہ ہے جسے قرآن مجید نے سابقون کے اعزازی نام سے یاد کیا ہے یعنی وہ بعد میں آتا ہے مگر دین کے میدان میں اپنی تیز رفتاری سے پہلوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ حضرت سیٹھ صاحب نے غیر معمولی مالی قربانی کے علاوہ اسلام اور احمدیت کی خدمت میں اتنا وسیع لٹریچر شائع کیا کہ اُن کے تبلیغی ولولہ کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ گویا ایک مقدس جنون تھا جو انہیں ہر روز آگے ہی آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا اور اُن کا یہ دینی جذبہ آخر تک (غالباً اسّی سال سے اوپر عمر پا کر فوت ہوئے) یکساں قائم رہا۔ بلکہ ترقی کرتا گیا اور ذاتی نیکی اور عبادت میں بھی اُن کا مقام حقیقتہً مثالی تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور بہترین نعماء سے نوازے اور انکی اولاد کا دین ودنیا میں حافظ و ناصر ہو اور جماعت میں بھی اُن کے مقدس ورثہ کو ہمیشہ جاری اور ساری رکھے آمین یا رب العالمین وہ یقیناً اُس طبقہ میں سے تھے جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ **منهم من قضٰى نحبه** اور **منهم من ينتظر** والے طبقہ کا خدا حافظ ہے۔

اے خدا برتُربت او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل دربیت النعیم[29]

عظیم الشان جماعتی خدمات

حضرت[30] سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نہایت درجہ عابد وزاہد بزرگ تھے اور پابند صوم وصلوٰۃ ہونے کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت اور دیگر نوافل خاص التزام سے پڑھتے تھے اور ذکر الٰہی کا بے حد شغف

تھا فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس فرشتے مختلف لباسوں میں آتے ہیں۔آپ پوری عمر تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن رہے اور توکل کا بے مثال نمونہ دکھایا تقسیم ملک کے بعد آپ کی ''الہ دین بون فیکٹری'' پر تین لاکھ روپیہ کا ٹیکس عائد ہوا۔ایک لاکھ اسی ہزار روپے آپ نے پہلے ادا کیا اور بقیہ رقم قسطوں سے ادا کی جبکہ ٹیکس کا معاملہ سرکاری طور پر زیر کارروائی تھا اور یقین ہو چکا تھا کہ بھاری ٹیکس لگے گا۔آپ کو مشورہ دیا گیا کہ آپ اپنا دیوالیہ نکال دیں اس طرح آپ کو بہت کم رقم ادا کرنی پڑے گی۔آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ سرمایہ موجود ہے اور میرا مکان بھی۔ایسی صورت میں دیوالیہ کیونکر ہو جاؤں یہ خالص دھوکہ ہوگا۔پھر مشورہ دیا گیا کہ تاجروں کی طرز پر از سر نو حساب تیار کرا کے پیش کر دیں تو ٹیکس کی مقدار میں بہت کمی آسکتی ہے۔مگر آپ نے اس تجویز کو بھی پائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور فرمایا۔یہ تو جھوٹ ہے لوگ کہیں گے کہ یہ دنیا بھر میں تبلیغ کا ڈھنڈورہ پیٹتا اور جھوٹ سے لوگوں کو منع کرتا تھا لیکن روپیہ بچانے کی خاطر خود اُس نے جھوٹ کی غلاظت پر منہ مارا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا اس میں اسلام کی بدنامی ہے۔میں اصل حساب کے مطابق ہی انکم ٹیکس ادا کروں گا۔آپ کا یہ مقدمہ ایک ہندو انکم ٹیکس آفیسر مسٹر شیٹی (Shetti) کے پاس زیر سماعت تھا موصوف آپ کے حسابات دیکھ کر بہت متاثر ہوئے کہ دنیا دار تاجر حسابات میں سفر خرچ، عملہ سٹیشنری وغیرہ سب کچھ بڑھا چڑھا کر درج کرتے ہیں تا کہ خالص منافع کی مقدار جس قدر ممکن ہو کم ہو جائے لیکن یہ عجیب شخص ہیں کہ عملہ میں صرف ایک شخص کی تنخواہ درج ہے اخراجات بے حد کم لکھے ہیں اور خالص منافع کی مقدار بہت زیادہ ہے طرفہ تر یہ کہ آپ آمد کا کثیر حصہ فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے مگر چونکہ خیراتی اور مذہبی اخراجات کو انکم ٹیکس کی خاطر منہا کرنے کا جواز ملکی قانون میں نہیں تھا اس لئے افسر ایسی چھوٹ نہ دے سکے اور بھاری ٹیکس ادا کرنے سے آپ کا کاروبار ختم ہو گیا جسے آپ نے رضائے الٰہی کی خاطر بانشراح قبول فرمایا۔بشیر الدین الہ دین صاحب نے (جو 1949ء تا 1959ء آپ کے حسابات کا کام کرتے رہے) آپ سے دریافت کیا کہ آپ پر جو انکم ٹیکس کا بوجھ پڑنے والا ہے کیا آپ کو اس کا فکر ہے فرمایا مجھے اس کا کوئی فکر نہیں۔

جب اس ٹیکس کی وجہ سے آپ کے کاروبار کی حالت بہت خراب ہو گئی تو آپ نے دو سال کے لئے اسے ٹھیکہ پر دے دیا۔کسی نے دکن سے اس خستہ حالی اور بے سروسامانی کے بارے میں حضرت مصلح موعود کی خدمت میں تحریر کر دیا۔آپ کو پتہ چلا تو اس اطلاع دہی کو بہت ناپسند فرمایا۔حضور نے مرکز قادیان کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو پچاس ہزار روپیہ بھجوایا جائے لیکن ابھی بیس ہزار روپیہ ہی آیا تھا کہ آپ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اب مزید روپیہ کی ضرورت نہیں اور اسوقت تک شدید بے چین رہے جب تک کہ کاروبار کی فروختگی کے ذریعہ یہ بیس ہزار روپیہ واپس نہیں کر دیا۔ایسی مخدوش مالی حالت کے دوران جونہی

بینک سے روپیہ آنے کی اطلاع ملتی تو آپ اوّلین کام یہ کرتے کہ قادیان کو چندہ بھجوانے کیلئے بینک کا ڈرافٹ منگواتے اور اپنی دنیوی ضروریات واخراجات کی مطلقاً پروانہ کرتے تھے۔

حضرت سیٹھ صاحب نے خدمت دین کے لئے اس طرح بے دریغ روپیہ خرچ کیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ نے شروع میں طویل عرصہ تک سیکرٹری مال جماعت سکندر آباد کے فرائض انجام دیئے آپ کا طریق تھا کہ کسی سے وصولی ہو یا نہ ہو آپ اپنی گرہ سے سو فیصدی چندہ مرکز کو بھجوا دیتے تھے آپ نے 5 مئی 1918ء کو اپنی جائیداد کے چھٹے حصہ کی وصیت کی پھر 1931ء میں اضافہ کر کے اسے ایک تہائی تک بڑھا دیا اور اس کی ادائیگی بھی اپنی زندگی میں کر دی۔

نومبر 1934ء میں تحریک جدید کی الہامی تحریک کا اجراء ہوا تو اس کے پانچہزاری مجاہدین میں اس شان سے شامل ہوئے کہ مجسم قربانی بن گئے۔ اس کے علاوہ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی دوسری تمام اہم مالی تحریکات میں بھی قابل رشک حصہ لیا۔

مثلاً چندہ منارة المسیح (1916ء)، چندہ تبلیغ ولایت (1917ء)، تعمیر شفاخانہ نور (1917، 1923)، وظیفہ برائے طلبا مدرسہ (1918ء)، تعمیر مسجد انگلستان (1920ء) اور یتامیٰ فنڈ (1921ء) چندہ انسداد ارتداد ملکانہ (1923ء) تحریک پچیس لاکھ ریز روفنڈ (1927 تا 1929ء)، تحریک چندہ خاص (1929 تا 1931ء)، تحریک قرض 60ہزار (1934ء)، مطالبہ قرض (1935ء)، امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ (1935ء)، قادیان میں تالاب بنانے کی تحریک (1940ء)، تحریک قرضہ نصف لاکھ (1941ء)، تبلیغ ماحول قادیان (1940 تا 1943ء)، چندہ تعمیر مسجد کرڈا پلی اڑیسہ واعانت لائبریری موسی بنی مائنز، چندہ برائے تعمیر دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان (1942ء)، درویش فنڈ (1955ء)، امداد سپین مشن (1962ء)۔

حضرت سیٹھ صاحب حقیقی معنوں میں مجاہد فی سبیل اللہ تھے آپ کی قابل قدر تبلیغی مساعی آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کے پر جوش کارناموں کا ذکر سلسلہ کے لٹریچر میں بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ آپ کی قائم کردہ ''انجمن ترقی اسلام'' کے ذریعہ لاکھوں نہیں کروڑوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا اور بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ آپ کا مقصد حیات عبادت، خدمت دین اور تبلیغ تھا۔ جو شخص بھی آ کر آپ سے کہتا کہ میں اسلام قبول کرنے کو تیار ہوں تو آپ روپیہ کیا جان تک اس پر نثار کرنے کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ آپ نے اعلان کر رکھا تھا کہ کارڈ آنے پر لٹریچر مفت مہیا کیا جائے گا۔

خاندان حضرت مسیح موعودؑ خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بے مثال محبت وعقیدت تھی۔

1953ء میں جب حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ قید کر لئے گئے تو آپ نے فرش پر سونا شروع کر دیا۔ تکیہ بھی نہیں لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے پیارے تکلیف میں ہیں یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں بستر پر سوؤں۔ ان مقدس بزرگوں کی رہائی کی خبر آنے تک آپ کا یہی معمول رہا۔ ایک بار آپ نے بوجہ ضعیفی سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سے حضرت مصلح موعود کے فرزند کی خدمت میں خط لکھوایا۔ انہوں نے مکتوب الیہ کے لئے صرف مکرم و محترم کے الفاظ کافی سمجھے مگر آپ نے فرمایا کہ حضرت کا لفظ کیوں نہیں لکھا؟ چنانچہ یہ لفظ لکھوایا اور پھر دستخط ثبت کئے۔

آپ کو مرکز احمدیت قادیان سے غیر معمولی محبت تھی۔ ہر جلسہ پر تشریف لے جاتے آخری عمر میں آپ کی مالی حالت پہلے جیسے نہ رہی تھی اس لئے آپ فرسٹ یا سیکنڈ کی بجائے تھرڈ کلاس میں قادیان کا سفر کرتے اور مرکز کے روحانی فوائد کی خاطر تمام تکالیف برداشت کرنے کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔

آپ کے دل میں بزرگان سلسلہ اور مبلغین جماعت کا بہت احترام تھا۔ آپ بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد تھے اور بلاتمیز امیر و غریب ہر ایک سے یکساں محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ مہمان نوازی، غربا پروری اور یتامیٰ کی پرورش آپ کے خاص اوصاف میں سے تھے۔

آپ کی عادات سادہ تھیں۔ غذا سادہ تھی اور لباس بھی سادہ اور اپنی ذات پر بہت کم خرچ کرتے تھے۔ گھر کے اخراجات کے لئے آپ نے ایک مخصوص رقم ماہوار مقرر کی ہوئی تھی اس طرح کفایت کر کے دینی اور خیراتی کاموں میں روپیہ صرف کرتے تھے۔

آپ کی دلی خواہش تھی کہ خدمت دین کا بے پناہ جذبہ آپ کی نسل میں ہمیشہ قائم رہے اسی رنگ میں آپ نے اپنی اولاد کی تربیت فرمائی کہ وہ سلسلہ کے لئے مفید وجود بن سکیں۔ آپ کے پوتے ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب فرماتے ہیں کہ

> ''بعد نماز فجر آپ ہم سے ترجمہ قرآن سنتے تھے۔ میں نے جب حفظ قرآن مجید مکمل کر لیا تو جس محبت و شفقت سے آپ نے اس عاجز سے معانقہ کیا اور پیار کیا وہ بیان سے باہر ہے اور اس خوشی میں آپ نے مجھے سو روپیہ بطور تحفہ عطا کیا۔''

> ''آپ اپنے بے پناہ جذبۂ خدمت دین کی وجہ سے یہ جذبہ اپنی نسل میں بھی قائم رکھنا چاہتے تھے آپ بچپن میں مجھے کئی طرزوں سے نصیحت فرماتے مثلاً یہ کہ ہماری مثال ایک خزانچی کی سی ہے۔ سرکاری خزانچی کے پاس بے شک ڈھیروں ڈھیر مال آتا ہے لیکن وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اور وہ ان اموال کو صرف سرکاری کاموں کے لئے صرف کرتا ہے۔

اسی طرح ہم بھی اللہ تعالیٰ کے خزانچی ہیں۔ اپنی ضروریات سے جس قدر روپیہ بچے اسے فی سبیل اللہ خرچ کرنا چاہیے۔ یہ بھی فرماتے کہ اس دنیا میں ہماری مثال ایک مسافر کی سی ہے۔ یہ دنیا ہمارا اصل گھر نہیں اس لئے اگر سفر میں تکلیف ہو تو کیا حرج ہے؟ یہ بھی فرماتے کہ ایک مجاہد کا درجہ ہزار عابد سے زیادہ ہوتا ہے۔''

''آپ نے اپنے شدید جذبۂ تبلیغ کی وجہ سے بچپن میں ہی مجھے اپنی جملہ گجراتی زبان کی تصانیف پڑھا دیں تا کہ مجھے اُن سے تبلیغ میں مدد ملے۔''[31]

حضرت سیٹھ صاحب کی مثال اور عظیم شخصیت جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے متدیّن حلقوں میں بھی خاص احترام کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اور وہ آپ کی بزرگی، توکل، صداقت شعاری اور ولولۂ تبلیغ اسلام سے از حد متاثر تھے۔ اس حقیقت کا اندازہ جناب سید غلام دستگیر صاحب بی کام ایف سی (بانی و مالک ایس جی دستگیر اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹس) کے ایک بیان سے ہوتا ہے۔ جناب سید صاحب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے گہرے عقیدتمند ہیں۔ کاروباری حساب کتاب کے سلسلہ میں ان کا حضرت سیٹھ صاحب سے تیس سال تک قریبی رابطہ رہا اور آپ کی کتاب زندگی کا گہرا اور تنقیدی نظر سے مطالعہ کرنے اور جائزہ لینے کا موقعہ ملا۔ ذیل میں آپ کے بیان کا آخری حصہ درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

''آپ کی زندگی کا مقصد وحید عبادت، خدمت دین اور تبلیغ تھا اور شب و روز آپ انہی امور کے افکار میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے۔ آپ انہی امور کے لئے باوجود پیرانہ سالی کے، ضعف اور علالت کے، صبح ہی اپنے دفتر میں آ جاتے تھے آپ احباب سے نہایت آہستگی سے کلام کرتے تھے۔ میں نے کبھی آپ کو غصہ میں آتے نہیں دیکھا آپ کی درازی عمر کا یہ راز تھا کہ آپ احباب کے لئے دعائیں کرتے تھے اور خدمت قوم میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی زندگی آپ کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے وقف تھی۔ آپ اپنے معتقدات کے پکے تھے۔ میں نے قریباً ایک تہائی صدی تک آپ کو نہایت قریب سے دیکھا۔ میں نے اپنی ساٹھ سالہ عمر میں بہت سی دنیا دیکھی۔ تمام دنیا کے حالات نیز آپ کے حالات کو گہری اور تنقیدی نظر سے دیکھا۔ آپ کے مبارک چہرہ کو نورالٰہی سے منور پایا۔ میں نے آپ جیسی کوئی اور عظیم اور عدیم المثال شخصیت نہیں دیکھ پائی۔ آپ حقیقی معنوں میں ولی اللہ تھے۔''[32]

تالیفات اور دیگر مطبوعات

1915ء Extracts from Holy Quran and Tradations
(صفحات 702، تیرہ بار)

1917ء Difference Between Ahmadies & Non Ahmadies
(صفحات 16)

1917ء آنحضرت ﷺ کے مبارک فرمان (گجراتی صفحات 380، تین بار)

1918ء IMAM of the AGE (صفحات 52، پانچ بار)

1918ء اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں (صفحات 32، اٹھائیس بار)

1918ء انسان کس لئے پیدا کیا گیا ہے (گجراتی صفحات 32)

1919ء Ahmad Claim & Teaching (صفحات 398، دو بار)

1919ء انعامی چیلنج (صفحات 32، سات بار)

1921ء احمدیت کے متعلق پانچ سوالات کے جوابات از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
(اردو ایڈیشن بارہ بار چھپا۔ انگریزی 1949ء دو بار)

1924ء اسلامی اصول کی فلاسفی (گجراتی 1924ء دو بار۔ انگریزی 1929ء بارہ بار۔
ملیالم 1931ء۔ تلگو 1932ء۔ گورمکھی 1932ء۔
ہندی 1933۔ برمی 1934ء۔ کنٹری 1935ء۔
چینی 1935ء۔ مرہٹی 1939ء ایک ایک بار)

1930ء چار صداقتوں کا انکشاف (صفحات 16، گیارہ بار)

1930ء Vindication of The Prophet of Islam (صفحات 68، بارہ بار)

1930ء The Way to Peace & Happiness (صفحات 300، چھ بار)

1930ء Message of Peace (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) (بارہ دفعہ)

1931ء احمدیہ جوبلی بلڈنگ (صفحات 68، ایک بار)

1933ء Future Religion of the World (صفحات 78، دس بار)

1935ء A Divine Sign (صفحات 32)

1936ء پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار (گجراتی، صفحات 32)

1936ء نبوۃ کی حقیقت (گجراتی، صفحات 32)

1938ء خدا تعالیٰ کا عظیم الشان پیغام (صفحات 64، چار بار)
1938ء خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان (اپنی سوانح عمری)
(اردو صفحات 64 دو بار۔ گجراتی 1953ء صفحات 74)
1940ء نماز مترجم (صفحات 48، 38 بار)
1940ء A Heavenly Call to Diffrent Nations of The Globe
(صفحات 64، سات بار)
1940ء ربانی سنت (صفحات 240، چار بار)
1940ء پیارے امام کی پیاری باتیں
1941ء Divine Teachings Regarding Peace & Happiness
(صفحات 52، چار بار)
1942ء 8,500 Pricious Gems (صفحات 850، چار بار)
1942ء Muslim Prayer with Illustrations (صفحات 64، اکیس بار)
1942ء A Challenge to All The Nations of
Globe with Rewards of Rs. 1,5000/- (صفحات 58، پانچ بار)
1943ء ہر انسان کو ضروری پیغام (صفحات 68، چار بار)
1943ء ملفوظات امام زمان (صفحات 62، پانچ بار)
1943ء پیارے رسول کی پیاری باتیں از حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ (صفحات 176، دس بار)
1944ء دونوں جہاں میں فلاح پانے کی راہ (صفحات 32، چار بار)
1944ء ہر انسان کے لئے پیغام (گجراتی۔ صفحات 52۔ تلگو 102 صفحات)
(گورمکھی 131 صفحات۔ ہندی 64 صفحات)
1945ء اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ (صفحات 64، تین بار)
1945ء احمدیت کے متعلق اعتراضات اور جوابات (صفحات 84)
1945ء New World Order (تصنیف حضرت مصلح موعود)
1946ء All About Jesus Christ (صفحات 54، چار بار)
1946ء A Standing Miracle of Islam (صفحات 16، پانچ بار)
1947ء مسلمانوں کی ترقی کی راہ (صفحات 32)

تقسیم ہند کے بعد

1948ء احمدیت کا پیغام از حضرت مصلح موعودؓ (فارسی ایڈیشن 1948ء۔اردو ایڈیشن 1949ء۔
گجراتی ایڈیشن 1952ء)

1950ء پیارے خدا کی پیاری باتیں (صفحات 198)

1950ء عورتوں کا مقام از مولانا ابوالعطاء صاحب (صفحات 84، تین بار)

1950ء Mohammad The Liberator of Woman
از حضرت مصلح موعودؓ (تین بار)

1951ء Promised Divine Messenger (صفحات 110، دوبار)

1951ء Ahmadia Movement in India (تین بار)

1951ء مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے از شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

1952ء فیصلہ کن کتاب (صفحات 94، تین بار)

1953ء Questions and Answers (صفحات 64، چار بار)

1954ء 700 حدیثیں اور حضرت علی کے فرمان (گجراتی صفحات 178، پانچ بار)

1955ء A Great Divine Sign (صفحات 66)

1955ء مقصد زندگی واحکام ربانی (گجراتی صفحات 80، چار بار۔اردو صفحات 46، 1956ء)

1956ء Object of Man's Existence (صفحات 60، ایک بار)

1958ء اشاعتِ اسلام کی فرضیت (صفحات 36) 33

ٹریکٹ

ایک عظیم الشان بشارت

اشتہارات

1۔ ''قبر کے عذاب سے بچو'' (اردو، گجراتی)

2۔ نامدار آغا خاں صاحب کے فرمان کلام امام مبین سے (گجراتی)

3۔ تمام غیر مسلم اقوام کو چیلنج بیس ہزار کے ساتھ (اردو)

4۔ ہر انسان پر ایک عظیم الشان فرض (اردو)

5۔ ہر مسلمان پر ایک عظیم الشان فرض (اردو)

6۔ سچے اور جھوٹے کے پہچاننے کی کسوٹی [34] (اردو)

اولاد

جناب سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب سکندر آباد[35]
محترمہ فاطمہ بائی صاحبہ (اہلیہ فاضل الہ دین سکندر آباد)
محترمہ زینب بیگم صاحبہ (اہلیہ شیخ محمود الحسن صاحب)
جناب سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندر آباد
محترمہ ہاجرہ بیگم صاحب (اہلیہ محترم رشید الدین خاں صاحب) مدفون بہشتی مقبرہ قادیان
محترمہ امتہ الحفیظ بائی صاحبہ مقیم کراچی (بیوہ مکرم شیر علی صاحب) [36]

ہفتہ ''الوصیت''

حضرت مصلح موعود کا اہم پیغام

اس سال بھی 12 مارچ سے 18 مارچ 1962ء تک دنیائے احمدیت میں ''ہفتہ الوصیت'' منایا گیا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت مصلح موعود نے حسب ذیل پیغام دیا جو الفضل 23 فروری 1962ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر شائع ہوا:-

اعوذ با للّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

برادرانِ جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

ایک گزشتہ مجلس شوریٰ میں مَیں نے فیصلہ کیا تھا کہ ہر سال ایک ہفتہ وصیت منایا جایا کرے تا کہ وصایا میں اضافہ ہو اور تا اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے لوگوں کے اندر زیادہ سے زیادہ قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ نظارت بہشتی مقبرہ اس فیصلہ کی تعمیل ہر سال کرتی رہی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس سال بھی ''ہفتہ الوصیت'' ے کے لئے 12 سے 18 مارچ کے ایام مقرر کیے گئے ہیں۔ سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ اس موقعہ پر مَیں بھی جماعت کو کوئی پیغام دوں۔

مَیں دوستوں سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وصیت کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ ''الوصیت'' میں اچھی طرح واضح کر دی ہے۔ اس کے بعد میں نے بھی اپنے خطبات اور تقریروں اور تحریروں میں اسکی طرف بارہا توجہ دلائی ہے مگر جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے اب تک وصیت کرنے والوں کی تعداد قریباً ساڑھے سولہ ہزار تک پہونچی ہے جو جماعت کی موجودہ تعداد کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اگر نظارت بہشتی مقبرہ کثرت سے اس بارہ میں ''الوصیت'' اور میری تقریروں اور تحریروں کو شائع کرے تو امید ہے کہ وصایا کی کمی بہت جلد دور ہو جائیگی اور سلسلہ کی مالی حالت بھی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گی کیونکہ اس کی مضبوطی کا وصایا کی زیادتی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

پس مَیں اس کے ذریعہ جماعت کے ہر فرد کو جس کا گزارہ ماہوار آمدن یا جائیداد پر ہے نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کرتا ہوں اور ہر مرکزی اور مقامی جماعت کے عہدیداروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس طرف خاص طور پر توجہ کریں۔

اس غرض کیلئے مناسب ہوگا کہ ہر جماعت میں سیکرٹری وصایا مقرر کیے جائیں جو اس تحریک کو چلاتے رہیں۔ اسی طرح امراء اور مربیانِ سلسلہ کو بھی چاہیے کہ وہ اس تحریک کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور وہ ہمیشہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

21-02-1962'' [37]

مجلس مشاورت ربوہ 1962ء

اس سال جماعت احمدیہ کی تینتالیسویں مجلس مشاورت 23 تا 25 امان 1341 ہش مطابق 23 تا 25 مارچ 1962ء تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کی طبیعت ناساز تھی اس لئے حضور کے ارشاد پر صدارت کے فرائض حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے انجام دیئے۔ حضور کی طویل علالت کا دردناک احساس مجلس کے پورے ماحول پر حاوی تھا [38] تاہم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی غیر معمولی فراست اور بیش قیمت راہنمائی کے باعث اس پُروقار مجلس کا معیار خاصا بلند رہا اور ایک نئی زندگی اور بیداری بھی محسوس کی جاتی رہی۔ آپ نے ممبران کو ابتدا ہی میں یہ تاکیدی ہدایت فرمادی کہ

''بات مختصر ہو اور متعلق امور تک محدود ہو صرف اسکو کہیں اور دعا کرتے ہوئے اٹھیں۔
مشاورت ایک بھاری ذمہ داری اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کے فیصلے قیامت تک اثر پیدا
کرنے والے ہیں۔ اس لئے دعا کرتے ہوئے، خشیت کے ساتھ، تقویٰ کے ساتھ جو
بات کہنی ہو کہیں اور متعلقہ امور تک اپنے آپ کو محدود رکھیں اور باری باری اٹھیں۔''[39]

اس مشاورت میں مرکزی نمائندگان اور اصحاب مسیح موعود سمیت مغربی و مشرقی پاکستان اور آزاد کشمیر کی جماعتوں کے 489 مندوبین نے شرکت فرمائی۔[40]

مجلس کے چار اجلاس ہوئے۔ پہلے اجلاس میں ایجنڈا پر غور کرنے کے لئے چار سب کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آیا۔

1- سب کمیٹی نظارت علیا و نظارت تعلیم (صدر شیخ محمود الحسن صاحب)
نمائندہ مشرقی پاکستان (سیکرٹری حضرت مولوی محمد الدین صاحب ناظر تعلیم)

2- سب کمیٹی بیت المال (صدر مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا۔ سیکرٹری میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال)

3- سب کمیٹی اصلاح وارشاد و امور عامہ (صدر شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور۔ سیکرٹری چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد)

4- سب کمیٹی تحریک جدید (صدر مرزا غلام حیدر صاحب ایڈووکیٹ نوشہرہ چھاؤنی۔ سیکرٹری حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال)

دوسرے اجلاس میں پہلے گزشتہ مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی تعمیل کی رپورٹیں اور نظارتوں کی طرف سے جماعتی دوروں کی رپورٹیں پڑھی گئیں پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے نگران بورڈ کے خاص اصلاحی فیصلوں کا نہایت جامع رنگ میں خلاصہ بیان فرمایا ازاں بعد سیکرٹری مجلس مشاورت مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے بجٹ میں اضافہ جات اور ردّ شدہ تجاویز کی تفصیل پیش کی اس کے بعد سب کمیٹی نظارت علیا و تعلیم کی رپورٹ سنائی گئی ابھی اس کی ایک شق پر غور ہوا تھا کہ اجلاس ملتوی ہو گیا اس لئے بقیہ شقوں پر تیسرے اجلاس میں کارروائی مکمل ہوئی جس کے بعد سب کمیٹی اصلاح وارشاد و امور عامہ کی رپورٹ زیر بحث آئی۔

چوتھے اور آخری اجلاس میں بجٹ کمیٹی شوریٰ 1962ء سب کمیٹی بیت المال، سب کمیٹی تحریک جدید، تعلیمی کمیشن مجلس مشاورت برائے جامعہ احمدیہ اور تعلیمی بورڈ اور تعلیمی کمیشن سے متعلق رپورٹیں سنائی

گئیں اور اسی ترتیب سے ممبران نے ان پر اپنی آراء پیش کیں نیز صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے پیش کردہ بجٹ منظور کئے جانے کی سفارش کی جن کی تفصیل یہ ہے:-

1- میزانیہ آمد و خرچ صدر انجمن احمدیہ پاکستان پچیس لاکھ اکتالیس ہزار تین سو نوے روپے۔

2- بجٹ آمد و خرچ انجمن احمدیہ تحریک جدید ستائیس لاکھ پچانوے ہزار

موخر الذکر بجٹ پیش ہونے سے قبل صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے فرمایا کہ ''جماعت نے جو قربانی چندوں اور واقفین مہیا کرنے کی صورت میں کی اور یورپ اور افریقہ اور دوسرے ممالک میں احمدیت کے پودے لگائے اب وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پھولنے پھلنے لگ گئے ہیں اور شیریں پھل دینے لگے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ کشف میں کچھ سفید پرندے دکھائے گئے تھے جن کو آپ نے پکڑا۔ انہی سفید پرندوں میں سے ایک پرندہ اور شیریں پھلوں میں سے ایک پھل اسوقت ہمارے درمیان موجود ہیں...... یہ ڈنمارک کے ایک دوست ہیں۔ گزشتہ سال جب میں وہاں گیا تھا تو انہوں نے بیعت کی تھی ان کا نام مسٹر بشیر حسین ٹوبی ہے۔'' اس پر ایک دراز قامت یورپی نوجوان جن کا چہرہ نہایت خوبصورت ڈاڑھی سے مزین تھا۔ سٹیج پر کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور انگریزی زبان میں مختصر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ میں چھ ماہ قبل ڈنمارک مشن کے ذریعہ عیسائیت کو خیر باد کہہ کر اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ میری دلی خواہش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی، مرکز سلسلہ کی زیارت کا شرف حاصل کروں اور میں بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ خواہش پوری کر دی۔ 41

آخر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مشوروں کو قبول کرے اور ان میں برکت ڈالے، حضرت صاحب کو صحت دے اور نمائندگان اور زائرین کو توفیق دے کہ جو مشورے یہاں ہوئے ہیں ان کو اپنے اپنے علاقہ میں بہترین صورت میں جاری کر سکیں تا کہ جماعت اور اسلام کا ہر قدم ہر آن اوپر کی طرف اٹھتا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شاندار الہام پورا ہو کہ ''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر مینار بلند تر محکم افتاد'' ۔42

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت کی جملہ سفارشات کو شرف قبولیت بخشا اور حضور کے فیصلہ جات کی مکمل اور مصدقہ نقل الفضل 10 جون 1962ء صفحہ 3 تا 6 میں شائع کر دی گئی۔ بعض اہم فیصلے حسب ذیل تھے۔

1- صدر صاحب نگران بورڈ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ حسب ضرورت نگران بورڈ کے لئے

جماعت میں سے زائد ممبر مقرر کرسکیں گے اور جب ضرورت محسوس کریں ان میں تبدیلی کر دیں۔اس وقت جو تین ممبر نگران بورڈ میں جماعت کے نمائندہ [43] کے طور پر ہیں ان کی تعداد تو قائم رہے گی لیکن ان میں بھی صدر صاحب نگران بورڈ ردّو بدل کر سکتے ہیں۔

2- نگران بورڈ کے تمام فیصلہ جات مثبت اور منفی جن میں صدر صاحب نگران بورڈ (حضرت) مرزا بشیر احمد صاحب کی شمولیت اور اتفاق رائے شامل ہو صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید اور مجلس وقف جدید کے لئے واجب العمل ہوں گے اور صدر صاحب نگران بورڈ کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپیل کرنے کا حق سب کو ہوگا۔

3- آئندہ اپریل 1962ء کے وسط میں مشرقی پاکستان کی جماعت ہائے احمدیہ کا جو جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔اس موقعہ پر صدر صاحب نگران بورڈ ایک کمیشن متعین فرمائیں جو وہاں جا کر مشرقی پاکستان کی جماعتوں کی ضروریات کا جائزہ لے اور پھر واپس آ کر مناسب مشورہ دے۔

4- مشرقی پاکستان سے دس طالب علم جامعہ احمدیہ کے لئے ایسے لئے جائیں جن کا خرچ جامعہ احمدیہ میں تعلیم پانے کیلئے مرکز برداشت کرے۔ان طالبعلموں کے کوائف لکھ کر پہلے سے پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ سے مشورہ کر لیا جائے۔جب بھی اس دس کی تعداد میں کمی آئے اس کو پورا کرنے کیلئے مزید طالب علم لئے جایا کریں نیز جو کمیشن وسط اپریل 1962ء میں مشرقی پاکستان جائے گا وہ مشرقی پاکستان کے حالات کے ماتحت نیز مرکز کے حالات کے ماتحت اس سوال کا مزید جائزہ لے کہ اس تعداد میں کس قدر مزید اضافہ کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

5- مربی کو جس علاقہ میں متعیّن کیا جائے وہاں کی لوکل زبان سیکھنے کی اُسے کوشش کرنی چاہیے اور نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے اس بارہ میں بار بار تاکید ہوتی رہنی چاہئے۔

6- ایک شعبہ مستقل طور پر قائم کیا جائے جس کا کام صرف رشتہ ناطہ کے معاملات کو سرانجام دینا ہو اور ایک قابل اور تجربہ کار شخص اس صیغہ کا انچارج ہو جسے ایک سمجھ دار کلرک دیا جائے اور اس غرض کے لئے اس سال بجٹ منظور کیا جائے۔علاوہ ازیں صدر صاحب نگران بورڈ کی طرف سے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو رشتہ ناطہ کے اہم اور نازک معاملہ کے متعلق سارے حالات اور مشکلات کا جائزہ لے کر اپنی تجاویز پیش کرے۔[44]

7- وصیت کی عمر کے متعلق وہی طریق مناسب ہے جو اس وقت رائج ہے یعنی 18 سال کی عمر سے قبل بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔لیکن وصیت کے لئے کم از کم پندرہ سال کی عمر ہونی ضروری ہوگی جو شرعی بلوغت کی عمومی عمر ہے۔ایسی صورت میں 18 سال کی عمر ہو جانے پر وصیت کی تجدید کرنی ضروری ہوگی۔

تا کہ وصیت کو قانونی حیثیت حاصل ہو جائے اگر کسی ملک میں بلوغت کی عمر 18 سال سے کم یا زیادہ مقرر ہو تو تجدید اس کے مطابق ہوگا۔

8- ربوہ میں یتامیٰ کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

9- آئندہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا معیار کم از کم میٹرک پاس ہو اور بہتر ہوگا کہ مناسب مرحلہ پر طلباء کو مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کروایا جائے۔ اگر اس ادارہ میں ایسے طالبعلم داخل ہوں جو دنیوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں مثلاً بی اے یا ایم اے ہوں اور پھر وہ چار پانچ سال میں دینی علوم سیکھ لیں تو بہترین مربی اور عالم بن سکتے ہیں۔

10- جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل کارکنان کا گریڈ حتی الامکان ایک ہی سطح پر ہو خواہ ایسے کارکنان صدرانجمن احمدیہ میں کام کریں یا تحریک جدید میں خواہ اُن کو انتظامیہ کے لئے چُنا جائے یا مربی اور مبشّر مقرر کیا جائے۔

11- جامعہ احمدیہ کے لیکچرز اور پروفیسر صاحبان کا گریڈ حتی الوسع کالج کے واقفین لیکچرز سے کم سطح پر نہ ہو۔

12- آئندہ سے جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل علماء کے درمیان کوئی ایسی تقسیم نہ کی جائے کہ ایک حصہ مستقل طور پر اندرون ملک کے لئے مخصوص ہو کر رہ جائے بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک کے مربیان اور مبلغین ایک با قاعدہ سکیم کے ماتحت باہم تبدیل ہوتے رہیں۔

13- عام سلوک میں یہ پوری کوشش کی جائے کہ دنیا دارانہ اداروں کا سا رنگ ہمارے نظام میں سرایت نہ کرنے پائے بلکہ یہ رنگ غالب نظر آئے کہ ہم سب باوجود فرق مراتب کے ایک برادری کے افراد ہیں جو باہم سلوک اور محبت کے رشتوں میں منسلک ہیں۔ [45]

مرکز میں شعبہ رشتہ ناطہ کا قیام

شوریٰ 1962ء کی تجویز کے مطابق اس سال کے شروع میں ہی نظارت امور عامہ کے ماتحت ''شعبہ رشتہ ناطہ'' کا قیام عمل میں آیا اور اس کے افسر مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا مقرر ہوئے۔ نومبر 1963ء سے یہ شعبہ نظارت اصلاح وارشاد میں منتقل کر دیا گیا۔ مولانا ظہور حسین صاحب مئی 1964ء سے اپریل 1971ء تک یہ خدمت بجالاتے رہے آپ کے بعد چوہدری عبدالواحد صاحب (نائب ناظر اصلاح وارشاد) مئی، جون 1971ء میں اس کے انچارج رہے۔ جولائی 1971ء سے اپریل 1974ء تک

سید عبدالسلام صاحب نے بحیثیت کلرک شعبہ کو سنبھالا بعدازاں پہلے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ (مئی 1974ء تا 15 اگست 1982ء) پھر شیخ نور احمد صاحب سابق مجاہد بلاد عربیہ (16 اگست 1982ء تا 19 اگست 1983ء) انچارج صیغہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ 20 اگست 1983ء کو مولوی منیر الدین احمد صاحب سابق مبلغ افریقہ وسویڈن (حال جرمنی) اس اہم شعبہ کے نگران مقرر ہوئے۔[46]

مباہلہ سورو (اڑیسہ) اور اس کے حیرت انگیز نتائج

بھارت کے ضلع بالیسر صوبہ اڑیسہ میں بھدرک کے قریب سورو نامی ایک قصبہ ہے جہاں 25 مارچ 1962ء بروز منگل علاقہ کے مشہور بریلوی عالم مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری اپنے دوشاگردوں مولوی عبدالقدوس امام مسجد شنکر پور بھدرک اور مولوی شوکت علی صاحب ہیڈ مولوی مدرسہ نعمانیہ بھدرک مدرسہ کاظمیہ کے پندرہ بیس طلباء کو لیکر پہنچے اور احمدیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔

احمدیوں نے یہ چیلنج قبول کرلیا دونوں فریق ڈاک بنگلہ کے سامنے والے کھلے میدان میں جمع ہوئے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے 22 افراد شامل ہوئے اور مولوی عبدالقدوس صاحب نے فہرست پر دستخط کیے اور ان اشخاص کے ساتھ قبلہ رو کھڑے ہو کر موکد بعذاب قسم کھائی کہ :-

''ہم بحلف کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچا نبی نہیں ہے تو ہم پر عام عذابِ شدید ایک سال کے اندر نازل ہو۔'' اس پر سب نے آمین کہی۔

دعائے مباہلہ کا رقت انگیز منظر

دوسری طرف انیس احمدیوں نے مباہلہ میں شرکت کی جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ، مولوی سید محمد محسن صاحب (سونگھڑہ)، مولوی سید غلام مہدی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (بھدرک)، مولوی محمد یونس صاحب (سورو)، مکرم ہارون الرشید صاحب (نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک) عبدالرب صاحب بی اے (بھدرک) محمد سلیم صاحب (بھدرک) صادق علی صاحب (بھدرک) محمد علی شاہ صاحب (بھدرک)، سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ (بھدرک)، گل محمد صاحب (بھدرک) شیخ غلام الدین صاحب (بھدرک) شیر علی صاحب (سورو)، عبدالستار صاحب (سورو)، عبدالحکیم صاحب (بھدرک)، شیخ غلام ہادی صاحب (بھدرک)، عبدالنور صاحب (بھدرک)، شیخ عمران صاحب (بھدرک)، شیخ قمرالدین صاحب (بھدرک)[47]

مولوی سید محمد محسن صاحب معلم وقف جدید نے دستخط کیئے۔ بعدازاں جملہ احمدی مباہلین رو بقبلہ

کھڑے ہوئے۔ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل انچارج تبلیغ بنگال واڑیسہ نے نہایت ہی بلند مگر رقت آمیز لہجہ میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور حسب ذیل الفاظ میں موکد بعذاب قسم کھائی۔

''ہم ممبران جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ان کے دعویٰ نبوت میں سچا تسلیم کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں انہوں نے مرتبہ نبوت حاصل کیا۔ ہم موکد بعذاب حلف لے کر کہتے ہیں کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں تو ہم پر خدا تعالیٰ کا عذاب شدید ایک سال کے اندر نازل ہو اور اگر وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو ان لوگوں کو جو اس وقت مقابل پر حلف اٹھا رہے ہیں ایک سال کے اندر عذاب شدید میں مبتلا کر جو دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو۔ آمین۔''

اس دعا کے بعد آپ نے تین دفعہ قرآن شریف کی یہ دعا پڑھی کہ **ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم** اور سب نے آمین کہی اور دعا ختم کی۔ دعا کے وقت رقت کا عالم طاری تھا اور سب احمدیوں کی آنکھیں خدا کے حضور گریہ وزاری سے پُرنم تھیں۔

دعائے مباہلہ ختم ہوئی تو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے (جنہیں مباہلین میں شرکت کی جرأت نہ ہوسکی تھی) مولانا بشیر احمد صاحب فاضل سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ تو مباہلہ میں شامل ہو گئے۔ اس پر مولانا صاحب نے پُرشوکت اور پُرجلال الفاظ میں فرمایا کہ آپ مباہلین کی فہرست میں نام نہ لکھوانے سے پبلک کو دھوکہ دے سکتے ہیں مگر خدا جانتا ہے کہ آپ ساری کارروائی میں شامل ہیں اس لئے آپ بھی خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب خاموش رہے مباہلہ کی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اسوقت پورے مجمع پر سکوت طاری تھا۔[48]

احمدیوں نے مباہلہ کے پہلے دن سے ہی خاص دعائیں شروع کر دی تھیں مگر جب مباہلہ کی میعاد کا آخری دور قریب آن پہنچا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ تضرع اور عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی دعاؤں میں لگ گئے علاوہ ازیں مولوی سید فضل الرحمٰن صاحب صوبائی امیر نے حضرت مصلح موعود اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں درخواست دعا کی علاوہ ازیں جماعت بھدرک نے (جس کے صدران دنوں سید محمد ذکریا صاحب تھے) ایک سکیم کے تحت حضرت مصلح موعود، صحابہ مسیح موعود و بزرگان عظام پاک و ہند اور بیرونی ممالک کے مبلغین اور جماعت کے دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست بھجوائی۔

اکثر جگہوں سے پُر از محبت اور ہمدردانہ خطوط پہنچے کہ دعا جاری ہے اللہ تعالیٰ احمدیت کو بیّن فتح

نصیب کرے۔

حیرت انگیز بات یہ تھی کہ حضرت مصلح موعود، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور بعض دوسرے بلند پایہ بزرگوں کے جواب میں ایک خاص بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ مباہلہ سورو جماعتی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہو چنانچہ ان بزرگ ہستیوں نے جس رنگ کی فتح کیلئے دعائیں کی تھیں۔ اسی رنگ میں وہ جناب الٰہی کے ہاں قبول ہوئیں اور فتح کا دروازہ جماعتی ترقی ہی کی صورت میں کھلا چنانچہ جہاں مباہلہ کے وقت سورو میں صرف تین احمدی تھے وہاں مباہلہ کے بعد اُن کے تعداد تین درجن تک پہنچ گئی۔ نئے بیعت کنندگان میں قاضی محلّہ مسجد کے پیش امام مولوی شمس الدین صاحب بھی شامل تھے۔ یہ وہی مسجد ہے جہاں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری نے قیام کیا تھا۔[49]

احمدی مباہلین پر افضال ربّانی

اس معجزانہ ترقی کے علاوہ بفضلہٖ تعالیٰ جملہ احمدی مباہلین نہ صرف ہر طرح محفوظ ومصوؤن رہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے افضال و برکات سے نوازا اور ان کی عمر، صحت، ایمان اور اخلاص میں برکت بخشی۔ رب کریم کے اس مشفقانہ سلوک کی تفصیلات مولوی ہارون الرشید صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک کے قلم سے درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:-

''محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل جنہوں نے 18 احمدی احباب کو ساتھ لے کر دعائے مباہلہ کرائی اور دعا کے بعد مولوی حبیب الرحمان کے ایک استفسار پر یہ کہا کہ آپ بھی خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ دعا سے قبل مولوی حبیب الرحمان صاحب اور مولوی عبدالقدوس صاحب سے آپ نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے گفتگو فرمائی۔

مولانا موصوف بفضلہٖ تعالیٰ خدمت دین اور اشاعتِ اسلام کے اہم فریضہ کی ادائیگی میں شب و روز لگے ہوئے ہیں اور مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بھی توفیق دی کہ کلکتہ جیسے بڑے شہر میں اپنی زیر نگرانی جماعت احمدیہ کی ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی یہ مسجد اس لحاظ سے یادگاری مسجد ہوگی کہ مباہلہ سورو کے بعد میعاد مباہلہ کے اندر مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ نے شرقی زون کے ایک بڑے شہر میں مسجد تعمیر کرانے کا زریں موقعہ عطا فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی جماعتوں میں مولانا موصوف قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مرکز کی طرف سے آپ صوبہ بنگال واڑیسہ کے انچارج مبلغ ہیں۔ نیز آجکل جماعت احمدیہ کلکتہ کی امارت کے معزز عہدے پر بھی فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب امیر اور

کامیاب مبلغ ہیں۔ بنگال اور اڑیسہ میں ہندو احباب بھی ان کے لیکچروں سے اتنے متاثر ہیں کہ وہ خود مولانا موصوف کو بلانے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے مولانا صاحب ہر طریقہ سے کوشاں رہتے ہیں۔ کلکتہ سے مختلف زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت کا انہوں نے انتظام کیا ہے اور نہ صرف خود ہی اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں بلکہ جماعت کے احباب بھی اسلام کی خدمت کی تڑپ رکھتے ہیں۔۔۔

اسی طرح مباہلہ میں شامل ہونے والے ہمارے بزرگ مولوی سید محمد محسن صاحب سونگھڑوی ولد سید جواہر علی صاحب مرحوم سابق معلم وقف جدید ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ خدمتِ اسلام میں صرف کر دیا اور اب بھی باوجود پیرانہ سالی کے احمدیت و اسلام کی تبلیغ کا ایسا جوش ان میں پایا جاتا ہے کہ جو جوانوں میں بہت کم ملتا ہے۔ سورو میں احمدیت کے بانی آپ اور مولوی محمد یونس صاحب ہیں۔ یہ پودا انہی کا لگایا ہوا ہے اور اب امید ہے۔ کہ اب یہ پودا جو سورو میں ان کے مبارک ہاتھوں سے لگ چکا۔ بڑھے گا، پھولے گا اور پھلے گا اور کوئی طاقت اس کی ترقی میں روک نہیں ہوسکتی۔

مورخہ 25 مارچ 1962ء کو محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کے ارشاد پر آپ نے اس فہرست پر دستخط کیے تھے جو احمدی مباہلین کی تیار کر کے غیر احمدیوں کے سپرد کی گئی تھی۔ میرے سامنے اب بھی وہ نظارہ ہے۔ جب فہرست پر دستخط کرنے کے لئے آپ سے مولانا نے فرمایا تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اس مرد مجاہد نے دستخط کر دیئے۔ حالانکہ آپ کافی عمر رسیدہ تھے اور یہ خیال آ سکتا تھا کہ معلوم نہیں میں ایک سال تک زندہ رہوں یا نہ رہوں مگر اس مرد مجاہد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اتنا محکم یقین تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ مباہلہ میں شامل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں ایک سال تک ضرور زندہ رکھے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔۔۔

مباہلہ میں شامل ہونے والے ایک اور دوست مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ہیں۔ جو ان دنوں بحیثیت مبلغ بھدرک میں مقیم تھے آپ محترم سید صمصام علی صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ اڑیسہ کے دوست جانتے ہیں کہ سید غلام مہدی صاحب کے والد مکرم سید صمصام علی صاحب مرحوم اسلام کے آنریری مبلغ تھے اور اڑیہ زبان کے ORATOR اور فصیح البیان مقرر تھے۔ انہوں نے کیرنگ کے نوجوانوں میں اپنی پر جوش نظموں کے ذریعہ ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ آج بھی ان کی نظمیں جب کسی جلسہ میں پڑھی جاتی ہیں تو وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

محترم سید صمصام علی صاحب نے اپنے بچوں کو دنیاداری میں نہ لگایا بلکہ دین کی خدمت کے لئے وقف کیا۔ مکرم سید غلام مہدی صاحب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب مبلغ ہیں اور آجکل موسیٰ بنی مائنز

میں تبلیغی خدمات ادا کر رہے ہیں۔

ہمارے ایک اور نوجوان مکرم عبدالرب صاحب بی اے بھی اس مباہلہ میں شامل تھے انہوں نے ہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگھڑوی سے یہ فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ تو بہت مناظرے ہو چکے ہیں اب آپ کے ساتھ مباہلہ ہونا چاہیئے۔ احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک جماعت کی تحریک پر یہ اجازت آئی تھی کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے ساتھ اگر مباہلہ کی ضرورت پیش آئے تو میری طرف سے مولانا بشیر احمد صاحب انچارج مبلغ کلکتہ کو مباہلہ کرنے کی اجازت ہے۔۔۔۔

مکرم سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک باوجود اپنی علالت طبع کے مباہلہ میں شامل تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ احمدیت کی تبلیغ کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ ان کے بھائی مکرم مولوی سید محمد یونس صاحب مقیم سورو بھی مباہلہ میں شامل تھے اور سورو میں جماعت کے قائم کرنے میں ان کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ پہلے وہ سورو میں اکیلے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مخلصین کی جماعت عطا کر دی ہے اور سورو کے وہ احمدی احباب جو مباہلہ میں شامل ہوئے وہ بھی بفضلہ بہت پختہ ہو گئے ہیں۔ غرضیکہ جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مباہلہ میں شامل ہوا خدا تعالیٰ کے فضلوں سے وافر حصہ لے رہا ہے اور اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کی صداقت کے لئے اسے بھی منتخب فرمایا۔[50]

مباہلہ سورو کے نتیجہ میں جہاں خدائے رحیم و کریم نے اپنے پیارے مہدی موعود کی مظلوم جماعت کی خارق عادت رنگ میں تائید و نصرت فرمائی وہاں فریق ثانی کیلئے یہ مباہلہ قہر الٰہی کا عبرتناک نشان ثابت ہوا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

عدوان احمدیت غضب الٰہی کی زد میں

حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 1753ء، وفات 1814ء) قرآنی آیت **قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا** (الانعام:65) کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:-

> ”قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آیا آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور اُن کو قتل یا قید یا ذلیل کرے حضرت نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا کہ اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذابِ شدید اور عذابِ عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے۔“ [51]

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری کے شاگرد علماء اور دوسرے غیر احمدی اصحاب نے بھی حلفیہ دعا کی تھی کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی سچے نبی ہیں ''تو ہم پر **عذابِ شدید ایک سال کے اندر نازل ہو۔**''

اس جھوٹی قسم کی پاداش میں یہ لوگ کس طرح عذاب شدید کی لپیٹ میں آ گئے اور اکابر سے لیکر اصاغر تک غضب خداوندی کا نشانہ بن کر سخت ذلیل و رسوا ہوئے اسکی تفصیل پر بھی مولوی ہارون الرشید صاحب نے ایک مبسوط مضمون میں روشنی ڈالی ہے۔ جو اخبار ''بدر'' قادیان (24 اکتوبر تا 21 نومبر 1963ء) میں بالاقساط چھپ چکا ہے اور نہایت دردناک حالات پر مشتمل ہے۔

خلاصہ ان کا یہ ہے کہ مباہلہ سورو میں سب سے نمایاں شخصیات تین تھیں۔

1- مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری

2- مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد شنکر پور (بھدرک)

3- مولوی شوکت علی صاحب ہیڈ مولوی مدرسہ نعمانیہ (بھدرک)

یہی ''علماء عظام'' تھے جنہوں نے سورو کے عام مسلمان بھائیوں کو بہکایا اور پھر جماعت احمدیہ کے اصرار کے باوجود میدان مباہلہ میں پبلک کو ایک دوسرے کے عقائد سے روشناس کرانے کے قیمتی موقعہ سے محروم رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی ان پر زیادہ رہی۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب

بریلوی فرقہ کے مشہور عالم دین تھے جن کا مباہلہ سے قبل اس علاقہ میں طوطی بولتا تھا اور بوجہ زمینداری اور اچھی پوزیشن کا مالک ہونے کے ایسا اثر ورسوخ تھا کہ کسی کو اُن کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی کسی غریب پر ناراض ہوتے تو اس کی شامت آ جاتی اور جینا محال ہو جاتا۔ اپنی اسی قوت و طاقت کے بل بوتے پر وہ جماعت احمدیہ کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور مباہلہ کی طرح ڈالی مگر خدا کی شان دیکھو کہ مباہلہ سورو کے بعد اُن پر مصائب و آفات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے خود ان کی برادری نے جو اپنی خاندانی وجاہت کے باعث بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی اُن کا بائیکات کر دیا اور وہ عقیدتمند جو اُن کی قدم بوسی کو موجب سعادت سمجھتے اور انہیں ''حضرت'' کے نام سے یاد کرتے تھے کھلم کھلا مخالف ہو گئے اور نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ ان کے ہم مسلک عالم مولانا احسن الھدی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اُن کے خلاف سخت توہین آمیز اشتہارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دارالافتاء بریلی نے اُن کے خلاف پے در پے فتاویٰ دیئے جن کی علاقہ بھر میں وسیع پیمانہ پر اشاعت ہوئی جس سے اُن کی زندگی سخت تلخ ہوئی۔

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے سالہا سال سے اپنا شیوہ اور معمول بنا رکھا تھا کہ اپنی تقریر میں جب کبھی احمدیت کا ذکر چھیڑتے محمدی بیگم سے متعلقہ پیشگوئی پر ضرور استہزاء کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں ''دیوث نبی'' کے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ اب جو مباہلہ کے بعد مخالفت کا محاذ کھلا تو اُن کے کیریکٹر پر بکثرت کتابیں [52] شائع کی گئیں۔ جن میں مولوی صاحب کی ایک فاحشہ مہر النساء سے داستان معاشقہ کے واقعات درج تھے اور یہ کتابیں شائع کرنے والے ان کے ہم عقیدہ اہل سنت والجماعت حنفی بزرگ تھے جن میں بہار کے کئی علماء کرام بھی شامل تھے۔ [53]

مولوی صاحب موصوف کی بے آبروئی انتہا تک پہنچ گئی۔ لیکن آسمان پر ان کی ذلت ورسوائی کے جو فیصلے ہو چکے تھے ان میں سے ایک اہم فیصلے کی تنفیذ زمین پر ابھی باقی تھی اور وہ یہ کہ اُن کے ذمہ کچھ سرکاری لگان باقی تھا جو ایک عرصہ سے وہ ادا نہیں کر رہے تھے۔ جس پر سرٹیفکیٹ آفیسر جناب کے۔ ایم۔ میگراج ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ فرسٹ کلاس نے مولوی صاحب کا باڈی وارنٹ جاری کیا اور اس کے تحت وہ حاکم موصوف کے سامنے کورٹ میں حاضر کیے گئے۔ عدالت نے حکم دیا کہ ملزم سے روپیہ وصول کیا جائے بصورتِ دیگر اسے سول جیل میں بھیج دیا جائے۔ یہ 5 مارچ 1963ء کی تاریخ تھی اور یوم مباہلہ (25 مارچ 1962ء) کی طرح منگل ہی کا دن تھا۔ [54]

مولوی عبدالقدوس صاحب مرزا پوری امام مسجد محلّہ شنکر پور بھدرک مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے چہیتے شاگرد اور منظور نظر ہونے کی وجہ سے بھدرک اور دھام نگر کے معزز تعلیم یافتہ حلقے بالخصوص میاں فیملیز کے لوگ انکو خاص عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور مجالس وعظ میں انہیں خاص اہتمام سے مدعو کیا جاتا تھا۔ لیکن مباہلہ کے بعد یہ بھی اپنے استاذ کے ساتھ عوام وخواص کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے اور حد درجہ ذلیل وخوار ہوئے اور وہ تمام ''القابات جلیلہ'' اور دشنام طرازی جو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے حق میں روا رکھی گئی مولوی عبدالقدوس صاحب کو بھی وافر حصہ اس کا دیا گیا بلکہ کئی ایک ٹریکٹ اور اشتہارات تو انہی کو مخاطب کر کے لکھے اور ان میں اسقدر ان کی ذلت واہانت کی گئی کہ الامان والحفیظ۔

ان اشتہارات میں موصوف کے کارٹون بھی شائع کیے گئے ایک کارٹون میں تو یہاں تک بتایا گیا کہ ''مفتی بھدرک'' رشوت لیکر فتویٰ فروشی کرتے ہیں اور شریعت میں حیلہ و بہانہ اور مکر وفریب کو داخل کر کے فتوے لینے والے کو سکھاتا ہے کہ چند دن کے لئے عیسائی بن جاؤ تاکہ شرعی قیود سے آزادی حاصل ہو سکے اور شریعت اسلامیہ کے احکام تم پر جاری نہ ہو سکیں اور پھر اپنا مقصد حاصل ہونے کے بعد توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ۔

مباہلہ سے پہلے مولوی عبدالقدوس صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا ہجوم رہتا تھا مگر مباہلہ

کے بعد اکثر لوگوں نے ان کی امامت کو خیر باد کہہ دیا حتی کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تقریبات جو ان حضرات کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہوتی ہیں نمازیوں کی قلت کے باعث خالی گذر گئیں اور مالی لحاظ سے انہیں سخت دھکہ لگا ان کی نوجوان بیٹی ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہوگئی اور اس کے علاج پر تین صد خرچ ہوگیا۔ مولوی صاحب کا خیال تھا کہ یہ رمضان اُن کے لئے کمائی کا عمدہ ذریعہ ہوگا۔ اُن کا ایک بیٹا حافظ تھا اور رمضان شریف میں ثمن قلیل پر تراویح پڑھایا کرتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ تراویح کی بابرکت آمد سے لڑکی کی شادی کر دی جائے گی مگر وہ رقم بھی ڈاکٹروں کی جیب میں چلی گئی اور اس سال شادی بھی نہ کی جاسکی۔ غرضیکہ عذاب شدید نے اُن کے گھر میں اسطرح ڈیرہ ڈال لیا کہ ''ضربت علیهم الذلة والمسكنه'' کا منظر سامنے آگیا۔ 55

مولوی شوکت علی صاحب سابق ہیڈ مولوی مدرسہ نعمانیہ بھدرک

خدائے جبار قہار کی جب لاٹھی چلی تو یہ مولوی صاحب بھی اپنے ساتھیوں کی طرح اس کی زد میں آ گئے پہلے تو میجنگ کمیٹی مدرسہ نعمانیہ کے سیکرٹری صاحب نے اُن کی جواب طلبی کی کہ وہ میری اجازت کے بغیر مباہلہ میں شرکت کیلئے سورو کیوں گے تھے؟ کمیٹی میں ان کا معاملہ پیش ہوا تو وہ کھڑے ہوکر جواب دینے لگے مگر سیکرٹری صاحب نے زبردست ڈانٹ پلائی اور کہا اپنی تقریر بند کردیں۔ اس کے بعد چند ماہ تک وہ صدر وسیکرٹری کمیٹی کی نگرانی میں بہت سہمے ہوئے کام کرتے رہے اور بالآخر اس نوکری سے بھی نہایت ذلت وخواری سے انہیں ہاتھ دھونا پڑا جس کی بظاہر وجہ یہ ہوئی کہ 16 مارچ 1963ء کو جبکہ میعاد مباہلہ کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے وہ سیکرٹری کمیٹی کی ممانعت کے باوجود بالیسر میں ''وعظ شریف'' کے لئے گئے۔ جس پر کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ مولوی صاحب استعفاء دے کر ملازمت سے علیحدہ ہو جائیں۔ لیکن مولوی صاحب نے استعفاء دینے سے گریز کیا۔ کمیٹی نے سٹینڈنگ آرڈر کے ذریعہ نوکری سے ڈسچارج کر دیا اس پر بھی مولوی صاحب نے چارج نہ دیا۔ کمیٹی کے صدر اور سیکرٹری نے یہ معاملہ پولیس کے سپرد کرنا چاہا تا بذریعہ پولیس انہیں مدرسہ سے نکلوا دیا جائے۔ سیکرٹری صاحب اس معاملہ کو طے کرنے کے کیلئے تھانہ جارہے تھے کہ کمیٹی کے ایک ممبر یونس صاحب نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ آپ کچھ وقت رُک جائیں میں مولوی صاحب کو سمجھاتا ہوں بالآخر اُن کے سمجھانے پر ہیڈ مولوی صاحب نے بادل ناخواستہ چارج دیا اور بہت بے آبرو ہوکر مدرسہ سے نکال دیئے گئے۔ وہ رہائشی مکان جہاں وہ مع اہل وعیال قیام پذیر تھے چھن گیا ساتھ ہی مسجد ملاں ساہی کی امامت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا جس کے بعد وہ سر بازار ایک تنگ وتاریک کمرہ میں اپنی زندگی کے دن گزارنے لگے۔ ایک دن کسی شخص نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ مباہلہ کا کیا معاملہ

ہے کہنے لگے ارے بھائی دیکھو قادیانیوں سے سورو میں مباہلہ ہوا تھا۔ میں بھی اس میں شریک تھا مگر ہمارے بھائی ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں میری بے عزتی کرتے ہیں گالی گلوچ کرتے ہیں اگر قادیانی یہ خبر سن پائیں تو بہت برا ہوگا۔ 56

الغرض تینوں صاحبان نے مباہلہ کے بعد ذلت وخواری اور عذابِ شدید کا ایسا مزہ چکھا کہ نشانِ عبرت بن گئے۔

دوسرے غیر احمدیوں کا حشر

مباہلہ میں شامل ہونے والے دوسرے غیر احمدیوں کا حشر بھی بہت عبرتناک ہوا مثلاً

1- حافظ برکت اللہ صاحب امام الصلوٰۃ جامع مسجد بھدرک جنہوں نے سورو کے میدان مباہلہ میں احمدیوں کے خلاف ''یا مردود'' کا نعرہ بلند کیا تھا۔ زنا جیسے شرمناک اور گھناؤنے فعل کا ارتکاب کر کے بھاگ گئے اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں ہمیشہ کے لئے مردود ہو گئے۔

2- حافظ برکت اللہ صاحب کے بعد جامع مسجد میں حافظ شوکت علی صاحب کو جو مباہلہ میں شامل تھے امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا لیکن چند دنوں کے بعد ہی اکثر نمازیوں نے اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے صحن مسجد کے آخری حصہ میں مدرسہ کاظمیہ کے بعض طلبہ کو لے کر الگ جماعت کرانا شروع کر دی مگر بالآخر کافی فضیحتی اور دھکم دھکا کے بعد مسجد سے نکال دیئے گئے۔

3- مباہلہ سورو میں جامع مسجد بھدرک کے ملحقہ کمروں میں قائم مدرسہ کاظمیہ کے قریباً ایک درجن طلبہ نے شرکت کی تھی۔ یہ مدرسہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے اپنے ہم نواؤں کی مدد سے قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ کے طلبہ سورو کو جاتے وقت زور زور سے نعرے بلند کر رہے تھے گویا اُن کی فتح یقینی ہے۔ مگر ابھی مباہلہ پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ان کی کرتوتوں کو دیکھ کر اُن پر چاروں طرف سے لعنت وملامت کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ شہر کے قریباً یک صد آدمیوں نے متولی صاحب جامع مسجد اور مسلمانان بھدرک کے نام 28 ستمبر 1962ء کو تحریری درخواست دی کہ ''**جامع مسجد ومدرسہ کاظمیہ گویا کہ اختلاف وفتنہ وفساد کا گھر بن گئے ہیں**......**موجودہ کمیٹی جو پارٹی بازی اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑکاتی رہتی ہے اسے توڑ دیا جائے اور مدرسہ کاظمیہ کو مسجد کے ملحقہ مکان سے بالکل ہٹا لیا جائے۔**'' چنانچہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی حامی کمیٹی توڑ دی گئی جس سے مدرسہ کاظمیہ کے طلبہ گویا یتیم ہو گئے اور اُن کی پہلی سی آن بان یکسر ختم ہوگئی۔

4- **سید شمشاد علی صاحب:** میدان مباہلہ میں جب محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مولوی

حبیب الرحمٰن صاحب کو للکارا اور مباہلہ میں شامل ہونے کا مطالبہ کیا تو اسوقت سورو کے ایک غیر احمدی نے (جو مباہلہ میں شامل تھا) کہا کہ ہمارا مولوی حبیب الرحمٰن شیر ہے جس پر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے فرمایا اگر وہ شیر ہیں تو میرے مقابل پر مباہلہ میں آئیں کیوں گیدڑ بن کر بزدلی دکھاتے ہیں۔ اس پر سید شمشاد علی (مولوی حبیب الرحمٰن کے مرید) نے اپنی جوانی کے گھمنڈ میں آنکھیں دکھا کر کئی بار مولانا بشیر احمد صاحب کی طرف قدم بڑھایا اور کہا کہ ہمارے مولانا کی توہین کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے تکبر وغرور کو اس رنگ میں توڑا کہ مباہلہ کے چند دنوں بعد وہ اپنے ماموں سے زمین کے متعلق جھگڑا کرنے لگا جس پر اُس کے سالے نے اس کی جوتوں سے خوب مرمت کی۔ 57

5- سید کلیم الدین صاحب رئیس سورو مباہلہ میں شامل تھے اور بڑا بول بولنے والے تھے اور سورو کے غیر احمدی مخالفین کے روح رواں تھے یہ صاحب ہندوؤں کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے۔ علاوہ ازیں وہاں کی مسجد کے چندہ کے سلسلہ میں اُن کی پبلک میں سخت بدنامی ہوئی۔

6- عبدالرشید خاں سورو پر خدا کی طرف سے یہ آفت پڑی کہ گورنمنٹ نے تقریباً ڈیڑھ ہزار کی بھاری رقم بابت سیل ٹیکس اُن سے چارج کی اور مقدمہ میں الجھ کر مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہوئے۔

7- سید بشیر الدین خلیفہ صاحب سورو۔ ان صاحب نے میدان مباہلہ میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو شیر اور مبلغ احمدیت مولانا بشیر احمد صاحب کو بھیڑیا کہہ کر خدا کی غیرت کو چیلنج کیا تھا خدائے غیور کا عذابِ شدید اس شخص پر چیچک کے شدید حملہ کی صورت میں نمودار ہوا یہی وہ عذاب تھا جس سے ابرہہ کا لشکر جرار تباہ و برباد ہوا تھا۔

الغرض مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے تمام ساتھی اور ہمنوا جو اس مباہلہ میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر پہلو سے ذلیل ورسوا کر کے رکھ دیا اور وہ لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے اور یہ سب واقعات اس لئے ہوئے کہ وہ خدا جو سچوں کا حامی ہے یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میدان مباہلہ میں انہوں نے جو بار بار کہا کہ مرزا صاحب (معاذ اللہ) جھوٹے نبی ہیں ان کو بتا دے کہ تمہارا کہنا سراسر غلط اور بالبداہت باطل ہے اور ساری دنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی سورج کی طرح نمایاں کر دے بالآخر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ 25 مارچ 1962ء کو جب سورو میں مباہلہ ہوا مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مولوی حبیب الرحمٰن سے بات چیت کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے وفد کی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو ایک سال کے اندر اندر اس مباہلہ کا نتیجہ دیکھ لیتے لہذا مدت مباہلہ ایک سال ہوگی۔ جسے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے تسلیم کر لیا لیکن مجمع میں

بعض لوگ بولے کہ اتنی لمبی مدت کی کیا ضرورت ہے۔ ایک اور صاحب بولے ایک سال بہت ہے۔ ایک مہینہ میں اس کا نتیجہ ظاہر ہونا چاہیے۔

خدا کی قدرت!! مباہلہ کے چند دنوں بعد شہر کے حالات نے یکا یک ایسا پلٹا کھایا کہ ایک مسلمان ڈرائیور کی ایک اخلاق سوز حرکت کی وجہ سے ہندو مسلم کشیدگی نے دیکھتے ہی دیکھتے فرقہ وارانہ رنگ اختیار کرلیا۔ یہانتک کہ سخت فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی دوران مباہلہ کے ٹھیک ایک ماہ بعد 25 اپریل 1962ء کو یہ افواہ پورے زوروں سے گرم ہوگئی کہ اس دن سورو کے مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ یہ افواہ بجلی کی طرح گری جس نے ہر طرف دہشت پھیلا دی سب آہ و بکا کرنے لگے اور سورو سے بھاگ بھاگ کر بھدرک اور بالیسر میں پناہ لینے لگے۔ اس واقعہ نے سورو کے مخالفین احمدیت کا سارا غرور توڑ دیا اور اُن کی ساری عزت وعظمت خاک میں مل گئی [58] اور خدا کی یہ بات ایک بار پھر پوری آب وتاب سے پوری ہوئی کہ ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔'' [59]

مولانا نیاز صاحب فتحپوری کا حقیقت افروز بیان

راولپنڈی کے ایک غیر احمدی دوست نے مولانا نیاز صاحب فتحپوری کو لکھا کہ معلوم ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے انہیں ساڑھے پانچ ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ مولانا نیاز فتحپوری نے اپنے موقر ماہنامہ نگار لکھنؤ ماہ مئی 1962ء میں اس الزام کی سختی سے تردید کی اور لکھا:-

ربوہ سے ساڑھے پانچ ہزار کی امدادی رقم ملنے کی جو خبر آپ نے سنی ہے بالکل غلط ہے اور مجھے حیرت ہے کہ آپ نے جو میری افتاد طبع سے پوری طرح واقف ہیں کیونکر اس کا یقین کرلیا کہ جو کچھ میں احمدیت کی موافقت میں لکھ رہا ہوں۔ وہ نتیجہ ہے اس امداد کا۔

آج تک میں ربوہ نہیں گیا اور نہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے مل سکا۔ لیکن ارادہ ضرور ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہاں احمدی جماعت کی تنظیم کا مطالعہ کروں گو میں قادیان جا کر وہاں کی تنظیم کا بڑا گہرا اثر دل پر لے کر آیا ہوں اور ربوہ میں بھی یقیناً وہی ہوگا جو قادیان میں دیکھ چکا ہوں بہر حال آپ نے جو کچھ سنا ہے وہ بالکل غلط ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جس حد تک میرے ضمیر کا تعلق ہے وہ کسی قیمت پر نہیں خریدا جاسکتا۔

پچھلے دو سال کے اندر بے شک میں نے میرزا غلام احمد صاحب اور ان کی تحریک کو بہت سراہا ہے لیکن محض بر بنائے حقیقت وصداقت وآزادی ضمیر مجھے معلوم تھا کہ سارا زمانہ احمدی جماعت اور مرزا غلام احمد

صاحب کا مخالف ہے۔ **لیکن جب میں نے خود اس جماعت کے لٹریچر اور اس کے عملی پہلو کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مخالفت محض بر بنائے عصبیّت ہے اور جو الزامات میرزا صاحب موصوف پر قائم کئے جاتے ہیں ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔ سب سے بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے حالانکہ اس سے زیادہ لغو و لایعنی الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے اور غالباً اس شغف وشدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشق رسول میں پایا جانا چاہیے۔ وہ اپنے آپ کو بر بنائے تقلید نبوی، رسول کا سایہ اور اسوۂ نبوی کا مظہر ضرور قرار دیتے تھے۔** سو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہر شخص جو رسول اللہ کی زندگی کو سامنے رکھ کر اس کی تقلید کرے وہ ''ظل نبوی'' کہلایا جائے گا اور اگر میرزا صاحب نے عملاً اس کو کر دکھایا تو وہ یقیناً ظل نبویؐ بھی تھے اور بروز اسوۂ رسول بھی۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ نہ احمدی جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ اُن کے کارناموں کو دیکھتے ہیں اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے اس کی طرف سے بدظن ہو جاتے ہیں۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ مخالفین احمدیت بھی اس کی تنظیم اور اس کی وسعت تبلیغ کے قائل ہیں (جن سے دجال کے دور افتادہ علاقوں میں بھی اسلام کی حقیقت لوگوں پر واضح ہوتی جا رہی ہے) لیکن جس وقت سوال میرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و کردار کا آتا ہے تو وہ چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کے زمانہ میں چند سر پھرے مولویوں نے بر بنائے رشک اپنی نااہلیت چھپانے کے لئے مرزا صاحب موصوف کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا تھا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب نے 86 سے زیادہ کتابیں اپنی مختصر عمر میں لکھیں اور ان سب کا مقصود صرف یہ تھا کہ وہ دنیا کے سامنے اسلام کو صحیح معنی میں پیش کریں اور مسلمانوں کی ایک باعمل جماعت دنیا میں پیدا کر سکیں سو آپ خود غور کیجئے کہ **ان کے مخالفین دس آدمیوں کی بھی کوئی جماعت پیدا نہ کر سکے اور مرزا صاحب کی تعلیم کے زیر اثر آج دنیا کے ہر گوشہ میں لاکھوں انسان تعلیم اسلام سے روشناس ہو چکے ہیں** اور اس قدر پابندی سے احکام اسلام کے متبع ہیں کہ مجھے تو اس کی مثال کسی بڑے سے بڑے عمامہ بند مولوی میں بھی نہیں ملتی۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذہب اسلام کوئی خیالی مذہب نہ تھا اور نہ اس کی بنیاد کسی ذہنی فلسفہ پر قائم تھی بلکہ وہ یکسر عمل ہی عمل تھا **اور احمدی جماعت نے اسی عملی پہلو کو سامنے رکھ کر اپنی جماعت میں ایک ایسی نئی روح پھونک دی جس کی مثال ہمیں کسی دوسری مسلم جماعت میں اس وقت نہیں ملتی۔**

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ وہ افراد جو نماز باجماعت کے پابند ہوں، جو ایام صیام کا پورا احترام

کرتے ہوں، جو صدقہ و زکوٰۃ کی رقم بغیر کسی پس وپیش کے نکالتے ہوں، جو لہو ولعب کی زندگی سے متنفر ہوں جو حد درجہ سادہ معاشرت بسر کرتے ہوں، جو کسی وقت بے کار زندگی نہ بسر کرتے ہوں، جو ہر وقت ہر انسان کی خدمت کے لئے آمادہ رہتے ہوں، جو صادق القول ہوں، امین ہوں، عہد و پیمان کے پابند ہوں۔ ان کو آپ بُرا کہتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو مہدی موعود سمجھتے ہوں۔ حالانکہ جس حد تک روایات کا تعلق ہے وہ میرزا صاحب پر منطبق ہوسکتی ہیں۔

آپ آج کل علیل ہیں اس لئے مطالعہ کتب کا وقت آپ کے پاس کافی ہوگا۔ اگر نامناسب نہ ہو تو سب سے پہلے میرزا صاحب کی براہین احمدیہ پڑھ ڈالیے اور اس کے بعد ان کی دوسری تصانیف۔ آپ پر خود واضح ہو جائے گا کہ میرزا صاحب کتنے بڑے انسان، کتنے سخت قائل نبوت تھے اور کیسے کیسے چھوٹے انسانوں نے ان کے بلند کردار پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔

مشرقی پاکستان میں مرکزی وفد

اس سال وسط اپریل 1962ء میں مرکز احمدیت ربوہ سے ایک خصوصی مرکزی وفد مشرقی پاکستان میں بھجوایا گیا جو مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا۔

1- صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید (امیر وفد)

2- مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مجاہد بلاد عربیہ وانگلستان

3- میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال ربوہ

4- چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ناظر اصلاح وارشاد۔

5- میر سید داؤد احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

6- صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید۔

7- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری (رفیق خاص مسیح موعودؑ)[60]

صدر نگران بورڈ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس وفد کی روانگی پر اسکی بنیادی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:-

''اس سال کی مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوا تھا کہ چونکہ مشرقی پاکستان کی جماعتیں دُور کے علاقہ کی جماعتیں ہونے کی وجہ سے اس بات کی زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے ساتھ مرکزی کارکن زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم رکھیں اور سال میں کم از کم دو وفد مشرقی پاکستان

بھجوا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیتے رہیں (اور دراصل یہ فیصلہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر مبنی تھا) اسلئے صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اس سال ماہ رواں کے وسط میں مشرقی پاکستان میں دو ناظروں کے بھجوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یعنی چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ ناظر اصلاح وارشاد اور میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال اور دوران اجلاس میں خاکسار کے مشورہ پر اس وفد میں مولوی جلال الدین صاحب شمس ممبر صدر انجمن احمدیہ کے نام کا بھی اضافہ کیا گیا سوان تین ارکان کا وفد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے بہت جلد مشرقی پاکستان روانہ ہو جائے گا اور ڈھاکہ کے اس اجتماع میں بھی شرکت کرے گا جو بنگال کے دوستوں کا وسط اپریل میں منعقد ہو رہا ہے......اس کے علاوہ انہی ایام میں گو غالباً سفر کے آغاز کے لحاظ سے ایک دو دن بعد مرکزی کارکنوں کا ایک دوسرا وفد بھی مشرقی پاکستان کی طرف روانہ ہو رہا ہے جس میں عزیز مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور عزیز مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید اور عزیز میر داؤد احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ شریک ہوں گے اس طرح یہ وفد مجموعی طور پر چھ ارکان پر مشتمل ہوگا اور مشرقی پاکستان کی تبلیغی اور تربیتی اور تنظیمی اور مالی ضروریات کا جائزہ لیکر مرکز میں رپورٹ کرے گا اور اپنی نگرانی میں حسب حالات مشرقی بنگال کے مرکزی عہدیداروں کا انتخاب بھی کروائے گا اور مشرقی پاکستان کے دوستوں کو ان کی پیش آمدہ ضروریات اور مشکلات کے متعلق مشورہ بھی دے گا۔ اس کے علاوہ انہی ایام میں مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی پیشکش کی ہے کہ وہ اپنے خرچ پر مشرقی پاکستان تشریف لے جا کر دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات سنائیں گے۔'' 61

وفد کی کامیاب دینی سرگرمیاں

اس وفد کی پہلی پارٹی 12 اپریل کو اور دوسری 14 اپریل کو پہنچی۔ 62 وفد کا یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ وفد کے ممبران نے زیادہ سے زیادہ مقامی احباب سے رابطہ پیدا کرنے کیلئے احمدی جماعتوں کی سالانہ کانفرنس (منعقدہ دارالتبلیغ ڈھاکہ مورخہ 14، 15 اپریل) اور اسکی شوریٰ میں شرکت کی اور احباب سے پُر اثر خطاب کیا۔ 63 اس کے بعد وفد نے مختلف جماعتوں کا دورہ کیا اور تیرہ مختلف جماعتوں کے حالات کا

نہایت باریک نظری سے جائزہ لیا۔ اس دوران 21 اپریل 1962ء کو جماعت احمدیہ چٹا گانگ نے ایک بڑا ہال کرایہ پر لیکر پہلی بار پبلک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں شہر کے ہر طبقہ کے آٹھ سو سے زائد سامعین تھے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جلسہ میں صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ''یورپ میں اسلام'' کے موضوع پر اور مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ''اسلام کامل اور زندہ مذہب ہے'' کے موضوع پر تقاریر فرمائیں۔ آخر میں بعض سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ مقامی اخبارات نے اس جلسہ کی مختصر کارروائی شائع کی اگلے روز جلسہ کا اجلاس مسجد احمدیہ چٹا گانگ میں ہوا جس میں مقامی مبلغین کے علاوہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے بھی تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان افروز حالات سنائے۔ وفد برہمن بڑیہ بھی گیا جہاں اس ملک کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ وفد کے ارکان جہاں بھی تشریف لے گئے خواہ شہر ہوں یا دیہات غیر از جماعت دوستوں نے بھی دلچسپی کا اظہار کیا اور قریباً ہر جگہ علمی گفتگو ہوئی۔

وفد کے دورے سے وہاں کی جماعتوں اور احمدیوں میں کام کی ایک نئی روح پیدا ہوگئی اور ان کو یہ احساس ہوا کہ ہمارے کام کا جائزہ لینے والا اور ہماری مشکلات سننے والا اور ضرورت کے موقعہ پر کوئی ہمدردی کرنے والا موجود ہے۔[64]

وفد نے واپسی پر اپنے تنظیمی، تربیتی اور تبلیغی جائزہ کی مفصل رپورٹ دی۔ وفد کا تاثر یہ تھا کہ جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کی اکثریت نہایت مخلص احمدیوں پر مشتمل ہے اور ان کے دل میں حضرت مصلح موعودؓ سے بے پناہ محبت ہے اور مرکز کا بہت احترام ہے۔ البتہ جماعتی تنظیم نہایت درجہ قابل توجہ ہے۔ دوسری طرف مشرقی پاکستان میں جتنا وسیع تبلیغی میدان ہے۔ مغربی پاکستان میں نہیں عوام الناس میں احمدیت سے دلچسپی پائی جاتی ہے۔ تبلیغ کرنے پر لوگ توجہ سے سنتے ہیں اور استفسار کر کے ہمارا نقطہ نظر سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کرتے ہیں۔

وفد نے اپنی رپورٹ میں صوبائی انجمن، مالی تنظیم، تبلیغی نظام، لٹریچر اور اقتصادی پروگرام سے متعلق متعدد مفید سفارشات کیں۔[65]

نگران بورڈ نے ان سفارشات پر حسب ذیل فیصلے صادر کیئے۔

1۔ صدر انجمن احمدیہ اور دیگر مرکزی ادارے مشرقی پاکستان کی جماعتوں کی براہ راست نگرانی کریں اور خط وکتابت کے سلسلہ میں جو طریق مغربی پاکستان کی جماعتوں کے ساتھ جاری ہے۔ وہی مشرقی پاکستان کی جماعتوں کے لئے بھی اختیار کیا جائے۔

2۔ وفد اور سب کمیٹی نظارت علیا نے سفارش کی تھی کہ ایک سینئر مبلغ سارے مشرقی پاکستان کا مبلغ انچارج ہو۔ مربیوں کے متعلق ہر قسم کے اختیارات اس کو حاصل ہوں اور پراونشل نظام کا اس کے ساتھ کوئی

تعلق نہ ہواور موجودہ چار سینئر مبلغوں کے علاوہ کم از کم آٹھ اور مبلغ ،مبلغ انچارج کے ماتحت صوبائی فورس کے طور پر رکھے جائیں ۔نگران بورڈ کی طرف سے ہدایت کی گئی کہ اس سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ نظارت اصلاح وارشاد سے جلد رپورٹ حاصل کر کے نگران بورڈ میں معہ اپنی سفارشات کے ارسال کرے۔

3-ہر نظارت اپنا تعلق مشرقی پاکستان کی جماعتوں کے ساتھ براہ راست رکھے نظارت بیت المال میں ایک بنگالی جاننے والا کارکن موجود ہے۔ایسا کارکن نظارت اصلاح وارشاد کو بھی دیا جائے۔

4-زیادہ سے زیادہ بنگالی لٹریچر شائع کرنے کی طرف اصلاح وارشاد توجہ کرے۔

5-صوبائی امیر ،مشرقی پاکستان (کی جماعتوں) کے اقتصادی حالات بہتر بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کریں جو اپنی رپورٹ امیر صاحب کی وساطت سے صدر انجمن احمدیہ کو بھجوائے ۔(یہ فیصلہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی پیش فرمودہ ایک تجویز کی بناء پر کیا گیا)

ان فیصلوں کے علاوہ نگران بورڈ کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کی سفارش پر مشرقی پاکستان کی جماعتوں کے مالی نظام پر ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔جس نے مجلس مشاورت 1964ء میں یہ رپورٹ پیش کی کہ مشرقی پاکستان کی مقامی جماعتوں کو اسی طرح سے گرانٹ دی جایا کرے جس طرح مغربی پاکستان میں دی جاتی ہے۔ یہ گرانٹ بالعموم چندہ کی تسلی بخش وصولی کی صورت میں دس فیصدی دی جاتی ہے۔مشرقی پاکستان کی صوبائی انجمن کو جو گرانٹ اسوقت دی جاتی ہے۔وہ بند کر دی جائے اور صوبائی انجمن کی ضروریات کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے (الف) تبلیغی اور تربیتی ضروریات جس میں اشاعت لٹریچر ، رسالہ احمدی تعلیم ، رسالہ جلسہ شامل ہیں ان امور کے لئے مرکز جلسہ خود انتظام کرے گا۔(ب) صوبائی امیر اور دیگر عہدہ داران کے اخراجات سفر ، مہمان نوازی ، ڈاک ، سرکلر ، کلرک ، دارالتبلیغ ، امداد غرباء ، ہنگامی اخراجات وغیرہ کے لئے مرکز مناسب گرانٹ دے گا۔اسوقت دس ہزار روپیہ گرانٹ کی سفارش کی جاتی ہے۔تفاصیل صدر انجمن احمدیہ بعد میں امیر صاحب مشرقی پاکستان کے مشورہ سے طے کرے۔

مالی کمیشن کی اس رپورٹ کی مجلس شوریٰ کے اکثر نمائندوں نے تائید کی[66] اور حضرت مصلح موعود نے بھی اس رپورٹ کی منظوری عطا فرمادی۔[67]

یہ انقلابی فیصلے مستقبل میں مشرقی پاکستان کی مخلص جماعتوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوئے جن سے اس سرزمین میں اشاعت حق کی رفتار بھی یکا یک تیز ہوگئی اور جماعتی نظم واستحکام میں بھی شاندار اضافہ ہوا نیز آئندہ کے لئے مرکزی وفود کے پہنچنے کی مبارک راہ کھل گئی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا ورودِ کلکتہ اور پُر اثر خطاب

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب دورۂ مشرقی پاکستان کو نہایت کامیابی سے مکمل کرنے کے بعد عازم مرکز ہوئے اور 1962ء کی شب کو بذریعہ طیارہ کلکتہ پہنچے اگلے روز نماز مغرب کے بعد آپ کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی سے قبل آپ نے اکثر خدام سے نماز کی مسنون آیات اور ترجمہ پوچھا۔ خدام حسب لیاقت جواب دیتے رہے بعدازاں آپ نے احباب جماعت سے ایک اثر انگیز خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت کی آئندہ ترقی کا انحصار نوجوانوں کے مخلصانہ جوش عمل پر ہے۔ فکر وعمل میں موہ شان ہی مذہبی جماعت کی زندگی کا ثبوت ہے۔ جماعت اسوقت تک پھیلتی رہے گی جب تک کہ افراد جماعت کے اندر روح تبلیغ بیدار رہے گی آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس عظیم الشان تحریک کا خصوصی ذکر فرمایا کہ ہر احمدی سال میں ایک نیا احمدی بنانے کا عہد کرے۔ آپ نے فرمایا بھارت جیسے دیش میں چالیس کروڑ نفوس بستے ہیں۔ ان کو قبول حق پر آمادہ کرنے میں اگر موجودہ رفتار تبلیغ کو پیش نظر رکھا جائے تو چالیس ہزار سال لگیں گے۔ جبکہ اس تمدنی دور کے آدم پر صرف ساڑھے چھ ہزار سال گزرے ہیں۔ کسی قوم کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ اتنی طویل مدت تک انتظار نہیں کرتا۔ احمدیوں کو ترقی کی کوئی نئی راہ نکالنی ہوگی یا طریق کار میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ حضرت مصلح موعود کے بتائے ہوئے اصول پر چلنے سے بائیس سال میں چالیس کروڑ انسان کی نجات کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ چالیس ہزار سال اور بائیس سال کا ریاضیاتی تناسب حیرت انگیز تو ہے لیکن حدّ امکان کے اندر ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تحریک وقف جدید کی افادیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے تبلیغی نظام کی بہ انداز نو تشکیل کی ہے اور اس کے نتائج خوشکن نظر آرہے ہیں۔ 68

حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس اثر انگیز خطاب نے نونہالان احمدیت پر بڑے گہرے نقوش چھوڑے۔

احمدیہ بیت الذکر سرگودھا کی تعمیر اور انصاف پسند پریس

پاکستان کے مشہور شہر سرگودھا میں مقامی جماعت احمدیہ کی ایک پرانی بیت الذکر عرصہ سے موجود تھی جو ملکی تقسیم کے بعد سرگودھا کی احمدی آبادی کے لئے بالکل ناکافی ہوگئی۔ جس پر سرگودھا کے دوستوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سرگودھا اور کمشنر صاحب سرگودھا کی خدمت میں اپنی جائز ضروریات پیش کر کے درخواست کی کہ انہیں سرگودھا میں ایک نئی بیت الذکر تعمیر کرنے کیلئے ایک پلاٹ عطا فرمایا جائے جس کی وہ

واجبی قیمت ادا کردیں گے ان ہر دو افسروں نے اس درخواست کو معقول قرار دیتے ہوئے جماعت کی یہ درخواست منظور کر لی اور مناسب قیمت پر نیو سول لائنز کے علاقہ میں چار کنال کا ایک قطعہ اراضی جماعت احمدیہ سرگودھا کے پاس بیت الذکر کی تعمیر کی غرض سے فروخت کر دیا جماعت کی طرف سے مقررّہ قیمت ادا کر دی گئی اور باقاعدہ رجسٹری ہوگئی۔

چنانچہ جماعت احمدیہ سرگودھا نے میونسپل کمیٹی میں مسجد کا نقشہ بغرض منظوری داخل کرادیا، چاردیواری اور محراب کی منظوری پہلے ہی ہوچکی تھی اور جلدی پلاٹ کی چاردیواری مکمل کر کے اس میں باقاعدہ پنجگانہ نمازیں ادا کرنا شروع کر دی گئیں۔

ابھی نمازوں کی ادائیگی پر ڈھائی ماہ ہوئے تھے کہ غیراز جماعت عناصر میں سے بعض متعصب لوگوں نے بعض بالائی افسروں تک بے جا شکائتیں پہنچا کر شور مچانا شروع کر دیا کہ احمدیوں کو اس جگہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔[69]

اس سلسلہ میں ایک وفد کمشنر صاحب سرگودھا سے ملا جنہوں نے ارکانِ وفد کو یقین دلایا کہ اس بات کا فیصلہ ہونے تک کہ قادیانیوں کی یہ بیت الذکر تعمیر ہونی چاہیے یا نہیں اس کی تعمیر روک دی جائے گی اور اس کا فیصلہ عیدالاضحیٰ (15 مئی 1962ء) کے بعد جلدی کر دیا جائے گا۔[70]

اس خبر پر ہفت روزہ شعلہ (سرگودھا) نے 20 مئی 1962ء کی اشاعت میں ''احمدیوں کی بیت الذکر کی تعمیر'' کے زیر عنوان لکھا:-

''یاد رہے کمشنر سرگودھا نے 10 اپریل کو قادیانی جماعت کی درخواست پر نیوسول لائنز کے علاقہ میں مسجد کی تعمیر کے لئے پرائیویٹ معاہدے کے تحت چار کنال زمین -/1388 روپے فی کنال کے حساب سے فروخت کرنے کی منظوری دے دی تھی اور قادیانیوں نے نہایت تیزی سے میونسپل کمیٹی سے نقشہ منظور کرا کر مسجد کی تعمیر شروع کر دی تھی۔ مسجد قریباً تین فٹ اونچائی تک تعمیر ہوچکی ہے اور تعمیر نہایت تیزی سے جاری ہے وغیرہ ہم نہیں جانتے کہ حکام اعلیٰ اس مسئلہ کو کس طرح حل کریں گے یا کیسے حل کر چکے ہیں البتہ ہم حیران ہیں کہ کمشنر صاحب سرگودھا ڈویژن نے وفد کے خیالات سننے کے بعد مذکورہ مسجد کی تعمیر روک دینے کا احساس کیوں فرمایا ہے۔ کیا انہیں مذکورہ مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں عام مسلمانوں کے جذبات یا ردّعمل کا احساس اُس وقت نہیں ہوسکا تھا۔ جب وہ مذکورہ مسجد کی زمین کی فروخت کی منظوری دے رہے تھے۔

ہم عام مسلمانوں کی اس ذہنیت پر بھی متاسّف ہیں کہ احمدیوں کی مسجد بننے پر تو وہ بے حد مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ باقاعدہ طور پر جگہ حاصل کر کے اور متعلقہ ادارے سے نقشہ منظور کرا کر ہی بنائی جائے۔ لیکن خود عام محلوں، گلی کوچوں اور سڑکوں پر جہاں جی میں آئے راتوں رات مسجدیں تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں بے حد بے باک ہیں اور اس ضمن میں زمین کے مالک سے اجازت لینا اور کسی متعلقہ ادارے سے نقشہ منظور کرانے کا تکلف بھی گوارا نہیں کرتے۔ دراصل ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں میں احمدیوں کے خلاف ناگوار حد تک تعصب پھیل گیا ہے اور بعض سستی شہرت حاصل کرنے کے خواہشمند ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں جس میں حصہ لیکر وہ عوام کی نظروں میں خدا پرست اور اسلام پرست بننے کا شرف حاصل کر سکیں۔ یہ مذکورہ مسجد روکنے رکوانے میں بھی ایسے ہی ''خدام ملک وملت'' کی مساعی بروئے کار آ رہی ہیں ورنہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچا جائے تو اس ایک لاکھ کی آبادی کے شہر میں اگر احمدی فرقہ کے لوگوں کو بھی ایک مسجد تعمیر کر لینے دی جائے تو کونسی قیامت آ جائے گی۔''[71]

اسی طرح اخبار ''پیام قائد'' سرگودھا (21 مئی 1962ء) نے سید اقبال حسین صاحب کرمانی ممبر مجلس عاملہ آل پاکستان ادارہ تحفظ حقوق شیعہ سرگودھا کا حسب ذیل بیان شائع کیا:-

''آج کل سرگودھا میں جماعت احمدیہ کی جامع مسجد تعمیر ہونے کے خلاف بعض مفاد پرست لوگ خواہ مخواہ شور پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں افسوس کہ ذمہ دار احباب کیوں اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے اور ایسے شر پسند عناصر کے ابھرنے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتے۔ کسی جماعت کے مسجد تعمیر کرنے میں مخالفت پیدا کرنا اپنے اندر سوائے شرارت کے اور کوئی چیز نہیں رکھتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ چند سالوں میں حکومت کی طرف سے عطا کردہ جگہوں اور متعدد بلا منظوری جگہوں پر مساجد تعمیر کر دی گئی ہیں۔ سوائے جماعت احمدیہ کے کہ انہوں نے باقاعدہ قانونی طور پر حصول اراضی کی کوشش کر کے اب تعمیر کرنا شروع کی۔ حکومت کو چاہیئے کہ بروقت حالات کا صحیح اندازہ کر کے ایسے مفاد پرست عناصر کو ان کی من مانی کارروائی سے روک دیں قبل اس کے کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ملک کا امن تہ و بالا ہو اور غیر ممالک میں ہمارے ملک کی رسوائی ہو۔''

اس اخبار نے 28 مئی 1962ء کو ''جامع مسجد جماعت احمدیہ سرگودھا'' کے عنوان سے درج ذیل اداریہ بھی سپرد قلم کیا:-

''اخبار وفاق مورخہ 19 مئی کا شمارہ اس وقت ہمارے سامنے ہے اور ہم افسوس کے ساتھ بار بار ان چند سطور کو پڑھتے ہیں جو جماعت احمدیہ سرگودھا کی جامع مسجد تعمیر کرنے کے بارے میں ایک عرضداشت کے ذریعہ مملکت کے سربراہ کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔

اس عرضداشت میں مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر صدر مملکت کی خدمت میں گزارش کی گئی ہے کہ جماعت احمدیہ کو نیو سول لائن میں مسجد بنانے سے روک دیا جائے۔

1-اس علاقہ میں مرزائیوں کا ایک گھر بھی نہیں ہے۔

2-یہ جگہ مقامی گرلز ہائی سکول کے قریب ہے۔

3-اس جگہ سے اہل سنت والجماعت کی عیدگاہ 300 گز کے فاصلہ پر ہے۔

4-سرگودھا میں قادیانیوں کی تعداد سمندر میں قطرہ کے مترادف ہے۔

ہم نے غیر جانبداری سے ان وجوہ کی چھان بین کی ہے اور افسوس ہے کہ ان میں ایک بات بھی وزن دار ثابت نہ ہوسکی۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس ایریا میں احمدیوں کے تقریباً بارہ سے پندرہ گھرانے آباد ہیں اور مزید تحقیق کے مطابق کسی ایک بلاک میں احمدیوں کی اتنی کثیر تعداد یکجا آباد نہیں ہے۔

2- گرلز سکول مسجد کی جگہ سے کافی فاصلہ پر ہے۔ بہت سوچ بچار کے باوجود اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آئی کہ مسجد کے قرب سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے اور ایک محتاط اندازہ کے مطابق سینما ہاؤس اور ٹرک سٹینڈ، سبزی منڈی اس سے زیادہ قریب ہیں۔

3- عیدگاہ ضرور قریب واقع ہے لیکن اس میں داخلہ کا راستہ کوٹ دیوا سنگھ کی سڑک پر ہے اور پھر اس میں ہجوم کی آمد صرف سال میں دوبار ہوتی ہے۔ ایک فرقہ کی عبادت گاہ کا دوسرے فرقہ کی عبادت گاہ سے اگر کوئی فاصلہ ضرور ہونا چاہیے تو ہم ان احباب سے دریافت کرتے ہیں کہ 19 بلاک میں واقع مسجد اہلحدیث اور شیعہ حضرات کا مدرسہ دارالسلام محمدیہ صرف ایک گلی یعنی زیادہ سے زیادہ 8 فٹ کے فاصلہ پر کبھی تنازعہ کا موجب نہیں ہے۔

پھر جماعت احمدیہ کے افراد آج تک جہاں نماز عید ادا کرتے چلے آرہے ہیں وہ دوسرے فرقہ کے عید پڑھنے کے مقام سے بالکل ملحق ہے اور داخلہ کا بھی ایک ہی راستہ ہے جب اس قدر قریب میں نماز عید ادا کرنے میں کوئی عیب نظر نہیں آیا تو عیدگاہ سے تین سو گز کے فاصلہ پر جامع مسجد کی تعمیر پر کیا معقول

اعتراض وارد ہوسکتا ہے؟

4- چوتھی وجہ وجود کو ضرور تسلیم کرتی ہے اور جب سرگودھا میں تمام فرقہ ہائے اسلام کو مسجد تعمیر کرنے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے جگہیں دی گئیں تو پھر اس خاص فرقہ سے کیوں سوتیلوں والے سلوک کو روا رکھنے کی فہمائش کی جاتی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ سمندر میں قطرہ افراد پچاس ہزار روپیہ سالانہ کے قریب باقاعدہ بجٹ کی صورت میں تبلیغ اسلام اور بیرونی غیر اسلامی ممالک میں مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ مہیا کرتے چلے آرہے ہیں اور اُن کی یہ مستقل قربانی جو انہوں نے خوشی سے اپنے اوپر فرض کر رکھی ہے دوسروں کو شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

حکومت کے لئے ان سب امور کو سوچنے کا دراصل وقت زمین کی عطائیگی سے قبل تھا اور اب جبکہ مسجد کی تعمیر کیلئے حکومت کے ذمہ دار افسران ایک جگہ منظور کر کے دے چکے ہیں وہاں پر مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور باقاعدہ طور پر نمازیں ادا ہو رہی ہیں تو پھر کسی شر پسند عنصر کے خوامخواہ شور سے ہم حیران ہیں کہ تعصب اور بیجا دشمنی انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتی ہے اور اندھی مخالفت غلط دلائل پیش کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ان حالات میں حکومت کے لئے معاملہ کی صحیح پوزیشن کو دیکھنا یقیناً آسان اور واضح ہے۔''[72]

حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب کا بیان ہے:-

''سالہا سال کی کوشش کے بعد جماعت احمدیہ سرگودھا کو 1961ء کے قریب بیت الاحمدیہ کیلئے 4 کنال زمین حکومت سے خرید کرنے کی اجازت ملی رجسٹری بیع ہوگئی قبضہ مل گیا اور انتقال ہوگیا تو مولویوں کا ایک وفد نواب صاحب کالاباغ (جو اسوقت گورنر مغربی پاکستان تھے) کے پاس گیا انہوں نے اس بیع کو منسوخ کر دینے اور قبضہ واپس لینے کا حکم دیا۔

ہم نے اس حکم کے خلاف عدالتِ عالیہ ہائی کورٹ لاہور میں رٹ دائر کی لیکن یہ رٹ 12 جون 1963ء کو اس بناء پر خارج کر دی گئی کہ اسکے متعلق باقاعدہ دعویٰ عدالت دیوانی میں ہونا چاہیے بیت الاحمدیہ کا کچھ حصہ اسوقت بن چکا تھا۔

عدالتِ عالیہ ہائیکورٹ کے حکم کے خلاف ہم نے سپریم کورٹ میں اپیل کی وہاں ہماری اپیل منظور ہوئی اور کیس واقعات کی بناء پر فیصلہ کرنے کیلئے ہائیکورٹ کو ریمانڈ کیا گیا۔ ہائیکورٹ نے بالآخر ہماری رٹ 73-1972ء میں منظور کر لی اور ہمیں اس جگہ بیت الاحمدیہ بنانے کی اجازت دے دی۔ حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں کوئی اپیل نہ کی اس لئے یہ فیصلہ حتمی ہوگیا اور ہم نے 1973ء میں بیت الاحمدیہ کی تعمیر شروع کر دی۔

1973-74ء میں جو فسادات ختم نبوت والوں کی طرف سے برپا کیے گئے ان میں اس بیت الاحمدیہ کا سارا سامان جو جائے تعمیر پر موجود تھا (سریہ، سیمنٹ، اینٹیں وغیرہ) وہ سب اردگرد سے لوگ آ کر لوٹ کر لے گئے اور درخت جو اس جگہ اُگے ہوئے تھے سب کاٹ کر لے گئے۔ سارا دن اس غرض کیلئے انکے رہڑے چلتے رہے۔

1974ء میں ہی ہم نے پھر اسکی دوبارہ تعمیر شروع کر دی جو 1975ء میں لکھوکھا روپیہ کی لاگت سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس تعمیر کے انچارج مکرم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم تھے۔ جنہوں نے اپنے پاس سے بھی اس کیلئے ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ انکے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب بھی انکے ساتھ اس کام میں شریک رہے ویسے اسکی امداد میں سرگودھا کی ساری جماعت شامل تھی۔ اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو جزائے خیر دے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسمیں ازراہ کرم توجہ اور مدد فرمائی۔

مرزا عبدالحق امیر جماعت احمدیہ سرگودھا

05-03-1987

پاکستان میں عیسائیت کی سرگرمیاں اور جماعت احمدیہ

قیام پاکستان کے بعد جب متعصب اور فرقہ پرست علماء نے ملک میں منافرت کی آگ بھڑکانا شروع کی تو عیسائی مشنوں کا زور بڑھ گیا اور سینکڑوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے اور سرکاری مصدقہ اعداد و شمار کے مطابق 1950ء سے 1961ء تک مسیحی آبادی میں 34.9 فیصد کے تناسب سے اضافہ ہو گیا [73] اس افسوناک صورت حال کے پیش نظر جماعت احمدیہ نے اپنے محدود ذرائع اور مشکلات کے باوجود عیسائیت کی روک تھام کیلئے اپنی سرگرمیاں پہلے سے تیز تر کر دیں۔ وقف جدید کے معلمین، مربیان سلسلہ نے ردّ عیسائیت کی طرف خصوصی توجہ دی مرکزی ادارہ نشر و اشاعت کی طرف سے اس ضمن میں کثرت سے لٹریچر شائع کیا گیا۔ ادارہ کے بعض ٹریکٹ اسلامک ریسرچ سینٹر لاہور کے ذریعہ چھپے اور ملک میں تقسیم ہوئے۔ [74] اس ادارہ نے 1961-62ء میں حضرت مسیح موعود کی کتاب ''سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'' اور ''چشمہ مسیحی'' کے علاوہ ردّ عیسائیت میں جو ٹریکٹ چھپوائے ان میں سے بعض کا نام یہ ہے۔

ندائے حق (حضرت میر محمد اسحاق صاحب) مباحثہ مصر (مولانا ابوالعطاء صاحب)

بائبل کی الہامی حیثیت۔ پادری عبدالحق کی غلط تفسیر۔ آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں بائبل میں۔ کیا مسیح علیہ السلام زندہ ہیں؟ عہد کا رسول۔ ایک نئی انجیل کا انکشاف۔ 75

بعد ازیں پاکستان کے احمدی پریس نے بھی ردّ عیسائیت کے باب میں اپنی ذمہ داریوں کو بڑی قابلیت سے نبھایا۔ چنانچہ روزنامہ ''الفضل'' میں اس موضوع پر ٹھوس مضامین چھپے رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' (انگریزی) کی طرف سے صوفی عبدالغفور صاحب امریکہ کا ایک اہم مضمون ''Challenge to Church'' دو دفعہ بصورت پمفلٹ شائع کیا گیا۔ 76 خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب نے رسالہ ''الفرقان'' کا ایک ضخیم عیسائیت نمبر (اکتوبر۔ نومبر 1962ء) شائع کیا جو نہایت موثر اور مفید مضامین پر مشتمل تھا۔ بعض اہم مضامین کے عنوان یہ تھے:-

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بڑھاپے کی تصویر (جناب شیخ عبدالقادر صاحب 77 محقق عیسائیت)

بائبل میں آنحضرت ﷺ کی واضح بشارات (پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے)

قربانی کا برّہ اور اس کی صفات (ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

موجودہ عیسائیت عقل کی کسوٹی پر (حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

پولوس۔ موجودہ عیسائیت کا بانی (مولوی محمد اجمل صاحب شاھد مربی سلسلہ مقیم پشاور)

مولانا ابوالعطاء صاحب نے جہاں ''الفرقان'' کا عیسائیت نمبر شائع کر کے مفید حوالوں کا بیش بہا ذخیرہ جمع کر دیا وہاں 1962ء میں ہی مسیحیوں کے مایہ ناز پادری عبدالحق صاحب سے ''الوہیت مسیح'' کے موضوع پر تحریری مناظرہ کر کے انہیں شکست فاش دی پادری صاحب موصوف دو پرچے لکھنے کے بعد بالکل لاجواب ہو گئے اور آئندہ جواب لکھنے سے ہی انکار کر دیا۔ جس پر مولانا صاحب نے چند ماہ بعد مباحثہ کی تفصیلی روداد ''تحریری مناظرہ'' کے نام سے شائع کر دی یہ کتاب عیسائیوں کے مقابلہ میں نہایت موثر دستاویز ہے اور کسر صلیب کی منہ بولتی شہادت!! مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:-

> ''پڑھے لکھے مسلمانوں کے لئے پڑھنے کے قابل ہے پادری صاحب کی تحریروں میں قدیم یونانی معقولات کی اصطلاح کی بھرمار اور درشت کلامی اور حریف پر مسلسل ذاتی حملے نمایاں ہیں۔'' 78

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام ضلع ملتان کے احمدی دوستوں کے نام

مارچ 1962ء میں ضلع ملتان کے احمدیوں کا ایک تربیتی اجتماع منعقد ہوا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس موقع پر مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ احمدیہ کی درخواست پر حسب ذیل مختصر مگر نہایت روح پرور پیغام عنایت فرمایا:-

''برادرانِ ملتان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملتان میں جماعت احمدیہ ایک ضلع وار اجتماع تربیتی نکتہ نگاہ سے منعقد کررہی ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں بھی اس موقعہ پر چند نصیحت کے کلمات کہہ کر شرکت کا ثواب حاصل کروں۔ سو ہر چند کہ میں کچھ عرصہ سے بیمار اور کمزور ہوں۔ مگر ملتان کے قدیم اور تاریخی شہر کی اہمیت کے پیش نظر میں اس مبارک موقعہ کی شرکت سے محروم نہیں رہنا چاہتا اور ذیل میں ایک مختصر سا پیغام بھجوار ہا ہوں۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں برعظیم پاک و ہند کا وہ خطہ جو سب سے پہلے اسلام کے زیر اثر آیا وہ سندھ کا علاقہ تھا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی مسلمانوں نے اسلام کے نور سے منور کر دیا تھا۔ ملتان گویا اسی مبارک علاقہ کا دروازہ ہے۔ اسی لئے وہ قدیم زمانہ سے صلحاء کا مولد و مسکن رہا ہے اور اس میں گورستانوں کی کثرت بھی ایک حد تک اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ پس اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام پر دینی اور روحانی لحاظ سے کمزوری کا دَور آیا ہوا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس تاریخی علاقہ کی اصلاح اور ترقی کی طرف خاص توجہ دیں اور دنیا کو بتادیں کہ ہم خدا کے فضل سے احسان فراموش نہیں بلکہ جہاں جہاں سے ہمارے ملک کو ابتدا میں نور پہنچا ہے۔ ہم اس کی خدمت۔۔۔کے لئے ہر طرح آمادہ اور ایستادہ ہیں۔

یہ خدمت آپ لوگ دو طرح سے بجالا سکتے ہیں۔ اول اس طرح کہ خود اسلام کی تعلیم کا سچا نمونہ بنیں اور آپ کے چہروں پر اسلام کا نور اس طرح چمکتا ہوا نظر آئے جس طرح کہ ایک صاف اور صیقل شدہ آئینہ میں سورج کا عکس نظر آتا ہے۔ صحابہ کرام کی زندگیاں آپ لوگوں کے سامنے ہیں انہوں نے اسلام کی تعلیم کو اس طرح اپنے اندر جذب کیا کہ مجسم نور بن گئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد اس طرح گھومنے لگ گئے۔ جس طرح کہ چاند سورج کی شکل اختیار کر کے اس کے اردگرد گھومتا ہے۔ انہوں نے قربانی اور وفاداری کے جذبہ کو انتہاء تک پہنچا دیا اور سچ مچ رسول پاکؐ کے ہاتھ پر بک گئے اور نیکی اور اخلاص کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا کہ تاریخ اسکی نظیر لانے سے عاجز ہے۔

خدمت کا دوسرا طریق یہ ہے کہ جو حق آپ کو حاصل ہوا ہے اسے دوسروں تک پہنچائیں اور

دن رات کی کوشش کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی حقیقت پر قائم کریں اور نہ صرف خود پاک ہوں بلکہ اپنے ماحول کو بھی پاک کریں اور امن اور محبت کے طریق پر دنیا کو اسلام کی روح کی طرف کھینچیں اور کھینچتے چلے جائیں۔ اس وقت دنیا صداقت کی پیاس میں مری جاتی ہے۔ آپ کے پاس خدا کے فضل سے وہ آسمانی پانی موجود ہے۔ جس کا ہر چھینٹا اور ہر قطرہ زندگی بخش ہے۔ دنیا ابھی تک اس آبِ حیات کو شناخت نہیں کرتی مگر آپ لوگ اس کی روح پرور صفات کا ذوق پا چکے ہیں۔ پس دوستو اٹھو اور سستیوں کو چھوڑو اور نہ صرف خود ابدی زندگی اختیار کرو بلکہ دنیا کو بھی زندہ کرنے میں لگ جاؤ کہ اسی پر اسلام کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور چاہیے کہ احمدیہ جماعت کا ہر مرد اور ہر عورت اور ہر بچہ اور ہر بوڑھا اسلام کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن جائے اور اسلام کی خدمت میں اس جہاد اکبر کا نمونہ پیش کرے جس کی ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قول و فعل سے ہمیں تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اس مقدس مقام پر فائز کرے جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ

منھم من قضٰی نحبہ و منھم من ینتظر

یاد رکھو کہ یہ خاص خدمت کا زمانہ ہے پس

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

والسلام

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

ربوہ 17 مارچ 1963ء [79]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے حج بدل

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب عرفان الٰہی اور عشق رسول کا چلتا پھرتا پیکر تھے اور آپ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ارضِ حرم کیلئے محبت و شیفتگی کا عدیم المثال جذبہ موجزن تھا۔ اسی جذبہ کے پیش نظر آپ نے اس سال حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد گوالمنڈی لاہور کو اپنی طرف سے حج بدل کا فریضہ ادا کرنے کیلئے بھجوایا۔ [80] محترم حکیم صاحب 28 مارچ 1962ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد وسط جولائی 1962ء میں واپس پہنچے۔ [81] روانگی کے موقع پر حضرت صاحبزادہ

صاحب نے اپنے قلم مبارک سے انہیں درج ذیل ہدایات دیں جن پر انہوں نے حتی المقدور پوری طرح عمل کیا اور اس مبارک سفر کے آغاز سے لیکر اختتام تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ بیش قیمت اور زریں ہدایات احمدی حجاج کے لے مشعل راہ ہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ :-

"بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرم ومحترم مولوی عبداللطیف صاحب شاہد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(1) آپ میری طرف سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے ارض حرم میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ذریعہ میری دیرینہ آرزو کو بصورت احسن پورا فرمائے اور آپ کے ذریعہ میرے حج کو بہترین برکات کے ساتھ قبول کرے اور مجھے اس کے بہترین ثواب سے نوازے اور آپ کو بھی اس کے ثواب سے حصہ عطا کرے کیونکہ آپ میرے حج کا واسطہ بن رہے ہیں۔ **ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ونرجوا منك خيرا الثواب وخير الدنيا والآخرة۔**

(2) جو ہدایات مَیں نے محترم احمد صاحب 82 کو ام مظفر احمد کی طرف سے حج بدل کرنے کے موقعہ پر لکھ کر دی تھیں ان کو بھی غور سے پڑھ لیں اور انہیں ملحوظ رکھیں۔

(3) سارا سفر دردوسوز کی دعاؤں میں گزاریں اور سورۃ فاتحہ اور درود پر بہت زور دیں اور اپنے قلب میں رقت اور حضور کی کیفیت پیدا کریں اور ہر وقت یہ تصور رکھیں کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس مقدس زمین میں جا رہے ہیں جو خدا کے محبوب کی زمین ہے۔ جس میں صحابہ جیسی مقدس جماعت نے جنم لے کر دنیا کو نور و برکت سے بھر دیا اور رات کی تاریکی کو دن کی روشنی میں بدل دیا۔

(4) پہلی نظر میں جو آپ کی بیت اللہ پر پڑے اس میں ذکر الٰہی کو بلند کرتے ہوئے یہ عرض کریں کہ اے ارض حرم اور اے بیت عتیق مَیں تجھے خدا کے عاجز بندے مسیح موعودؑ کے ایک نالائق فرزند بشیر احمد کا سلام اور دعائیں پہنچاتا ہوں۔ خدا کا عاجز بندہ اپنی بے شمار کمزوریوں کے باوجود اپنے خالق و مالک اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر اس زمانہ میں رسول پاک کے نائب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ شدید محبت اور عقیدت رکھتا ہے۔ سو اے آسمانی آقا مَیں تیرے اس بندے کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ تو اس کی کمزوریوں سے درگزر فرما اور اس کا انجام بخیر اور قیامت کے دن اسے اس گروہ میں شامل فرما جو تیرے حبیبؐ کی بشارت کے مطابق حساب کتاب کے بغیر بخشش پائے گا اور تیری رضا کا وارث بنے گا اور تو

اسے اور اس کی نسل کو ہمیشہ اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھ۔

(5) جماعتی دعاؤں میں سورۃ فاتحہ اور درود کے علاوہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے بہت دعا کریں۔ حضرت صاحب کی صحت کے لئے اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے لئے اور ام مظفر کے لئے اور عزیز مظفر احمد کی اولاد کے لئے اور میری جملہ اولاد کے لئے اور مرکزی کارکنوں کے لئے اور جماعت کے امراء کے لئے اور حضرت مسیح موعود کے (رفقاء) کیلئے اور تمام جماعت کے لئے سارے سفر کے دوران میں اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں دردو سوز کے ساتھ دعائیں کریں۔

(6) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں عرب قوم اور عالم اسلام کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں کیونکہ ان کے ذریعہ ہمیں اسلام کا ابتدائی نور پہنچا ہے اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو کمزوری کی حالت میں سے نکال کر پھر طاقت اور غلبہ اور روحانی نور کا جلوہ عطاء کرے۔

(7) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت حاصل ہو تو اس عاجز کا محبت بھرا اسلام پہنچائیں اور حضور کے مزار مقدس کے سامنے کھڑے ہو کر وہ سب دعائیں دہرائیں جو اوپر لکھی گئی ہیں اور میرا دل حضور کے سامنے رکھ دیں۔

(8) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ خاندان اور ہمارے ماموؤں اور ان کی اولاد کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی جملہ اولاد ذکور و اناث کے لئے بھی خاص دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور تقویٰ پر قائم رکھے اور جماعت کے لئے نمونہ بنائے اور ان کو دین کی نمایاں خدمت کی توفیق دے۔ حضرت خلیفہ اوّل کی اولاد کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیکی کی توفیق دے اور غلطیوں کی اصلاح کا رستہ کھولے اور خلافت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی نصیب کرے۔

(9) یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری تمام دعاؤں کو قبول فرمائے اور ان تمام نیک خواہشات کو پورا کرے جو جو میرے دل میں بچپن سے لے کر اس وقت تک وقتاً فوقتاً پیدا ہوئی ہیں اور میرے نفس کو اس طرح اپنی محبت اور تقویٰ کے ذریعہ دھودے کما ینقّی الثوب الابیض من الدنس۔ اور مجھے قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرب اور حضور کی خوشنودی حاصل ہو اور میرے جملہ عزیز بھی آخرت میں میرے ساتھ رہیں۔

(10) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے (رفقاء) کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیک زندگیوں میں برکت دے اور ان کے روحانی فیوض کو لمبا کرے اور جماعت کے نوجوانوں کو توفیق دے کہ اُن سے تقویٰ اور روحانیت کا سبق سیکھیں اور یہ نیکی کا ورثہ قیامت تک چلتا چلا جائے۔ الغرض ارض حرم سے اپنی

جھولی پوری طرح بھر کر واپس آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ میرے حج کو بہترین صورت میں قبول کرے اور آپ کو بھی جو نیک دعائیں آپ کو یاد ہوں یا خیال میں آئیں وہ بھی سب کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو بہترین دعاؤں کی توفیق دے۔ الغرض اس سفر میں اور ارض حرم میں مجسم دعا بن جائیں۔ مَیں نے یہ مختصر نوٹ بیماری کی حالت میں لکھے ہیں مگر جو کچھ مَیں نے لکھا ہے میرے دل میں اس سے بہت کچھ زیادہ نیک آرزوئیں اور نیک حسرتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے عمل کے مطابق نہیں بلکہ دل کی آرزوؤں کے مطابق مجھ سے سلوک فرمائے آمین۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد 83

19-03-62

جامعہ احمدیہ میں ردّ عیسائیت کی ٹریننگ کا خاص انتظام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کو پے در پے تین مکتوبات تحریر فرمائے جن میں زور دیا کہ اس مرکزی درسگاہ کے طلبہ میں مقابلہ عیسائیت کی ٹریننگ کا خاص انتظام ہونا چاہیے۔ آپ کے خطوط کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے:-

1- مکرمی محترمی پرنسپل صاحب

جامعہ احمدیہ ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اہم ترین اغراض میں سے ایک غرض کسرِ صلیب ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں مسیحیت کے باطل خیالات کے خلاف زبردست جہاد جاری رکھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن اور انجیل اور دیگر شواہد سے فوت شدہ ثابت کر دیا۔ مگر کچھ عرصہ سے بعض احمدی بھی اس غلط فہمی میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ گویا وفاتِ مسیح کا مسئلہ صرف احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان تعلق رکھتا ہے حالانکہ اس کا زیادہ تعلق مسیحیت کے ساتھ ہے۔ آپ مہربانی کر کے اپنے طلباء میں اس مسئلہ کی اہمیت سمجھانے کی بار بار کوشش فرمائیں اور مسیحیت کے مقابلہ پر طلباء کی خاص ٹریننگ کا انتظام کریں۔ وفاتِ مسیح کا مسئلہ دراصل دودھاری تلوار ہے ایک طرف وہ غیر احمدیوں کے باطل

خیالات کا قلع قمع کرتی ہے اور دوسری طرف وہ مسیحیت کے قلعے پر ایک ایسی بمباری کا حکم رکھتی ہے جو گویا ایک ہی ضرب میں مسیحیت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ آپ ضرور اس طرف خاص توجہ دیں اور اپنے طلباء کو اس مسئلہ کی اہمیت سمجھائیں تا کہ کسرِ صلیب کا کام تکمیل کو پہنچ جائے۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں مسیحی مشنریوں نے اپنا بوریا بستر ا باندھنا شروع کر دیا تھا مگر اب پھر انہوں نے کچھ عرصہ سے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بیرونی ممالک میں بھی سر اُٹھانا شروع کیا ہے آپ کی درسگاہ چونکہ جماعت کا آرسنل (ARSENAL) ہے اس لئے آپ کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد 28-04-62

2- عزیزم مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ

آپ کا مفصل خط 148/24-05-62 موصول ہوا۔ خدا کے فضل سے مسیحیت کے متعلق آپ کا نصاب اور پروگرام بہت خوب ہے اس میں حسبِ حالات توسیع ہوتی چلی جائے گی۔ مسیحؑ کی وفات کے مسئلہ پر خاص زور ہونا چاہیے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس سے صداقتِ مسیح موعود کا رستہ کھلتا ہے بلکہ اس لئے کہ مسیحؑ کی وفات کے ساتھ ہی مسیحیت پر بھی موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک انسان رسول سے بڑھ کر مسیحؑ کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی اور انسان رسول کی حیثیت میں بھی کئی دوسرے رسولوں سے کم تر۔ پس وفاتِ مسیحؑ کے عقیدہ کو نہ صرف قرآن مجید سے بلکہ انجیل سے اور تاریخی شواہد سے اس طرح قطعی طور پر ثابت کیا جائے کہ دنیا پر حیاتِ مسیح کے عقیدہ کا پول کھل جائے۔ اس کے ساتھ ہی الوہیتِ مسیح اور تثلیث اور کفارہ کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں خدا نے یہ ایک ایسا زبردست حربہ دیا ہے کہ جس کے سامنے مسیحیت بالکل بے دست و پا ہے۔ پس اس پر خاص زور دیا جائے۔

علاوہ ازیں جن قرآنی آیات سے مسیحی لوگ مسیحؑ کی افضلیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ان کی حقیقی تشریح واضح کی جائے مثلاً مسیحؑ کا بے باپ ہونا۔ مسیح کا کلمۃ اللہ ہونا۔ مسیح کا پرندے پیدا کرنا اور مسیح کا مردے زندہ کرنا وغیرہ یہ سادہ سے مسائل ہیں مگر مسیحی لوگوں نے ان سے نادان مسلمانوں کے سامنے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔

آپ نے نصاب میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے رسالوں اور مولوی ابوالعطاء صاحب کے رسالہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ دونوں ٹھوس رسالے ہیں جن کے مقابل پر مسیحی مناد تڑپتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اپنے طالب علموں کے دلوں سے مسیحیت اور دجالیت اور

مغربیت کا رُعب مٹا دیں اور انہیں اسلام کے حق میں اور مسیحیت کے خلاف ایک سیفِ عریاں بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد 27-05-62

3- مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ

(1) آج کل ملک میں پھر مسیحی مشنریوں نے شور شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بالکل دب گئے تھے۔۔۔۔۔۔ اس کے لئے بعض اور تدبیریں بھی سوچی جا رہی ہیں مگر آپ بھی جامعہ میں طلبہ پر زیادہ زور دیں کہ وہ مسیحیت کے مطالعہ کی طرف زیادہ توجہ دیں اور ان کے مقابلہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ مسیحیت کی موجودہ تعلیم محض تارِ عنکبوت ہے۔ مگر عنکبوت کے جالے کو توڑنے کے لئے بالآخر ہاتھ ہلانا پڑتا ہے۔ آپ کا ہر مبلغ کاسرِ صلیب ہونا چاہیے۔ خدا کے فضل سے لٹریچر کی کمی نہیں۔

(2) نیز جب کوئی خاص مبلغ باہر دورے پر جایا کریں۔ تو آپ ان کے ساتھ باری باری بعض سینئر طلبہ کو ٹریننگ کے خیال سے بھجوا دیا کریں۔ شروع زمانہ میں اچھے مبلغ حضرت حافظ روشن علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے ساتھ دوروں پر ہم سفر رہنے کے ذریعہ ہی تیار ہوتے تھے۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد[84]

16-11-61

حضرت میاں صاحب کے ان تاکیدی ارشادات کے بعد جامعہ کے نونہالوں میں کسرِ صلیب کے تبلیغی جہاد کے لئے خصوصی اقدامات کئے گئے اور گزشتہ روایات کی طرح طلبائے جامعہ کو تبلیغی دوروں پر بھی بھجوایا جانے لگا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام تربیتی کلاس کے نام

مئی 1962ء میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام سالانہ تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا جس میں 39 مجالس کے 103 نمائندوں نے شرکت کی۔[85] حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس موقعہ پر حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا جو سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے اسکی اختتامی تقریب میں پڑھ کر سنایا۔

''پیغام تو بہت ہو چکے ہیں اب تو عمل کا سوال ہے۔ اس لئے میرا پیغام یہ ہے کہ

خدام الاحمدیہ کو چاہیے کہ نیکی اور تقویٰ اور عملی قوت کو ترقی دیں۔ دنیا کا وسیع میدان حق و صداقت کی پیاس میں تڑپ رہا ہے۔ بلکہ خود احمدیت کے نوجوان تربیت کے پیاسے ہیں ان کے اندر سچائی اور روحانیت کی روح پیدا کریں کہ گویا اسلام اور احمدیت کا سارا بوجھ ان کے کندھوں پر ہے۔ منزل بہت دور کی ہے اور ہم بالکل شکستہ پر ہیں۔ خدا کی نصرت کے سوا کوئی امید کی جھلک نہیں سوائے اس کے کہ ہمارے نوجوان اپنے اندر وہ آگ پیدا کریں جو خدائی نصرت کو کھینچتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ 62-05-01 [86]

کلاس کی اختتامی تقریب میں مولانا ابوالعطاء صاحب نے نمایاں طور پر کامیاب طلباء کو انعامات تقسیم کئے اور اپنے پُر اثر خطاب میں نصیحت فرمائی کہ وہ ابھی سے اپنا مطمح نظر بنائیں کہ انہوں نے بہرحال دین کی خدمت کرنی ہے۔ [87]

ربوہ میں دارالاقامہ النصرۃ کا قیام

قادیان میں جماعت کے یتیم اور نادار بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ''دارالشیوخ'' کا نہایت مفید ادارہ قائم تھا جس نے محدث احمدیت حضرت میر سید محمد اسحٰق صاحب کی ذاتی توجہ، غیر معمولی جدوجہد اور حسن تربیت سے سلسلہ احمدیہ اور ملک وملت کے لئے کئی قیمتی اور گرانمایہ وجود پیدا کئے۔

ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس قسم کا کوئی دارالیتامیٰ ربوہ میں بھی موجود ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی مولوی فاضل نے پہلی بار مجلس مشاورت 1961ء میں اور دوبارہ مجلس مشاورت 1962ء میں پرزور تحریک کی اور ابتدائی امداد کے طور پر دو ہزار کا گرانقدر چندہ اور اپنا مکان بھی پیش کیا۔[88] جس کے بعد حضرت مصلح موعود کی منظوری سے 1962ء کے وسط میں ''دارالاقامہ النصرۃ'' کا قیام عمل میں آیا اور اس کی نگرانی کے فرائض حضرت میر سید محمد اسحٰق صاحب کے خلف اکبر سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کے سپرد ہوئے جنہیں اسبارہ میں کچھ عرصہ قبل حضرت مصلح موعود کی طرف سے بھی توجہ کرنے کا ارشاد مل چکا تھا اور وہ خود بھی اس پر غور اور مشورہ کر چکے تھے۔[89] ادارہ کا نام حضرت مصلح موعود کی منظوری سے حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم (نور اللہ مرقدھا) کی یاد میں تجویز کیا گیا تھا۔[90]

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے الفضل (یکم جون 1962ء) کے ذریعہ دارالیتامیٰ کے قیام کی اطلاع دی اور تحریک فرمائی کہ مخیّر اصحاب امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس تحریک پر بہت سی مخلص جماعتوں نے لبیک کہا سید داؤد احمد صاحب کو غربا اور یتامیٰ کی پرورش اور نگہداشت کا جذبہ ورثہ میں ملا تھا۔ آپ باوجود دوسری بہت سی مصروفیات کے اس مبارک خدمت میں پوری طرح منہمک ہو گئے۔ جیسا کہ آپ کی مندرجہ ذیل ابتدائی رپورٹ سے عیاں ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:-

''مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق دارالیتامیٰ قائم کر دیا گیا ہے فی الحال ایک مکان کرایہ پر لے لیا گیا ہے۔ اس وقت دس بچے داخل ہیں ان کے کھانے اور رہائش کا مناسب انتظام ہے۔ تربیت اور نگرانی کے لئے ایک ٹیوٹر مقرر ہے۔ حضرت میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے نتیجہ میں بہت سے احباب اور جماعتیں عطیہ جات ارسال فرماتے ہیں۔ 16 مارچ 1963ء تک کل رقم وصول شدہ -/12,323 روپے بنتی ہے۔ مستقل عمارت کی تعمیر زیرغور ہے۔ آبادی کمیٹی ربوہ نے چار کنال زمین دینی منظور کی ہے جس کا قطعہ تاحال معین نہیں ہوا۔ جونہی قطعہ معین ہو گا۔ نقشہ بنا کر تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز مستقل عطیہ جات کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں حسب فارم مجوزہ تحریک کی جارہی ہے۔ اس وقت تک مندرجہ ذیل چار احباب نے مستقل ماہوار عطیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

1- سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

2- چوہدری سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ

3- چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب

4- ماسٹر فقیر اللہ صاحب

ہماری کوشش یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب اور جماعتیں مستقل ماہوار عطیہ مقرر کریں اس سے امید ہے کہ جملہ اخراجات پورے ہوتے رہیں گے۔'' 91

صاحبزادی امتہ الباسط بیگم صاحبہ (حرم سید داؤد احمد صاحب) کا بیان ہے کہ میر صاحب ''دارالاقامہ النصرۃ'' کے لڑکوں کا خاص طور پر بہت خیال رکھتے تھے جمعہ کے دن بھی گھر سے باہر چلے جاتے۔ میں نے اُن سے کہا کہ جمعہ کے دن تو چھٹی ہوتی ہے آپ صبح ہی صبح کہاں جاتے ہیں؟ کہنے لگے میں دارالاقامہ کے لڑکوں کے پاس جاتا ہوں تا ان کو یہ احساس نہ ہو کہ ہمارا کوئی نہیں اور کہنے لگے جب سے

میں نے جانا شروع کیا ہے لڑکے اتنے خوش ہیں کہ بعض اوقات تو مجھے رونا آجاتا ہے اور میں بڑی مشکل سے ضبط کرتا ہوں۔ ہفتہ میں صرف ایک دفعہ جانے سے ہی یہ یتیم بچے مجھے بالکل اپنا باپ سمجھنے لگے ہیں اور مجھ سے بہت بے تکلف ہوگئے ہیں۔ کوئی میری ٹانگوں سے چمٹ جاتا ہے کوئی ہاتھ پکڑ لیتا ہے اس طرح گیارہ بجے تک ان کے پاس رہتا ہوں ان کو بھی تسلی ہو جاتی ہے اور مجھے بھی خوشی ہوتی ہے۔'' [92]

مولوی محمد احمد صاحب جلیل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

''میر صاحب مرحوم کے ذرائع آمد محدود تھے۔ مگر آپ بڑے غریب پرور تھے۔ اپنی گرہ سے یا جہاں سے بھی مہیا کر سکیں۔ کئی غریبوں کی ضروریات پوری کرتے رہتے۔ کئی بے تکلف دوستوں نے متعدد بار اُن سے خاصی بڑی رقوم لے کر بعض ضرورت مندوں میں تقسیم کیں۔ یتیم اور نادار طالب علموں کا ادارہ دارالاقامہ النصرۃ آپ کی غریب پروری کا آئینہ دار ہے۔ میر صاحب کی شفیقانہ توجہ سے کئی بیوہ ماؤں کے نادار بچے علم حاصل کر کے یا ہنر سیکھ کر برسرروزگار ہو گئے اور جماعت پر بار بننے کی بجائے جماعت کے مفید رکن بن گئے۔'' [93]

22 جون 1973ء کو میر داؤد احمد صاحب کی وفات کے بعد یہ ادارہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی منظوری سے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت مشروط بآمد شعبہ کے طور پر سرگرم عمل ہو گیا اور اس کا نام حضور نے ''مدّ امداد طلبہ'' رکھا اور اس کے نگران سید محمود احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ مقرر ہوئے جو 18 نومبر 1978ء تک یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کے بعد یہ شعبہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی زیر نگرانی 17 جولائی 1983ء تک جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 اگست 1983ء کو ارشاد فرمایا:-

''تمام وظائف تعلیم کا انتظام ناظر صاحب تعلیم بحیثیت ناظر تعلیم کریں گے۔ مدّ امداد طلبہ کو بھی آئندہ سے ناظر صاحب تعلیم کنٹرول کریں گے۔''

دسمبر 1986ء میں اس شعبہ سے میٹرک سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک کے 90 طلبا و طالبات امداد حاصل کر رہے تھے۔ [94]

حضرت امام جماعت احمدیہ کا برقی پیغام صدر پاکستان کے نام

پاکستان میں ساڑھے تین برس تک ملک کا نظم ونسق مارشل لاء کے تحت چلایا گیا۔ 8 جون 1962ء کو مارشل لاء ختم کر دیا گیا اور ملک میں آئینی زندگی کی بحالی کے لئے ایک نیا آئین نافذ کر دیا گیا جس کے تحت فیلڈ مارشل ایوب خاں نے جمہوریہ پاکستان کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ اس تقریب

پر جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے ایک برقیہ کے ذریعہ مبارکباد دی[95] اور اگلے روز 9 جون کو حضرت مصلح موعودؓ نے صدر پاکستان محمد ایوب خاں کو نئے آئینی دور کے آغاز پر حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرمایا:-

''پاکستان کو پہلے سے بڑھ کر پُر مسرت اور خوشحال تر بنانے کی مساعی میں میری دعائیں اور نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی برکت سے نوازے اور اس تعلق میں آپ کی مساعی کو بابرکت فرمائے۔''

مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ امام جماعت احمدیہ[96]

خدام الاحمدیہ کراچی کے نام دو اہم پیغامات

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام 21 تا 30 جون 1962ء کو ایک دس روزہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔[97]

جس کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے نہایت اہم پیغامات دیئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے روح پرور پیغام میں تحریر فرمایا کہ:-

''آپ لوگ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر کام کرنے والوں کا کردار بلند ہو اور نیتیں پاک اور صاف ہوں اور قوتِ عمل پیدا ہو تو وہ عظیم الشان کام کر سکتے ہیں۔ درحقیقت ایسے نوجوان روحانی مقناطیس کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچنے کی طاقت رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری مقناطیس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ پس اپنے اندر سچا علم پیدا کریں اور اس مقصد کو کبھی نہ بھولیں جو احمدیت آپ کے سامنے پیش کرتی ہے۔ یعنی دنیا میں روحانیت اور اخلاق کا غلبہ۔ اگر آپ اس غلبہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں گے۔ تو آپ یقیناً آسمان کے چاند اور ستارے بن جائیں گے۔''[98]

حضرت میاں ناصر احمد صاحب نے اپنے مختصر پیغام میں خدام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد بعثت پر غور کرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ:-

''حضور کی تشریف آوری کی اصل غرض یہ تھی کہ راہ گم گشتہ انسان ایک بار پھر اپنی جبین آستانۂ الوہیت پر رکھ دے اور سب کچھ اسی کو سونپا جائے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ ہم جو حضور علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں اور جنہیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت

نصیب ہوئی ہے۔اسلام کی اس صحیح تعلیم پر عمل پیرانہ ہو جائیں جس کی طرف اس زمانہ میں حضور علیہ السلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیم تقویٰ ہے۔ہمیں ہر کام میں ہمیشہ تقویٰ یعنی خدا کا ڈر مدنظر رکھنا چاہیے۔ ہر کام کرتے وقت یہ دیکھیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس سے ناراض تو نہیں ہوگا۔‘‘

اس تعلق میں آپ نے حضور کی ’’کشتی نوح‘‘ میں بیان فرمودہ تعلیم کا ایک اہم اقتباس بھی درج فرمایا جس میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

’’نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کردو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔‘‘[99]

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کا بابرکت قیام انگلستان اور اس کے ثمرات

قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مصلح موعود کے عمر بھر دست و بازو بنے رہے اور ہر میدان میں ایسی سنہری خدمات انجام دیں جو چاند ستاروں کی طرح آسمان احمدیت پر ہمیشہ درخشندہ و تابندہ رہیں گی۔ آپ حضرت مصلح موعود کا عکس جمیل تھے اور حضور ہی کی طرح آپ کو نوجوانان احمدیت کی تربیت واصلاح کا فکر ہمیشہ دامنگیر رہتا تھا۔

اُن دنوں دنیا کے مایہ ناز سائنسدان اور بطل احمدیت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد حضرت چوہدری محمد حسین صاحب لنڈن میں قیام فرما تھے اور منجھلے بھائی چوہدری عبدالحمید صاحب مغربی جرمنی میں۔ چوہدری عبدالحمید صاحب کا حضرت قمرالانبیاء کی خدمت میں ایک مکتوب موصول ہوا جس میں ڈنمارک، ہالینڈ اور مغربی جرمنی کے احمدی مشنریوں کی کامیاب دینی مساعی کا تذکرہ تھا۔ آپ کو اس خوشکن اطلاع سے دلی مسرت ہوئی اور آپ نے 26 جون 1962ء کو ان کے نام حسب ذیل گرامی نامہ ارسال فرمایا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

عزیزم مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب و بامراد کر کے واپس لائے اور دین و دنیا میں ترقی دے۔ الحمدللہ کہ کوپن ہیگن اور ہالینڈ اور مغربی جرمنی کے مشن کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں اور وہاں کے نومسلموں میں اخلاص پایا جاتا ہے۔ اب تو آپ کے بھائی عبدالماجد

صاحب بھی لندن پہنچ چکے ہیں۔مَیں آپ کے والد صاحب محترم کو تحریک کرتا رہتا ہوں کہ لندن کے نوجوان پاکستانیوں کی تربیت کا کام سنبھالیں۔ اب قریباً دوسو احمدی نوجوان وہاں پہنچ چکا ہے۔انہیں اگر منظّم کیا جائے تو بڑی طاقت ہے۔والسلام

مرزا بشیر احمد 26-06-62

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کے قیام انگلستان اور حضرت قمرالانبیاء کے ارشاد کی تعمیل سے متعلق ایک مفصل نوٹ آپ کے صاحبزادے چوہدری محمد عبدالرشید صاحب مقیم لنڈن کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

''حضرت والد صاحب کے چند واقعاتِ زندگی جن کا تعلق آپ کے انگلستان میں قیام سے ہے عرض کرتا ہوں۔

(1) حضرت والد محترم انگلستان میں اپریل 1959ء میں تشریف لے گئے۔اور دسمبر 1962ء تک لندن میں ہی قیام فرمارہے۔ جب آپ اپریل 1959ء میں تشریف لائے تو آپ کی دونوں آنکھوں میں موتیا اُترا ہوا تھا۔جس کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ ہر وقت گھبراہٹ رہتی تھی کہ اب میری نظر ٹھیک نہیں رہی میں تلاوت کس طرح کروں گا۔ہم ان کو بہت تسلی دلاتے کہ ہم آپ کو پڑھ کر سنائیں گے۔لیکن پھر بھی گھبراہٹ برقرار رہی۔ چند روز بعد ایک خواب کی بناء پر آپ نے فرمایا کہ میرا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ میری مدد کرے گا اور میری بینائی بحال کردے گا۔خدا کے فضل سے بالکل ایسا ہی ہوا۔الحمدللہ!

(2) لندن میں جب ان کی آنکھیں ڈاکٹروں کو دکھائی گئیں تو ان کی عمر اس وقت 68 سال کی تھی۔ ڈاکٹر لی جو کہ مورفیلڈ ہسپتال لندن کے خاص ڈاکٹر تھے۔انہوں نے بتایا کہ آپریشن تو میں کردیتا ہوں لیکن آنکھوں میں نور نہیں ڈال سکتا۔نور ڈالنے کے بارے میں مَیں بالکل بے بس ہوں۔ چار ماہ کے عرصہ میں ان کی دونوں آنکھوں کا مورفیلڈ ہسپتال میں آپریشن ہوا۔ پھر آپ تین چار ہفتہ کے بعد گھر تشریف لے آئے۔آرام کرنے کے بعد آپ میرے ساتھ ڈاکٹر لی کے پاس گئے تاکہ پتہ چلے کہ آنکھوں کا کیا حال ہے۔ آنکھیں دیکھنے سے قبل ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جو کچھ میرے بس میں تھا میں نے کردیا تھا۔ مزید کچھ نہیں کرسکتا۔ اس پر پیارے ابا جان نے فرمایا۔''ڈاکٹر صاحب آپ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرید ہیں۔ وہ تو بقول آپ کے مردوں کو زندہ کردیتے تھے تو

کیا آپ آنکھوں میں نور نہیں ڈال سکتے۔'' ڈاکٹر صاحب نے اقرار کیا کہ قدرت کے کاموں میں ان کا کوئی دخل نہیں۔ ہمارا کام تو اسی پاک ہستی سے مانگنا ہے اسپر والد صاحب نے دو مرتبہ الحمدللہ پڑھا اور فرمایا شکر ہے ڈاکٹر صاحب کو اب سمجھ آ گئی ہے۔ تب والد صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو دعاؤں کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ''ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری سب دعائیں سنتا ہے۔ حضرت صاحب اور درویشانِ قادیان کے علاوہ میرے لیے میرا بڑا لڑکا ڈاکٹر عبدالسلام (جو ان دنوں انڈیا کے دَورہ پر گیا ہوا تھا) قادیان گیا اور وہاں بیت الدعا میں جا کر میرے لیے بے انتہا دعائیں کیں۔ جن کا اثر یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نئے سرے سے آنکھوں کا نور عطا فرما دیا۔ الحمدللہ۔'' جب ڈاکٹر لی صاحب نے ان کی آنکھوں کا معائنہ کیا تو اعتراف کیا کہ واقعی خدا تعالیٰ نے تو بڑا معجزہ دکھایا ہے ورنہ مجھے تو امید نہیں تھی کہ آنکھیں اس قدر ٹھیک ہو جائیں گی۔ تب والد صاحب نے ایک بار پھر ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ قرآن ہماری کتاب ہے۔ دعا ہمارا بہترین ہتھیار ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سنا ہے اور اپنا فضل فرمایا ہے۔ پھر والد صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو 40 منٹ تبلیغ کی جس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ الحمدللہ۔

(3) آپ لندن میں تقریباً پونے تین سال رہے۔ کبھی بھی جمعہ کی نماز میں شامل ہونے میں ناغہ نہیں کیا۔ ہمیشہ وقت سے پہلے میرے ساتھ مسجد فضل لندن میں پہنچتے۔ ان کی خواہش ہوتی تھی کہ نماز کی اذان وہ دیں۔

مسجد فضل ہمارے گھر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہمارے گھر کے قریب سے دو بسیں شہر کی طرف جاتی ہیں۔ آپ میرے ساتھ بس اسٹاپ پر کھڑے ہوتے اور مسجد کی طرف جانے والی بس نمبر 37 کا انتظار کرتے۔ جب آپ بس اسٹاپ پر کھڑے ہوتے تو انگریز آپ کی سفید شلوار، قمیض اور اچکن دیکھ کر خوش ہوتے۔ آپ کے ہاتھ میں سوٹی، سر پر عمامہ اور لمبی داڑھی جس میں ہر وقت مہندی لگی ہوتی تھی دیکھ کر آپ کو سلام کرتے۔ آپ ان کو ہمیشہ اسلام علیکم کہتے اور پھر السلام علیکم کے معنی سمجھا دیتے وہ لوگ بڑی خوشی کا اظہار کرتے۔ اکثر دفعہ بس اسٹاپ پر کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھتے کہ آپ نے کونسی بس لینی ہے۔ ان کے جواب دینے پر ان کو فرماتے کہ آپ کو پتہ ہے کہ اس بس کے علاوہ باقی بسیں آپ کو آپ کی منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتیں۔ اس لئے آپ ٹھیک وہی بس لیتے

ہیں جو کہ صراطِ مستقیم پر پہنچاتی ہے۔تب آپ لوگوں کو اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے معنی سمجھاتے اور پھر فرماتے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ :-

اِنَّـا اَعْتَـدْنَـا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلاً وَّسَعِیْرًا o اِنَّ الْاَبْـرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًاo (سورۃ الدہر آیت 6،5)

پھر اس آیت کے معنی سمجھا دیتے۔

(4) آپ نے مسجد فضل لندن میں تین سال کے عرصہ میں تقریباً 100 کے قریب لیکچر اور تقاریر کی ہیں۔آپ کی ہمیشہ کوشش ہوتی کہ قرآن پاک کی تعلیم لوگوں تک زیادہ سے زیادہ پہنچا سکیں۔قیامِ لندن کے دوران میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے اکثر خطوط آتے رہتے تھے۔ان خطوط میں حضرت میاں صاحب مرحوم کی لندن میں تبلیغی وتربیتی سرگرمیوں پر خوشنودی کا اظہار فرماتے تھے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی تحریر فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان کو اسی رنگ میں ہمیشہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(5) مرحوم ہر گھڑی جماعتِ احمدیہ کی بہتری، برتری، دینی و اخلاقی ترقیات اخلاص و مروّت کے سلوک، برادرانہ شفقت اور حسن سلوک کے لئے کوشاں رہتے تھے۔کبھی کسی کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔قرآن پاک اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر وقت پڑھنے کی عادت تھی۔ ہمیشہ قرآن پاک کا درس گھر میں خود دیتے تھے اور ہم سب بھائی بہنوں کو زیادہ سے زیادہ قرآن پاک یاد کرنے کی تلقین کرتے تھے۔آپ جماعتِ احمدیہ ملتان اور جھنگ شہر کے کافی عرصہ صدر رہے ہیں۔لندن میں سیکرٹری تعلیم و تربیت کے عہدہ پر بھی اخلاص اور محنت سے کام کرتے رہے۔'' 100

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا بابرکت سفر یورپ

1962ء کا نہایت اہم واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لختِ جگر حضرت نواب سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا بابرکت سفر یورپ اور آپ کے ہاتھوں بیت الذکر زیورک کا سنگ بنیاد ہے۔

اس مبارک سفر کی تقریب کے غیبی سامان اللہ تعالیٰ نے خود فرمائے۔آپ 25 جولائی 1962ء کی صبح کراچی سے بذریعہ پی آئی اے انگلستان کے لئے روانہ ہوئیں اور اسی دن شام چھ بجے بخیریت لنڈن پہنچ گئیں۔آپ کے ساتھ آپ کی صاحبزادی سیدہ فوزیہ بیگم صاحبہ بھی تھیں۔جماعت احمدیہ لنڈن نے ہوائی

اڈہ پر آپ کا محبت وعقیدت کیساتھ استقبال کیا۔[101] آپ کی دوسری صاحبزادی (بیگم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب) اور صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب جو چند دن قبل غانا سے لنڈن پہنچے تھے ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ آپ کا قیام محترم عبدالعزیز دین صاحب کے ہاں تھا۔[102]

5 اگست کو لجنہ اماء اللہ لندن نے آپ کے اعزاز میں ایک عصرانہ کا انتظام کیا۔ جس میں ممبرات لجنہ اور بعض دیگر معزز مسلم خواتین نے بھی شرکت کی۔ اس تقریب میں بیگم صاحبہ محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب صدر لجنہ نے آپ کی خدمت میں اردو میں ایڈریس پیش کیا جسمیں آپ کی قومی اور دینی خدمات کو سراہا۔ اس ایڈریس کا ترجمہ سیکرٹری لجنہ لنڈن محترمہ مسز اصغری نے کیا۔

حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اس موقعہ پر حسب ذیل بصیرت افروز تقریر فرمائی:-

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے تو مَیں آپ سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے نہایت محبت سے اس غیر ملک میں میرا استقبال کیا۔ حقیقت ہے مجھے بالکل ایسا معلوم ہو رہا ہے۔ جیسے اپنے وطن اور اپنے خاندان کے درمیان بیٹھی ہوں مطلقاً اجنبیت یا گھبراہٹ نہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہے۔ ورنہ۔ من آنم کہ من دانم

یہ رشتہ جس میں ہم منسلک ہیں ایک روحانی رشتہ ہے جو دنیا کے تمام خونی رشتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اکثر جبکہ یہاں پر متفرق جگہوں پر بکھرے ہوئے دوست تشریف لاتے ہیں تو میرے قلب کی جو کیفیت ہوتی ہے نا قابل بیان ہے۔ بے اختیار زبان سے **اللھم صلی علی محمد وعلی الہ وعلی عبدہ المسیح الموعود** نکل جاتا ہے۔ ورنہ اس شہر میں کون کسی کو پوچھ سکتا ہے۔ جبکہ مصروفیتیں بھی بے حد بڑھی ہوئی ہوں۔ مکرمی عزیز صاحب جن کے مکان میں بطور مہمان میں مقیم ہوں۔ وہ اس قدر خیال رکھتے ہیں جو اس روحانی رشتہ کے علاوہ ناممکن تھا اللہ تعالیٰ ان کو بمعہ فیملی دین و دنیا کے نعماء سے نوازے۔ امین۔

میرا ارادہ تھا کہ اپنی لنڈن میں رہائش رکھنے والی بہنوں کو بعض امور کے متعلق توجہ دلاؤں۔ مگر دو روز سے میری طبیعت کافی خراب ہے۔ دراصل اپنے میاں مرحوم کے بعد میری صحت بہت ہی غیر مطمئن سی ہوگئی ہے۔ گھڑی میں اچھی گھڑی میں خراب۔ میں کوئی پروگرام بنا ہی نہیں سکتی۔ تاہم تین مختصر اصول اگر آپ کے ذہن نشین کروا سکوں تو خوش قسمتی سمجھوں گی۔

اول۔ ہماری بہنوں کو جو مستقل طور پر یہاں آباد ہوگئی ہیں اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ آپ کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہیں جن کا مجھے پورا احساس ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ

کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا آپ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے صدق دل سے کوشش کریں۔ آپ کو اپنی نیت کا پھل انشاء اللہ ضرور ملے گا مجبوری کی بناء پر ہمارے بچے یہاں کے سکولز میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اس صورت میں آپ پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ماں کا حق بھی آپ کو ادا کرنا ہوگا اور استانی کا بھی۔ چھوٹے چھوٹے مسائل، مذہبی غیرت، اپنے سلسلہ کی عظمت، اپنے خلیفہ کی محبت، نظام کی پابندی کرنا آپ کا فرض ہے۔ اتنا تو معمولی تعلیم یافتہ ماں بھی کرسکتی ہے۔ جب رات کو آپ کا ننھا سا خاندان یکجا ہو۔ اس وقت آپ ایک آدھ روایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات سے ہی سہی ضرور اپنے بچوں کو پڑھ کر سنا دیا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کا کوئی سا واقعہ سنا دیا۔ کوئی قادیان کی بات کردی۔ کبھی ربوہ کا ذکر کر دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کردی۔

جلسہ سالانہ کے ایام میں ان کے سامنے بار بار ان بابرکت ایام کا ذکر کریں۔ اپنی محرومی پر افسوس کریں۔ ان ایام میں بچوں کے سامنے کثرت سے درود شریف پڑھیں اور اس کی وجہ ان کے ذہن نشین کرائیں۔ آپ دیکھیں گی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیسے شاندار نتائج انشاء اللہ تعالیٰ مرتب ہوں گے۔ آپ کے بچے بے شک اس ملک میں تعلیم حاصل کریں۔ جائز حد تک تفریحات میں حصہ لیں۔ وہ سب کچھ سیکھیں جو اسلام نے جائز قرار دیا ہے۔ صرف آپ اتنا دھیان رکھیں کہ وہ اپنی شخصیت نہ کھودیں۔ ان کی نگاہ میں اپنا وقار قائم رہے اور ان کے قلوب پر ''رعب دجال'' نہ مسلط ہو جائے۔

دوسری بات۔ جو آپ سے کہنا چاہتی ہوں۔ وہ آپس میں محبت و اتفاق کے متعلق ہے۔ اس دور دراز ملک میں آپ چند نفوس ہیں اگر آپ یکجان ہو کر نہ رہ سکیں تو افسوس نہیں بلکہ شرم کا مقام ہے۔ آپ ایک دوسرے کے لئے ماں باپ بہن بھائی سب ہی عزیزوں کا بدل ہیں۔ آپ کی آپس میں اخوت و محبت غیر ملکیوں کے لئے ایک قابل رشک نمونہ ہونا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فقرہ یہاں نقل کرنا کافی ہے۔ اس سے بڑھ کر میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

''میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت و ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔''

امید ہے میری بہنیں حضور کے اس فقرہ کو مشعل راہ بنا کر سامنے رکھیں گی۔

تیسری چیز نظام کی کامل اطاعت ہے ہماری ترقی کا راز نظام ہی میں ہے۔ جس نے نظام سے باہر قدم رکھا وہ گیا۔ جو آپ کا مقامی امام ہو اس کی اطاعت بھی آپ کا فرض ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے مقامی امام پر مرکز کی کامل اطاعت واجب ہے۔ اصل چیز مرکز سے وابستگی ہے۔ مرکز کے ادنیٰ سے ادنیٰ حکم پر آپ

کو حضور قلب سے لبیک کہنا چاہیے۔ خواہ اس میں کیسی قربانی دینی پڑے۔ بیعت کے معنی تو آپ کو معلوم ہی ہیں۔ پھر بیع شدہ چیز میں دعویٰ ملکیت کیا؟

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہو۔ آپ ہر قدم پر اس کی استقامت طلب کریں پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کو کبھی ضائع نہ ہونے دے گا۔'' 103

حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت کے لئے مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی کار کو وقف رکھا اور لندن اور گردونوح میں آپ کو سیر کرائی۔ 16 اگست کو آپ اپنی صاحبزادیوں اور مرزا مجید احمد صاحب اور مرزا مجیب احمد صاحب کے ساتھ سکاٹ لینڈ تشریف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد خان صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن کو بھی اس سفر میں آپ کی معیت کی سعادت بخشی۔ 104

اُن دنوں چوہدری رحمت خاں صاحب امام بیت الذکر لنڈن کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ موصوف نے اپنے ایک مکتوب میں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ انچارج سوئٹزرلینڈ مشن کو حضرت بیگم صاحبہ کے ورود لنڈن کی اطلاع دی۔ یہ خبر اُن کے لئے اتنی غیر متوقع اور خوشکن تھی کہ اس کے سچا ہونے پر انہیں یقین نہ آتا تھا۔ انہوں نے فوری طور پر آپ کی خدمت میں بذریعہ تار خوش آمدید عرض کی اور بیت الذکر زیورک کا سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کی جسے آپ نے کمال شفقت و مسرت سے منظور فرمایا اور تحریر فرمایا کہ میں اسے عظیم سعادت سمجھتی ہوں۔ 105

بیت الذکر زیورک کی تقریب سنگ بنیاد 25 اگست مقرر تھی جس میں شرکت کیلئے حضرت بیگم صاحبہ 17 اگست کو لنڈن سے عازم سوئٹزرلینڈ ہوئیں اور سب سے پہلے ہالینڈ تشریف لے گئیں۔ آپ کے ہمراہ آپ کی دونوں صاحبزادیاں اور صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بھی تھے۔ ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈہ پر حافظ قدرت اللہ صاحب امام بیت الذکر ہالینڈ اور صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب (ابن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب) اور دیگر افراد جماعت بھی موجود تھے۔ آپ ہالینڈ میں دوروز قیام فرمارہیں۔ آپ نے ہالینڈ کی احمدیہ مسجد میں بھی قدم رنجہ فرمایا اور احمدی مبلغین اور دوسرے احباب کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ 19 اگست کو آپ ہمبرگ (جرمنی) کیلئے روانہ ہوئیں۔ 106 ہمبرگ کے فضائی مستقر پر مبلغ جرمنی چوہدری عبداللطیف صاحب اور جرمنی کے نومسلم اصحاب اور مغربی جرمنی میں مقیم احمدیوں نے آپ کا پُرخلوص خیر مقدم کیا اور محبت وعقیدت کے اظہار کے طور پر احتراماً آپ کی خدمت میں پھول پیش کیے۔ 107 جرمن اخبارات نے آپ کی آمد کی خبر نمایاں طور پر شائع کی۔ چودھری عبداللطیف صاحب کا بیان ہے۔

''حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ...... کی تشریف آوری سے جرمن پریس میں اسلام کا

خوب چرچا ہوا۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض کہ اسلام عورت کو کوئی درجہ نہیں دیتا اس کی وسیع پیمانے پر تردید ہوئی۔ میں نے اس بات پر خصوصیت سے زور دیا کہ زیورک میں زیرتعمیر بیت الذکر کا حضرت بیگم صاحبہ کے ذریعے سنگ بنیاد اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں عورت کی حیثیت بہت بلند ہے۔ ایک اخبار سے اس انٹرویو کا ذکر کرتے ہوئے متعدد آیات قرآنی اور احادیث کو نقل کیا اور اس پر خاص طور پر زور دیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے نزدیک جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔'' 108

حضرت سیدہ موصوفہ مغربی جرمنی سے کوپن ہیگن تشریف لے گئیں اور مشن ہاؤس میں مختصر قیام کے بعد 24 اگست کو زیورک پہنچیں جہاں آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ 24 اگست کو صبح ساڑھے دس بجے سنگ بنیاد کی پُروقار خصوصی تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ آپ نے بیت مبارک قادیان کی ایک اینٹ (جس پر حضرت مصلح موعود نے دعا کی تھی) اپنے دست مبارک سے زیرتعمیر بیت الذکر کے محراب والی جگہ کے نیچے رکھی اس مبارک اور یادگاری تقریب میں سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے نومسلم احمدی احباب کے علاوہ متعدد ممالک کے مسلمانوں نے بھی شرکت کی اور جیسا کہ سوئٹزرلینڈ مشن کی تاریخ میں تفصیل سے بتایا جاچکا ہے۔ 109 سوئٹزرلینڈ پریس نے اس تقریب میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر اخبارات اور ریڈیو کے نمائندے خاص تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ ریڈیو نے تقریب کی پوری کارروائی قلمبند کرنے کے علاوہ حضرت سیدہ موصوفہ کا ایک خصوصی پیغام بھی ریکارڈ کیا جس کا جرمن زبان میں ترجمہ چوہدری عبداللطیف صاحب امام بیت الذکر ہمبرگ نے کیا ہوا تھا۔

بیت فضل لنڈن کے بعد قلب یورپ میں تعمیر ہونے والی اس پہلی بیت الذکر کو قیامت تک یہ خصوصی امتیاز حاصل رہے گا کہ اس کا سنگ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد یعنی نسل سیدہ میں سے ایک درخشندہ گوہر کے مقدس ہاتھوں سے رکھا گیا۔ 110

حضرت بیگم صاحبہ بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد 27 اگست کو واپس لنڈن پہنچ گئیں۔ 111

آپ نے قریباً تین ماہ انگلستان میں قیام فرمایا۔ مکرم عبدالعزیز دین صاحب کو آپ کی مہمان نوازی کا قابل فخر شرف حاصل ہوا۔

پاکستان کے لئے آپ کی سیٹیں مورخہ 21 اکتوبر کے لئے بک ہوچکی تھیں۔ لیکن 20، 21 کی درمیانی رات آپ کی طبیعت اچانک ناساز ہوگئی۔ فوری طور پر تین ماہر ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ انہوں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سیٹیں منسوخ کردی گئیں اور جملہ احباب جماعت کو بذریعہ سرکلر آپ کی بیماری کی اطلاع

بغرض دعا کی گئی۔ڈاکٹری مشورہ کے مطابق آپ کا طبی معائنہ (CHECK UP) ہوا۔ڈاکٹر کی اس رپورٹ سے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آپ بالکل صحت مند ہیں۔سب نے خدا کا شکر ادا کیا اور اطمینان کا سانس لیا۔

انگلستان مشن کی طرف سے آپ کو الوداعی دعوت دی گئی۔مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب امام بیت الذکر لنڈن نے آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

28 اکتوبر بروز اتوار گیارہ بجے شب آپ لندن ائیر پورٹ سے پاکستان کے لئے روانہ ہوئیں۔ آپ کی روانگی کی اطلاع بذریعہ سرکلر جملہ دوستوں کو کر دی گئی تھی۔ چونکہ احباب کثرت سے آپ کو الوداع کہنے کے لئے ہوائی اڈہ پر جانا چاہتے تھے۔اس لئے مشن نے ایک بس کا انتظام کیا۔کئی احباب اپنی مستورات کیساتھ کاروں پر پہنچے۔کل تعداد اسوقت 60 کے قریب ہوگی۔روانگی سے قبل مکرم امام صاحب نے دعا کرائی۔حضرت بیگم صاحبہ نے امام صاحب سے فرمایا کہ وہ الوداع کیلئے موجود احباب کا انکی طرف سے شکریہ ادا کر دیں۔متعدد خواتین پر رقت طاری تھی۔ جماعت انگلستان نے آپ کے مبارک وجود سے بہت فائدہ اٹھایا۔دوران قیام آپ کئی مرتبہ مشن ہاؤس میں تشریف لائیں۔آپ کے تشریف لے جانے کے بعد متعدد مستورات نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے آپ کی جدائی کو ایک مادرِ مشفق و مہربان کی طرح محسوس کیا ہے۔

حضرت بیگم صاحبہ 28 اکتوبر کی شب کو روانہ ہو کر اگلے روز 29 اکتوبر کو بخیریت کراچی تشریف لے آئیں۔جماعت احمدیہ کراچی اور لجنہ کراچی نے ہوائی مستقر پر آپ کا خیر مقدم کیا۔[112] اگلے روز صدر لجنہ اماء اللہ کراچی کی درخواست پر آپ 30 اکتوبر کو احمدیہ ہال میں تشریف لائیں اور کراچی کی احمدی بہنوں کو شرفِ ملاقات بخشا۔لجنہ کراچی کی طرف سے محترمہ مبارکہ نیر صاحبہ نے سپاسنامہ پیش کیا آپ کی طبیعت ناساز تھی اس لئے آپ کی ہدایت پر محترمہ جمیلہ عرفانی صاحبہ نے آپ کا رقم فرمودہ خطاب پڑھ کر سنایا جس کا متن حسب ذیل ہے۔

خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ! عزیزہ مجیدہ بیگم و آپا سلیمہ بیگم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ مَیں اپنے سفر یورپ کے کچھ حالات لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں سنا دوں۔شاید مَیں خود تو نہ سنا سکوں کیونکہ مجھے عادت نہیں ہے البتہ کچھ لکھ کر بتا سکوں گی۔

میرا یورپ جانا محض ایک اتفاق تھا۔مَیں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ زندگی میں اگر مجھے کوئی

مجنونانہ شوق رہا ہے تو وہ غیر ممالک کی سیاحت کا تھا۔ حالات ہی ایسے پیدا ہوتے رہے کہ اس وقت تک یہ تمنا پوری نہ ہوسکی۔ میرے میاں مرحوم نے دو برس پیشتر اپنا پاسپورٹ بھی بنوالیا تھا اور میری یہ خواہش پوری کرنے کی ان کو بے حد تڑپ تھی ہمیشہ کہتے تھے۔ ’’بیگم مَیں نے تمہارا یہ قرض دینا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ادا کروں گا۔‘‘ انہوں نے اپنا وعدہ اپنے بعد بھی پورا کر دکھایا۔ خیر یہ تو ضمناً بات آ گئی۔

میرا یہ سفر اتفاق اس لئے بن گیا کہ اَب یہ برسوں کی پالی ہوئی آرزو بالکل مردہ ہو چکی تھی۔ خواہش تو ایک طرف مجھے اس سفر سے ایک تنفر سا پیدا ہو چکا تھا۔ مگر اکثر اوقات انسان کی آرزو تب پوری ہوتی ہے جب اس کی رغبت اور اہمیت فنا ہو چکتی ہے۔ میرے ساتھ تو اکثر ایسا ہوا ہے۔ بہر حال خدا جانے کس طرح میری لڑکی عزیزہ طاہرہ صدیقہ نے تین دن کے اندر زور دے کر مجھے تیار کر دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے جلد جلد ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ خلافِ امید ایکسچینج وغیرہ بھی مل گیا اور مَیں 25 جولائی کو یہاں سے لنڈن کے لئے روانہ ہوگئی۔ میرے سفرِ یورپ کا سب سے زیادہ خوشگوار اور مبارک پہلو میری بیت الذکر زیورچ کے سنگِ بنیاد کی تقریب میں شمولیت تھی۔ مَیں تو اَب سمجھتی ہوں کہ میرا ادھر جانا بھی اسی تقدیر کے ماتحت تھا۔ میرے تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ بیٹھے بٹھائے یہ سعادت میرے حصہ میں آ جائے گی۔ ایک روز اچانک مکرمی مشتاق احمد صاحب باجوہ کا تار میرے نام آیا جس میں میری آمد پر خوش آمدید کہا تھا اور زیورچ جا کر بیت الذکر کا سنگِ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھنے کی فرمائش کی تھی۔ پہلے تو مَیں بوجہ اپنی فطرتی جھجک کے انکار کرنے لگی تھی مگر میرے دل نے ملامت کی۔ آخر مَیں نے مان لیا۔ مَیں نے یہی سوچا کہ یہ سب کچھ تصرفِ غیبی کے ماتحت ہو رہا ہے۔ میرا یہاں بلا ارادہ اچانک آ جانا اور مکرم باجوہ صاحب کے دل میں الٰہی تحریک سے میرا خیال پیدا ہونا یہ سب تقدیری امور ہیں۔ مَیں 24 تاریخ کو زیورچ پہنچ گئی 25 تاریخ کو صبح 10 بجے یہ تقریب عمل میں آئی تھی جو بفضل تعالیٰ بہت شاندار طریقہ سے انجام پذیر ہوئی۔ متعدد پریس والے اور بہت سے مقامی غیر مسلم باشندے علاوہ اپنی جماعت کے موجود تھے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری سیر وسیاحت کو بھی ایک مذہبی رنگ دے دیا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے

یہ تو میرے سفر کا اہم ترین حصہ تھا۔ اس کے علاوہ مَیں ہالینڈ گئی۔ جرمنی گئی۔ کوپن ہیگن گئی۔ ماشاء اللہ سب جگہ اپنے مشن تھے۔ ہر جگہ میرا قیام اپنے مشن ہاؤس میں ہی رہا۔ جہاں تک ایک عورت کی نگاہ دیکھ سکتی ہے مَیں نے تو سب لوگوں کو اچھا پایا خصوصیت سے مَیں آپ بہنوں کو اپنے جرمنی کے مشن کے حالات

سے روشناس کروانا اپنا فرض سمجھتی ہوں تا کہ آپ لوگ سمجھ سکیں کہ اس دُور دراز ملک میں بھی احمدیت کی برکت سے وطن کا سا ماحول پیدا ہو گیا تھا۔ مَیں ہالینڈ سے جرمنی تک صرف اپنی اس بچی فوزیہ کے ساتھ تنہا تھی۔ جب پلین نے لینڈ کیا تو مجھے قدرتی طور پر گھبراہٹ ہوئی کہ یہاں تو کوئی زبان بھی نہیں سمجھتا ہم ائیر پورٹ تک تنہا ہوں گے وہاں سے کسٹم سے بھی تنہا گزرنا ہوگا۔ خیر مَیں نے فوزیہ سے کہا کہ مسافروں کے پیچھے ہو لیتے ہیں اسی طرح پہنچ جائیں گے۔ سیڑھی تک پہنچے اور ابھی دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تھا کہ لوگوں نے لپک لپک کر ہمارے ہاتھوں کے سب بوجھ اٹھا لئے حتیٰ کہ ہمارے پاس ہینڈ بیگ بھی نہ رہے اور وہیں ہم پر پھول لاد دیئے گئے۔ کم وبیش پانچ چھ آدمی تو وہاں تھے اور باقی ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ میری ایسی کیفیت ہوئی جو صرف محسوس کی جاسکتی ہے بیان نہیں ہو سکتی۔

ہمارے ہمبرگ کے مبلغ مکرمی چوہدری عبداللطیف صاحب مع دیگر افرادِ جماعت جن میں پاکستانی و نومسلم جرمن، ایک دو غیر مسلم جرمن موجود تھے۔ ان میں مستورات بھی تھیں بچے بھی تھے جو اھلاً وسھلاً ومرحبا کہہ کہہ کر پھول پیش کر رہے تھے۔ دیگر مسافرانِ جہاز حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہ دو برقعہ پوش گمنام سی معمولی عورتیں کیا چیز نکلیں کہ ایسا شاندار استقبال ان کا ہو رہا ہے۔ میرا دل تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز تھا۔ زبان بند تھی مگر میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر رہے تھے۔ مَیں اپنی گھبراہٹ پر اللہ تعالیٰ کے حضور اتنی نادم تھی جس کی انتہا نہیں۔ اس وقت میرے دل نے، میری زبان نے بے اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجا۔ دوسرے دن کے حالات تو آپ لوگوں کو اخبارات سے معلوم ہو گئے ہوں گے صبح سے کیمرہ مَین اور پریس کی طرف سے عورتیں انٹرویو کے لئے چلے آرہے تھے۔ سو یہ تھی وہ برکت احمدیہ جس کا تجربہ مجھے اس سفر میں ہوا مَیں سوچا کرتی ہوں کہ اپنے وطن میں 20 سال ریاضت کر کے بھی میرا ایمان خدا تعالیٰ پر اس پایہ کا نہ ہوتا جتنا اس تین ماہ کے ممالکِ غیر کے قیام میں ہوا۔ پھر تو یہ سلسلہ ہی شروع ہو گیا۔

یہاں سے کوپن ہیگن وہاں سے زیورچ مَیں تنہا ہی گئی۔ مگر دل کو تقویت حاصل ہو چکی تھی۔ تجربہ نے ثابت کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جوتیوں کے صدقہ ہر جگہ بہن بھائی اور بچے موجود ہیں۔ لنڈن تو خیر اپنا گھر ہی تھا ماشاء اللہ پاکستان کی طرح جماعت معلوم ہوتی ہے۔ ہفتہ پیشتر میری بیماری میں لنڈن کی جماعت نے اتنا خیال رکھا ہے کہ قریبی عزیز اور اپنے لڑکے بھی نہ رکھ سکتے۔ میرے منع کرنے پر بھی وہ لوگ ڈاکٹر پر ڈاکٹر لئے چلے آرہے تھے۔ میں نے بہت بھاگنا چاہا مگر انہوں نے نہیں چھوڑا جب تک اپنی تسلی نہیں کر لی۔

آپ بہنوں کو بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ روحانی رشتہ سب رشتوں سے بڑھ کر ہے۔ جہاں بھی آپ رہیں احمدی آپ کے بھائی ہیں۔ وہاں کی مستورات آپ کی بہنیں ہیں۔ یہی آپ کی برادری ہے۔ یہی خاندان ہے۔ میری دعا ہے کہ ہمارا رشتہ اخوت و محبت مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے نفاق، حسد، بخل اور نفرت کے جذبات کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ آمین۔ خلوص، محبت، ہمدردی اور رواداری کے جذبات زیادہ سے زیادہ ہوتے چلے جائیں۔

میری طبیعت کل سے پھر خراب ہے۔ میں نے جلدی میں خدا جانے کس طرح یہ لکھا ہے تا کہ آپ کی خواہش ردّ نہ کروں۔

آخر میں مَیں آپ سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اتنی محبت سے بلایا اور ملنا چاہا کل میں جا رہی ہوں۔ اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔'' [113]

صدر مملکت پاکستان کا اہل ربوہ کی طرف سے پُر جوش خیر مقدم

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں ''رابطہ عوام'' کے خصوصی دورہ پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ راولپنڈی سے کراچی جاتے ہوئے یکم اگست 1962ء کو صبح پونے 9 بجے کے قریب ربوہ سے گزرے۔ اس موقعہ پر اہل ربوہ نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر صدر مملکت کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔

ٹاؤن کمیٹی نے لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اور مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے تعاون سے صدر مملکت کے استقبال کے جملہ انتظامات ایک روز قبل ہی مکمل کر لئے تھے اور ربوہ کے شہریوں کو صبح آٹھ بجے تک ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو جانے کی ہدایت کر دی تھی۔ چنانچہ آٹھ بجے تک اسٹیشن کا پلیٹ فارم، اس کی نو تعمیر شدہ عمارت کا برآمدہ اور ویٹنگ ہال زائرین سے پوری طرح بھر چکے تھے اور صدر مملکت کو خوش آمدید کہنے کیلئے سارا شہر امڈ آیا تھا۔ سب احباب ایک خاص نظام کے تحت قطار وار کھڑے تھے۔ پہلی دو قطاریں ٹاؤن کمیٹی کے ممبران، ناظر صاحبان صدر انجمن احمدیہ پاکستان وکلاء صاحبان تحریک جدید اور غیر ممالک میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغین کرام کے لئے مخصوص تھیں۔

جونہی گاڑی سٹیشن پر آ کر رکی اور صدر مملکت اپنے سیلون کے دروازے میں آ کر کھڑے ہوئے ٹاؤن کمیٹی کے ممبران اور ناظر اور وکلاء صاحبان آپ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے اور جملہ احباب نے یک زبان ہو کر نہایت بلند آواز سے آپ کو السلام علیکم کہا اس کے بعد اھلاً و سھلاً و مرحبا کا پُر جوش نعرہ بلند ہوا۔ بعدہٗ علی الترتیب پاکستان پائندہ باد، صدر مملکت زندہ باد، آئین نو زندہ باد اور ہمارا محبوب قائد زندہ باد کے پر جوش نعروں سے اسٹیشن اور اس کے اردگرد کا سارا علاقہ گونج اٹھا اس دوران صدر مملکت مسکرا مسکرا کر اور

ہاتھ ہلا ہلا کر محبت وخلوص کے اس والہانہ اظہار کا جواب دیتے رہے اس اثناء میں چوہدری صلاح الدین صاحب بی اے ایل ایل بی ممبر ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے آگے بڑھ کر ٹاؤن کمیٹی اور اہل ربوہ کی طرف سے صدر مملکت کی خدمت میں پھولوں کے ہار پیش کئے جو آپ نے قبول فرمائے اور پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے متعلق دریافت فرمایا۔ مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل (ممبر یونین کونسل احمد نگر) نے جواباً عرض کیا کہ حضور کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے اور حضور آجکل جابہ میں قیام فرما ہیں اس پر صدر مملکت نے حضرت صاحب تک سلام پہنچانے کے لئے کہا ازاں بعد آپ نے ربوہ میں درختوں کی کمی، پانی کی قلت اور ٹیوب ویلز سے متعلق بعض امور دریافت فرمائے جن کے جواب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور چوہدری صلاح الدین صاحب نے عرض کیے اور ربوہ میں پانی کی سپلائی کے تعلق میں واٹر ورکس سکیم کا بھی اختصار سے ذکر کیا۔

اسی اثناء میں گاڑی نے وسل دی۔ اس کے ساتھ ہی مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اور چوہدری عبدالعزیز صاحب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اہل ربوہ کی طرف سے آپ پر بکثرت پھول نچھاور کیے جونہی گاڑی حرکت میں آئی۔ اسٹیشن پر حاضر ہزاروں احباب نے نہایت بلند آواز سے فی امان اللہ کہا اور ایک دفعہ پھر فضا پاکستان پائندہ باد صدر مملکت زندہ باد اور ہمارا محبوب قائد زندہ باد کے پُر جوش نعروں سے گونج اٹھی جب تک گاڑی پلیٹ فارم کے ساتھ ساتھ گزرتی رہی صدرِ مملکت اپنے سیلون کے دروازے میں کھڑے ہاتھ ہلا ہلا کر اہل ربوہ کے پُر جوش نعروں اور محبت وخلوص کے والہانہ اظہار کا جواب دیتے رہے۔ 114

اخبار ''نوائے وقت'' 12 اگست 1962ء نے اہل ربوہ کے پرجوش استقبال کی خبر حسب ذیل الفاظ میں شائع کی:-

> ''چناب ایکسپریس جب ربوہ پہنچی تو ہزاروں عوام نے آپ کا بڑے جوش وخروش سے استقبال کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے اپنے سیلون کا دروازہ کھولا تو عوام نے بڑی گرم جوشی سے پاکستان پائندہ باد صدر ایوب زندہ باد کے نعرے لگائے۔ شہریوں کی طرف سے آپ کو گلدستے پیش کیے گئے اور پھولوں کی پتیاں آپ پر نچھاور کی گئیں۔ صدر مملکت نے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں درخت کیوں کم ہیں؟ اس کے جواب میں آپ کو بتایا گیا کہ اس علاقہ میں پانی کی قلت ہے آپ نے قصبہ کے معززافراد سے بعض امور پر تبادلہ خیالات کیا۔'' 115

مسیح الزمان کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان

ایک برگزیدہ خاتون کے ذریعہ مسجد کی بنیاد نہ صرف یورپ بلکہ تاریخ اسلام میں پہلا اور انوکھا واقعہ ہے۔ جو مسیح الزمان کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے جس کا دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنے موعود اور مبشر خاندان کی نسبت خدا سے علم پا کر 1899ء میں یہ خبر دی کہ :-

''چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا......اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (سادات دہلی ناقل) کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔'' 116

سو اللہ جلشانہ کے ان پاک وعدوں کے مطابق دوسری تمام احمدی بیوت الذکر کی طرح بیت الذکر زیورک بھی توحید اور رسالت محمدیؐ کے انوار پھیلانے کا مرکز بن چکی ہے۔

جاپان میں احمدیہ اسلامک ریسرچ گروپ کا قیام

اس سال 13 اگست 1962ء کو زیر تبلیغ جاپانی احباب کے مشورہ سے ٹوکیو میں ایک احمدیہ اسلامک ریسرچ گروپ کا قیام عمل میں آیا۔ گروپ کے بانی ارکان میں سے عبدال صاحب (آف لاہور) مسٹر نور احمد تھکائی، مسٹر مبشر احمد صاحب آئینو اور پروفیسر احمد یوشیدا خاص طور پر قابل ذکر تھے۔

گروپ کے قیام پر وکالت تبشیر کی وساطت سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا حسب ذیل پیغام محترم عبدال صاحب کو موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم عبدال خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط مورخہ یکم اگست 1962 کو حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں پیش ہوا حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے مندرجہ ذیل پیغام آپ کی میٹنگ کے لئے دیا ہے:-

''آپ کی طرف سے جاپان میں مجوزہ میٹنگ کی اطلاع ملی اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے اور اہل جاپان کے لئے مفید اور نتیجہ خیز بنائے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور احمدیت جو اسلام کی خدمت کے لئے مبعوث کی گئی ہے وہ بھی ایک عالمگیر نظام ہے اس لئے

ہمارے مبلغ قریباً ہر ملک میں امن اور محبت کے طریق پر خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔

بے شک ابھی یہ نظام ایک چھوٹے سے بیج کا رنگ رکھتا ہے مگر جس طرح آہستہ آہستہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے اسی طرح انشاء اللہ احمدیت کا بیج بھی اپنے وقت پر ایک عظیم الشان درخت بننے والا ہے جس کی شاخیں دنیا کے چار اکناف میں پھیلیں گی اور قوموں کے اتحاد کا موجب بنیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔"

والسلام

(مرزا بشیر احمد) 11-08-62

اس پیغام کو ارسال کرنے کے بعد آپ اس بیج کو سرزمین جاپان میں بڑھتا ہوا اور پھلتا ہوا دیکھنے کے بھی خواہاں تھے اور جو اضطراب اس سلسلے میں آپ کے دل میں تھا اس کا کچھ اندازہ اس پیغام سے جو آپ نے مسٹر محمد موسےٰ عرف اوکی کے آف نائجیریا کے جاپان سے اپنے وطن نائجیریا واپس جانے پر ارسال کیا۔ کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر اوکی کے (OKI KE) ہمارے احمدیہ گروپ کے ایک سرگرم رکن تھے اور اپنی ٹیکنیکل تعلیم مکمل کر رہے تھے وہ چھ سال قبل عیسائیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت میاں صاحب کا پیغام درج ذیل کیا جاتا ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم مکرم اے ایم خان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت دے اور مسٹر اوکی کے (OKI KE) کے جانے کا بدل عطا کرے وہ قادر ہے اور اس زمانے میں اس کی تقدیر یہی ہے کہ دنیا بھر میں اسلام اور احمدیت پھیلے اور اس کا غلبہ ہو۔ میں آپ کو اپنی کتاب "اسلام اور اشتراکیت" بھجوا رہا ہوں اور ایک کتاب "قرآن کا اول و آخر" بھی بھجوا رہا ہوں۔ نیز میں نے "کشتی نوح" کا خلاصہ چھپوایا ہے جس کا نام ہماری تعلیم ہے اس کا ایک بلاک کا نسخہ بھجوا رہا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

مرزا بشیر احمد 25-09-1962

ٹوکیو میں گروپ کے قیام کے بعد جب حضرت میاں صاحب کو گروپ کے ممبران کی چند تصویریں ارسال کی گئیں تو آپ نے جاپان اور جاپانی قوم اور یہاں پر ہمارے ایک مضبوط مشن کے قیام کے متعلق مندرجہ ذیل مکتوب گرامی تحریر فرمایا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط محررہ 26-08-1962 موصول ہوا جس کے ساتھ ایک عدد فوٹو بھی تھا چونکہ آپ نے لکھا ہے کہ آپ اس خط کی نقل وکالت تبشیر کو بھی بھجوار ہے ہیں اس لیے میری طرف سے انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے اور آپ کی کوششوں میں کامیابی کا راستہ کھولے جاپان ایک بڑا اہم ملک ہے اور آبادی کے لحاظ سے بھی بہت بڑا ہے اور اس کے باشندوں میں ترقی کی غیر معمولی صلاحیت ہے خدا کرے کہ جاپان کے نیک فطرت لوگ اسلام اور احمدیت کی طرف توجہ کرنے لگ جائیں اور یہاں ہمارا ایک مضبوط مشن قائم ہو جائے۔ جو انشاء اللہ اپنے وقت پر ضرور ہوگا کیونکہ اسلام اور احمدیت کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے اس لئے ناممکن ہے کہ جاپان میں اسے کامیابی حاصل نہ ہو ظاہری کوششوں کے علاوہ دعاؤں سے بھی بہت کام لیں۔ والسلام

مرزا بشیر احمد 01-09-1962 117

گروپ کے قیام کی تقریب پر دوسرا گرانقدر پیغام حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ارسال فرمایا جو انگریزی زبان میں تھا۔ ذیل میں اس بصیرت افروز پیغام کا اردو ترجمہ دیا جاتا ہے:-

''میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص سے سلام پیش کرتا ہوں۔ اب جاپانی معاشرہ کے احیاء اور نشأۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ جس میں آپ کی حیثیت اسلام کے داعی کی ہی ہے۔ یہ معاشرہ دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کا شکار رہ چکا ہے اور اب نئے سرے سے علمی جستجو میں کوشاں اور مادی ارتقا کے راستے پر نئی امنگوں اور نئے ولولوں کے ساتھ گامزن ہے۔ ترقی ایک متقابل اور اضافی اصطلاح ہے۔ سائنسی اور ٹیکنیکی ترقی کا موازنہ اخلاقی اور روحانی اقدار کی نشو ونما کے ساتھ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

نوع انسانی یقیناً ترقی کے نئے دور کا آغاز کر چکی ہے۔ اس دور کی سب سے امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا سائنسی علوم وفنون کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے بڑی تیزی

سے رواں دواں ہے اور انسان قدرت کی طاقتوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اور ان پر مکمل عبور حاصل کرنے کے لئے شب و روز کوشاں ہے۔ اس کے نتائج بڑے امید افزا نظر آ رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی خوف، ڈر اور ناامیدی کے سیاہ بادل بھی امڈتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور وسعت طاقت میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے اور اسے خدا کی دین سمجھنا چاہیے۔ خوف ان شکوک کا نتیجہ ہے جو وسیع تر علم کو استعمال میں لانے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ علمی وسعت ہے۔ جس کی انسانیت دن بدن بڑھتی ہوئی تعداد میں وارث بنتی جا رہی ہے۔ علم کی بدولت انسانی ہاتھوں میں لامحدود طاقت کی موجودگی بھی بھیانک خطرے کا باعث ہو سکتی ہے۔ کیا اس بات کا تعین ممکن ہے کہ یہ طاقت انسان کی فلاح و بہبود کے لئے بروئے کار لائی جائے گی۔ تا کہ اسے غلط طور پر استعمال کرنے کا خدشہ جاتا رہے؟

جہاں تک انسان کو ان معاملات میں آزادانہ رائے قائم کرنے کا حق ہے۔ اس کی کوئی گارنٹی (ضمانت) نہیں کہ علم اور طاقت کو کیسے استعمال کیا جائے ہاں صرف مذہب کا دائرہ اختیار ہی راہ نمائی اختیار کر سکتا ہے۔ اور یہ راہنمائی ہر قسم کی فلاح و بہبود پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس خوف و ہراس کا بھی خاتمہ کر دے گی۔ جو سیاہ بادلوں کی نعمتوں کے غلط استعمال کی وجہ سے اس وقت تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سائنس کی بدولت ہر لمحہ بڑھتے ہوئے قوت کے اس اثاثہ کا استعمال اور اس میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کی کوشش اخلاقی اور روحانی اقدار کے ہاتھ میں ہو۔ ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام عقیدۂ توحید کا پرچار کرتا ہے اور انسان کو واضح طور پر اس کے اعمال کے لئے دنیا و آخرت میں جواب دہ ٹھہراتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو خدائی تعلیم کا اعتراف کراتی ہے اور اس تعلیم پر قائم رہنا ہی صحیح اور نیک افعال کا پیش خیمہ ہوگا۔ 118

سرگودھا ڈویژن کے احمدی نوجوانوں کیلئے اہم پیغام

اس سال مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا ڈویژن کی ایک تربیتی کلاس بیت فضل لائل پور (فیصل آباد) میں ہوئی جو 24 تا 26 اگست 1962ء جاری رہی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس موقعہ پر ایک نہایت اہم اور ضروری پیغام دیا جس میں تحریر فرمایا کہ :-

”خدام کا کام موٹے طور پر چار شاخوں میں تقسیم شدہ ہے۔ اول تربیت کا کام ہے جو ہر نظام کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔

دوسرے جماعت کے خلاف جو غیر از جماعت لوگوں کی طرف سے غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں انہیں دور کرنے کا انتظام ہے۔ جس کے بغیر ہم اپنے ماحول میں کبھی بھی حفاظت کا سانس نہیں لے سکتے حال ہی میں جو واقعات بیت احمدیہ سرگودھا اور بیت احمدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ [119] کے تعلق میں رونما ہوئے ہیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں کہ بعض متعصب غیر از جماعت لوگوں نے ہمارے خلاف غلط فہمیوں اور بدظنیوں کا ایک جال پھیلا رکھا ہے حتیٰ کہ اس افترا سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا ہے کہ ہم نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی ختم نبوت کے منکر ہیں حالانکہ ہم جس شدت اور جس زوردار رنگ میں حضور سرور کائنات کی ختم نبوت پر ایمان لاتے ہیں وہ ایسا شاندار رنگ رکھتا ہے کہ ہمارے مخالفین اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کر سکتے اور ہمارے سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اس ایمان سے لبریز اور بھرپور ہیں۔ پس اس قسم کی غلط فہمیوں کو دور کرنا اور پُرامن طریق پر اپنے نظریات کی تشریح کرنا ہمارے نوجوانوں کا اوّلین فرض ہے۔

تیسرے نمبر پر تنظیم ہے یعنی جماعت کے نوجوانوں کو صحت مندانہ قواعد اور مفید پروگراموں کے ذریعہ ایک لڑی میں پرو کر رکھنا تا کہ وہ قرآنی ارشاد کے ماتحت ایک ایسی دیوار بن جائیں جس کی اینٹوں کے درمیاں گویا سیسہ پگھلا کر ڈالا جاتا ہے اور اتحاد کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ ایک فرد کی تکلیف سب افراد کی تکلیف کا رنگ اختیار کرے۔

چوتھے نمبر پر خدمت خلق کا کام ہے یعنی خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ جہاں بھی اُن کے ماحول میں کوئی فرد یا افراد کسی حادثہ یا مصیبت وغیرہ کی وجہ سے تکلیف میں ہوں تو وہاں سچے مومنوں کی طرح ان کی امداد کو پہنچیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کی جماعت ایک انسانی جسم کی طرح ہونی چاہئے جس کا یہ فطری قاعدہ ہے کہ جب کوئی عضو کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو صرف عضو کو ہی تکلیف محسوس نہیں ہوتی بلکہ سارا بدن ہی دردو کرب سے تلملا اٹھتا ہے۔

پس میں اپنے عزیز نوجوانوں کو یہی نصیحت کرتا اور یہی پیغام دیتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو پہچانیں اور ان فرائض کی ادائیگی میں ایسا کامل نمونہ دکھائیں کہ دنیا اسے دیکھ کر یقین کرے کہ یہ ایک پاک درخت کے پھل ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

پس اے عزیزو اور اے دوستو! آپ ایسا شیریں پھل بننے کی کوشش کریں کہ آپ کو دیکھ کر دنیا یقین کرلے کہ احمدیت کا درخت ایک سچا اور پاک درخت ہے جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے نصب کیا ہے۔'' 120

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا سفر ٹرینیڈاڈ وٹوبیگو

ٹرینیڈاڈ اور ٹوبیگو کے جزائر بحر کیریبین (Cari Bbean Sea) میں واقع ہیں۔ یہ جزائر 31 اگست 1962ء کو آزاد ہوئے۔ انکو قریباً دوسو برس پہلے سپین نے بسایا تھا۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے حکومت پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کے جشن آزادی میں شرکت فرمائی۔ 121 ٹرینیڈاڈ حکومت کے وزیر مولوی کمال الدین صاحب کی تحریک پر انجمن اسلامیہ نے آپ کی ایک تقریر کا انتظام بھی کیا۔ آپ کی یہ تقریر ہمالیہ کلب میں ہوئی اور اسے چوٹی کے مسلم حلقوں نے ازحد پسند کیا۔ چنانچہ حضرت چودھری صاحب نے 26 ستمبر 1962ء کے مکتوب نیویارک میں مولانا جلال الدین شمس صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ کے نام لکھا:-

''ہمالیہ کلب میں میری تقریر ''اسلام اور دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل'' کے موضوع پر تھی اور بفضل اللہ بہت مقبول ہوئی۔ سامعین میں کثرت مسلمان اصحاب کی تھی جن میں سے اکثر نے تقریر کے بعد جوش کے ساتھ اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ خصوصاً چند علماء جو موجود تھے انہوں نے جوش اور اخلاص کیساتھ مصافحہ کیا اور تقریر کی تعریف کی دوسرے دن ایک بزرگ امام صاحب جو حاجی بھی تھے تین چار رفقاء کے ساتھ ہوٹل میں تشریف لائے اور تقریر کے متعلق اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور تقریر کی تعریف کرتے رہے۔ تین چار دن بعد مکرمی جناب کمال الدین محمد صاحب وزیر حکومت ٹرینیڈاڈ اور مکرمی جناب نور غنی صاحب سیکرٹری انجمن تقویت الاسلام نے خاکسار کی دعوت کی جس میں ٹرینیڈاڈ کے چند چیدہ مسلمان شرفاء بھی مدعو تھے اور اس مجلس میں ٹرینیڈاڈ کے مسلمانوں کی دینی اخلاقی اور

روحانی بہبودی کے متعلق مشورہ خاکسار کے ساتھ ہوتا رہا۔ دعوت کے بعد میزبان خاندان کی بیگمات خاکسار سے بعض فقہی مسائل کے متعلق دریافت فرماتی رہیں۔'' [122]

الغرض حضرت چودھری صاحب کی تقریر کا ٹرینیڈاڈ کے مسلم زعماء اور دوسرے مسلمان طبقوں کی طرف سے پُر جوش خیر مقدم کیا گیا اور آپ کی اس دینی خدمت کو خاص احترام اور عقیدت سے دیکھا گیا۔

ایک بے بنیاد الزام کی تردید

افسوس پاکستان کے بعض شرپسند عناصر نے روزنامہ ''انجام'' پشاور (15 ستمبر 1962ء) میں آپ کی طرف یہ بے بنیاد بیان منسوب کیا کہ آپ نے ٹرینیڈاڈ کی ہمالیہ کلب میں تقریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو آخری نبی بتایا جس سے وہاں کے مسلمانوں کو شدید اذیت اور مایوسی ہوئی۔ یہ پراپیگنڈا عین اس موقع پر کیا گیا جبکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت کا انتخاب قریب تھا اور اقوام متحدہ میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب (مستقل مندوب پاکستان) کی کامیابی کے امکانات بہت روشن تھے اور اس مہم کا مقصد حضرت چودھری صاحب کی نیک شہرت کو داغدار کرنا اور خالص سیاسی مقاصد کی خاطر جماعت احمدیہ کے خلاف مذہبی منافرت پھیلانا تھا۔ حضرت چوہدری صاحب نے متذکرہ بالا مکتوب میں اس بیان کی واضح الفاظ میں تردید کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ''اس بیان میں کوئی ایسی بات میری طرف منسوب کی گئی ہے جو نہ صرف ناجائز اور ناواجب ہے **بلکہ میرے عقیدہ کے بالکل مخالف اور متضاد ہے۔**''

بیت احمدیہ کلکتہ کی تعمیر

کلکتہ (اب کولکتہ) برطانوی ہند کا پہلا دارالسلطنت اور مشرق بعید کا دروازہ اور بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہی ہو چکا تھا۔ مگر بیت احمدیہ کی بنیاد خلافت ثانیہ کے آخری دور میں 16 ستمبر 1962ء کو رکھی گئی اور افتتاح 14 فروری 1964ء کو عمل میں آیا۔

ذیل میں جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے قلم سے اس بیت الذکر کے تاریخی حالات بیان کئے جاتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے قبل جو احمدی احباب کلکتہ میں موجود تھے وہ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم کی دوکان میں نمازیں ادا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے عہد خلافت میں کالج سٹریٹ میں شیخ محمد امین، فضل کریم و حاجی محکم الدین صاحبان مرحوم چمڑے کے سلیپروں کا کاروبار کرتے تھے۔ ان تینوں بھائیوں نے بھی جماعت احمدیہ کی بہت مخلصانہ خدمت کی۔ فجز اہم اللہ احسن الجزاء۔ گو خلافتِ اولیٰ میں جماعت کی تعداد میں ترقی ہوئی مگر باقاعدہ نظام کی صورت پیدا نہ ہو سکی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک عہد کے اوائل میں غالباً 1918ء میں مکرم چودھری نواب علی صاحب نے واٹرلو سٹریٹ میں جماعتِ احمدیہ کی تنظیم قائم کی۔ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب کشمیری نے تبلیغ اور تربیت کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا اور درس قرآن مجید اور باقاعدہ جلسوں کا اہتمام کیا۔ ان ایام میں جن خوش قسمت احباب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق حاصل ہوئی ان میں مکرم مولوی لطف الرحمٰن صاحب۔ مکرم حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر اُمید علی صاحب اور مکرم میاں محمد صدیق صاحب تاجر بھی شامل تھے۔ ان بزرگوں نے اپنے اپنے رنگ میں سلسلہ احمدیہ کی بہت خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو غریق رحمت کرے اور نیک جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعتِ احمدیہ کی اپنی کوئی بیت الذکر نہ تھی اس لئے تعمیر بیت الذکر سے پہلے مختلف علاقوں میں ادائیگی نماز اور تبلیغی جلسے منعقد کرنے کا اہتمام ہوتا رہا۔ 1944ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر منکشف فرمایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں اور حضور نے قادیان، ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں اس نعمتِ عظمیٰ کا اعلان فرمایا۔ دہلی کے جلسہ میں شمولیت کا موقعہ کلکتہ سے وہاں پہنچ کر ہم دونوں بھائیوں، برادرم میاں محمد یعقوب صاحب، عزیزم محمد داؤد صاحب اور اخویم میاں محمد صدیق صاحب وہرہ کو حاصل ہوا۔ ہم دونوں بھائی اپنا کاروبار بند کر کے گئے تھے۔ قادیان کے قافلہ میں پسران عزیزان منیر احمد و نصیر احمد بھی اس جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔

اس زمانہ میں کلکتہ کے بعض احمدیوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کلکتہ میں جو کہ ایک طرح مشرقی دنیا کا دروازہ ہے۔ ایک ایسا ہی جلسہ منعقد کرنے کی اجازت کے لئے عرض کیا جائے۔ اس طرح یہ شہر بھی حضور کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں میری طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی کہ حضور کو ایسے دُور دراز کے سفر پر آمادہ کرنے کے لئے کسی ایسی تقریب کا سامان کرنا ضروری ہے۔ جس سے ہماری اس درخواست میں وزن اور جاذبیت پیدا ہو اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کلکتہ میں بیت احمدیہ کی تعمیر کا پروگرام بنایا جائے۔ جس کا اپنے مبارک ہاتھوں سے حضور سنگِ بنیاد رکھیں یا افتتاح فرمائیں۔

مقامی احباب نے اس تجویز کو بدِل و جان قبول کیا اور اس وقت کے امیر جماعتِ احمدیہ کلکتہ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کی صدارت میں جماعت کا ایک خصوصی اجلاس مجوزہ مسجد کے لئے چندہ فراہم کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس تحریک میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ اس اجلاس ہی میں اکسٹھ ہزار روپے کے وعدے ہوئے اور بعد ازاں مزید احباب نے بھی حصہ لیا اور تقریباً اسّی ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ فالحمدللّٰہ رب العٰلمین۔ ان وعدہ جات کی تفصیل یہ ہے۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب پانچ صد، میاں احسان الٰہی صاحب دلّی والا دس ہزار، میاں محمد حسین و محمد شفیع صاحبان ودھاون تین ہزار۔ میاں دوست محمد صاحب شمس پانچ ہزار۔ میاں محمد حسین، دوست محمد و نذر محمد صاحبان ساڑھے بارہ ہزار۔ میاں محمد عمر و محمد بشیر صاحبان سہگل پانچ ہزار اور محمد صدیق بانی و محمد یوسف بانی برادران پچیس ہزار روپیہ۔

اب دوسرا مرحلہ موزون زمین خریدنے کا تھا۔ اس بارہ میں طے پایا تھا کہ شہر کے جنوب مشرقی علاقہ میں اس کی تلاش کی جائے۔ وہاں علاقہ پارک سرکس میں سید امیر علی ایونیو میں ایک غیر از جماعت فرد خان بہادر شیخ محمد جان کی وسیع جائیداد تھی جسے وہ پلاٹ بنا کر فروخت کر رہے تھے۔ اس میں سے بیس کٹھا رقبہ کے ایک پلاٹ کا سودا ساڑھے چار ہزار روپیہ فی کٹھا کے حساب سے طے کر لیا گیا اور معقول بیعانہ دے دیا گیا اور کاغذات کی جانچ پڑتال کرنے، مسودہ تیار کرنے اور رجسٹری وغیرہ کرانے کا کام ایک اٹارنی کمپنی کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن جب فروخت کنندہ کو معلوم ہوا کہ اس قطعہ پر احمدیہ بیت الذکر تعمیر ہو گی تو اس نے رجسٹری کر دینے سے انکار کر دیا اور باوجود بہت سمجھانے کے وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اس کا انکار بیعانہ والے تحریری معاہدہ کے سراسر خلاف تھا اور قانونی طور پر اسے مجبور کیا جا سکتا تھا۔ مقامی جماعت نے اس مشکل کا یہ حل نکالا کہ چونکہ ابتدائی گفتگو میرے نام پر ہوتی رہی تھی اس لئے فی الحال میرے نام پر ہی خرید کی تکمیل کی جائے اور میری طرف سے یہ قطعہ صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کرا لیا جائے۔ اس تجویز کی روشنی میں رجسٹری میرے نام پر ہو گئی۔ لیکن وہاں مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ترک کر دیا گیا۔ کیونکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس تجویز کا علم ہوا تو حضور نے اس بات کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ اس طرح تو جھگڑے کی صورت پیدا ہو گی۔ ہم ایسی زمین پر بیت الذکر تعمیر نہیں کرنا چاہتے جس کی ابتداء جھگڑے سے ہو۔ ہم ایسی جگہ پر مسجد تعمیر نہیں کریں گے۔

اس زمانہ میں فروخت کنندہ کے پاس مکرم مولوی محمد عیسیٰ صاحب بی اے بھاگلپوری ملازم تھے ان کے ذریعہ اس خرید کردہ قطعہ کی واپسی کی کوشش کی گئی اس نے یہ شرط پیش کی کہ جتنی رقم مجھے ملی ہے اتنی ہی وہ واپس کریگا۔ اس صورت میں اخراجات رجسٹری قریباً ساڑھے چار ہزار روپے ضائع ہوتے تھے۔ بادلِ نخواستہ یہ نقصان جماعت کو برداشت کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے کام عجب ہیں۔ یہ واپس شدہ قطعہ ایک تنگ گلی

میں واقع تھا۔اس کی واپسی سے پہلے ہی اسی علاقہ میں لیکن بڑے راستہ پر ایک قطعہ ساڑھے تیرہ کٹھا (ایک کنال بارہ مرلہ) ساڑھے چھ ہزار روپے فی کٹھا کے نرخ سے ایک بنگالی ہندو فرم سے دستیاب ہوگیا۔اس کی رجسٹری کرانے کے لئے قریباً اسّی ہزار روپیہ مطلوب تھا۔مقامی جماعت کے پاس کوئی سرمایہ نہ تھا۔کیونکہ سارا چندہ پہلے قطعہ میں پھنسا ہوا تھا۔جس کے وصول ہونے میں ابھی بہت دیر تھی۔اس لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ساری رقم قرض حاصل کر کے اسی کے نام پر رجسٹری کرائی گئی اور پہلے قطعہ کی رقم وصول ہونے پر یہ سارا قرض بے باق کر دیا گیا۔

نئی زمین کی خرید وغیرہ کے بعد 1946ء میں سارے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے اور کلکتہ بھی ان کی لپیٹ میں آ گیا۔تقسیم ملک کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کلکتہ میں تشریف آوری خارج از امکان ہوگئی۔اس لئے تعمیر بیت الذکر کا کام ملتوی کر دیا گیا۔تعمیر کے لئے مقامی جماعت کے پاس سرمایہ بھی نہیں تھا۔کچھ عرصہ کے بعد اس قطعہ کو عارضی طور پر کرایہ پر دے دیا گیا۔لیکن پھر کچھ مدت کے بعد اس کرایہ دار سے یہ جگہ خالی کروا کر اس پر قبضہ لے لیا گیا اور چار دیواری بنا کر نمازوں کے ادا کرنے کا اور وضو کرنے کا انتظام کیا گیا۔

فسادات 1946ء سے پہلے مقامی جماعت نے ولنگٹن سکوائر کے قریب ایک مکان کی پہلی منزل کرایہ پر لی ہوئی تھی جس میں نمازیں اور ہفتہ واری جلسے وغیرہ کا انتظام تھا اور ایک کمرہ میں مبلغ سلسلہ مولوی محمد سلیم صاحب کا مع اہل وعیال قیام تھا۔فسادات کی وجہ سے یہ مقام بہت خطرہ میں تھا۔اس لئے وہاں سے انجمن کا سامان پارک سرکس میں چودھری انور احمد صاحب کاہلوں کی رہائش گاہ میں منتقل کیا گیا اور مولوی صاحب نے بھی اسی علاقہ میں ایک مناسب جگہ پر اپنی رہائش اختیار کر لی۔انہی ایام میں مکرمی میاں محمد حسین و محمد شفیع صاحبان ودھاون احمدی نے مکان نمبر 149 لوئر چت پور روڈ خریدا۔اس میں زیادہ تر ہندو قیام پذیر تھے۔فسادات کے دوران ان سب کے چلے جانے کی وجہ سے سارے مکان کا خالی قبضہ مل گیا اور میاں صاحبان نے شمالی طرف کے تین کمرے جماعتی استعمال کے لئے بلا کرایہ وقف رکھے۔یہ جگہ مرکزی علاقہ میں تھی۔مقامی انجمن کا سامان یہاں منتقل کر لیا گیا اور عرصہ تک جماعتِ احمدیہ کے احباب وہاں نمازیں ادا کرتے اور جلسے کرتے رہے اور درس قرآن بھی ہوتا رہا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

تقسیم ملک پر چودھری انور احمد صاحب کاہلوں امیر جماعتِ احمدیہ کلکتہ، مشرقی پاکستان میں منتقل ہوگئے۔میاں دوست محمد صاحب شمس امیر جماعت مقرر ہوئے۔بعد ازاں 61-1960ء میں جبکہ الحاج منشی شمس الدین صاحب امیر جماعت تھے۔بیت الذکر کا نقشہ کلکتہ کارپوریشن سے منظور کرایا گیا۔بعد میں

مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی دہلی سے بطور مبلغ کلکتہ تبدیل ہوئے اور امیر جماعت کلکتہ بھی مقرر ہوئے۔ کلکتہ کی فضا پُرامن تھی اور کاروباری حالات بہتر تھے اور بتوفیقہٖ تعالیٰ احباب جماعتِ کلکتہ اس قابل تھے کہ بیت الذکر اور مبلغ کا کوارٹر تعمیر کر سکیں۔ چندہ کی تحریک پر مندرجہ ذیل احباب نے وسعت قلبی سے کام لیتے ہوئے وعدے کیے اور پھر ان کی وصولی بھی ہوگئی:-

میاں محمد حسین و محمد شفیع صاحبان ودھاون بارہ ہزار۔ میاں محمد عمر و محمد بشیر صاحبان سہگل دس ہزار۔ میاں محمد یوسف صاحب بانی پانچ ہزار۔ خاکسار 123 بیس ہزار۔ متفرق احباب دس ہزار۔ میاں محمد صدیق صاحب وہرہ پانچ صد روپیہ۔ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بھی پانچ ہزار روپیہ کی اعانت حاصل ہوئی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ابن حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی) بمعیت جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال کلکتہ تشریف لائے اور 16 ستمبر 1962ء کو مقامی احباب کے اجتماع میں دعاؤں کے ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب نے بیت الذکر کا سنگِ بنیاد رکھا اور چند بکرے صدقہ کیے گئے۔ مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی کی نگرانی میں عمارت کا کام شروع ہوا اور یہ نہایت ہی خوبصورت عمارت فروری 1964ء کے پہلے ہفتہ میں تکمیل پذیر ہوئی اور 14 فروری کو جمعۃ الوداع کے مبارک دن مولوی صاحب موصوف نے اس کا افتتاح کیا۔ **فالحمد للہ رب العٰلمین۔**

یہ بیت الذکر اس قطعہ کے قریباً ایک تہائی حصہ میں بنائی گئی ہے۔ دو تہائی حصہ کو دیگر تبلیغی ضروریات کے لئے ریزرو رکھا گیا ہے۔ بیت الذکر کی عمارت ایک وسیع ہال، ایک برآمدہ اور خواتین کے لئے دو کمروں پر مشتمل ہے۔ بیت الذکر اور کوارٹر پر تقریباً پینسٹھ ہزار روپیہ لاگت آئی۔ علاوہ ازیں پختہ اور خوبصورت فرش کے اخراجات میری اہلیہ نے اور بجلی کی وائرنگ وغیرہ ٹیوب لائٹ اور سولہ عدد پنکھے لگوانے کے اخراجات میرے تینوں بیٹوں نے ادا کیے۔ لاؤڈ سپیکر کے اخراجات مکرم میاں محمد یوسف صاحب بانی نے مہیا کیے۔ ساری بیت الذکر کے لئے خوبصورت دریاں بھی فراہم ہوئیں۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**۔ قریباً اٹھارہ ہزار روپیہ کی لاگت سے مبلغ کی رہائش اور دیگر جماعتی ضروریات کے لئے ایک علیحدہ حصہ تعمیر کیا گیا۔ جس میں سے آٹھ ہزار روپے کے قریب صدر انجمن نے اور دس ہزار روپے مَیں نے برداشت کیے۔" 124

یہ بیت الذکر مغربی بنگال کی احمدی جماعتوں کی تربیتی، تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ہے اور انڈیمان، انڈونیشیا، فجی، ملیشیا اور آسٹریلیا سے آنے جانے والے احمدیوں کا مستقر اور راہ نمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے ایک ممتاز اخبار کا روح پرور تبصرہ

بیت الذکر زیورک کو سنگ بنیاد ہی کے دن سے جو شہرت وعظمت حاصل ہوئی اس کا کسی قدر اندازہ زیورچ ہی کے ایک مسیحی ترجمان اخبار شویزرایونجلسٹ (SCHWEIZER EVENGALIST) کے حسب ذیل روح پرور تبصرہ سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ اخبار نے یورپ میں اسلام کی روزافزوں ترقی پر شدید خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی 10 اکتوبر 1962ء کی اشاعت میں لکھا:-

’’جرمنی میں تعمیر شدہ اور زیر تعمیر مساجد کی مجموعی تعداد سات ہے۔ لندن، دی ہیگ، اور ہلسنکی میں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں بھی ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔

ان مساجد میں سے اکثر مساجد گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہی تعمیر ہوئی ہیں یا انہیں تعمیر کرنے کی تجویز منصۂ شہود پر آئی ہے۔ یہ مساجد اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں (تبلیغ اسلام کے مراکز) کا ایک جال پھیلایا جا رہا ہے۔ ان مشنوں کے قائم کرنے والے مسلمانوں کے صفِ اول کے دو بڑے گروہوں یعنی شیعہ اور سنی فرقوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کا تعلق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جنہیں بالعموم ’’بدعتی‘‘ سمجھا جاتا ہے۔ اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے یورپ کی اکثر مساجد اس جماعت نے ہی تعمیر کی ہیں۔ یہ جماعت آج سے ستر سال قبل برصغیر پاک و ہند میں معرض وجود میں آئی تھی۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کے علمبردار ہے۔ اپنے اس دعویٰ کی رو سے یہ نوع انسان کی فلاح اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ احمدیہ تحریک اول و آخر ایک مشنری تحریک ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہر خاندان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے میں سے کم از کم ایک فرد ایسا پیش کرے جو تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف رکھے۔ یہ عقل کو اپیل کرنے کی بنیاد پر اپنے مشن بالعموم اسلامی ممالک میں نہیں بلکہ افریقی ممالک میں اور ان میں سے بھی زیادہ تر مغربی افریقہ میں اور پھر یورپ اور امریکہ میں قائم کر رہے ہیں ان کے یورپی مراکز، زیورک، لندن اور کوپن ہیگن میں قائم ہیں ان میں سے زیورک کا مرکز وسطی یورپ اور اٹلی کے علاقہ کو کنٹرول کرتا ہے۔ لندن کے مرکز کا رابطہ سارے

مغربی یورپ سے ہے اور کوپن ہیگن کے مرکز کے دائرہ عمل میں شمالی یورپ کا تمام علاقہ شامل ہے۔ ...... یورپ کی مساجد صرف اس غرض کے لئے ہی قائم نہیں کی گئی ہیں کہ مسلمان ان میں عبادت کریں بلکہ تبلیغ اسلام کی ساری مہم ان مساجد کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ مساجد سے ملحق کلب کے کمرے اور لائیبریریاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں تا کہ ان میں جماعت کے افراد باہم مل کر اپنی مساعی اور سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ یورپ کے عیسائی ممالک میں اسلام کے یہ نمائندے بدھ مت والوں کے برخلاف عیسائیت کا مقابلہ کرنے میں بہت پیش پیش ہیں ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کی اصل تعلیم عہد نامہ جدید کے واسطہ سے تحریف کا شکار ہونے کے بعد بدلی ہوئی شکل میں آگے پھیلی ہے۔ یہ مسیح کی صلیبی موت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے اس طرح سے یہ لوگ بائیبل کے مندرجات اور عیسائی معتقدات کے بارہ میں نئی توجیہات پیش کر کے ناقص علم رکھنے والے سامعین اور قارئین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جرمن زبان میں ان کی جو مطبوعات شائع ہوئی ہیں ان میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں زمانہ حال کے جدید مسائل کا پورا حل موجود ہے اور اسلام ہی انسانی ضرورتوں کے مناسب حال وہ اکیلا مذہب ہے جو وسعتِ فکر، تعمیر و ترقی اور آزاد خیالی کا علمبردار ہے۔'' [125]

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر جنرل اسمبلی

1962ء کا تیسرا رُبع پوری دنیائے اسلام خصوصاً پاکستان اور جماعت احمدیہ کے لئے عالمی سطح پر بہت مبارک ثابت ہوا جبکہ 18 ستمبر 1962ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سترھویں سالانہ سیشن کے لئے پاکستان کے مستقل مندوب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب واضح اکثریت اور برتری کے ساتھ صدر اسمبلی منتخب کر لئے گئے۔ پاکستان کے وقیع انگریزی اخبار ''پاکستان ٹائمز'' [126] کے امریکہ میں مقیم خصوصی نامہ نگار نے اس ضمن میں مفصل آرٹیکل بھجوایا۔ اس کا عنوان ہی یہ تھا کہ

"Clear cut Victory for Zafrullah"

ظفر اللہ (خاں) کی فتح مبین

آپ کے حامیوں میں مصر سمیت تمام عرب ممالک اور بہت سے افریقی ممالک مثلاً گنی، مالی، گھانا، کانگو اور بعض دیگر ممالک تھے اس طرح بہت سے ممالک نے معروف سیاسی وابستگیوں سے بالا ہو کر رائے شماری میں حصہ لیا۔ [127]

اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ میں اسمبلی سے متعلقہ امور کے انچارج نائب سیکرٹری مسٹر اینڈریو کورڈیر (Mr. Andrew Cor Dier) تھے جو ابتدا سے اس منصب پر فائز چلے آرہے تھے۔ وہ اسمبلی کے سولہویں اجلاس کے بعد مستعفی ہو کر کولمبیا یونیورسٹی کے بین الاقوامی تعلقات کے ادارے میں ڈین کے منصب پر فائز ہو گئے تھے اور ہر اجلاس میں صدر کے بائیں ہاتھ بیٹھتے تھے اور اپنے علم، قابلیت اور تجربے کی وجہ سے ممتاز حیثیت حاصل کر چکے تھے۔ صدر کیلئے ان کی موجودگی بہت تقویت کا موجب ہوتی تھی۔ وہ اسمبلی کی نبض شناسی میں خوب ماہر ہو چکے تھے۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پہلے صدر تھے جنہیں ان کا مشورہ میسر نہیں تھا ایسے تجربہ کار نائب سیکرٹری سے محروم ہو جانا طبعی طور پر آپ کے لئے وجہ پریشانی تھا خصوصاً اس لئے کہ آپ نے اسمبلی کے قواعد وضوابط کا گہرا مطالعہ نہیں کیا ہوا تھا اور صدر کو قدم قدم پر قواعد کے ساتھ سابقہ پڑتا ہے۔ جو ارکان اسمبلی چند ایک کمیٹیوں کی صدارت کر چکے ہوں انہیں صدارت کے فرائض کے متعلق خاصہ تجربہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ کمیٹی اوّل کی صدارت تو گویا اسمبلی کی صدارت کا پیش خیمہ سمجھی جاتی ہے۔ مگر آپ کو تو اسمبلی کی کسی کمیٹی کی صدارت سرانجام دینے کا موقع نہیں ملا تھا حضرت چوہدری صاحب اپنی اس بے بسی کو دیکھ کر نہایت دردبھرے دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور نماز میں نہایت عاجزی سے دعا کی کہ:-

> ''اے اللہ یہ منصب خالص تیری عطا ہے تو اپنے اس عاجز بندے کی خامیوں سے خوب واقف ہے۔ مجھے اس منصب کے فرائض کی سرانجام دہی میں جو مشکلات پیش آئیں تو اپنے خاص فضل سے انہیں خود ہی حل فرمائیو اور ہر مرحلے پر اس عاجز کی رہنمائی فرمائیو۔''[128]

اپنے مولا سے اس دردمندانہ التجا کے بعد آپ صدر اسمبلی کی کرسی پر رونق افروز ہوئے اور عہدہ سنبھالتے ہوئے بلند آواز سے قرآن مجید کی ایک دعا پڑھی جو جنرل اسمبلی کی تاریخ میں پہلا واقعہ تھا۔ یہ دعا حسب ذیل تھی:-

> **رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقھوا قولی.**
>
> اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان سے گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھیں۔[129]

مولانا عبدالماجد کا زبردست خراج تحسین

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اپنے ایک نوٹ میں لکھا:-

عربی دعا یو۔این۔میں۔

نیویارک 19 ستمبر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے آج شب اپنا عہدہ سنبھالا تو انہوں نے عربی زبان میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ عقل و فہم عطا کرے اور رواداری کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے۔ خدائے تعالیٰ سے دعا اور وہ بھی عربی میں جو عجب نہیں کہ قرآنی آیتوں میں شامل ہو۔ اقوام متحدہ کی کرسئ صدارت کو اس سے پہلے کیوں کبھی اس کا اتفاق ہوا ہوگا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جب اور جس سے اور جہاں چاہے اپنے نام کی پکار کرا دے۔(''صدق جدید'' لکھنو 5 اکتوبر 1962ء صفحہ 2)

چند ماہ بعد پھر لکھا کہ

''سر ظفر اللہ خاں کے سیاسی خیالات سے یہاں بحث نہیں۔ امتیازی چیز یہ ہے کہ اتنا بڑا اعزاز (اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدارت) ایک کلمہ گو کو یہ مغربی اور مادّی دنیا پیش کر رہی ہے۔ یاد ہوگا مجلس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی کرسئ صدارت سے آیات قرآنی رب اشرح لی صدری ویسرلی امری کی تلاوت جنرل اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار انہی ظفر اللہ خاں نے کی۔

اور چند سال ادھر جب مغربی پاکستان میں رات کے پچھلے پہر ریل کا ایک عظیم حادثہ پیش آیا تھا تو اس وقت بھی یہی ظفر اللہ خاں (وزیر خارجہ پاکستان) اپنے سیلون میں نماز تہجد ادا کرتے ہوئے پائے گئے۔''130

پریس کانفرنس

مروّجہ دستور کے مطابق حضرت چودھری صاحب نے اختتامی اجلاس کے معاً بعد پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ اس اہم خطاب کی تفصیل اخبار ''پاکستان ٹائمز'' لاہور کے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے درج ذیل کی جاتی ہے:-

''مجھ پر اعتماد کا اظہار کر کے دراصل پاکستان اور اہل پاکستان کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے''

''پاکستان نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے مشترکہ مفاد کا دل سے خواہاں ہے''

جنرل اسمبلی کی صدارت سنبھالتے وقت مندوبین سے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا خطاب

اقوام متحدہ (نیویارک) - محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مورخہ 18 ستمبر 1962ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں صدارت کا عہدہ سنبھالتے وقت اسمبلی میں شریک اقوام عالم کے مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھے اس گرانبار ذمہ داری کا پورا احساس ہے جو اعتماد کا اظہار کر کے میرے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ میں پورے خلوص، عجز و انکسار اور دلی تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل اور رحم سے میری رہنمائی فرمائے تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں اُس اعتماد کا اہل ثابت ہوسکوں جس کا آپ لوگوں نے اس وقت اظہار کیا ہے۔

پاکستان کی عزت افزائی

آپ نے فرمایا مَیں اس امر کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ میری جو عزت افزائی کی گئی ہے وہ دراصل پاکستان اور اہل پاکستان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے مترادف ہے۔ آپ نے کہا پاکستان کا بڑی طاقتوں میں شمار نہیں ہوتا اور نہ یہ ایک ایسا ملک ہے جو اپنی سلامتی وحفاظت اور اپنے باشندوں کی فلاح و بہبود سے بڑھ کر بحیثیت مجموعی سب کے مشترکہ مفاد کے سوا کوئی اور امتیازی خواہش یا مفاد رکھتا ہو ہم سب کا مشترکہ مفاد جس کا پاکستان دل سے خواہاں ہے یہی ہے کہ ایک ایسی دنیا معرضِ وجود میں آئے جس میں حقیقی امن کا دور دورہ اور قانون کی حکمرانی ہوتا کہ سُود مند اور ہمدردانہ تعاون کی مدد سے دنیا کے تمام علاقوں کے عوام اور ان کا ایک ایک فرد بالآخر اِس قابل ہو جائے کہ وہ ایک زیادہ بھرپور، زیادہ خوشحال اور زیادہ پُرمسرت زندگی گزار سکے جو اُس کے ایک جائز ورثہ اور حق کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ نے فرمایا پاکستان نے گزشتہ سالوں میں اپنے عمل سے اقوام متحدہ کے منشور کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینے کے علاوہ اس امر کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا ہے کہ منشور کے مندرجات میں جو روح اور مقصد کارفرما ہے وہ اُس کا بھی پوری طرح احترام کرنے اور پورے خلوص کے ساتھ اس کا دم بھرنے کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اُس نے اپنے طرزِ عمل اور پالیسی سے واضح طور پر ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ آزادی، وقار اور فلاح و بہبود کے معقول معیار سے متعلق تمام اقوام اور بلاشبہ تمام بنی نوع انسان کے حق پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ اصول اور یہ مطمح ہائے نظر اور کرۂ ارض کے گرد اگرد رہنے والے میرے کروڑوں کروڑ ہم جنس ساتھیوں کی یہ خواہش کہ ان کی اپنی زندگیوں پر بھی یہ اصول اور مطمح ہائے نظر اثر انداز ہوں اور انہیں ایک خوشگوار تبدیلی سے ہمکنار کر دیں۔۔۔۔ وہ اُن امور کی حیثیت رکھتے ہیں جو اس منصبِ جلیلہ کی عظیم ذمہ داریوں کے تعلق میں

آغاز کار ہی سے میرے قلب وذہن پر چھائے ہوئے ہیں۔

نئے اراکین اور انکی اہمیت

جنرل اسمبلی کے موجودہ سیشن کے سامنے سابقہ سیشن کی طرح ایک طویل اور مشکل ایجنڈا ہے۔ اگر چہ اس سیشن کا آغاز نسبتاً ایک زیادہ پُرسکون ماحول میں ہوا ہے تاہم اس سیشن کو بہت سے اہم مسائل کا سامنا ہے ان میں سے بعض مسائل تو بنی نوع انسان اور خود اِس عالمی تنظیم کے مستقبل کے نقطۂ نگاہ سے بہت فوری نوعیت کے حامل ہیں۔ اس موقع پر بعض نئے ممبران کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے فرمایا ہر نئے ممبر کی شمولیت سے دنیا کا نقشہ قدرے بدل جاتا ہے اور یہ تنظیم اپنے مقصد کے ایک قدم اور قریب ہو جاتی ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ یہ تنظیم صحیح معنوں میں بنی نوع انسان کے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کی صورت اختیار کر لے۔ اقوام عالم کے باہمی تعلقات میں ایک صحت مند تبدیلی رونما ہو رہی ہے تسلط اور محکومیت کی جگہ مساوات اور تعاون کا جذبہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ جن میں دوستی کا جذبہ تقویت پکڑے اور باہمی اختلاف دور ہو کر ہمدردانہ تعاون کی راہ ہموار ہو۔ 131

اخبار ''پاکستان ٹائمز'' کے نامہ نگار خصوصی مقیم نیویارک نے حضرت چودھری صاحب کی شاندار کامیابی پر حسب ذیل رپورٹ سپرد قلم کی جو 20 ستمبر 1962ء کے پرچہ میں اشاعت پذیر ہوئی۔

ذیل میں اخبار ''پاکستان ٹائمز'' کے نامہ نگار کے آرٹیکل کا ''عنوان'' اس کا متن اور ترجمہ دیا جاتا ہے:-

Clear-cut Victory for Zafrullah

Small nations' anxiety for world peace stressed

IMPARTIALITY IN ALL ISSUES ASSURED

From Our U.N. Special Correspondent

UNITED NATIONS (New York), Sept. 19: Ch. Mhammad Zafrullah Khan of Pakistan, who was elected President of the U.N. General Assembly last night,

received 72 votes officially but unofficially 76. The four invalid ballots carried the word "Pakistan" instead of the name of the candidate and had to be declared invalid for that reason. This was not publicised, the ballot being secret, but it is a true fact.

Thus the defeat of Prof. Malalasekera of Ceylon is complete with 38 votes only out of 100 valid ballots.

Voting for him were the Communist countries and Cuba and Yugoslavia, Israel, India, Ceylon and a few other unidentified ones.

Among Ch. Zafrullah's supporters were all the Arabs including Egyptians, many Africans such as Guinea, Mali and Ghana, (Leopoldville) Congo and others.

In short, the vote did not follow the usual political alignments except for the Communists. Many of the Afro-Asian supporters of Ch. Zafrullah may be classified as left of centre and this is a trust in his objectivity as Assembly President.

NEUTRALITY STRESSED

According to custom, he held a Press conference right after the Assembly adjourned, but although every year we go through this ceremony, we can never get much news out of it. As soon as a delegate becomes Assembly President, he must forget his opinions, personal as well as those of his country.

Throughout the Press conference, Ch. Zafrullah stressed his neutrality on all subjects and refused to be drawn into controversy, saving: "The President represents the whole Assembly and not any particular section of it."

But when asked if he believed that small nations had any particular role to play to bridge the gap between the "giants" he did say he hoped so, adding: "I share their keen anxiety to be of assistance in this matter because of the continuance of the tension, and should the tension be resolved, it will affect the whole of mankind, not only the Great Powers which are directly involved in it. We are all drawn in its wake, as it were."

In his acceptance speech, Ch. Zafrullah did mention Mr. Mongi Slim's plan to speed up Assembly work which would 'inter alia' reduce the length of speeches and the number of speakers.

Referring to new members, he said: "With the admission of every new member, the map of the world changes a little and this organization is one step nearer the goal of becoming truly the tribune of mankind … there is a striving today among all peoples to live in freedom and in peace with each other."

QURANIC REFERENCES OMITTED

As he often does in his speeches, Ch. Zafrullah cited verses from the Quran, but surprisingly the

Department of Public Information did not mention that a sentence in Arabic had been in the text, although they have excellent translators. They simply omitted all references to the Quran in their Press releases and one wonders who gave them the authority to edit a delegate's speech, let alone that of the Assembly President.

Tuesday was a great day for Ch. Zafrullah and Pakistan and Foreign Minister Mohammad Ali expressed his gratification at seeing Zafrullah elected.

As in all Assemblies this one may develop into a vociferous and unruly gathering when touchy subjects come up, but there is one thing everybody knows too, that Ch. Zafrullah has an imposing personality which will enable him to restore order if necessary.

When Mongi Slim, after balloting, announced the victory by such a big margin applause broke out and even the Indians clapped but Ceylon's Malalasekera did not applaud although, as everybody acknowledged, Ch. Zafrullah campaigned in a clear and sporting way.

NEED TO RESPECT ICJ RULINGS

Reuter adds: Ch. Zafrullah warned today that failure to uphold a World Court opinion that U.N. peace keeping operations impose financial obligations upon all members could seriously damage the Court's usefulness.

He said that the Court's ruling was at least "morally

binding".

The Soviet Union, which has declined to pay its share for Congo and Middle East peacekeeping, is expected to lead opposition to the Court decision during the current Assembly session. The west wants the world forum to endorse the advisory opinion, which would mean that members who fell more than two years in arrears would lose their vote.

Russia already owes more than 50 million dollars.

Ch. Zafrullah at first sidestepped a question whether he though the Assembly would "rather forcefully endorse the advisory opinion of the Court."

He replied: "I will not give you my opinion, but I am free to express my feeling that will be so. I use the word 'feeling' rather than 'opinion'."

Asked if he thought sanctions would be invoked against South Africa, he said: "As President, I would not wish to express my view regarding the merits of any proposal that might come before the Assembly.

"My election has implicitly laid that ban upon me. I am President of the Assembly. Therefore, I can have no particular views on questions."

(Informed sources said that South Africa had been among the 72 nations which voted for Ch. Zafrullah for President, despite the longstanding dispute over the

treatment of persons of Indo-Pakistan origin in South Africa).

Asked if he would rule that the issue of Chinese representation in the U.N. should be subject to a two-third majority decision, Ch. Zafrullah said: "It depends upon how the matter is brought up and what exigencies of the situation demand."

TRIBUTE TO U.N. PRESS

Ch. Zafrullah Khan, who has long been a good friend of U.N. correspondents, opened the news conferene with an endorsement of the important role of the Press at world headquarters.

"If the Press is not specifically mentioned in the Charter, I regard the Press as an important organ of the U.N.," he said, "It is engaged in duties as important as those of the other organs of the U.N."

ACCEPTANCE SPEECH

Ch. Zafrullah Khan told U.N. delegates in his acceptance speech he was "deeply conscious of the heavy responsibility this mark of your confidence places upon my shoulders."

He said he prayed to God "humbly, sincerely and earnestly, of His grace and mercy, so to guide me, in His wisdom, that in the discharge of my responsibilities I might prove worthy of your confidence."

He said he appreciated that the honour done to him was a tribute to Pakistan and her people.

"Pakistan is not a great power nor a country which, beyond its own security and the well-being of its people, has any ambition or interest other than the common interest of all of us here, that is to say the creation of a world in which peace might reign and law prevail, so that through beneficent co-operation, the common man in all the regions of the earth might at long last be enabled to claim and possess his rightful inheritance of a fuller, richer and happier life," he said.

"Over the years, Pakistan has given proof of its loyalty to the Charter of the United Nations and its sincere devotion to the spirit and purposes underlying its provision.

"By its conduct and policy it has clearly affirmed its faith in the right of all peoples and nations, indeed of all human beings, to freedom, dignity and a reasonable standard of wellbeing.

"These principles and ideals and the yearning of hundreds of millions of my fellow beings around the globe to realise their impact upon their own lives, occupy the forefront of my mind as I enter upon the discharge of the responsibilities of this high office."

THORNY AGENDA

The General Assembly, like its predecessor, had a long and difficult agenda before it. While the session opened in a more tranquil atmosphere than did the preceding session. It was confronted with many grave issues, some of a momentous nature for the future of mankind as well as of the organisation.

"With the admission of every new member, the map of the world changes a little and this organisation is one step nearer to the goal of becoming truly the tribune of mankind," he said.

"The relationship between nations is undergoing a healthy change from one of dominance and subservience to that of equality and co-operation. As a consequence, amity is now in the process of replacing strife discord is yielding to beneficent co-operation.

ظفر اللہ کی واضح فتح

دنیا کے امن کے لئے چھوٹے ملکوں کی تشویش پر زور

تمام مسائل پر غیر جانبداری کی یقین دہانی

(ہمارے اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ کے ذریعے)

اقوام متحدہ (نیویارک) 19 ستمبر۔ پاکستان کے چوہدری محمد ظفر اللہ خان گزشتہ رات اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے ان کو 72 ووٹ ملے جبکہ غیر سرکاری طور پر ان کے ووٹوں کی تعداد 76 بتائی گئی ہے۔ چار ووٹ جو مسترد کئے گئے ان پر امیدوار کے نام کی بجائے لفظ ''پاکستان'' لکھا ہوا تھا۔ اس

وجہ سے انکو مسترد کردیا گیا۔ اس بات کی تشہیر نہیں کی گئی۔ ووٹنگ خفیہ ہوئی تھی۔ تاہم مذکورہ بالا بات بالکل درست ہے۔

اس طرح سے سیلون کے پروفیسر ملالاسیکرا کی شکست 38 ووٹوں سے ہوئی جبکہ کل ووٹ 100 تھے۔ ان کے لئے کمیونسٹ ملکوں نے ووٹ ڈالے اور کیوبا اور یوگوسلاویہ، اسرائیل، بھارت، سیلون اور بعض نامعلوم ممالک تھے۔

چوہدری ظفر اللہ کے حمائتیوں میں تمام عرب ممالک شامل تھے جن میں مصر، کئی افریقی ممالک مثلاً گنی، مالی اور غانا (لیوپولڈویل) کانگو وغیرہ بھی تھے۔

مختصر یہ کہ ووٹنگ معمول کی سیاسی وابستگی کی بنیاد پر نہیں ہوئی سوائے کمیونسٹ بلاک کے۔ چوھدری ظفر اللہ کے کئی ایفرو ایشین حمایتی ممالک کو اعتدال پسند مگر بائیں بازو کا رجحان رکھنے والے ممالک کہا جاسکتا ہے اور یہ بطور صدر اسمبلی انکی غیر جانبداری پر اعتبار کی دلیل ہے۔

غیر جانبداری پر زور

طریق کے مطابق انہوں نے اسمبلی ملتوی ہونے کے فوراً بعد ایک پریس کانفرنس بلائی۔ اور چونکہ ہم ہر سال اس تقریب کو دیکھتے ہیں اسلئے ہم جانتے ہیں کہ اسمیں کوئی خاص بات نہیں ہوا کرتی۔ جونہی کوئی نمائندہ اسمبلی کا صدر بنتا ہے وہ اپنے ذاتی خیالات ترک کر دیتا ہے اور ساتھ ہی اپنے ملک کے خیالات کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔

پریس کانفرنس کے سارا وقت چوہدری ظفر اللہ نے تمام مسائل میں اپنی غیر جانبداری پر زور دیا اور اس ضمن میں کسی قسم کے تنازعہ میں پڑنے سے انکار کیا۔ انہوں نے کہا ''صدر اسمبلی تمام اسمبلی کا نمائندہ ہوتا ہے اس کے کسی خاص حصے کا نہیں ہوتا۔''

لیکن جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹے ممالک اپنے اور بڑے بڑے ''جنّوں'' کے درمیان حائل فرق کو دور کرنے کیلئے کچھ کر سکتے ہیں تو انہوں نے مثبت امید کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ میں اس سلسلے میں ان کی فکروں میں شریک ہوں کیونکہ اس سلسلے میں کشیدگی جاری ہے اور اگر یہ کشیدگی ختم ہوجائے تو اس سے صرف بڑی طاقتوں کو ہی فائدہ نہیں پہنچے گا جو اسمیں براہ راست شریک ہیں بلکہ تمام انسانیت کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم تمام اس میں شریک ہوں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔

عہدہ سنبھالنے کے وقت اپنی تقریر میں چوہدری ظفر اللہ نے مسٹر مونگی سلیم کے منصوبے کا ذکر کیا

جس کا مقصد اسمبلی کے کام کی رفتار کو تیز کرنا تھا۔ اسمیں تقاریر کا وقت اور مقررین کی مقدار کم کرنا بھی شامل تھا۔

نئے ممبروں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہر نئے ممبر کی آمد سے دنیا کے نقشے پر تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوتی ہے اور یہ تنظیم عالم انسانیت کا حامی بننے کے مقصد میں ایک قدم اور آگے بڑھ جاتی ہے ۔۔۔آج کے دور میں سب لوگوں میں اس کی خواہش اور کوشش کی جاتی ہے کہ وہ آپس میں آزادی اور امن کی فضا میں زندگی گزاریں۔''

قرآنی حوالوں کا ذکر موجود نہ تھا

چوہدری ظفر اللہ نے اپنی تقریر میں جیسا کہ وہ اکثر کرتے ہیں، قرآن کریم کی متعدد آیات کے حوالے دیئے۔ لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ اطلاعات عامہ کے شعبے نے ایک بھی عربی زبان کے جملے کا حوالہ نہیں دیا جو تقریر میں بیان ہوا ہو۔ حالانکہ ان کے پاس بہترین مترجم موجود ہیں۔ انہوں نے اپنی پریس ریلیز میں تمام قرآنی حوالوں کا ذکر غائب کر دیا اور ہم حیران ہیں کہ ان کو یہ اجازت کس نے دی کہ وہ ایک ایسے نمائندہ کی تقریر کو ایڈیٹ کریں جو اسمبلی کا صدر بھی ہے۔

منگل کا دن چوہدری ظفر اللہ اور پاکستان اور وزیر خارجہ محمد علی کے لئے ایک عظیم دن تھا۔ مسٹر محمد علی نے ظفر اللہ کے منتخب ہونے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

جیسا کہ اکثر اسمبلیوں میں ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی نازک جذباتی موضوع زیر بحث آتا ہے تو مجمع ہنگامہ خیز اور شور وغوغا کرنے والا اور قابو سے باہر ہونے والا بن جاتا ہے۔ لیکن اس بارے میں ہر شخص کو یہ بھی علم تھا کہ چوہدری ظفر اللہ ایک چھا جانے والی شخصیت کے مالک ہیں اور یہ چیز ان کو اس قابل بنا دے گی کہ جب ضرورت محسوس ہو وہ نظم وضبط بحال کر سکیں گے۔

> ووٹ پڑنے کے بعد جب جناب مونگی سلیم نے اتنے بڑے فرق کے ساتھ فتح کا اعلان کیا تو تحسین وآفرین کا شور بلند ہوا حتیٰ کہ بھارتیوں نے بھی تالیاں بجائیں لیکن سیلون کے ملالاسیکرا نے کوئی تالی نہ بجائی حالانکہ ہر شخص نے تسلیم کیا کہ چوہدری ظفر اللہ نے اپنی انتخابی مہم بڑی صفائی اور شائستگی سے چلائی تھی۔

عالمی عدالت کے فیصلوں کے احترام کی ضرورت

رائٹر نے مزید بتایا ہے کہ: چوہدری ظفر اللہ نے آج تنبیہ کی کہ عالمی عدالت انصاف نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی امن قائم رکھنے والی فوج پر اٹھنے والے اخراجات تمام رکن ممالک کی مشترکہ ذمہ داری

ہے،اس پر اگر عمل درآمد نہ کیا گیا تو اس سے عدالت کی فائدہ مند حیثیت کو شدید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ عدالت کا فیصلہ کم از کم اخلاقی طور پر لازمی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

سوویت یونین جس نے کانگو اور مشرق وسطی میں اقوام متحدہ کی امن فوج پر اٹھنے والے اخراجات میں اپنا حصہ ادا کرنے سے انکار کیا ہے اس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ اسمبلی کے موجودہ اجلاس میں عدالت کی مخالفت کی قیادت کرے گا۔مغربی ممالک چاہتے ہیں کہ عالمی ادارہ مشاورتی رائے کی تائید کرے جس کا یہ مطلب ہوگا کہ جن رکن ملکوں کا دو سال سے زیادہ کا بقایا ہوگا ان کا ووٹ کا حق باقی نہیں رہے گا۔

روس کی طرف پہلے ہی سے 50 ملین ڈالر واجب الادا ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ نے شروع میں یہ سوال اٹھایا کہ کیا اسمبلی کو عدالت کی مشاورتی رائے کو زبردستی نافذ کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا کہ ”میں اس پر اپنی رائے نہیں بتاؤں گا۔لیکن میں اس بارے میں آزاد ہوں کہ میری جو بھی رائے ہو اس کو اپنے وقت پر ظاہر کر دوں۔ میں اپنی رائے کی بجائے اپنے محسوسات کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔“

ان سے دریافت کیا گیا کہ ان کے خیال میں جنوبی افریقہ کے خلاف پابندیاں عائد کرنی چاہییں؟ انہوں نے کہا کہ بحیثیت صدر میں کسی ایسے موضوع پر اظہار خیال نہیں کروں گا جو اسمبلی میں زیر بحث آنے والا ہو۔

”میرے انتخاب نے مجھ پر یہ واضح پابندی لگا دی ہے۔ میں اسمبلی کا صدر ہوں اس لئے مجھے ان سوالات پر کوئی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔“

(باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ جنوبی افریقہ بھی ان 72 ممالک میں شامل ہے جنہوں نے صدارت کے انتخاب کے لئے چوہدری ظفر اللہ کی تائید میں ووٹ دیا تھا اور یہ اس کے باوجود ہوا کہ پاک بھارت علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ روا رکھے جانے والا سلوک بڑی دیر سے متنازعہ چلا آرہا ہے۔)

جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا ان کے خیال میں چین کی اقوام متحدہ میں رکنیت کے سوال کو دو تہائی اکثریت کی منظوری سے مشروط کر دینا چاہئے؟ چوہدری ظفر اللہ نے جواب دیا اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ معاملہ کس طرح پیش کیا جاتا ہے اور صورت حال کی نزاکت کس ردّعمل کا تقاضا کرتی ہے۔“

اقوام متحدہ کے پریس کو خراج تحسین

چوہدری ظفر اللہ خاں جو لمبے عرصے سے اقوام متحدہ کے صحافتی نمائندوں کے اچھے دوست رہے

ہیں انہوں نے اپنی پریس کانفرنس کے آغاز میں ہی عالمی ادارے کے ہیڈ کواٹر میں موجود پریس کے اہم کردار کی تائید کی۔

”اگرچہ عالمی ادارے کے چارٹر میں پریس کا ذکر خصوصی طور پر نہیں کیا گیا تاہم میں پریس کو اقوام متحدہ کا ایک اہم آرگن تصور کرتا ہوں۔“ انہوں نے کہا یہ بھی اسی طرح اہم ذمہ داری ادا کرتا ہے جس طرح اقوام متحدہ کے دیگر آرگن اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔“

عہدہ سنبھالنے کی تقریر

اپنا عہدہ سنبھالنے کی تقریر میں چوہدری ظفر اللہ خاں نے اقوام متحدہ کے نمائندگان سے کہا کہ وہ اپنی اس زبردست ذمہ داری کے بوجھ سے اچھی طرح آگاہ ہیں جو نمائندگان کے ان پر اعتماد کے نتیجے میں ان پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے حضور بڑی عاجزی، اخلاص اور دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنی رحمت اور فضل سے نوازے اور اپنی حکمت کاملہ سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں رہنمائی کرے تاکہ میں آپ کے اعتماد پر پورا اتر سکوں۔“

انہوں نے کہا کہ وہ اس کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کو جو اعزاز حاصل ہوا ہے وہ پاکستان اور اس کے عوام کی خدمت میں ایک خراج تحسین کا درجہ رکھتا ہے۔

”پاکستان کوئی بڑی قوت نہیں اور نہ ہی اس کے اپنی سلامتی اور اپنے عوام کی بہتری کے سوا کوئی اور عزائم یا مقاصد ہیں سوائے ان مشترکہ مفادات کے جو ہم سب میں مشترک ہیں مثال کے طور پر ایک ایسی دنیا کی تعبیر جسمیں امن وامان ہو اور جہاں قانون کی بالادستی ہو تاکہ آپس کی فائدہ مندی کے ذریعے دنیا کے ہر علاقے میں بسنے والا انسان آخر کار اس قابل ہو جائے کہ وہ نہ صرف یہ کہ ایک خوشیوں اور امن ومسرت سے بھرپور زندگی گزار سکے بلکہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے چھوڑ کر بھی جائے۔“

انہوں نے کہا کہ کئی سال سے پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتا چلا آ رہا ہے اور اس کی مختلف شقوں کے پیچھے جو اخلاص اور جذبے کی روح ہے اس کا اظہار کرتا رہا ہے۔

اس نے اپنے طرز عمل اور پالیسی کے ذریعے تمام ملکوں اور قوموں کے عوام کے حقوق بلکہ تمام عالم انسانی کے لئے آزادی، وقار اور زندگی گزارنے کا ایک معقول معیار حاصل ہونے کا حق حاصل ہونے کی واضح طور پر تائید کی ہے۔

ان اصولوں اور نظریات کے بارے میں میرے کروڑوں لاکھوں ساتھی انسانوں کی آرزوئیں ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں پر ان کا عکس دیکھیں اور یہ وہ خیالات ہیں جو میری سوچوں کا اس وقت محور بنے ہوئے ہیں جبکہ میں اپنے عہدے کی عظیم ذمہ داری سنبھالنے کیلئے آج کھڑا ہوا ہوں۔

مشکل ایجنڈا

جنرل اسمبلی کے سامنے سال گذشتہ کی طرح ایک لمبا اور مشکل ایجنڈا پیش ہے۔ پچھلے سال کی نسبت اس سال اجلاس کا آغاز نسبتاً سکون واطمینان سے ہوا، اس میں کئی نازک امور زیر بحث ہیں جن میں سے بعض کا تعلق عالم انسانیت اور اس ادارے کی فلاح و بہبود اور اس کے مستقبل کے لئے بہت اہم ہیں۔ ہر نئے رکن کی شمولیت سے دنیا کے نقشے پر ایک چھوٹی سی تبدیلی آتی ہے اور یہ ادارہ دنیا بھر کے لوگوں کی ایک جمہوری تنظیم بننے کے مقصد کی طرف ایک قدم اور اٹھا لیتا ہے۔ قوموں کے درمیان کے تعلقات ایک خوشگوار تبدیلی کے عرصے میں داخل ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے پر تسلط اور طاقت حاصل کرنے کی بجائے برابری اور مساوات کے دور میں آرہے ہیں اور اس کے نتیجے میں اب کشاکش واضطراب کی بجائے خوشگواری اور محبت آرہی ہے اور آپس میں دشمنیوں کی بجائے تعاون کا جذبہ اس کی جگہ لیتا جا رہا ہے۔‘‘

اس سلسلہ میں رائٹر کی حسب ذیل خبر اخبار ’’پاکستان ٹائمز‘‘ (لاہور) نے اپنی 20 ستمبر 1962ء کی اشاعت میں دی۔

U.N. Presidency for Zafrullah

CROWNING ACHIEVEMENT OF DISTINGUISHED CAREER

UNITED NATIONS, (New York), Sept. 19: Ch. Mohammad Zafrullah Khan, yesterday elected President of the General Assembly, holds a post in which he never will have to take part in debate.

As President, he will be an impartial arbiter above the hurly-burly of U.N. politics.

The Assembly Presidency caps a long and

distinguished legal and diplomatic career which has taken Ch. Zafrullah Khan to the League of Nations, the United Nations and as a Judge to the International Court of Justice.

Like former President Truman, the trim, erect veteran Pakistani diplomat favours brisk morning walks. New York's Central Park is his usual "beat" for a half-hour stroll from his Manhattan apartment around 7-30 a.m. He says this keeps him fit.

The new Assembly President is a man of many titles. He was knighted by King George V in the 1930's but since Pakistan became a Republic he has not used the "Sir". He prefers to be addressed as "Chaudhry" a Pakistani honorific bestowed upon landowners. Khan itself is a noble name. He may also be addressed as "Justice" as he was a Judge at the World Court at The Hague for nine years.

His legal career began in 1916 after an education which included King's College, Cambridge.

He was a member of the Viceroy's Executive council in British India from 1935 to 1941, and led the Indian delegation to the League of Nations session in 1939.

He was appointed foreign Minister of Pakistan in 1947 and led his country's delegations to the annual U.N.

General Assembly sessions from that year until 1954, when he was appointed to the World Court.

DECISIVE VICTORY

Ch. Zafrullah Khan scored a decisive victory for the Presidency over Prof. G.P. Malalasekera of Ceylon, who had Soviet and some neutralist support.

As the representative of a member State of the Western alliance, the Pakistani delegate was known to have had strong backing from Britain, the United States and the other Western allies. The election was by secret ballot-Reuter.

”جنرل اسمبلی کا صدارتی انتخاب اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان“

”امتیازی کامرانیوں سے بھرپور زندگی کی انتہائی ارفع کامیابی“

”اقوام متحدہ (نیویارک) 19 ستمبر۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں جنہیں کل اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر منتخب کیا گیا ہے ایک ایسے عہدہ پر متمکن ہوئے ہیں جس کی رو سے وہ کسی بحث میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ صدر کی حیثیت میں آپ اقوام متحدہ کی ہنگامہ خیز سیاست سے بالا رہتے ہوئے ایک غیر جانبدار ثالث کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اسمبلی کی صدارت ایک ایسی شخصیت کے حصہ میں آئی ہے جس کی قانونی اور مدبرانہ زندگی اور امتیازی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ریکارڈ بہت شاندار ہے۔ قانونی اور مدبرانہ زندگی کی یہی کامیابیاں اور کامرانیاں تھیں جو چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو لیگ آف نیشنز اور پھر اقوام متحدہ میں پہنچانے کا موجب بنیں اور آپ عالمی عدالت میں بھی جج کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

سابق صدر ٹرومین کی طرح پاکستان کے یہ پابندِ وضع مستعد اور آزمودہ کار مدبر صبح کی فرحت افزا سیر کے بہت دلدادہ ہیں نیویارک کے ”سنٹرل پارک“ میں صبح ساڑھے سات بجے کے قریب نصف گھنٹہ سیر کرنا آپ کا روزانہ کا معمول ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ صبح کی یہ سیر آپ کو مستعد رکھنے میں بہت ممد ثابت ہوتی ہے۔

اسمبلی کے نئے صدر بہت سے خطابات کے حامل ہیں 1930ء یا اس کے معاً بعد کے زمانے میں شاہ جارج پنجم آنجہانی نے آپ کو ”سر“ کا خطاب عطا کیا تھا۔ لیکن جب سے پاکستان جمہوریہ بنا ہے۔ آپ

نے اس خطاب کو کبھی استعمال نہیں کیا۔ آپ ''چوہدری'' کہلانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ ایک تکریمی لفظ ہے جو پاکستان میں زمینداروں کو مخاطب کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ''خان'' کا لفظ بھی اپنی ذات میں عزت اور تکریم پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کو جسٹس کے خطاب سے بھی مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آپ عالمی عدالت انصاف ہیگ کے نو سال تک جج رہے ہیں۔

زمانہ تعلیم کے بعد جس میں کنگز کالج کیمبرج میں حصول تعلیم کا زمانہ بھی شامل ہے۔ آپ کی قانونی زندگی کا آغاز 1916ء میں ہوا۔ برطانوی ہند میں آپ 1935ء سے 1941ء تک وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن رہے اور اسی دوران میں آپ نے لیگ آف نیشنز کے اجلاس منعقدہ 1939ء میں ہندوستانی وفد کی قیادت کا فرض ادا کیا۔ 1947ء میں آپ پاکستان کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے اور اس وقت سے لے کر 1954ء تک آپ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاسوں میں اپنے ملک کے وفود کی قیادت کرتے رہے۔ 1954ء میں آپ عالمی عدالت انصاف کے جج مقرر ہوئے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جنرل اسمبلی کے صدارتی انتخاب میں سیلون کے جی۔ پی۔ ملالاسکیرا کے بالمقابل فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ پروفیسر سیکرا کو روس اور بعض غیر جانبدار ممالک کی حمایت حاصل تھی۔ ''مغربی اتحاد'' کے ایک ممبر ملک کے نمائندے کی حیثیت سے پاکستانی مندوب کے متعلق پہلے ہی سے یہ گمان تھا کہ اسے برطانیہ، امریکہ اور دوسرے مغربی اتحادیوں کی پرزور حمایت حاصل ہے۔ صدارتی انتخاب خفیہ بیلٹ کے ذریعے ہوا۔

امریکی پریس کا ردّ عمل

اس انتخاب پر امریکی پریس کا ردّ عمل بہت خوشگوار تھا اور ھیرلڈ ٹریبیون اور ٹائمز جیسے مقتدر اخبارات نے حضرت چودھری صاحب کو اس موقعہ پر خراج تحسین ادا کیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

PRESS TRIBUTES TO ZAFRULLAH

Impartiality stressed

NEW YORK Sept. 19: The New York 'Herald Tribnue' said today that in electing Ch. Mohammad Zafrullah Khan of Pakistan as President of the General Assebmly, the United Nations had chosen "an outstanding

veteran diplomat".

The newspaper said in an editorial: "The election of Sir Mohammad Zafrullah Khan as President may not please all 104 members states, but it certainly pleased a great majority of them.

"In Zafrullah Khan, the General Assembly has an outstanding veteran diplomat whose service to the cause of better international relations goes all the way back to the League of Nations. And he can be relied upon to administer his one-year term of office with impartiality to all members, including those of the Soviet bloc."

'TIMES TRIBUTE'

The United Nations correspondent of the 'Times' today paid a warm tribute to the gifts of Ch. Zafrullah Khan.

After describing him as a tolerant person with a flair for human relations the 'Times' correspondent added: "As President of the Assembly he may be relied upon to handle contentious issues with his judical flair.

"Outside its sittings he will doubtless continue to exercise his other gifts as a 'raconteur' and conversationalist.

"A modest man, he has been heard to remark that he has succeeded in life far beyond his deserts: his many friends would hardly agree with this." - Reuter.[132]

ظفر اللہ خاں کو پریس کا خراج تحسین

غیر جانبداری پر زور

نیویارک 19 ستمبر۔ نیویارک ہیرالڈ ٹربیون نے آج یہاں لکھا ہے کہ پاکستان کے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو جنرل اسمبلی کا صدر منتخب کر کے اقوام متحدہ نے ''ایک غیر معمولی محترم سفارت کار'' کا انتخاب کیا ہے۔

اخبار نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے ''صدر کی حیثیت سے سر محمد ظفر اللہ خان کے انتخاب سے تمام 104 ممالک تو شاید خوش نہ ہوئے ہوں لیکن یقینی طور پر اس سے بہت بھاری اکثریت کو خوشی ہوئی ہے۔''

''ظفر اللہ خان کی صورت میں جنرل اسمبلی کو ایک ایسا غیر معمولی محترم سفارت کار میسر آیا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کی بہتری کے لئے جس کی خدمات کا دائرہ ماضی میں لیگ آف نیشنز تک وسیع ہے اور اس بارے میں ان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ ان کی صدارت کے ایک سال کے دوران تمام رکن ممالک سے جس میں سوویت بلاک بھی شامل ہے۔ غیر جانبداری کا سلوک کیا جائے گا۔''

ٹائمنز کا خراج تحسین

''ٹائمنز'' کے اقوام متحدہ کے نامہ نگار نے چوہدری ظفر اللہ خان کی خصوصیات کو نہایت گرمجوشی سے خراج تحسین پیش کیا۔

یہ بیان کرنے کے بعد وہ ایک نہایت متحمل مزاج شخص ہیں جن کو انسانی تعلقات کی بھی مہارت حاصل ہے۔ ٹائمنز کے نمائندے نے لکھا کہ اسمبلی کے صدر کے طور پر اس بات کا یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ متنازعہ معاملات سے اپنی قانونی مہارت کے ساتھ نپٹ لیں گے۔

اسمبلی کے اجلاسوں کے باہر ان کے بارے میں بلاشک وشبہ یہ یقین ہے کہ وہ اپنی خوبصورت گفتگو اور بذلہ سنجی کی خوبیوں کا استعمال جاری رکھیں گے۔

وہ ایک منکسر المزاج شخص ہیں ان کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان کو زندگی میں جس قدر بھی کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں وہ ان کے استحقاق سے بہت زیادہ ہیں، ان کے بہت سے دوست ان کی اس بات سے اتفاق نہیں کریں گے۔'' (رائٹر) 133

ظفر اللہ نے زبردست کام کر دکھایا

سٹیونسن کی طرف سے بھرپور خراج تحسین

اقوام متحدہ، 22 دسمبر۔ اقوام متحدہ میں امریکی وفد کے سربراہ مسٹر ایڈی ایل سٹیونسن نے گزشتہ

روز جنرل اسمبلی کے صدر چوہدری محمد ظفر اللہ خان (پاکستان) کو جنرل اسمبلی کی کارروائی چلانے پر خراج تحسین پیش کیا، اسمبلی کا اجلاس کل صبح ختم ہو گیا۔

مسٹر سٹیونسن نے کہا کہ ہماری رائے میں ''انہوں نے پارلیمانی مہارت سمجھ داری اور مروّت کی صلاحیتوں کے استعمال کی مثال قائم کر دکھائی ہے۔'' (رائٹر) [134]

پاکستانی پریس کا اظہار مسرت

پاکستان کے مقتدر پریس نے اس انتخاب پر بہت مسرت کا اظہار کیا چنانچہ ملک کے مشہور اور قدیم انگریزی روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اپنی 21 ستمبر 1962ء کی اشاعت میں حسب ذیل اداریہ مقالہ لکھا:-

HONOUR TO PAKISTAN

Chaudhry Zafrullah Khan's election as President of the UN General Assembly is an honour as much to his person as to Pakistan. It is a measure of the recognition by UN members of his varied experience in national and international fields that he has been voted to the high office by an overwhelming majority. At no stage was his success in doubt. All the same, an interesting aspect of the contest was the extraordinary interest taken in it by India, of course against Chaudhry Sahib, and, for that matter, against Pakistan. New Delhi could certainly not have forgotten how unreserved was Pakistan's support to its nominee for this very post nine years ago. For very valid reasons Pakistan could work against Mrs. Pandit's candidature for the Presidentship of the General Assembly but she not only did not work against her but cast her own vote in her favour. But, as it is, India carried

her whims and prejudices to an arena which, to be true to its salt, should be singularly free from them. In expecting her to support a Pakistani's candidature this country did not expect that India would do a good turn in return for this country's good turn to her in 1953 but that she would shed irrational prejudices and take a wider view of men and matters at a forum wich should be above all narrow-mindedness. India's conduct comes as no surprise to Pakistan; indeed this very approach is responsible for the continuing deadlock over Kashmir in the United Nations.

In several respects Pakistan should be eminently suited to preside over a body like the UN General Assembly. Her support for the aims and ideals of the United Nations has been spontaneous and unqualified. She has been a most dedicated upholder of the right of self-determination for peoples everywhere. For fifteen long years she has waged almost a lonely but resolute, fight for the liberation of Kashmir in terms of the Security Counsil resolution. Although the provocation to give up the policy of peace has for long been the greatest yet Pakistan has refused to succumb to it. Her nationals can, therefore, be relied upon to serve the best interest of the world body. We are confident that Chaudhry Zafrullah would measure up to world's expectations.

(ترجمہ) چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر منتخب ہونا جس قدر آپ کی اپنی ذات کے لئے عزت افزائی کا موجب ہے اسی قدر یہ امر پاکستان کے لئے بھی ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس منصب جلیلہ پر چوہدری صاحب موصوف کو بہت بھاری اکثریت سے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ گویا ممبران اقوام متحدہ کی طرف سے ایک رنگ میں اعتراف ہے اس گونا گوں اور مختلف النوع تجربہ کا جو آپ کو قومی اور بین الاقوامی دونوں میدان میں حاصل ہے۔

کسی مرحلہ پر بھی آپ کی کامیابی مشتبہ نہ تھی بایں ہمہ اس مقابلہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ بھارت نے اس میں غیر معمولی دلچسپی لی اور لی بھی چوہدری صاحب کے خلاف چوہدری صاحب کی مخالفت کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اس معاملہ میں پاکستان کی مخالفت کی۔ بھارتی حکومت کو یقیناً یاد ہوگا کہ آج سے نو سال قبل پاکستان نے کس کھلے دل کے ساتھ اسی منصب کے لئے بھارت کے نامزد امیدوار کی حمایت کی تھی بڑی جائز اور معقول وجوہات کی بناء پر اُس وقت پاکستان جنرل اسمبلی کے صدارتی انتخاب میں مسز پنڈت کی مخالفت کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے نہ صرف یہ کہ کوئی مخالفت نہیں کہ بلکہ خود اپنا ووٹ بھی اس کے حق میں ڈالا واقعہ یہی ہے کہ بھارت نے اس موقع پر اپنی من مانی خواہشات اور تعصّبات کو ایک ایسی انجمن تک پہنچانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جسے اس قسم کے تعصّبات سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ جہاں تک اس معاملے میں بھارت سے حمایت کی توقع رکھنے کا سوال تھا پاکستان کو یہ توقع نہ تھی کہ بھارت 1953ء میں اس کے ساتھ کی گئی مروّت کے جواب میں مروّت کا کوئی ثبوت دے گا۔ لیکن اس قیاس کی گنجائش موجود تھی کہ شاید وہ تنگ دلانہ تعصّبات کو ترک کر کے ایک ایسے مقام اجتماع میں جسے ہر قسم کی تنگ دلی سے بالا رکھنا ضروری ہے افراد اور معاملات کا جائزہ لینے میں وسعت نظری کا ثبوت دے۔ بہر حال بھارت کا طرز عمل پاکستان کے لئے نہ خلاف توقع ہے اور نہ کسی تعصب یا اچنبہ کا باعث یقیناً بھارت کی یہی وہ روش ہے جو اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ پر نہ ختم ہونے والے تعطل کی ذمہ دار ہے۔

کئی اعتبار سے پاکستان واضح اور نمایاں طور پر اس امر کا زیادہ اہل اور سزاوار ہے کہ اسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی جیسے ادارے میں صدارت کے منصب پر فائز ہونے کا اعزاز

دیا جائے۔ وہ ہمیشہ ہی اقوام متحدہ کے مقاصد اور مطمع ہائے نظر کی بے لوث اور بے ساختہ حمایت کرتا رہا ہے اور ہر علاقے کی اقوام کے حق خود اختیاری کی علمبرداری کا فرض ادا کرنا اس کا نمایاں امتیاز رہا ہے۔ پندرہ سال کی طویل مدت تک اس نے حفاظتی کونسل کی قراردادوں کی روشنی میں کشمیر کی آزادی کے لئے تن تنہا لیکن بڑے عزم و ہمت کے ساتھ جدوجہد جاری رکھی ہے۔ ہر چند کہ پاکستان کو امن پسند روش ترک کرنے پر مجبور کرنے کی انتہائی درجہ کی اشتعال انگیزی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی پھر بھی پاکستان نے ہمیشہ اس اشتعال انگیزی کا اثر قبول کرنے سے انکار ہی کیا۔ اندریں حالات اس کے شہری بدرجہ اولیٰ اس امر کے مستحق ہیں کہ اس عالمی ادارے کے بہترین مفادات کی حفاظت اور خدمت بجالانے کے تعلق میں ان پر اعتماد کیا جائے۔

ہمیں پورا وثوق ہے کہ دنیا نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب سے جو توقعات وابستہ کی ہیں آپ انہیں یقیناً پورا کر دکھائیں گے۔

افریشیائی اقوام کی برتری جنرل اسمبلی کے نئے اجلاس کا ایک امتیازی پہلو تھا۔ اسمبلی ہال کے ڈائس پر ایشیا کی تین شخصیتیں رونق افروز تھیں ان میں اسمبلی کے سیکرٹری جنرل اوتھانٹ (U.THANT) صدر اسمبلی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور اقوام متحدہ کی کابینہ کے سربراہ سی۔ وی۔ نار اسمن (C.V.Narismhan) شامل تھے۔ 135 اسمبلی کے اجلاس کی پہلی کارروائی روانڈا اور برونڈی، جمیکا اور ٹرینی ڈاڈ، ٹوباگو کو اقوام متحدہ کی رکنیت عطا کرنا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اقوام متحدہ میں افریشیائی ممالک کی تعداد 53 ہوگئی۔ حضرت چودھری صاحب نے نئے ارکان کا پُر جوش خیر مقدم کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ یوگنڈا کو اجلاس کے دوران اقوام متحدہ کا رکن بنالیا جائے گا آپ نے فرمایا کہ یہ امر انتہائی طمانیت اور مسرت کا موجب ہے کہ الجزائر کے بہادر نڈر عوام کی آزمائش ختم ہوگئی ہے اور وہ بھی ہمارے درمیان اپنی جگہ سنبھالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے نئے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اقوام کے درمیان تعلق میں ایک صحت مند تبدیلی رونما ہو رہی ہے اور اب تسلط اور محکومیت کی جگہ مساوات اور تعاون لے رہا ہے۔ 136

اقوام متحدہ میں الجزائر کی رکنیت سے حضرت چوہدری صاحب کو خاص طور پر مسرت ہوئی۔ الجزائر کے صدر احمد بن بیلا نے اس موقعہ پر جو استقبالیہ تقریب منعقد کی اسے حضرت چوہدری صاحب کے نام سے منسوب کیا اور چوہدری محمد علی بوگرا سے (جو وزیر خارجہ پاکستان کی حیثیت سے نیویارک میں موجود تھے اور

اس دعوت میں شامل تھے) دوستانہ شکوہ کیا کہ شمالی افریقہ کے اسلامی ممالک لیبیا، تونس، الجزائر، مراکش کی جدوجہد آزادی میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے نمایاں حصہ لیا ہے وہ ہم سب کو بہت عزیز ہیں اور ہم سب کی بڑی خواہش ہے کہ وہ ہمارے ہاں آئیں لیکن ابھی تک رضامند نہیں ہوئے۔ چوہدری محمد علی بوگرا نے صدر بن بیلا کا شکوہ بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ کیوں تشریف نہیں لے جاتے آپ نے فرمایا ''میں حکومت پاکستان کا ملازم ہوں حکومت کے ارشاد کے بغیر یہاں سے ہل نہیں سکتا۔'' انہوں نے کہا اسکا انتظام ہو جائے گا چنانچہ اگلے سال آپ نے ان اسلامی ممالک کا بھی دورہ کیا جس سے ان ممالک کے پاکستان سے روابط ورواسم پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئے۔ 137

ایوانِ اسمبلی کے صدارتی پلیٹ فارم کے عقب میں ایک چھوٹا سا کمرہ اگرچہ صدر اسمبلی کے عارضی استعمال کیلئے ہے مگر اُس کا اصل دفتر ایک وسیع کمرے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ کی 38 ویں منزل پر ہے۔ آپ کے انتخاب پر آپ کو یہ کمرہ دکھایا گیا کہ اجلاس میں آنے سے پہلے اپنا دفتری کام بھی یہاں کیا کریں اور ارکان اور افسران عملہ سے ملاقاتیں بھی مگر آپ نے فرمایا کہ ''میں تو ایک سادہ طبع آدمی ہوں ان تکلفات کا عادی نہیں نہ ان کی ضرورت کا قائل ہوں۔ مزید براں اراکین ممالک کے مندوبین سے الگ تھلگ ہو کر اس بلند برج میں بیٹھ جانے سے تو مجھے اُن کے ساتھ تبادلہ خیالات کے مواقع میسر نہ آئیں گے اور میں اُن کے تاثرات سے آگاہ نہ ہو سکوں گا میں تو جیسے پہلے اسمبلی میں آتا ہوں ویسے ہی آیا کروں گا اور اپنے دفتری کام کے لئے ایوان اجلاس کے عقب والا چھوٹا کمرہ استعمال کروں گا کہ وہ میری ضروریات کے لئے کافی ہے اور میرے ملنے والوں کو بھی اس میں سہولت رہے گی میرے ساتھ پانچ منٹ کی گفتگو کے لئے انہیں دس منٹ سیکریٹریٹ کی اڑتیسویں منزل تک اور مزید گفتگو کے بعد مزید دس منٹ وہاں سے اُتر کر اسمبلی میں پہنچنے کے لئے صرف کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔ ایوان اجلاس کے عقب والے کمرے میں وہ بلا تکلف بلا اطلاع میرے وہاں موجود ہونے کے اوقات میں جس وقت چاہیں مجھ سے مل سکتے ہیں۔ عملے کے افسران سے بھی وہیں مشورہ ہو جایا کرے گا وہ بھی خواہ مخواہ کی زحمت سے بچ جایا کریں گے۔ 138

چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ جس سے ملاقاتیوں کو غیر معمولی سہولت رہی اور آپ کے زمانہ صدارت کے دوران اڑتیسواں منزل والا شاندار دفتر غیر مستعمل رہا۔

صدر پاکستان کا خراج تحسین

26 ستمبر 1962ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے جنرل اسمبلی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

’’حضرات کرام و معزز نمائندگان اسمبلی! پاکستان کے لئے یہ امر موجب امتنان و تفاخر ہے کہ اقوام عالم کی جلیل القدر اسمبلی نے پاکستان کے ممتاز و مخلص باشندوں میں سے ایک ممتاز ترین شہری کو جنرل اسمبلی کا صدر منتخب کر کے ایک خصوصی اعزاز بخشا ہے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ روائتی غیر جانبداری، مدبرانہ صلاحیت اور غیر معمولی احساس فرض کے اوصاف (جن کی وجہ سے آپ پہلے ہی بہت نیک شہرت کے مالک ہیں) اپنے اہم فرائض کی ادائیگی میں آپ کے لئے مشعل راہ ثابت ہونگے۔[139]

ایجنڈا کے مراحل کی خوش اسلوبی سے تکمیل

جنرل اسمبلی کے ابتدائی دو اجلاسوں میں ایجنڈا کی ترتیب اور تقسیم کی کارروائی کے اہم امور تھے جو خلاف توقع نہایت پرسکون اور پُر وقار ماحول میں مکمل ہوئے حالانکہ اس مرحلہ پر ہنگامہ آرائی کے سے منظر دیکھنے میں آتے تھے۔ چنانچہ مشہور عالم ہفت روزہ میگزین ٹائم (TIME) نے اپنی 28 ستمبر 1962ء کی اشاعت میں لکھا:-

(ترجمہ) عالمی سیاسی مدبرین اس امر سے خائف تھے کہ جنرل اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں پھر جوتیوں میں دال بٹے گی مگر اسمبلی کے نئے پاکستانی مسجّع داڑھی والے صدر جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے پچھلے ہفتہ ثابت کر دیا کہ وہ اسمبلی میں کسی قسم کی بدتمیزی کو یا غیر آئینی کارروائی کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔

روسی نمائندوں نے جب کہا کہ جنرل کمیٹی جس کے چودھری صاحب موصوف چیئرمین ہیں اپنی ساکھ کھو رہی ہے۔ تو جناب چودھری صاحب نے کمال سکون سے فوراً جواب دیا کہ کمیٹی اپنے وقار کی خود محافظ ہے اور اپنے وقار کی حفاظت کرنے کی بخوبی طاقت بھی رکھتی ہے۔

چودھری صاحب موصوف ایک قابل ترین قانون دان اور عالمی سیاسی مدبر ہیں۔ آپ ٹھنڈے دل اور دماغ کے مالک ہیں۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاسی ارتقاء اور انتہاء پسند تحریکوں کے دور سے گزرا ہے۔ مگر آپ ہمیشہ افراط اور تفریط سے بچ کر میانہ روی کی پالیسی کے علمبردار رہے ہیں۔ آپ انتہائی شائستہ اور باوقار شخصیت ہیں۔ یہاں تک کہ انتہائی گرما گرم بحث کے دوران بھی لغو اور بیہودہ زور خطابت کے مقابلہ میں نکتہ رس عقلی دلائل کو ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں اقوام متحدہ میں آپ کے بدترین مخالف ہندوستان کے رسوائے عالم آتش بیان کرشنا مینن کے ساتھ کئی دفعہ آپ کی جھڑپیں ہوئی ہیں۔ ظفر اللہ خاں آزادیٔ ہند کے اوّلین علمبرداروں میں سے ہیں مگر آپ نے جذبات کی رَو میں بہہ کر اندھادھند جدوجہد کو کبھی اپنا شعار نہیں بنایا اور

نہ ہی پنڈت نہرو کی طرح جیلوں میں نظر بند رہے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اس بات کو ترجیح دی کہ حکومت برطانیہ کے ساتھ ایک معقول تدریجی سیاسی آزادی کا معاہدہ کیا جائے جس کے نتیجہ میں ان پر طعن بھی کیا گیا۔

ظفر اللہ خاں کمیونسٹوں کے سخت مخالف ہیں اور اکثر پرائیویٹ مجالس میں امریکہ پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں کہ امریکہ اپنے مضبوط حلیف پاکستان کے مقابلہ میں ناقابل اعتبار اور غیر ذمہ دار ممالک کی امداد زیادہ کرتا ہے۔ آپ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ نہ سگرٹ پیتے ہیں۔ نہ شراب، جونہی آپ نے کرسی صدارت سنبھالی آپ نے اپنی اہم ذمہ داریوں کے بوجھ کو محسوس کرتے ہوئے عربی زبان میں یہ دعا مانگی

رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقھوا قولی۔ 140

ایجنڈا کے ترتیب پا جانے کے بعد اسمبلی کے باقاعدہ اجلاس شروع ہوئے۔ قبل ازیں یہ رسم پڑ گئی تھی کہ مندوبین اسمبلی کی عمارت میں تو پہنچ جاتے لیکن ایوان اجلاس میں آنے کی بجائے ایوان مندوبین میں بیٹھے تمبا کو نوشی وغیرہ کے شغل میں مصروف رہتے یا ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت صرف کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صدر اسمبلی کے لئے انتظار کا وقفہ سولھویں سالانہ اجلاس تک قریباً چالیس منٹ تک پہنچ گیا۔ صبح کے اجلاس کا اعلان شدہ وقت تو ساڑھے دس بجے کا تھا لیکن اجلاس کی کارروائی گیارہ بجے کے بعد شروع ہوتی تھی۔ حضرت چودھری صاحب نے ابتدا ہی سے مقررہ وقت پر کارروائی شروع کرنے کی شاندار روایت قائم فرمائی۔ جب مندوبین نے دیکھا کہ آپ پابندی وقت پر مصر ہیں تو رفتہ رفتہ انہوں نے بھی باقاعدہ وقت پر شامل اجلاس ہونا شروع کر دیا۔ اس سالانہ اجلاس کے دوران جب پہلے دن بارش ہوئی تو حاضری معمول سے کم تھی مگر اس کے باوجود آپ نے اجلاس کی کارروائی شروع کر دی اور سہ پہر کے اجلاس کے اختتام پر مندوبین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

> ''آج صبح کے اجلاس کے شروع میں بارش کی وجہ سے حاضری توقع سے کم تھی اب موسم خزاں کی طرف بڑھ رہا ہے بارش، برف اور تیز ہواؤں کا سامنا ہوگا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اجلاس کی کارروائی دیر سے شروع ہو ایسے موسم میں وقت پر پہنچنے کے لئے آپ اپنے دولت کدوں یا اپنے دفاتر سے ذرا جلد ہی روانہ ہو جایا کریں۔ آپ نے ازراہ کرم ایک ستّر سالہ بوڑھے کو اسمبلی کا خادم اوّل منتخب کیا ہے جیسے آپ اس سے بجا توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو مستعدی سے سرانجام دے ویسے ہی وہ آپ جیسے چُست نوجوانوں سے بجا توقع رکھتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ میں صبح ساڑھے سات بجے اپنے پاکستانی دفتر میں پہنچ جاتا ہوں اور وہاں سے سوا دس بجے یہاں صدر کے کمرے

میں پہنچ جاتا ہوں۔ جو امر میرے لئے آسان ہے وہ آپ سب کے لئے آسان تر ہونا چاہیئے۔‘‘

حضرت چودھری صاحب نے یہ بات بے تکلفانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہی اور مندوبین نے بھی ہنستے ہنستے سنی۔ لیکن اس کے بعد وہ ایسے پابند اوقات ہوئے کہ آپ کو اس کے دُہرانے کی ضرورت پھر کبھی پیش نہیں آئی۔141

پیشتر ازیں جنرل اسمبلی میں ضابطے کے سوالوں پر بڑی گرما گرم بحثیں ہوتی تھیں اور پہلے سالوں میں تو ہر اجلاس میں صبح شام تین چار بلکہ اس سے بھی زیادہ دفعہ ایسے سوال اٹھائے جانے کا معمول ہو گیا تھا۔ اس سے ایک تو پروگرام میں حرج واقع ہوتا دوسرے زیادہ ضابطے کے سوالوں کا اٹھایا جانا صدر اسمبلی کی کارکردگی پر اعتراض سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت چودھری صاحب کے دور صدارت کی یہ منفرد اور مثالی خصوصیت ہمیشہ یادگار رہے گی کہ سترھویں اجلاس کے دوران کسی مندوب کو ضابطے کا سوال اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔142

آپ نے ارکان اسمبلی کی سہولت کے لئے کمیٹیوں کے صدروں کو یہ قیمتی مشورہ دیا کہ وہ اپنے اپنے ایجنڈوں کی ہفتہ وار تقسیم کے نقشے تیار کر لیں اور جب دیکھیں کہ کسی ہفتے میں کام کی رفتار سست پڑ رہی ہے۔ تو کمیٹی کو توجہ دلا دیں اور کہہ دیں کہ ہفتے کا کام ختم کرنے کی خاطر کمیٹی کے اجلاس شام کو بھی مقرر کرنا ہوں گے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے بہت فائدہ ہوا اور بہت کم شام کے اجلاس کرنے پڑے۔ اسمبلی کا آخری اجلاس تو شام کو رکھنا لازم ہوتا ہے اور نصف شب تک چلتا ہے لیکن آپ کے عہد صدارت میں نہ تو ہفتے کی صبح کو کوئی اجلاس کرنا پڑا اور نہ کسی شام کو۔ اس طریق سے مندوبین کو بھی بہت سہولت رہی اور انہیں ایجنڈے کے مسائل پر غور اور مشورہ کرنے اور متفرق امور کی طرف توجہ کرنے کے مواقع متواتر میسر آتے رہے۔143

اسمبلی کا دستور ہے کہ ہر دوسری جمعرات کے دن صدر اسمبلی اقوام متحدہ میں کام کرنے والے پریس کے نمائندگان میں سے پندرہ بیس نمائندگان کی دوپہر کے کھانے پر دعوت کرتا ہے دوسری طرف پریس کے نمائندگان ہر سیشن کے دوران میں ایک بار صدر کے اعزاز میں شام کے کھانے پر ایک جشن منعقد کرتے ہیں جس میں کھانے کے بعد موسیقی اور ناچ اور تماشا ہوتا ہے۔ یہ تقریب رات دو بجے تک جاری رہتی ہے۔ حضرت چودھری صاحب سے اقوام متحدہ کے صحافیوں کی انجمن کے صدر نے دریافت کیا کہ کیا فلاں شام اس جشن کے لئے موزوں رہے گا۔ آپ نے پیغام دیا کہ مجھے اس تقریب کیلئے کوئی شام بھی موزوں نظر نہیں آتی جس پر صدر صاحب خود ملاقات کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں بتایا کہ ’’اس تقریب کا

ہر پہلو مغربی تہذیب اور معاشرے کی تصویر ہے جس کی طرف میری طبیعت کو کچھ بھی رغبت نہیں بلکہ ایسی تقریبوں میں ہونے والے بعض اشغال سے میری طبیعت منغّص ہوتی ہے اور گو میں خود ان میں شرکت نہ کروں پھر بھی وہ میری طبیعت پر گراں ہوں گے لہذا کیا ضرورت ہے کہ میں ایک رات کا آرام ایسی تقریب کی خاطر قربان کروں اور اپنی عادات اور عبادات کے اوقات میں اس کے نتیجے میں خلل اور بے قاعدگی پیدا کروں۔''

صدر صاحب نے عرض کی آپ شام کے کھانے کی دعوتوں میں تو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''جاتا ہوں لیکن دس بجے سے چند منٹ قبل اجازت لے کر چلا آتا ہوں'' صدر نے کہا کہ اچھا پھر ہم بھی ایسا ہی انتظام کر لیں گے کھانا ختم ہوتے ہی میں آپ کا جام صحت تجویز کروں گا اور آپ اس کا جواب دے کر بے شک چلے آئیں۔ حضرت چودھری صاحب نے تجویز منظور کر لی اور فرمایا ''اس صورت میں مَیں بڑی خوشی سے شامل ہوں گا۔''

آپ اپنے فرائض کی بجاآوری میں اپنی جدوجہد کو نقطہ کمال تک پہنچا دینے کے قائل تھے اور انتظامی اور اصولی امور کو بڑی گہری نظر سے دیکھتے اور اس بارے میں جزئیات کی حد تک نگرانی کرتے تھے۔ ایک روز اسمبلی پہنچنے پر آپ نے ایجنڈا پر سرسری نظر ڈالی تو احساس ہوا کہ جو ایجنڈا آپ نے طے کیا تھا اس میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک وفد کی طرف سے کسی دقّت کی بناء پر ایک تبدیلی کی خواہش کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا مجھ سے کیوں نہ ذکر کیا گیا؟ متعلقہ افسر نے بتایا کہ رات کے گیارہ بج چکے تھے آپ جلد سو جاتے ہیں ساتھ ہی یقین تھا کہ اگر آپ تک اُن کی خواہش پہنچائی جائے تو آپ ضرور اُسے منظور فرمالیں گے۔ آپ نے فرمایا ''یہ تو درست ہے اور جو تبدیلی ہوئی اس پر مجھے اعتراض نہیں لیکن اصولاً یہ طریق صحیح نہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ میں جلد سو جاتا ہوں اور آپ صاحبان کو دیر تک کام کرنا پڑتا ہے جس کی میں بہت قدر کرتا ہوں لیکن رات کو ٹیلیفون میرے بستر کے پاس ہی ہوتا ہے جب ضرورت ہو آپ بلا تکلف رات کو کسی ساعت میں میرے ساتھ بات کر سکتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کبھی میرے آرام میں مخل نہیں ہوں گے نہ میری آواز میں نیند کا اثر محسوس کریں گے اور بات ختم ہونے کے نصف منٹ کے اندر میں پھر گہری نیند سو رہا ہوں گا۔''[144]

حضرت چودھری صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں اعلان کیا تھا کہ آپ غیر جانبداری کی پالیسی کو پیش نظر رکھیں گے۔ آپ نے اپنے اس عہد کو ایسی عمدگی، قابلیت اور احسن طریق سے نبھایا۔ روس اور مشرقی یورپین ممالک جنہوں نے آپ کے خلاف پروفیسر ملا لاسیکرا کو ووٹ ڈالے تھے وہ بھی آپ کے گرویدہ ہو گئے[145] اور ابتدائے اجلاس سے آخر تک آپ سے بھرپور تعاون کرتے رہے۔ روسی مشن متعینہ

اقوام متحدہ کے سربراہ سفیر زورین بڑی پُر وقار شخصیت تھے۔ جب کبھی انہیں اسمبلی کی عمارت کے اندر آپ سے ملاقات کا موقعہ ملتا وہ بڑے تپاک سے مصافحہ کرتے اور آپ کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر ''ہمارے محترم صدر۔ ہمارے غیر جانبدار صدر'' کے الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا کرتے تھے 146 ایک بار وہ روس کے وزیر خارجہ گرومیکو (Andrei Gromy Ko) کے ساتھ آپ کے کمرے میں بھی آئے اور انہوں نے گفتگو کے دوران روس آنے کی دعوت دی۔ کچھ دن بعد سفیر زورین پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ وزیر خارجہ ماسکو واپس چلے گئے ہیں اور جاتے ہوئے مجھے تاکید کر گئے ہیں کہ آپ کو ان کی دعوت کی یاددہانی کرادوں چنانچہ اگلے سال جون 1963ء میں آپ روس تشریف لے گئے اور لیننن گراڈ، ماسکو، تاشقند اور سمرقند کی سیر کی۔ اس دوران مسٹر خروشیف سے بھی ملاقات ہوئی۔ وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو نے آپ کے اعزاز میں دعوت طعام دی جس میں نائب وزیر خارجہ سابق سفیر زورین بھی شامل تھے۔ مسٹر زورین قیام ماسکو کے دوران آپ کے ساتھ بہت محبت اور تواضع کا سلوک کرتے رہے۔ 147

نومبر 1962ء میں حضرت چودھری صاحب مسٹر اینڈر یو کوری کی دعوت پر واشنگٹن تشریف لے گئے اور سینئر ڈپلومیٹس کے سیمینار میں لیکچر دیا۔ امریکی وفد متعینہ اقوام متحدہ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا کہ صدر اسمبلی اپنی صدارت کے دوران اگر واشنگٹن جائے تو وہ صدر ریاستہائے متحدہ سے ضرور ملاقات کرتا ہے۔ چنانچہ واشنگٹن جانے پر آپ کی صدر کینیڈی سے وائٹ ہاؤس میں ملاقات ہوئی وہ بڑی بے تکلفی سے پیش آئے۔ مختلف امور پر گفتگو ہوئی جن میں قضیہ کشمیر بھی تھا۔ 148

الغرض اللہ تعالیٰ نے کس شان کے ساتھ اپنے پیارے بندے کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور قدم قدم پر تائید ونصرت فرمائی۔ مگر رب کریم کی قدرت نمائی اور معجزانہ شان کا ظہور جس رنگ میں سترھویں اجلاس کے اختتام پر ہوا اُس نے پریس اور عالمی اسمبلی کے مندوبین کو سچ مچ ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر چہ جنرل کمیٹی ایجنڈا مرتب کرنے کے ساتھ ہی سیشن کے ختم ہونے کی تاریخ بھی تجویز کرتی ہے۔ جو 21-22 دسمبر یا اس کے قریب قریب ہوتی ہے۔ لیکن بحث اتنی طول کھینچ جاتی کہ مجوزہ تاریخ پر اجلاس ختم نہ ہوسکتا اور کرسمس کی تعطیلات کے لئے ملتوی ہو کر جنوری میں جاری رہتا۔ لیکن حضرت چودھری صاحب کے دور صدارت کے آخری ہفتے سے پہلے ہی دو ایک کمیٹیوں نے اپنا ایجنڈا ختم کر کے اپنا کام مکمل کر لیا پھر آخری ہفتے کے وسط تک بعض اور کمیٹیوں کا کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ جس پر پریس کے نمائندگان میں کچھ ہلچل شروع ہوگئی کہ شاید سیشن اس دفعہ مقررہ تاریخ (22 دسمبر) تک ختم ہو جائے۔ کام کی رفتار سے تو اندازہ ہونا چاہیے تھا کہ 22 دسمبر تک اسمبلی اپنا ایجنڈا ختم کر کے کام پورا کر لے گی۔ لیکن یہ ایسی

اچھنبے کی بات معلوم ہوتی تھی کہ کسی کو اس پر اعتماد نہیں تھا۔ اسی اثناء میں 21 دسمبر کا دن آ گیا۔ اس دن کے ایجنڈے پر آخری اندراج ''اعلان صدر در بارہ تکمیل اجلاس'' کے الفاظ میں تھا۔ پریس اور مندوبین دونوں حیران رہ گئے کہ یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ سب کا اندازہ تھا کہ گو اجلاس ختم ہونے کو ہے لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مجوزہ تاریخ سے ایک روز قبل آج ہی ختم ہو جائے مجوزہ تاریخ کی نصف شب تک ضرور چلے گا۔ مگر دنیا بھر کے چوٹی کے سب سیاسی نمائندوں اور صحافیوں کے اندازے یکسر غلط ثابت ہوئے اور سترھواں اجلاس اسی روز نہایت کامیابی کیساتھ اختتام پذیر ہو گیا جس سے جنرل اسمبلی کی تاریخ میں ایک نیا عالمی ریکارڈ قائم ہوا اور ہر طرف خوشی اور مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔

ایجنڈا ختم ہوا تو الوداعی تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا اسوقت ماحول نہایت سنجیدہ اور پُر اطمینان تھا۔ منتخب مندوبین نے نہایت محبت و اخلاص اور عقیدت بھرے الفاظ میں حضرت چودھری صاحب کو خراج تحسین ادا کیا۔ پروفیسر ملالاسیکرا نے بھی نہایت تعریفی کلمات میں آپ کی خدمات کو سراہا۔ اگرچہ سارے اشتراکی ممالک کی طرف سے بلغاریہ کے مندوب مناسب الفاظ میں اظہار کر چکے تھے۔ لیکن روسی سفیر زورین اس پر مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے روس اور اشتراکی ممالک کی طرف آپ کی عظیم الشان خدمات اور بالخصوص آپ کی غیر جانبداری کی دل کھول کر تعریف کی۔

اسمبلی کی کارروائی کا کامیابی سے اختتام

حضرت چودھری صاحب اس اختتامی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

''میرا ارادہ اپنے الفاظ کو مندوبین اور عملے کے تعاون کے شکریہ تک محدود رکھنے کا تھا لیکن ایوان کا ماحول کچھ زائد کا متقاضی تھا میں نے خوشحال اور تنگ حال ممالک کے درمیان اقتصادی تفاوت کی طرف توجہ دلا کر اس بڑھتی ہوئی خلیج کو پاٹنے کی شدید ضرورت پر زور دیا۔ میری آواز ہجوم جذبات کی وجہ سے نرم اور دبی ہوئی تھی شاید اس وجہ سے اور بھی توجہ سے سنی گئی۔ ایوان میں کامل خاموشی تھی۔ لیکن جب میں نے آخری الفاظ اپنے رفقاء کو خدا حافظ کہہ کر تقریر کو ختم کیا تو بالکل ایسا معلوم ہوا جیسے کسی طوفانی سمندر کا بند ٹوٹ گیا ہے اور مندوبین کا ایک جمگھٹا صدارت کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گیا۔ بعض افریقی اور ایشیائی مندوبین نے مجھے معانقے سے نوازا اور بہت سوں نے شکریہ اور آفرین کے الفاظ کہے۔ میں کچھ کہنے کے قابل نہ تھا لیکن دل بار بار پکار رہا تھا سجدت لک روحی و جنانی. سجدت لک روحی و جنانی۔'' 149

نمائندہ ''پاکستان ٹائمنز'' کی خصوصی رپورٹ

نیویارک ''پاکستان ٹائمنز'' کے وقائع نگار خصوصی نے حسب ذیل رپورٹ ارسال کی:-

U.N. Assembly adjourns before due date

DELEGATES PAY GLOWING TRIBUTES TO ZAFRULLAH

From Our U.N. Special Correspondent.

UNITED NATIONS: Dec. 21: The assembly adjourned one day before its target date, thus breaking all records in the Assemblies history.

The record is more remarkable since the United Nations has doubled its membership and with 110 loquacious members this year. We certainly expected to need more than the usual three months required when we were only 55. The merit belongs entirely to Ch. Zafrullah, and to him alone.

By doing this he has also proved that it is not necessary to take drastic measures to "streamline" the Assembly's work, such as those proposed by many delegates and experts. Among these measures there were even suggestions to begin the Assebmly in August, which would have ruined the vacations of all the children of United Nations people as well as them, by forcing them to return to New York when it is hottest and most humid.

All it took to end at the prescribed time was discipline and the courage to impose it. There was a lot of grumbling, especially because Ch. Zafrullah began his gavel and began his meeting at exactly the announced time, whether there was quorum or not. After a few doses of this medicine delegates were at their desk on time. When meetings of the plenary session had to be adjourned because the delegates were not ready, Ch. Zafrullah told them bluntly that if they were not ready they should give up their receptions and dinners and do their home-work or else return after January to finish the work. He would not prolong the debates beyond Friday, the 21st at 6 p.m. (the entire Secretariat Christmas vacations would have been disorganized, if we had to work on Saturday or Monday).

Incidently, by doing this and adhering so strictly to rules Ch. Zafrullah saved the United Nations a petty penny; according to estimates of Secretariat given to the Fifth Committee, one week of Assembly plenary meeting and of one single committee meeting cost exactly 42,000 dollars. Last Years second part of the Assembly with only the fourth commitee and The Plenary in session lasting seven weeks, cost 4,00,000 dollars. This money-saving which is a corollary of Ch. Zafrullah's iron discipline is one of its most important if less noticed aspects.

In a special interview with this correspondent about this Assembly, Ch. Zafrullah said how greatful he was for co-operation he received from all the delegations, adding: "I did not have to make one ruling." This was indeed remarkable. There is not one President of Assembly who did not have to make rulings now and then, in the course of three months, and these rulings are challenged some times. At other times, I have been seen Presidents become completely and inextricably entwined in beautiful procedural snarls and spend hours trying to get of them. But, with Ch. Zafrullah nothing like this ever happened.

After completing all the agenda work it is customary for delegate to pay tributes to their President, but this custom too was more than customary on Thursday night. The extraordinary praise lavished on Ch. Zafrullah was sincere and reserved, and it began graciously with a speech be Ceylon's Mr. Malalasekera, who had lost the presidency to Ch. Zafrullah in September, and who spoke on behalf of Asian neutral countries - Indonesia, Burma etc. But, India's name was absent from his list. Other followed speaking on behalf of group of countries. The most unusual tributes were two from eastern-Europe - Bulgaria, who spoke for entire group, praised Ch. Zafrullah for simultaneously exerting discipline and giving full freedom of expression to everybody. The Soviet

delegate came to the rostrum, although Bulgaria had spoken on his behalf too, and gave Ch. Zafrullah an other round of compliments. Finally Ch. Zafrullah gave short address which moved every body, in which he spoke of the under-developed countries and their needs. Then he gave a particular praise to the Secretariat and its help, in a manner more impressive than perfunctory compliments usually paid to these dedicated workers.

It was indeed Ch. Zafrullah's finest hour, but what he does not know is what the Secretariat people kept telling me these last few days, and the more emphatically as closing time approached; "They should make him Assembly President for life."[150]

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی کارروائی وقت مقررہ سے پہلے ختم ہوگئی

نمائندگان کی طرف سے ظفراللہ کو سنہری الفاظ میں خراج عقیدت

(اقوام متحدہ میں ہمارے خصوصی نمائندہ سے)

اقوام متحدہ: 21 دسمبر۔ جنرل اسمبلی کی کارروائی اپنے مقررہ وقت سے ایک دن پہلے ختم ہوگئی اور اس طرح اسمبلی کی تاریخ میں پہلے سب ریکارڈ ٹوٹ گئے۔

یہ ریکارڈ اس لحاظ سے بھی زیادہ شاندار ہے کیونکہ آجکل اقوام متحدہ کے اراکین ممالک کی تعداد ماضی کے مقابلے میں دگنی ہوچکی ہے اور اس سال اس کے اراکین میں کل 110 باتونی اراکین شامل ہیں۔ ہمیں یقیناً یہ توقع تھی کہ کارروائی ختم کرنے کیلئے معمول کے تین مہینوں سے زیادہ وقت لگے گا کیونکہ یہ وقت اس وقت مقرر کیا گیا تھا جب اقوام متحدہ کے اراکین کی کل تعداد صرف 55 تھی اور یہ سہرا صرف اور صرف چودھری ظفراللہ کے سر بندھتا ہے اور کسی کے نہیں۔

یہ کام کر کے انہوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جنرل اسمبلی کی کارروائی کو پٹڑی پر چڑھائے رکھنے کیلئے بہت بڑے اقدامات کئے جائیں جیسا کہ بعض نمائندگان اور ماہرین نے

انہیں مشورہ بھی دیا تھا۔ ان غیر معمولی اقدامات میں یہ بھی شامل تھا کہ اسمبلی کی کارروائی اگست سے شروع کر دی جائے۔ ایسا کرنے سے اقوام متحدہ سے منسلکہ تمام لوگوں اور ان کے بچوں کی چھٹیاں برباد ہو کر رہ جاتیں کیونکہ ان کو اس پر مجبور کیا جاتا کہ وہ ایسے دنوں میں نیویارک واپس پہنچ جائیں جبکہ شدید گرمی اور مرطوب آب و ہوا کے دن ہوتے ہیں۔

وقت مقررہ میں کام ختم کرنا اس لئے ممکن ہو گیا کہ ڈسپلن کا خیال رکھا گیا اور اس کو نافذ کرنے کی جرأت موجود تھی۔ اس پر خاصا شور شرابا ہوا اور اسکی وجہ خاص طور پر یہ تھی کہ چودھری ظفر اللہ اپنا اجلاس اور دیگر کام عین وقت مقررہ پر شروع کر دیتے تھے چاہے اس وقت کورم ہوتا یا نہ ہوتا۔ اس دوائی کی چند خوراکوں کے بعد ہی نمائندگان وقتِ مقررہ پر اپنی نشستوں پر نظر آنے لگے۔ جب مکمل اجلاسوں کی کارروائی اس لئے ملتوی کرنی پڑی کہ نمائندگان تیار نہ ہوتے تھے تو چودھری ظفر اللہ نے ان کو صاف صاف کہہ دیا کہ اگر وہ تیار نہ ہو سکیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اپنے استقبالیے اور ڈنر ترک کر دیں اور اس کی بجائے اپنا ہوم ورک مکمل کریں بصورت دیگر انہیں جنوری کے بعد آنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بحث کو جمعہ 21 تاریخ شام چھ بجے سے زیادہ طویل نہیں ہونے دینگے۔ (اگر ہم نے ہفتہ اور سوموار کو بھی کام کیا تو سارے سیکریٹریٹ کی کرسمس کی چھٹیاں متاثر ہو جائیں گی)

اتفاق سے یہ بھی ہوا کہ ایسا کرنے سے اور قواعد پر پوری طرح عمل کرنے سے چودھری ظفر اللہ نے اقوام متحدہ کی خاصی رقم بچالی۔ پانچویں کمیٹی کو سیکریٹریٹ نے جو تخمینہ فراہم کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسمبلی کے ایک ہفتے کے مکمل اجلاس اور صرف ایک کمیٹی کی میٹنگ پر پورے بیالیس ہزار ڈالر خرچ ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں اسمبلی کے دوسرے حصے میں جسمیں صرف چوتھی کمیٹی کا اجلاس اور مکمل اجلاس منعقد ہوئے اور جو سات ہفتے جاری رہے 4 لاکھ ڈالر خرچ ہوئے۔ رقم میں یہ کفایت جو کہ چودھری ظفر اللہ کے آہنی نظم وضبط کا ایک نتیجہ تھا۔ اس معاملے کے اہم ترین پہلوؤں میں سے ایک تھا اگرچہ اس بات کی طرف کم توجہ ہوئی ہے۔

اس نمائندے کے ساتھ ایک خصوصی انٹرویو میں اس اسمبلی کے بارے میں چوھدری ظفر اللہ نے کہا کہ مجھے تمام نمائندگان کی طرف سے جو تعاون ملا ہے اس پر میں ان سب کا بے حد مشکور ہوں انہوں نے مزید کہا کہ ’’مجھے ایک بھی رولنگ نہیں دینی پڑی۔‘‘ یقینی طور پر یہ ایک زبردست بات ہے۔ اس اسمبلی کا کوئی ایک بھی صدر ایسا نہیں گزرا جس کو آئے دن رولنگ نہ دینا پڑتی ہوں اور بعض اوقات ان رولنگ کو چیلنج بھی کر دیا جاتا تھا۔ دیگر صدر صاحبان کے وقت میں مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ:-

’’وہ ضابطے کی خوبصورت پیچیدگیوں میں اس بری طرح پھنس جاتے تھے کہ وہ اس سے رہائی کیلئے کئی کئی گھنٹے صرف کیا کرتے تھے۔لیکن چوہدری ظفر اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کبھی پیش نہیں آیا۔

ایجنڈے کا تمام کام ختم کرنے کے بعد یہ دستور ہے کہ نمائندگان اپنے صدر کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن جمعرات کی رات کو یہ رسم معمول کی رسم سے بہت بڑھ کر تھی۔ چوہدری ظفر اللہ کی جو غیر معمولی تعریف کی گئی وہ اخلاص اور احترام پر مبنی تھی اور یہ تقریب سیلون کے مسٹر ملالاسیکرا کی تقریر سے نہایت خوشگوار انداز میں شروع ہوئی۔ یاد رہے کہ یہ صاحب چودھری ظفر اللہ کے مقابل پر گزشتہ ستمبر میں صدارت کا الیکشن ہار چکے ہیں وہ ایشیا کے غیر جانبدار ملکوں انڈونیشیا ء برما وغیرہ کی طرف سے بول رہے تھے۔لیکن ان کی فہرست میں بھارت کا نام شامل نہیں تھا۔اس کے بعد دیگر ممالک کے نمائندگان کی تقاریر ہوئیں۔ بہت غیر معمولی خراج تحسین دو مشرقی یورپی ممالک کی طرف سے تھا اوّل بلغاریہ جو تمام گروپ کی طرف سے بولا۔ اس نے چودھری ظفر اللہ کی تعریف کرتے ہوئے انکی بیک وقت دو خوبیوں کی تعریف کی کہ ایک طرف تو انہوں نے ڈسپلن برقرار رکھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہر کسی کو رائے کے اظہار کی پوری آزادی اور مہلت بھی دی روسی نمائندہ بھی تقریر کرنے اٹھا حالانکہ اس کے گروپ کی طرف سے بلغاریہ تقریر کر چکا تھا۔اس نے چودھری ظفر اللہ خاں کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔آخر میں چودھری ظفر اللہ نے مختصر خطاب کیا جس نے ہر شخص کو گہرا متاثر کیا۔ اس تقریر میں انہوں نے پسماندہ ممالک اور ان کی مشکلات کا ذکر کیا۔اس کے بعد انہوں نے سیکرٹیریٹ کا شکریہ ادا کیا۔ان کا خطاب ان مخلص کارکنوں کو دیئے جانے والے رسمی شکریہ سے زیادہ متاثر کُن تھا۔

یقیناً یہ چودھری ظفر اللہ خاں کا بہترین وقت تھا۔لیکن جو بات وہ نہیں جانتے وہ یہ ہے کہ سیکرٹیریٹ کے لوگ ان آخری چند ایام میں مجھے بار بار کہتے رہے اور جوں جوں آخری وقت آتا گیا ان کے اصرار میں شدت بڑھتی گئی ان کا کہنا تھا کہ ’’ان کو اسمبلی کا تاحیات صدر بنا دینا چاہیے۔‘‘ 151

وسیع پیمانہ پر لٹریچر کی اشاعت

مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کا مرکز میں مراسلہ موصول ہوا کہ جماعت کے خلاف دوبارہ فتنہ کھڑا کیا جا رہا ہے۔اس فتنہ کے سَدّ باب کے لئے نظارت اصلاح وارشاد نے ایک مفصل سکیم تیار کی۔ نیز مشرقی اور مغربی پاکستان میں وسیع پیمانے پر موثر لٹریچر کی اشاعت کی۔ چنانچہ نظارت کی مطبوعہ رپورٹ سے حسب ذیل تفصیلات کا پتہ چلتا ہے:-

الف:-اس فتنہ کے انسداد کے سلسلہ میں عوام کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل عناوین پر رسائل اور پمفلٹ شائع کئے گئے۔

1:- مودودی صاحب کے رسالہ ''ختم نبوت'' کا جواب علمی تبصرہ کے عنوان پر مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل کا تحریر کردہ ۹۰۰۰ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے ملک کے طول وعرض میں پھیلایا گیا۔اس کا بنگالی میں ترجمہ کر کے مشرقی پاکستان میں ۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

2:- محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کا تحریر کردہ جواب بھی ''القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین'' ۱۰۰۰ کی تعداد میں نظارت کی طرف سے شائع کیا گیا۔

3:- خاتم النبیین کا عدیم المثال پمفلٹ ۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

4:- خاتم النبیین اور بزرگان امت کے عنوان سے ایک پمفلٹ ۱۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔

5:- مکتوب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جس میں ختم نبوت کے متعلق جماعت کا نظریہ بیان کیا گیا تھا۔سولہ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

6:- ''جماعت احمدیہ کے عقائد'' جس میں مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ضروری وضاحت بھی کی گئی ہے ۵۰ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

علاوہ ازیں مولانا جلال الدین شمس صاحب کی تقریر جلسہ سالانہ ''جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ'' کتابی صورت میں ۱۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں چھپ رہی ہے۔گویا اس فتنہ کے ازالہ کے لئے (۱۱۶۰۰۰) ایک لاکھ سولہ ہزار کتب، رسائل اور پمفلٹ شائع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

(ب) حکام بالا تک مخالفین کی غیر مناسب اور فتنہ انگیزی پر مشتمل کارروائیوں کی اطلاع پہنچائی جاتی رہی اور بعض جگہ ان کے متعلق حکام نے ضروری کارروائی بھی کی۔

(ج) حکام بالا سے ملاقاتیں کی گئیں اور اس فتنہ کے مالہ وماعلیہ اور خطرناک نتائج جس سے ملک کا امن وامان خطرہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے ان سے اس کا ذکر کیا گیا۔

(د) بعض ملکی وعلاقائی اخبارات کے ذریعہ بھی اس فتنہ کے ازالہ کے لئے مختلف طریق پر مناسب کوشش کی گئی۔

(ر) حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا بیان ومکتوب بمعہ متعلقہ امور کی وضاحت کے پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا جو حکام بالا۔ پولیس کے افسران۔ پارلیمنٹ کے ممبران اور وزراء تک پہنچایا گیا۔

(ز) نظارت اصلاح وارشاد نے بعض دیگر مساعی کو بھی عملی جامہ پہنایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نظارت اس فتنہ کوفرو کرنے میں پوری فرض شناسی سے مصروفِ عمل رہی۔ 152

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا سالانہ اجتماع سے آخری افتتاحی خطاب

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع (19-20-21 اکتوبر 1962ء) کی افتتاحی تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ارشاد فرمائی۔ آپ کی طبیعت ناساز تھی اس لئے کرسی پر بیٹھ کر آپ نے خطاب کیا۔ جو آپ کی زندگی کا خدام احمدیت کے سالانہ اجتماع سے آخری پبلک خطاب تھا۔ جس کے بعض اہم حصےّ ذیل میں ریکارڈ کئے جاتے ہیں۔

''آپ لوگوں میں سے کافی تعداد ایسے نوجوانوں کی ہوگی جو ابھی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ انہیں اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا ہونا چاہیے کہ تعلیم پانے کا زمانہ صرف درس گاہوں کی چاردیواری تک محدود ہے۔ حق یہ ہے کہ درس گاہیں تو صرف علم کے دروازے تک پہنچاتی ہیں۔ اس کے آگے علم کا ایک بہت وسیع میدان ہے۔ ایسا وسیع جس کی کوئی حد و انتہاء نہیں۔ اس میدان میں انسان سکول اور کالج سے فارغ ہونے کے بعد خود اپنی کوشش اور اپنی آنکھوں اور کانوں کو کھلا رکھنے کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے۔ پس درس گاہوں سے فارغ ہونے کے بعد بھی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھو۔ اور ضرور جاری رکھو کیونکہ یہ وہ علم ہے جو درس گاہوں میں حاصل ہونیوالے علم سے بہت زیادہ وزن رکھتا ہے۔ ہمارے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت سے علم کے آسمان پر پہنچا دیا مگر پھر بھی آپ کی یہی پکار رہی کہ رب زدنی علما. رب زدنی علماً' یعنی خدایا مجھے اور علم عطا کر۔ مجھے اور علم عطا کر۔''

''دینی علوم کے حصول کے لئے آپ لوگوں کے واسطے تین نہایت قیمتی خزانے موجود ہیں۔ ایک قرآن مجید ہے۔ جو خدا کا کلام ہے اور اس کے علوم میں اتنی وسعت ہے کہ قیامت تک کے لئے اور دنیا کی ساری قوموں کے لئے وہ تمام ضروری علوم کا خزانہ اور سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ پس اسے سیکھو اور اس کے ساتھ محبت پیدا کرو۔ ایسی محبت جس کی نظیر نہ ہو۔ پھر حدیث ہے جو حضرت خاتم النبیین ﷺ کے مبارک اقوال کا مجموعہ ہے اور وہ بھی بیش بہا علوم پر مشتمل ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح مکہ کے صحراء میں

پیدا ہونے والے ایک امّی نے علوم کے دریا بہا دئے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور ملفوظات ہیں جو ایک عمدہ اسفنج کے ٹکڑے کی طرح علم کے شہد سے بھرپور ہیں۔ اور ان میں اس زمانے کی بیماریوں کا مکمل علاج ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتب اور خطبات ہیں جنہیں پڑھ کر غیر متعصب دشمن بھی عش عش کر اٹھتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ علم تو ایسی چیز ہے کہ جہاں بھی کوئی حکمت اور دانائی کی بات ملے اور اس میں کوئی دھوکہ یا ملمع سازی کا پہلو پوشیدہ نہ ہو تو اُسے بھی شوق کے ساتھ قبول کرنا چاہیے۔ ہمارے آقا حضرت سرور کائنات (فداہ نفسی) کا کتنا پیارا قول ہے کہ **کلمة الحکمة ضالة المومن اخذها حیث وجدها** ۔ ''یعنی حکمت اور دانائی کی بات مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ اُسے چاہیئے کہ جہاں بھی ایسی بات پائے اُسے لے لے۔''

''اس تعلق میں مَیں صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو بھی یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو وہ پاکستان کے ہر ضلع میں خدام الاحمدیہ کے انتظام کے ماتحت دینی کتب کا سال وار یا ششماہی امتحان لیا کریں جس میں قرآن مجید اور حدیث اور کتب سلسلہ میں سے مناسب نصاب مقرر کیا جائے اور ملک کے مختلف حصوں میں سوالات کے پرچے بھجوا کر امتحان کا انتظام کیا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ سوائے کسی جائز عذر کے کوئی خادم اس امتحان سے باہر نہ رہے تاکہ خدام کے علم میں بھی ترقی ہو اور یہ علم خدا کے فضل سے ان کے عمل میں بھی اصلاح اور ترقی کا باعث بن جائے۔ اور ترغیب وتحریص کی غرض سے اس امتحان میں اوّل دوم اور سوم آنیوالوں کے لئے مناسب انعامات مقرر کئے جائیں جو سالانہ اجتماع کے وقت دئے جائیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کے سرسری طور پر نہیں بلکہ اگر اچھی طرح سوچے سمجھے پروگرام کے ماتحت ایسے امتحانوں اور ان کے نصابوں کا انتظام کیا جائے تو نہ صرف نوجوانوں میں علم کا شوق ترقی کریگا بلکہ ان کی قوتِ عملیہ میں بھی خدا کے فضل سے بہت اضافہ ہوگا۔ اور ضمنی طور پر عربی سیکھنے کی طرف بھی کسی قدر توجہ پیدا ہو گی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کے مطابق تمام زمانوں کی ماں ہے اور اسی لئے قرآن مجید کو جو ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے آیا ہے عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔''

''مجھے یہ خوشی ہے کہ اس سال ملک کے مختلف مقامات میں خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام

نہایت کامیاب تربیتی اجتماعات ہوئے ہیں جن میں خدام نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا ہے اور خدا کے فضل سے انصار اس خدمت میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کے رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تربیتی اجتماع کئی لحاظ سے بہت مفید اور کامیاب ہوئے ہیں۔ یعنی اوّل تو ان کے ذریعہ نوجوانوں میں تنظیم اور اخلاص اور سلسلہ کے ساتھ محبت کی روح نے ترقی کی۔ دوسرے شرکت کرنیوالے خدام کی معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ اور تیسرے جو غیر از جماعت اصحاب ایسے اجتماعوں میں شریک ہوئے انہوں نے بھی خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر لیا۔۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اس قسم کے اجتماع ہر ضلع میں منعقد ہوا کریں۔ اور ان میں علماء کی تقریروں کے علاوہ خود سمجھدار خدام کی بھی تقریریں ہوں اور کچھ تلاوت اور دلپذیر نظموں اور دوسرے دلچسپ کاموں کو بھی شامل کیا جایا کرے۔ قوّالی تو ہرگز پسندیدہ چیز نہیں اور اس سے ہمارے عزیزوں کو اجتناب کرنا چاہیئے لیکن خالقِ فطرت نے اچھی آواز میں ایک خاص اثر رکھا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے قرآن مجید کی تلاوت یا کچھ اشعار سنے تو اس کی دلکش آواز سے خوش ہو کر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں لحن داوٗدی سے حصہ ملا ہے۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کیونکہ روایتوں میں لکھا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام خوبصورت آواز کے بہت ماہر اور بہت شوقین تھے۔ مگر ضروری ہے کہ ہر بچہ یا ہر نوجوان جس سے کسی اجتماع میں تلاوت یا نظم خوانی کروانی ہو اُس سے کوئی سمجھدار انسان علیحدہ بیٹھ کر اجتماع سے قبل تلاوت اور نظم خوانی سُن لے اور اگر کوئی غلطی ہو تو اُس کی اصلاح کر دے تا کہ جلسہ میں بے لطفی نہ پیدا ہو اور ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت بھی ہوتی جائے۔''

''تقریر اور تحریر کے مقابلے تو خدام الاحمدیہ کے اجتماعوں میں ہوتے ہی ہیں ان پر آئندہ خصوصیت سے زیادہ زور دینا چاہیے۔ تا کہ خدا چاہے تو ہمارے ہر بچہ کا حجاب دُور ہو جائے اور اُسے تقریر اور تحریر میں ایسی مشق پیدا ہو جائے جس کے نتیجہ میں انسان دوسروں کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ **انّ من البیان لسحراً** ''یعنی بعض بیان ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں جادو کی تاثیر ہوتی ہے۔'' یہی جادو ہر خدام کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے۔ بے شک مختلف انسانوں میں فطرت کی طاقتوں کے لحاظ سے طبعاً فرق ہوتا ہے مگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے کوشش ہونی چاہیئے کہ جن نوجوانوں میں

زبان اور قلم کا جو ہر موجود ہو اُن میں مسلسل مشق کے ذریعہ ایک غیر معمولی کشش اور جلاء پیدا کر دیا جائے۔مَیں نے گذشتہ سال بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرّب صحابی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی میں یہ دونوں جو ہر بدرجہ اتم موجود تھے۔ان کی تقریر بھی سحر تھی اور ان کی تحریر بھی سحر تھی۔اور انسان ان کی تحریر پڑھ کر اور تقریر سن کر یوں محسوس کرتا تھا کہ اس کے اندر کسی غیبی بیٹری کے ذریعہ بجلی بھری جارہی ہے اکثر اوقات ان کی تلاوت سن کر رستہ میں گذرتے ہوئے کئی غیر مسلم بھی رُک کر سننے لگ جاتے تھے۔یہی ملکہ خدا کے فضل سے ہمارے خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں موجود ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دیکر پھر جماعت کو یہ موقع عطا فرمائے کہ وہ آپ کی مسحور کرنیوالی تقریریں سُن سکیں۔آمین یا ارحم الراحمین)''

''بالآخر میں اپنے عزیز نوجوانوں کو ان کی ذاتی تربیت اور اخلاقی درستی کے متعلق بھی ایک فقرہ کہہ کر اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں جہاں تک میں نے قرآن مجید اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کا مطالعہ کیا ہے انسان کی ذاتی نیکی اور ذاتی اخلاق کا خلاصہ تین باتوں میں آجاتا ہے۔اوّل یہ کہ اس کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ ذاتی تعلق اور رابطہ پیدا ہو جائے اور وہ اپنے خدا کو سچ مچ پہچان لے اور اس کے ساتھ اِس طرح لپٹا رہے۔اس غرض کے لئے نمازوں کی پابندی اور نمازوں میں خشوع وخضوع کیساتھ دعاؤں کی عادت پیدا کرنا کامیابی کی کلید ہے۔نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدا کے سامنے کھڑے ہو۔خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔اور تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔اور اس سے دعا اس رنگ میں کرو کہ گویا ہمیں جو کچھ ملنا ہے اسی دربار سے ملنا ہے۔آنحضرت ﷺ کا یہ کتنا پیارا قول ہے کہ **الدعا مخ العبادة** ''یعنی دعا نماز کے اندر کا گودا ہے۔'' جس طرح ایک ہڈی گودے کے بغیر غذا کے لحاظ سے ایک ناکارہ چیز ہوتی ہے اِسی طرح نماز بھی دعا کے بغیر چنداں حقیقت نہیں رکھتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس نظام کیساتھ تم لوگ پروئے گئے ہو یعنی جماعت احمدیہ کا الٰہی نظام جو دنیا میں نیکی کو ترقی دینے اور اسلام کو غالب کرنے کے لئے خدا کی طرف سے پیدا کیا گیا ہے۔اس کی اعانت اور مدد کے لئے ضرور اپنی حیثیت کے مطابق اپنی آمدنی میں سے یا اگر تم طالب علم ہو تو اپنے جیب خرچ میں سے چندہ دیتے رہو۔جو شخص احمدی ہونے

کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر اسلام کی اعانت میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتا وہ اپنے دعویٰ میں جُھوٹا اور خدا کے سامنے جواب دہ ہوگا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اپنے اندر سچ بولنے کی عادت اور اپنے اعمال میں دیانتداری کی روح پیدا کرو۔ یہ دونوں اخلاق انسان کا بہترین زیور ہیں۔ اور ایسا انسان خواہ امیر ہو یا غریب۔ کمزور ہو یا طاقتور اس کی گردن کسی شخص کے سامنے اور کسی مجلس میں نیچی نہیں ہوسکتی۔ پس ہمیشہ سچ بولو اور صداقت کو اپنا وطیرہ بناؤ اور ہمیشہ دیانتدار رہو۔ اور کسی سے دھوکہ نہ کرو اور خیانت سے یوں بھاگو جیسے کہ ایک ہوش مند انسان زہریلے سانپ سے بھاگتا ہے۔ بس یہی میری نصیحت ہے اور اسی پَر میں اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ۔ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء‘‘ [153]

حضرت مصلح موعود کا پیغام خدام الاحمدیہ کے نام

اس اجتماع کے مقدس ترین لمحات وہ تھے جب دوسرے روز 20 اکتوبر کو پونے دو بجے دوپہر کے قریب سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس نے خدام کو اطلاع دی کہ

’’گذشتہ سالوں میں یہ امر ہمارے لئے درد اور ملال کا موجب رہا ہے کہ ہم پہلے کی طرح اپنے اجتماع میں حضور کے روح پرور خطابات سے مستفیض نہیں ہوسکے ہر خادم اپنی اس محرومی کو بشدّت محسوس کرتا ہے۔ اس دفعہ حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ حضور خدام کے نام کوئی پیغام ریکارڈ کروادیں۔ حضور نے از راہ شفقت ہماری یہ درخواست منظور فرمائی اور ایک مختصر سا پیغام ریکارڈ کرادیا۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ چند فقرے ہمارے لئے نہایت قیمتی نصائح پر مشتمل ہیں۔ حضور کا یہ پیغام ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ ابھی سنایا جائیگا۔‘‘

اس اعلان پر ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مقام اجتماع سبحان اللہ اور جزاکم اللہ کی دھیمی لیکن بے ساختہ آوازوں سے یکدم گونج اٹھا اور چشم زدن میں جملہ خدام ہمہ تن گوش ہوکر اس حال میں حضور کا پیغام سننے کے لئے تیار ہوگئے کہ ان پر

خشوع ،خضوع اور رقّت کا عالم طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ حضور کی صحت یابی کے لئے زیرلب نہایت درجہ درد وسوز میں ڈوبی ہوئی دعائیں کرنے میں مصروف تھے۔

محویت اور استغراق کے اس عالم میں جملہ خدام نے محبت وعقیدت اور گہرے اشتیاق کے جذبات کے ساتھ اپنی جان سے پیارے آقا کا حسب ذیل روح پرور پیغام سنا:-

”اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

خدام الاحمدیہ!! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپ اسلام اور احمدیت کے خدام ہیں۔اس لئے آپ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔آپ کو اپنے اخلاق وغیرہ ایسے بنانے چاہییں کہ بجائے خادم بننے کے آپ دنیا کے مخدوم بن جائیں۔دنیا حق کی متلاشی ہے۔تبلیغ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔آپ کو چاہیے کہ اسلام کی تبلیغ میں لگے رہیں تا کہ رسول کریم ﷺ کی امت ساری دنیا میں پھیل جائے اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مقدس مرکز قادیان ہمیں جلد واپس دلا دے۔“

سیدنا حضرت مصلح موعود کا یہ اہم پیغام یکے بعد دیگرے تین مرتبہ سنایا گیا۔ پیغام کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے (جو اجلاس میں صدارت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے) حضور کی صحت یابی کے لئے ایک مختصر لیکن نہایت درد انگیز اجتماعی دعا کروائی۔ جملہ خدام پر حضور کا روح پرور پیغام سن کر پہلے ہی سوز وگداز اور رقّت کی کیفیت طاری تھی۔دعا کے لئے ہاتھ اٹھنے کی دیر تھی کہ سارا مقامِ اجتماع چشم زدن میں دلوں کی گہرائی سے نکلی ہوئی آہ و پکار اور چیخوں اور سسکیوں کی دردناک آوازوں سے تڑپ اٹھا اور گویا میدان حشر کا نظارہ پیش کرنے لگا۔ 154

خدام الاحمدیہ کے ہال کا سنگ بنیاد

خدام الاحمدیہ کے اس اکیسویں سالانہ اجتماع کی ایک اور اہم خصوصیت یہ تھی کہ اسی روز پانچ بجے شام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے دست مبارک سے مجلس کے ایک وسیع وعریض ہال کا سنگ بنیاد رکھا۔اس بابرکت تقریب میں پاکستان کی مجالس کے دو ہزار نمائندگان کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارکان مجلس انصار اللہ نے بھی شرکت فرمائی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمایا آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے خدام الاحمدیہ کے ہال کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ جہاں یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے وہاں اس میں فکر وعمل کی دعوت کا بھی کچھ کم سامان نہیں ہے۔ ہر ترقی جہاں خوشی کا موجب ہوا کرتی ہے وہاں اس کے ساتھ بعض نئی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ بڑی بڑی عمارتیں اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں اصل چیز وہ دل، وہ نیت، وہ روح ہے جس کے تحت کوئی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ عمارتیں اور سامان اس وقت بابرکت ہوتے ہیں جب وہ اصل مقصد کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس ہال کو بھی اس رنگ میں بابرکت فرمائے کہ یہ اس مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنے جس مقصد کے پیش نظر ہم اسے تعمیر کر رہے ہیں۔

آپ کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حاضرین کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مجھے خوشی ہے کہ مجھ کو اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے ایسی تقاریب جماعتوں اور تنظیموں کے لئے بڑی برکت سعادت اور مضبوطی کا موجب ہوتی ہیں بشرطیکہ اس روح کو سمجھا جائے جو ایسی تقریبوں کے پیچھے کام کر رہی ہوتی ہے جیسا کہ عزیز داؤد احمد نے ابھی کہا ہے کہ اصل چیز عمارتیں نہیں بلکہ وہ روح ہے جو اس کی تعمیر میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔ پس ایسی تقاریب بابرکت ہیں لیکن انہیں برکت سے ہمیشہ ہی بھرپور رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس روح کو زندہ رکھا جائے جس کی خاطر یہ منعقد کی جاتی ہیں۔ خدام کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کا یہ دفتر ان کے لئے ثانوی قسم کا ایک مرکز ہے وہ کھونٹا ہے جس کے ساتھ بندھ کر وہ اپنی تنظیم کو اور اپنے کاموں کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہال اور دفتر کی تعمیر خدام میں ایک نئی زندگی دوڑانے کا موجب ہوگی۔ خدام کو میری یہی نصیحت ہے کہ تم اپنی تنظیم کو ایک مرکزی کھونٹا سمجھو اور ہمیشہ اس کے ساتھ مضبوطی سے بندھے رہو۔

ان زریں نصائح کے بعد آپ نے دعائیں کرتے ہوئے باری باری وہ دو اینٹیں بنیاد میں رکھیں جن پر حضرت مصلح موعود نے بھی دعا کی تھی اس کے بعد آپ نے اور ایک اینٹ بنیاد پر رکھی۔ یہ بہت روح پرور منظر تھا۔ حضرت میاں صاحب ہر اینٹ رکھنے کے بعد کچھ دیر اس پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ حاضرین بھی اپنی اپنی جگہ کھڑے خدا کے حضور مصروف دعا تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس بنیاد کو احمدیت اور خدام الاحمدیہ کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ حضرت میاں صاحب بنیاد میں اینٹیں رکھ چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں سے علی الترتیب حضرت حاجی

محمد دین صاحب آف تہال ضلع گجرات درویش قادیان۔حضرت منشی عبدالحق صاحب خوشنویس،حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب سابق مبلغ انگلستان اور حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ ازاں بعد علی الترتیب صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منورا حمد صاحب سابق نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ۔جناب سید داؤد احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مرکزیہ نے ایک ایک اینٹ رکھی۔آخر میں خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو نونہال صاحبزادوں یعنی مرزا لئیق احمد صاحب[155] اور مرزا فرید احمد صاحب[156] نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی اس طرح مجموعی طور پر کل بارہ اینٹیں رکھی گئیں۔

سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حضرت میاں صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ”احباب اب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بنیاد کو ہر جہت سے حقیقی رنگ میں مبارک کرے۔اس کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے۔اور اسے مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت کے لئے مضبوطی اور استحکام کا باعث بنائے اس وقت دو بچوں نے بھی بنیاد میں اینٹیں رکھیں ہیں۔ان سے میری تجویز کے مطابق ہی اینٹیں رکھوائی گئی ہیں۔یہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتوں کے بچے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ اس بابرکت موقع پر معصوم بچوں کے ہاتھوں سے بھی اینٹیں رکھوائی جائیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس بنیاد کو جو رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے اور جس میں دو معصوم بچوں نے بھی شرکت کی ہے بابرکت کرے اور اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔“

اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے ایک پر سوز اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح یہ بابرکت تقریب جو دعاؤں اور ذکر الٰہی کے روحانی ماحول میں منعقد ہوئی اختتام پذیر ہوئی۔[157]

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی بصیرت افروز تقریر

اس اجتماع سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے عنوان پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔آپ نے بتایا کہ ان حقوق کی ادائیگی کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا تعلق اپنے پیارے رب اور خالق و مالک کے ساتھ قائم ہو جائے اور تعلق باللہ شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا نام ہے۔ایک عاجز اور بے مایہ انسان جب خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے تو محبت الٰہیہ کا ایک سمندر اپنے دل میں موجزن پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سنتا ہے۔اسے بشارتیں دیتا ہے۔تب دل میں حقیقی اطمینان اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔یہی وہ اطمینان اور خوشی ہے جو ایک انسان کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑی نعمت اور انعام ہے۔یہی وہ نعمت ہے جو آج اسلام اور احمدیت کے طفیل ہمیں حاصل ہوئی

ہے۔ احمدی نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اس نعمت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور ایسے طور پر حقوق اللہ کو ادا کریں کہ ان کی زندگیوں میں بھی خدا تعالیٰ کا جلوہ نظر آئے۔

حقوق العباد کا نچوڑ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ جس طرح ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کو پانے کی تڑپ ہو اسی طرح یہ تڑپ بھی ہو۔158

اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور حضرت مصلح موعود کا ولولہ انگیز پیغام

خدام الاحمدیہ کے اکیسویں سالانہ اجتماع ہی کی تاریخوں (19 تا 21 اکتوبر 1962ء) میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع بھی اپنی گذشتہ روایات کے مطابق نہایت کامیابی کیساتھ انعقاد پذیر ہوا۔ جس میں 33 مقامات کی لجنات کی 127 نمائندگان نے شرکت کی۔ ربوہ کی خواتین نے بھی خاص شوق سے حصہ لیا۔ دوران اجتماع سامعات کی تعداد دو ہزار سے بھی بڑھ جاتی رہی۔159

اس اجتماع میں بھی سیدنا حضرت مصلح موعود کا ایک ریکارڈ شدہ ولولہ انگیز پیغام سنایا گیا۔ نگاہیں تشنہ رہیں لیکن حضور کے پیغام سے دل شاد ہو گئے۔ خواتین نے یہ پیغام نہایت توجہ انہماک اور ذوق وشوق سے سنا۔ حضور کے پیغام کا متن یہ تھا۔

"اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

ممبرات لجنہ اماء اللہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ لجنہ کا اجتماع شروع ہے۔ میں بیماری کی وجہ سے تقریر نہیں کرسکتا۔ لیکن آپ تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ عورتوں کے بھی فرائض ہوتے ہیں۔ اگلی نسل ان کی تربیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کوشش کرو کہ اگلی نسل مضبوط ہو اور اسلام کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس وقت عیسائیت کا غلبہ ہے مگر رسول کریم ﷺ سب سے بڑے نبی اور دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ اس لئے اسلام کو پھیلانے اور رسول کریم ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کی تمہیں پوری کوشش کرنی چاہیے۔160

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا پُر معارف خطاب

اس روح پرور پیغام کے بعد حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک نہایت پر معارف خطاب فرمایا جس میں اپنی ایک رویاء کی بناء پر روحانیت اور بشریت کے باہمی تعلق اور ایک دوسرے پر غالب آجانے کے اثرات ونتائج پر لطیف انداز میں روشنی ڈالی اور فرمایا:-

''اگر روحانیت ہمارے ذرّہ ذرّہ میں سما گئی تو پھر بشریت بھی نعمت ہے لیکن اگر بشریت ہی حاوی ہوگئی تو روح کمزور ہوکر رفتہ رفتہ ایک بےکار، ناقص اور ناپاکی سے آلودہ چیز ہو جائے گی۔ ہماری تو خصوصاً توجہ اس طرف چاہیے کہ روحانیت کو ترقی دیں کیونکہ آپ کے آقا کا ہر پیغام ہم نے دوبارہ تازہ ترین ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور آپ کے وجود میں ہی وہی جلسہ دیکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان تھا وہ جو اپنے بندوں کو کبھی بھولتا نہیں۔ مگر اب ہمارا یہ فرض ہے کہ شکرگذار بندے بنیں اور دعاؤں، ذکرالٰہی سے، محبت الٰہی سے اپنی روح کو زیادہ سے زیادہ جلا بخشنے میں کوشاں رہیں کہ ہماری روحانیت بشریت پر حاوی رہے اور ہماری بشریت بھی ایک بہت نیک نمونہ خلق خدا کے لئے بن جائے۔'' 161

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ریکارڈ شدہ پیغام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی سالانہ اجتماع لجنہ کے لئے بذریعہ ٹیپ ریکارڈ ایک اہم پیغام دیا تھا جو پہلے اجلاس کے آخر میں سنایا گیا۔ جو حسب ذیل الفاظ میں تھا:-

''اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خواتینِ کرام اور ہمشیرگان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں ان کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ٹیپ ریکارڈنگ مشین پر انہیں ایک مختصر سا پیغام دوں۔ سو سب سے پہلے تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے مرکزی اجتماع کو کامیاب کرے اور اس کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔

یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے کہ ہماری مستورات میں خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ اسلام اور احمدیت کی خدمت میں بڑے شوق اور ذوق سے حصہ لینے لگی ہیں۔ اور تعلیم کے حصول میں بھی ان کا قدم تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ عورتیں گو تعداد کے لحاظ سے کسی جماعت یا سوسائیٹی کا نصف حصہ ہوتی ہیں۔ مگر اس لحاظ سے ان کے ہاتھ میں قوم کے نونہال پرورش پاتے ہیں۔ اور اگلی نسل کی ابتدائی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ان پر ایک طرح سے مردوں کی نسبت بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اس سے صرف یہی مراد نہیں کہ بچے ماؤں کی خدمت کا ثواب حاصل کر کے اپنے لئے جنت کا دروازہ

کھول سکتے ہیں بلکہ اس میں یہ بھی لطیف اشارہ ہے کہ ماؤں کی اچھی تربیت کے نتیجہ میں ساری قوم کا قدم ہی جنت کی طرف اٹھ سکتا ہے۔

پس میں لجنہ کی ممبرات کو جو ہماری بہنیں اور بیٹیاں ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ پہلے سے بھی زیادہ ذوق وشوق سے کام لیں اور دین کی خدمت کا ایسا نمونہ دکھائیں جو حقیقتاً عدیم المثال ہو۔ عورت ایک بڑی عجیب وغریب ہستی ہے۔ ایک طرف وہ اپنے حسن تدبر اور خدمت اور محبت کے ذریعہ اپنے خاوند کا گھر اس کے لئے جنت بنا سکتی ہے۔ اور دوسری طرف وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی اچھی تربیت کر کے جماعت کی عالیشان خدمت سرانجام دے سکتی ہے۔

مجھے یہ خوشی ہے کہ جماعت میں مستورات کے اندر تعلیم کے لحاظ سے بہت بیداری پائی جاتی ہے۔ مگر میرا یہ احساس ہے خدا کرے کہ وہ غلط ہو کہ ابھی تک جماعت کی مستورات کو تبلیغ کی طرف اتنی توجہ نہیں جتنی کہ ہونی چاہیے۔ اگر احمدی عورتیں تعلیم کی طرح تبلیغ کی طرف بھی زیادہ توجہ دیں تو خدا کے فضل سے ان کے ذریعہ بہت جلد بھاری تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ میری دعا ہے کہ لجنہ اماء اللہ جلد تر اس مقام کو حاصل کرے جس میں وہ نہ صرف تعلیم کے میدان میں بلکہ تبلیغ اور تربیت کے لحاظ سے بھی ایک مثالی تنظیم بن جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ 19 اکتوبر 1962ء" 162

اجتماع انصاراللہ 1962ء اور حضرت مصلح موعود کا ایمان افروز پیغام

حسب دستور خدام و لجنہ کے اجتماعات کے بعد 26-27-28 اکتوبر 1962ء کو انصاراللہ کا مرکزی اجتماع منعقد ہوا جسمیں 188 مجالس کے 980 ارکان 462 نمائندگان اور 1815 زائرین نے شرکت کی۔ 163

سیدنا حضرت مصلح موعود کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ہی نے موثر خطاب اور پُرسوز اجتماعی دعا سے اس کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے انصاراللہ کے مفوضہ کام اور اس کی وسعت واہمیت پر روشنی ڈالنے کے بعد ارشاد فرمایا:-

"سب سے پہلے اپنے انصار بھائیوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس اہم اور نازک کام میں ہم سب کی نصرت فرمائے اور جو کشتی اس نے دنیا کے وسیع سمندر میں آگے دھکیلنے کے لئے ہمارے کمزور ہاتھوں کے سپرد کر رکھی ہے اس کے

چپو خود اپنے ہاتھوں میں سنبھال لے۔ جب ہمیں یہ خدائی نصرت حاصل ہو جائے گی تو کامیابی بھی یقینی ہوگی اور آپ لوگوں کو بھی یقیناً بے حساب ثواب حاصل ہوگا اور اگر دیکھا جائے تو یہ ثواب دراصل مفت کا ثواب ہوگا کیونکہ کشتی بھی خدا کی ہے اور کشتی کا چلانے والا بھی خدا کا ہاتھ ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ۔

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا''

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے نظاموں اور ان کے باہمی ربط اور گہرے تعلق کو واضح کرنے کے بعد انصاراللہ کو جماعت احمدیہ کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا اور انہیں ان کے فرائض کیطرف توجہ دلاتے ہوئے بیش بہا نصائح سے نوازا اور اسلامی احکام کی بعض پُر حکمت باریکیوں کو ایسے دلنشین انداز میں واضح فرمایا کہ سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس تعلق میں آپ نے تبلیغ اور تربیت کے بنیادی فریضے، جماعتی میوزیم کے قیام میں انصاراللہ کے تعاون کی اہمیت، اسلامی پردہ کے قیام اور آئندہ نسل کی تربیت کے ضمن میں ان کی اہم اور خصوصی ذمہ داریوں نیز ملک میں بھوک ہڑتال کے بڑھتے ہوئے سراسر غیر اسلامی رجحان اور بیاہ شادیوں میں اسراف اور ناجائز مطالبات کے انسداد پر خاص زور دیا مزید برآں آپ نے انصاراللہ کو علمی خدمت کے لئے تحریر کا ملکہ پیدا کرنے، کتب سلسلہ کے امتحانات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور علی الخصوص مالی قربانیوں میں پیش پیش رہنے کی نہایت زوردار الفاظ میں تلقین فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے رسالہ انصاراللہ کی ترتیب وتدوین اور اس کے مضامین پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کرنے اور اس کے لئے معیاری مضامین لکھنے کی بھی موثر تحریک فرمائی۔ 164

اجتماع کے دوسرے روز ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب (معالج خصوصی حضرت مصلح موعود) نے حضور کی علالت اور علاج سے متعلق تفصیلی کوائف بیان فرمائے۔ 165 اور کامل شفاء یابی کے لئے دعا کی دردانگیز تحریک کی۔ جس پر تمام احباب نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس کی اقتداء میں نہایت دردوسوز، تضرع اور ابتہال اور خشوع خضوع سے دعا کی۔

اسی روز حضور نے ازراہ شفقت اجتماع کے ایک نمائندہ وفد کو جو مختلف اضلاع کے 30 خوش نصیب انصار پر مشتمل تھا ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ اس وفد کی سرکردگی کی سعادت محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے قائد عمومی کو نصیب ہوئی۔ 166

اجتماع کا آخری اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی زیر صدارت ہوا۔ آپ نے اپنے ولولہ انگیز اختتامی خطاب میں دو اہم امور پر روشنی ڈالی۔ 1۔ جماعت احمدیہ کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کی اہمیت۔ 2۔ دنیا کو تباہی سے بچانا احمدیوں کا فرض ہے۔

چنانچہ آپ نے نہایت پُر جوش انداز میں فرمایا کہ ہمارے خلاف جو غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں وہ دراصل ہمارے خلاف نہیں پھیلائی جاتیں۔ ہمارے خدا کے خلاف پھیلائی جاتی ہیں۔ کہ وہ پہلے تو بولتا تھا مگر اب معاذ اللہ ہمکلام نہیں ہوتا ہمارے آقا و مطاع حضرت خاتم النبیین ﷺ کے خلاف پھیلائی جاتی ہیں کہ نعوذ باللہ حضور کا فیض جاری نہیں۔ وہ پھیلائی جاتی ہیں ہماری اکمل و اتم شریعت قرآن مجید کے خلاف کہ نعوذ باللہ وہ ایک زندہ کتاب نہیں جس کی تاثیرات جاری ہوں ان غلط فہمیوں کے ازالہ میں سوال ہمارا یا ہماری ذات کا نہیں بلکہ ہمارے حی و قیوم خدا کا ہے جس کی کوئی صفت کبھی معطل نہیں ہوتی۔ ہمارے آقا و مطاع ﷺ کی ذات والا صفات کا ہے۔ جن کا فیض تا قیامت جاری ہے۔ ہماری کتاب فرقان حمید کا ہے جو قیامت تک کے لئے ایک زندہ کتاب ہے جس کی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ اندریں حالات ہم ایسی غلطیوں کا ازالہ کریں اور ضرور کریں۔

آپ نے واضح فرمایا کہ دنیا پر تباہی کے بادل ہر طرف منڈلا رہے ہیں یہ دنیا اسلام کی پُر امن تعلیم کو اپنائے اور اسلام کو قبول کر کے خدا کی امان کے نیچے آئے بغیر حقیقی اور پائیدار امن کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ اور دنیا کو خدا کی امان کے نیچے صرف اور صرف احمدی ہی لا سکتے ہیں کیونکہ خدا نے اپنے مسیح کو مبعوث کر کے خود انہیں اس کام پر مامور کیا ہے اور انہیں فتح و ظفر کی بشارت دی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم افریقہ، ایشیا۔ یورپ و امریکہ اور جزائر کو اس تعلیم سے بہرہ ور کریں جس کے بغیر یہ دنیا کبھی اور کسی حال میں بھی پائیدار امن سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ یہ تقریر نہایت درجہ ایمان افروز تھی جسے سن کر سامعین پر روحانی کیف و سرور کی خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ 167

آخر میں حضور نے حضرت مصلح موعود کا حسب ذیل زندگی بخش اور انقلاب آفریں پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور نے انصار اللہ کے نام ارسال فرمایا تھا:-

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انصار اللہ۔ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے آپ کے جلسہ میں شرکت نہیں کرسکتا لیکن آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں۔ یہاں تک کہ حق آجائے اور باطل

اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے اور دنیا میں صرف محمدؐ رسول اللہ کی حکومت ہو۔اس کام کی طرف میں آپ کو بُلا تا ہوں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ من انصاری الی اللہ۔تحریک جدید کے نئے سال کا بھی اعلان کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو قربانیوں کی توفیق دے۔آمین اللّٰھم آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی۔168

نصرت ہائر سیکنڈری سکول کی افتتاحی تقریب

29 اکتوبر 1962ء کو نصرت ہائر سیکنڈری سکول ربوہ کا افتتاح عمل میں آیا اور جامعہ نصرت اور نصرت گرلز ہائی سکول کا حصہ ایف اے اور حصہ میٹرک مستقل صورت میں ہائر سیکنڈری درسگاہ کے طور پر قائم ہوگیا۔اس موقع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے ایک خصوصی پیغام میں ارشاد فرمایا کہ۔

”جماعتی بچیوں کی تعلیم کا سوال بے حد اہم ہے اور ہمارے آقا آنحضرت ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔پس اب جبکہ دونوں درسگاہیں ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہیں اس کی استانیوں اور طالبات دونوں کو چاہیئے کہ پوری محنت اور عزم اور استقلال کے ساتھ اس نئے دور کو شروع کریں اور اپنی کوششوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا فضل چاہتے ہوئے اس درسگاہ کو ایک مثالی درسگاہ بنادیں جو تعلیم کے لحاظ سے بھی مثالی ہو اور تربیت کے لحاظ سے بھی مثالی ہو اور نتائج کے لحاظ سے بھی مثالی ہو اور نظم وضبط کے لحاظ سے بھی مثالی ہو اور اخلاقی ماحول کے لحاظ سے بھی مثالی ہو۔

یہ تو ظاہر ہے کہ پڑھانے والیوں اور پڑھنے والیوں میں بہت گہرا رابطہ قائم ہونا چاہیے تا کہ وہ ایک خاندان کے طور پر زندگی گزاریں۔پڑھانے والیاں ہر لحاظ سے پڑھنے والیوں کے لئے نمونہ بنیں اور پڑھنے والیاں اس ذوق اور شوق کے ساتھ کام کریں جو اعلیٰ ترقی تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی قوم کی عورتوں میں بیداری اور حقیقی ترقی کے آثار پیدا ہو جائیں اور وہ ماحول کے بداثرات سے بچ کر رہیں تو عورتیں ملک وقوم کی ترقی میں بڑا اثر پیدا کرسکتی ہیں۔آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بعض نیک اور خادم دین عورتوں نے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔مثلاً آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ صدیقہ اور حضرت ام سلمیٰؓ کے نام نامی کو کون نہیں جانتا۔ان بزرگ خواتین نے اپنی عقل ودانش کے ذریعہ امت کی بعض ایسی گتھیاں سلجھائی ہیں جن میں مردوں کی عقل ناکام ہوکر رہ گئی تھی۔

یہی مواقع آپ کے لئے بھی میسر ہیں بشرطیکہ آپ اپنے علم وعمل کو اس معیار تک پہنچادیں جو قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا کرتا ہے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا کرے کہ آپ قیامت کے دن ایسی ثابت

ہوں جن کے نیک کاموں پر آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام محبت کیساتھ فخر کر سکیں۔ 169

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے سکول کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بہت قیمتی نصائح فرمائیں اور خاص طور پر احمدیت کا نمونہ بننے کی پُر زور تحریک کی چنانچہ فرمایا:-

”میری دعا ہے اور تمنا ہے کہ ٹیچرس اور کیا طالبات سب کی سب نیک نمونہ احمدیت کا بنیں۔۔۔اپنا مقام اپنی پوزیشن اپنے فرائض کو پہچانیں اور ہر قدم پر یادرکھیں ایسی بنیں کہ ایک نمایاں نور ایمان آپ کی پیشانیوں پر چمکے اور صدق وصفا کی روشنی آپ کی آنکھوں سے جھلکے۔ خلق احسن کی ضیاء آپ کی ہر حرکت سے ہر ادا، ہر فعل میں نمایاں نظر آئے۔ آپ کے منہ سے وقت کلام نیکی، پاکیزگی، اور محبت کے پھول جھڑیں۔ بُوئے اخلاص آپ کے جسموں سے پھوٹ پھوٹ کر نکلے اور ایک عالم کو مہکا دے۔“

”پس تقویٰ کو شعار بناؤ، نیکی کے حصول کے لئے کوشاں رہو، بہادر بنو، دینی کیریکٹر اتنا قوی بناؤ کہ دنیا داری کی تڑک بھڑک تم پر کوئی اثر نہ ڈال سکے۔ دوسرے لوگ تمہارے پیچھے چلیں، تمہاری رِیس کرنا فخر جانیں تم ان کے لئے نمونہ بنو۔ ان کو اپنے لئے نمونہ نہ بناؤ“ 170

صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی کا تاریخی مکتوب

محترم جناب سید اختر اور نیوی صاحب ایم اے (صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی) نے حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (صدر نگران بورڈ) کی خدمت میں لکھا کہ:-

1:- ہمیں ایک ”احمدیہ میوزیم“ قائم کرنا چاہیئے۔ مرکزی طور پر ربوہ اور قادیان میں اور ان کے علاوہ ایک برطانیہ میں، ایک امریکہ میں، ایک افریقہ میں اور ایک انڈونیشیا میں۔

2:- سب سے پہلے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کے قلمی نسخے ان کے خطوط اور دوسرے ملفوظات فوراً اکٹھا کرنا چاہیئے اور ان کے فوٹوسٹیٹ دوسرے مراکز میں روانہ کرنا چاہیئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان عظیم کتابوں کے قلمی نسخے موجود ہیں یا نہیں؟ حضور کے مسودات تو ہوں گے۔

احمدیہ میوزیم میں موسم کے بداثرات سے بچانے والا کمرہ ہونا چاہیئے۔

3:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور یادگاریں مثلاً کپڑے، قلم، دوات، میز، بستر ا، جوتا وغیرہ محقق طور پر جمع کرنا چاہیئے۔

4:- حضور کی تصانیف کے پہلے ایڈیشن جمع کئے جائیں اور ان پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور

دوسرے رفقاء کے دستخط ہو جائیں اور پھر ان کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں تیار کی جائیں۔

5:۔مذکورہ بالا تین خلفاء،اصحاب اور ارا کین،اہل بیت اور جید مبلغوں کی تصانیف،مکتوبات و ملفوظات کے سلسلہ میں بھری جائیں۔یعنی قلمی نسخے اور کتابوں کی پہلی اشاعتیں جمع کی جائیں اور ان پر تصدیقی دستخط ہوں۔

6:۔احمدیہ میوزیم میں تبلیغی چارٹ،تبلیغی کتب اور سب سے بڑھ کر قرآن حکیم کی تفسیریں اور تراجم رکھے جائیں۔نیز احمدیہ البم۔

7:۔زندہ صحابہ کا کلام ٹیپ ریکارڈ کیا جائے اور سب سے بڑھ کر پیارے امام کے خطبات و پیغامات ان کے فوٹو بھی رکھے جائیں۔

8:۔اور پہلوؤں سے میوزیم کو مکمل کیا جائے۔مثلاً فلم بندریل بھی جمع کئے جائیں۔

اگر آپ اس تحریک کو پسند فرمائیں تو پیارے امام کے سامنے پیش کر دیں اور آقا کی منظوری کے بعد اس مجوزہ احمدیہ میوزیم کی تنظیم کا کام آپ کی نگرانی میں شروع کر دیا جائے۔اللہ تعالیٰ برکت دے۔‘‘

مرکز میں تاریخی میوزیم کمیٹی کا قیام

نگران بورڈ کی طرف سے اس مفید اسکیم پر عملدرآمد کے لئے اکتوبر 1962ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات کے ریکارڈ اور ان کی حفاظت کی لئے جماعتی تاریخی میوزیم کمیٹی کا قیام عمل میں آیا نیز فیصلہ کیا گیا کہ جن دوستوں کے پاس حضرت اقدس علیہ السلام کا کوئی تبرک از قسم پارچات یا دستاویزات وغیرہ ہو وہ اس کی تفصیل کمیٹی کو بھجوائیں تا کہ بعد تصدیق اسے ریکارڈ کیا جا سکے۔

’’جماعتی تاریخی میوزیم کمیٹی‘‘ کی سفارش پر صدر انجمن احمدیہ نے تبرکات کی تصدیق کے لئے حسب ذیل ممبران پر مشتمل کمیٹی مقرر کی

1۔مولانا جلال الدین صاحب شمس (چیئرمین)

2۔صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔

3۔کرنل عطاء اللہ خان صاحب۔

4۔ملک سیف الرحمٰن صاحب۔(سیکرٹری)

اس کمیٹی کا نام ’’تصدیقی کمیٹی برائے قیام جماعتی تاریخی میوزیم‘‘ تجویز ہوا۔

مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب نے الفضل 14 اکتوبر 1962ء میں ان ہر دو کمیٹیوں کی اطلاع

دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:-

وہ تمام دوست جن کے پاس کوئی تبرک کسی قسم کا ہو وہ 15 نومبر 1962ء تک اس تبرک کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیلات سیکرٹری ''تصدیقی کمیٹی برائے قیام جماعتی تاریخی میوزیم'' کو بھجوائیں:-

1۔نام مع ولدیت و مکمل پتہ جس کے پاس تبرک ہے

2۔تبرک کی نوعیت (کپڑا یا مسودہ یا کوئی اور تحریر تفصیلاً)

3۔کتنے عرصہ سے یہ تبرک اس کے پاس ہے۔

4۔یہ تبرک اسے کیسے ملا۔

5۔تصدیقی گواہ یا دستاویز

6۔کوئی اور ثبوت جو وہ دینا چاہے

7۔کیا یہ تبرک وہ عاریۃً یا مستقلاً جماعت کو دینے کے لئے تیار ہے

نوٹ:- یہ معلومات امیر صاحب مقامی کی تصدیق کے ساتھ بھجوائی جائیں۔اگر کوئی شخص اپنے تبرک کے متعلق تصدیق حاصل نہ کرے گا اور بغیر تحریری تصدیق کے دعویٰ کرے گا کہ اس کے پاس کوئی تبرک ہے تو جماعت اس کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کریگی۔'' 171

محترم ملک صاحب نے الفضل 9 نومبر 1962ء میں جماعتی تاریخی میوزیم کے متعلق ایک اور اہم اعلان بھی شائع فرمایا جس میں ان 108 خوش نصیب دوستوں کی فہرست بھی دی جنہوں نے 1938ء میں بھی مرکز کو اپنے ہاں تبرکات ہونے کی اطلاع دی تھی اس اعلان کا مکمل متن درج ذیل کیا جاتا ہے:-

1:- جن دوستوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی تبرک ہے وہ خاکسار کو اطلاع دیں فی الحال صرف اطلاع کافی ہے۔

2:- اطلاع دینے والے دوستوں کی خدمت میں کمیٹی مطبوعہ فارم بھجوائیگی جنہیں پُر کر کے تصدیقی کمیٹی کو واپس کرنا ہوگا۔

3:- ہر دوست جس کے پاس کسی قسم کا کوئی تبرک ہے وہ مہربانی کر کے ضرور اطلاع دے اور کسی وجہ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ نہ سمجھے کمیٹی ان کے اس تعاون کی شکر گزار ہوگی کیونکہ یہ سب کارروائی تاریخی ریکارڈ کو مکمل اور مستند بنانے کے لئے کی جارہی ہے۔

4:- کسی دوست سے اس کی مرضی کے خلاف جماعتی میوزیم میں رکھنے کے لئے تبرک نہیں لیا جائے گا صرف رضا کارانہ پیشکش کو قبول کیا جائے گا۔اس لئے دوست پورے اطمینان کے ساتھ جلد یہ

اطلاع بہم پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

5:- ذیل میں ان دوستوں کے نام شائع کئے جا رہے ہیں جنہوں نے 1938ء میں بھی ان کے ہاں تبرکات ہونے کی اطلاع دی تھی اور ان کی فہرستیں الفضل میں شائع ہوئی تھیں اب ایسے دوست یہ اطلاع دیں کہ آیا ان کے پاس اب بھی مذکورہ تبرکات ہیں یا کسی وجہ سے ان کے پاس نہیں رہے ان میں سے بعض دوست فوت ہو چکے ہیں ان کے ورثاء یہ اطلاع دیں کہ تقسیم میں اب یہ تبرکات کس کس کے پاس ہیں اور ان کی نوعیت کیا ہے۔

1۔ بابو فضل دین صاحب اورسیئر جالندھر چھاؤنی

2۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قادیان

3۔ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب ٹوپی مردان

4۔ محمد احمد صاحب جلیل بورڈنگ تحریک جدید

5۔ خان عبدالحمید خاں صاحب کپورتھلہ

6۔ سیٹھی کرم الٰہی صاحب قادیان

7۔ نذیر احمد خاں صاحب نئی دہلی

8۔ ماسٹر رکن الدین صاحب ٹیری ضلع کوہاٹ

9۔ عبدالرحمٰن صاحب کنجاہ

10۔ عبداللطیف صاحب گجراتی قادیان

11۔ مرزا مہتاب بیگ صاحب قادیان

12۔ مولوی فتح علی صاحب دوالمیال

13۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب پنشنر قادیان

14۔ ڈاکٹر چوہدری شاہنواز خاں صاحب افریقہ

15۔ چوہدری محمد اسحاق صاحب مجاہد تحریک جدید ہانگ کانگ

16۔ ملک عمر علی صاحب آف ملتان حال قادیان

17۔ مولوی نذیر احمد صاحب سیالکوٹی مبلغ افریقہ مغربی

18۔ خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب ناظم تجارت تحریک جدید قادیان

19۔ چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاک پتن

20۔حکیم فیروز الدین صاحب قریشی انسپکٹر بیت المال قادیان
21۔مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ
22۔احمد گل صاحب سکنہ شاہ پور حال آبادان ایران
23۔محمد سلیمان صاحب قادیان
24۔حکیم عبد العزیز صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
25۔محمد امین صاحب احمدی ریلوے کلرک جموں
26۔حکیم یونس صاحب دینگورلہ
27۔سیٹھ اسماعیل صاحب آدم امیر جماعت احمدیہ بمبئی
28۔میاں محمد اسماعیل صاحب دفتر تعلیم و تربیت قادیان
29۔سید محمد شاہ صاحب بیج باڑہ کشمیر
30۔محمد احمد صاحب خادم بھاگلپوری
31۔مبارکہ نیر صاحبہ بنت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر قادیان
32۔عبد المجید خاں صاحب (امیر المجاہدین) ویروول ضلع امرتسر
33۔بنت رسول صاحبہ دختر میر عابد علی شاہ صاحب موضع دین کوٹ ضلع سیالکوٹ
34۔مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد عمر صاحب
35۔احمد دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈنگہ
36۔اہلیہ صاحبہ کرم داد خاں صاحب قادیان
37۔قریشی محمد دین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ چھور نمبر 117 ضلع شیخوپورہ
38۔عطاء الرحمٰن صاحب بھیرہ
39۔شیخ غلام قادر صاحب شرق سکندر آباد دکن
40۔شیخ محمود احمد صاحب عرفانی قادیان
41۔حکیم قطب الدین صاحب قادیان
42۔سید محمد ہاشم صاحب بخاری قادیان
43۔ملک محمد عبد اللہ صاحب قادیان
44۔بابا محمد حسن صاحب قادیان

45۔میاں محمد عبداللہ خاں صاحب افغان قادیان
46۔محمد اعظم صاحب بوتالوی قادیان
47۔محمد اسمٰعیل صاحب
48۔علی اکبر صاحب پنڈی گھیپ
49۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی قادیان
50۔امتہ الرحیم صاحبہ بنت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی
51۔مرزا برکت علی صاحب
52۔رشید احمد ارشد قادیان
53۔سید محمود اللہ شاہ صاحب افریقہ
54۔چوہدری محمد حسین صاحب راولپنڈی
55۔محترمہ زینب صاحبہ قادیان
56۔بابو عبدالمجید صاحب نئی دہلی
57۔ملک ستار بخش صاحب ایم اے محمودہ
58۔میاں غلام حیدر صاحب قادیان
59۔خانصاحب میاں عبداللہ خاں صاحب
60۔میاں محبّ الرحمٰن صاحب
61۔سید افتخار حسین صاحب
62۔مرزا احمد ابراہیم صاحب
63۔میر قاسم علی صاحب
64۔حضرت مفتی محمد صادق صاحب
65۔عطاء اللہ صاحب
66۔میاں عبدال صاحب ابن شیخ احمد اللہ صاحب
67۔سید اعجاز احمد صاحب مولوی فاضل
68۔بابو عبدالحمید صاحب نئی دہلی
69۔میاں عبدالمالک صاحب

70۔مولوی عبدالکریم خاں صاحب نیر کا ٹیج
71۔قاضی قمرالدین صاحب شکار
72۔اہلیہ بابو عبدالحمید صاحب نئی دہلی
73۔منشی عبدالحی صاحب سنوری
74۔میاں محمد حیات صاحب کاتب
75۔عبدالرحمٰن صاحب شاکر
76۔صوبیدار شیر محمد خاں صاحب سیالکوٹ چھاؤنی
77۔سید حافظ عبدالرحمٰن صاحب احمدی بٹالہ
78۔سید امیر احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ
79۔ماسٹر مولا بخش صاحب ریٹائرڈ مدرسہ احمدیہ
80۔سید عبدالحکیم صاحب کٹکی
81۔سید مقبول احمد صاحب کراچی
82۔مومنہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ایم اے
83۔سید عبدالرحمٰن صاحب
84۔بھائی کرم دین صاحب نیروبی
85۔میاں عبدالحی صاحب نیروبی
86۔چوہدری محمد شریف صاحب نیروبی
87۔بھائی نذیر احمد صاحب نیروبی
88۔سید محمد قاسم صاحب شاہجہان پور
89۔مولوی سید محمد ہاشم صاحب بخاری
90۔میاں غلام محمد صاحب ساکن سیدوالا ضلع شیخوپورہ
91۔میاں عبدالرحمٰن صاحب رینج آفیسر کشمیر
92۔مرزا محمد شفیع صاحب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ
93۔میاں عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی
94۔میاں احمد اللہ خاں صاحب

95۔شیخ کظیم الرحمٰن صاحب

96۔سید عباس علی شاہ صاحب نواب شاہ سندھ

97۔اہلیہ سید عباس علی شاہ صاحب

98۔اہلیہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

99۔میاں عبدالغفار صاحب جراح امرتسر

100۔ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مگاڈی افریقہ

101۔محترمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ بابو الٰہی بخش صاحب مرحوم

102۔مسٹر محمد علی صاحب بنگالی

103۔سیٹھ ابوبکر صاحب یوسف

104۔شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج[172]

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا جیکب آباد میں ورود مسعود

جناب ارشاد احمد صاحب شکیب قائد مجلس خدام الاحمدیہ جیکب آباد کا تحریری بیان ہے کہ۔

''صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مورخہ 21 نومبر 1961ء کو صبح گیارہ بجے جیکب آباد تشریف لائے۔آپ کی آمد کی اطلاع یہاں کی جماعت کو آپ کی آمد سے دو روز قبل مل چکی تھی۔اور یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کا قیام فقط دو گھنٹہ کے لئے ہوگا۔لہذا آپ کی آمد کی خوشی کے ساتھ ساتھ آپ کی فوری جدائی کا ملال بھی دامنگیر تھا۔اور اسی مسّرت وغم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ جملہ احباب چشم براہ تھے۔بار بار نگاہیں اس موڑ کی طرف اٹھتیں جہاں سے آپ کی جیپ نے نمودار ہونا تھا۔آخر کار گیارہ بجے یہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔اور ایک سبز رنگ کی جیپ میاں طاہر احمد صاحب،عبداللہ خان صاحب (نواب شاہ والے) اور عبدالرشید صاحب شرما (شکار پور والے) کو لئے ہوئے آ پہنچی۔آپ جیپ سے اُترتے ہی حاضرین سے باری باری نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور معانقہ کیا۔اس کے بعد آپ بیٹھک میں تشریف لے آئے۔سب احباب آپ کے گرد دری پر حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔سب سے پہلے جناب عبدالرشید صاحب شرما نے آپ سے سب احباب کا تعارف کروایا۔بعد ازاں میاں صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی بقاء وترقی کا انحصار اصلاح وارشاد پر ہی ہے۔آپ نے طلسماتی کہانیوں میں پڑھا ہو گا کہ کسی شہزادے کا مقابلہ کسی جن سے ہوتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ اس جنّ کی جان فلاں طوطے میں ہے

جو کہ فلاں جگہ پنجرے میں بند ہے۔ چنانچہ وہ اس طوطے کی گردن مروڑ کر جنّ کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر ہم استعارے کی زبان استعمال کریں۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی جان محض تبلیغ کے اندر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تبلیغ کے ذریعہ انسان کی اپنی اصلاح ہوتی ہے۔ جب وہ دُوسروں کے پاس نیکی اور حق کا پیغام لیکر جاتا ہے تو وہ اپنا جائزہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ کیا مجھ میں تو وہ خامیاں نہیں ہیں جن سے میں لوگوں کو منع کرنے چلا ہوں۔ اگر افراد جماعت پیغامِ حق پہنچانے میں منہمک ہو جائیں تو جماعت میں خود بخود اتحاد اور یک جہتی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ داخلی اختلافات مٹتے چلے جاتے ہیں۔ اور لوگوں میں خود بخود اخلاص اور اطاعت کا مادہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے تبلیغ کا نہایت پُرحکمت طریقہ بتایا کہ وہ سال بھر میں کم از کم ایک احمدی ضرور بنائیں۔

آپ کی اس مختصر مگر نہایت ہی موثر تقریر کے بعد حاضرین میں سے ایک غیر احمدی بزرگ نے اپنا ایک خواب سنایا کہ ایک کمرہ ہے اور اس میں حضرت مرزا صاحب۔ مولوی نورالدین صاحب اور شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب تشریف فرما ہیں۔ مَیں اندر داخل ہوا۔ اور مرزا صاحب سے سوال کیا کہ حضرت یہ لوگ کہتے ہیں کہ عبدالقادر جیلانی ہماری مدد کر کیا یہ درست ہے۔ تو مرزا صاحب نے فرمایا ''ھٰذا شِرْکٌ عَظِیْم'' اس پر سب حاضرین مجلس کی زبانوں سے بے ساختہ سبحان اللہ کے کلمات نکلے۔ بزرگ مذکور نے میاں صاحب سے درخواست دعا کی اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو نیک اور محمد رسول اللہ کے جھنڈے کو بلند کرنے والا سمجھتا ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں تو آپ بھی اعلائے کلمۃ الحق میں ہمارا ساتھ دیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قبلہ کیا کروں میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ (بزرگ مذکور کی عمر تقریباً 70 سال ہے۔ متعدد رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واقف ہیں۔ آنکھوں سے نابینا ہیں)۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ آجکل لوگ مذہب کے معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اس لئے کہ آپ خود سنجیدہ نہیں ہیں۔ اگر آپ خود سنجیدہ ہو جائیں۔ تو لوگ خود بخود سنجیدہ ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کسی شخص سے کہتے رہیں کہ میں تمہاری ٹوپی اُتار کر بھاگ جاؤں گا۔ یا میں تمہارا پین نکال کر بھاگ جاؤں گا۔ تو وہ لازماً اسے مذاق ہی سمجھے گا۔ اور سن کر مسکراتا رہیگا۔ لیکن اگر آپ واقعی کسی شخص کی کوئی چیز چھین کر بھاگنے لگیں۔ تو پھر کوئی بھی اسے مذاق نہیں سمجھے گا۔ اور فوراً آپ پر جوابی حملہ کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ آپ اس کے خیالات کو بدلنا چاہتے ہیں اور اس کے غلط عقائد کو جسے اُس نے حق سمجھتے ہوئے اپنے خون سے سینچا ہے۔ اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں تو اُس کی سب سنجیدگی واپس آجائیگی۔ اور اس میں اس قدر جوش اور ولولہ پیدا ہوگا کہ آپ یہ محسوس کئے

بغیر نہ رہ سکیں گے کہ اپنے عقائد اُسے دُنیا کی ہر چیز سے بڑھکر عزیز ہیں اور مذہب کے معاملہ میں وہ سب سے بڑھ کر سنجیدہ آدمی ہے۔

ایک اور صاحب نے سوال کیا کہ کیا مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ضرور آ سکتے ہیں کیونکہ یا بنی آدم والی آیت میں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔اس لئے لازماً اور نبی بھی آئیں گے۔اس پر انہی صاحب نے مزید سوال کیا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے تشریف لانے پر اُمت مسلمہ میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے آپ کو قبول کیا۔اور اس طرح حق کو ماننے والے دنیا میں مُٹھی بھر رہ گئے۔اب کل کوئی صاحب احمدیوں میں سے اُٹھ کر کہیں کہ خداوند نے مجھے مقامِ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے تو پھر ان مُٹھّی بھر افراد میں سے بھی کچھ تو مان لینگے۔اور کچھ انکار کر دیں گے۔اور اس طرح حق کو ماننے والے تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جائیں گے۔کجا یہ کہ وہ دُنیا پر غالب آئیں۔

اس سوال پر حاضرین میں کافی اشتیاق اور دلچسپی پیدا ہوگئی۔اور وہ میاں صاحب کا جواب سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے۔آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ جب کوئی دعویٰ کریگا تو دو صُورتوں میں سے ایک ضرور ہوگی۔یا تو وہ سچا ہوگا یا جُھوٹا۔اگر جُھوٹا ہوگا تو قرآن مجید کی رُو سے ہمیں یقین ہے کہ خداوند قہار اُسے ہلاک کر دیگا۔اور اگر وُہ سچا ہے تو پھر اُمت مسلمہ کی فکر ہم سے زیادہ خدا کو ہونی چاہیئے۔یہ جواب سنکر تمام حاضرین کے چہروں پر یقین واطمینان کی لہر دَوڑ گئی۔

گفتگو کے اختتام پر جب آپکی خدمت میں گذارش کی گئی کہ دعا فرماویں۔تو آپ نے پھر ایک معرفت کا نکتہ بیان فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ دُعا کے ساتھ ہمیشہ ’’کریں‘‘ کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔کیونکہ دعا کرنے والا خواہ کتنا بڑا بزرگ ہی کیوں نہ ہو۔خدا عزّ وجل کی بارگاہ میں دُعا فرماتا نہیں۔بلکہ گڑگڑاتا ہے۔اس لئے دعا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ جو لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے دُعا کریں ہے نہ کہ دعا فرمائیں۔

میاں صاحب کی درویشانہ طبیعت،اندازِ گفتگو اور اخلاص نے یہاں کے جملہ احباب کو دل کی گہرائیوں تک متاثر کیا۔آپ کی ایک ایک بات حاضرین کے دل میں اُترتی چلی گئی۔یوں محسوس ہوتا تھا گویا کوئی مقناطیسی قُوت ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔وہ مجلس تو بہت جلد ختم ہوگئی۔مگر اس کی حلاوت اب تک قلوب میں باقی ہے۔‘‘ 173

کتاب ’’مذہب کے نام پر خون‘‘ کی اشاعت

افسوس بہت سے دوسرے مشرقی ممالک کی طرح اس زمانہ میں پاکستان میں بھی ایسی پاکیزہ اور پُرامن فضا کا فقدان ہو چکا تھا اور اسلام اور پاکستان دونوں بدنام ہو رہے تھے۔

اس تشویشناک صورت حال کے پیش نظر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ناظم ارشاد وقف جدید) نے 1962ء میں ’’مذہب کے نام پر خون‘‘ کے نام سے ایک بصیرت افروز کتاب شائع فرمائی جس میں ان نظریات اور طریقہ ہائے عمل کا فاضلانہ و عارفانہ انداز میں تجزیہ کیا جو بار ہا ملکی فضا کو مکدّر کرنے کا موجب بن چکے تھے یا بن رہے تھے۔ یہ کتاب پندرہ ابواب پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کو بلند پایہ علمی حلقوں میں بہت پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ اب تک اس کے تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ امریکہ میں سید برکات احمد صاحب (خلف الصدق حضرت محقق دہلوی) نے کیا جو چھپ کر ساری دنیا میں شائع ہو چکا ہے۔

شاندار تبصرے

1۔ مولانا ابوالعطاء صاحب مدیر ’’الفرقان‘‘ نے اس کتاب پر حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا:-

’’محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے نہایت موثّر اور دلکش پیرایہ میں ان لوگوں پر بھرپور وار کیا ہے جو اسلام کو تلوار یا جبر یا تشدّد کا مذہب قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے مودودی صاحب کے نظریہ قتل مرتد کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو فکر صائب اور دلنشیں اندازِ تحریر عطا فرمایا ہے۔‘‘ 174

2:- مشہور سکھ سکالر سردار شمشیر سنگھ صاحب اشوک محکمہ پنجاب پٹیالہ نے اس پر مفصل تبصرہ کیا جو پنجابی کے ممتاز ماہنامہ ’’جیون پریتی‘‘ پٹیالہ کے مارچ 1963ء کے پرچہ میں چھپا۔ ذیل میں اس کا ترجمہ جناب عباد اللہ صاحب گیانی کے قلم سے دیا جاتا ہے:-

سردار صاحب موصوف نے اپنے تبصرہ کی ابتدا میں لکھا:-

’’یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مذہب کے نام پر کئے گئے مظالم کی تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ فاضل مصنف نے اس میں جگہ جگہ اسلامی کتب اور دوسرے لٹریچر کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ سچا مذہب کبھی کسی شخص کو بدی یا مذہب کے نام پر بے گناہوں کا خون بہانے کی تلقین نہیں کرسکتا۔ لیکن اقتدار کے

بھوکے ملاں۔ مولوی یا دوسرے دھرم پر چارک جو مذہب یعنی دھرم کی حقیقی روح سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ مقدس کتب کے من پسند معنے بیان کر کے اور تاریخی روایات کو بگاڑ کر ناواقف اور اَن پڑھ لوگوں کو مذہب کے نام پر مشتعل کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں مومن ہے اور فلاں کافر۔ کافروں کو قتل کر دو اور ان کے گھر لوٹ لو۔۔۔''

سردار صاحب موصوف نے فرقہ بندیوں کے جھگڑوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ۔

''کچھ احراری مسلمانوں نے جن کے ساتھ مولانا مودودی صاحب صفِ اول میں ہیں 1953ء میں اپنے بعض عقیدت مند مسلمانوں کو احمدی مسلمانوں کے خلاف مشتعل کیا جس کی وجہ سے 1947 کی مانند ہی پاکستان میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی اور متعدد بیگناہ احمدی لوٹے گئے اور مارے گئے۔ گو بعد میں حکومت نے کوشش کر کے مجروں کو پکڑا اور امن بحال کر دیا۔ تاہم مذہبی جوش کا نتیجہ بُرا ہی نکلا۔ پاکستان میں نہ صرف احمدی مسلمان ہی بلکہ دیوبندی، وہابی، بریلوی وغیرہ بھی جو کسی ایک فرقہ سے باہر ہیں دوسروں کی نظر میں کافر ہیں۔ **یہ ہیں وہ اسلامی فرقے جنہوں نے ایک مذہبی ملک میں خود اس مذہب کو ہی خطرہ میں ڈالا ہوا ہے۔''**

''اس میں شک نہیں کہ احمدی مسلمان اپنے بانی حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو امام مہدی اور نہہ کلنک اوتار تسلیم کرتے ہیں جس سے متعلق قدیم اسلامی اور غیر اسلامی لٹریچر میں کئی قسم کی پیشگوئیاں (Predication) پائی جاتی ہیں۔ احمدی مسلمانوں کے یہ اپنے ذاتی خیالات ہیں۔ اگر دوسرے مسلمان ان کے اس عقیدہ کو درست تسلیم نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ احمدیوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے ان پر جبر یا تشدد کیا جائے یہ تو کسی ایک طبقہ کو سوئی کے ناکہ میں سے گزارنیوالی بات ہوگی۔ جو کسی طرح بھی ممکن اور مناسب نہیں کیونکہ تشدد خواہ کسی فرقہ کی طرف سے کیا جائے ہمیشہ خدائے رحیم سے دوری اور قابل نفرت ہے۔''

سردار صاحب اپنے اس تبصرہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''جہاں تک اسلام کی تبلیغ کا تعلق ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ احمدی مسلمانوں نے اپنے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے عملی صورت میں جتنی سرتوڑ کوشش کی ہے وہ شائد ہی عرب کے خلفاء راشدین کے بعد کسی اور اسلامی جماعت نے کی ہو۔ آپ لوگوں نے

عیسائیوں کے عیسائیت کے عالمگیر مشنوں کا ذکر تو کئی مرتبہ سنا ہوگا۔احمدی مسلمانوں نے ٹھیک اسی طرح ایک چھوٹے سے دائرے سے نکل کر نہ صرف پنجاب میں ہی بلکہ افغانستان، برما۔لنکا۔ملایا۔سنگاپور۔اسرائیل۔مسقط۔سیریا۔لبنان، بورنیو، انڈونیشیا، مشرقی اور مغربی افریقہ، امریکہ، انگلینڈ، پولینڈ، ہنگری، البانیہ، یوگوسلاویہ، سپین، جرمنی وغیرہ ایشیائی اور یورپین ممالک میں جہاں بھی بس چلا کافی روپیہ خرچ کر کے اپنے مبلغین بھیجے ہیں اور تکالیف اٹھا کر تبلیغ کے لئے مساجد کی شکل میں مراکز قائم کئے ہیں۔اور قرآن شریف کے تراجم تقریباً ہر ملک کی زبان میں شائع کر کے تقسیم کئے ہیں۔اس طرح متعدد ایشیائی اور یورپین زبانوں میں اپنے مشنوں کے اخبار اور رسالے شائع کرنے بھی شروع کر دیئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ان کوششوں میں اگر تھوڑی سی سچائی بھی ہو تب بھی تبلیغ کرنے کا ایسا خیال دوسرے اسلامی فرقوں کے مسلمان خواہ وہ کتنے ہی اچھے اور پاک دل مومن کیوں نہ ہوں اپنے دل میں کبھی نہیں لا سکے۔ہمارے سکھ دھرم کے پرچارکوں کے لئے جو گورو نانک جی کے مشن کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔احمدی مسلمانوں کی یہ جدوجہد قابل غور اور قابل تقلید ہے۔

سردار صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ سے متعلق مندرجہ بالا خیالات کا اظہار کرنے کے بعد لکھا۔

مرزا طاہر احمد صاحب نے اسلامی کتب کا بہت گہرا مطالعہ کیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی اس کتاب کی ابتدا میں مذہب کے نام پر کی گئی زیادتیوں کا ذکر کرتے ہوئے بڑے دردناک الفاظ میں لکھا ہے۔

''انسان کی تاریخ خاک وخون سے لتھڑی پڑی ہے۔اس دن سے لے کر جب (آدم کے بیٹے) قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس قدر خون ناحق بہایا گیا ہے کہ اگر اس خون کو جمع کیا جائے تو آج روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے کپڑے اس خون سے رنگے جاسکتے ہیں۔بلکہ شائد اس پر بھی خون باقی بچ رہے۔اور ہماری آئیندہ آنے والی نسلوں کے لباس کو بھی لالہ رنگ کرنے کے لئے کافی ہو۔مگر مقام حسرت ہے کہ اس پر بھی آج تک انسانوں کے خون کی پیاس نہیں بجھی۔'' ص9

پھر آگے چل کر ان الفاظ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ۔

''یہ خون ریزیاں خود خدا ہی کے نام پر کی گئیں اور مذہب کو آڑ بنا کر سفاکانہ بنی نوع انسان کا خون بہایا گیا۔سب کچھ ہوا اور آج بھی ہو رہا ہے۔۔۔۔ایک مذہب تھا جس

سے یہ توقع تھی کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائیگا۔ مگر خود اس کا دامن بھی خون آلود نظر آتا ہے۔'' (صفحہ 11)

''اشوک جی'' نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا کہ۔

فاضل مصنف کے اپنے الفاظ میں اسلام کے صحیح معنے سلامتی اور امن کا مذہب ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ 13) اور مذہب دراصل روحانی تبدیلی کا ہی دوسرا نام ہے (ملاحظہ ہو صفحہ 31) جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اسلام کے بانی حضرت محمد (ﷺ) مذہب کے نام پر کسی قسم کی سینہ زوری کے حق میں نہیں تھے اور نہ انہوں نے مذہب کے نام پر جبر کرنے کی تلقین کی ہے (ملاحظہ ہو صفحہ 41) اس لئے :۔

''یہ راتیں کب ختم ہوں گی۔ اور وہ دن کب آئیں گے جب خدا کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے خون کی ہولی نہیں کھیلی جائے گی۔'' (ملاحظہ ہو صفحہ 303)

اپنے اس تبصرہ کے آخر میں سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے لکھا کہ:۔

''یہ ہے اس کتاب کا مختصر خلاصہ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے قابل مصنف مرزا طاہر احمد صاحب نے بہت تحقیق اور محنت سے اسکی تکمیل کی ہے۔ اس کتاب کی زبان بہت سلیس اور شستہ ہے۔ اس میں چودہ مختلف عنوان ہیں۔ طرز بیان بہت دلکش۔ الفاظ کی ترکیب اور بندش بہت چست اور درست ہے۔ میرے نزدیک ایسی کتاب جس میں مذہبی اتحاد اور رواداری کی پوری پوری جھلک ہے۔ ہر لائبریری میں ہونی چاہیئے۔''

3:- خالصہ ہائی سکول پٹیالہ کے ایک معزز سکھ ایشر سنگھ گیانی نے لکھا۔ ''میں نے کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' کو بغور پڑھا واقعی اس کے مصنف قابل مستحسن ہیں۔ اس کتاب کے مصنف محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ نے اس کتاب کو جس محققانہ پیرائے اور خوش اسلوبی و وضاحت کے ساتھ نیز قرآن شریف کی آیات کے حوالے دیکر اپنے موضوع کو واضح کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ واقعی مصنف نے اس کتاب کی تصنیف میں جادو بھر دیا ہے کہ مذہب کے نام پر حقیقی علمبرداروں نے نہیں بلکہ لا مذہب و لا علم لوگوں کی طرف سے جنکو حقیقی دین، دھرم یا مذہب سے کوئی لگاؤ تک نہیں ہوتا صرف اپنی غرض و مطلب براری کے لئے حقیقی مذہب والوں پر تشدد کئے اور ظلم وستم ڈھائے ہیں۔ اور اب بھی یہی وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے اس پر اچھی طرح سے روشنی ڈالی ہے۔

الغرض یہ معرکۃ الآراء کتاب ایسی ہے جس سے ہر مذہب کے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں اور ایسی

مفید کتب کا وجود ہر سکول و پبلک لائبریری میں ہونا لازمی و لابدی ہے۔''[175]

افریقہ میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جہاد اور امریکہ کے ایک مسیحی لیڈر

اس سال نیویارک کے یونیٹرین فرقہ کے ایک ممتاز لیڈر JUCK-NEND ELSOHN کی درج ذیل عنوان سے کتاب شائع ہوئی۔

''GOD,ALLAH AND JUJU.RELIGION AFRICA TODAY''

اس کتاب میں احمدی مبلغوں خاص طور پر مولانا نسیم سیفی صاحب کی دینی خدمات کا بہت تذکرہ کیا گیا۔ اسلام کے پھیلانے، اس کی برتری و فضلیت ثابت کرنے اور عیسائیت کو پسپا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ جو کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہے ان کا جگہ جگہ ذکر ہے۔ صفحہ 23 پر مصنف لکھتا ہے۔

ترجمہ۔'' لیگوس میں بھی ایک مشہور و معروف مسلمان عالم کی طرف سے بلی گراہم کو ایک پبلک مناظرہ کا چیلنج دیا گیا لیکن حسب معمول اس نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اس کے اس انکار پر ایک تبصرہ نگار نے اس رائے کا اظہار کیا کہ اگر بلی گراہم مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اسے ہر طرح سے یہ حق حاصل ہے لیکن اسے بھی تو چاہیئے کہ میدان مناظرہ میں آکر اپنے خیالات کھلے طور پر پیش کرے اور اس کے جواب سنے۔''

صفحہ 96 پر دوبارہ اسی چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے۔

''اگر یہ دیکھنا ہو کہ نائیجیریا ریڈیو اپنے سننے والوں کے سامنے اسلام کی کس قدر سادہ قابل قبول اور عملی شکل کا مظاہرہ کرتا ہے تو ہمیں مولانا نسیم سیفی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یہ وہی عالم دین ہیں جنہوں نے بلی گراہم کی مبشرانہ صلیبی مہم کے موقع پر لیگوس میں اسے چیلنج دیا۔ جس کا جواب نہیں دیا گیا۔۔۔''

صفحہ 111 پر جماعت احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے:-

''میں نے اس کتاب میں بہت سے مواقع پر اسلام کی نشر و اشاعت میں احمدیت کے نفوذ و اثر کا ذکر کیا ہے۔ افریقہ میں نہایت درجہ سرگرم اور وسعت پذیر مسلم مشنری تحریک یہی ہے درانحالیکہ یہ تحریک افریقن سرزمین سے نہیں ابھری اس فرقہ نے پنجاب میں جنم لیا اور اس کے تبلیغی مراکز پاکستان میں ہیں۔''

صفحہ 114 پر جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشنوں اور سکولوں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے:-

''شمال مغربی نائیجیریا کے مشہور قصبے احمدیت کے مقناطیسی اثرات کی زد میں ہیں انہوں نے ایک مذہبی ٹیکس زکوۃ اپنے پیروکاروں پر عاید کر رکھا ہے اور ان کے زیادہ تر پیروکار بڑے بڑے تاجر ہیں۔ احمدیہ تحریک کو بروئے کار لانے کے لئے حیران کن حد تک بڑی بڑی رقوم جمع ہو جاتی ہیں ان رقومات کا کچھ حصہ ابتدائی اور ثانوی سکولوں کے اغراض و مقاصد کے لئے خرچ ہوتا ہے افریقن جو کہ علم وحکمت کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کے لئے احمدیہ تحریک کے تعلیمی پروگرام میں بے پناہ کشش پائی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ متاثر کرنے والی بات یہ ہے کہ قومی روایات سے انحراف کرتے ہوئے احمدیوں نے اس ''بدعت'' کا آغاز کیا ہے۔ کہ انہوں نے جہاں لڑکوں کی تعلیم کا انتظام کیا وہاں لڑکیوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے سکول کھولے۔''

صفحہ 106 پر سیرالیون میں مسلمانوں کی تعداد وشمار پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے وہاں جماعت کی کوششوں سے تعمیر کردہ مساجد کا یوں ذکر کیا ہے:-

''احمدیہ مشن کی مجاہدانہ مساعی سے تقریبا پچیس مساجد تعمیر کی گئی ہیں اس نے ایسے سرگرم نوجوان مبلغوں کی فوج تیار کی ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو ملک کی روحانی اور تعلیمی ترقی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔''

صفحہ 117 پر افریقہ کی جماعت اسلامیہ کے ایک لیڈر کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی مصنف نے کتاب میں دیئے ہیں:-

''اسلام افریقہ کے صحرائی علاقوں میں بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے اس ترقی کو ثابت کرنے کے لئے میں اعداد وشمار تو پیش نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا مہیا کرنا مشکل ہے لیکن افریقی ماحول سے آپ اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ بلی گراہم اپنے تبلیغی دورہ پر جتنی دیر یہاں رہا اس کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس امر سے خوفزدہ ہے اور میرے کچھ کیتھولک مشنری دوستوں نے اپنے مراکز میں ایسی رپورٹس بھیجیں جن سے ان کی بدحواسی مترشح تھی۔''[176]

جلسہ سالانہ قادیان

اس سال قادیان دارالامان کا عظیم الشان جلسہ سالانہ اپنی مقدس روایات کے مطابق 18-19-20 دسمبر 1962ء کو منعقد ہوا جو یاتون من کل فج عمیق کی الہامی صداقت کا جیتا جاگتا نشان تھا۔ جلسہ میں ہندوستان کے طول وعرض سے پندرہ سولہ سو سے متجاوز احمدیوں نے شرکت فرمائی۔ پنجاب کے مختلف مقامات سے بعض غیر از جماعت اصحاب بلکہ غیر مسلم معززین بھی محض جلسہ کی خاطر قادیان آئے۔ افریقہ عدن اور ماریشس کے بعض مخلصین کے علاوہ 200 پاکستانی احمدیوں پر مشتمل قافلہ بھی دیار حبیب میں پہنچا اور اس مبارک اجتماع کی برکات سے مستفید ہوا۔ امیر قافلہ قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور تھے۔ قافلہ میں مولانا ابوالعطاء صاحب مدیر ''الفرقان'' سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ غانا، مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل۔ مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت، شیخ نصیر الدین صاحب مبلغ سیرالیون اور مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر مبلغ ماریشس بھی شامل تھے۔ ان حضرات نے اور ہندوستان کے دیگر ممتاز احمدی علماء نے پُرمغز تقاریر فرمائیں۔ شمع احمدیت کے پروانوں نے جلسہ کے ایام ذکر الٰہی اور پرسوز دعاؤں کے روحانی ماحول میں گزارے اور علم وعرفان کی جھولیاں بھر کر واپس آئے۔ 177

اس جلسہ کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے روح پرور پیغامات ارسال فرمائے جو اس کے افتتاحی اجلاس میں بالترتیب قریشی محمود احمد صاحب اور سید داؤد احمد صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ حضرت مصلح موعود کے ایمان افروز پیغام کا مکمل متن یہ ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھوالناصر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

برادران جماعت احمدیہ بھارت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری خلافت کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ کشفی طور پر دیکھا کہ ایک شخص جس کا نام مجھے عبدالصمد بتایا گیا کھڑا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ۔

''مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت تم پر خلافت کی برکتیں یا رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔''

یہ الہام گو عمومی رنگ میں ہماری ساری جماعت پر ہی چسپاں ہوسکتا ہے۔ مگر اس حقیقت سے بھی

انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جہاں تک موجودہ حالات کا تعلق ہے صرف آپ کی جماعت ہی وہ غریب جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے درویشانہ رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائی اور نا مساعد حالات میں بھی آپ لوگ خدائے واحد کا نام بلند کرتے رہے۔ پس آپ لوگ یقیناً خوش قسمت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس بات کی بھی بشارت دے دی کہ وہ اس درویشانہ خدمت کے نتیجہ میں آپ لوگوں کو خلافت کی برکات سے خاص طور پر حصہ عطا فرمائے گا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جہاں یہ الہام سب لوگوں کے لئے بڑی بھاری بشارت کا حامل ہے۔ وہاں اس سے آپ لوگوں کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جن سے عہدہ برآ ہونے کی صرف وہی صورت ہے جس کی طرف عبدالصمد نام میں اشارہ کیا گیا ہے۔ صمد کے معنی اس ذات کے ہوتے ہیں جو کسی کی محتاج نہ ہو۔ لیکن کوئی دوسرا وجود اس سے غنی نہ ہو۔ یعنی کوئی وجود ایسا نہ ہو جو اس کی مدد کے بغیر قائم رہ سکے۔ اسی طرح صمد کے معنی ہمیشہ قائم رہنے والے اور نہایت بلند شان والے کے بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام معانی توحید کامل کا مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کیونکہ موجودات میں سے کوئی وجود ایسا نہیں جو بلندی اور عظمت میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ پس عبدالصمد نام میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو اپنا حقیقی ملجاء اور ماویٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی سمجھنا چاہیئے اور اسی پر کامل توکل اور بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت آپ لوگوں کے سپرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان کام سپرد کیا گیا ہے۔ وہ اسی صورت میں سر انجام دیا جا سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت شامل حال ہو۔ ورنہ اس کے انجام پانے کی اور کوئی صورت نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھاؤ اور دعاؤں اور ذکر الٰہی پر خصوصیت سے زور دو۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کو ساری دنیا میں پھیلائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں بڑی شان اور عظمت سے لہرائے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہی ہوگا۔ بے شک دنیا ان باتوں کو ناممکن سمجھتی ہے۔ لیکن ہم نے خدا تعالیٰ کے نشانات کو بارش کی طرح برستے دیکھا ہے اور ہم نے اس کی قدرتوں اور جلال کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ یقین ہے کہ احمدیت اور اسلام بڑھیں گے اور پھلیں گے اور پھولیں گے اور ایک دفعہ پھر ساری دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بڑی شان کے ساتھ گاڑا جائیگا۔ یہ آسمانی فیصلہ ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی اسلام اور احمدیت کی کامیابی کی بشارت لکھ چکی ہے۔ اور جو فیصلہ آسمان پر ہو جائے زمین اسے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

پس اس مقصد کے حصول کے لئے پہلے سے بھی زیادہ ہمت اور استقلال اور زیادہ چستی کے ساتھ

دین اسلام کی خدمت میں لگ جاؤ۔ اور اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرو۔ نمازوں میں خشوع وخضوع کی عادت ڈالو۔ دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دو۔ صدقہ وخیرات کی طرف توجہ رکھو۔ سچائی سے کام لو۔ دیانت اور امانت میں اپنا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔ اور عدل وانصاف اپنا شیوہ بناؤ۔ یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرلو تو تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور اس کی معجزانہ تائید تمہاری طرف دوڑتی چلی آئے گی۔ اور خدا تعالیٰ ایک دن ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دے گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیرو برکت کا موجب بنائے اور آپ کے مردوں اور عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں میں وہ تغیر پیدا کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنا چاہتے تھے اور آپ لوگوں کو اسلام اور احمدیت کا سچا اور حقیقی خادم بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

13-12-1962ء [178]

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ آخری پیغام ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی زندگی میں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے سپرد قلم فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

قادیان کی مقدس سرزمین میں جمع ہونے والے بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مَیں کچھ عرصہ سے بیمار چلا جا رہا ہوں اور کمزوری زیادہ بڑھ گئی ہے اور دل میں بھی کافی ضعف پیدا ہو گیا ہے اس لئے اس دفعہ کوئی خاص پیغام آپ کے لئے میں نہیں بھجوا سکتا اور صرف اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ اس وقت جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ستر سال سے اوپر ہو گئے ہیں اور گویا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو بڑی ترقیوں سے نوازا ہے اور اسی کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے اکثر آزاد ملکوں میں قائم ہو چکی ہے لیکن ابھی تک ہماری ترقی کی رفتار ایسی نہیں جو ہمارے دلوں کو خوش کر سکے۔ یا ہم اسے اپنے آسمانی آقا کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کر سکیں اسوقت دنیا کی مختلف قوموں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے غیر معمولی دوڑ دھوپ شروع ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنا قدم تیز بلکہ بہت تیز کر کے خدا کے

سامنے سرخرو ہونے کی کوشش کریں۔

یادرکھو کہ اسلام اور احمدیت خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کی قدروقیمت کو ابھی تک بعض احمدیوں نے بھی پوری طرح نہیں پہچانا۔ اور یہ نعمت ساری دنیا کے لئے آسمان سے نازل کی گئی ہے۔ پس ہمیں اپنے قدموں کو تیز کر کے اس نعمت کو جلد تر دنیا کے سارے کونوں اور ساری قوموں تک پہنچا دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام دنیا کے لئے بشارت اور انذار کا پیغام لیکر آئے تھے۔ آپ کے الہامات میں ہندوؤں کے لئے بھی بشارت ہے اور مسیحیوں کے لئے بھی بشارت ہے۔ اور بدھوں کے لئے بھی بشارت ہے۔ اور سکھوں کے لئے بھی بشارت ہے اور دوسری قوموں کے لئے بھی بشارت ہے، بشرطیکہ وہ اس حق کو قبول کریں جو خدا نے اس زمانہ کے ماموراور اوتار کے ذریعہ دنیا میں نازل کیا ہے۔ پس آج جبکہ نئے سال کا آغاز ہونے والا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ نئے ولولے اور نئے عزم کے ساتھ اپنے کام کو شروع کریں اور اسلام اور احمدیت کے پیغام کو خاص جدوجہد کے ساتھ جلد تر ساری دنیا تک پہنچا دیں۔

مگر ضروری ہے کہ اور یہ ضرورت دن بدن بڑھتی جارہی ہے کہ آپ لوگ تبلیغ اور تربیت کی طرف بھی توجہ دیں اور مردوں اور عورتوں کی تربیت کے علاوہ نئی نسل کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں صحیح تعلیم وتربیت کے ذریعہ وہ روح پیدا کریں جو قوموں کے لئے ترقی کی غیر معمولی بنیاد بنا کرتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنا ذاتی نمونہ اچھا بنائیں۔ کیونکہ اچھے نمونہ کے بغیر نہ انسان خود ترقی کرتا ہے اور نہ اگلی نسل ترقی کرسکتی ہے۔ نمازوں اور دعاؤں پر زور دیں۔ اور خدا کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کریں۔ یادرکھو کہ اسلام نے خدا کو محض ایک خشک فلسفہ کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ ایک زندہ حقیقت اور حیّ قیوّم اور قادر ومتصرف ہستی کے طور پر پیش کیا ہے۔ اسلام کا خدا وہ ہے جس نے دنیا کو نیستی سے پیدا کیا۔ اور اس کے بعد وہی دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اور تقدیر کی ساری کنجیاں بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اب اس زمانہ میں اس کی حکیمانہ تقدیر نے تقاضا کیا ہے کہ اسلام کو اسی طرح روحانی رنگ میں ترقی دے جس طرح کہ اپنے دوراول میں اس نے سیاسی رنگ میں ترقی کی تھی اور اسلام کو اپنی روحانی طاقتوں کے ذریعہ ساری دنیا پر غالب کردے۔

مگر خدا کی یہ بھی سنت ہے کہ ہر تقدیر کے ساتھ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ انسانوں کی تدبیر بھی شامل ہونی ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ جس طرح تقدیر آسمان سے زمین پر اترتی ہے، تدبیر زمین سے آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور دونوں کے ملنے سے ایسی طاقت پیدا ہوتی ہے جو دنیا کی کایا پلٹ دیتی ہے۔ پس بھائیو! اور بہنو! اپنی ذمہ داری کو پہچانو اور خاص توجہ اور خاص کوشش اور خاص ولولہ اور غیر معمولی نیکی اور تقویٰ اور اسوہ حسنہ کے ذریعہ اسلام کی ترقی کے سامان پیدا کرو۔ اس وقت دنیا مادیت کے ماحول میں

گھری ہوئی روحانیت کے لحاظ سے گویا دم توڑ رہی ہے۔آپ کا فرض ہے کہ اس نیم مردہ لاش کو روحانیت کا حیات بخش پیغام پہنچائیں اور مرتی ہوئی انسانیت کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچالیں۔پس تبلیغ کے ذریعہ اور تربیت کے ذریعہ اور دعاؤں کے ذریعہ اور نیک نمونہ کے ذریعہ اور ان روحانی طاقتوں کے ذریعہ جو خدا تعالیٰ نے نیک لوگوں میں ودیعت کر رکھی ہیں۔دنیا سے بدی کو مٹائیں اور نیکی کو ترقی دیں کہ اسی میں آپ کی اور ہماری اور تمام دنیا کی نجات ہے ہم آپ لوگوں کی نیک کوششوں میں روحانی جدو جہد کے لحاظ سے آپ کے ساتھ ہیں مگر جسمانی لحاظ سے ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ۔

؎ بلبل ہے صحنِ باغ سے دُور اور شکستہ پر
پروانہ ہے چراغ سے دُور اور شکستہ پر

والسلام خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ

26 دسمبر 1962ء [179]

غیر مسلم صحافی کے تاثرات

جناب لاہوری رام بالی صاحب ایڈیٹر پندرہ روزہ اخبار ’’بھیم پترکا‘‘ (جالندھر) نے قادیان کے عظیم الشان روحانی اجتماع کے بارے میں ’’ایک باعمل جماعت‘‘ کے زیرِ عنوان حسب ذیل نوٹ سپرد اشاعت کیا:-

’’ملک کی تقسیم سے پہلے ہمارے شہر میں مسلمان تو کافی تھے مگر ان میں ایک احمدی بھی تھے۔اپنی چند خوبیوں کی بدولت سارے ہی شہر میں مشہور تھے۔وہ ہمارے پڑوسی بھی تھے۔اس ناطے میں اکثر ان کے پاس اردو اخبار پڑھنے جایا کرتا تھا۔اس وقت طالب علمی کے دن تھے۔کافی سُوجھ بُوجھ تھی نہ گہرا مطالعہ۔لیکن پھر بھی جلسے جلوسوں میں شرکت کرنے کا شوق تھا۔لیکچر سننے سنانے کی دُھن تھی۔گہرا مطالعہ کرنے کو جی چاہتا تھا۔دوسرے لوگ نفرت اور چھوا چھوت کا برتاؤ کرتے تھے۔مگر یہی مسلمان اپنے پاس بٹھاتا تھا۔پڑھنے لکھنے میں مدد دیتا تھا۔اس سے اُنس ہونا ایک قدرتی بات تھی۔

ملک تقسیم ہو گیا۔ہم بچھڑ گئے لیکن اپنے اس دوست جو احمدیت کا ایک نمونہ تھا کے خط وخال اس کا مدلل اور پُرسلیقہ طرزِ بحث اس کی گہری علمیت اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کا جذبہ۔۔۔۔یہ سب کچھ مجھے اب بھی یاد ہے۔۔۔۔۔تبھی سے میں ’’لائی لگ مومن نالوں کھوجی کافر چنگا‘‘ کے ’’سدھانت‘‘ کا قائل ہو گیا۔

اس وقت احمدی تحریک کے متعلق میری واقفیت اگر تھی تو محض برائے نام۔۔۔۔۔۔حالات نے زندگی کا رخ بدل دیا۔عملی طور پر پبلک زندگی میں آنے کا موقع ملا۔۔۔۔۔میرے ایک دوست محمد لطیف صاحب کئی برسوں سے مجھے قادیان جانے کی تلقین کرتے آرہے تھے۔میری اپنی بھی وہاں جانے کی دلی خواہش تھی۔سو اس مرتبہ 19 دسمبر 1962ء کو مجھے بھی احمدی جماعت کی سالانہ کانفرنس میں جو قادیان (ضلع گورداسپور) میں منعقد ہوئی شرکت کرنے کا موقع ملا۔ایک دیرینہ خواہش پوری ہوگئی:-

مولانا ابوالعطاء صاحب۔مولانا سمیع اللہ صاحب،مولانا بشیر احمد صاحب،اور مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقاریر جو اس دن کے پروگرام میں شامل تھیں۔سُنیں۔چونکہ میری واقفیت اب بھی سرسری ہے اس لئے احمدی جماعت کے متعلق فی الحال کچھ مفصّل طور پر لکھنا میرے لئے مناسب نہ ہوگا۔لیکن پھر بھی سالانہ کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد اپنے مشاہدے کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کا پرچار جتنے ٹھوس عمدہ اور مدلل ڈھنگ سے احمدی لوگ کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو یا کرسکتا ہو۔کم از کم میری نظر سے تو ان کے برابر کوئی جماعت یا فرد واحد نہیں گزرا۔سچ مچ یہ لوگ تلواروں کے سایہ میں اسلام کا پرچار کر رہے ہیں۔ہندوستان تو کیا پاکستان میں بھی کیا کم مظالم ڈھائے گئے ہیں؟ظلم وستم برداشت کرنے کے باوجود کیا مجال کہ تبلیغ کے کام میں سُستی آئے یا ان کے۔۔۔۔قدموں میں لغزش پیدا ہو! میں تو یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ اگر کسی نے دھرم پرچار کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو احمدیوں سے سیکھے۔کتنا اتحاد ہے ان میں! کتنی منظّم ہے یہ باعمل جماعت!!

مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ''قومی یکجہتی اور اس کے قیام کے ذرائع'' کے عنوان پر جو معرکہ انگیز اور پرسوز تقریر کی ہے اس سے بے حد متاثر ہوا۔مولانا موصوف نے اپنی تقریر میں یکجہتی قائم کرنے کے لئے دس نکات پر مشتمل پروگرام پیش کیا جن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

1۔ہندوستان میں بسنے والے افراد کو بلالحاظ مذہب وملت وفادار شہری سمجھا جائے۔

2۔مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کی جائے۔

3۔ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور بانیوں کا احترام کریں۔

4۔صحیح یا غلط پرانے واقعات کو دوہرا کر فتنہ وفساد بپا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

5۔ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی صرف خوبیاں ہی بیان کریں۔دوسرے مذہب یا مذہبی رہنماؤں پر کیچڑ نہ اچھالیں۔

اگر ان تجاویز پر ایمان داری سے عمل کیا جائے تو صحیح معنوں میں یکجہتی کیوں نہ قائم ہو؟ضرور ہوسکتی ہے۔

سالانہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے مجھے پاکستان میں احمدی جماعت کے مرکز۔۔۔۔ ربوہ بھی جانا تھا۔مگر ابھی تک پاسپورٹ ہی نہیں ملا۔۔۔۔کانفرنس کب کی ختم ہو چکی ہے لیکن پاسپورٹ کے کاغذات شاید کسی کلرک بادشاہ یا تھانیدار کی میز پر چکر کاٹ رہے ہیں۔ایک نہ ایک دن ربوہ جانے کی خواہش بھی ضرور پوری ہو جائے گی۔

فرصت ملی تو احمدی جماعت کے متعلق پھر کبھی لکھوں گا۔۔۔۔ابھی تو میں اس کا مطالعہ ہی کر رہا ہوں۔اخیر میں میرا یہ نوٹ نامکمل رہ جائے گا اگر میں جناب محمد لطیف صاحب کے علاوہ حضرت شہامت علی صاحب اور جناب عبدالعظیم صاحب مینیجر احمدیہ بکڈپو کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے میرا پُر خلوص اور پُر تپاک خیر مقدم کیا۔" 180

مقدس قافلہ قادیان

پاکستانی زائرین کی فہرست

پاکستان سے جلسہ سالانہ قادیان 1962ء میں شرکت کرنے والے مقدس قافلہ کے امیر قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ اور جائنٹ امیر سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے۔حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں کے قلم مبارک سے اس بابرکت قافلہ میں شامل مخلصینِ احمدیت کی مکمل فہرست ذیل میں زیب قرطاس کی جاتی ہے۔یہ قافلہ 17 دسمبر 1962ء کو لاہور سے بذریعہ ریل روانہ ہوا۔

1۔چوہدری احمد جان صاحب R-54 سید پوری گیٹ راولپنڈی

2۔حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری احمد جان صاحب

3۔ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب نئی منڈی گجرات

4۔مولانا ابوالعطاء صاحب

5۔امتہ اللہ بیگم صاحبہ بیوہ فیض احمد صاحب محلّہ واٹرورکس سیالکوٹ شہر

6۔مہر اللہ دتا صاحب محلّہ سنت پورہ لائل پور

7۔حسن بیگم صاحبہ زوجہ مہر اللہ دتہ صاحب

8۔امتہ الحفیظ شاکر بنت میاں عبدالحق صاحب شاکر ربوہ

9۔ملک اکرام اللہ خان صاحب معرفت طارق ٹرانسپورٹ جودھامل بلڈنگ لاہور

10۔امتہ الرشید صاحبہ اہلیہ محمد امجد خان صاحب سمن آباد لاہور

11۔امتہ البشیر بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبد المغنی صاحب راولپنڈی
12۔قریشی اعتقاد النبی صاحب محلّہ دارالصدر ربوہ
13۔ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب ڈینٹل سرجن لاہور
14۔فہمیدہ اعجاز الحق صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور
15۔امتہ الباسط ایاز اہلیہ افتخار احمد صاحب ایاز ربوہ
16۔امتہ الرافع ایاز بنت افتخار احمد صاحب ایاز ربوہ
17۔صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب دارالضیافت ربوہ
18۔بیگم بی بی صاحبہ زوجہ محمد عبداللہ صاحب باغبانپورہ گوجرانوالہ
19۔برکت علی صاحب ولد چوہدری محمد علی صاحب گجرات
20۔ڈاکٹر بشیر احمد صاحب گولبازار ربوہ
21۔ملک برکت علی صاحب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
22۔فیروزہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک برکت علی صاحب حافظ آباد
23۔بشارت احمد صاحب نسیم وکالت مال ربوہ
24۔سردار بشیر احمد صاحب آریہ نگر پونچھ روڈ لاہور
25۔چوہدری ثناء اللہ صاحب دھرگ میانہ ضلع سیالکوٹ
26۔جمیل احمد صاحب سبزی فروش گولبازار ربوہ
27۔چوہدری جلال الدین صاحب حال چک 37 ج سرگودھا
28۔حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب گورایا گنج مغلپورہ لاہور
29۔عابدہ صدیقہ صاحبہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب گورایا گنج مغلپورہ لاہور
30۔نصیر احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب گورایا گنج مغلپورہ لاہور
31۔صوفی خدا بخش صاحب عبد بی اے۔ربوہ
32۔سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ
33۔دین محمد صاحب شاہد ایم۔اے مربی سلسلہ راولپنڈی
34۔رابعہ بی بی صاحبہ زوجہ محمد اسماعیل صاحب دارالصدر ربوہ
35۔رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی محمد عبداللہ صاحب ربوہ

36۔رفیقہ بیگم صاحبہ بنت کرم دین صاحب دارالنصر ربوہ
37۔رفیع الزمان خان صاحب میشامل روڈ۔جناح چوک کراچی
38۔رحمت اللہ صاحب چک 69 R B گھسیٹ پورہ ضلع لائلپور
39۔رشید احمد خان صاحب شاہجہانپوری گولبازار ربوہ
40۔رقیہ فقیر اللہ صاحبہ بنت ایم فقیر اللہ صاحب پرانی میوہ منڈی لاہور
41۔ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب میڈیکل پریکٹیشنر قلعہ صوبا سنگھ سیالکوٹ
42۔رابعہ بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی اللہ دین صاحب شاہدرہ ٹاؤن
43۔زاہدہ صاحبہ بنت شیخ عبدالقادر صاحب ہائیڈ مارکیٹ لاہور
44۔سید سعید احمد صاحب واربرٹن ضلع شیخوپورہ
45۔سعیدہ صادقہ صاحبہ اہلیہ سید سعید احمد صاحب واربرٹن
46۔سعیدہ احسن صاحبہ دارالرحمت وسطی ربوہ
47۔سائرہ خاتون صاحبہ بنت ڈاکٹر اعظم علی صاحب نئی منڈی گجرات
48۔شیخ سبحان علی صاحب چک نمبر 416 ج۔ب ضلع لائل پور
49۔سکینہ بیگم صاحبہ بنت میاں عمر دین صاحب جھنگ صدر
50۔سراج الدین صاحب ولد محمد الدین صاحب مغل پورہ لاہور
51۔سلیمہ ناہید صاحبہ اہلیہ خلیل احمد صاحب۔راولپنڈی
52۔سردار محمد صاحب چوہڑکانہ منڈی۔ضلع شیخوپورہ
53۔چوہدری شہاب الدین صاحب کوٹ باغ دین۔سندھ
54۔شیر علی صاحب ظفر چوہڑکانہ منڈی ضلع شیخوپورہ
55۔صلاح الدین صاحب ولد میاں فضل حق صاحب۔ربوہ
56۔صالحہ بیگم صاحبہ بنت مفتی فضل احمد صاحب ٹبہ سیداں۔سیالکوٹ شہر
57۔صوفیہ خانم صاحبہ بیوہ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی اسلامیہ پارک۔لاہور
58۔حمید احمد خان ابن ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی اسلامیہ پارک۔لاہور
59۔چوہدری صلاح الدین صاحب ناظم جائیداد ربوہ
60۔صلاح الدین بٹ صاحب سلطان پورہ روڈ۔لاہور

61۔مرزا صالح علی صاحب رسالہ روڈ۔حیدر آباد

62۔اہلیہ مرزا صالح علی صاحب رسالہ روڈ۔حیدر آباد

63۔خلیفہ طاہر احمد ولد خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب۔کوئٹہ

64۔ظریف احمد خان ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال۔ربوہ

65۔چوہدری علی اکبر صاحب نائب ناظم تعلیم۔ربوہ

66۔حافظ عزیز احمد صاحب۔چنیوٹ

67۔عبدالمجید خان صاحب دارالنصر۔ربوہ

68۔ملکہ خانم صاحبہ اہلیہ عبدالمجید خان صاحب۔ربوہ

69۔عائشہ بیگم صاحبہ بیوہ مولوی رحمت علی صاحب۔ڈیوس روڈ۔لاہور

70۔شیخ عبدالقادر صاحب چوبرجی پارک۔لاہور

71۔سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالقادر صاحب۔لاہور

72۔عبدالماجد ابن شیخ عبدالقادر صاحب۔لاہور

73۔عطیہ بیگم صاحبہ بنت حافظ غلام رسول صاحب۔ربوہ

74۔شیخ عبداللطیف صاحب مراد کلاتھ ہاؤس۔لاہور

75۔ماسٹر علی محمد صاحب مسلم۔فرید ٹاؤن۔منٹگمری

76۔خلیفہ عبدال صاحب۔جیل روڈ۔لاہور

77۔امتہ النصیر صاحبہ اہلیہ خلیفہ عبدال صاحب۔لاہور

78۔عزیزہ بیگم صاحبہ بنت بابو عبدالرحمٰن صاحب۔جھنگ صدر

79۔عبدالوہاب صاحب کوچہ چابک سواراں۔لاہور

80۔علی محمد صاحب انور۔جیکب لائن۔کراچی

81۔عبدالحق صاحب (کاتب) ربوہ

82۔عبدالحمید صاحب ولد حکیم محمد عبداللہ صاحب۔جہلم

83۔ماسٹر عطاء محمد صاحب جامعہ احمدیہ۔ربوہ

84۔مولوی عبدالغفور صاحب۔کوہاٹ

85۔فردوس بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالغفور صاحب۔کوہاٹ

86۔عیدو صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب دارالنصر۔ ربوہ
87۔چوہدری عبداللطیف صاحب اورسیئر دارالنصر۔ ربوہ
88۔عالماں بیگم زوجہ محمد الدین صاحب
89۔عائشہ بی بی صاحبہ بیوہ ملک محمد شفیع صاحب۔کوئٹہ
90۔عبدالرشید صاحب ظفر نظارت بیت المال۔ ربوہ
91۔میاں علم دین صاحب ولد میاں اللہ بخش صاحب دارالیمن ربوہ
92۔عبدالسلام صاحب ولد محمد اسماعیل صاحب دارالیمن۔ ربوہ
93۔گیانی عباداللہ صاحب۔ ربوہ
94۔ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی۔ لاہور
95۔خیرالنساء صاحبہ اہلیہ ملک عبداللطیف صاحب۔ لاہور
96۔منور احمد صاحب ابن ملک عبداللطیف صاحب۔ لاہور
97۔علم دین صاحب ولد محمد بوٹا چک 69 رب گھسیٹ پورہ۔ لائلپور
98۔احمدی صاحبہ اہلیہ علم دین صاحب
99۔خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب۔کوئٹہ
100۔مولوی عبدالعزیز (محتسب) ربوہ
101۔ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب سب چارج سول ہسپتال۔ راولپنڈی
102۔عبدالحمید صاحب سب چارج سول ہسپتال۔ راولپنڈی
103۔عبدالسلام صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی
104 چوہدری عبدالحمید سمن آباد۔ لاہور
105۔عزیز بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالقادر صاحب ہائیڈ مارکیٹ۔ لاہور
106۔عبدالحفیظ خان صاحب عارضی منزل۔ ربوہ
107۔عبدالرؤف خان صاحب ساگر روڈ۔ لاہور چھاؤنی
108۔عبدال صاحب کباب فروش گولبازار ربوہ
109۔سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدال صاحب کباب فروش گولبازار ربوہ
110۔نعیمہ بنت عبدال صاحب کباب فروش گولبازار ربوہ

111۔عبدالرحیم صاحب چک نمبر 84 سرشمیر روڈ ضلع لائلپور
112۔عبدالرحمٰن خان صاحب۔قائد آباد۔کوئٹہ
113۔عبدالشکور شاد ولد عبدالرحیم صاحب فیکٹری ایریا۔ربوہ
114۔عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ عبدالکریم صاحب فیکٹری ایریا۔ربوہ
115۔مستری عطاء اللہ صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ
116۔امتہ القیوم بنت مستری عطاء اللہ صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ
117۔عزیزہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر غلام غوث صاحب
118۔خواجہ عبدالرشید صاحب ولد خواجہ عبدالحمید صاحب۔ربوہ
119۔چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ولد چوہدری دیوان خان صاحب گوالمنڈی۔لاہور
120۔غلام حسن صاحب ولد اللہ بخش صاحب مزنگ روڈ۔لاہور
121۔ماسٹر غلام محمد صاحب شاہدرہ ٹاؤن لاہور
122۔آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام حسن صاحب مزنگ روڈ۔لاہور
123۔مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ربوہ
124۔ملک فضل احمد صاحب حال وکالت تبشیر ربوہ
125۔چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم ربوہ
126۔فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمد عبداللہ صاحب چنیوٹ
127۔شیخ فتح محمد صاحب قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ
128۔فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم محمد ابراہیم صاحب جھنگ صدر
129۔قادر بخش خان صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ
130۔صوفی کریم بخش صاحب گولبازار۔ربوہ
131۔کمال یوسف صاحب۔وکالت تبشیر ربوہ
132۔لال پری صاحبہ زوجہ میر خاں صاحب ربوہ
133۔لطیف احمد صاحب عارف
134۔کلثوم بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر لطیف احمد صاحب عارف ربوہ
135۔محمد ایوب صاحب بٹ۔بلوچ منزل۔کوئٹہ

136۔ چوہدری محمد احمد صاحب کارکن دفتر تعمیر ربوہ
137۔ ملک محمد دین صاحب خادم محلّہ دارالیمن ربوہ
138۔ محمد انور خانصاحب لونیاں منڈی لاہور چھاؤنی
139۔ منیرہ ملک زوجہ محمد انور خانصاحب لونیاں منڈی لاہور چھاؤنی
140۔ طارق انور ابن محمد انور خانصاحب لونیاں منڈی لاہور چھاؤنی
141۔ نوابزادہ محمد امین خانصاحب
142۔ محمد شریف صاحب بیت الشّمس گوجرانوالہ
143۔ محمد اکرام الحق رتن باغ سٹریٹ لاہور
144۔ محمد لطیف صاحب محلّہ باغبانپورہ گوجرانوالہ
145۔ مرزا منظور احمد جٹ لائن کراچی (آف قادیان)
146۔ محمد اسماعیل صاحب ولد میاں اللہ دتہ صاحب دارالیمن ربوہ
147۔ محمد صادق صاحب ولد محمد اسداللہ صاحب مشین محلّہ جہلم
148۔ شیخ محمد بشیر احمد صاحب پٹرول ڈیلر جھنگ صدر
149۔ خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور
150۔ ممتاز قریشی صاحبہ بنت مفتی فضل محلّہ ٹبہ سیداں سیالکوٹ شہر
151۔ مولوی محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ
152۔ رشید احمد ابن مولوی محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ
153۔ محمد حسین خادم مسجد مبارک ربوہ
154۔ محمد امین صاحب ولد محمد حسین صاحب قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ
155۔ شیخ محمد علی صاحب ولد شیخ دوست محمد صاحب قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ
156۔ سید مبارک احمد صاحب محلّہ دارالصدر شرقی ربوہ
157۔ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ سید مبارک احمد صاحب
158۔ مظفر احمد صاحب ابن سید مبارک احمد صاحب
159۔ حافظ محمد سلیمان صاحب کوارٹر تحریک جدید ربوہ
160۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب کوارٹر تحریک جدید ربوہ

161۔ممتاز احمد صاحب خوب چند روڈ۔کوئٹہ

162۔چوہدری مقبول احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر شیخوپورہ

163۔محمد امجد خانصاحب سمن آباد۔لاہور

164۔محمد رمضان صاحب وکالت تبشیر ربوہ

165۔رابعہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد رمضان صاحب وکالت تبشیر ربوہ

166۔محمد علی صاحب ولد حسین بخش گلبرگ لاہور

167۔نواب بی بی صاحبہ زوجہ حسین بخش گلبرگ لاہور؟؟؟؟

168۔چوہدری محمد اعظم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

169۔رسول بیگم صاحب اہلیہ چوہدری محمد اعظم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

170۔ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ فقیر اللہ صاحب نوازش بلڈنگ لاہور

171۔حسیب ابن فقیر اللہ صاحب نوازش بلڈنگ لاہور

172۔محمد احمد صاحب ثاقب جامعہ احمدیہ ربوہ

173۔مسٹر محمود احمد صاحب چیمہ گلبرگ روڈ لاہور

174۔ایم محمد عمر صاحب ربوہ

175۔امیر بیگم صاحبہ اہلیہ محمد عمر صاحب ربوہ

176۔چوہدری محمد اسماعیل خالد صاحب احمد آباد اسٹیٹ سندھ

177۔سید مبشر احمد صاحب جھنگ صدر

178۔محمد نور احمد صاحب گوٹھ غلام رسول سندھ

179۔محمد اسحٰق صاحب ولد مولوی خلیل احمد صاحب کراچی

180۔مولوی محمود احمد صاحب مختار دفتر اصلاح وارشاد ربوہ

181۔حاجی محمد فاضل صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ

182۔شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

183۔قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ نمبر 4 میکلوڈ روڈ لاہور

184۔آمنہ صدیقہ صاحبہ زوجہ قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ نمبر 4 میکلوڈ روڈ لاہور

185۔شیخ محمد عبداللہ صاحب ہا گوراور کس وزیر آباد

186۔خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ لاہور

187۔چوہدری منور لطیف اللہ صاحب سمن آباد لاہور

188۔ناصر احمد صاحب باجوہ 32 ایلگن روڈ لاہور چھاؤنی

189۔نظام الدین صاحب وکالت تبشیر

190۔مولوی نورالحق صاحب ادارۃ المصنّفین ربوہ

191۔نثار احمد صاحب فاروقی

192۔مولوی نصیرالدین احمد صاحب دارالصدر ربوہ

193۔مولوی نذیر احمد صاحب مبشر وکالت تبشیر ربوہ

194۔چوہدری نبی بخش صاحب مسن باڈہ سندھ

195۔نوراحمد خان صاحب گوالمنڈی لاہور

196۔چوہدری ناصر احمد صاحب سرائے عالمگیر گجرات

197۔ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری ناصر احمد صاحب سرائے عالمگیر گجرات

198۔مولوی نورالحق تنویر صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ

199۔نوراحمد محلّہ دارالیمن ربوہ

200۔ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ کرم دین صاحب دارالنصر ربوہ[181]

جلسہ سالانہ ربوہ

جلسہ سالانہ قادیان کے چند روز بعد دارالہجرت ربوہ کی مبارک سرزمین میں 26-27-28 دسمبر 1962 کو نہایت درجہ کامیاب جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی نسبت پیشگوئی فرمائی تھی کہ’’خدا نے اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ 182

اس خدائی وعدہ کا ایک بار پھر شاندار ظہور ہوا اور ربوہ کی بستی نوے ہزار فدائیوں سے معمور ہو کر ذوق وشوق، انابت الی اللہ کا پر کیف منظر پیش کرنے لگی۔اس جلسہ میں مشرقی ومغربی پاکستان کے علاوہ کویت، عمان، مشرقی افریقہ، ماریشس، سیرالیون، جرمنی، سکینڈے نیویا اور انگلستان کے مخلصین نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی جلسہ کی برکات سے بہرہ افروز ہوئے۔الغرض یہ ان قوموں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا جنہیں خدا تعالیٰ دنیا کے دور دراز علاقوں میں شامل سلسلہ ہونے کے لئے تیار کر رہا ہے۔ 183

اگرچہ سیدنا حضرت مصلح موعود علالت طبع کے باعث بنفس نفیس تشریف نہ لا سکے حضور نے نہایت ایمان افروز افتتاحی اور اختتامی خطاب لکھوا کر ارسال فرمائے جنہیں حضور کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پہلے اور آخری اجلاس میں نہایت پُر درد آواز میں پڑھ کر سنایا جسے سنتے ہوئے فضا بار بار نعرہ ہائے تکبیر، حضرت فضل عمر زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی۔

امام ہمام کے روح پرور پیغامات

حضور کے دونوں پیغامات ذیل میں قلمبند کئے جاتے ہیں:-

افتتاحی پیغام

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھــو الــنــاصــر

برادران جماعت احمدیہ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

اس نے ہمیں اپنی زندگیوں میں ایک بار پھر آپس میں ملنے اور اپنے ذکر کو بلند کرنے کے لئے اس

اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق بخشی۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے آپ لوگوں کا یہاں آنا مبارک کرے اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کو پورا کرنے کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

آپ لوگ یاد رکھیں

ہمارا یہ جلسہ دنیوی جلسوں کا رنگ نہیں رکھتا بلکہ خالص دینی مقاصد کو ترقی دینے اور باہمی اخوت اور محبت بڑھانے کے لئے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔اس لئے ان ایام کو ضائع نہ کریں بلکہ ان سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں کہ جب آپ جائیں تو اپ اپنے دلوں میں محسوس کریں کہ آپ کے ایمان اور آپ کے اخلاص اور آپ کے علم اور آپ کے عمل میں ایک نمایاں ترقی ہوئی ہے اور آپ کی روحانیت اور باطنی پاکیزگی میں اضافہ ہوا ہے۔اگر آپ اس جلسہ سے یہ فائدہ اٹھالیں تو آپ کامیاب ہو گئے اور اگر آپ اپنے اندر کوئی تغیر محسوس نہ کریں تو آپ کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔رسول کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شخص کے دو دن بھی نیکی کے لحاظ سے برابر رہے وہ گھاٹے میں رہا۔آپ کے لئے تو جلسہ کے تین دن رکھے گئے ہیں۔اگر ان تین دنوں میں بھی آپ کے اندر کوئی تغیر پیدا نہ ہوا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کتنے بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔پس یہ ایام بہت زیادہ فکر کے ساتھ بسر کریں۔اور اٹھتے بیٹھتے دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دیں۔تقریروں سے فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کی ضروریات کا علم حاصل کر کے ان میں حصہ لینے کی کوشش کریں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے جلسہ میں شامل نہ ہو سکا لیکن میرا یہ پیغام ہے جو آپ لوگ یاد رکھیں کہ دنیا کی نجات اس وقت آپ لوگوں سے وابستہ ہے اس لئے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور اپنے نمونہ سے لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف مائل کریں۔جس طرح ہر مغز اپنے ساتھ ایک قشر رکھتا ہے اسی طرح اشاعت اسلام کا کام بھی جہاں ضروری جدوجہد سے تعلق رکھتا ہے۔جو اس کا ایک جسم ہے وہاں اس کا مغز اور اس کی روح وہ اخلاص اور تبتل الی اللہ ہے جو ایک سچے مومن کے اندر پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تائید آسمان سے نازل ہوتی ہے جس طرح قربانیوں کا گوشت اور خون خدا تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ دل کا اخلاص اور تقویٰ خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔اسی طرح صرف ظاہری جدوجہد خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں ہوتی بلکہ وہ جدوجہد مقبول ہوتی ہے جس میں تقویٰ اور

اخلاص اور روحانیت کی چاشنی

بھی موجود ہو اور جس شخص کے اندر سچا اخلاص اور تقویٰ پایا جائے اس کے جوارح پر بھی اس کا اثر

پڑتا ہے اور وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جاتا ہے۔ جب لوگ اسے دیکھتے ہیں تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں تو یہ شخص بھی ہماری طرح ہے لیکن اس کے اخلاق ہم سے اعلیٰ ہیں۔ اس کی عادات ہم سے بہتر ہیں۔ اس کے اندر نماز اور روزہ اور دعاؤں اور صدقات کا زیادہ شغف پایا جاتا ہے اور ہر قسم کے رذائل سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر یہ شخص اپنے اندر ایک نیک اور پاک تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو ہم کیوں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی احمدیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ کیونکہ فطری طور پر ہر انسان پاکیزگی کا خواہشمند ہے۔ صرف بیرونی علائق اور روکیں ہی ہیں جو اسے خدا تعالیٰ سے دور رکھتی ہیں۔ لیکن جب کوئی نیک نمونہ اس کے سامنے آتا ہے تو اس کی خوابیدہ فطرت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ بھی دنیوی علائق کو توڑ کر خدا تعالیٰ کے آستانہ کی طرف جھک جاتا اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ پس احمدیت پھیلانے کے لئے اپنا نیک نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرو اور ان کی ہدایت سے کبھی مایوس نہ ہو تمام دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ جب چاہے تغیر پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل کھول دیئے

اور وہ جوق در جوق اسلام میں شامل ہونے لگ گئے یہاں تک کہ ہند بنت عتبہ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ تک نکلوایا تھا وہ بھی رسول کریم ﷺ پر ایمان لے آئی اور جب رسول کریم ﷺ نے عورتوں سے یہ اقرار لیا کہ کہو ہم شرک نہیں کریں گی تو ہند جو ایک دلیر عورت تھی فوراً بول اٹھی کہ یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم شرک کریں گی آپ اکیلے اور بے یارومددگار تھے کوئی جماعت آپ کے ساتھ نہ تھی کوئی ہتھیار آپ کے پاس نہ تھے اور دوسری طرف سارا مکہ تھا اور بڑے بڑے سردار آپ کے مقابلہ میں تھے مگر آپ کا خدا جیتا اور ہمارے بت ہار گئے۔ کیا اتنا بڑا نشان دیکھنے کے بعد بھی ہم بت پرستی کر سکتی ہیں۔؟ اب دیکھو ہند بنت عتبہ کتنی شدید دشمن تھی مگر پھر کس طرح ایک دن سچے دل سے رسول کریم ﷺ پر ایمان لے آئی۔

جب حنین کی جنگ ہوئی

تو مکہ کے ہزاروں نومسلم بھی اس جنگ میں شریک ہو گئے۔ مگر چونکہ ایمان ابھی ان کے دلوں میں راسخ نہ تھا اس لئے جب دشمن نے تیروں کی بوچھاڑ کی تو سب سے پہلے مکہ کے نومسلم میدان جنگ سے بھاگے اور ان کے بھاگنے کی وجہ سے صحابہؓ کی سواریوں کے قدم بھی اکھڑ گئے اور انہوں نے بھی میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا جب صحابہ نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بڑی سختی سے اپنی سواریوں کو روکنا شروع کیا مگر وہ اتنی خوف زدہ تھیں کہ ذرا باگ ڈھیلی ہوتی تو وہ پھر پیچھے کو دوڑ پڑتیں۔

اس جنگ میں ایک وقت ایسا آیا جب رسول کریم ﷺ کے گرد صرف چند صحابہ رہ گئے اس وقت ایک شخص جو دل سے کافر تھا اور صرف اس لئے جنگ میں شامل ہوا تھا کہ مجھے موقعہ ملا تو میں رسول کریم ﷺ کو قتل کر دوں گا اس نے جب دیکھا کہ اس افراتفری کی وجہ سے میدان خالی پڑا ہے تو اس نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور اپنی تلوار کھینچ کر رسول کریم ﷺ کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ شخص خود بیان کرتا ہے

کہ جب میں رسول کریم ﷺ کے قریب ہونا شروع ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور قریب ہے کہ وہ مجھے بھسم کر دے اتنے میں مجھے رسول کریم ﷺ کی آواز سنائی دی۔ کہ شیبہ میرے قریب ہو جاؤ جب میں آپ کے قریب گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا اے خدا! شیبہ کو ہر قسم کے شیطانی خیالات سے نجات دے۔

شیبہ کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ہاتھ پھیرنا تھا کہ تمام شیطانی خیالات یکدم میرے دل سے نکل گئے اور یا تو میں رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھا تھا اور یا یہ کیفیت ہوئی کہ رسول کریم ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے نظر آنے لگے پھر آپ نے فرمایا شیبہ آگے بڑھو اور دشمن سے لڑو تب میں آگے بڑھا اور میں نے دشمن سے لڑائی شروع کر دی اور میں اتنے جوش کے ساتھ لڑا کہ خدا کی قسم اگر اس وقت میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اس کے پیٹ میں اپنا خنجر گھونپ دیتا اور اس کے مارنے سے قطعاً دریغ نہ کرتا۔

پس مشکلات کو دیکھ کر کبھی گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ نے

احمدیت کی فتح

مقدر کر رکھی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ خدا اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

بے شک لوگ ہمیں حق پہنچانے کی وجہ سے تنگ کر سکتے ہیں ہمیں گالیاں دے سکتے ہیں ہمیں اپنے مظالم کا نشانہ بنا سکتے ہیں لیکن وہ ہمارے سلسلہ کو نہیں مٹا سکتے۔ کیونکہ خدا اس کی دائمی زندگی کا عرش سے فیصلہ کر چکا ہے۔ اور جو چیز خدا نے ہمیں دے دی اسے کوئی انسان ہم سے چھیننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس احمدیت کو پھیلانے کی جدوجہد رکھو اور اپنی نسلوں کو وصیت کرتے چلے جاؤ کہ انہوں نے

احمدیت کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے

بے شک یہ بہت بڑا کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس وقت ہماری جماعت کے ہاتھوں سے کام لینا چاہتا ہے پس مبارک ہے وہ جس نے یہ کام سرانجام دیا اور افسوس اس پر جو اس کے لئے آگے نہ بڑھا اور اس نے یہ قیمتی موقع ضائع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو اس بابرکت اجتماع سے ہر رنگ میں فائدہ اٹھانے اور اپنے اندر ایک نیک اور پاک تغیر پیدا کرنے کی توفیق بخشے تا کہ اسلام کی اشاعت کا کام جو صرف ہماری زندگیوں تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں تک ممتد ہے وہ پوری شان کے ساتھ سرانجام پائے اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے وارث ہوں۔

آمین یارب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی 25-12-62 184

اختتامی پیغام

اعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھــوالــنــاصــر

برادران جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب 1908 میں انتقال ہوا تو اس وقت میری عمر صرف بیس سال کے قریب تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جماعت کے بعض دوستوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ان کی زبانوں سے اس قسم کے الفاظ نکلے کہ ابھی تو بعض پیشگوئیاں پوری ہونے والی تھیں مگر آپ کی وفات ہوگئی ہے۔ اب ہمارے سلسلہ کا کیا بنے گا؟

جب میں نے یہ الفاظ سنے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک جوش پیدا کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے سرہانے کھڑا ہوگیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اسی کی قسم کھا کر

یہ عہد کیا

کہ اے میرے رب! اگر ساری جماعت بھی اس ابتلاء کی وجہ سے کسی فتنہ میں پڑ جائے تب بھی میں اکیلا اس پیغام کو جو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھیجا ہے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا اور اس وقت تک چین نہیں لونگا جب تک کہ میں ساری دنیا تک احمدیت کی آواز نہ پہنچادوں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے آپ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کردی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ

دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے مشن

قائم ہو چکے ہیں اور ہزارہا لوگ جو اس سے پہلے شرک میں مبتلا تھے یا عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے لگ گئے ہیں۔

لیکن ان تمام نتائج کے باوجود یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ دنیا کی اس وقت

اڑھائی ارب کے قریب آبادی ہے اور ان سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔

پس ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور بڑا بھاری بوجھ ہے جو ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ اتنے اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید اور نصرت کے سوا ہماری کامیابی کی کوئی صورت نہیں۔ ہم اس کے عاجز اور حقیر بندے ہیں اور ہمارا کوئی کام اس کے فضل کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا اس لئے

ہمارا فرض ہے

کہ ہم ہر آن اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور دعائیں کرتے رہیں کہ وہ ہمارے راستہ سے ہر قسم کی مشکلات کو دور کرے اور ہمیں کامیابی کی منزل تک پہنچا دے۔

بے شک ہم اس وقت دنیا کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے لیکن اگر ہم صبر اور ہمت اور استقلال سے کام لیں گے اور دعاؤں میں لگے رہیں گے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ایک تغیر پیدا کر دے گا اور وہی لوگ جو اس وقت ہمیں اپنے مخالف دکھائی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صداقت کی طرف کھینچ لائے گا۔

تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت اسلام کا جھنڈا خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اور تم پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد کی ہے۔ پس جس طرح صحابہؓ نے اپنی موت تک اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اسی طرح تمہارا بھی فرض ہے کہ تم

اسلام کا جھنڈا

ہمیشہ بلند رکھو اور نہ صرف اپنے اخلاق اور عادات میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرو بلکہ آئندہ نسلوں کو بھی اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرو۔

اگر اس زمانہ میں بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب کا زمانہ ہے کوئی شخص احمدی کہلاتے ہوئے اس تعلیم پر نہیں چلتا جو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا عذر پیش کر سکے گا؟ بندوں کے سامنے تو تم ہزار عذر کر سکتے ہو مگر خدا تعالیٰ کے سامنے جب اولین و آخرین جمع ہوں گے تم اس بات کا کیا جواب دو گے کہ تم نے کیوں خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کیا اور کیوں اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح کی کوشش نہ کی؟ اور اگر خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں تو تم کیوں اپنے دلوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے جس کے بغیر کوئی کامیابی اور فتح حاصل نہیں ہوسکتی۔

پس میں تمام دوستوں سے کہتا ہوں کہ اپنی

تعلیم وتربیت

کی طرف خاص توجہ کرو۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ کرو۔ اپنی جماعت کی تربیت کی طرف توجہ کرو۔ اپنے اخلاق کی اصلاح کرو۔ قرآن کریم کے درس ہر جگہ جاری کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھو اور پھر ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو اور تبلیغ پر زور دو۔

مجھے حیرت آتی ہے جب میں جماعت کے بعض دوستوں کے متعلق سنتا ہوں کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور جماعتی اتحاد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ میں ایسے تمام دوستوں کو کہتا ہوں کہ اے بھائیو! کیا وعظ ونصیحت صرف دوسروں کے لئے ہی ہے تمہارے لئے نہیں۔ کیا یہ جائز ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنے حقیقی مقصد کو فراموش کر دو اور جماعت کی کمزوری اور اس کی بدنامی کا موجب بنو میں تمہیں قرآنی الفاظ میں ہی کہتا ہوں۔ کہ اے مومنو! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جائیں اور تم دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بننے کی بجائے انہیں اسلام اور احمدیت کی طرف راغب کرنے کا موجب بنو۔

ان مختصر کلمات کے ساتھ میں آپ کو رخصت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ان ایام میں جو مفید باتیں سنی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر آپ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے دلوں میں وہ نور ایمان پیدا کرے جو احمدیت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اور جماعت کی ترقی کے راستے کھولے۔

یہ امر اچھی طرح یاد رکھو کہ اسلام اور احمدیت کی خدمت ایک

عظیم الشان نعمت

ہے جو خدا تعالیٰ نے صدیوں کے بعد آپ لوگوں کو عطا فرمائی ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کا سچا اور حقیقی پیرو بناؤ۔ اسی طرح آئندہ نسلوں کو بھی نیک اور پاک ماحول میں رکھو۔ انہیں دعاؤں اور ذکر الٰہی کا عادی بناؤ۔ اور انہیں ان کی دینی ذمہ داریوں سے ہمیشہ آگاہ کرتے رہو تاکہ قیامت کے دن ہم خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور ہمارا سر اس فخر سے اونچا ہو کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔

آمین یارب العالمین

خاکسار مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی 27-12-1962 [185]

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ان انقلاب انگیز پیغامات کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے

اس سال بھی ذکر حبیب کے موضوع پر مبسوط اور ایمان افروز مقالہ تحریر فرمایا جسے اختتامی اجلاس کے ابتدا میں مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح وارشاد نے نہایت پُرشوکت انداز میں پڑھ کر سنایا اس تقریر کا سلسلہ قریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو نہایت درجہ محویت کے عالم میں بیٹھے سنتے اور سر دُھنتے رہے اور فضا پُر جوش اسلامی نعروں سے گونجتی رہی۔

آخر میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضور کا اختتامی پیغام پڑھنے کے بعد احباب کو ایک مختصر دعائیہ خطاب سے نوازا اور اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی پرسوز اور لمبی دعا کرائی۔

دیگر اہم کوائف

احباب نے جلسہ کے مبارک ایام میں اپنے مقدس امام کے روح پرور پیغامات اور اہم دینی و علمی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر سنیں اور راتیں بیداری اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری میں بسر کیں۔ مسجد مبارک میں ہر شب باقاعدگی اور التزام کے ساتھ باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ نماز تہجد کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ آخری روز صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جذبہ عشق سے سرشار ہو کر نہایت ایمان افروز روایات بیان فرمائیں۔ روزانہ احباب درس سے مستفیض ہونے کے بعد جوق در جوق مقبرہ بہشتی جا کر حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا کے مزار مقدس اور دوسرے بزرگان سلسلہ کی قبروں پر دعائیں کرتے رہے۔

جلسہ کے مقررہ اجلاسوں کے علاوہ شب کو بھی دو اہم اجلاسوں کا انعقاد عمل میں آیا۔ (1) 26 دسمبر کی شب کو دنیا کی پچاس زبانوں میں تحریک جدید کے مقصد پر تقاریر ہوئیں جس کے آخر میں حضور کی اس تقریر کا ریکارڈ بھی سنایا گیا جو حضور نے تحریک جدید کی اہمیت پر 1954ء کے جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی۔ (2) 28 دسمبر کی شب کو غیر ملکی طلبہ اور متعدد بیرونی ممالک میں فریضہ تبلیغ بجالانے والے مجاہدین نے اشاعت اسلام کے ایمان افروز حالات سنائے۔ 186

ایک معزز غیر احمدی مبصر کی رپورٹ

اس جلسہ میں غیر احمدی معززین کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی اور بہت متاثر ہوئے مثلاً سرگودھا کے جناب محمد اکرم خاں صاحب نے ہفت روزہ رسالہ ''لاہور'' کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:-

''جناب مدیر ''لاہور'' ہدیہ تسلیمات! میں آپ کی خدمت میں اپنا ایک مشاہدہ بھجوا رہا ہوں۔ امید ہے آپ اسے ''لاہور'' میں شائع کر کے ان غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیں گے جو ہمارے (اپنی فطرت سے مجبور) علماء سوء اسلام کی ایک فدائی جماعت کے متعلق آئے دن پھیلاتے رہے۔

جناب والا! بعض ''بگاڑ'' بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے ''سنوار'' کے پہلو نکل آتے ہیں۔ ہماری بس سرگودھا سے آتی ہوئی احمد نگر کے برابر پہنچ کر کچھ ایسی بگڑی کہ ہم مایوس ہوکر پیدل ہی چنیوٹ کی سمت روانہ ہو گئے۔ اور پھر کوئی پون میل کی پیدل مسافت کے بعد ربوہ کے اڈے پر آ گئے۔ جہاں ان دنوں خوب گہما گہمی تھی۔ دل نے کہا۔ چلو ربوہ کی سیر اپنی آنکھوں سے بھی کر دیکھیں۔ لائلپور کا ایک مولوی تو منبر پر سوار ہوکر اکثر اس جماعت کے متعلق عجیب وغریب فیلر چھوڑتا رہتا ہے...... چنانچہ میں سیدھا وہاں سے جلسہ گاہ میں پہنچا۔ جہاں ستر پچھتر ہزار کے لگ بھگ افراد زمین پر پرالی پر بیٹھے اپنی جماعت کے علماء کی تقریریں سن رہے تھے۔ جب میں پہنچا۔ ایک سوئٹزرلینڈ کا گورا مسلمان انگریزی میں حاضرین جلسہ کو خطاب کر رہا تھا۔ میں اس کی تقریر کا جتنا حصہ سن پایا یہ تھا......(ترجمہ)

> ''میرے بھائیو! میں سوئٹزرلینڈ سے آیا ہوں۔ سوئٹزرلینڈ کی جماعت نے آپ سب کی خدمت میں السلام علیکم کے بعد دلی شکریہ کا نذرانہ بھی بھجوایا ہے کیوں کہ آپ سب نے بڑی محبت کے ساتھ سوئٹزرلینڈ کی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا ہے...... میں آج آپ لوگوں سے خطاب کرتا ہوا پھولا نہیں سماتا۔ کہ آپ کی اسلام سے محبت کے طفیل ہمیں بھی اسلام ایسی نعمت غیر مترقبہ ملی اور وہاں بھی رسول اللہ ﷺ کے شیدائیوں کی ایسی جماعت پیدا ہوئی۔ جو صبح سویرے اٹھتے اور رات کو بستروں میں گھستے وقت اب اپنے سینوں پر صلیب کا نشان بنانے کی بجائے لا الٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتی ہے۔''

سبحان اللہ اس مختصر سی تقریر میں کتنا اثر اور جذب تھا کہ ہر طرف سے نعروں کا غلغلہ بلند ہو گیا۔ اور میرے اردگرد اس تقریر کو سن کر کتنے ہی اپ ٹو ڈیٹ احباب کے گالوں پر محبت اور مسرت کے آنسو بہہ نکلے۔ اس خوشی میں کہ مولا کریم نے انہیں ایک اور ملک میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کا نام پہنچانے کی توفیق دی...... یہیں کرسیوں والے بلاک ہی میں مجھے میرے ایک لائلپوری پروفیسر مل گئے۔ انہوں نے رات کے کسی اجلاس کی کارروائی سنائی۔ جس میں چار درجن کے لگ بھگ بیرونی مشنریوں نے حاضرین کو خطاب کیا تھا۔ اپنی اپنی زبان میں۔ ان کی زبانیں مختلف تھیں۔ لہجے مختلف تھے۔ ان کے رنگ اور چہروں کے نقوش بھی ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ لیکن جب وہ اپنی تقریروں کے دوران ہمارے پیارے رسول ﷺ پر درود بھیجتے تھے یا قرآن کی کسی آیت اور نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث تلاوت کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

> سب ایک ہی درخت کے پھل ہیں۔ ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں جنہیں اس جماعت کے

بانی نے اپنے آقا و مولا کے نام پر اسی کے دین کی اشاعت کے لئے یکجا کر کے......

''جامع المتفرقین'' کا خطاب حاصل کر لیا ہے۔

اس بے آب و گیاہ زمین کے بھی عجیب بھاگ جاگے ہیں۔ سرکاری کاغذات میں یہ صدیوں سے بنجر قدیم اور بے آب و گیاہ چلی آ رہی تھی۔ لیکن آج اس کے سینے پر ستر اسی ہزار مہمان ٹھہرے ہوئے تھے جو اس کڑاکے کی سردی میں اس کلر زدہ زمین پر صرف اس لئے اپنے آرام و آسائش کو تج کر آئے تھے کہ......خدائے قدوس کے توحید کے ترانے گائیں اور اس کی عظمت کے راگ الاپیں۔

یہاں نہ کوئی ہوٹل نہ کوئی سینما ہے نہ تماشا گاہ ہے نہ کوئی ریس کورس ہے اور نہ کوئی تفریحی پارک لیکن اس کے باوجود خدائے ذوالجلال نے اس مٹی کو ایسا نواز دیا ہے کہ بس ہر طرف سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

28 دسمبر کا پہلا اجلاس ختم ہوا تو مجھے دو جرمنوں اور ایک انڈونیشی مسلمان سے ملاقات کا موقع ملا۔ انڈونیشی انگریزی آہستہ آہستہ بولتا تھا۔ مگر اسلام کے لئے سرتاپا محبت تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ

اگر اس جماعت کا انڈونیشیا میں مرکز نہ ہوتا تو آزادی کی جدوجہد کے ایام میں شاید ہمارا سارا ملک ہی کیمونسٹ بن چکا ہوتا۔ مگر ان مبلغوں نے ہمیں اسلام صرف بتایا ہی نہیں اس پر قائم رہنے میں بھی مدد دی۔

افسوس کہ مجھے ایک شادی میں شرکت کی وجہ سے وہاں سے جلد لوٹنا پڑا۔ لہذا مجبوراً اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس وقت اسٹیج سے کوئی احمدی شاعر اپنے اس شعر سے میرے دلی جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا۔

یہ بزم ناز ہے کس جاں نثار دین احمدؐ کی
یہاں تو سرنگوں ہے کجکلاہوں کی رعونت بھی

مگر سارا راستہ یہ سوچتا آیا، ہمارے ملّا لوگ بھی خوب ہیں۔ انہوں نے تکفیر سازی کو اب باقاعدہ پیشہ بنا لیا ہے۔ یہ نہ خود کام کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ اور دین کے نام پر ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ بے دینی بھی ان کی مکاریوں سے پناہ مانگ اٹھتی ہے۔ کُجا یہ کہ باہر یہ پھیلایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے رسول کریم ﷺ کے مقابلے پر اپنا ایک نیا نبی گھڑ رکھا ہے۔ اور کجا یہ حقیقت کہ یہاں ذرہ ذرہ دل و جان سے آمنہ کے اس لالؐ پر فدا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ محدود علم کے لوگ کب تک کیچڑ کی دیواریں بن کر حق کی تلاش کرنے والوں کا راستہ روک کر کھڑے رہیں گے۔ اللہ ہر ایک کو یہ توفیق دے کہ وہ اجہلوں کی ہر قسم کی لعنت و ملامت سے بے نیاز ہو کر اس جماعت کی طرح اس روشنی کو پھیلانے کی سعادت حاصل

کرے۔ جو نبی اکرم ﷺ کے وجود باجود کی صورت میں ہمیں نصیب ہوئی۔ آمین

والسلام

خاکسار۔ محمد اکرم خان (نزد جناح ہال) سرگودھا۔'' [187]

سنگ بنیاد دفتر تحریک وقف جدید

حضرت سیدنا المصلح الموعود کی جاری فرمودہ عظیم الشان تحریک انجمن احمدیہ ''وقف جدید'' کا کام نہایت تیزی سے وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا مگر ابھی تک اس کے دفتر کی مستقل عمارت موجود نہیں تھی۔ جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر 29 دسمبر 1962ء کو اڑھائی بجے بعد دوپہر (دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر سے ملحقہ پلاٹ میں) اس کے مرکزی دفتر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد رفقاء کرام، مجلس وقف جدید کے ارکان جلسہ پر تشریف لانے والے امراء صاحبان اضلاع اور دیگر احباب نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

تقریب کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو مولوی نصیر احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ نے خوش الحانی سے کی اس کے بعد خالد احمدیت مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح وارشاد و رُکن مجلس وقف جدید نے مسجد مبارک قادیان کی ایک اینٹ بنیاد میں رکھی بعد ازاں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے حضرت حاجی محمد فاضل صاحب ربوہ، حضرت حکیم انوار حسین صاحب خانیوال، حضرت منشی عبدالحق صاحب خوشنویس ربوہ، حضرت چوہدری فتح دین صاحب، حضرت مولوی محمد عثمان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان اور حضرت صوفی محمد رفیع صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ خیرپور نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ مجلس وقف جدید کے مندرجہ ذیل ممبران نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی:-

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ صدر مجلس وقف جدید۔ خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب، مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ، مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور، حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب رکن مجلس وقف جدید۔ امراء صاحبان علاقائی و اضلاع میں سے مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور، مولوی محمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ مشرقی پاکستان، شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت کراچی، چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔ اسی طرح قاضی محمد رفیق صاحب لاہور نے بھی۔

یہ سب احباب دعائیں کرتے ہوئے باری باری اینٹیں رکھتے جاتے تھے اور جملہ حاضرین بھی

دعاؤں میں مصروف تھے۔ آخر میں مولانا شمس صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ بعد ازاں جملہ احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔[188]

سیمینار نظارت اصلاح وارشاد

محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ نے حضرت صدر صاحب نگران بورڈ کی خدمت میں 1962ء کے شروع میں یہ تجویز پیش کی کہ مختلف نظارتوں اور وکالتوں اور دیگر انتظامی شعبہ جات گاہے بگاہے ایسے سیمینار منعقد کیا کریں جن میں بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر آئندہ کی پالیسی پر تبادلہ خیال ہو اس طرح انتظامی شعبوں میں مسلسل اصلاح اور ترقی ہوگی۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں نظارت اصلاح وارشاد نے 29 دسمبر 1962ء کو سیمینار منعقد کیا چونکہ 1960ء کی مردم شماری کے بعد پاکستانی پریس میں عیسائیوں کی رفتار ترقی پر بہت تشویش کا اظہار کیا گیا تھا اس لئے نظارت نے مناسب سمجھا کہ اس سیمینار میں پاکستان میں عیسائیت کی رفتار ترقی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے اور اس کو روکنے کے لئے تجاویز سوچی جائیں۔

چنانچہ نظارت نے تمام امراء صاحبان اور مربیان کو ایک طویل سوالنامہ بھیجا اور اس کے جوابات کی روشنی میں نظارت نے ایک جامع اور مفصل رپورٹ مرتب کی اور یہ طے پایا کہ ہونے والے سیمینار میں یہ رپورٹ پڑھی جائے اور اس پر بحث ہو اور پھر عیسائیت کے فتنہ کو روکنے کی مؤثر تجاویز سوچی جائیں۔

مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے نظارت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سیمینار جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ 29 دسمبر کو منعقد کیا جائے اس میں شمولیت کے لئے تمام ناظر صاحبان، وکلاتحریک جدید، امراء جماعت اور مربیان سلسلہ کو پہلے ہی اطلاع دے دی گئی۔

کارروائی شروع ہوئی اور نظارت کی مرتب کردہ رپورٹ سنائی جانے کے بعد مربیان اور امراء نے اپنے اپنے حلقہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید معلومات بہم پہنچائیں۔ مرکز اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ عیسائیوں کی ترقی کی خبریں مبالغہ آمیز تھیں مسلمانوں سے شاذونادر ہی کوئی شخص عیسائیت میں جاتا ہے البتہ سندھ اور مشرقی پاکستان کے قبائلی علاقہ میں اچھوت ذاتوں سے کثیر تعداد کا پتہ دے رہی ہے تاہم ہمیں اس فتنہ کی روک تھام کے لئے بہت کوششوں کی ضرورت ہے اور بہت سی تجاویز کے پیش ہونے پر ایک سب کمیٹی تجویز ہوئی جو اس امر پر غور کرے کہ بعض پسماندہ علاقوں میں جہاں خصوصیت سے عیسائی غیر مسلم اقلیتوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ پرائمری سکول کھولے جائیں اور اس طرح عیسائیت کی طرف سے رجحان کو روک کر احمدیت کی طرف توجہ پھیری جائے۔[189]

اس سب کمیٹی میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی صدر اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب خالد احمدیت۔ مولوی احمد خان صاحب نسیم انچارج مقامی تبلیغ، میاں محمود احمد خان صاحب نائب امیر راولپنڈی اور مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان ممبران تجویز ہوئے۔ کمیٹی نے حسب ذیل تجاویز پیش کیں۔ 190

1۔ آئندہ ایک سال میں پاکستان کے اندر مناسب جگہوں پر دس پرائمری سکول کھولے جائیں۔ سب کمیٹی کے نزدیک ایک سکول کھولنے پر پانچ ہزار روپے خرچ کا اندازہ ہے سب کمیٹی کی تجویز یہ ہے کہ یہ رقوم اس علاقہ کے صاحبِ حیثیت لوگوں سے عطیہ جات اکٹھے کر کے مہیا کی جائے تفصیلات بعد میں طے ہو سکتی ہیں۔

2۔ سب کمیٹی نے ایسے سکول کثرت سے چلانے اور خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے دوسرے کاموں کے لئے مستقل اخراجات فراہم کرنے کی تجویز کی ہے کہ جماعت کے احباب سے رجسٹرڈ کواپریٹو سوسائٹیز کے اصولوں پر مختلف علاقہ جات میں ایک ایک لاکھ کے حصص فروخت کر کے سرمایہ جمع کیا جائے۔ ان سوسائٹیوں کا بنیادی اصول یہ ہوگا کہ حاصل شدہ منافع کا نصف حصہ حصہ داران میں تقسیم کیا جائے اور نصف حسب ہدایات صدر انجمن احمدیہ خدمتِ خلق، اشاعتِ اسلام اور سکول کھولنے پر خرچ کیا جائے تا کہ عیسائیت کے فتنہ کی روک تھام ہو سکے۔

اپنی نوعیت کا یہ منفرد اور تاریخی سیمینار خالد احمدیت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں نظارت اصلاح وارشاد کی دعوت پر علاقائی اور ضلع وار امراء اور مربیان سلسلہ نے شرکت فرمائی۔ نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے ملک میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی گئی جس پر تفصیلی بحث کے بعد ان سرگرمیوں کی روک تھام کیلئے متعدد تجاویز پیش کی گئیں اور ان کا عملی جائزہ لینے کے لئے حسب ذیل ممبران پر مشتمل کمیٹی مقرر ہوئی۔

1۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی (امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد ڈویژن)

2۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ناظم ارشاد وقف جدید)

3۔ خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

4۔ مکرم مولوی محمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ مشرقی پاکستان

5۔ جناب مولوی احمد خاں صاحب نسیم (انچارج اصلاح وارشاد مقامی و نائب ناظر اصلاح و ارشاد سابق مجاہد تحریک جدید برما۔ 191

1962ء میں جلیل القدر رفقاء کا انتقال (فصل دوم)

اس سال درج ذیل متعدد جلیل القدر رفقاء وفات پا گئے۔

حضرت حکیم اللہ دتہ صاحب درگانوالی ضلع سیالکوٹ

ولادت 1869ء، بیعت 1898ء، وفات 8 جنوری 1962ء[192]

آپ کے نواسے محترم ماسٹر محمد الدین صاحب انور سیکرٹری تحریک جدید وصدر حلقہ سٹیٹ لائٹ ٹاؤن سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:-

''آپ کے علم وفضل اور نیکی اور تقویٰ کے زیر اثر آپ کے بہت بڑے خاندان نے جن میں آپکے والد (حاکم دین صاحب) بھی شامل تھے احمدیت قبول کی۔ آپ کے زیر اثر احمدیت قبول کرنے والے عزیزوں اوران کی اولاد میں سے خدا تعالیٰ نے اکثر کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی سعادت عطا فرمائی اوران سب میں سے بعض نے سلسلہ کی خاطر زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں آپ کے دل میں سلسلہ کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے ساتھ انہیں والہانہ عشق تھا اور سلسلہ حقّہ کے لئے بہت عزت رکھنے والے تھے۔ بیعت کرنے کے بعد اصلاح و ارشاد میں بہت جوش وخروش سے مصروف رہے۔ آپ کی کوشش سے نہ صرف آپ کے اعزّہ واقربا نے احمدیت قبول کی بلکہ اردگرد کے علاقہ میں بھی احمدیت پھیلی۔ ایک لمبے عرصہ تک آپ درگانوالی کے حلقہ کی جماعتوں کے امیر رہے اور جماعتی تربیت کے فرائض خوش اسلوبی اور باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ سلسلہ حقّہ سے وابستگی اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے راستہ میں آپ کو بہت مخالفت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا جنہیں آپ صبر اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے آپ ایک ماہر طبیب تھے۔ اپنے پیشہ میں حصول معاش سے بڑھ کر خدمت خلق کا جذبہ کارفرما تھا۔ آپ کی طبیعت بہت سادہ تھی۔ نمود اور ریا آپ میں قطعاً نہ تھی۔ آپ کا سلوک اپنے دوستوں، عزیزوں اور اولاد کے ساتھ نہایت مشفقانہ خلوص ومحبت کا تھا۔ عبادت اور ذکر الٰہی سے بہت شغف تھا۔ سلسلہ کی ترقی اور اپنے لواحقین کے لئے بڑے درد وکرب سے دعائیں کرتے تھے''۔[193]

اولاد

1- محترمہ الٰہی جان صاحبہ مرحومہ زوجہ مہر دین صاحب مرحوم (والد ماسٹر محمد الدین صاحب انور)
2- حکیم شریف احمد صاحب مرحوم
3- محترمہ مریم بی بی صاحبہ مرحومہ زوجہ مہر بشیر احمد صاحب مرحوم
4- محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب مرحوم سابق درویش قادیان
5- محترمہ زینب بی بی صاحبہ زوجہ لال دین صاحب مرحوم دارالرحمت وسطی ربوہ
6- محترم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب گگومنڈی ضلع وہاڑی
7- مولوی نصیر احمد صاحب ناصر سابق انسپکٹر تربیت و مربی سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب آف طغل والا نزد قادیان

ولادت (تقریباً) 1875ء[194] بیعت وزیارت 1901ء[195] وفات 5 جنوری 1962ء[196]

''شیخ صاحب کے والد'' شیخ جھنڈا صاحب نے والد ماجد حضرت مسیح موعودؑ سے چھ سال تک طب پڑھی اس لئے انہیں نہایت قریب سے حضور کی قبل از دعویٰ زندگی کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا تھا اور وہ حضور کی بے داغ سیرت اور پر عظمت کردار کے بہت مداح تھے فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحبؒ نے مجھے حضرت مرزا صاحبؑ (مسیح موعود) کو بلا لانے کے لئے فرمایا۔ میں آپ کے حجرہ کے دروازے پر پہنچا تو یوں آواز آئی گویا کوئی عورت دردزہ کی وجہ سے کراہ رہی ہے۔ میں سمجھا کہ شاید کمرہ بھول گیا۔ لیکن پتہ چلا کہ وہی کمرہ ان کا ہے چنانچہ میں دستک دے کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں آپ نماز ظہر سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور مجھ سے مصافحہ کیا میرا پیغام سن کر فرمایا کہ میں آتا ہوں آپ آئے تو والد صاحب نے بتایا کہ کل مقدمہ کی پیشی ہے۔ آپ عدالت میں یہ بیان دیں آپ نے والد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ مجھے لکھ دیں میں عدالت میں پیش کر دوں گا۔ والد ماجد صاحب نے کہا کہ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں یہ باتیں زبانی بیان کر دیں لیکن حضور نے جواب دیا کہ میں اپنی زبان سے بیان نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اس بیان کی صحت کے متعلق یقین نہیں البتہ آپ کا بیان آپ کی طرف سے عدالت میں پیش کر دوں گا۔ شیخ جھنڈا صاحب بیان کرتے تھے کہ حضور کی عمر اس وقت

تیس سال کی ہوگی اور شیخ صاحب حضور کی صاف گوئی، صداقت پسندی اور گریہ وزاری سے بہت متاثر ہوئے۔'' 197

شیخ صاحب کو قبول احمدیت کی سعادت میاں محمد چراغ صاحب 198 مصنف ''سیف حق'' اور امام الدین صاحب ساکن قلعہ کے ذریعہ نصیب ہوئی چنانچہ آپ کا بیان ہے:-

''والد صاحب سے اس خاندان کے حالات سن کر حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت سے متاثر تھا میں پھیری کر کے بزازی کا کاروبار کرتا تھا۔ اس لئے حضور کے دعویٰ کی طرف کوئی توجہ نہ ہوئی۔ ایک دن محمد چراغ صاحب مصنف ''سیف حق'' اور امام الدین صاحب ساکن قلعہ ہمارے گاؤں میں آئے محمد چراغ صاحب کی سہ حرفی کا مجھے صرف ایک شعر یاد ہے۔

الف

اُٹھ جیا چل قادیاں نوں جتھے مہدی مسیح نزول کیتا

سنو علم والے جیہڑے لوک آپے حلیہ ویکھ کے اونہاں قبول کیتا

یہ موسم گرما تھا میں نماز تہجد کے لئے اٹھا تو دیکھا چار پانچ گھروں کے فاصلہ پر چھت پر دو اشخاص عبادت میں مصروف ہیں اور جب میں نے نماز تہجد ختم کر لی تو پھر بھی ان دونوں کو میں نے مصروف عبادت دیکھا تو خیال آیا کہ یہ فرشتہ سیرت لوگ ہمارے گاؤں میں آئے ہیں۔ ان سے ملاقات کرنی چاہیے۔ چنانچہ ان سے ملاقات کی تو ان کی پاکیزہ دلی ان کے چہروں سے ہی نظر آتی تھی اور دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے یہاں ٹھیکہ پر کام لیا ہے اور چھ ماہ تک اسی گاؤں میں ہمارا قیام ہوگا اور انہوں نے بتایا کہ احمدیت اور حضور علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کا دعویٰ میرے لئے باعث تعجب تھا کیونکہ میں حیات مسیح کا قائل تھا۔ میں نے حیات مسیح کے متعلق کچھ آیات پیش کیں جو انہوں نے فوراً حل کر دیں اور میں ان کے دلائل سے اسی وقت وفات مسیح کا قائل ہو گیا۔ ان کا انداز گفتگو اسقدر حلیمانہ اور پرخلوص تھا کہ ان کی ایک ایک بات میرے دل میں اترتی چلی گئی میرے دریافت کرنے پر کہ وہ قادیان کب جائیں گے انہوں نے بتایا کہ وہ کل جمعہ وہیں پڑھیں گے تو میں نے کہا کہ مجھے ساتھ لے چلیں۔

چنانچہ ہم تینوں قادیان پہنچے اور بیت مبارک میں گئے۔ موذن نے اسقدر خوش الحانی سے اذان دی کہ گویا ایک وجد کا عالم طاری ہو گیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے خطبہ دیا جو پُرسوز تھا جس کا نماز میں بھی اثر قائم رہا۔ حضور کوئی ڈیڑھ بجے بیت الذکر میں تشریف لائے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں۔ حضور کا انوار سے منور چہرہ دیکھ کر حضور کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ایک

دوست نے بعد جمعہ عرض کیا ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہے فرمایا عصر کے بعد۔ چنانچہ عصر کے بعد جب حضور نے اپنے دست مبارک میں میرا ہاتھ لے کر الفاظ بیعت پڑھوائے تو اس کلمہ شہادت کے پڑھنے سے عجیب کیفیت پیدا ہوئی اور یوں محسوس ہوا کہ گویا پہلی بار یہ کلمہ صحیح معنوں میں پڑھ رہا ہوں اور استغفار کے الفاظ حضور کے دل سے نکلتے محسوس ہوتے تھے اور اس وقت بے اختیار میری چیخ نکل گئی بیعت کے وقت کا سرور اور حلاوت اس وقت تک دل کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ بعد بیعت میں نے ایک روپیہ نذرانہ پیش کر کے دعا کے لئے عرض کیا۔ حضور نے نہایت شفقت اور پیار سے فرمایا آپ کے لئے ضرور دعا کی جائے گی۔[199]

بیعت کے بعد آپ آٹھ دن تک قادیان میں ٹھہرے بعد ازاں گاؤں واپس آئے تو آپ کے گھر والے آپکی گریہ وزاری اور قادیان سے والہانہ الفت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آپ کے والد ماجد چونکہ حضور کی پاکیزہ سیرت کے عینی شاہد تھے اس لئے انہوں نے نہ صرف مخالفت نہیں کی بلکہ قریباً ڈیڑھ سال بعد حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔[200]

شیخ صاحب کو داخل سلسلہ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اور قادیان سے خاص الفت پیدا ہوگئی۔ آپ ہر جمعہ قادیان میں پڑھتے اور قادیان آنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال لیتے۔ صبح دکان پر اپنے بھائی کو بٹھا کر چلے جاتے اور شام کو نماز مغرب ادا کر کے گھر پہنچتے اور کبھی مسلسل کئی روز قادیان میں ہی قیام رکھتے۔[201]

آپ کا بیان ہے کہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ قحط اور وبا اکٹھے ہو رہے ہیں پھر بھی لوگ توبہ نہیں کرتے۔ حضور نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ غلہ جس قدر ہو سکے مہیا کیا جاوے۔ حضور نے گھر کا سب زیور فروخت کر دیا اور سات سو روپیہ گندم کی خرید کے لئے عطا فرمایا۔ حضرت مولوی صاحب نے میاں نجم الدین صاحب مرحوم کو طغل والا بھیجا مرزا محمد اسماعیل صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے جنہوں نے لنگر خانہ کے لئے 30 بوری گندم آپ سے خرید کی۔ ان دنوں بیکانیر کے لوگ پنجاب میں آ گئے تھے اور روٹی روٹی کی آواز ہر طرف سے آتی تھی۔ حضور نے حکم دیا کہ لنگر میں ہر وقت روٹی تیار رہے اور کوئی بھی خالی نہ جاوے چند روز میں غلہ ختم ہو گیا پھر حضور نے تقریر فرمائی جس کے الفاظ یہ تھے کہ ''یہ وقتی بات ہے ہمیشہ نہ ایسی قربانی کرنی پڑتی ہے نہ ایسا اجر ملا کرتا ہے۔ یہ مومنوں کے لئے خاص دن ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو توفیق دے'' اس تقریر پر کچھ روپیہ اکٹھا ہو گیا اور کچھ باہر سے آیا اور غلہ خرید کیا گیا۔ غرض اسی طرح سلسلہ قحط کے دنوں میں جاری رہا اور حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے فلاں اخبار میں دیکھا کہ اتنے بچے بھوک سے مر گئے اور اتنے آدمی مر گئے غلہ ملتا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے کہ غلہ نہیں ملتا اور بار بار ذکر کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور سخت گھبراہٹ سے میاں

نجم الدین صاحب سے پوچھتے اور حضرت مولوی صاحب سے غلہ کے بارہ میں ذکر فرماتے۔

آپ طغل والا میں ہی تھے کہ طاعون کا شدید حملہ شروع ہو گیا آپ کی چھوٹی ہمشیرہ بھی اس مہلک مرض میں مبتلا ہو گئی دو دن بالکل بول نہ سکی تیسرے دن کچھ ہوش آیا۔ اشارہ سے کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر میں آئے ہیں۔ میرے بدن پر پھونک ماری ہے۔ آپ قادیان پہنچے اور سارا حال حضرت اقدس کو سنادیا حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا گھبرانے کی کوئی بات نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ صحت یاب ہو گئی۔ حضور نے اس وقت ہدایت فرمائی کہ طغل والا سے ان دنوں میں قادیان نہ آویں اور میں آپ کے لئے اور آپ کے گھر کے لئے دعا کروں گا نیز فرمایا یہ دعا کثرت سے پڑھا کرو۔ **رب کل شیئی خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی. استغفار. بسم الله هو الكافی. بسم الله هو الشافی باسم الله اشفنی** اور درود شریف۔ فرمایا کرتے تھے۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے مجھے انہی دنوں کے لئے سکھائی تھی۔ 202

1905-06ء میں آپ نے ہجرت کر کے دیار حبیب قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور بیت مبارک کے ساتھ والی دکانیں کرایہ پر لے لیں۔ حضور کی خدمت میں عریضہ بھیج کر راہ نمائی چاہی کہ میں کونسا کاروبار شروع کروں حضور نے جواب تحریر فرمایا کہ:-

”دنیا کے کام آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں جو کام بھی آپ شروع کریں گے میں اسکے لئے دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔“

چنانچہ آپ نے پنساری کی دکان کھول لی اور اس کے بعد اور بھی مختلف کام کئے مثلاً کوئلہ اور چونہ بھی فروخت کیا اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے کبھی نقصان نہیں اٹھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہی برکت دی۔ بیت مبارک سے متصل دکانوں کے مالک مرزا نظام الدین صاحب تھے اور ماہوار کرایہ فی دکان ڈیڑھ روپیہ تھا قادیان میں سب سے پہلی دکان کریانہ کی جو کسی احمدی نے کھولی وہ آپ کی تھی کچھ سامان آپ لنگر خانہ کے پاس فروخت کر دیتے تھے اور کچھ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس اور اس سے آپ کا گذارہ ہو جاتا تھا۔ بیت مبارک کے قرب کی وجہ سے آپ کو حضرت اقدس کی بابرکت مجالس سے فیضیاب ہونے اور قبولیت دعا کے کئی نشانات دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے شکایت کے رنگ میں کہا کہ بیت الذکر کے قریب دکان نہیں ہونی چاہئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا آپ جانتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ یہ اصحاب الصفہ ہیں۔ یہ سن کر خوشی کے مارے آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ 203

18 نومبر 1910ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل گھوڑے سے گر گئے اور جیسا کہ خلافت اولیٰ کے حالات میں بتایا جا چکا ہے یہ حادثہ آپ کے مکان کے سامنے رونما ہوا آپ نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا پاؤں مبارک رکاب میں لٹک گیا ہے۔ شیخ صاحب نے بھاگ کر فوراً لگام پکڑ لی آپ نے گھوڑی کو چھوڑا نہیں وہ آپ کو دھکیل کر آٹھ دس قدم تک لے گئی۔ اس دوران حضور کا پاؤں رکاب سے نکل گیا اور آپ کھنگر پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ شیخ صاحب نے اپنی اہلیہ کو آواز دی وہ چار پائی اور کپڑا لے آئیں اور حضور چار پائی پر لیٹ گئے۔ آپ نے حضور کے سر میں پانی ڈالا مگر خون بند نہ ہوا۔ آپ نے اپنی پگڑی سے خون صاف کیا تھوڑی دیر بعد ہوش آئی تو فرمایا کہ خدا کے مامور کی بات پوری ہو گئی آپ نے عرض کیا کہ کونسی۔ فرمایا کیا آپ نے اخبار میں نہیں پڑھا کہ حضور نے گھوڑے سے میرے گرنے کی خواب دیکھی تھی۔[204] آپ کی اہلیہ نے عرض کیا کہ حضور دودھ لاؤں فرمایا نہیں میں دودھ کا عادی نہیں۔ پھر حضور کو چار پائی پر ہی اٹھا کر آپ کے مکان پر آپ کے شاگرد حکیم غلام محمد صاحب امرتسری اور آپ کے بچوں کے خادم غلام محی الدین صاحب اٹھا کر لے گئے۔ تیسرے روز حکیم صاحب موصوف آئے اور کہا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ خون آلود پگڑی منگواتے ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ان کے ساتھ حاضر ہو گئے۔ فرمایا وہ پگڑی ہمیں دے دو۔ شیخ صاحب کے توقف پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اسے دھلا لو اور استعمال کرو لیکن ٹکڑے کر کے اسے تقسیم نہ کرنا پھر ایک نئی پگڑی بھی عنایت فرمائی۔ آپ نے حسب ارشاد پہلی پگڑی دھلا لی اور دونوں پگڑیاں استعمال کر لیں۔ آپ کا حلفیہ بیان ہے کہ ”میں نے خواب دیکھا کہ میں رو رہا ہوں اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس بیٹھا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ حضور تو جا رہے ہیں ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ بیت مبارک میں گویا ظہر کے وقت نمازی جمع ہیں اور بہت سے ابھی آ رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب تشریف لے آئے حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا کہ ”میاں اس محراب میں کھڑے ہو جاؤ“ جب حضرت میاں صاحب کھڑے ہو گئے تو آپ نے اپنا ایک ہاتھ میرے سر پر رکھ کر اور ایک ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر منہ ادھر گھما کر فرمایا کہ یہ ہے جس کے سپرد کر چلا ہوں۔ میرے بعد یہ تمہارا خلیفہ ہوگا اور آپ نے یہ الفاظ دو دفعہ دہرائے۔“

اگلے روز خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک پر دو منہ والے سولہ سانپ کھڑے پھنکارتے ہیں۔ منظر نہایت ہیبت ناک ہے۔ لوگ خوف کے مارے کھڑے ہیں اور راستہ صاف ہونے کے منتظر ہیں میں بھی سڑک پار کرنا چاہتا ہوں مگر سانپوں کی وجہ سے نہیں کر سکتا اتنے میں ایک شخص آیا۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ میں فرشتہ ہوں میرا نام رحمت علی ہے اور میں تمہارے لئے ایک حربہ لایا ہوں اس نے گھاس کھودنے والا رمبہ مجھے دیا اور اس کے چلانے کا طریقہ مجھے بتا کر کہا کہ اس طرح چلاؤ کہ یہ سانپ کٹ جائیں چنانچہ میں نے

اس تیزی سے چلایا کہ ان کے نچلے منہ کٹ گئے اور وہ کھنڈرات میں گر گئے اور میں نے زور زور سے پکارا کہ لوگو! آ جاؤ کہ راستہ صاف ہے اور لوگ گزرنے لگے۔

اگلے روز بروز جمعہ حضرت خلیفہ اوّل انتقال فرما گئے اور ہفتہ مسجد نور کے قریب بڑے درخت کے نیچے مولانا محمد علی صاحب کے ہم خیالوں نے خلافت کے خلاف ٹریکٹ تقسیم کئے۔ مسجد میں حضرت سید محمد احسن صاحب امروہی کھڑے ہوئے اور آپ نے حضرت میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہا کہ حضور خلافت کے لائق ہیں۔ اس وقت مجھے یکدم جوش آیا اور میں نے زور سے کہا کہ حضور اسی وقت بیعت ہونی چاہئے۔ میرے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ حاضرین نے میری آواز میں آواز ملا دی اور ہر طرف سے یہی آواز آنے لگی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب نے کہا کہ ٹھہرو ٹھہرو ابھی بیعت میں جلدی نہ کرو۔ میں نے جوش میں کہا کہ نہیں ٹھہریں گے۔ اس پر سید احمد نور صاحب کابلی کو بھی جوش آ گیا اور انہوں نے مولوی غلام رسول صاحب پٹھان کو کہا کہ انہیں باہر نکال دو۔ یہ لوگ جن کی تعداد سولہ تھی وہاں سے بھاگ گئے۔ میں نے اپنی پگڑی ''سید احمد نور صاحب کی لنگی کو باندھ کر حضور کی طرف پھینکا حضور نے پگڑی کا سرا اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور بیعت لی'' [205]

محترم شیخ صاحب کو سلسلہ کی متعدد خدمات کی توفیق ملی۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے آپ نے پچاس روپے کا سیمنٹ اور چونا اور چالیس روپے نقد دئے۔ ارتداد ملکانہ کے موقعہ پر اپنی طرف سے اپنے ایک عزیز کو وہاں تبلیغ کے لئے بھجوایا۔ اور ڈیڑھ صد روپیہ خرچ برداشت کیا۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مالی جہاد میں بھی آپ شامل ہوئے اور حضرت مصلح موعود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے تحریک وقف جائیداد کے سلسلہ میں اپنی جائیداد وقف کر دی تھی۔ [206]

تقسیم ھند کے بعد آپ مع دیگر افراد بیت کے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور لائل پور (فیصل آباد) میں مقیم ہو گئے اور یہیں انتقال کیا۔

اولاد

1- حاجی شیخ محمد عبداللہ صاحب تاجر
2- شیخ عبدالرحمٰن صاحب تاجر
3- محترمہ امتہ العزیز صاحبہ (اہلیہ حکیم محمد اسماعیل صاحب فاضل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)
4- محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ (مدفونہ بہشتی مقبرہ قادیان اہلیہ شیخ محمد یعقوب صاحب امرتسری)

5- حاجی شیخ عبداللطیف صاحب مولوی فاضل (سابق قائد خدام الاحمدیہ وسیکرٹری امور عامہ لائل پور (فیصل آباد)
6- شیخ عبدالغفور صاحب تاجر
7- شیخ عبدالمجید صاحب تاجر (سابق ناظم تربیت واصلاح لائل پور شہر فیصل آباد)
8- محترمہ امتہ الحکیم صاحبہ (اہلیہ شیخ طاہر احمد صاحب ابن حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ وامیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد) 207

حضرت پیر محمد عبداللہ صاحب ہاشمی گولیکی گجرات

(وفات یکم اپریل 1962ء) آپ نے اپنے والد حضرت پیر غلام غوث محمد 208 صاحب کے ہمراہ حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جماعت احمدیہ گولیکی کے انتھک کارکن نڈر مبلغ اور عبادت گزار بزرگ اور حلیم و بردباری کا چلتا پھرتا پیکر تھے۔ پوری عمر قرآن کریم کی خدمت میں گذاری آپ کے ذریعہ کئی مردعورتیں اور بچے زیور قرآن سے آراستہ ہوئے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود کے ساتھ نہایت درجہ عقیدت رکھتے تھے پانچوں نمازیں اور تہجد بھی بیت الذکر میں ادا فرماتے تھے۔ نماز پڑھانے کے بعد بڑی محبت سے جائزہ لیتے کہ کون نماز پڑھنے نہیں آیا۔ جب تک اس کی غیر حاضری کا سبب معلوم نہ ہوجاتا ان کا دل مطمئن نہ ہوتا۔ مرحوم کے ہاں چھ بچے پیدا ہوئے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی۔ لڑکے آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئے۔ ایک لڑکی یادگار چھوڑی جو مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی کی اہلیہ ہیں۔ 209

حضرت چوہدری غلام سرور صاحب نمبردار چک 55/2-L اوکاڑہ

ولادت 1883ء دستی بیعت 1902ء وفات 17 جون 1962ء 210

آپ حضرت نواب محمد الدین صاحب کے چھوٹے بھائی اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ (مجاہد تحریک جدید انچارج مشن انگلستان وسوئٹزرلینڈ) اور میجر شریف احمد صاحب باجوہ (انچارج مشن انگلستان وامریکہ) کے چچا تھے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہلی بار مئی 1902ء میں حاضر ہوئے جبکہ حضور کی طبیعت دردگردہ کی تکلیف سے ناساز تھی۔ بیماری اس درجہ شدید تھی کہ گویا حضرت مسیح علیہ السلام کا واقعہ صلیب جو پورا موت کا نمونہ تھا پیش آ گیا اسی دوران 11 مئی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے درازی عمر اور فتح ونصرت کی بشارتوں پر مشتمل یہ وحی ہوئی:-

''خوشی کا مقام۔ نصر من الله و فتح قریب''[211]

چنانچہ اس کے بعد حضور کی صحت روز بروز ترقی کرتی رہی اور 23 مئی 1902ء کو حضور نماز جمعہ میں بھی تشریف لائے۔

چوہدری صاحب فرماتے ہیں:-

''1902ء کا ذکر ہے کہ جب میں قادیان آیا تو حضرت صاحب درد گردہ کی وجہ سے بیمار تھے میر حامد شاہ صاحب بھی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہمیں اندر بیت الذکر کے ساتھ والے کمرہ میں بلایا گیا اس وقت حضور کے پاس ہمارے علاوہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، حضرت مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب بھی تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے میر حامد شاہ صاحب کے لئے کرسی بچھا دی اور باقی ہم لوگ چٹائی پر بیٹھ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ جب مجھے شدید تکلیف ہوئی تو میں نے سمجھا کہ بس اب آخری وقت ہے اس لئے میں نے تمام دوستوں کے نام لے لے کر دعا کی''[212]

اس واقعہ کے بعد بھی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں آپ کو کئی بار قادیان میں حاضر ہونے اور حضور کی مبارک مجالس سے فیضیاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ایک بار آپ نے چوہدری مولا بخش صاحب سیکرٹری سیالکوٹ کے ساتھ الدار میں حضرت مسیح موعود کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت حضور کی خدمت میں ایک عرب بیٹھے ہوئے تھے جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور دو سال سے احمدی تھے مگر اس کا اظہار کسی پر نہیں کیا تھا۔

ایک دفعہ جبکہ آپ گوہانہ ضلع رہتک میں ملازم تھے، حضور علیہ السلام کے لئے چاندی کے دستہ والی ایک چھڑی اور کچھ مٹھائی لائے۔ حافظ حامد علی صاحب آپ کو حضور کے پاس اندر لے گئے حضور نے فرمایا کہ گوہانہ کی طرف کے تو معلوم نہیں ہوتے آپ نے عرض کیا کہ حضور میں سیالکوٹ کا باشندہ ہوں اور وہاں ملازم ہوں حضور نے ازراہ شفقت حافظ حامد علی صاحب سے فرمایا کہ آج مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے لئے چائے تیار ہوگی ان کو بھی شامل کر لیں 6/7 نومبر 1907ء کو حضرت مسیح موعود پر الہام ہوا ''عید تو ہے چاہے کرو چاہے نہ کرو''[213] حضور علیہ السلام صبح مہمان خانہ میں تشریف لے گئے اور یہ تازہ الہام سنایا چوہدری صاحب موصوف اس وقت دوسرے دوستوں کے ساتھ مہمان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ فرماتے ہیں:-

''حضور علیہ السلام تشریف لائے اور اپنا الہام سنایا کہ'' عید تو ہے چاہے کرو چاہے نہ کرو'' پھر آپ نے مولوی محمد احسن صاحب کو حکم دیا کہ آپ وفات مسیح پر تقریر کریں۔۔۔۔ان کی تقریر کے بعد حاضرین نے باری باری حضرت اقدس علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور آپ کے ہاتھ کو اکثر نے بوسہ دیا اور نذرانہ بھی قریباً تمام احباب نے پیش کیا۔ بعض احباب نے سوال کیا کہ حضور کیا ہم روزہ چھوڑ دیں۔ حضور خاموش رہے، لوگوں نے تین دفعہ سوال کیا مگر حضور تینوں دفعہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اسپر بعض احباب نے روزہ چھوڑ دیا اور بعض نے رکھے رکھا۔ دوسرے روز عید کی نماز پڑھی گئی۔ عید کی صبح کو حضور نے کھانے کا انتظام کیا۔ پلاؤ نمکین ہر ایک مہمان کو کھلایا گیا۔''[214]

چوہدری صاحب کی ظاہری تعلیم اگرچہ پانچ چھ جماعت تک تھی مگر دینی مسائل پر خوب عبور حاصل تھا۔ آپ شروع سے ہی صوم وصلوٰۃ کے سخت پابند تھے اور ابتدائی موصیوں میں سے تھے آپ کا وصیت نمبر 205 ہے۔ آپ ابتدا میں کچھ عرصہ محکمہ مال میں ملازم رہے۔ 1920ء کے قریب آپ کو خدا کے فضل اور حضرت نواب محمد الدین صاحب کی وساطت سے پونے چار مربع زمین چک 2/55 ایل (تحصیل وضلع اوکاڑہ) میں مل گئی اور آپ نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی آپ اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ غرباء، یتامیٰ، بیوگان کی مدد کرنا عمر بھر آپ کا شعار رہا۔ مزارعوں کے ساتھ بہت نرمی ومحبت کا سلوک کرتے تھے۔ تمام گاؤں کے لوگوں کے ساتھ بڑی الفت اور پیار سے پیش آتے۔ کبھی کسی فقیر کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کوئی قرض مانگتا تو اسے قرض دینے کی بجائے کچھ رقم بطور امداد دے دیتے۔

آپ کو دعاؤں میں بہت شغف تھا دن رات دعاؤں میں مصروف رہتے جماعت کے امیر تھے اور ساتھ ہی امام الصلوٰۃ اور سیکرٹری مال کے فرائض بھی نہایت خلوص واہتمام سے بجالاتے تھے۔[215] حضرت مصلح موعود سے والہانہ عقیدت تھی۔ مجلس مشاورت میں ہمیشہ اپنے گاؤں سے بطور نمائندہ منتخب ہوتے اور عمدہ پیرایہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے تھے۔

جلسہ سالانہ پر ضرور حاضر ہوتے دو تین دن پہلے پہنچتے اور نئے سال کے آغاز کے بعد مرکز سے روانہ ہوتے۔ ربوہ میں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کے پاس قیام فرماتے۔ مرکز میں رہنے والوں کی بہت عزت کرتے۔ اکثر ملنے والوں کو تحفہ پیش کرتے۔ تحفہ پیش کرنا ان کی عادت تھی اپنے عزیز واقارب کو بھی تحائف پیش کرتے رہتے تھے۔ جب مرکز میں آتے کافی رقم ساتھ لاتے لیکن جب واپس جاتے تو کسی رشتہ دار یا عزیز سے رقم لیکر واپسی کے اخراجات پورے کرتے گھر پہنچ کر فوراً رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کرتے اور

حاصل کردہ رقم کے علاوہ کچھ رقم بطور شکرانہ ضرور ارسال کرتے۔ اکثر ربوہ سے کپڑا خرید کر درزی سے سلواتے تھے فرماتے ربوہ ہمارا مرکز ہے اس کو پاؤں پر کھڑا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

تبلیغ کرنا آپ کا محبوب شغل تھا۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ سفر میں ضرور تبلیغ کرتے۔ کئی مسافروں نے اس سلسلہ میں آپ سے زیادتی بھی کی تو آپ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا آپ کا لباس سادہ اور گفتگو شائستہ ہوتی تھی اور چہرے سے شرف ونجابت اور نیکی اور بزرگی کے آثار ٹپکتے تھے۔ 216

اولاد

1- چوہدری غلام اللہ صاحب سابق ڈائریکٹر شاہ نواز لمیٹڈ لاہور و شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ لاہور
2- کرنل عطاء اللہ صاحب
3- چوہدری نصر اللہ خاں صاحب زمیندار اوکاڑہ
4- چوہدری منصور اللہ صاحب زمیندار اوکاڑہ
5- محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمود احمد صاحب مرحوم سابق سپرنٹنڈنٹ جیل
6- محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ میجر عزیز احمد صاحب مرحوم
7- محترمہ امتہ العزیز مرحومہ اہلیہ کموڈور رحمت اللہ صاحب باجوہ
8- محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ اہلیہ چوہدری اعجاز احمد صاحب مینجر شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ لاہور
9- محترمہ امتہ القیوم صاحبہ اہلیہ چوہدری آفتاب احمد صاحب سابق مینجر ماڈرن موٹرز لمیٹڈ کراچی 217

حضرت مرزا مہتاب بیگ صاحب انچارج درزی خانہ قادیان

ولادت 1882ء 218 بیعت وزیارت 14 جولائی 1901ء 219 وفات 17 مارچ 1962ء 220

اصل وطن سیالکوٹ شہر۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''15 جولائی 1901ء 221 میں سید حامد شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ قادیان 5 بجے شام وارد ہوا اور ہمارے ساتھ بابو عطا محمد صاحب اورسیئر بھی تھے۔ جب ہم قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شاہ صاحب نے اطلاع کرائی اندر سے اسی وقت نوکر نے آ کر کہا کہ اندر آ جاؤ۔ ہم لوگ بیت مبارک کی سیڑھیوں سے اس دروازہ سے اندر داخل ہو گئے جو شمال کی طرف گھر کی مشرقی طرف ہے۔ اندر صحن میں جا کر ہم ایک تخت پوش پر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی اوپر سے تشریف لے آئے۔

تھوڑی دیر بعد حضور مغربی کمرہ سے ننگے سر کھلی آستینوں والا ململ کا کرتہ (جس کا گلا شانوں پر ہوتا ہے جو کہ دونوں طرف استعمال ہوسکتا ہے) پہنے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ حضور کا چہرہ مبارک نہایت نورانی اور سر اور داڑھی مبارک کے بال سرخ تھے اور ازار بند کے ساتھ ایک چابیوں کا گچھا لٹک رہا تھا۔ میرے دل میں خفیف سا اعتراض پیدا ہوا کہ یہ علامت تو دنیاداروں والی ہے جو کہ روپے پیسے سے محبت کرتے ہیں مگر حضور تو خدا کے نبی ہیں۔ ان کو ایسی باتوں سے کیا واسطہ خیر اسی وقت حضور نے ایک لڑکے کو فرمایا کہ چائے لاؤ۔ اتنے میں حضور شاہ صاحب سے ضلع سیالکوٹ کے حالات دریافت کرتے رہے کیونکہ ان دنوں ضلع سیالکوٹ میں لوگوں نے ایک تحصیلدار کو کراٹین کی وجہ سے ماردیا تھا اس پر حضور نے کچھ فرمانا شروع کیا اور میرے اس وسوسہ کا جواب حضور نے یوں دیا۔ کہ بعض دفعہ لنگر خانہ کے اخراجات میں تنگی ہو جاتی ہے۔ چونکہ عورتیں ناقص العقل ہیں اس واسطے میں لنگر کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھتا ہوں۔ ان دنوں دفتر وغیرہ کوئی نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ میرا وسوسہ اسی وقت دور ہو گیا اور میرے دل کے حالات سے حضور نے اطلاع پا کر مجھے جو جواب اپنی گفتگو میں دے دیا اس سے میری تشفی ہوگئی۔

پھر حضور 1904ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے اور میں حضور کی خدمت کرتا رہا اور پھر میں جلسہ پر آتا رہا۔ قادیان میں مستقل طور پر درزی خانہ کے لئے انجمن نے مجھے سیالکوٹ سے بلا بھیجا اور میں 1913ء میں چلا آیا۔'' 222

قادیان میں عرصہ تک آپ درزی خانہ کے انچارج رہے۔ اس قومی ادارہ سے کئی نوجوانوں نے کام بھی سیکھا اور متفرق کلاس میں قرآن مجید، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود پڑھنے کی بھی توفیق پائی جس کا ذکر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مطبوعہ رپورٹوں میں موجود ہے۔ رپورٹ 20-1919ء میں درزی خانہ سے کام سیکھنے والے ابتدائی طلبا کی ایک فہرست درج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طالبعلم نیروبی (مشرقی افریقہ) کے تھے۔ جو فارغ ہونے کے بعد وہیں چلے گئے۔

تقسیم ملک 1947ء کے وقت آپ نے اپنے بڑے بیٹے مرزا عبداللطیف صاحب کو بطور درویش قادیان میں قیام کے لئے چھوڑا۔ بعد ازاں کئی بار آپ پاکستان سے بڑی بے تابی اور اشتیاق سے دیار حبیب کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے رہے اسی جذبہ کے تحت 1961ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کیلئے پہنچے مگر شدید بیمار ہوگئے۔ قدرے افاقہ ہونے پر واپس آ گئے 223 اور فضل عمر ہسپتال میں

داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آپ کی وفات پر لکھا:-

''مرحوم ایک بہت نیک اور مخلص کم گو بزرگ تھے۔ قادیان کے زمانہ میں مرزا صاحب صدر انجمن احمدیہ کے صنعتی سکول (درزی خانہ) کے سالہا سال انچارج رہے اور اب کچھ عرصہ ہوا پاسپورٹ حاصل کر کے قادیان کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لے گئے تھے اور وہاں بیمار ہو کر لمبا عرصہ صاحب فراش رہے۔ چند دن ہوئے ان کے لڑکے مرزا عبداللطیف صاحب 224 درویش قادیان انہیں بیماری کی حالت میں ربوہ پہنچا گئے تھے چنانچہ آج ان کا انتقال ہو گیا مرحوم کی دوسری بیوی حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی پوتی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین رفقاء میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ 225''

حضرت میاں جان محمد صاحب پوسٹ مین قادیان

ولادت 1882۔ بیعت 1897۔ وفات 29 اگست 1962ء۔ 226

آپ سالہا سال تک قادیان میں بطور پوسٹ مین کام کرتے رہے بہت خوش خلق، ملنسار اور دعا گو بزرگ تھے احمدیت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ 227

اولاد

میاں محمد دین صاحب حجام لاہور

میاں احمد جان صاحب ٹیلر ماسٹر

حضرت قاری غلام مجتبیٰ صاحب چینی متوطن رسول پور ضلع گجرات

ولادت 1870ء۔ بیعت 1906ء۔ وفات 24 اکتوبر 1962ء۔

آپ جماعت احمدیہ ہانگ کانگ کے بانی ارکان میں سے تھے۔

مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

''حضرت قاری صاحب موصوف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اکتوبر میں وکٹوریہ جیل ہانگ کانگ (چین) چیف وارڈن کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو کر قادیان میں سکونت اختیار کی اور تقسیم برصغیر تک وہیں رہے۔ اس کے بعد ایک لمبا عرصہ لاہور میں رہائش رکھی اور

یہیں وفات پائی۔[228] آپ بہشتی مقبرہ کے قطعہ رفقاء مسیح موعودؑ میں مدفون ہیں۔

مرحوم بہت مستعد، نیک اور سادہ اور عبادت گزار بزرگ تھے قادیان میں کافی عرصہ تک بعہدہ جنرل پریذیڈنٹ خدمات بجالاتے رہے۔

اولاد۔عبدالقادر صاحب سول سرجن اور چار بہنیں۔[229]

حضرت قاری صاحب معاون ناظر امور عامہ قادیان کے عہدہ پر بھی ممتاز رہے۔

حضرت سید فقیر محمد صاحب کابلی (افغان)

وفات 6 نومبر 1962ء۔[230]

آپ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کے معتقدین میں سے تھے۔ جو آپ کے ایماء پر 98-1897ء میں مستقل طور پر ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے۔

تقسیم ملک کے موقع پر آپ کو پاکستان آنا پڑا۔ وفات سے قریباً ایک ماہ قبل آپ یہ عہد کر کے ربوہ سے قادیان گئے کہ وہ اس پاک بستی سے واپس نہیں آئیں گے۔ چنانچہ آپ نے وہاں پہنچتے ہی گویا اعلان کر دیا کہ میں مرنے کے لئے قادیان آیا ہوں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ کے حکم پر چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی نے حضرت اماں جان کے مکان مبارک کے ایک مقدس کمرہ میں ان کے قیام کا انتظام کر دیا۔ آپ کی صحت اس وقت اچھی تھی اور چلتے پھرتے تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے عزم کے پورا کرنے کے لئے بہت دعائیں کیں۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ کے دفتر سے وصیت کا سرٹیفکیٹ اور اپنے حصہ آمد کا حساب بھی لے گئے تھے۔ علاوہ ازیں آپ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کے امپرسٹ میں دوسو روپے کی رقم اس غرض کے لئے جمع کرا آئے تھے کہ اگر وہ (قادیان کی بجائے) ربوہ میں فوت ہوں تو ان کی نعش کو قادیان میں پہنچانے کا انتظام کیا جائے اور یہ تحریر بھی آپ کے ساتھ تھی۔

بظاہر آثار یہی تھے کہ آپ کچھ سال اور جئیں گے لیکن تین ہفتوں کے بعد آپ پر فالج کا شدید حملہ ہوا غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور پانچ چھ روز میں اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پہنچ گئے۔[231]

آپ کے فرزند اور سلسلہ احمدیہ کے مخلص بزرگ الحاج خلیل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل کا تحریری بیان ہے کہ:-

”مرحوم کے بڑے بھائی سید آدم خان مرحوم خلافت ثانیہ کے انتخاب میں موجود تھے۔

1916-17ء میں وفات پا کر مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں۔ والد مرحوم دوصد روپے وصیت حصّہ جائیداد سید آدم خان مرحوم لیکر قادیان آئے اور مسجد مبارک میں حضرت المصلح الموعودؓ کے سامنے رکھ دیئے۔ فرمایا کہ یہ ایک ایسی جگہ سے رقم لائے ہیں کہ لوگ ایک ایک پیسے پر قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور نے یہ رقم حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب خسر حضرت المصلح الموعود کو دیدیئے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ یاد ہے۔ علاقہ خوست سے جتنے افغان احمدی قادیان ہجرت کر کے آئے ہیں یا طلبہ آئے ہیں ان سب کو میرے تایا مرحوم سید آدم خان و عبدالرحیم خان مرحوم لیکر آئے ہیں۔ دونوں بھائیوں نے حضرت سید عبداللطیف شہید کی بیعت کی تھی اور دونوں نے حضرت شہید مرحوم کے ساتھ میراں شاہ ایجنسی برطانیہ تک آئے تھے اور یہاں سے ان کو اور دوسرے ہمراہیوں کو واپس کر دیا تھا۔ حضرت والد مرحوم نے شہید مرحوم کے گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ فرمایا۔ پائجامہ نیچے کرلو زیادہ اوپر ہے۔ حضرت شہید مرحوم کے صاحبزادہ حافظ محمد طیب صاحب کو گود میں کھیلایا ہے۔ اسی طرح باقی بچوں کو بھی کھیلایا ہوگا۔ حضرت شہید مرحوم کے ساتھ پانچ افراد قادیان گئے تھے ان کو اچھی طرح میں نے دیکھا پہچانا ہے۔ چھٹے آدمی نے بیعت نہیں کی تھی۔ ان کو نہیں جانتا ہوں۔ مجھے میرے والد 1918-19ء میں قادیان لائے تھے۔ مجھ سے پہلے میرے بڑے بھائی حبیب الرحمٰن و غلام محمد مرحوم حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور چند دوسرے طلبہ آئے تھے اور ولی داد خان شہید کو میرے تایا سید آدم خان مرحوم قادیان لائے تھے۔

والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے 18 سال کی عمر میں نماز تہجد شروع کی ہے اور اخیر عمر تک با قاعدگی سے پابند رہا ہوں۔ صاحب کشف ورؤیا صالحہ تھے۔ اَن پڑھ تھے۔ لیکن قرآنی آیات کی صورت میں خواب میں آجاتی تھیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی ۔۔۔ بچی کے رشتہ کے بارہ میں ہمراہ وقیع الزمان صاحب استخارہ کا کہا۔ دوسرے دن حضرت میاں صاحب کو کہا۔ ''**انا فتحنا لک فتحا مبینا**'' کے الفاظ میری زبان پر بار بار جاری ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے بیت المال کے محافظ ''پہرہ دار'' والد صاحب مفت مقرر ہوئے تھے بعد میں ایک روپیہ مشاعرہ مقرر ہوا۔ بیت المال کی حفاظت کیلئے بندوق کا لائسنس ہم دونوں باپ بیٹے کے نام تھا۔ جب

والد صاحب وطن چند ماہ کیلئے چلے جاتے تھے یا سلسلہ کے کسی اور کام پر چلے جاتے تھے۔ تو میں ان کے قائمقام پہرہ کی ڈیوٹی ادا کرتا تھا۔ مرحوم نے قادیان میں باغیچہ امرود، آموں کا لگایا تھا۔ امرود موسم سرما میں حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمت میں بار بار پیش فرمایا کرتے تھے اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی خدمت میں پیش فرمایا کرتے تھے والد صاحب کی دلجوئی کیلئے کچھ رقم بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔

والسلام حاجی خلیل الرحمٰن مولوی فاضل[232]

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کی وفات پر لکھا:-

''سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی اور نیک بزرگ تھے پچھلے دنوں پاسپورٹ اور ویزا پر قادیان گئے تھے تاکہ وہاں اپنا آخری وقت دعاؤں میں گزاریں۔ ان کی انتہائی خواہش تھی کہ وہ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی دلی خواہش کو پورا فرما دیا۔''[233]

حضرت خلیفہ عبدالرحیم صاحب جمونی

ولادت 12 دسمبر 1893ء[234] پیدائشی احمدی۔ وفات 9 نومبر 1962ء۔[235]

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور نہایت مخلص صحابی حضرت خلیفہ نورالدین صاحب[236] جمونی کے صاحبزادے تھے اور حضور علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد کے زیر سایہ اور ان کی تربیت کے تحت تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پائی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد لاہور سے کمرشل کلاس پاس کی جس کے بعد پہلے مہاراجہ ہری سنگھ کے ذاتی سٹاف میں اور پھر ریاست کے مختلف دفاتر اور محکموں میں ترقی کرتے کرتے سیکرٹری شپ تک پہنچے۔ ان دنوں مسلمان نوجوانوں کے ولایت جانے کے بہت کم مواقع میسر ہوتے تھے مہاراجہ ان کو اپنے ساتھ باہر لے جانا چاہتے تھے لیکن آپ بمبئی سے ہی اس لئے واپس آ گئے کہ آپ کسی صورت میں داڑھی منڈوا کر اسلامی شعار کی بے حرمتی پر تیار نہ تھے اور مہاراجہ کو انہیں داڑھی سمیت شامل وفد کرنے میں تامل تھا۔[237]

مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے زمانہ میں بدانتظامی اور ظلم کی بناء پر انگریزوں نے ایک کونسل بنا دی تھی۔ جن دنوں خلیفہ صاحب راجہ ہری سنگھ صاحب کے پرنسپل سٹاف میں شامل ہوئے ان دنوں راجہ صاحب سینئر کونسل ہونے کے علاوہ ولی عہد ریاست بھی تھے۔ راجہ ہری سنگھ صاحب کی بعض غلطیوں کے باعث محل کے اندر اور باہر تحریک شروع ہوئی کہ انہیں ولی عہدی سے برطرف کر دیا جائے۔ راجہ ہری سنگھ صاحب جو خطوط

وائسرائے ہند یا دیگر اعلیٰ افسروں کو بھیجتے وہ خلیفہ صاحب ٹائپ کرتے تھے۔ راجہ صاحب کے مخالفین نے سینئر مہارانی کی طرف سے آپ کو ہزاروں روپے کا لالچ دیا بلکہ ریاست سے باہر ایک بھاری جائیداد بھی دینے کی پیشکش کی کہ وہ ان خطوط کی نقول انہیں دے دیں مگر خلیفہ صاحب نے اعلیٰ کیریکٹر اور استغناء کا ثبوت دیتے ہوئے صاف انکار کر دیا۔

آپ ریاست میں بڑے اہم عہدوں پر فائز ہوئے افسرانِ بالا کا اعتماد مسلسل حاصل رہا جہاں جس محکمہ میں رہے مسلمانوں اور اسلام اور جماعت کے مفادات کے لئے شمشیر برہنہ بنے رہے خصوصاً تحریک آزادی کشمیر کے دوران جس کے باعث مہاراجہ ہری سنگھ صاحب ان سے سخت ناراض ہو گئے اور کچھ عرصہ کے لئے آپ کو ملازمت سے بھی الگ کر دیا۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی کچھ عرصہ کے بعد آپ کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر فوڈ کنٹرول (صوبہ کشمیر) مقرر کر دیا گیا۔ چند سالوں کے بعد اسسٹنٹ ریونیو سیکرٹری اور اسسٹنٹ ہوم سیکرٹری کی آسامیاں خالی ہوئیں۔ اس زمانہ میں ریاست کا ریونیو منسٹر انگریز تھا۔ خلیفہ صاحب نے اسسٹنٹ ریونیو سیکرٹری کی آسامی کے لئے سعی کی چنانچہ ریاست کی کابینہ نے سفارش کر کے کاغذات مہاراجہ صاحب کی منظوری کے لئے بھیج دیئے کافی عرصہ تک منظوری نہ آئی آپ کے والد حضرت خلیفہ نورالدین صاحب دعا کر رہے تھے انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ خلیفہ عبدالرحیم صاحب والے کاغذ پر ایک لمبی لکیر کے بعد مہاراجہ صاحب کے دستخط ثبت ہیں چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ کچھ وقفہ کے بعد یہ کام ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے خلیفہ صاحب کو اسسٹنٹ سیکرٹری بنانے کی منظوری تو دے دی مگر ساتھ ہی کسی وہم کے باعث یہ خفیہ ہدایت کی کہ انہیں انگریز وزیر کے ساتھ نہ لگایا جائے چنانچہ آپ کو اسسٹنٹ ہوم سیکرٹری لگایا گیا مگر آپ کا کام ایسا اعلیٰ تھا کہ چند سالوں کے بعد ترقی کر کے ہوم سیکرٹری بن گئے۔

جناب مولوی عبدالواحد صاحب سابق ایڈیٹر اخبار ''اصلاح'' سرینگر تحریر فرماتے ہیں:-

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب مجھے اخبار ''اصلاح'' کا چارج لینے کے لئے کشمیر روانہ کیا تو ہدایات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خلیفہ عبدالرحیم صاحب ایک پرانے اور مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان سے تعلقات مودّت قائم کرنا اور بڑھانا آپ کے لئے مفید ہو گا۔ میں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم خلیفہ صاحب سے تعلقات اخوت استوار کئے اور آخر یہ صورت حال ہوئی کہ اگر سرینگر میں ان کے قیام کے ایام میں مَیں چند روز ان کے مکان پر حاضر نہ ہوتا تو وہ خود میرے پاس تشریف لے آتے ہمارا کام زیادہ تر سیاسیات کشمیر سے متعلق تھا۔ بعض اوقات ہم

حکومت جموں وکشمیر کے زیرِعتاب بھی آجاتے۔ خفیہ پولیس کی کڑی نگرانی بھی ہم پر رہتی مگر خلیفہ صاحب مرحوم ان امور کو کبھی خاطر میں نہ لاتے۔ حالانکہ وہ حکومت جموں وکشمیر کے اہم عہدوں پر فائز رہے اور عموماً سرکاری عہدیدار ایسے ناگوار حالات میں میل ملاقات سے گریز کرتے ہیں۔ ریاست جموں وکشمیر میں ذبیحہ گاؤ کی سزا بہت سخت تھی جب بعض ہندو لیڈروں اور اخبارات نے گائے کے احترام کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اخبار ''اصلاح'' میں اس موضوع پر متعدد مضامین شائع ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مہاشہ محمد عمر صاحب اور مہاشہ فضل حسین صاحب کو سرینگر بھجوایا۔ مہاشہ محمد عمر صاحب کے جو مضامین اصلاح میں شائع ہوئے ان میں ویدوں اور شاستروں کی مدد سے گاؤ خوری کو جائز ثابت کیا گیا اس سے جہاں مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ وہاں ہندو پریس میں صف ماتم بچھ گئی اور ہندوؤں کی طرف سے برملا مطالبہ ہونے لگا کہ کارکنان ''اصلاح'' کے خلاف حکومت فوری اقدام کرے اس زمانہ میں سرگوپال سوامی آئنگر جیسا کٹر مہاسبھائی ریاست کا وزیراعظم تھا۔ سرینگر میں مسلمانوں کے احتجاجی جلوس پر لاٹھی چارج کے بعد گولیاں برسائی گئیں۔ مسلمانوں کی لاشیں اور زخمی جامع مسجد میں جمع کئے گئے تھے۔ ایسے نازک وقت میں بڑے بڑے دلیر گھبرا گئے تھے مگر خلیفہ صاحب مرحوم نے اسوقت بھی اپنے تعلقات میں فرق نہ آنے دیا۔ حالانکہ اخبار ''اصلاح'' کو حکومت بلیک لسٹ کر کے مزید اقدام کے متعلق سوچ رہی تھی۔'' 238

سرینگر اور جموں کی احمدیہ بیوت الذکر کی بنیاد میں خلیفہ صاحب کا نمایاں حصہ تھا سرینگر میں بیت احمدیہ کے لئے زمین دینے کا حکم راجہ پرتاپ سنگھ نے دیا تھا مگر کسی مناسب زمین کی منظوری نہ ہوسکی مولوی عبدالواحد صاحب ایڈیٹر اصلاح نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں حالات عرض کئے حضور نے چوہدری اسداللہ خاں صاحب کی زیر سرکردگی ایک وفد وزیراعظم صاحب ریاست جموں وکشمیر کے پاس بمقام جموں بھیجا کیونکہ سردیوں کے باعث دربار و دفاتر جموں آئے ہوئے تھے۔ وزیراعظم صاحب نے چوہدری صاحب کی گفتگو سے یہ محسوس کیا کہ یہ بڑا ظلم ہے کہ احمدیہ بیت الذکر سرینگر کے لئے زمین دیئے جانے کا حکم تو آنجہانی مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے زمانہ سے ہو چکا ہے۔ مگر کسی مخصوص رقبہ کا قبضہ نہیں دیا گیا چنانچہ انہوں نے گورنر صاحب کشمیر کو حکم دیا کہ زمین تجویز کر کے فوراً قبضہ دیا جائے۔ یہ حکم

ملنے پر گورنر صاحب جناب خلیفہ صاحب مرحوم کے مکان پر خود گئے اور انہیں ساتھ لیکر چند ایک موزوں مقامات دکھلائے جس کے بعد خلیفہ صاحب نے مولوی عبدالواحد صاحب، خواجہ غلام نبی صاحب گلکار اور دیگر احباب سے مشورہ کر کے سرینگر کی تحصیل سے ملحق رقبہ کے لئے درخواست کی جس کا چند دنوں بعد قبضہ مل گیا۔ حضور نے اطلاع ملنے پر مبارک باد دی۔ جماعت نے فی الفور مسجد کمیٹی تشکیل کر کے خلیفہ صاحب کو اس کا صدر بنایا۔ آپ کی توجہ اور کوشش سے چار دیواری اور دو کمرے مکمل ہو سکے تھے کہ تقسیم ملک عمل میں آ گئی۔

اسی طرح جموں میں خلیفہ صاحب کی مساعی سے ایک مخلص دوست نے احمدیہ بیت الذکر کے لئے رقبہ عنایت کیا اور خلیفہ صاحب کی کوششوں سے با موقعہ بیت الذکر تعمیر ہوگئی اس زمانہ میں کچھ عرصہ کے لئے ماسٹر امیر عالم صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کوٹلی جموں میں مقیم رہے۔ ماسٹر صاحب موصوف جب خوش الحانی سے آذان دیتے یا تلاوت قرآن کرتے تو خلیفہ صاحب بہت خوش ہوتے تھے۔[239]

1944ء میں جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی تنظیم و تربیت کے لئے صوبائی نظام عمل میں آیا اور مولوی عبدالواحد صاحب دوبار صوبائی امیر مقرر ہوئے۔ مولوی عبدالواحد صاحب کا بیان ہے کہ۔

"خلیفہ صاحب مرحوم نے تعاون و اطاعت نظام کا بہترین نمونہ دکھایا ان کی معاونت اور مفید مشوروں نے میری ذمہ داریوں کو آسان بنا دیا اور آج تک میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔"[240]

تقسیم ملک کے چند ماہ بعد آپ جموں سے ہجرت کر کے سیالکوٹ میں مقیم ہوئے ان کے وسیع تجربے کی بناء پر سردار محمد ابراہیم صاحب صدر حکومت آزاد کشمیر نے انہیں ریونیو سیکرٹری مقرر کیا مگر بعض ریاستی لیڈروں نے (جن میں بعض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پروردہ بھی تھے) ذمہ دار آسامیوں سے احمدیوں کی علیحدگی کی تحریک شروع کر دی جس میں پہلا نمبر مولوی عبدالواحد صاحب اور دوسرا غالباً آپ کا تھا حالانکہ سب ان بزرگوں کی ملّی خدمات کے معترف تھے۔[241]

خلیفہ صاحب سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے کاموں میں زندگی کے آخری سانس تک سرگرمی سے حصہ لیتے رہے آپ مقامی مجلس عاملہ کے رکن اور محترم امیر صاحب ضلع سیالکوٹ (بابو قاسم الدین صاحب) کے مشیر خاص تھے۔

خلیفہ صاحب کو حضرت مصلح موعود سے غیر معمولی عقیدت تھی حضور بھی آپ پر نظر شفقت فرماتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ اپنی ہر ضرورت اور تکلیف میں حضور سے مشورہ اور رہبری طلب کرتے اور اس مقصد کے لئے اکثر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ نہایت مخلص دیندار عابد، ملنسار اور مہمان نواز

بزرگ تھے۔ آپ اپنی اہلیہ اور ہمشیرہ[242] کے ساتھ دسمبر میں قادیان جانے اور اگلے سال حج بیت اللہ کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے کہ اچانک مولائے حقیقی کا بلاوا آ گیا۔[243] انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد

خلیفہ عبدال صاحب
خلیفہ عبدالوھاب صاحب
خلیفہ عبدالمومن صاحب
خلیفہ عبدالوکیل صاحب
خلیفہ عبدالعزیز صاحب
محترمہ امتہ الرفیق صاحبہ
محترمہ امتہ الحمید صاحبہ[244]

حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب آسنور ضلع اسلام آباد کشمیر

ولادت اندازاً 1882ء[245] بیعت[246] دسمبر 1901ء وفات 27 نومبر 1962ء[247]

قصبہ آسنور کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس مردم خیز خطہ میں پانچ نہایت مخلص رفقاء پیدا ہوئے یعنی حضرت حاجی عمر ڈار صاحب، حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب، حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب میر، حضرت محمد صاحب وانی یہی پانچوں صحابہ سارے کشمیر میں اشاعت احمدیت کا موجب ہوئے اور انہی کے چراغوں سے چراغ روشن ہوتے گئے۔ ان مبارک وجودوں میں آخری صحابی حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب تھے۔

محترم جناب خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری صوبائی انجمن احمدیہ کشمیر کا تحریری بیان ہے کہ۔

''حضرت مولوی صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور اپنی تمام عمر نہ صرف اہل آسنور کے لئے بلکہ گردونواح کے تمام احمدیوں اور غیر احمدیوں کے لئے مشعل ہدایت بنے رہے۔ چنانچہ قریبی گاؤں سرگام کے ایک بزرگ لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ اگر کبھی تمہیں احمدی بننا پڑا تو مولوی حبیب اللہ صاحب کی طرح کا احمدی بننا گویا آپ کے زہد وتقویٰ کا سکّہ غیروں کے دلوں میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔

اپنی عمر کے آخری دنوں تک آپ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے رہے کبھی محتاج نہ بنے بلکہ ہمیشہ دوسروں پر احسان کرتے رہے۔ آپ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری عمر خدا، قرآن اور محمدؐ کی حکومت اپنے اوپر قائم رکھی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت گذارنے

کی کوشش کرتے رہے۔

آپ کو اپنی زندگی میں ایک عظیم سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی آپ کا اکلوتا فرزند۔ کہ وہی آپ کی واحد اولاد تھی، خواجہ محمد عبداللہ صاحب فاضل جنہوں نے قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی اور جموں کے سری رنبیر سنگھ ہائی اسکول میں عربی مدرس تھے۔ 47ء کے فرقہ وارانہ فساد میں شہید ہو گئے۔ لیکن حضرت مولوی صاحب نے اسی پر عمل کیا جو قرآن کریم نے فرمایا یعنی آپ **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھ کر صبر کے ساتھ خاموش ہو گئے گو شدید صدمہ کے باعث شفقت پدری کے تقاضا نے آپ سے آنسو بھی بہائے۔ اور دیکھا کہ اکثر تہجد پڑھتے وقت سجدہ گاہ تر ہوتی تھی۔

آپ کا ہر لمحہ ذکر الٰہی میں گذرتا تھا۔ آپ کی دیانت وامانت بھی مسلّم تھی۔ اسی لئے گاؤں کے لوگوں کو آپ کی بزرگی سے عقیدت تھی۔۔۔۔

حضرت مولوی صاحب اپنی تمام عمر نہ صرف خود احمدیت کے اصولوں پر محبت اور خلوص سے گامزن رہے بلکہ گاؤں اور علاقہ بھر کے احمدیوں کو ان اصولوں پر چلانے کی کوشش کرتے رہے۔ آپ کی طبیعت میں غصہ نہ تھا لیکن کسی کی بے راہ روی کو دیکھ کر اور اسے سمجھاتے وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ خطبات جمعہ وغیرہ میں قیامت کے روز کا ذکر اس طرح کرتے تھے کہ خود بھی روتے تھے اور سامعین کو بھی رلاتے تھے۔

آپ کی شخصیت زہد وتقویٰ کی وجہ سے اتنی محبوب تھی کہ باوجود اس کے کہ آپ چوبیس گھنٹوں گاؤں میں موجود رہتے تھے لوگ آپ کی دید کے مشتاق رہتے اور شمع اور پروانوں کا سا عالم ہوتا۔

وعظ وتقریر میں آپ کو خاص ملکہ تھا قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کر کے مثالوں اور واقعات کے ساتھ ان کی تشریح کرتے تھے۔ جو بڑی دلپذیر ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگ کسی اور کے وعظ کو اہمیت نہ دیتے تھے۔ آپ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق تھے اور ساتھ ہی علم وتقویٰ کے حامل تھے۔ اس لئے آپ کی نصائح موثر بھی ہوتی تھیں اور کارگر بھی۔

بچپن سے آپ کی طبیعت میں نیکی اور سادگی تھی۔ اس سلسلہ میں بڑے بزرگوں سے جو چند واقعات سنے ہیں ان کا ذکر کر دیتا ہوں بچپن کی عمر عام طور پر کھیل کود کی عمر ہوتی ہے لیکن آپ بچوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ بچے آپ کو اپنی شرارتوں کا نشانہ بناتے۔ آپ نے اپنے بچپن ہی میں مروجہ ابتدائی تعلیم عربی اور فارسی کی حاصل کر لی تھی۔ یعنی کریما۔ نام حق گلستان بوستان اور قرآن شریف حدیث فقہ وغیرہ۔ اس کے بعد آپ نے درزی کا کام سیکھا۔ لیکن جب آسنور کے سکول میں ایک عربی دان مدرس کی ضرورت پیش آئی تو کشمیر سرکار نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں اور اس سے نہ صرف

آپ کو معزز روزگار مل گیا بلکہ محکمہ تعلیم اور اس علاقے کو ایک اچھا شفیق مدرس بھی مل گیا اور اس طرح آپ آسنور اور مضافاتی دیہات کے بچوں کو دینی تعلیم کے نور سے منور کرتے رہے اور اس ہمدردی محنت اور شفقت سے بچوں کو پڑھایا کہ علاقہ بھر کے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں آپ معزز قرار پائے۔

اس ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے پھر درزی کا کام شروع کر دیا تھا لیکن اس طرح کہ یہ پیشہ جو کپڑوں کے ٹکڑوں کی وجہ سے بدنام ہے آپ نے اپنے مسلسل دیانتدارانہ عمل سے اسے معزز بنا دیا اور وہ اس طرح کہ کپڑوں کی کترنیں بھی مالکوں کو واپس مل جاتی تھیں علاوہ اس کے چونکہ آپ کی دوکان ایک دارالتبلیغ بھی ہوتی تھی اس لئے گاہک جب آپ کی دوکان سے نکلتا تھا تو جسمانی لباس کے ساتھ ہی روحانی لباس میں بھی ملبوس ہوتا تھا۔[248]

بعض دیگر مخلصین جماعت کا ذکر

اس سال مندرجہ ذیل مخلصین جماعت بھی اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے۔

1- شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی

(ولادت 31 اکتوبر 1927ء وفات 9 جنوری 1962ء)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کی ولادت کے زمانہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سونی پت میں متعین تھے اور حضرت اماں جان بھی چند یوم کے لئے تشریف رکھتی تھیں۔ آپ بچہ کی پیدائش کی اطلاع پر بنفس نفیس پانی پت تشریف لے گئیں اور نہ صرف دعاؤں سے برکت بخشی بلکہ کپڑوں کا ایک جوڑا بھی مرحمت فرمایا۔ حضرت اماں جان کی خاص توجہ اور دعاؤں کی بدولت شیخ محمد احمد صاحب میں بچپن ہی سے رشد و اصلاح اور شرافت و نجابت کے غیر معمولی اثرات نمایاں تھے اور تاریخ اسلام کے واقعات تو چھوٹی عمر میں اس تفصیل اور صحت کے ساتھ یاد تھے کہ ان کے اساتذہ بھی دنگ رہ جاتے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم پانی پت کے مسلم ہائی سکول میں حاصل کی پھر 1942ء کے آخر میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کی غرض سے قادیان پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت اماں جان کو حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ محمد احمد مدرسہ احمدیہ میں پڑھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تعلیم کے اخراجات میں خود ادا کروں گی اور یہ فرمانے کے ساتھ یکصد روپیہ کا نوٹ حضرت ڈاکٹر صاحب کو دیا اور فرمایا کہ اس میں سے ماہ بماہ فیس اور اخراجات ادا کرتے رہیں اس کے بعد نہایت باقاعدگی کے ساتھ سال کے

سال سو روپیہ یکمشت عنایت فرماتی رہیں حتیٰ کہ 1949ء میں بھی جبکہ آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرلیا ایک سال تک یہ وظیفہ جاری رکھا۔249

1951ء سے 1954ء تک آپ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ اور روزنامہ ''المصلح'' کراچی کے ادارہ تحریر میں شامل رہے اور رپورٹنگ اور خبروں کی ایڈیٹنگ کے علاوہ بعض انگریزی تراجم اور نہایت قابل قدر مضامین سپرد قلم کئے۔ اس کے بعد آپ نے اسلامی تاریخ کی عربی کتب کے تراجم کی طرف توجہ دی اور نہایت مختصر عرصہ میں مشرق وسطی کے بلند پایہ اور نامور ادباء وفضلاء کی تصانیف کو ایسی عمدگی، سلاست، روانی اور نفاست کے ساتھ اردو زبان میں منتقل کیا کہ برصغیر میں دھوم مچ گئی اور اس میدان میں آپ نے اتنی شہرت حاصل کی کہ بہتوں سے آگے نکل گئے اور بڑے بڑے نقادوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ علامہ نیاز فتحپوری نے لکھا ''ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی کا ہے اور خوب ہے'' (نگار لکھنؤ نومبر 1955ء) مولانا رئیس احمد جعفری نے آپ کی ایک کتاب کی نسبت یہ رائے دی کہ۔

''اس ترجمہ کے بعض مقامات پر تو رشک کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے واقعہ یہ ہے کہ ترجمہ اتنا شستہ اور رواں ہے کہ ترجمہ پن ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا'' (ثقافت ستمبر 1957ء)

جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ تسنیم یکم جون 1956ء نے لکھا:-

> ''مصنف (عمر ابوالنصر) کے اسلوب نگارش نے کتاب کو ایک دلکش ادبی جامہ پہنا دیا ہے اور فاضل مترجم نے ترجمہ میں اس دلکشی کو قائم رکھنے کی پوری اور کامیاب کوشش کی ہے ترجمہ نہایت شستہ اور رواں ہے اور زبان بے حد شگفتہ اور دلفریب ہے۔''

ہفت روزہ چٹان لاہور (24 جون 1957ء) نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:-

> ''مستند ہونے کے ثبوت میں یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس کے مصنف عالم اسلام کے عظیم المرتبت و نامور مورخ ڈاکٹر محمد حسین ھیکل مصری مرحوم ہیں شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی نے اسے اردو کا لباس پہنا کر ترجمہ میں تصنیف کا رنگ بھر دیا ہے۔''

ماہنامہ طلوع اسلام لاہور (جولائی 1957ء) نے ھدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے لکھا:-

> ''ترجمہ شگفتہ ہے اور ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ ہم اس ترجمہ کی کامیابی پر محمد احمد صاحب کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں۔''

ماہنامہ ''چراغ راہ'' (اپریل 1958ء) نے لکھا:-

> ''آزادی کے بعد ہماری ادبی دنیا میں عربی سوانح و تاریخ کی کتب کے تراجم شائع کرنے کا

رجحان کافی مقبول ہوا ہے ان میں سے بیشتر کتب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی نے ترجمہ کی ہیں ان کی زبان رواں اور زوردار ہے ان کے تراجم کو دیکھ کر کوئی نہیں جان سکتا کہ یہ کسی دوسری زبان کا ترجمہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر کافی دسترس ہے۔‘‘

علاوہ ازیں اخبار امروز (22 اگست 1955ء نیز 2 اپریل 1956ء) رسالہ ’’حمایت اسلام‘‘ (23 ستمبر 1955ء) رسالہ برھان دہلی (مارچ 1956ء) ہلال پاکستان (4 جون 1956ء) تعمیر انسانیت (جولائی اگست 1956ء) ’’نیا دور‘‘ لاہور (شمارہ 11، 12) نے شاندار تبصرے کیے۔250

آپ نے مختصر سی عمر میں نصف صد کے قریب عربی کتب کے تراجم کئے جو نامور اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع ہوئے۔ مشہور تراجم کے نام یہ ہیں۔ نبی امی۔ خلفائے محمدؐ۔ ابوبکر صدیق اکبرؓ۔ خدیجہؓ۔ عائشہؓ۔ الزاھراءؓ۔ الحسینؓ۔ خالد سیف اللہ۔ خالد اور ان کی شخصیت۔ عمروؓ بن عاص۔ معاویہؓ۔ عہد نبویؐ کی اسلامی سیاست۔ اسلام کا نظامِ عدل۔ آل محمدؐ کربلا میں۔ علیؓ اور عائشہؓ۔ سید العرب۔ الشیخان۔ جغرافیہ تاریخ اسلام۔ اشک پیہم۔ علاوہ ازیں آپ نے تعلیم القرآن۔ غلامان محمدؐ۔ سیرت النبیؐ اور اساسِ اسلام کے نام سے تالیفات بھی کیں۔251 الغرض آپ نے تنتیس سال کی عمر میں قوم و ملک کے لئے اتنا عظیم الشان لٹریچر یادگار چھوڑا کہ حیرت آتی ہے۔

ایک بلند پایہ ادیب۔ صحافی۔ مضمون نگار مترجم اور مولف ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج ملنسار، بے نفس اور بہت ہی مخلص اور فدائی قسم کے نوجوان تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے نہایت ہی سرگرم اور مستعد رکن اور عہدیدار کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ آپ پوری زندگی اس اصول پر سختی سے کاربند رہے کہ انسان اس جہان ناپائیدار میں مظلوم ہوکر زندگی گزارے۔ قدرت نے اس معاملہ میں آپ کی استقامت اور صبر کو آزمانے کیلئے بعض امتحان اور ابتلا پیدا کئے اور آپ ہر امتحان میں سے ہنسی خوشی کامیاب ہوکر گزرتے رہے اور کبھی حرف شکایت تک زبان پر نہ لائے آپ ہر ایسی بات کو خدا پر چھوڑ دینے کے قائل تھے اور اسی میں راحت محسوس کرتے تھے۔

شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی کے سوانح اور اوصاف و عادات اور علمی خدمات کا بہترین ماخذ وہ مضامین ہیں جو مولانا مسعود احمد خاں صاحب دہلوی نے انہی دنوں تحریر فرمائے اور الفضل میں شائع ہوئے 252 مولانا صاحب کی چشمدید شہادت ہے کہ۔

’’خلوت و جلوت میں انہیں دیکھا اور ہر لحاظ سے انہیں ایک قابل رشک نوجوان پایا۔ میں اس امر کا عینی شاہد ہوں کہ پانچوں نمازیں نہایت باقاعدگی سے ادا کرتے اور اپنے اس

معمول میں کبھی فرق نہ آنے دیتے اسی طرح راست گفتاری کا یہ عالم تھا کہ سچ بولنے میں انہیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے وہ سچ بات کہنے سے کبھی نہ ہچکچاتے تھے بچپن سے لیکر۔۔۔۔آخر دم تک انہوں نے اس خوبی کو پورے عزم و ہمت اور تعہد کے ساتھ نبھایا۔ پھر نہایت درجہ متواضع طبیعت پائی تھی اکرام ضیف کا ایسا شاندار مظاہرہ کرتے کہ نو وارد مہمان بھی جذبات تشکر سے لبریز ہو کر پہلی ملاقات میں ہی ان کا گرویدہ اور دلی دوست بن جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت خاموش طبع اور کم گو ہونے کے باوجود ان کا حلقہ احباب وسیع تھا۔ احمدیت کی روح کو خوب سمجھتے تھے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے اور اپنی اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب بھی تھے۔۔۔۔الغرض بہت دیندار اور مخلص نوجوان تھے اور خدا نے انہیں بہت نافع اور مفید وجود بنایا تھا۔‘‘ 253

وفات میں صرف دو گھنٹے پیشتر خواب میں دیکھا کہ۔

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ایک کنیز کے ہاتھ ایک سفید چادر بھجوائی اور ارشاد فرمایا کہ اس چادر کے سایہ میں آجاؤ میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔‘‘ 254

آخر میں آپ کے والد ماجد حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے قلم سے آپ کی سوانح شمائل اور شاندار ادبی و علمی خاندان پر ایک جامع نوٹ سپرد قرطاس کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد احمد پانی پتی (بیٹے کی سرگذشت باپ کی زبانی)

میں نے بڑے شوق، نہایت تلاش اور بے حد کاوش کے بعد اپنے محترم دوست طفیل صاحب مدیر نقوش کی فرمائش پر لاہور کے مرحوم ادیبوں اور انشاپردازوں کا تذکرہ لکھا۔ مگر مجھ بدبخت اور بدنصیب کو کیا پتہ تھا کہ مجھے اپنے لخت جگر اور نورِ بصر محمد احمد کو بھی اس تذکرہ کی بھینٹ چڑھانا ہوگا جو اس تذکرہ کی ترتیب کے وقت زندہ سلامت اور بالکل نوجوان تھا اور جس کے متعلق وہم بھی نہیں تھا کہ اس کی زندگی کا چراغ اس قدر جلد گل ہو جائے گا۔ اس کی عمر صرف 32 برس کی ہوئی مگر اس قلیل عرصہ میں اس نے ادب، علم اور اسلام کی اس قدر کثیر خدمت کی کہ میں نے اپنی 70 برس کی عمر میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کیا۔ وہ تقسیم ملک کے وقت 25/نومبر 1947ء کو پانی پت سے لاہور پہنچا۔ اور 9/جنوری 1962ء کی صبح کو میو ہسپتال لاہور میں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ وہ عربی زبان کا مشہور مترجم، بہترین ادیب اور بہت اعلیٰ درجہ کا انشاپرداز تھا۔ اس کے قلم میں بڑی سلاست اور روانی تھی۔ اس کے ترجمے نہایت فصیح و بلیغ ہوتے تھے۔ مترجمہ کتابوں

پر عالمانہ اور محققانہ حواشی اور نوٹ لکھنے میں وہ اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ ادبی، علمی، سوانحی اور تاریخی اسلامی لٹریچر کا جو پاکیزہ ذخیرہ اس نے یادگار چھوڑا ہے وہ اردو ادب میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ مصر و شام اور لبنان کے مشہور و معروف اور چوٹی کے ادیبوں اور انشا پردازوں کی جن بہترین کتابوں کا اس نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ان کے نام یہ ہیں:-

1- نبی امیؐ۔ 2- سید العربؐ۔ 3- خلفائے محمدؐ۔ 4- ابو بکر صدیق اکبرؓ۔ 5- خدیجہؓ۔ 6- عائشہؓ۔ 7- الزہرأؓ۔ 8- الحسینؓ۔ 9- سوانح حیات حضرت بلالؓ۔ 10- خالدؓ سیف اللہ۔ 11- خالدؓ اور ان کی شخصیت۔ 12- عمروؓ بن العاص۔ 13- فاتح مصر۔ 14- معاویہؓ۔ 15- الشیخانؓ۔ 16- آل محمدؐ کربلا میں۔ 17- علیؓ اور عائشہؓ۔ 18- الہارون۔ 19- سلطان محمد فاتح۔ 20- عہد نبوی کی اسلامی سیاست۔ 21- اسلام کا نظام عدل۔ 22- جغرافیہ تاریخ اسلام۔ 23- اشک پیہم۔ 24- تاریخ ادب العربی۔ 25- اس نے تمام قدیم سیر و رجال کی عربی کتابوں سے اخذ و انتخاب کر کے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے ایسے 315 صحابہ کا مبسوط تذکرہ ''غلامانِ محمدؐ'' کے نام سے لکھا جو دنیا کی ظاہری نظر میں غلام تھے۔ 26- بچوں کے لئے جو ''قاعدہ تعلیم القرآن'' اس نے لکھا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ 27- طلبا کے لئے ''سیرۃ النبیؐ'' نہایت آسان زبان میں لکھی۔ 28- مولانا حالی کے عربی خطوط کا ترجمہ کیا۔ 29- کتاب کلیلہ دمنہ کی تاریخ عربی سے ترجمہ کی۔ 30- محمد حضرمی کی مشہور عربی تاریخ سے ہارون الرشید کے سوانحی حالات ترجمہ کئے۔ 31- عبداللطیف شرارہ کی عربی کتاب حجاج بن یوسف کا ترجمہ شروع کیا۔ ان کے علاوہ بہت سے نفیس اور اعلیٰ پایہ کے ادبی، تحقیقی اور تاریخی و اسلامی مضامین مخزن، نقوش، صحیفہ، قندیل، لاہور، زیب النساء، تشحیذ الاذہان، خالد، الفضل، امروز اور لیل و نہار میں لکھے۔ اس کی زندگی خالص طالبعلمانہ تھی اور اس نے اپنی ساری عمر نہایت خاموشی کے ساتھ ادب کی خدمت میں گذار دی۔ اور کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ نہ کبھی کسی کھیل تماشے میں شریک ہوا۔ نہ لاہور میں رہتے ہوئے کبھی کوئی سینما دیکھا۔ دن رات لکھنے پڑھنے اور تصنیف و تالیف سے کام تھا اور آخری وقت تک اس مشغلہ میں مشغول رہا۔ ذاتی طور پر نہایت نیک، صالح، کم گو، شریف طبیعت۔ مہمان نواز اور ہمدرد نوجوان تھا۔ دوستوں سے نہایت اخلاص سے ملتا اور ملنے والوں سے نہایت اخلاق سے پیش آتا۔ کبھی اس نے زبان یا ہاتھ یا قلم سے کسی کو تکلیف نہیں دی غرض خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں'' [255]

2- محمد لطیف صاحب آف جا مکے چیمہ ضلع سیالکوٹ

آپ وقف جدید کے آنریری معلم تھے جو 45 سال کی عمر میں 13 جنوری 1962ء کو کار کے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ان دنوں وقف جدید کے ناظم ارشاد تھے۔ آپ نے الفضل 17 جنوری 1962ء میں مرحوم کی بے لوث دینی خدمات کا نہایت دلکش انداز میں تذکرہ فرمایا اور آپ کو نہایت ہی مخلص اور سلسلہ کا فدائی کارکن قرار دیتے ہوئے لکھا:-

''تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا اپنا نام آنریری طور پر وقف جدید میں پیش کیا اور اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ اس ڈر سے کہ کہیں وقف نامنظور نہ ہو جائے پُر زور سفارش کروائی اور بار بار یہ امر واضح کرتے رہے کہ میرا نام معلّمین کی فہرست میں شامل کر لیا جائے میں سلسلہ پر بار نہیں بنوں گا۔ چنانچہ اس دن سے آج تک نہایت تندہی سے بغیر کسی وظیفہ کے معلم کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور خود کو باقاعدہ سلسلہ کا ملازم تصور کرتے رہے''

''اطاعت شعار محض فرض شناسی کے طور پر نہیں تھے بلکہ شوق تھا کہ اطاعت کا امتحان ہو اور یہ اس پر پورے اتریں چنانچہ چھوٹے چھوٹے امور پر بھی جن میں دفتر ان کو پابند نہیں سمجھتا تھا یہ باقاعدہ اجازت لیا کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ آنریری معلّمین کے لئے یہ کوئی پابندی نہیں کہ وہ اپنا مرکز چھوڑتے وقت دفتر سے رخصت طلب کریں یہ التزاماً رخصت لیا کرتے تھے''

''تبلیغ کا جنون تھا اور باوجود اس کے کہ علم واجبی سا تھا یہ وفور شوق سے اس کمی کو پورا کر دیا کرتے تھے چنانچہ اپنے خرچ پر بھی سلسلہ کا لٹریچر خرید کر احباب تک پہنچاتے رہتے تھے۔ چنانچہ گزشتہ سال انہیں (تعلیمی کلاس میں) زیادہ حاضریوں میں اول آنے پر جو انعام دیا گیا وہ تمام کتب سلسلہ کی خرید پر خرچ کر دیا۔''

''دینی غیرت اور جرأت ایمان بدرجہ وافر پائی جاتی تھی۔ 1953ء کے فتنہ میں اپنے گاؤں میں انہوں نے جس جرأت ایمانی کا مظاہرہ کیا آج تک وہاں کے باشندے اسے یاد کرتے ہیں۔ ان دنوں اس علاقہ میں احمدیوں کو نہایت شدید اور حقیقی خطرات درپیش تھے مگر مرحوم ایسے اطمینان سے بے خوف و خطر اپنی احمدیت کا اعلان کرتے پھرتے تھے کہ غیر بھی انگشت بدنداں تھے۔''

3- مولوی ممتاز احمد صاحب مربی سلسلہ متعینہ مشرقی پاکستان

وفات مارچ 1962ء۔ بعمر 66 سال۔

تحریک خلافت اور اس کے بعد مسلم لیگ کے بڑے سرگرم کارکن تھے۔ قبول احمدیت کے بعد سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف ہو گئے۔ آپ ایک نڈر مبلغ تھے اور سلسلہ کی خاطر تنگی کی قطعاً پروانہ کرتے تھے۔ قرآن شریف کا بنگلہ ترجمہ آپ کے سپرد تھا جس کا بہت سا حصہ آپ مکمل کر چکے تھے کہ واپسی کا بلاوا آ گیا۔ 256

4- ڈاکٹر محمد احمد صاحب آف عدن

(وفات 17 جولائی 1962ء) حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی درویش قادیان کے بڑے صاحبزادے تھے جو حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک کے اواخر میں پیدا ہوئے اور حضور ہی نے ان کا نام رکھا۔ جماعت عدن کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ عدن کے راستہ آنے جانے والے مبلغین احمدیت اور سلسلہ کے دوسرے احباب کو نہایت اخلاص و محبت سے اپنے ہاں ٹھہراتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ولایت جاتے ہوئے آپ کے ہاں قیام فرمایا تھا۔ 257

5- ملک عزیز احمد صاحب کنجاہی سابق مجاہد انڈونیشیا

(ولادت 23 ستمبر 1915ء۔ وفات ستمبر 1962ء) آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پہلی بار فروری 1936ء میں جاوا تشریف لے گئے اور 1940ء میں واپس قادیان آئے۔ 1941ء میں آپ دوبارہ جاوا بھجوائے گئے اور سولہ سال تک اہم دینی خدمات بجالانے کے بعد 1957ء میں ربوہ پہنچے 1958ء میں تیسری بار آپ اسی ملک میں تشریف لے گئے اور تبلیغی جہاد کے دوران وفات پائی اور یہیں دفن کئے گئے۔ آپ نے قرآن مجید کے جاوی ترجمہ میں مدد دی اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعود کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ انڈونیشین زبان میں کیا۔ 258

6- میاں عبدالرحیم صاحب فانی

درویش قادیان (وفات 22 اکتوبر 1962ء بعمر 75 سال)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

”امروہہ کے رہنے والے تھے اور تقسیم ملک کے بعد قادیان کی آبادی کے سلسلہ میں اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اور پھر کئی سال تک بطور انسپکٹر بیت المال خدمت سلسلہ بجالاتے رہے۔ باوجود پیرانہ سالی کے بہت محنتی اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔“[259]

8- محترم عبدالقادر صدیقی صاحب حیدرآباد دکن

(وفات 15 ستمبر 1962ء)

آپ کے فرزند جناب محمد عبدالماجد صدیقی کے قلم سے روزنامہ الفضل 21 اپریل 1990ء صفحہ 6-7 میں شائع ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ میرے والد محترم محمد عبدالقادر صدیقی صاحب آف حیدرآباد دکن 1896ء میں قصبہ نارائن پیٹھ میں پیدا ہوئے۔ میرے داداجان مکرم و محترم محمد عبدالرحمٰن صدیقی صاحب ایک اہل علم، مذہبی اور اپنے علاقہ کے مشہور عالم دین اور پارسا انسان تھے۔ میرے والد محترم کو بھی بچپن سے ہی دین سے گہرا لگاؤ تھا وہ بھی اپنے بڑے بھائی صاحب کی معیت میں بزرگوار مکرم و محترم میر محمد سعید صاحب کی محفلوں میں شرکت کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ بھی آغوش احمدیت میں آ گئے۔

میرے نانا جان عبدالکریم صاحب جو حیدرآباد دکن کی جماعت کے اوّلین اراکین میں سے تھے اور مکرم میر محمد سعید صاحب کی محفلوں میں باقاعدگی سے شریک ہوا کرتے تھے۔ میرے والد صاحب کو بھی وہیں سے جانتے تھے کہ وہ ایک تقویٰ شعار اور دین کا شغف رکھنے والے نوجوان تھے۔ میر صاحب محترم سے صلاح اور مشورے کے بعد میرے نانا جان نے اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے والد صاحب سے کر دیا۔ اس وقت والد صاحب تلاش معاش میں مصروف تھے۔ آخر کار انہیں محکمہ علاج حیوانات کی نظامت میں ملازمت مل گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے رات میں اخبارات میں انگریزی خبروں کے ترجمہ کا کام بھی شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے وکالت کی تعلیم شروع کی اور اس کے امتحانات کو بھی عمدہ طریق پر پاس کیا۔ ملازمت سے قبل ہی انہوں نے لڑکوں کو پڑھانا شروع کیا تھا جو کافی عرصہ تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ ان کے شاگردوں میں چند طلباء حیدرآباد دکن کے وزراء کے لڑکے بھی تھے۔ ان کی ان مصروفیات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا نہایت آسان ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں محنت کے کتنے عادی تھے اور تعلیم اور تدریس سے کتنا گہرا لگاؤ تھا۔

اسی طرح دین کا شغف بھی اتنے ہی عروج پر تھا۔ انہیں قادیان جیسا ماحول ملا جس نے ان کی

شخصیت کو اور بھی نکھار دیا۔ سلسلہ کی ہر کتاب آپ کے کتب خانہ میں موجود تھی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب سے لے کر آپ کے آئمہ کی کتب نیز جماعت کے بزرگ علماء کی کتب اس کتب خانہ میں موجود تھیں۔ آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ رات میں ان کتب کا مطالعہ فرماتے۔ آپ کی نیک سیرت اور علمی تبحر کے پیش نظر آپ کو برس ہا برس تک حیدر آباد دکن کا سیکرٹری دعوت الی اللہ رہنے کا شرف حاصل رہا۔ وہ ایک عالم، مدبر، بہت اچھے مقرر اور عمدہ نثر نگار تھے آپ کے اکثر مضامین الفضل اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوتے رہے۔ کبھی کبھی نظم بھی کہہ دیا کرتے اور چند نظمیں آپ کی الفضل میں بھی چھپ چکی ہیں۔

آپ کی سرشت میں خدمت خلق کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کیا اپنے خاندان کے افراد اور کیا اپنے رحمی رشتوں کے افراد کی بے حد خدمت کی جنہیں ملازمتوں کی ضرورت تھی انہیں ملازمتیں دلوائیں۔ جنہیں مالی امداد کی ضرورت تھی انہیں مالی امداد فراہم کی مگر ایسے کہ صرف لینے والا ہی جانتا تھا۔ خاندان کے بچوں کی پڑھائی میں بیحد دلچسپی لیتے گو کہ اکثر اوقات آپ کے پاس وقت کی کمی ہوتی۔ بہت سے بچے آپ سے پڑھنے آتے اور آپ نہایت کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے انہیں پڑھاتے۔ خاص طور پر انگریزی اور حساب۔ یتیموں، بیواؤں اور ایسے احباب کی خاص طور پر مدد فرماتے جو اپنی عزت نفس کی وجہ سے سوال نہیں کر سکتے تھے۔ بیواؤں اور غریبوں کے مقدمات عام طور پر بغیر معاوضہ کے لڑتے۔ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ جاتے نہیں دیکھا۔ بہت سے حضرات اور ضرورت مندوں کو قرضہ حسنہ دیا کرتے لیکن کبھی اپنی طرف سے شائد ہی کسی سے واپسی کے لئے کہا ہو۔ آپ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب کبھی بھی آپ کسی دوست یا سائل کو قرضہ حسنہ دیا کرتے اس کا کوئی تذکرہ گھر میں عام طور پر نہیں فرماتے اور اگر ان میں سے کوئی رقم لوٹانے میں کامیاب نہ ہوتے تو کبھی حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لاتے۔

آپ کی شخصیت اپنے اعلیٰ اخلاق، نیک فطرت اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے ہر ماحول اور ہر حلقہ احباب میں نہایت معروف و مقبول رہی۔ ہر شخص چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب یکساں آپ کی عزت کرتے کیونکہ آپ ہمہ وقت خدا کی مخلوق کی خدمت کے لئے تیار رہتے۔

9- خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب

وفات 9 دسمبر 1962ء

مسیح الزماں کے رفیق خاص حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے فرزند ارجمند اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے برادر نسبتی۔ آپ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ قادیان میں آپ

کو 1943 و 1944ء میں مہتمم نشرواشاعت کی حیثیت سے علمی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ تفسیر کبیر و سورہ یونس تا سورہ کہف کی عمدہ اور بروقت طباعت کے انتظام میں بھی آپ کا نمایاں حصہ تھا۔ فلسفہ اور سائنسی علوم سے خاصی دلچسپی اور شغف تھا۔ آپ کے قلم سے متعدد مضامین الفضل میں چھپ چکے ہیں۔

تالیفات۔ مذہب اور سائنس۔ اسلامک کلچر (انگریزی)۔ لائحہ عمل سیکرٹریان نشرواشاعت۔ تفسیر القرآن کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے دعویٰ کی حقیقت۔ تفصیلی حالات اخبار الفضل 16، 19، 20 جولائی 1963ء میں ریکارڈ ہو چکے ہیں۔ 260

10-چوہدری عطا محمد صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار

(وفات 6 نومبر 1962ء)

سلسلہ کے ایک مخلص بزرگ تھے۔ قادیان میں عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ کے انتظامی کمیشن کے کارکن رہے۔ 1935ء میں آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے چندوں میں اضافہ اور نظام بیت المال بہتر بنانے کے لئے تجاویز پیش کرنے کی ہدایت فرمائی آپ نے چار ماہ تک مختلف مقامات کا دورہ کر کے اپنی تجاویز رپورٹ کی شکل میں مرتب کر کے پیش کیں جو بہت مفید ثابت ہوئیں۔ حضور نے آپ کو مجلس مشاورت کا مستقل نمائندہ مقرر فرمایا ہوا تھا۔

جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ کی آبادی اور تعمیر میں آپ نے شاندار خدمات انجام دیں۔ آپ 1949ء سے 1952ء تک سیکرٹری تعمیر ربوہ کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ آپ کے دور میں نہ صرف دفاتر اور رہائش کے لئے تین سو سے زائد عارضی عمارتیں بنیں بلکہ بیت مبارک، قصر خلافت دارالضیافت اور تعلیم الاسلام ہائی سکول مستقل اور وسیع عمارات بھی تیار ہوئیں۔ اسی طرح دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور جامعہ نصرت کا خاصا حصہ تعمیر ہوا ربوہ کے لئے سیمنٹ کی ایجنسی کا انتظام ہوا۔ پہلی بار سینکڑوں درخت اور پھلدار پودے اس وادی بے آب و گیاہ میں لگائے گئے جس سے ربوہ کی نئی بستی جہاں ہر طرف کلر ہی کلر نظر آتا تھا ایک دلکش اور خوبصورت منظر پیش کرنے لگی۔

آپ کے بڑے فرزند چوہدری عبداللطیف صاحب دس سال سے نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے جرمنی میں فریضہ تبلیغ بجالا رہے تھے اور ان کی واپسی بہت جلد متوقع تھی اور آپ نہایت بے تابی سے اپنے مجاہد بیٹے کی انتظار میں تھے کہ اچانک پیغام اجل آ گیا۔ 261 آپ کے مفصل حالات چودھری عبداللطیف صاحب کے قلم سے الفضل 14 اپریل 1963ء میں شائع شدہ ہیں۔

1962ء کے بعض متفرق مگر اہم واقعات

خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں اضافہ اور خوشی کی تقاریب

ولادت

1- مرزا غلام قادر صاحب ابن صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب۔ ولادت 19 جنوری 1962ء۔[262]
2- امتہ الناصر صاحبہ بنت محترم سید داود احمد صاحب۔ ولادت 29 مئی 1962ء۔[263]
3- مرزا سلطان احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب۔ ولادت 6 اگست 1962ء[264]
4- سارہ تسنیم صاحبہ بنت نوابزادہ حامد احمد خان صاحب۔ ولادت 11 اگست 1962ء۔[265]
5- سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب ابن سید حضرت اللہ پاشا صاحب (ولادت 16 ستمبر 1962ء)[266]
6- مرزا توفیق احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب (ولادت 22 نومبر 1962ء)[267]
7- مرزا جاوید احمد صاحب ابن مرزا سلیم احمد صاحب (ولادت نومبر 1962ء)[268]

نکاح

1- 22 جنوری 1962ء کو محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب (ابن حضرت مصلح موعود) کی شادی ہمراہ محترمہ سیدہ فریدہ بیگم صاحبہ (بنت سید عبدالجلیل شاہ صاحب آف سیالکوٹ) ہوئی 23 جنوری کو حضرت مصلح موعودؓ نے انکے ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔[269]

2- خالد احمدیت محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے 4 اپریل 1962ء کو محترمہ صاحبزادی امتہ الشکور بیگم صاحبہ (بنت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) کا نکاح محترم شاہد احمد خان صاحب (ابن حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب) سے پندرہ ہزار روپے مہر پر پڑھا۔ 5 اپریل کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔[270]

احمدیوں کے نمایاں اعزازات

امسال درج ذیل احمدیوں نے نمایاں اعزازات حاصل کیے۔

1- جامعہ نصرت کی طالبہ محترمہ ثریا سلطانہ صاحبہ (بنت محترم شیخ دلاور علی صاحب) نے بی اے عربی

کے مضمون میں یونیورسٹی بھر کی لڑکیوں میں اول رہ کر ''ایم بی مبارک علی محمد حسین گولڈ میڈل'' حاصل کیا۔[271]
2- تیسرے کل پاکستان بین الکلیاتی انگریزی مباحثہ منعقدہ 11 جنوری 1962ء بمقام منٹگمری تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے انگریزی مباحثہ کی ٹرافی جیت لی۔[272]
3- عبدالحلیم صاحب صادق (پسر میاں عبدالرحمٰن صاحب صراف پنڈی چری ضلع شیخوپورہ) ایف ای ایل کے سالانہ امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے اور ''جسٹس محمد جان گولڈ میڈل'' کے حقدار قرار پائے۔[273]
4- مکرم چوہدری رشید احمد صاحب جاوید بی اے آنرز متعلم تعلیم الاسلام کالج ربوہ ''آل پاکستان انٹر کالجئیٹ'' تحریری مقابلہ منعقدہ اردو کالج کراچی میں دوم قرار پائے۔[274]
5- مکرم چوہدری محمود احمد صاحب شاد آف ربوہ بی ایس سی مکینیکل انجینئرنگ کے امتحان میں 1128 نمبر لیکر یونیورسٹی بھر میں اول رہے۔[275]
6- آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے چیمپین شپ جیت لی۔[276]
7- تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے گورنمنٹ کالج جہلم میں 29 جنوری کو منعقدہ کل پاکستان سالانہ اردو مباحثہ کی ٹرافی جیت لی مباحثہ میں جاوید حسن (ابن چوہدری محمد علی صاحب) اوّل اور عطاء المجیب صاحب (ابن مولانا ابوالعطاء صاحب) سوئم رہے۔[277]
8- تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے صوبہ بھر کے متعدد کالجوں کے انگریزی مباحثہ منعقدہ گورنمنٹ کالج جوہر آباد میں ٹرافی جیت لی فضل احمد صاحب نے دوسری اور خالد ملک صاحب نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔[278]
9- جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ محترمہ امتہ الباسط صاحبہ نے ثانوی تعلیمی بورڈ کے اردو مضمون نویسی کے مقابلہ میں دوئم اور محترمہ قمر النساء صاحبہ نے سوئم پوزیشن حاصل کی۔[279]
10- برطانیہ کے مشہور سائنسی ادارہ ''دی انسٹی ٹیوٹ آف فزکس اینڈ فزیکل سوسائٹی'' کی طرف سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو میکسول میڈل پیش کیا گیا۔[280]
11- کیرنگ اُڑیسہ کے ایک ہونہار احمدی نوجوان مکرم مزمل خاں صاحب (ابن آفتاب الدین خاں صاحب) نے آئی ایس سی سائنس کے امتحان میں یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی۔[281]
12- مکرم لطف الرحمٰن صاحب محمود (ابن میاں عطاء الرحمٰن صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ) بی ایڈ میں 736 نمبر لیکر پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے۔[282]

13- حیدر آباد دکن میں میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں 14 اگست 1962ء کو منعقدہ کل ہند تحریری مقابلہ میں ایک احمدی طالب علم برادر جعفر علی صاحب اول رہے۔283

14- محترمہ طاہرہ نسرین صاحبہ (بنت مکرم مرزا نثار احمد صاحب فاروقی) ایم ایس سی فزکس میں 647 نمبر لیکر پشاور یونیورسٹی میں اول رہیں اور ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔284

15- محمد انور صاحب نسیم (ابن مکرم محمد شفیع خاں صاحب نجیب آبادی صدر حلقہ ناظم آباد) ایم ایس سی کیمسٹری کے امتحان میں کراچی یونیورسٹی میں دوئم رہے۔285

16- مکرم طاہر احمد صاحب ملک (ابن مکرم ملک حبیب احمد صاحب) نے ایف ایس سی کے امتحان میں 682 نمبر لیکر پنجاب یونیورسٹی میں پانچویں پوزیشن لی۔286

17- مکرم کریم اللہ صاحب عبدزیروی (ابن مکرم صوفی خدا بخش صاحب عبدزیروی انسپکٹر وقف جدید) ایم ایس سی کیمسٹری میں 431/600 نمبر لیکر کراچی یونیورسٹی میں دوم رہے۔287

18- محترمہ امتہ الباری صاحب (بنت مکرم میاں عبدالرحیم صاحب دیانت درویش قادیان) نے ایم اے اردو میں 252 نمبر حاصل کر کے پنجاب یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔288

19- مکرم عبدالشکور صاحب اسلم نے ایم ایس سی باٹنی میں 452/600 نمبر لیکر کراچی یونیورسٹی میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔289

20- محکمہ اوقاف مغربی پاکستان نے عربی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کا مختلف موضوعات پر مقالہ نویسی کا انعامی مقابلہ کرایا جس میں جامعہ احمدیہ کے طلباء مکرم محمد یوسف صاحب سلیم بی اے 290 مکرم محمود احمد صاحب بی اے بی ایڈ 291 کے انگریزی مقالے بہترین قرار دیئے گئے اور سوسو روپے انعامات کے مستحق قرار پائے۔292

21- مکرم مرزا محی الدین صاحب (ابن محترم گیانی واحد حسین صاحب) بی ایس سی آنرز میڈیکل گروپ کے امتحان میں 679 نمبر لیکر یونیورسٹی بھر میں اول رہے۔293

22- بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب کے زونل باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں تعلیم الاسلام کالج نے زونل چیمپئن شپ جیت لی۔294

23- 28 نومبر 1962ء کو ضلع جھنگ کے تقریری مقابلہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے طالب علم مکرم پرویز احمد طارق صاحب (ابن محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی) اول قرار پائے۔295

24- تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے پنجاب یونیورسٹی باسکٹ بال چیمپئن شپ جیت کر یونیورسٹی کے

جملہ کالجوں میں نمایاں امتیاز حاصل کیا۔[296]

25- مکرم رشید احمد صاحب ارشد (ابن مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل پنشنر اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ) نے ایم اے انگلش کے امتحان میں یونیورسٹی میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔[297]

26- مکرم محمود احمد صاحب قریشی (ابن مکرم محمد اسمٰعیل صاحب معتبر نائب قائد خدام الاحمدیہ لاہور بی اے سپلیمنٹری امتحان منعقدہ اکتوبر 1962ء میں یونیورسٹی میں اول آئے۔[298]

اوّلین احمدی بھکشو مبلغ

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ایک دفعہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جس طرح بدھ قوم میں بھکشو اپنے عقائد کی تبلیغ کے لئے قربانی کرتے ہیں اسی طرح احمدی نوجوانوں کو بھی اشاعت اسلام کے لئے آگے آنا چاہیئے۔ اس خواہش کی تکمیل میں سب سے پہلے جن نوجوانوں نے اپنی زندگی اس رنگ میں وقف کی وہ درویش قادیان محمد یوسف صاحب زیروی تھے جو درویشانہ دور میں سب سے پہلے بدھ مت کے طریق پر احمدی بھکشو مبلغ بنے اور بھارت میں چھ سال تک رضا کارانہ طور پر فریضہ تبلیغ بجالاتے رہے اور مرکز سے کسی قسم کا کوئی گزارہ نہیں لیا۔ البتہ جنوری 1962ء سے ان کا درویشی وظیفہ از سرنو جاری کر دیا گیا اور وہ دوبارہ قادیان میں ہی مقیم ہو گئے۔[299]

بھارت کی اہم شخصیتوں کی خدمت میں پیغام حق اور لٹریچر کی پیشکش

1- ہندوستان کے وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی 10 جنوری 1962ء کو بٹالہ تشریف لائے اور تقریر کی اس موقع پر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے موصوف کو خوش آمدید کہا اور انکی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا آپکے علاوہ بھی بعض اصحاب کو لٹریچر دیا گیا[300] اس جماعتی کوشش کو سراہتے ہوئے مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے 2 فروری 1962ء کے 'صدق جدید' میں لکھا ''مجمع ظاہر ہے ہزاروں کا ہوگا اور اس میں اسمبلی کے ممبر، پارلیمنٹ کے ممبر اور معززین و تعلیم یافتہ سب ہی شامل ہونگے ایسے موقعوں پر ہمارے اپنے حضرات اصل حق فرمائیں کہ کتنی بار انہوں نے اس جرات و مستعدی، جوش تبلیغ اور فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے''۔[301]

2- 17 فروری 1962ء کو کانگرس کمیٹی کے زیر اہتمام غلہ منڈی قادیان میں ایک جلسہ ہوا جس میں سردار امر سنگھ صاحب دوسانجھ سابق جنرل سیکرٹری گوردوارہ پر بندھک کمیٹی امرتسر و ایڈیٹر روزنامہ ''اجیت'' جالندھر خاص طور پر شریک ہوئے اس موقع پر جلسہ سے قبل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

ناظر دعوۃ وتبلیغ نے موصوف کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا۔302

3- 23فروری 1962ء کو وزیراعلیٰ اڑیسہ آنریبل بیجہ نند پٹنا ئیک اپنے رفقاء کے ہمراہ کیرنگ تشریف لائے جماعت احمدیہ کیرنگ کی بہت بڑی تعداد نے آپکا پرجوش استقبال کیا۔اس موقع پر جلسے میں کیرنگ کے مبلغ سید محمد موسیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ گورنمنٹ کی وفادار رہی تقریر کے بعد آپ نے وزیراعلیٰ کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا جو موصوف نے خوشی سے قبول کیا۔303

4- 19مارچ 1962ء کو بھووان تحریک کے مشہور لیڈر آچاریہ ونو بھاوے کے ساتھی سروودے لیڈر شری کا نتے جی آپٹے دورے پر قادیان تشریف لائے انہوں نے قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کے بعد ازاں مہمان خانہ میں احباب کے سامنے تقریر کی جس میں حضور اکرمؐ کا عقیدت مندی سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ''دنیا کے بگاڑ کا جونقشہ نبی صاحب کے زمانہ میں تھا وہی اب بھی نظر آرہا ہے اسوقت بھی دنیا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے آپ نے لوگوں کے دلوں کی اصلاح کے ساتھ دنیا کے ان ٹکڑوں کو جوڑ دیا اب بھی ضرورت ہے کہ دلوں کو جوڑا جائے''

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے جوابی تقریر میں نہایت دلکش انداز میں موصوف کو اسلام واحمدیت سے روشناس کرایا اور آپکی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا۔304

5- کالی کٹ میونسپل کونسل کے زیر اہتمام ایک تعلیمی وصنعتی نمائش لگائی گئی اس موقعہ پر جماعت احمدیہ نے بھی ایک جاذب نظر سٹال کھولا۔روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ سٹال سے کتب خریدتے اور جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرتے رہے نمائش کا افتتاح 8اپریل کو آنریبل جسٹس ٹی کے جوزف نے کیا افتتاحی تقریب کے بعد جب وہ جماعت کے سٹال میں تشریف لائے تو مولانا عبداللہ صاحب فاضل مبلغ کیرالہ نے انکی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور دیگر کتب کا تحفہ پیش کیا جسکو موصوف نے بخوشی قبول کیا۔اسی طرح اس موقع پر کیرالہ کے وزیر صنعت کے اے دامودر مینن اور بعض دیگر معززین کو بھی لٹریچر دیا گیا۔305

جناب حمید نظامی کی المناک وفات

اخبار ''نوائے وقت'' لاہور کے بانی و مدیر تحریک پاکستان کے مجاہد صف اوّل کے رہنما اور صحافی جناب حمید نظامی جن کی پوری عمر قیام وتعمیر پاکستان اور جماعت احمدیہ کی خدمات کے برملا اور بے باکانہ اظہار میں گذری اس سال 25فروری 1962ء کو داغ مفارقت دے کر مولائے حقیقی کو جا ملے۔

1947ء اور 1953ء کے واقعات میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی ریڈکلف ایوارڈ کے سامنے مسلمانوں کے موقف کی مدلّل اور کامیاب ترجمانی اور تحقیقاتی عدالت 1953ء میں آپ کے اس جرأت مندانہ بیان کا ذکر آچکا ہے کہ آپ نے یقین وبصیرت سے لبریز الفاظ میں فاضل جج صاحبان کو بتایا کہ جماعت احمدیہ اور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے خلاف مطالبات بعض سیاسی طالع آزماؤں نے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے کئے تھے۔ احمدیوں کو ہرگز اقلیت نہیں قرار دینا چاہیے نہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔ 306

جناب ڈاکٹر عبدالسلام خورشید۔ ولادت 1919ء، وفات۔ سابق صدر شعبہ صحافت پنجاب یونیورسٹی تحریر فرماتے ہیں ’’حمید نظامی ان صحافیوں میں شامل تھے جو محض عوام کی ترجمانی کے نہیں بلکہ رہنمائی کے بھی قائل تھے چنانچہ بعض اوقات وہ رائے عامہ سے بھڑ بھی گئے۔ چنانچہ 1953ء کی اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن میں انہوں نے غیر جانب داری کی روش اختیار کی کیونکہ وہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کی حمایت نہیں کرتے تھے۔‘‘ 307

جناب حمید نظامی چونکہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی عظیم الشان ملی خدمات جلیلہ کے عینی شاہد ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ زبردست مداح تھے۔ آپ نے پاکستانی صحافت کے مندوب کی حیثیت سے 11، 12، 13 مئی 1954ء کو منعقدہ ویانا اسمبلی میں شرکت فرمائی۔ آپ کی مطبوعہ ڈائری میں لکھا ہے۔

’’11 مئی 1954ء کو صبح سوا آٹھ بجے ہوائی جہاز پیرس سے اڑا اور پونے گیارہ بجے میونخ پہنچا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں چیمبرلین نے جرمنوں سے معاہدہ کیا تھا۔ جنگ میں اتحادیوں نے میونخ کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ آج بھی چاروں طرف تباہی ہی تباہی نظر آتی ہے۔ جہاز میں ایک نصرانی اور یہودی لڑکے سے ملاقات ہوئی۔ جو سولہ برس پہلے نازیوں کے ظلم وستم کی داستان بیان کرنے لگے۔ مذکورہ بالا یہودی کوئی عالم تھا اور سیاسی آدمی تھا چوہدری ظفر اللہ خاں کی سخت مذمت کرتا تھا مگر ان کی قابلیت کا بے حد مداح تھا۔ وی آنا (11 مئی 1954ء) پہنچ گئے۔ ہوٹل پہنچ کر سامان رکھتے ہی ایک خط محمودہ (بیوی کو) اور تین چھوٹے چھوٹے خط شیبی (شعیب)‘ کاکو (عارف) اور گوگو (سارہ) کے نام لکھے۔ حامد کو بھی اپنی خیریت کی اطلاع دی۔ پھر ایک ریستوران میں چائے پی اور اسمبلی کے اجلاس میں پہنچا۔ کوئی ایک سو کے قریب ایڈیٹر دنیا کے بیس ملکوں سے جمع تھے۔

ہندوستانی صرف ایک ہے اور وہ بھی لندن سے آیا ہے۔ میں واحد پاکستانی مندوب ہوں۔ انڈونیشیا سے تین اور جرمنی کے کافی ہیں۔ امریکی اور انگریز زیادہ ہیں۔ وی آنا میں اسمبلی ایک اسرائیلی اخبار کا ایڈیٹر بھی آیا ہوا تھا۔ یہ شخص ظفر اللہ خان کو برا بھلا کہتا تھا مگر یہ بھی کہتا تھا کہ یو این او کے ممبر عرب ملکوں میں قابلیت کے لحاظ سے کوئی شخص ظفر اللہ خان کا پاسنگ نہیں۔ کچھ بے کیف سا تھا۔'' 308

جناب حمید نظامی کو جہاں جماعت احمدیہ کا عمر بھر کمال جرأت و دلیری کا اعتراف رہا وہاں وہ مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کی جماعتوں کے خلاف ہمیشہ قلمی جہاد میں سرگرم رہے اور ان کی غداریوں، ملت دشمنیوں اور پاکستان میں فتنہ انگیزیوں کی سرکوبی کا انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

الغرض آپ نابغہ روزگار شخصیت تھے اور شجاعت وسباعت اور حق گوئی کا چلتا پھرتا پیکر بھی۔

جماعت احمدیہ کی خوبیوں پر وزیر اعلیٰ پنجاب سردار پرتاپ سنگھ کا تبصرہ

28 جولائی 1962ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب جناب سردار پرتاپ سنگھ کیروں قادیان تشریف لائے جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کا استقبال کیا گیا آپ نے جماعت کے مقدس مقامات کی زیارت کی صاحبزادہ مرزا وسیم احمد نے انہیں جماعت سے متعارف کرایا جسکے جواب میں موصوف نے کہا'' مجھے آج احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات میں آ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ بالخصوص احمدیہ جماعت کی رواداری، وسعت قلبی کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان خوبیوں والی جماعت کو دنیا میں پھیلنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور یہ جماعت احمدیہ کا حق تھا کہ یورپ و دیگر ترقی یافتہ ممالک اس کے لئے خندہ پیشانی سے اپنے دامن کو پھیلائے۔ ہمارے ملک میں مذہب تنگ نظری اور تعصب کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ ایسے مذہب دنیا میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے اصل چیز انسانیت ہے اور وہی مقدم ہے پس میں جماعت سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں تا کہ دنیا میں انسانیت اور رواداری کا بول بالا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا یہ خیال ہے کہ احمدیہ جماعت نے اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے اس سے اسلام کی ترقی کی بنیادیں مضبوط ہوگئی ہیں۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت اور نورانی ہے اور میں اس میں آ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ احمدیہ جماعت اگرچہ اقلیت میں ہے لیکن اس کو تبلیغ اور پرچار کا پورا پورا حق ہے اور اسمیں کوئی روک نہیں ڈال سکتا اگر کوئی مطالبہ یا شکایت جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جائے گی تو میں پوری ہمدردی اور انصاف سے اسکی

طرف توجہ کروں گا'' بعد ازاں موصوف کی خدمت میں صاحبزادہ صاحب نے قرآن کریم انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا جسے وزیر اعلیٰ نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔309

7- ڈپٹی منسٹر وزارت تعلیم پنجاب شریمتی اوم پر بھاؤ جین یوتھ کانگرس کی دعوت پر 9 اگست کو قادیان تشریف لائیں احمدیہ محلّہ میں جماعت کی طرف سے انکا استقبال کیا گیا موصوفہ کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔310

8- یکم ستمبر 1962ء کو مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صدر جماعت احمدیہ مظفر پور نے کمیونسٹ پارٹی کے بعض لیڈروں کو دعوت دی جس میں 20 معززین شامل ہوئے اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے مشہور لیڈر مسٹر ایس کے ڈانگے کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا جسے موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔311

9- منسٹر آف سٹیٹ پنجاب جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب (بعد ازاں صدر جمہوریہ بھارت) 5 ستمبر 1962ء کو قادیان تشریف لائے جماعت کی درخواست پر جب وہ احمدیہ محلّہ میں تشریف لائے تو احباب جماعت نے انکا استقبال کیا۔ آپ نے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے موصوف کی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔312

10- 19 ستمبر 1962ء کو جماعت احمدیہ حیدر آباد کے ایک وفد نے آندھرا پردیش کے نئے گورنر شری جنرل میگس سے ملاقات کی یہ وفد مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری نائب انچارج دارالتبلیغ حیدر آباد، مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد، مکرم چوہدری مبارک علی صاحب انچارج دارالتبلیغ آندھرا پردیش اور محترم سید جعفر حسین صاحب بی اے ایل ایل بی صدر جماعت احمدیہ شادنگر پر مشتمل تھا۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے گورنر صاحب کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے احترام سے قبول کیا۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے موصوف کو جماعت سے متعارف کرایا۔ اس موقع پر گورنر صاحب کے اسسٹنٹ ملٹری سیکرٹری کی خدمت میں بھی قرآن کریم انگریزی اور اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔313

11- 20 ستمبر 1962ء کو سردار جگجیت سنگھ صاحب نامدھاری گورو بھینی قادیان تشریف لائے۔ جماعت کی درخواست پر جب وہ احمدیہ محلّہ تشریف لائے تو جماعت نے انکا استقبال کیا۔ انہوں نے مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ بعد ازاں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم عبد اللطیف صاحب گیانی نے موصوف کو جماعت سے متعارف کرایا جسکے جواب میں سردار صاحب نے کہا'' جماعت احمدیہ کے افراد اور مقامات مقدسہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی درحقیقت جب بھی میں اس علاقہ سے گزرتا ہوں تو آپکی جماعت کی محبت

اورحسن سلوک مجھے یاد آجاتا ہے میں نے آپ کی جماعت کی مساعی اور کوششوں کوافریقہ میں بھی دیکھا ہے ہم لوگ کام بہت کم کرتے ہیں باتیں اور پراپیگنڈا زیادہ کرتے ہیں لیکن میں نے افریقہ اور دوسرے بیرونی ممالک میں خود مشاہدہ کیا ہے کہ احمدیہ جماعت کام زیادہ کرتی ہے اور باتیں اور پراپیگنڈا بہت کم کرتی ہے یہ ایک ٹھوس اور پرخلوص کام کرنے والی واحد جماعت ہے اور اسکی ترقی ایک طبعی امر ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔314

12- ھندوؤں کی ایک معروف مذہبی شخصیت شری گوروشنکراچاریہ آف سرینگری (میسور سٹیٹ) شیموگہ میں تشریف لائے ھندو احباب کے علاوہ احمدیوں نے بھی انکو خوش آمدید کہا۔ میسور سٹیٹ کے مبلغ مکرم حکیم محمد الدین صاحب، مکرم اختر حسین صاحب سیکرٹری تبلیغ اور مکرم سید عبداللہ صاحب پر مشتمل ایک وفد نے موصوف سے ملاقات کی اور مکرم حکیم محمد الدین نے آپ کو جماعت احمدیہ سے متعارف کرایا اور انکے استفسارات کے جواب دیے بعدازاں آپکی خدمت میں قرآن مجید انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔315

نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد

22 فروری 1962ء کو نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی۔ سنگ بنیاد حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور اجتماعی دعا کرائی۔ اس مبارک تقریب میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین مبارکہ کے علاوہ ربوہ کی بہت سی دیگر مستورات نے بھی شرکت فرمائی تقریب کے بعد محترمہ امۃ العزیز عائشہ صاحبہ ہیڈ مسٹرس نصرت گرلز ہائی سکول کی طرف سے مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور بچوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔316

جماعت احمدیہ کی مساعی صدق جدید لکھنؤ کی نظر میں

ہفت روزہ ''صدق جدید'' لکھنؤ کے ایڈیٹر مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے 16 مارچ 1962ء کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

''آپکو علم ہے کہ جماعت احمدیہ (قادیانی) کے باقاعدہ مبلغ کتنی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان میں مشن قائم کیے ہوئے اپنا کام کررہے ہیں؟۔۔۔200۔۔۔اوران دونوں ملکوں کے باہر جرمنی، فرانس، انگلستان، امریکہ، سپین، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، برما، سیلون، غرض یورپ، ایشیا اور افریقہ کے 22 ملکوں میں کہیں ایک کہیں دو کہیں اور زیادہ کتنے

پھیلے ہوئے ہیں؟۔۔۔68۔۔۔

یہ اعداد و شمار اسی جماعت کے سرکاری بیان کے مطابق ہیں اور اسی بیان کے مطابق تقریباً 50 مبلغ اور بھی کام کر رہے ہیں بڑی مسرت ہوگی اگر اہل سنت یا جمہور ملت کے بڑے بڑے ادارے اپنے اپنے مبلغین کی تعداد سے بہ قید علاقہ و ملک مطلع فرمائیں‘‘۔317

آرو۔علاقہ رانچی میں تبلیغ احمدیت

محترم مولوی سید بدرالدین صاحب مبلغ سلسلہ 1962ء میں تین مختلف مواقع پر آرو علاقہ رانچی میں تشریف لے جاتے رہے آپ نے بحث و مباحثہ اور تقاریر کے ذریعہ بڑی محنت سے پیغام حق پہنچایا۔ آپ کی کوششیں بارآور ہوئیں اور 70 افراد کو قبول حق کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک دورے میں آپ کے ہمراہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل بھی تھے۔318

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کا دورہ اڑیسہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی زیر ہدایت مکرم مولوی بشیر احمد صاحب انچارج صوبہ اُڑیسہ نے 24 مارچ سے 22 اپریل تک درج ذیل مقامات کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا۔

1- بھدرک۔ 26 مارچ کو بعد نماز مغرب مکرم محمد علی شاہ صاحب کے مکان میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا مولانا بشیر احمد اور سید غلام مھدی صاحب نے تقاریر کیں۔

2- دھواں ساہی۔ 28 مارچ کو مبشر الدین صاحب امیر جماعت سونگھڑہ کی زیر صدارت ایک پبلک جلسہ ہوا جس میں بعض غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ مولانا بشیر احمد اور مولانا محمد ادریس صاحب نے تقاریر کیں۔ 29 مارچ کو سونگھڑہ اکرام رسول ہائی سکول میں ایک جلسہ ہوا۔

3- کسمی۔ 30 مارچ کو جلسہ ہوا مولانا بشیر احمد، مولوی سید محمد محسن صاحب، مکرم مولوی محمد موسےٰ صاحب مبلغ کیرنگ نے تقاریر کیں۔

4- کندراپاڑہ۔ یکم اپریل کو ٹاؤن کمیٹی کے احاطہ میں ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب اور ڈاکٹر غلام ابراہیم صاحب کی تقاریر کے علاوہ گوبند شاستری صاحب اور سدانند چوہدری ہسٹری پروفیسر نے بھی تقاریر کیں۔ جلسہ کی صدارت مکرم وھنو بندھوساہو صاحب ایم اے بی ایل ایڈووکیٹ جنرل و سابق منسٹر اڑیسہ نے کی۔ غیر مسلم تعلیم یافتہ افراد کثیر تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے۔ 2 اپریل کو کندراپاڑہ میں لجنہ اماء اللہ کا جلسہ ہوا۔ مولانا صاحب کے علاوہ سید محمد محسن صاحب نے خطاب کیا۔

5-4 اپریل کو کرڈا پلی میں تربیتی جلسہ ہوا مولانا صاحب کے علاوہ مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ علاقہ تنگریا، مکرم سید غلام مہدی صاحب نے تقاریر کیں۔ 6 اپریل کو مولانا صاحب نے یہاں جمعہ پڑھایا۔

6- پنکال۔ 6 اپریل کو جلسہ منعقد ہوا مرکزی نمائندہ کے علاوہ مکرم سید محمد محسن صاحب سید غلام ہادی صاحب نے تقاریر کیں۔

7- مانیا بندھ۔ 7 اپریل کو تبلیغی جلسہ ہوا جس کی صدارت ایک پنڈت جناب شری بندھو بٹرانے کی مولانا بشیر احمد کے لیکچر سے غیر مسلم بے حد متاثر ہوئے۔ مکرم سید غلام ہادی صاحب نے ساتھ ساتھ مولانا کی تقریر کا اڑیہ زبان میں ترجمہ کیا۔ تقریر کے بعد سوالوں کے جواب بھی دیئے گئے جلسہ کی حاضری 500 افراد تھی۔

8- کوٹ پلہ۔ 8 اپریل کو تربیتی جلسہ ہوا مرکزی نمائندہ کے علاوہ مکرم سید محمد محسن صاحب، مکرم سید غلام ہادی صاحب نے تقاریر کیں۔

9- رگڑی پاڑہ۔ 9 اپریل کو تبلیغی جلسہ ہوا سید غلام ہادی صاحب، مولانا بشیر احمد صاحب نے تقاریر کیں۔

10- آپ نے 12 اپریل کو کٹک میں جمعہ پڑھایا۔

11- بھاگ ماری۔ 15 اپریل کو بھاگ ماری کے پرائمری سکول میں جلسہ منعقد ہوا سید غلام ہادی صاحب اور مولانا بشیر احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ بھاگماری کے سینکڑوں غیر مسلم شریک جلسہ ہوئے نیز کیرنگ کے سینکڑوں احمدیوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

12- نرگاؤں۔ 16 اپریل کو تبلیغی جلسہ ہوا۔ مولانا بشیر احمد صاحب اور سید غلام ہادی صاحب نے تقاریر کیں یہاں مولانا بشیر احمد صاحب کی ایک پنڈت اور اس کے ساتھیوں سے بعض مسائل پر طویل گفتگو ہوئی۔

13- مانکا گھوڑا۔ 18 اپریل پرائمری سکول کے عقب میں ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ سید غلام ہادی صاحب اور مرکزی نمائندہ نے تقاریر کیں۔ جلسے کے صدر راج کشور پٹنا ٹک بی اے بی ای ڈی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول مانکا گھوڑا نے صدارتی خطاب میں مولانا بشیر احمد صاحب کی تقریر پر بے حد مسرت کا اظہار کیا۔ جلسے میں ہندو مسلم بکثرت شامل ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی خواہش پر مولانا بشیر احمد صاحب نے 19 اپریل کو ہائی سکول کے طلباء کے سامنے ایک تقریر کی اور بعض سوالوں کے جواب دیئے۔ مکرم سید غلام ہادی صاحب نے بھی تقریر کی۔

14- کیرنگ۔ 20 اپریل کو مولانا بشیر احمد صاحب نے کیرنگ میں جمعہ پڑھایا نیز یہاں تربیتی جلسہ ہوا جس میں آپ کے علاوہ مولوی سید محمد محسن صاحب، سید غلام ہادی صاحب نے تقاریر کیں۔

15- ھلویا۔ 21 اپریل کو تبلیغی جلسہ ہوا مولانا بشیر احمد صاحب نے تقریر کے علاوہ سوالوں کے جواب دیئے نیز سید غلام ہادی صاحب نے تقریر کی۔ یہ جلسہ ھنود کی بستی میں منعقد ہوا۔

16- خوردہ۔ 22 اپریل کو ایک تبلیغی جلسہ ہوا مولانا بشیر احمد صاحب کے علاوہ سید فضل الرحمٰن صاحب قائمقام امیر نے خطاب کیا۔[319]

محکمہ تعلیم کے افسران کی ربوہ میں آمد

1- محترم انور عادل صاحب سیکرٹری تعلیم حکومت مغربی پاکستان 18 مارچ 1962ء کو تعلیم الاسلام کالج یونین کی درخواست پر ربوہ تشریف لائے اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''بلاشبہ آپ کا یہ تعلیمی ادارہ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہے کہ اسے وہ ماحول میسر ہے جسے ہم صحیح معنوں میں تعلیمی ماحول کہہ سکتے ہیں۔ یہاں دھیان بٹانے اور توجہ ہٹانے والی بے مقصد قسم کی غیر معمولی مصروفیات ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خالص تعلیمی ماحول میں حصول تعلیم اور کردار سازی کے نقطۂ نگاہ سے آپ کو یہاں ایک بھرپور زندگی بسر کرنے کا زریں موقعہ حاصل ہے اور آپ لوگ سیرت و کردار کے یکساں سانچوں میں ڈھلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ تعلیمی ادارہ صحیح خطوط پر گامزن ہوتے ہوئے ابھی بہت ترقی کرے گا اسے مثالی راہنمائی اور مثالی نگرانی حاصل ہے آپ کے پرنسپل (محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے) جسطرح اس کی راہنمائی اور نگرانی کا فرض ادا کر رہے ہیں اس کی مثال ایسی ہی ہے جس طرح ایک باپ اپنے بچوں کی راہنمائی اور نگرانی کرتا ہے اور ہمہ وقت انکی فلاح و بہبود میں ہی لگا رہتا ہے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کے پرنسپل صاحب اپنے سٹاف کی مدد سے نوجوانوں کو نہ صرف مثالی طلبہ بنانے کے لئے کوشاں ہیں بلکہ ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ ساتھ کے ساتھ مثالی شہری بھی بنیں آپ طلبہ کا یہ فرض ہے کہ آپ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں تا انکی یہ مساعی بارآور ثابت ہوں''۔[320]

2- اسی تاریخ کو میاں محمد عبدالعزیز صاحب ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز ربوہ تشریف لائے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا:-

''تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد اور شاگرد میں ایسے ہی تعلق کی ضرورت ہوتی ہے جیسا تعلق باپ اور اسکی اولاد میں ہوتا ہے۔ سو مجھے خوشی ہے کہ میں نے یہی جذبہ یہاں کارفرما دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ امر بھی میرے لئے خاص طور پر خوشی کا موجب ہوا ہے کہ آپ کے ہیڈ ماسٹر صاحب بڑی توجہ اور رہنمائی کے ساتھ آپ کو تعلیم دینے اور آپ

کی تربیت کرنے میں کوشاں ہیں ۔۔۔۔اس ادارہ میں آپ کی تربیت اس بنیاد پر کی جارہی ہے کہ آپ اچھے شہری بن سکیں آپکا فرض ہے کہ آپ اس تربیت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور قوم وملک کے بہترین خادم ثابت ہوں''۔321

احمدی حجاج

اس سال حکیم عبداللطیف صاحب شاہد کے علاوہ (جنہوں نے حضرت قمرالانبیاء کی طرف سے حج بدل کیا) برصغیر پاک وہند، فجی اور افریقہ کے متعدد احمدیوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی مثلاً

پاکستان: ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب موگا (لاہور) استانی رضیہ صاحبہ (سیالکوٹ) چوہدری رشید احمد صاحب ریڈیو آفیسر (کراچی) کرنل مبارک احمد صاحب (واہ کینٹ) محمد عمر خاں صاحب ترنگ زئی (پشاور) خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب آف جموں (کوئٹہ) محمد سلیمان صاحب (ڈھاکہ حال بنگلہ دیش)322

بھارت: نورالحسن صاحب بھاگل پوری

فجی: اہلیہ صاحبہ مکرم عبداللطیف صاحب

افریقہ: عائشہ ای جیڈی AYSHA E JIDE (لیگوس۔نائیجیریا) رئیس حسن صاحب۔ (wa۔غانا) الحاج عمر صاحب (wa۔غانا)323

ڈیرہ غازی خاں کے مصیبت زدگان کے لئے جماعتی مدد

ڈیرہ غازی خاں کی ایک بستی میں آگ لگنے سے 60 جھونپڑیاں جل گئیں لوگوں کا تمام غلہ اور اثاثہ نذر آتش ہو گیا اس موقع پر ان مصیبت زدگان کے لئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے 500 روپے اور 187 گز کپڑا بھجوایا گیا۔324

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا سفر حیدرآباد

1- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یکم جون 1962ء کو حیدرآباد تشریف لائے 3 جون کو احمدیہ جوبلی ہال میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا مکرم مولوی مبارک علی صاحب ،سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ، مولوی شریف احمد صاحب امینی ،کریم اللہ صاحب ایڈیٹر ''آزاد نوجوان'' کی تقاریر کے بعد صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ 7 جون کو صاحبزادہ صاحب یادگیر تشریف لے گئے۔8 جون کو یادگیر میں خطبہ جمعہ دیا جس میں احباب کو تربیتی نصائح کیں۔اسی روز بعد نماز مغرب یادگیر کے احباب کو

ایک تربیتی تقریر کے ذریعہ ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ 9 جون کو آپ حیدر آباد واپس تشریف لے گئے 13 جون کو خدام کے ایک تقریری مقابلہ میں خطاب فرمایا۔ 15 جون کو خطبہ جمعہ دیا۔ 17 جون کو لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کے ایک کثیر اجتماع کو خطاب کیا۔ 22 جون کو حیدر آباد میں جمعہ پڑھایا۔ 24 جون کو حیدر آباد کے خدام سے خطاب فرمایا۔[325]

2- حیدر آباد سے واپسی پر محترم صاحبزادہ صاحب نے 29 جون کو شموگہ میں جمعہ پڑھایا نماز جمعہ میں شموگہ کے علاوہ بنگلور۔ سرب۔ ساگر اور مدراس کے احباب نے بھی شرکت کی۔ اسی روز نماز مغرب کے بعد آپنے احباب سے تربیتی خطاب فرمایا 30 جون کو ایک پارٹی میں غیر از جماعت افراد کے سوالوں کے جواب دیئے۔ یکم جولائی کو آپ نے سیرت پیشوایان مذاہب کے جلسے میں تقریر کی۔[326]

3- 13 ستمبر 1962ء کو محترم صاحبزادہ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے۔ یہاں 16 ستمبر کو آپ نے بیت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد سے قبل آپ کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مکرم عبدالقادر صاحب برما، مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ، مولوی محمد سلیم فاضل صاحب نے تقاریر کیں۔ آخر میں صاحبزادہ صاحب نے صدارتی خطاب میں بیت الذکر کی تعمیر کی اہمیت پر روشنی ڈالی جلسہ کے بعد 5 بنیادی اینٹیں اپنے ہاتھ سے رکھیں۔[327]

4- 18۔ نومبر 1962ء کو آپ دوبارہ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ دوسرے دن انگریزی اخبار ''BLAZE'' کے ایڈیٹر اور ''CURRENT WEKLY'' کے نمائندہ نے آپ سے ڈیڑھ گھنٹہ تک انٹرویو لیا جس میں ہندوستان پر چین کے تسلط اور مسئلہ جہاد کے موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

20 نومبر کو آپ یادگیر تشریف لے گئے اور بعد از نماز عصر آپ نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ یکم دسمبر کو حیدر آباد کے محلّہ مرادنگ میں آپ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ آندھرا پردیش، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب، مکرم میر احمد صادق صاحب مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ حیدر آباد، مکرم محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر ''آزاد نوجوان'' کے علاوہ صاحبزادہ صاحب نے بھی خطاب فرمایا جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔[328]

''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے ملیالم ترجمہ پر مالابار کے مشہور اخبار ''دن پربھا'' کا تبصرہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی کا'' ملیالم زبان میں ترجمہ کیا گیا

جس پر مالا بار کے ایک موقر اور آزاد خیال روزنامہ ''دن پر بھا''(DINA PRABHA) نے 16 جون 1962ء کی اشاعت میں حسب ذیل تبصرہ کیا:۔

''اسلامی اصول کی فلاسفی ایک اسم بامسمّٰی کتاب ہے یعنی اس میں اسلام کے تمام اصولوں پر بہترین رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے یہ کتاب قرآن کریم کے گہرے مطالعہ کا ایک ثمر ہے کیونکہ یہ قابل تعریف رنگ میں لکھی گئی ہے۔ٹھوس علمی مضامین پر مشتمل بیش قیمت کتاب ہے۔مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم احباب کے لئے بھی یہ کتاب ہر رنگ میں مفید ثابت ہوگی۔۔۔۔۔عوام الناس کو اسلام کی تعلیم سے اچھی طرح بہرہ ور ہونے کے لئے یہ پُر معارف کتاب بہت ہی مدد ومعاون ثابت ہوگی غیر مسلموں کو اسلام اور اسکی سنہری تعلیم کے متعلق بہت زیادہ علم یہ کتاب دیتی ہے۔اس کتاب کا ایک بہت بڑا افائدہ یہ ہے کہ اس کی تعلیم مختلف مذاہب کے مابین پیدا شدہ منافرت دور کر کے ایک دوسرے مذہب کو قریب لاتی ہے تاکہ اس طرح مذہبی تعصب اورجنون کا خاتمہ ہو جائے۔۔۔۔۔یہ کتاب قرآن کریم کا ایک آئینہ ہے۔۔۔۔۔یہ کتاب قرآن کریم کی عالمگیر حیثیت،خصوصیت اوراہمیت کی علمبردار ہے جس کے مطالعہ سے اسلام کے متعلق ایک اچھی خاصی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔''[329]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق نوائے وقت کی رائے

روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں لکھا۔

''میرے خیال میں جو سب نوجوانوں کے لئے قابل تقلید بات ہے۔وہ یہ ہے کہ پروفیسر سلام کی زندگی بے انتہا سادہ و پاکیزہ ہے اور وہ ایک دیندار آدمی ہیں۔اتنی طویل مدت سے یورپ میں رہتے ہوئے انہوں نے لہوولعب کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا باقاعدہ پانچ وقت کی نماز اور بعض اوقات تہجد اس نوجوان کے روزمرہ مشاغل کا حصہ ہیں ادھر اُدھر وقت ضائع کرنا ان کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔''[330]

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کی طرف سے
طلبہ کو تعلیم الاسلام کالج میں بھجوانے کی تحریک

امسال تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد ساحب نے طلبا کی تعلیمی اور تربیتی بہتری کے لئے احباب جماعت کو یہ پُر زور تحریک فرمائی کہ وہ اپنے بچے ربوہ کے کالج میں داخل کروائیں چنانچہ فرمایا:۔

''اعلیٰ تعلیم اب ضروریات زندگی میں سے ہے اس لئے میٹرک (سیکنڈری سکول) کا امتحان پاس کرنے کے بعد طلبہ عموماً کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں 15-16-17 سال کی عمر زندگی کا اہم ترین دور شمار ہوتی ہے جس میں اگر بچے صحیح راہ پہ گامزن ہو جائیں تو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں اور جو خدانخواستہ غلط قدم اٹھالیں تو انہیں بالعموم مہلک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ عمر ایسی ہے جس میں ایک نوجوان کچھ نہ کچھ ذمہ داریوں کا بار اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے اس لئے سرپرستوں کی کڑی نگرانی کی بجائے اسے ایک حد تک آزاد ماحول میں کچھ نہ کچھ آزادی عمل کا موقعہ دیا جاتا ہے اس لئے نوخیز جوانی کے اس دور میں ان کے لئے صحیح طور پر پنپنے اور ترقی کرنے کے لئے ایک صحت مند ماحول مہیا کرنا ضروری ہوتا ہے ذہنی اور عقلی لحاظ سے ناپختگی اور ناتجربہ کاری کے اس دور میں غیر صحت مند ماحول میں بچے ماں باپ سے الگ ہو کر اکثر بھٹک جاتے ہیں اور غلط راہ پر گامزن ہو جاتے ہیں اس لئے کالجوں میں داخلہ کے وقت والدین اور سرپرستوں پر یہ عظیم اور نازک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ بچوں کو کسی غیر صحت مند ماحول میں تو نہیں بھجوا رہے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ مخصوص اور شاندار روایات کا حامل اور پر سکون فضا میں قائم ہے جس کے اساتذہ اکثر واقف زندگی اور طلبہ کی اخلاقی اور تعلیمی نگرانی میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اس لئے میں ایسے احباب سے جنکے عزیز اب کالجوں میں داخلہ لے رہے ہیں پر زور درخواست کرتا ہوں کہ بچوں کو زیادہ تعداد میں تعلیم الاسلام کالج میں داخل کروائیں''[331]

دارالرحمت وسطی ربوہ کی بیت الذکر کا سنگ بنیاد

9 نومبر 1962ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے دارالرحمت وسطی ربوہ کی بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا آپ نے دعا کے بعد بنیاد میں دو اینٹیں رکھیں جن میں سے ایک بیت مبارک قادیان کی تھی اور دوسری پر حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم نے دعا کی تھی۔ آپ کے

بعد حضرت مولوی محمد دین صاحب، حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی، حضرت قاضی محمد رشید صاحب اور حضرت ماسٹر مولا داد صاحب (رفقاء کرام حضرت مسیح موعودؑ) نے ایک ایک اینٹ رکھی نیز صدر صاحب محلّہ اور ملک محمد شفیع صاحب نوشہروی نے بھی ایک اینٹ رکھی۔ بعدازاں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔[332]

پنجاب مہابیر دَل کانفرنس بٹالہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

30,29,28 دسمبر 1962ء کو بٹالہ ضلع گورداسپور میں ہندوؤں کی مشہور جماعت پنجاب مہابیر دل کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جماعت کے ایک وفد نے بھی شمولیت اختیار کی۔ وفد مکرم چوہدری عبدالحق صاحب، مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالا بار اور مکرم گیانی عبداللطیف صاحب پر مشتمل تھا۔ وفد نے کانفرنس کے دوران جماعت کا لٹریچر سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیا جو عوام نے خوشی سے قبول کیا۔[333]

بیرونی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیاں

فصل سوم

انگلستان

کراچی سے لندن سفر کرتے ہوئے مکرم عبدالحمید صاحب واقف زندگی نے مسز کینیڈی کوان کے سکیورٹی آفیسر کے ذریعہ 26 مارچ 1962ء کو''احمدیت۔یعنی حقیقی اسلام'' کا نسخہ پیش کیا مسز کینیڈی نے موصوف کوشکریہ کا خط لکھا۔334

سہ ماہی دوم

1- مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نے 9 اپریل کومشہور عیسائی کلب Toch میں تقریر کی اور رات کے بارہ بجے تک سوالوں کے جواب دیئے۔8 مئی کوروٹری کلب آف ساؤتھ اینڈ میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔

21 مئی کوآپنے روٹری کلب آف کنگزرلن میں تقریر کے بعد لٹریچر تقسیم کیا۔26 مئی کوسکاؤٹ ھیڈ کواٹرز میں تقریر کے بعد رات کے گیارہ بجے تک سوالوں کے جواب دیئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔4 جون کو روٹری کلب نیو مالڈن میں اور 20 جون کوروٹری کلب آف شیپرٹن میں تقریر کی نیز آپ نے ہائیڈ پارک میں سوڈانی وانگریز نومسلموں کولٹریچر پیش کیا۔

2-ماہ اپریل میں Appreciation سوسائٹی کے 35 افراد بیت فضل لندن تشریف لائے۔مکرم چوہدری رحمت خان صاحب امام مسجد نے ان کے سامنے اسلامی تعلیمات پر تقریر کی جس کے بعد آپ نے اور مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب نے سوالوں کے جواب دیئے اور ممبران کی خدمت میں لٹریچر بھی پیش کیا۔

3- مکرم میجر عبدالحمید صاحب نے 14 اور 19 اپریل کوہائیڈ پارک میں تقاریر کیں یہاں آپ کی بحث ایک یہودی عالم سے بھی ہوئی۔آپ نے ایک انگریز کوتبلیغ کی۔اسپریچولسٹ میٹنگ میں تقریر کے بعد لٹریچر تقسیم کیا۔4 طلباء کی ایک پارٹی کواسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔استنبول یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نیز اطالوی وفرانسیسی جوڑے کولٹریچر دیا۔آپ نے اور مکرم چوہدری رحمت خان صاحب نے ایک عیسائی کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔

4۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے بارہ میں 200 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ جو مشن کی طرف سے شائع ہوا۔ چوہدری سر محمد ظفر اللہ صاحب کا ایک کتابچہ ''حضرت مسیحؑ نے صلیب سے کیسے نجات پائی'' ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ مشن نے ایک احمدی ڈاکٹر عمر سلیمان کا کتابچہ بھی شائع کیا۔ 4 افراد نے بیعت کی۔335

انہی دنوں ونڈرز ورتھ میں ایک عشائیہ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مسجد لندن نے متعدد حاضرین کو پیغام اسلام پہنچایا نیز ترکی سفارت خانہ کے ثقافتی اٹاچی اور سعودی عرب کے افسر کو جماعت احمدیہ کی خدمات سے آگاہ کیا۔

عرصہ رپورٹ کا نہایت اہم واقعہ یارک شائر (York Shire) کا تبلیغی دورہ ہے جس کے دوران امام مسجد لندن چوہدری رحمت خاں صاحب اور نائب امام بشیر احمد خاں صاحب رفیق بریڈفورڈ تشریف لے گئے اور شہر میں مقیم احمدی دوستوں میں برکات تنظیم پر روشنی ڈالی بعدازاں انتخاب کرایا۔ بریڈفورڈ کے پہلے پریذیڈنٹ چوہدری منصور احمد صاحب مقرر ہوئے لندن سے باہر یہ انگلستان کی پہلی جماعت تھی جس کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اسی جماعت کے ساتھ شہر لیڈز (Leeds) کو بھی منسلک کیا گیا۔ جماعت بریڈفورڈ کے ہفتہ وار اجلاسوں کا سلسلہ چوہدری منصور احمد صاحب ہی کے مکان پر شروع ہو گیا اور یہ فعال جماعت جلد جلد ترقی کرنے لگی۔336

مکرم امام صاحب بعض احمدی خاندانوں کے گھر پر گئے جن میں مکرم عبدالحمید خان صاحب مرحوم آف کپورتھلہ کا خاندان بھی شامل ہے۔

مورخہ 30 جون کو جماعت ساؤتھ ہال نے پبلک جلسہ کا اہتمام کیا۔ ساؤتھ ہال لنڈن سے دس بارہ میل دور ہے اور اب لندن کا ایک حصہ بن چکا ہے یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے پچاس کے قریب احمدی دوست رہتے ہیں پچھلے سال جب مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ لندن تشریف لائے تھے تو آپ یہاں بھی تشریف لے گئے آپ نے جماعت سے ملاقات کی اور مکرم امام صاحب کو ہدایت کی کہ ساؤتھ ہال کے احباب کی تنظیم کی جائے چنانچہ وہاں انتخاب کرایا گیا اور جماعت ساؤتھ ہال کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان کے سابق پریذیڈنٹ مکرم راجہ بشیر احمد صاحب مظفر First President of First Jamaat (local) of England نے نہایت تندہی سے جماعت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ آج کل صدر مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ ہیں۔337

30 جون کو ساؤتھ ہال کے ایک پبلک جلسہ سے امام مسجد لندن اور نائب امام نے خطاب فرمایا۔

جولائی تا اکتوبر

1- 8جولائی کو مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق نے ایک پارک میں ایک عیسائی پادری سے بحث کی۔ 9جولائی کو آپ نے روٹری کلب آف Wisbech میں اسلام کے بارہ میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔

15جولائی کو ایک پارک میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے 22جولائی کو بھی ایک پارک میں تقریر کی 23جولائی کو بوگمور ریجس (Bogmor Rogis) کے روٹری کلب میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ 13ستمبر کو روٹری کلب میں تقریر کی۔

2- مکرم چوہدری رحمت خان صاحب امام مسجد لندن نے بریڈفورڈ۔ لیڈز۔ پریسٹن کا دورہ کیا۔ روٹری کلب کے اجلاس میں ایک مقرر سے عیسائیت اور اسلام پر تبادلہ خیالات کیا۔ چیف انسپکٹر الیکٹرسٹی کو احمدیت سے متعارف کرایا۔ منسٹری آف نیشنل انشورنس کے انگریز کو اسلام سے روشناس کرایا اور لٹریچر پیش کیا۔

3- مکرم میجر عبدالحمید صاحب نے سپر یچولسٹ فرقہ کی ایک میٹنگ میں حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے اور سلسلہ احمدیہ سے متعارف کرایا۔ آپ نے ماہ اگست میں ''اسلام اور جنگ'' کے موضوع پر تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ روٹری کلب میں ایک تقریر کی۔ ہائیڈ پارک میں دو مرتبہ تقاریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے نیز ایک پمفلٹ تقسیم کیا۔ 338

نومبر دسمبر 1962ء

ماہ نومبر میں مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے مشن ہاؤس میں ''ایبے سینیا میں تبلیغ اسلام'' کے موضوع پر تقریر کی۔

اسی ماہ میں مکرم میجر عبدالحمید صاحب نے انٹرنیشنل فرینڈ شپ لیگ میں تقریر فرمائی۔ آپ نے دسمبر 1962ء میں ٹیکنیکل کالج برا ملے میں اسلام پر تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 339

جرمنی

ریاست میسور کے ایک مسلمان چند ماہ تک فرانکفورٹ میں رہے واپسی پر انہوں نے مبلغ جرمنی کو ایک مکتوب میں لکھا۔

''جو لمحات آپ کے ہاں اور خدا کے گھر میں گزرے وہ یاد آتے ہیں تو دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے کہ اس کفرستان میں بھی ایک سے زیادہ مسجدیں موجود ہیں دنیا میں کئی مسلم ممالک ہیں ان میں سے کسی ملک کو بھی اسلام کو وسیع طور پر پھیلانے کا خیال نہ آیا یہ صرف آپکی جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس مقدس فریضہ کو انجام دے رہی ہے۔''

ایک جرمن دوست حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔340

اگست تا دسمبر

14 اکتوبر 1962ء کو محترم چوہدری عبداللطیف صاحب انچارج مبلغ جرمنی نے اسلام کے موضوع پر ایک نہایت کامیاب لیکچر دیا۔ لیکچر کو سننے کے لئے فرانکفورٹ کے علاوہ بعض دوسرے مقامات سے ایک سو میل سے زیادہ مسافت طے کر کے بعض جرمن نومسلم اور غیر مسلم احباب تشریف لائے سامعین میں مشہور مستشرق ڈاکٹر کلاؤس بھی شامل تھے۔ پون گھنٹہ کی تقریر کو بڑے انہماک سے سنا گیا تقریر کے بعد سوالوں کے جواب بھی دیئے گئے۔ موصوف نے ایک لیکچر مشن کے میٹنگ ہال میں دیا جو 45 منٹ تک رہا لیکچر کے بعد آپ نے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے اور جرمن لٹریچر تقسیم کیا۔ علاوہ ازیں یروشلم۔ جرمنی، مصر، پاکستان، ہندوستان، اردن اور ترکی سے 60 احباب مشن ہاؤس آئے جنکو اسلام اور احمدیت کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائی گئیں اور جرمن، انگریزی اور عربی لٹریچر پیش کیا گیا۔341

ہالینڈ

15 جنوری 1962ء کو ڈچ عرب سرکل کی ایک کانفرنس میں حافظ قدرت اللہ صاحب نے خطاب کیا آپ نے 24 فروری 1962ء کو ڈلفٹ کے بڑے ہال میں بہائیوں کے زیر اہتمام ایک مذہبی کانفرنس میں اسلام کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔342

جولائی تا ستمبر

1- احمدیہ مشن ہالینڈ کے قیام پر پندرہ سال گزرنے پر 13 جولائی 1962ء کو ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں پریس کے 21 نمائندے شامل ہوئے۔ اس موقع پر تقسیم کے لئے ''مسیح کا پیغام'' کے عنوان سے 5 ہزار کی تعداد میں ایک پمفلٹ شائع کیا گیا اس پمفلٹ کی اشاعت کے جملہ اخراجات ڈاکٹر عمر سلیمان صاحب آف لندن نے ادا کئے۔ حافظ قدرت اللہ صاحب انچارج مشن ہالینڈ نے مشن کے

اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اور نمائندگان پریس کے سوالوں کے جواب دیئے اس کانفرنس کا ذکر ریڈیو کے علاوہ 40 اخبارات نے کیا ایک اخبار De Noor Oster نے لکھا۔

’’یہ پاکستانی مشنری (امام مسجد ہالینڈ) ان بہت سے پاکستانی مشنریوں میں سے ایک ہیں جو جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی تبلیغ اور اسلام کے متعلق صحیح نظریہ لوگوں تک پہنچانے کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہی ایک منظّم جماعت ہے جس نے ایک نظام کے تحت تبلیغ اسلام کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے مسجد کے ہال میں جو دنیا کا نقشہ لٹکا ہوا ہے اس پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کس طرح دنیا کے تمام اطراف میں جماعت احمدیہ کے مبلغین سرگرم عمل ہیں۔‘‘

کانفرنس کے روز ایک ڈچ خاتون نے اسلام قبول کیا۔ 343

2- ہیگ اور ہیگ سے باہر مختلف جگہوں سے وفود مشن میں آتے رہے چنانچہ ڈچ ایرفورس کے 20 افراد مسجد میں آئے جنہیں جماعتی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا اور جن سے ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوا ایک موقعہ پر ایمسٹرڈم کی مشہور انجمن Anne Frank کے 25 افراد مسجد میں آئے ان سے دو گھنٹے تک مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کا تبادلہ خیالات ہوا۔ حافظ قدرت اللہ صاحب نے انٹرنیشنل ہیلپ سروس کے گروپ کی دعوت پر اسلام کے بارہ میں نصف گھنٹہ تقریر کی اور سوالوں کے جواب دیئے اسی طرح ڈلفٹ میں نوجوانوں کی سوسائٹی میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ ہیگ کی مذہبی انجمن میں تقریر کی۔ اوترخت یونیورسٹی کے طلبہ کی دعوت پر 80 طلبہ کی مجلس میں اسلام کے بارہ میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے آپ نے ’’اینٹی الکوحل‘‘ انجمن کی مجلس میں اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی اور سوالوں کے جواب دیئے۔

3- مکرم صلاح الدین خان صاحب نے اوترخت یونیورسٹی کی 60 طالبات اور لائیڈ جان یونیورسٹی کے 20 طلبہ کے سامنے تقاریر کیں نیز لائیڈ جان اور انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس کلب میں سوالوں کے جواب دیئے۔

ایک پمفلٹ ’’اسلام کا پیغام‘‘ دس ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا اس عرصہ میں 2 افراد نے بیعت کی۔ 344

برٹش گی آنا

8 جنوری 1962ء سے نیو ایمسٹرڈم بر بائس میں ایک احمدیہ ہائی سکول کھولا گیا۔ برٹش گی آنا میں

یہ اپنی نوعیت کا پہلا ہائی سکول تھا اس میں نہ صرف دنیوی تعلیم کا اہتمام تھا بلکہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں طلباء کو اعلیٰ کردار کے جملہ اوصاف سے متصف کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سکول کے قیام میں جماعت احمدیہ برٹش گی آنا کے احباب نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔[345]

کینیڈا

مبلغ امریکہ محترم صوفی عبدالغفور صاحب وسط 1962ء میں کینیڈا تشریف لے گئے آپ نے یہاں کے ایک قصبہ ''ونڈسر'' سے نکلنے والے اخبار ''ونڈسر سٹار'' کے ایڈیٹر سے ملاقات کر کے ڈیڑھ گھنٹہ تک اسلام اور احمدیت کے متعلق گفتگو کی اس اخبار نے 21 جون 1962ء کی اشاعت میں جماعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''احمدیہ تحریک کی بنیاد احمد قادیانی کے ہاتھوں پڑی ان کی وفات 1908ء میں ہوئی اور انہیں ان کے پیرو مسیح مانتے ہیں۔۔۔ اسی تحریک کے ایک مبلغ مسٹر صوفی نے کہا اگر انگریزی بولنے والی اقوام کو دوستوں کی احتیاج ہے تو اس کا بہترین دوست اور سہارا اسلام ہی ہے۔۔۔ ہم سارے عالم میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً دین کی روح پھونکنا چاہتے ہیں مارکسزم کے ماننے سے خدا تعالیٰ پر ایمان ترک کرنا پڑتا ہے۔''

صوفی صاحب نے ''سڈنی'' شہر میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کو ''ٹیچنگز آف اسلام'' دی۔ آپ نے ''ٹورنٹو'' میں عیسائیوں کے سوالوں کے جواب دیئے موصوف نے یہاں کے چوٹی کے اخبار ''گلوب اینڈ میل'' (Globe And Mail) کے ایڈیٹر سے 2-1/2 گھنٹہ تک ملاقات کی۔ اخبار نے 30 جون 1962ء کی اشاعت میں ملاقات کا مفصل ذکر کرتے ہوئے لکھا:-

''سلسلہ احمدیہ کی بنیاد 1889ء[346] میں حضرت مرزا غلام احمد نے رکھی۔ آپ نے قرآنی تعلیم کی وضاحت میں 84 کتب تصنیف فرمائیں آپ کے پیرووں کی اکثریت ایشیا اور افریقہ میں پائی جاتی ہے لیکن انگلستان اور یورپ میں بھی انکے مرید موجود ہیں۔ امریکہ میں انکی تعداد کئی ہزار ہے وہاں انکی چار مسجدیں ہیں۔ آپ کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی جماعت کے منتخب امام ہیں انکا مرکز ربوہ مغربی پاکستان میں ہے بقول مسٹر صوفی اس وقت قریباً دوصد مبلغ اسلام کی تبلیغ میں کوشاں ہیں ان کا کہنا ہے کہ اسلام کے شمالی امریکہ میں کامیابی کے بہت امکانات ہیں۔''[347]

امریکہ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سالانہ پندرھویں کانفرنس یکم۔2 ستمبر 1962ء کو پٹس برگ کے مقام پر وائی ایم سی اے ہال میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں امریکہ کی شرقی اور وسط غربی علاقوں کی متعدد ریاستوں اور کینیڈا کی احمدی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کا افتتاح مبلغ انچارج مکرم صوفی عبدالغفور صاحب نے کیا۔ کانفرنس میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا محترم صاحبزادہ صاحب نے جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب کو اپنے پیغام میں فرمایا کہ جب تک آپکی زندگیاں عملی لحاظ سے اسلام کی عکاسی نہ کرتی ہونگی لوگ اسلام کی اخلاقی تعلیم کو توجہ سے نہیں سنیں گے۔ علاوہ ازیں کانفرنس سے درج ذیل افراد نے خطاب کیا۔

1- مکرم محمد بشیر صاحب۔ 2- مکرم بشیر افضل صاحب۔ 3- مکرم منیر احمد صاحب۔ 4- مکرم خلیل محمود صاحب۔ 5- مکرم رشید احمد صاحب۔ 6- مکرم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین۔ 7- مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب۔ 8- مکرم عبدالقادر صاحب ضیغم۔ 9- مکرم امین اللہ خان صاحب سالک۔ کانفرنس میں بجٹ پر بھی بحث ہوئی خدام، انصار، لجنہ کے اجلاس بھی ہوئے کانفرنس میں کینیڈا کے ایک مسلمان عالیہ قونیا خوجہ نے جماعت کی خدمات کو سراہا اور مجاہدین احمدیت کے ذریعہ مسلمان ہونے والے افراد کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ لوگ مجھ سے بہتر مسلمان ہیں۔

امریکہ کے مشہور اخبارات نے کانفرنس کا ذکر کیا۔348

غانا

پہلی سہ ماہی

1- جماعت احمدیہ غانا کا جلسہ 6,5,4 جنوری 1962ء کو سالٹ پانڈ میں منعقد ہوا۔ جلسے کا افتتاح مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلغ انچارج و امیر جماعت ہائے گھانا نے فرمایا۔ موصوف نے اپنے خطاب میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا پیغام سنایا جس میں غانا کے احمدی احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنے ملک کی روحانی اور مادی ترقی کے لئے بڑھ چڑھ کر کوشش کریں۔ آپ کے علاوہ درج ذیل احباب نے جلسے سے خطاب کیا۔

1- صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی۔ 2- مکرم مولوی

عبدالوہاب صاحب ۔3- محترم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی رئیس تبلیغ مغربی افریقہ۔آپ مہمان خصوصی کی حیثیت سے نائیجیریا سے اس کانفرنس میں تشریف لائے تھے۔4-الحاج یعقوب (ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی)۔ آپ نے جماعت کی تبلیغی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اسلام مادیات کے تھپیڑوں میں کبھی کا دب چکا ہوتا۔ میں چشم دید گواہ ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں وہ دنیا کے مختلف ممالک میں سربلندی حاصل کررہا ہے۔5- مسٹر عبداللہ طینی ۔6- سلیمان الحسن صاحب لوکل مبلغ۔7- محترم عبدالواحد عزیز صاحب سیکرٹری جنرل کماسی ۔8- مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب۔9- محترم مولوی عبدالمالک خان صاحب۔10- مکرم محمد آرتھر صاحب صدر جماعت غانا۔11- مکرم مسعود احمد خان صاحب۔اس موقع پر دارالمطالعہ کا افتتاح بھی ہوا جس میں تقریر کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر علاقہ نے کہا''حکومت بھی عنقریب ایک ریڈنگ روم کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن احمدیہ مومنٹ نے پہل کرکے عوام کی خیرخواہی کا ثبوت دے دیا ہے میں تمام حاضرین سے گزارش کرتا ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے خدمت خلق کے اس جذبہ کی تقلید کریں اور جماعت احمدیہ کے اس جاری کردہ دارالمطالعہ سے کماحقہ فائدہ اٹھائیں''۔ جلسہ میں 6 ہزار سے زائد احمدی شامل ہوئے۔ جلسہ کے موقع پر برطانوی ہائی کمشنر کے نمائندہ۔ ریجنل ایجوکیشن آفیسر۔ میڈیکل آفیسر۔ ڈسٹرکٹ کمشنر۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر۔ سیکنڈری سکول کے اساتذہ۔ نمائندگان پریس وریڈیو۔ ڈپٹی کمشنر علاقہ اور ڈپٹی سپیکر کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

جلسہ میں 28 ہزار سے زائد روپیہ کی مالی قربانی پیش کی گئی اخبارات وریڈیو نے جلسہ کا ذکر کیا اور ہاؤسا زبان میں بعض تقاریر کے تراجم نشر ہوئے۔ دوران جلسہ شوریٰ کا اجلاس بھی ہوا جس میں 64877 پونڈ 6 اشلنگ بجٹ پاس ہوا۔349

2-غانا مشن نے آنحضرتؐ کی سیرت وتعلیم پر 21 صفحات کا ایک کتابچہ 6 ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج غانا مشن نے 6 تعلیمی اداروں میں تبلیغی تقاریر کیں جن کے بعد سوالوں کے جواب دیئے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ اس وجہ سے طلباء میں اسلامی تعلیم کے متعلق مزید دلچسپی پیدا ہوئی۔سنٹرل ریجن کے دو مقامات پر مساجد کا افتتاح عمل میں آیا افتتاحی تقاریب میں عیسائی ومشرکین بھی شامل ہوئے جن کے سامنے اسلام کی خصوصیات بیان کی گئیں۔تمام مبلغین کی مجموعی مساعی سے 136 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔350

3- مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے کماسی کے ہفتہ وار تبلیغی اجلاسوں میں 17 لیکچر دیے جن کے بعد سوالوں کے جواب بھی دیئے۔آپ کے ہمراہ کماسی کے 100 افراد موچیانک اشانٹی میں گئے

وہاں سارا دن تبلیغ پر صرف کیا نیز جلسہ بھی کیا گیا جس میں عیسائیوں کے سوالوں کے جواب دیئے گئے اور چیف کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

4- قریشی فیروز محی الدین صاحب نے 85 افراد کو تبلیغ کی۔ 28 پمفلٹ تقسیم کئے 300 کتب لائبریریوں میں رکھوائیں۔ آپ کا ایک انٹرویو ریڈیو سے نشر ہوا آپ نے فوج کے چیف امام اور چینی سفیر کو لٹریچر دیا۔ موصوف دعوت الی اللہ کے لئے جیلوں میں بھی گئے۔ ایک سیکنڈری سکول میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ 351

دوسری سہ ماہی

مبلغین کی مجموعی کوششوں سے 136 بیعتیں ہوئیں۔ مساعی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- غانا یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے ماتحت اپریل کے پہلے ہفتہ میں Longon Hall میں عیسائی پادریوں اور مذہبی لیڈروں کے لئے چھٹی ریفرشمنٹ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے تمام ریجنز سے بڑی تعداد میں پادری شامل ہوئے اس کانفرنس میں مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم امیر جماعت ہائے احمدیہ غانا نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی جو پوری توجہ سے سنی گئی بعد ازاں آپنے نصف گھنٹہ تک سوالوں کے جواب دیئے جنکا بہت عمدہ اثر ہوا۔ مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب مبلغ اکرا نے اس موقع پر اسلامی لٹریچر کی نمائش بھی کی اس موقع پر دو کتابچے مفت تقسیم کئے گئے۔

مکرم امیر صاحب نے اچی موٹو کالج Achimoto College میں آنحضرتؐ کی سیرت پر تقریر کی نیز حضورؐ کی سوانح پر مشتمل کتابچہ کی تین صد کاپیاں طلباء میں تقسیم کیں اور دو مختلف مواقع پر طلبہ کے سوالوں کے جواب دیئے علاوہ ازیں موصوف نے تین سیکنڈری سکولوں میں تقاریر کیں۔ چاروں اداروں کی لائبریریوں کو لٹریچر دیا نیز آنحضرتؐ کی سوانح پر مشتمل کتابچہ تقسیم کیا۔ آپ نے غانا اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر الحاج یعقوب کو دعوت الامیر کا انگریزی ترجمہ پیش کیا نیز اشانٹی ریجن کے دو ڈسٹرکٹ کمشنروں اور محکمہ تعلیم کے بعض افسران کو سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا۔

2- مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے ایسٹرن ریجن میں 3 اور اکرا میں بھی 3 جلسے منعقد کئے۔ پاکستانی ہائی کمشنر جلال الدین عبدالرحیم صاحب کو جماعت کی مساعی سے متعارف کرانے کے علاوہ انہیں دو کتب پیش کیں۔ علاوہ ازیں بین الاقوامی شہرت کے مالک پروفیسر الیانڈ روپشین، برطانیہ کے آرچ بشپ رابرٹس، جناب اے کے بروہی، جناب شریف عمر عبداللہ متعلم آکسفورڈ کی خدمت میں بھی لٹریچر

پیش کیا۔ آپ نے ساڑھے تین گھنٹہ تک عیسائیوں سے مباحثہ کیا۔ غانا کے صدر مملکت ڈاکٹر کوری نکروما کی تجویز پر اکرا میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں نامور شخصیتوں نے شرکت کی اسلامی ممالک کے نمائندگان کو مشن ہاؤس میں پارٹی دی گئی اور ان کی خدمت میں مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

3- مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب کو ہر ہفتہ مختلف کالجوں اور سکولوں میں حقانیت اسلام واضح کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے باوجود برسات کے پبلک لیکچرز دیئے۔ ریجنل کمشنر اور ٹمالی کی لائبریری کے انچارج کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا۔

4- مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب کے حلقے میں 15 جلسے منعقد ہوئے جس کے نتیجہ میں جماعت میں نیا جوش وولولہ پیدا ہوا آپ نے 33 افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

5- مولانا عبدالمالک خان نے رسول کریمؐ کے متعلق ایک فلم کے خلاف احتجاج کیا جس پر فلم واپس لی گئی آپ کے حلقہ میں متعدد تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے موصوف نے 27 لیکچروں کے ذریعہ صداقت احمدیت واضح کی۔352

اکتوبر و دسمبر

1- میلاد النبی کی تقریب کے موقع پر ملک کے مختلف شہروں اور قصبات میں جلسے کئے گئے جن میں عیسائی، مشرکین اور غیر از جماعت اصحاب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں ایک جلسہ سالٹ پانڈ میں منعقد ہوا جس کی صدارت غانا کے وزیر تعلیم نے کی۔ موصوف نے صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہا جلسہ کی خبر اور وزیر موصوف کے ریمارکس ریڈیو پر نشر ہوئے جلسہ میں عیسائی اور مشرکین بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ ٹمالی (Tamale) میں ایک جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کے صدر الحاج یعقوب ڈپٹی سپیکر غانا پارلیمنٹ نے صدارتی ریمارکس میں جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس جماعت کو ہی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ Tamale میں تمام مذاہب کے لیڈروں کو ایک اسٹیج پر جمع کرے۔ انہوں نے جلسہ کے انعقاد کو اس امر کا ثبوت قرار دیا کہ اسلام کی رواداری کی تعلیم کس قدر اعلیٰ ہے۔ اس جلسہ میں ڈسٹرکٹ کمشنرز، مجسٹریٹوں، ایجوکیشن آفیسرز اور دیگر ممتاز افسران حکومت نے شمولیت اختیار کی۔

2- کماسی مارکیٹ میں تبلیغی جلسوں کا سلسلہ جاری رہا جن میں مقامی مبلغین کے علاوہ مولانا

عبدالمالک خان صاحب بھی وقتاً فوقتاً تقریر فرماتے رہے موصوف کی قیادت میں (Kukuom) کے مقام پر دو تبلیغی جلسے ہوئے اس موقع پر لٹریچر بھی تقسیم ہوا۔ احباب نے 52 پونڈ مالی قربانی پیش کی۔ مولانا عبدالمالک خان صاحب نے ڈسٹرکٹ کمشنر ممیانگ اوراس علاقہ کے لوکل کونسل کے ذمہ دار افراد کو لٹریچر پیش کیا آپ نے انفرادی طور پر 82 افراد کو تبلیغ کی۔ آپ کے حلقے اشانٹی کی سالانہ کانفرنس جموانسی کے مقام پر منعقد ہوئی جو تین دن تک رہی۔ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلغ انچارج غانا نے کانفرنس کا افتتاح کیا کانفرنس میں مختلف جماعتوں کے سینکڑوں مرد عورتیں اور بچے شامل ہوئے۔ مکرم مولوی عبدالوہاب، مکرم سید ہاشم بخاری، مکرم مسعود احمد خان، مکرم مولانا عبدالمالک خان، عبدالواحد متعلم مشنری ٹریننگ کالج نے تقاریر کیں۔ اس موقع پر جماعت کو 222 پونڈ مالی قربانی کی توفیق ملی۔ تین عیسائی دوران کانفرنس داخل احمدیت ہوئے مولانا موصوف نے تین مقامات کا دورہ کیا۔

3- مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب نے ٹمالی جیل کے قیدیوں میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ آپ نے تیجانی فرقہ کے ایک ممتاز عالم، عربی سکول کے ایک مدرس معلم رشید، مکہ مکرمہ کے ایک غیر احمدی عالم الحاج الیاس کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔

4- مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم نے Peki ٹیچرز ٹریننگ کالج میں تقریر کے بعد متعدد سوالوں کے جواب دیئے نیز دو کتابچوں کی کاپیاں تقسیم کیں۔ WINEBA ٹیچرز ٹریننگ کالج میں بھی تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے اور ایک کتابچہ تقسیم کیا۔ آپ نے ACHIMITA کالج میں ایف اے کے طلبا و طالبات کے سامنے آنحضرت ؐ کی سیرت پر تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے آپ دو ہفتہ بعد دوبارہ اسی کالج میں تشریف لے گئے سوالوں کے جواب کے علاوہ کتابچہ بھی تقسیم کیا۔ موصوف نے EBENZER سیکنڈری سکول اکرا کے جملہ طلباء و طالبات و سٹاف کے سامنے تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے WESLEN گرلز سیکنڈری سکول ایف اے کی طالبات میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے قصبہ (وا۔WA) کے دو مڈل سکولوں میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے آپ نے مندرجہ بالا کالجز اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ نیز ایک امریکن پادری، وزیر تعلیم، ڈپٹی سپیکر غانا پارلیمنٹ۔ ڈسٹرکٹ کمشنر وا، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کیپ کوسٹ کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ آپ نے جنوبی اور شمالی غانا کی بعض جماعتوں کا دورہ کیا۔ مرزا لطف الرحمٰن بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

5- مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے ڈپٹی منسٹر انصاف کو انگریزی تفسیر قرآن مطالعہ کے لئے دی۔

6- مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب نے ٹیچی مان (Techiman) میں لائبریری کے قیام کا انتظام کیا جسکی افتتاحی تقریب میں غیر مسلم معززین بھی شامل ہوئے۔ اس عرصہ میں جملہ مبلغین کی مساعی سے 121 افراد نے بیعت کی۔ 353

نائجیریا

سہ ماہی اوّل

1- جنوری 1962ء کے شروع میں لیگوس اور فروری میں کانو کے مقام پر ڈسپنسری کا قیام عمل میں آیا۔ لیگوس کے ڈسپنسری انچارج کرنل ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب اور کانو کی ڈسپنسری کے انچارج ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب مقرر ہوئے۔ جنوری 1962ء کو لیگوس میں براعظم افریقہ کے مسائل پر غور کرنے کے لئے ایک کانفرنس بلائی گئی تھی جس میں تمام ممبر ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم مولانا نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ اور چوہدری رشید الدین صاحب نے بعض نمائندوں کی خدمت میں لٹریچر تقسیم کیا اسی طرح 25 سے 30 جنوری تک 22 ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس منعقد ہوئی جن میں وزراء خارجہ اور دیگر چیدہ افسران بھی شامل ہوئے۔ اس موقع پر تمام سربراہوں اور بعض وزراء کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔ 354

2- دسمبر 1961ء کے جلسہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد نے احباب کو اپنے پیغام میں تبلیغ اسلام کی خصوصی طور پر متوجہ فرمایا تھا اس پیغام کی روشنی میں مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب نے احباب سے اپیل کی تھی کہ وہ 1962ء کو اسلام کی ترقی کا سال قرار دیکر تبلیغ میں مصروف ہوں اور عہد کریں کہ سال میں کم از کم ایک شخص کو ضرور مسلمان بنائیں گے۔ خدا کے فضل سے اسکا بڑا اچھا اثر رہا۔ چنانچہ پہلی سہ ماہی میں ہی جماعت کی مساعی کے نتیجہ میں ڈیڑھ صد افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ اس عرصہ میں ہر ہفتہ کو مشن ہاؤس کے سامنے شارع عام میں تبلیغی اجلاس منعقد کئے جاتے رہے جن میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب، امین صاحب، گیوا صاحب کی تقاریر ریڈیو پر نشر ہوئیں۔

3- مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب کی زیر ہدایت مکرم بشیر احمد صاحب شمس نے بعض مقامات کا دورہ کر کے معززین تک پیغام حق پہنچایا آپ کے ذریعہ 29 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

4- شمالی نائیجیریا کے وزیر صحت کی خدمت میں مشن کی طرف سے قرآن مجید انگریزی اور بعض دیگر اسلامی کتب بھجوائی گئیں جس کے جواب میں انہوں نے مولانا نسیم سیفی صاحب کی خدمت

میں اپنے خط میں لکھا۔

''اسلام کی وہ جلیل القدر خدمات جو آپ لوگ نائیجیریا میں بجا لا رہے ہیں اس درجہ کامیاب ہیں کہ بے اختیار دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور انسانیت کی خدمت کے اس اعلیٰ مقصد میں ہمیشہ ہمیش بے نظیر کامیابی عطا فرماتا رہے۔ مجھے ہمیشہ قرآن مجید پڑھ کر مسرت حاصل ہوتی ہے اور اسلامی اصول کی فلاسفی تو ایک ایسی کتاب ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر اس غیر مسلم کے لئے بھی جو غور وفکر سے کام لے ایک بیش قیمت خزانہ ثابت ہو چکی ہے۔''355

سہ ماہی دوم

مشن کی طرف سے مولانا نسیم سیفی صاحب کا مرتبہ پمفلٹ ''پانچ نکات'' دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ''Presenting Islam To The Christians'' دو ہزار نیز ''Hazrat Ahmad'' پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئے۔ ریڈیو نائیجیریا سے تین خطبات جمعہ نشر ہوئے اسی طرح ریڈیو نے 6 دفعہ مولانا نسیم سیفی صاحب کے سوال و جواب کو نشر کیا۔ کنگز کالج کے بعض طلباء مشن ہاؤس آئے جن کے سوالوں کے جواب دیئے گئے اور لٹریچر پیش کیا گیا۔ اسی کالج کے مجلس مذاکرہ میں مولانا سیفی صاحب نے اسلامی نقطہ نگاہ پیش کیا۔ اس دوران 6 افراد نے بیعت کی۔356

سہ ماہی سوم

ریڈیو نائیجیریا سے تین دفعہ خطبہ نشر ہوا۔ یہ خطبات جمعہ مولانا نسیم سیفی صاحب نے دیئے تھے آپ کی تقاریر ریڈیو سے اور ایک تقریر ٹی وی سے نشر ہوئی۔ نیز تین مرتبہ سوالوں کے جواب ریڈیو سے نشر ہوئے۔ آپ نے مقامی کلب کے ممبروں کی دعوت پر کلب میں دعا کے بارہ میں اسلامی نقطہ نگاہ پیش کیا۔ دو مقامی احمدی بھائیوں اور مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے بھی ریڈیو پر دو تقاریر کیں۔ نائیجیریا میں اردن کے سفیر جناب شریف کامل صاحب کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔ جنوبی افریقہ کے اخبار مسلم نیوز کے ایڈیٹر اور دو پاکستانی ایجوکیشن آفیسرز کی خدمت میں لٹریچر بھجوایا گیا۔ مشن کی طرف سے دو ٹریکٹ بھی شائع ہوئے۔ ہندوستانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو کی نائیجیریا آمد پر ہندوستانی ہائی کمشنر نے ایک پارٹی کا اہتمام کیا جس میں مبلغین اور جماعت کے دیگر افراد مدعو تھے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کی طرف سے ہائی کمشنر کے ذریعہ پنڈت نہرو کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی پیش کی

گئی۔ مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب، چوہدری رشید الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب انچارج احمدیہ ڈسپنسری لیگوس دو مقامی احباب کی معیت میں ایک قصبہ Otta Aggeye میں تشریف لے گئے۔ دو جگہ تقاریر کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔ سوالوں کے جواب دیئے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ حکومت نائیجیریا کے ایک وزیر مسٹر الحاج شیحو شگاری کی خدمت میں مولانا نسیم سیفی صاحب نے ایک تبلیغی خط لکھا اور بعض کتب بھجوائیں۔ وزیر موصوف نے اسکا شکریہ ادا کیا۔357

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی سالانہ کانفرنس 28,27 دسمبر کو منعقد ہوئی کانفرنس کا افتتاح مکرم مولانا نور محمد صاحب نسیم سیفی امیر و مبلغ انچارج نائیجیریا نے کیا اس کے علاوہ درج ذیل احباب نے خطاب کیا۔

1- الحاج فیض الحق صاحب مبلغ شمالی نائیجیریا۔ 2- مسٹر اے۔ آر۔ اے۔ اوتول (A.R.A. Otule) سیکرٹری جنرل جماعت نائیجیریا۔ 3- اے۔ بی ڈانمولا (A.B.Danmola) مقامی معلم۔ 4- مسٹر اقبال سیفی۔ 5- ایچ۔ او سانیالو (H.O Sanyalu) مقامی معلم۔ 6- مکرم بشیر احمد صاحب شمس۔ 7- مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب۔ 8- عبدالمجید صاحب بھٹی پرنسپل ٹیچر ٹریننگ کالج۔ 9- مسٹر رشید۔ 10- ایس بی گیوا (S.B.Giwa)۔ 11- مکرم چوہدری رشید الدین صاحب نے اپنے خطاب میں بتایا کہ مشرقی نائیجیریا کے 26 خاندان ایک سال کے عرصہ میں داخل احمدیت ہوئے۔ 12- کرنل ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب۔

کانفرنس کے دوران شوریٰ کا اجلاس کے متعلق مولانا نسیم سیفی صاحب کا انٹرویو ریڈیو نائیجیریا نے نشر کیا۔358

سیرالیون

جنوری تا اپریل 1962ء

1- مکرم مولوی محمد صدیق شاہد صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے ڈپٹی برٹش ہائی کمشنر، امریکن سفیر متعین سیرالیون، امریکن ایجوکیشن ڈائریکٹر سے ملاقات کر کے انکی خدمت میں اسلامی لٹریچر پیش کیا موصوف اور شیخ نصیر الدین احمد صاحب نیز مسٹر بونگے فری ٹاؤن کے میئر کو نیز امیر صاحب و شیخ صاحب نے پیراماؤنٹ چیف کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ مکرم امیر صاحب کا خطبہ جمعہ تین بار ریڈیو پر نشر ہوا۔ آپ نے بعض مقامات کا دورہ کیا جس کے دوران پیکاک نامی گاؤں میں دس افراد پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی۔ ''کسی'' (Kissi) میں 3، ایک گاؤں میں 29 اور ایک میں 13 افراد نے بیعت کی۔ علاوہ ازیں امیر

صاحب نے بو، باجے بو، بلاما، سرابو، کینما، بیلے، باڈو، مگبورکا، مکالی اور سنکینی کا دورہ کیا۔لندن سے اسلام کے خلاف ایک نہایت دل آزار کتاب ''عائشہ نامی'' شائع ہوئی یہ کتاب فری ٹاؤن میں بھی فروخت ہورہی تھی۔احمدیہ مشن سرالیون کے امیر نے اس کے خلاف موثر احتجاج کیا اور حکومت کوتوجہ دلائی چنانچہ حکومت نے اس کتاب کی فروخت بند کرادی اس پر سیرالیون کے مسلمانوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور اعتراف کیا کہ احمدی مجاہدین نے اسلام کے ساتھ سچی محبت اور غیرت کا ثبوت دیا ہے۔359

2- مکرم میر غلام احمد صاحب نسیم نے ''بو'' کے متعدد افراد میں انگریزی وعربی لٹریچر تقسیم کیا۔ان میں ایک اسسٹنٹ ڈی سی بھی شامل تھے۔انہوں نے جماعتی لٹریچر کے مطالعہ کے بعد کہا ''احمدیہ لٹریچر کے ذریعے مجھے علم ہوا ہے کہ اسلام واقعی ایک سادہ اور لاثانی مذہب ہے اور اس کے مقابلہ میں عیسائیت کی کوئی حیثیت نہیں۔اسلامی تعلیمات میں دنیا کے ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔۔۔۔احمدیت کے ذریعہ ایسا لٹریچر بھی ظہور میں آچکا ہے جسکو ہر انگریزی پڑھا لکھا آدمی با آسانی اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوسکتا ہے۔

3- مکرم ملک غلام نبی صاحب نے بعض شامی اور افریقن تجار سے ملاقاتیں کر کے ان کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا آپ نے ایک امریکی جرنلسٹ کی خدمت میں اسلامی کتب کا ایک سیٹ پیش کیا جسے اس نے قبول کرتے ہوئے کہا میرے لئے یہ ایک گراں قدر تحفہ ہے۔

4- مکرم مولوی اقبال احمد صاحب نے مگبورکا کے قریب ایک صد احباب کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا جن میں ایک پیرا ماؤنٹ چیف بھی شامل ہے آپ نے شمالی صوبہ کے متعدد مقامات کا دورہ کیا جن میں مکینی، پورٹ لوکو، روکوپور، یونی بانا، پمبلے، منگینی شامل ہیں۔ان مقامات پر لیکچروں کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔

5- تین لوکل مبلغ مکرم مولوی غلام احمد صاحب نسیم کی زیر ہدایت مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے گئے ان میں سے ایک مبلغ الفاڈے کونمایاں کامیابی ہوئی ان کے ذریعہ 20 افراد پر مشتمل ایک نئی جماعت قائم ہوئی اس عرصہ میں کل 109 افراد داخل سلسلہ ہوئے اور چار نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔360

6 جولائی کومکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کی ایک تقریر ریڈیو سے نشر ہوئی۔361

مئی تا جولائی

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد نے متحدہ عرب جمہوریہ اور نائیجیریا کے سفیروں اور سیکرٹریوں، امریکن مشن چرچ آف گاڈ کے وفد، ایک عیسائی وفد، سکول و کالج کے بعض طلباء، وزیر تعلیم، وزیر

مواصلات، وزیر تجارت اور سیکرٹری وزارت مال کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ موصوف نے یوم جمہوریہ کی ایک تقریب میں شرکت کی جس میں وزیر تعلیم نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں کہا ''اب تک ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں صرف احمدیہ مشن ہی ہے جو تعلیمی میدان میں ہماری قابل قدر مدد کر رہا ہے۔'' آپ نے میڈنگو قبیلہ کے جلسہ میں ''اسلام اور سیاست'' پر تقریر کی۔ اس قبیلہ کے امام نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں مشن میں آ کر جماعتی لٹریچر پر حسب ذیل رائے کا اظہار کیا۔

''جو اسلام احمدی لٹریچر میں ہے وہ ہم مصری کتابوں سے نہیں سیکھ سکتے اب تک ہم سمجھتے رہے ہیں کہ اسلام عربوں سے سیکھیں گے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ وہ اب اس میدان کے آدمی نہیں رہے اس میدان میں ماہر اور کامیاب احمدی ہی ہیں۔''

2- مکرم مولوی غلام احمد صاحب نسیم نے 20 جماعتوں کا دورہ کیا۔ تین پبلک لیکچر دیئے۔ سینکڑوں میل تبلیغی سفر کیا آپ نے کینما کے ایک صوبائی وزیر سے ملاقات کی جس نے جماعت کی عظمت کا ان الفاظ میں اعتراف کیا۔ ''اگر احمدیت اس ملک میں بروقت نہ آتی تو نہ جانے مسلمانوں کی کیا حالت ہوتی کیونکہ ایک طرف تو عیسائی اسلام پر پوری طرح مسلح ہو کر حملہ آور تھے اور دوسری طرف مسلمان لیڈروں نے اسلامی تعلیمات کو اس طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا کہ بجائے کشش کے ایک طبقہ اس سے متنفر ہو رہا تھا مگر احمدیہ جماعت نے آ کر اسلامی تعلیمات کو انکی صحیح شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔''

3- مکرم حافظ بشیر الدین صاحب نے تقسیم لٹریچر اور پبلک جلسوں کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔

4- مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے بعض جماعتوں کا دورہ کیا۔ چار پیرامونٹ چیفس کو لٹریچر دیا۔

5- مکرم مولوی اقبال احمد صاحب نے لوکل مبلغین کے ہمراہ 120 مقامات کا دورہ کیا مگبورکا کے متعدد سکولوں میں لیکچر دیئے اور مصری ٹیچروں کو سلسلہ کا لٹریچر دیا۔ جملہ مبلغین کی مساعی کے نتیجہ میں 96 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ 362

اگست تا اکتوبر

1- مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کے حلقہ میں دو مرتبہ اجتماعی طور پر ''یوم تبلیغ'' منایا گیا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ سکول کے بچوں نے بھی حصہ لیا۔ سلسلہ کا لٹریچر اور پمفلٹ بکثرت تقسیم کئے گئے۔ دو جلسے منعقد کئے گئے جس میں جماعت کے چار مقررین نے حصہ لیا اور مختلف مسائل پر روشنی ڈالی۔ غیر از جماعت احباب نے بھی ان جلسوں میں شرکت کی آپ نے لسٹر اور گلوسٹر کی جماعتوں کا دورہ کیا۔

اس دوران میلاد النبی کا جلسہ منعقد کیا گیا جس میں عیسائی مرد و خواتین نے کثرت سے شرکت کی۔ آپ نے دو مرتبہ ریڈیو پر تقاریر کیں۔ گنی کے وزیر داخلہ جیلو عبدالرحمان کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔

2- مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد نے غانا کے ہائی کمشنر کو قرآن کریم اور دیگر کتب پیش کیں۔

3- مکرم مولوی اقبال احمد صاحب نے ایک عیسائی کو کتاب دی وہ بہت متاثر ہوا۔ آپ نے بعض افراد سے حیات مسیح اور مسیح موعود کی آمد پر بحث کی۔ لٹریچر بکثرت تقسیم کیا۔ بعض مقامات کے دورے کر کے لیکچر دیئے اور چیفس کو تبلیغ کی۔

4- مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے مولوی عبدالقدیر صاحب کے ہمراہ سیر یکولیا کی جماعت کا دورہ کیا واپسی پر بعض چیفس کو تبلیغ کی۔ آپ نے ایک عیسائی سکول کے دو لیکچراروں سے بیس پچیس آدمیوں کے مجمع میں مسیح کی صلیبی موت کے بارہ میں گفتگو کی۔ مالکی فرقہ کی ایک میٹنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر روشنی ڈالی۔ 11 افراد کو لٹریچر دیا ساڑھے پانچ سو میل سفر کیا۔363

جماعت احمدیہ سیرالیون کی سالانہ کانفرنس 9,8,7 دسمبر 1962ء کو منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا افتتاح وائس پریذیڈنٹ جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون پیرامونٹ چیف ناصرالدین صاحب گمانگا نے کیا۔ آپ نے افتتاحی خطاب کے بعد صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں احباب کو قربانیوں اور اسلامی تعلیمات کا نمونہ بننے کی تلقین کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں درج ذیل افراد نے تقاریر کیں۔

1- مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج غانا مشن سیرالیون کی جماعت کی دعوت پر خاص نمائندے کے طور پر غانا سے تشریف لائے۔ 2- حافظ بشیرالدین عبیداللہ صاحب۔ 3- مکرم حمید اللہ ظفر صاحب۔ 4- مکرم مولوی صدیق احمد صاحب شاہد۔ 5- موسیٰ سوادصاحب لوکل مبلغ۔ 6- مکرم مولوی غلام احمد نسیم صاحب۔ 7- مسٹر مگبا کمارا (MAGBAA KAMARA) 8- محمد آرتھر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ غانا (نمائندغانا) 9- مسٹر بونگے (Bongay) نے مشن کی رپورٹ میں بتایا کہ دوران سال کبالہ میں 2 نئے سکول جاری کئے گئے۔ 6 خطبات جمعہ ریڈیو سیرالیون سے نشر ہوئے۔ 280 افراد نے بیعت کی اور بعض نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ 10- مکرم مولوی مبارک احمد صاحب ساقی انچارج مشن لائبیریا۔ آپ لائبیریا سے خصوصی دعوت پر سیرالیون کانفرنس میں شامل ہوئے۔ 11- الحاج علی روجرز۔ 12- معلم شریف عباس صاحب۔ 13- مسٹر S.M.Joe معلم سیکنڈری سکول۔ 14- سمیع اللہ صاحب سیال۔ 15- نمائندہ جرمن نومسلم ناصر نکولسکی۔ 16- مکرم منور احمد ایم ایس سی۔ 17- مسٹر کول امام احمدیہ مسجد فری ٹاؤن۔ 18- ایم ایس کٹیا صدر جماعت احمدیہ گیمبیا۔ 19- آنریبل

ایم ایس مصطفیٰ نائب وزیراعظم و وزیر صنعت حکومت سیرالیون نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''جماعت احمدیہ کا وجود اس ملک میں اسلام کے لئے ایک بہت بڑی طاقت کا موجب ہے اس جماعت نے اسلام کی جس طرح خدمت کی ہے صدیوں سے کسی نے نہیں کی۔''[364]

20- میئر آف فری ٹاؤن اے۔ ایف رحمان نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''احمدیہ جماعت گذشتہ تیس سال سے اس ملک میں نہایت کامیابی کے ساتھ مذہبی تعلیمی اور ثقافتی کام کر رہی ہے ہم جماعت کے اس کام کے لئے جو وہ ملک کی بہبود کے لئے کر رہی ہے بہت زیادہ ممنون ہیں۔ جب سے احمدیہ جماعت کا قیام سیرالیون میں ہوا ہے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں اسلام کا مطالعہ کرنے کا رجحان کافی حد تک بڑھ گیا ہے اور اب سارے ملک میں لوگ اسلام کی تعلیم کی طرف توجہ دے رہے ہیں جماعت کا پریس ملک کی نہایت ہی اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ تعلیمی میدان میں جماعت کی خدمات بھی قابل قدر ہیں متعدد پرائمری سکولوں کے علاوہ سیکنڈری سکول کھول کر ملک کی ایک ایسی ضرورت کو پوری کیا گیا ہے جو دیر سے محسوس کی جارہی تھی۔ سارے ملک میں مسلمانوں کا یہ واحد سیکنڈری سکول ہے جو بڑی کامیابی سے تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی دے رہا ہے۔ احمدیہ جماعت ایک خالصۃً مذہبی جماعت ہے اور یہی اصول ان کی کامیابی کا راز ہے مذہبی امور کے علاوہ انسانی ضرورت کی طرف بھی جماعت توجہ دے رہی ہے چنانچہ کچھ عرصہ ہوا ایک ڈاکٹر اس ملک میں طبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھجوایا گیا الغرض یہ جماعت نہایت اہم اسلامی خدمات ادا کر رہی ہے۔''

دوران کانفرنس شوریٰ کا اجلاس بھی ہوا نیز ریڈیو اور اخبارات نے کانفرنس کی خبریں دیں۔[365]

لائبیریا

1- سب سے پہلے روسی (میجر یوری گاگرین) جنہوں نے خلاء میں سفر کیا پانچ روز کے دورہ پر جنوری 1962ء کو لائبیریا تشریف لائے۔ ان کی پارٹی آٹھ افراد پر مشتمل تھی۔ مکرم مبارک احمد صاحب ساقی نے موصوف سے ملاقات کی جماعت کا تعارف کرایا اور ان کی خدمت میں اسلامی کتب پیش کیں۔[366]

2- ساقی صاحب نے لائبیریا ریڈیو اسٹیشن سے نشر کئے جانے والے ایک مباحثہ میں حصہ لیا موصوف نے مختلف مقامات پر جا کر لٹریچر تقسیم کیا اور تقاریر کے ذریعہ بھی پیغام حق پہنچایا۔ ایک گاؤں کے

لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک گھنٹہ تک تقریر کی اور سوالوں کے جواب دیئے۔ منروویا کے امیگریشن آفیسر کو مشن کی غرض و غایت بیان کی اور ان کی خدمت میں قرآن مجید اور دیگر کتب کا تحفہ پیش کیا علاوہ ازیں آپ نے فنانشل ایڈوائزر، کلکٹر آف انٹرنل ریونیو، کلکٹر آف کسٹم، ایجوکیشن آفیسر کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ 367

3- مکرم ساقی صاحب فوجی ہیڈ کوارٹر بارکلے ٹریننگ سنٹر میں متعدد بار تشریف لے گئے اور اسلام کے متعلق مختلف موضوعات پر لیکچر دے کر سوالوں کے جواب دیئے آپ منروویا سے باہر دیہاتوں میں متعدد بار تشریف لے جاتے رہے تقاریر کے بعد حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک دفعہ سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ آپ نے ایک عیسائی مبلغ سے ڈھائی گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ 368

مشرقی افریقہ

مغربی افریقہ کی طرح مشرقی افریقہ میں بھی مبشرین احمدیت کی مساعی اس زور شور سے جاری رہیں کہ اسلام و احمدیت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر عیسائی حلقوں میں شدید اضطراب کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ چنانچہ ملک کے ممتاز اخبار ''ممباسہ ٹائمز'' (Mombasa Times) نے 21 جون 1962ء کی اشاعت میں واضح طور پر لکھا کہ ''افریقہ میں مسلمان مبلغین ہمارے عیسائی مشنریز کے مقابلے میں دس گنا زیادہ تیز رفتاری سے لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا رہے ہیں۔'' نیز بتایا ''بہت سے مبصرین یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر عیسائیت نے خطرہ کا پورے طور پر احساس نہ کیا تو اسلام بآسانی سارے افریقہ کا مذہب بن جائے گا۔'' 369

ٹانگانیکا

جنوری 1962ء میں مکرم مولوی محمد منور صاحب مشنری انچارج ٹانگانیکا نے جنوبی افریقہ سے انڈیا جانے والے دس مسافروں تک پیغام حق پہنچایا۔ اس ماہ ٹانگانیکا میں 14 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ 370

دوسری سہ ماہی

مبلغین نے ہر طبقہ کے افراد کو پیغام حق پہنچانے کی بھرپور کوشش کی چنانچہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ سیکنڈری سکول میں 5 تقاریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ احمدیہ مسلم لٹریری سوسائٹی کے تحت ایک جلسہ میں بھی 2 تقاریر کی گئیں۔ بعض ہندوؤں اور سکھوں کو بھی تبلیغ کی گئی۔ ایک افریقن کی طرف سے 20 ہزار کی تعداد میں پمفلٹ شائع ہوا۔ پنگالے میں تعلیم الاسلام پرائمری سکول جاری ہوا۔ ان کوششوں

میں برکت پڑی اور 45 افراد داخل احمدیت ہوئے۔ 371

جولائی 1962ء

1- مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب نے 96 میل سفر کر کے 6 دیہات میں 78 افراد تک پیغام اسلام پہنچایا۔ 600 پمفلٹ تقسیم کئے۔ موصوف نے وزیر قانون کے چھوٹے بھائی مسٹر ہارون سعیدی فنڈیکیرا کو دو گھنٹے تک تبلیغ کی۔ آپ نے ٹبورا کے مشنری سکول میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے جیل خانہ کے 28 قیدیوں کے سامنے تقریر کی USSoke میں افریقن مسلمان معلمین اور لیڈروں کی کانفرنس میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ آپ نے ایک روسی پروفیسر کو ترجمہ قرآن اور دیگر لٹریچر دیا۔ اسرائیل وفرانس کے سفیروں کو جماعت سے متعارف کرایا۔

2- مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے ٹانگانیکا کی مختلف جماعتوں کا دورہ کیا۔ دورہ میں متعدد ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں اور عیسائیوں کو پیغام حق پہنچایا۔ 8 سو میل سفر کیا اور 4 ہزار پمفلٹ تقسیم کئے آپ نے اور مولانا محمد منور نے ایک افریقن شیخ، دو اسماعیلی دوستوں سے طویل گفتگو کی، ان کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا گیا۔ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب نے کیرالہ سٹیٹ کے ایک دوست کو لٹریچر دیا۔ ایک افریقن کو اسلام کی تبلیغ کی۔ موروگورو میں آپ نے ایک سکول ٹیچر اور ایک سکھ سے تین گھنٹے تک گفتگو کے ذریعہ پیغام احمدیت پہنچایا۔ ایک اور ٹیچر کو صداقت احمدیت پر گفتگو کے بعد لٹریچر دیا۔ آپ نے ڈوڈومہ اور ارنگا کے سکھ گوردواروں، موروگورو کے سیکنڈری سکول اور ارنگا کے ایک سکول میں تقاریر کیں۔ ڈوڈومہ میں آپ کی تقریر ایک سو سکھوں نے نہایت توجہ سے سنی۔ تقریر کے بعد صدر مجلس نے کہا:

> ''ڈوڈومہ کی ساری سکھ کمیونٹی تمام جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتی ہے جس کے مبلغ بڑی رواداری اور سنجیدگی کے ساتھ دوسرے مذاہب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں چنانچہ آج کی تقریر اس بات کا عملی ثبوت ہے۔ ہم اس وجہ سے جماعت احمدیہ کے بہت ممنون ہیں۔''

3- آنریری معلم مکرم رشیدی صالح صاحب نے 38 میل سفر کر کے مختلف دوستوں تک پیغام حق پہنچایا۔ اس عرصہ میں 7 افراد جماعت میں داخل ہوئے۔ 372

اگست۔ستمبر

1- مکرم مولوی جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے 25 اگست کو احمدیہ مسلم لٹریری سوسائٹی کے اجلاس میں انگریزی میں تقریر کی۔ جس میں تین غیر از جماعت بھی شامل ہوئے بعد ازاں نصف گھنٹہ تک سوالوں

کے جواب دیئے آپ نے گوا کے ایک عیسائی دوست کو تبادلہ خیالات کے بعد لٹریچر دیا Kinondoni کے علاقہ میں متعدد افراد کو لٹریچر دیا آپ نے معلم عبدہ عمران صاحب کے ہمراہ مارکیٹ میں جا کر تبلیغ کی 100 افراد کے سوالوں کے جواب دیئے اوران میں پمفلٹ تقسیم کئے۔

2- مکرم مولانا محمد منور صاحب نے بعض جماعتوں کا درہ کیا جس کے دوران 5 افراد سے آپ کا تبادلہ خیالات ہوا آپ کی ایک تقریر میں 60 غیر از جماعت شامل ہوئے۔ 4 اور 7 ستمبر کو آپ نے گورنمنٹ سیکنڈری سکول کے طلبہ میں تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ موصوف نے ٹاپا (Tapa) کے سیکرٹری کو پیغام حق پہنچایا۔

3- مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب نے 500 میل تبلیغی سفر کر کے 200 پمفلٹ تقسیم کئے اور متعدد افراد تک پیغام حق پہنچایا ان میں نڈالا چابوٹوا، مویسی، نیابا، ڈیمیزی، نریگا، ٹینڈے، اساکا اور ٹبورا جیل شامل ہیں۔ آپ نے ٹبورا کی مسجد اور سیکنڈری سکول، ایک گوردوارہ میں تقاریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔

4- ایک معلم مکرم عبدہ عمران نے 50 افراد کے سامنے تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور نے متعدد احباب کو تبلیغ کی۔ مکرم حمیدی مبیانا صاحب جنرل سیکرٹری نے ایک تقریر کے بعد سوالوں کے جواب دیئے۔ تقریر میں 4 غیر احمدی شامل ہوئے۔ مشن کی طرف سے سواحیلی کتاب ''اسباق الاسلام'' پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی۔ 51 افراد داخل احمدیت ہوئے۔ 373

ایک روسی آفیسر تک پیغام حق

1962ء میں یوگنڈا مشن کے ایک اہم واقعہ کی رپورٹ چوہدری عنایت اللہ صاحب کے قلم سے درج ذیل کی جاتی ہے:-

1962ء میں جب یہ عاجز ٹبورا (تنزانیہ) میں تھا۔ خاکسار کو اس بات کا علم ہوا کہ کئی روسی باشندے حکومت تنزانیہ کے مختلف محکموں میں بطور مشیر کام کر رہے ہیں۔ تو عاجز نے ان کے ایڈریس حاصل کر کے بذریعہ ڈاک ان کو احمدیت کے متعلق لٹریچر بھجوانا شروع کیا لیکن کسی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا بلکہ بعض کی طرف سے تو لٹریچر واپس کر دیا گیا۔ روس سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود چونکہ میں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ارشاد سنا تھا کہ حضور نے زار روس کا سونٹا اپنے ہاتھ میں دیکھا اور فرمایا تھا کہ روس میں جماعت احمدیہ ریت کے ذروں کی مانند ہے۔ اس لئے دل میں شدید خواہش تھی کہ کاش میں بھی کسی روسی تک پیغام پہنچا سکوں چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس ناچیز کی خواہش کے پورا ہونے کے سامان

پیدا کر دیئے گئے۔ مجھے مکرم جناب شیخ امری عبیدی صاحب نے بتایا کہ ایک بہت قابل اور مشہور روسی لیڈر پروفیسر پوٹوخن صاحب جو ماسکو میں ڈائریکٹر آف افریقن انسٹی ٹیوٹ آف رشیا ہیں اور 35 برس سے براعظم افریقہ کے حالات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ دورہ پر تنزانیہ آئے ہوئے ہیں۔ یہ خبر پا کر میرے دل میں انہیں ملنے اور پیغام توحید پہنچانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ آخر کار ایک روز وہ اپنے سیاسی دورہ پر ہمارے شہر ٹبورا بھی پہنچ گئے۔

خبر پاتے ہی میں انہیں ملنے ہوٹل پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ ٹاؤن کونسلر مسٹر ہنس راج (ہندو) کے ساتھ ان کی کار میں ابھی ہوٹل سے کہیں چلے گئے ہیں۔ میں سائیکل پر مسٹر ہنس راج کے مکان پر پہنچا وہاں بھی انہیں موجود نہ پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین (واحد حکمران سیاسی جماعت) کے دفاتر کے عقب میں پرائیویٹ احاطہ کے اندر ایک اجتماع کو خطاب کرنے گئے ہوئے ہیں یہ عاجز بھی سائیکل پر وہیں پہنچ گیا۔ حاضرین کی اکثریت سے عاجز کا کسی نہ کسی رنگ میں تعلق یا تعارف تھا۔ اس لئے منتظمین نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس ناچیز خادم کو مجلس میں جگہ دے دی۔ اب مجلس میں صرف تین غیر ملکی تھے۔ روسی پروفیسر جو لیکچر دے رہے تھے کونسلر ہنس راج (ہندو دکاندار) جو ترجمان کے فرائض ادا کر رہے تھے اور سامعین میں یہ عاجز۔

افریقیوں میں زیادہ تعداد سیاسی لیڈروں کی تھی۔ کچھ پادری بھی عام لباس میں وہاں موجود تھے۔ میں بیٹھا خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا کہ اس روسی لیڈر تک پیغام حق پہنچانے کا موقع کسی نہ کسی طرح میسر آ جائے۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں عجیب ہیں۔ تقریر انگریزی زبان میں جاری تھی جس کا ترجمہ سواحیلی زبان میں مسٹر ہنس راج کر رہے تھے۔ میرے پہنچنے کے بعد مسٹر ہنس راج نے ترجمانی میں غلطیاں شروع کر دیں۔ انسانی قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جونہی ترجمان کوئی غلطی کرتا انگریزی جاننے والے افریقن سب میری طرف دیکھنے لگ جاتے۔ حالانکہ میں سٹیج پر نہیں بلکہ مجلس کے پیچھے ایک طرف بیٹھا تھا۔ میں سارا نظارہ دیکھتا رہا انجام کار ترجمان نے ایک لفظ کا سواحیلی زبان میں ترجمہ نہ کر سکنے کے باعث خود ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے مجھے ترجمانی کے فرائض ادا کرنے کی دعوت دے دی اور خاکسار مجلس کے پیچھے سے اٹھ کر سٹیج پر پہنچ گیا اور ترجمانی کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ پروفیسر صاحب سیاستدانوں کی طرح ہر سوال کا جواب گول مول دیتے تھے۔ لوگوں نے پھر میری طرف دیکھنا شروع کیا گویا کہ وہ بزبان حال مجھ سے سوالات کرنے کی درخواست کر رہے تھے۔ اس پر میں نے پروفیسر صاحب سے سوال کرنے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے چند سوالات کئے جو یوں تھے۔

سوال: کیا روس میں مذہبی آزادی ہے؟

جواب: جی ہاں۔روس میں مسجدیں بھی ہیں گرجے بھی ہیں لوگ ان میں عبادت کرتے ہیں۔

سوال: جس طرح آپ ہمارے درمیان اپنے خیالات آزادی سے پھیلا رہے ہیں کیا روس میں مساجد اور گرجوں سے باہر عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنے خیالات کی اشاعت کی اجازت ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا روس جانے کے لئے آپ مجھے اجازت نامہ دلوا سکتے ہیں؟

جواب: اس کا جواب صرف ہمارا روسی سفارتخانہ ہی دے سکتا ہے۔

ازاں بعد مجلس برخواست ہوگئی اور میں نے معزز مہمان مسٹر پوٹوخن صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ کل ساڑھے چار بجے دوپہر میرے ساتھ احمدیہ مشن کے دفتر میں چائے نوش فرمائیں اور نصف گھنٹہ ملاقات کا موقع دیں۔انہوں نے مسٹر میڈ ینگے (Madenge) کی طرف ہاتھ کر کے (جو اس وقت جلسہ کے صدر تھے۔ پروونشنل سیاسی جماعت کے سیکرٹری تھے) فرمایا کہ میں آپ کی دعوت کو ضرور قبول کرتا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس وقت نہیں اور میرا سارا پروگرام ان کے ہاتھ میں ہے ان کے منہ سے یہ آخری فقرہ نکلا ہی تھا کہ صاحب صدر نے اپنی جیب سے پروگرام نکال کر میز پر رکھ دیا اور اس پر غور کرنے لگے چند لمحات بعد انہوں نے معزز روسی مہمان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کل بعد دوپہر دو بجے ہم چیف عبداللہ سعیدی (فونڈی کیرا) وزیر انصاف سے ملنے جا رہے ہیں۔ وہاں سے نصف گھنٹہ پہلے آ جائیں گے اور شیخ احمدی کے ہاں چائے پینے چلے جائیں گے چنانچہ پروفیسر صاحب نے خاکسار کی دعوت عصرانہ کو قبول کر لیا۔ میں نے چند انگریزی جاننے والوں کو بھی اس دعوت میں مدعو کر لیا۔لیکن ہمارا قادر خدا بڑی قدرتوں کا مالک ہے وہ جانتا ہے کہ نصف گھنٹے میں ایک احمدی کی پیاس دعوت الی اللہ نہیں بجھ سکتی اس نے کسی حد تک میری اس روحانی پیاس بجھانے کا عجیب سامان پیدا فرمایا۔ وہ مہمان جنہوں نے ساڑھے چار بجے آنا تھا پورے اڑھائی بجے میرے دفتر پہنچ گئے۔نہ چائے تیار تھی نہ ہی کوئی احمدی دوست سوائے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور کے میرے پاس موجود تھا۔ہم دونوں نے بڑھ کر معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔روسی پروفیسر صاحب کے ساتھ وہی ہندو دکاندار اور ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے جنرل سیکرٹری مسٹر میڈ ینگے اور ایک حکومت کی طرف سے پروٹوکول کے افسر، یہ چار افراد تھے۔ میں نے سواحیلی زبان میں مسٹر میڈ ینگے سے مقرر وقت سے دو گھنٹے قبل تشریف آوری کی وجہ دریافت کی۔تو انہوں نے ہنس کر مجھے جواب دیا میرا جی بھی آپ کی گفتگو سننے کو چاہتا تھا اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وزیر انصاف کے ہاں جانے سے قبل احتیاطاً میں نے انہیں

ٹیلی فون پر اطلاع دینا چاہی کہ ہم پروگرام کے مطابق آ رہے ہیں تو ان کی اہلیہ صاحبہ نے جواب دیا کہ ’’وزیر صاحب تو کل فلاں جگہ گئے تھے اور ابھی تک وہاں سے واپس تشریف نہیں لائے۔‘‘ اسلئے میں نے موقع غنیمت جانا اور جناب پوٹوخن کو آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ اب آپ جی بھر کر باتیں کر لیں۔

میں نے دوستوں کو پیغام بھجوایا دیا کہ معزز مہمان تشریف لے آئے ہیں اور خود ان سے محو گفتگو ہو گیا۔ جب خاکسار نے ان کو کرسی پیش کی تو انہوں نے بڑی بے تکلفی سے بیٹھتے ہوئے کہا کہ میں خدا کے وجود کا بالکل قائل نہیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ آپ تشریف تو رکھیں۔ اور ہمیں بھی کچھ بتائیں آخر آپ کیوں قائل نہیں۔ کہنے لگے مذہب جو ہے یہ سرمایہ داروں کا بنایا ہوا ہے اور غریبوں کا خون چوسنے کے لئے ہے۔

میں نے عرض کیا اس کا کوئی ثبوت۔ روسی پروفیسر صاحب نے جواب دیا۔ میرے والد صاحب عیسائی پادری تھے اور میں بھی پادری بننے کے لئے تربیت حاصل کر رہا تھا۔ جب 1917ء میں ہمارے ملک میں انقلاب آیا تو پادریوں نے سرمایہ داروں کا ساتھ دیا اس وقت سے ہم مذہب سے بےزار ہیں۔

مجھے ان پر رحم آیا اور عرض کیا کہ اگر مجھے ایک طبیب سے علاج کروانے پر شفا حاصل نہ ہو تو کیا میں تمام اطبّاء سے بےزاری کا اعلان کر دوں گا۔ یا دوسرے طبیب کی طرف رجوع کرونگا۔

روسی پروفیسر: دوسروں کی طرف رجوع کریں گے۔

تب میں نے کہا بائیبل نے آپ کو شفا نہ دی تو آپ نے قرآن کریم کا نسخہ بھی نہ آزمایا۔

روسی پروفیسر: بائیبل، قرآن سب ایک جیسی چیزیں ہیں کون جانے کس نے لکھی ہیں۔

عاجز نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہ میرے پاس مختلف بائبلیں پڑی ہیں ان کے متن میں فرق ہے لیکن قرآن کریم 14 سو سال سے جوں کا توں ہے۔ اسکے متن میں مطلقاً کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ دونوں کتابیں ایک ہی قسم کی ہیں۔

روسی پروفیسر: مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔

روسی پروفیسر نے (دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے) کہا کہ جو کام ہمارے ملک میں کمیونزم نے ایک مختصر عرصہ میں کر لیا ہے وہ آپ ایک لمبے عرصے میں نہیں کر سکے۔

میں نے عرض کیا آپ کے اور ہمارے کام کی نوعیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ لوگ نفرت پھیلائے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور ظاہر ہے کہ نفرت پھیلانا سب سے آسان کام ہے۔

آپ نے ایک طبقہ کے خلاف نفرت پھیلائی اور طاقت کے زور پر انقلاب برپا کر دیا اور ہر قسم کی

آزادی ضمیر، تحریر وتقریر سلب کر کے اپنا کام چلا رہے ہیں۔لیکن ہمارا کام نفرت کو دور کرنا اور محبت کو پھیلانا ہے جو نسبتاً بہت مشکل کام ہے اور پھر ہمارا دین کسی کی آزادی ضمیر کو کچلنے کے لئے طاقت کے استعمال کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

عاجز نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے روسی پروفیسر کو یقین دلایا کہ دین حق ہمارے دل میں دنیا کے ہر شخص اور قوم کیلئے محبت اور خیر خواہی کو جنم دیتا ہے۔لہذا ہمیں روسیوں سے بھی ویسی ہی محبت ہے جیسا کہ عربوں، عجمیوں، افریقنوں، امریکنوں، انگریزوں، فرانسیسیوں، چینی اور جاپانیوں وغیرہ کے ساتھ ہے اور یہ نعمت دین حق سے باہر کہیں نہیں ملتی۔

ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں یہ ناچیز انہیں جو دلیل قرآن مجید یا بائیبل سے دیتا تو وہ بڑی بے پرواہی اور بے رغبتی سے سننے سے انکار کر دیتے اور یہ کہتے کہ یہ پرانی کتابیں ہیں اور میں پرانے قصے سننے کے لئے تیار نہیں۔تب اس ناچیز نے حضرت اقدس بانی سلسلہ کے نشانات کا ذکر شروع کیا۔تو انہوں نے کہا کہ کیا مرزا غلام احمد زندہ ہیں میں نے عرض کیا کہ 1908ء میں وفات پا گئے ہیں۔لیکن ان کی اپنی تصانیف اور ان کے رفقاء موجود ہیں۔اس پر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔

مجبوراً انہیں سمجھانے کے لئے بات کا پہلو بدلنا پڑا میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا وہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور مکرم شیخ امری عبیدی صاحب وزیر تنزانیہ کو جانتے ہیں اس کا انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ میں نے ان کو دو ذاتی مندرجہ ذیل مشاہدات بتائے اور کہا کہ آپ خود خط لکھ کر ان دو بزرگوں سے تصدیق کروا سکتے ہیں۔مَیں نے انہیں بتایا کہ غالباً 1952ء میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جو ان دنوں پاکستان کے وزیر خارجہ اور یو این او میں پاکستان کی طرف سے اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے وکالت کر رہے تھے۔ٹبورا میں اسی کرسی پر بیٹھے ہوئے اس ناچیز کے دل پر القاء ہوا کہ مکرم جناب چوہدری صاحب خطرہ میں ہیں۔ان کو اپنی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے۔

اسی وقت میں نے ایروگرام پر اپنی زندگی میں پہلا خط مکرم چوہدری صاحب کو لکھ کر ان کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ خطرہ میں ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کا انتظام فرمائیں۔خط لکھ کر پوسٹ کر دیا گیا۔

میں امریکہ سے ہزاروں میل دور تھا۔مکرم چوہدری صاحب سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ تھا اور میرا خط بھی ابھی چوہدری صاحب کے ہاتھوں میں نہ پہنچا تھا کہ انہیں امریکہ کے اندر سے لکھے ہوئے گمنام قتل کی

دھمکیوں پر مشتمل خطوط ملنے شروع ہو گئے اور دنیا کے ریڈیو پر یہ خبر نشر ہوگئی۔ لیکن اس بے نفس اور باخدا انسان کا خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا اور کوئی خوف نہ تھا۔ جبکہ حکومت امریکہ اور پاکستانی سفارتخانہ کی طرف سے ان کی حفاظت کا انتظام پیش کیا گیا لیکن چوہدری صاحب نے اس کی ضرورت محسوس نہ کی۔ لیکن اس خادم احمدیت کا خط ملنے پر اللہ تعالیٰ کی خاطر حفاظتی انتظامات کرنیکی اجازت دے دی۔

پھر اسی طرح 1963ء کا واقعہ ہے مکرم شیخ امری عبیدی صاحب تنزانیہ کے ویسٹرن ریجن میں پروونشل کمشنر تھے۔ بے حد تقویٰ شعار اور پرہیز گار انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو ان کا مقام ایک عالی شان عمارت کی شکل میں دکھایا۔ جو خوبصورت بلند اور کشادہ کمروں والی تھی۔ اور اس میں روشنی کا بہت عمدہ انتظام تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس مکان کی نگرانی میرے سپرد ہے اور صاحب مکان کہیں سفر پر گئے ہوئے ہیں جس پر اس گہنگار کو احمدیت کی برکت سے یہ القاء ہوا کہ ''امری عبیدی صاحب کو وزیر مقرر کیا گیا ہے'' چنانچہ میں نے مکرم امری عبیدی صاحب اور بعض دوسرے دوستوں کو اس کی طلاع دے دی۔

قریباً ایک برس بعد جب امری صاحب کہیں سرکاری دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے ان کی غیر حاضری میں حکومت کی طرف سے ان کو ترقی دے کر وزیر مقرر کر دیا گیا اور ہم نے ریڈیو پر یہ اعلان سنا۔

یہ دو واقعات سنانے کے بعد میں نے روسی پروفیسر صاحب سے دریافت کیا کہ اگر خدا تعالیٰ کی ذات نہیں ہے جس نے مجھے یہ دو نشانات بتائے تھے تو یہ واقعات کیسے رونما ہوئے۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر احمدیت کی برکت سے میرے جیسے کمزور احمدی پر بھی اللہ تعالیٰ فضل فرما سکتا ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کو حضرت اقدس بانی سلسلہ کی وہ پیشگوئیاں بتاؤں جن کا تعلق خود آپ کے ملک روس سے ہے۔ اس پر وہ میری بات سننے کے لئے تیار ہو گئے۔

سب سے پہلے میں نے انہیں حضور کی زار روس کی تباہی کے بارہ میں پیشگوئی سنائی کہ ''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار''

میں نے انہیں بتایا کہ آپ کا انقلاب 1917ء میں آیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے 1908ء میں وفات پائی اور یہ پیشگوئی 1905ء کی ہے۔ اس پر انہوں نے کچھ جرح قدح نہ کی اور حیران سے ہو گئے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس بانی سلسلہ کو یہ بھی دکھایا تھا کہ رشیا میں ہماری جماعت ریت کے ذرّوں کی مانند پھیلے گی اور یہ کہ روس کا عصا حضور کو دیا

جائے گا۔اس پر وہ سخت حیران ہوئے اوراس حیرانی کے نمایاں آثاران کے چہرے پر عیاں تھے۔موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس حقیر نے سلسلہ کلام جاری رکھا اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ہماری جماعت کسی ملک پر چڑھائی کا پروگرام نہیں رکھتی بلکہ دعاؤں پیاراور محبت سے آپ کے دلوں کو جیتنے کا پروگرام رکھتی ہے۔جو اللہ نے چاہا تو ضرور پورا ہوکر رہے گا۔میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہ کہ روس یا امریکہ کی حکومت جب کوئی دعویٰ کرتی ہے تو اپنی مادی طاقت، سائنسی ترقی یا جدید ٹیکنالوجی کی بناء پر کرتی ہے۔لیکن حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان کی گمنام بستی میں پیدا ہوئے۔ ہزاروں باتیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتائیں۔اور لاکھوں لوگوں نے اس کی گواہی دی۔اب آپ بتائیں کہ اگر خدا تعالیٰ زندہ موجود نہیں ہے۔ تو یہ تمام باتیں کیسے پوری ہوگئیں؟ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں اور تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہم آج بہت اچھے دوست بن گئے ہیں۔

ازاں بعدان کی خدمت میں قیمتی لٹریچر پیش کیا گیا جوانہوں نے بخوشی قبول کیا اور عاجز نے پھران سے درخواست کی کہ یہ پیشگوئیاں جو میں نے روس کے بارہ میں بیان کی ہیں میری طرف سے اپنی اولاد اور دوسرے لوگوں کو بھی پہنچادیں۔اس گفتگو کے بعدان کی چائے سے خاطر تواضع کی گئی۔اسکے بعد وہ ہم سے الوداع ہوئے۔

ان کی تنزانیہ سے روانگی کے چند ماہ بعد مجھے تنزانیہ میں روسی سفارتخانہ کی طرف سے ایک بڑے سائز کا قرآن کریم کا نسخہ بھجوایا گیا جس کے ساتھ ایک خط تھا جس میں لکھا تھا کہ روسی پروفیسر پوٹوخن نے انہیں ہدایت کی ہے کہ یہ قرآن کریم کا تحفہ مسٹر عنایت اللہ احمدی کو پہنچادیں۔

اس وقت بھی وہ قرآن کریم کا نسخہ تنزانیہ احمدیہ مشن کے پاس موجوداور محفوظ ہے۔ مجھے وہ قرآن کریم کا نسخہ وصول کر کے بے حد خوشی ہوئی۔خدا کا شکرادا کیا۔لیکن حیرت اس بات پر ہوئی کہ اس نسخہ قرآن کریم پر کسی بھی جگہ یہ ذکر نہ تھا کہ کس پریس اور کس ملک میں شائع ہوا ہے۔اب کہاں سے مل سکتا ہے۔کیا ہدیہ ہے۔ پرنٹر اور پبلشر کون لوگ ہیں اور نہ ہی معزز روسی لیڈر جناب پروفیسر پوٹوخن صاحب نے میرے ساتھ بلاواسطہ کوئی خط وکتابت کی۔'' [374]

یوگنڈا۔جنوری تا ستمبر

1- مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب نے کمپالہ کے قریب ''سٹیا'' مقام پر وسط جنوری 1962ء کو احمدیہ نرسری سکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں متعدد قوموں اورنسلوں کے قریباً دوصد

افراد نے شرکت کی۔ان میں امریکن وائس کونسل، جرمن اخبار نویس اور پروفیسر ہمایوں آف میکریرے بھی شامل تھے اس موقع پر سات مہمانوں نے اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی اور اسلامی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا۔ 375

2- مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما نے لوبیری کالج میں مسلمان طلباء کی دعوت پر 2 لیکچر دیئے آپ نے مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب کے ہمراہ دو دفعہ میکریرے کالج اور میکریرے سیکنڈری سکول کے طلباء میں لٹریچر تقسیم کیا اسی طرح بشپ ٹکر کالج کے بعض طلباء کو تبلیغ کی۔آپ ایک احمدی محمد حسین صاحب کے ہمراہ بشپ ویلیز ٹیچر ٹریننگ کالج تشریف لے گئے اور مذہبی گفتگو کے علاوہ، لٹریچر تقسیم کیا اسی طرح آپ نے Varaka Teaching School میں ایک لیکچر دیا۔مگو کا سیکنڈری سکول کے اساتذہ کو تبلیغ کی۔ مقامی مشن سکول کے بعض اساتذہ کو لٹریچر دیا۔ڈیموکریٹک پارٹی کے دولیڈروں کو قرآن کریم انگریزی اور دیگر لٹریچر دیا یوگنڈا پیپلز کانگرس کے سیکرٹری کو لٹریچر دیا۔

3- مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب نے میکریرے کالج کے پروفیسروں ڈاکٹر گولڈ تھروپ اور ڈاکٹر برنٹ کو دیباچہ قرآن کریم انگریزی پیش کیا اسی طرح آپ نے ایس ٹی پیٹر تھیلا جیکل کالج کے وائس پرنسپل کو طویل گفتگو کے بعد لٹریچر پیش کیا۔مشن کے زیر اہتمام جنجہ کے ٹاؤن ہال میں سیرت پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ ہوا جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے تقاریر کیں اس موقع پر احمدیت کے متعلق تعارفی اشتہار شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔

لوگنڈا زبان میں مسیح موعود کے ظہور کے متعلق ایک پمفلٹ دس ہزار کی تعداد میں شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔دوسرا پمفلٹ ''کیا مسیح خدا تھے'' لوگنڈا میں دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ جنجہ میں دریائے نیل کے منبع کی دریافت کے سلسلہ میں بعض تقریبات آٹھ روز تک منائی گئیں۔اس موقع پر مشن نے انگریزی میں ایک ٹریکٹ ''مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے'' پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔19 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ 376

آخری سہ ماہی

مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب نے یوگنڈا کے شمالی علاقہ کا دورہ کیا۔آپ نے لیرا شہر کے متعدد سرکاری دفاتر میں پمفلٹ تقسیم کئے۔شمالی صوبہ کے صدر مقام کلو کے عیسائی طبقہ میں وسیع پیمانہ پر ایک پمفلٹ تقسیم کیا۔صوفی صاحب نے ضلع کے کونسلروں کو ایک لیکچر دیا بعد ازاں سوالوں کے جواب دیئے۔ آپ نے کل ڈیڑھ ہزار میل سفر کیا ایک ہزار پمفلٹ تقسیم کئے۔300 افراد کو انفرادی تبلیغ کی۔ 377

کینیا

6 مئی 1962ء کو جماعت احمدیہ کی دعوت پر بھارت کے کمشنر نیروبی کی مسجد میں تشریف لائے اس موقع پر ایک تقریب میں مولانا نور الحق صاحب انور نے تقریر کی جسکے بعد کمشنر کی خدمت میں دعوت الأمیر اور قرآن مجید انگریزی کا تحفہ پیش کیا جسے موصوف نے شکریہ سے قبول کیا۔ 378

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ''راک'' (Rock) کرسچین کونسل آف کینیا کا ایک مؤقر اخبار ہے اور نیروبی سے شائع ہوتا ہے اس میں اور بعض دوسرے اخبارات میں دوسال کی بات ہے ''غلامی'' کے موضوع پر اسلام کے خلاف اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اگلا گیا۔ چنانچہ احمدیہ مشن نے فوری طور پر اخبار مذکور کو ایک مفصل خط لکھا اور اس کی غلطی کو اس پر واضح کرتے ہوئے مدلّل طور پر بتایا کہ اسلام اور حضرت بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اس الزام سے بری اور پاک ہیں۔ اور کوئی قرآن کریم کی آیت یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جو غلامی کی حمایت میں ہو۔ برعکس اس کے غلامی کو سخت گناہ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جنگ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اخبار مذکورہ کے ایڈیٹر ریورنڈ بوتھ (Revrand Booth) نے ملاقات کی خواہش کی۔ احمدیہ مشن نیروبی کے دفتر میں مقررہ وقت پر وہ آئے۔ اور دوتین گھنٹہ تک اس مسئلہ پر خاکسار سے مفصل گفتگو ہوئی اور خدا کے فضل سے وہ اس بات کو تسلیم کر کے اٹھے کہ فی الواقعہ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر یہ بے بنیاد الزام ہے۔ اس سے پہلے وہ اپنے اخبار میں ہمارا جوابی خط شائع کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھے لیکن بعد میں خط کا خلاصہ بھی شائع کیا اور اپنی طرف سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:۔

"We entirely agree that Christians have frequently made ignorant, prejudiced and uncharitable attacks we are deeply sorry".

> ''ہم اس بات کا پورے طور پر اعتراف کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے اسلامی عقائد پر جہالت، تعصب اور غیر رواداری کے جذبہ کے ساتھ نکتہ چینی اور اعتراضات کئے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہم گہرے تاسّف اور ندامت کا اظہار کرتے ہیں''۔

اگر مشرقی افریقہ میں احمدیہ مشن سا ایک منظّم ادارہ تبلیغ اسلام کے فریضہ کو انجام دینے کے لئے نہ ہوتا تو کیا یہ عظیم کام ہوسکتا اور دوسرے شاندار کام انجام پا سکتے تھے؟ ایک عیسائی پادری کا علی الاعلان اپنے

اخبار میں اسلام اور حضرت بانی اسلام صلّی اللہ علیہ وسلم پر حملوں کو جہالت، تعصب اور غیر رواداری کے جذبہ کی وجہ قرار دینا اور پھر اس پر افسوس و معذرت کا اظہار کرنا یہ ایک ایسا اعتراف ہے جو بہت کم پادریوں کی طرف سے دکھائی دیتا ہے۔ ریورنڈ بوتھ صاحب ملاقات اور گفتگو سے ایسے متاثر ہوئے کہ بعد میں انہوں نے اپنی ایک ماہانہ میٹنگ میں مجھے دعوت دی اور اسلام پر لیکچر بھی کروایا۔ اور میرا تعارف کراتے ہوئے صاف لفظوں میں کہا کہ

''بہت سی باتیں ہم عیسائیوں میں غلط مشہور ہیں۔ آج کی تقریر میں صحیح حقیقت معلوم ہوگی وغیرہ وغیرہ۔''

ابھی تازہ بات ہے احمدیہ مشن ٹانگانیکا نے سکول کی ایک ٹیکسٹ بک ''ہیروز آف ہسٹری حصہ دوم'' (Herose of History Part II) کے خلاف ٹانگانیکا کی وزارت تعلیم کے پاس پروٹسٹ کیا۔ اس کتاب میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک فرضی فوٹو شائع کیا گیا تھا اور یہ لکھا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ میں فوت ہوئے ہیں اور اسی طرح یہ غلط بیانی کی گئی تھی کہ مسلمان ارض مقدس کا احترام نہیں کرتے۔ اسطرح عیسائیوں اور مسلمانوں میں تفرقہ۔ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح اور مسلمان طالب علموں کو غلط تاریخ سے آشنا کیا جا رہا تھا۔ 1962ء سے اس کے خلاف احمدیہ مشن ٹانگانیکا پروٹسٹ کررہا تھا۔ بالآخر حکومت نے تحقیق کے بعد ان باتوں کو جو احمدیہ مشن نے پیش کی تھیں درست پا کر یہ فیصلہ کر دیا کہ اس کتاب کو آئندہ سکولوں میں نہ پڑھایا جائے۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں منظّم جدوجہد کو لمبا عرصہ تک مشاہدہ کرنے کے بعد ممباسہ (مشرقی افریقہ) تہذیب مسلم سکول کے پرنسپل جناب شیخ قاسم علوی صاحب جو گذشتہ دنوں اسلامی ممالک کی سیاحت اور مصر میں چھ سات ماہ تک قیام اور الازہر یونیورسٹی کے اساتذہ اور شیخ محمود شلتوت سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ اپنے دورہ سے واپسی کے بعد مشرقی افریقہ میں اپنے بیانات میں انہوں نے احمدی مجاہدین کی تبلیغ اسلام کی جدوجہد کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا:-

ترجمہ:- ''کہ مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جو شاندار کام پاکستانی مبلغین کر رہے ہیں۔ میں ان کی تعریف وتوصیف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

اس پر ایک نامہ نگار نے دریافت کیا کہ آپ مصر اور ازہر یونیورسٹی کا دورہ کر کے آئے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا ازہر کے علماء یہاں کام کے لئے مستعد ہوں گے؟ تو جناب شیخ قاسم علوی صاحب نے چھوٹتے ہی کہا:-

''انہیں بڑی بڑی تنخواہیں چاہئیں ۔ بڑی بڑی موٹر کاریں اور بڑے بڑے بنگلے وہ مانگتے ہیں۔اور ہر ایک قسم کی راحت وآسائش کے طلب گار ہیں۔''

اور اپنے بیان کو ختم کرتے ہوئے کہا:۔

Wapi wataweza kazi hii wao?

''وہ ان علاقوں میں تبلیغ اسلام کا کام کہاں کر سکتے ہیں؟ یہ ان کے بس کی بات نہیں!!''

اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے علیٰ وجہ البصیرت یہ کہتا ہوں کہ مودودیوں کے بس کی بھی یہ بات نہیں۔

معزز افریقن مسلمانوں کا اعتراف

آنریبل عبداللہ فونڈیکیرا جو حکومت ٹانگانیکا میں پہلے وزیر انصاف اور وزیر زمین رہ چکے ہیں آج کل ایک اہم سرکاری کارپوریشن کے چیئرمین ہیں۔ٹانگانیکا پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور اپنے علاقہ کے چیف ابن چیف اور ایک سمجھدار مسلمان نوجوان ہیں۔گذشتہ چھبیس ستائیس برس سے وہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مساعی کو خود دیکھ رہے ہیں اور ان کے نتائج کو محسوس کر رہے ہیں اگر جماعت احمدیہ کا منظّم ادارۂ تبلیغ اسلام کے کام میں مشرقی افریقہ میں مشغول نہ ہوتا تو یہ اثرات مرتب نہ ہو سکتے تھے اور نہ ہی وہاں کے لیڈر اس قسم کی تعریف وتوصیف اور حقائق پر مشتمل شکر گذاری کے جذبات کا اظہار کرتے۔

حال ہی میں جنوبی افریقہ کے مشہور شہر جوہنس برگ کے رہنے والے اور علمی شغف رکھنے والے اور اسلام کی تبلیغ کا خاص درد رکھنے والے دوست مسٹر ایس۔ کے جمال نے اپنے تاثرات کا اظہار ایک خط میں کیا ہے جو نیروبی کے انگریزی اخبار ''ایسٹ افریقن ٹائمز'' میں شائع ہوا ہے۔اس خط میں احمدیہ جماعت کی تبلیغی جدوجہد کا دل کھول کر قدردانی کے جذبات سے اعتراف کرتے ہوئے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ

The spread of Islam in East and West Africa is solely due to the unwavering efforts of the Ahmadies. No Sunni Alim can claim this honour."

(''مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام'' از مولانا شیخ مبارک احمد صاحب صفحہ 16 تا 18، 28 تا 30)

29 اپریل 1962ء کو نامدھاری سکھوں کے گورو جگجیت سنگھ جی اپنے بھائی کے ہمراہ تین ہفتہ کے دورہ پر ہندوستان سے مشرقی افریقہ تشریف لائے۔مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل مبلغ یوگنڈا اور مکرم کبیر الدین صاحب نے ائیر پورٹ پر انکا استقبال کیا۔ یکم مئی کو جماعت احمدیہ نیروبی نے گورو صاحب کے

اعزاز میں ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں گوروصاحب کے علاوہ بعض دیگر سکھ بھی شامل ہوئے مولانا نورالحق صاحب انور امیر جماعت ہائے کینیا نے استقبالئے میں توحید باری تعالیٰ کے بارہ میں تقریر کی جس سے سکھ بہت متاثر ہوئے اسکے بعد گوروصاحب نے کچھ باتیں بیان کیں۔ بعدازاں مولانا نورالحق صاحب نے گوروصاحب اوران کے بھائی کو کتاب ''چونویں پھل'' کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔379

جنوبی افریقہ

مئی 1962ء کو جنوبی افریقہ میں یوم تبلیغ منایا گیا جس میں ''افریقہ میں اسلام'' کتاب تقسیم کی گئی۔ مشن ہاؤس میں آنے والے احباب کو اسلام کے متعلق معلومات دی گئیں۔380 ماہ ستمبر میں علاوہ دیگر احباب کے ایک رومن کتھولک عیسائی مسٹر ڈی۔ جی۔ ڈیویز کو لٹریچر دیا گیا۔ مشن کے سیکرٹری محمد حنیف ابراہیم کا عیسائیوں سے ایک مباحثہ ہوا۔ مشن ہاؤس میں آنے والے دوستوں کو احمدیت اور اسلام کے بارہ میں معلومات دی گئیں۔ 2 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔381

سال کے آخر میں 2 بیعتیں ہوئیں 3 اہم افراد مشن ہاؤس آئے جن کے سوالوں کے جواب دیئے گئے ایک پمفلٹ کی ایک ہزار کاپیاں شائع کر کے بکثرت تقسیم کی گئیں۔ 34 کتب اسکے علاوہ تقسیم ہوئیں۔382

الغرض اس سال بھی احمدی مجاہدین نے افریقہ کے طول وعرض میں اشاعت اسلام کی عظیم الشان جدوجہد زور شور سے جاری رکھی۔

دہلی کے اخبار ''الجمعیۃ'' نے اپنی 22 ستمبر 1962ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''افریقہ میں ایک طبقہ اشاعت اسلام کے لئے بہت کوشش کررہا ہے وہاں سے اس کے انگریزی اخبارات بھی نکلتے ہیں اور ریڈیو پر تقریریں بھی ہوتی ہیں اوراس کی طرف سے اسلامی اسکول بھی کھولے گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ افریقہ میں تمام مسلم فرقے اشاعت اسلام کے کام میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور اس خطّہ میں آپس کے اختلافات کو ہوانہ دیں۔''

شمالی بورینو

جنوری تا اگست

کوڈٹ شہر میں مسلمانوں کی سہ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ مکرم مرزا محمد ادریس صاحب مبلغ بورنیو نے کانفرنس میں شریک ہو کر بکثرت لٹریچر تقسیم کیا جن لوگوں کو لٹریچر دیا گیا ان میں ملایا کے وزیر صحت، نائب وزیر داخلہ، سراوک کالونی نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹری آونگ عثمان شامل تھے موصوف سپیتنگ کے علاقہ کے ایک صاحب اثر ورسوخ دوست حاجی تنگاں کے ہاں تشریف لے گئے جہاں حاجی صاحب کے علاوہ دیگر افراد سے تین گھنٹہ تک آپ کی دینی گفتگو ہوئی نیز آپ نے ان کے سوالوں کے جواب دیئے علاوہ ازیں آپ نے ایک ڈسٹرکٹ آفیسر، جیسلٹن کے زیر تبلیغ احباب اور فلپائن کے چند غیر احمدی تاجروں کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا۔ علاقہ راناؤ کے 8 افراد کو تبلیغ کی۔ اسی علاقہ کے عیسائی ٹیچر کے سوالوں کے جواب دیئے اور مسٹر ھیملی کو لٹریچر دیا۔ مکرم مرزا صاحب نے عید الفطر کے موقع پر جیسلٹن ہوٹل میں ایک تبلیغی مجلس کا انعقاد کر کے ایک گھنٹہ تک تقریر کی تقریر کو ہر طبقہ کے افراد نے سنا اسی طرح عید الاضحیۃ کے موقع پر تبلیغی پارٹی میں آپ نے خطاب فرمایا۔ جس کا سامعین پر خوشگوار اثر پڑا۔ تقریر کا ذکر اخبارات نے بھی کیا۔ آپ نے قونصل انڈونیشیا کی خدمت میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ 6 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ [383]

ماریشس

1- جماعت احمدیہ ماریشس کا سالانہ جلسہ 7 جنوری 1962ء کو دارالسلام ہال میں منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر، مکرم احمد حسین صاحب سوکیہ اور احمد اللہ صاحب نے تقاریر کیں۔ [384]

2- ماریشس کے ٹاؤن ''روزھل'' میں 1923ء میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے ''دارالسلام'' کے نام سے احمدیہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جو احمدیہ مرکز بن گئی۔ اس عمارت کو طوفان باد و باراں نے بہت نقصان پہنچایا۔ عمارت کی تعمیر نو کے لئے مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر نے 8 جنوری 1961ء کو ایک فنڈ قائم کیا جس پر احباب نے دل کھول کر حصہ لیا۔ 25 اگست 1961ء کو مسٹر Vele Govinden ممبر آف لیجسلٹو کونسل نے اس کی بنیادوں کو کھودنے کا افتتاح کیا۔ 3 ستمبر 1961ء کھدائی کا باقاعدہ کام شروع ہوا۔ 9 دسمبر 1961ء کو خصوصی وقار عمل کے ذریعہ چھت ڈالی گئی جس میں احباب نے نہایت جوش خروش سے حصہ لیا۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں دارالسلام کی پہلی منزل اس قابل ہوگئی کہ 16 جنوری

1962ء کو اس میں ''فضل عمر کالج'' کا اجراء ہوا۔[385]

14 اور 15 اپریل 1962ء کو 225 مخلص احمدیوں نے ''دارالسلام'' بلڈنگ کی دوسری چھت پر تقریباً 2000 مکعب فٹ کنکریٹ بچھایا اس موقع پر احمدیوں نے تنظیم اتحاد، محبت اور تعاون کا بہترین مظاہرہ کیا جس نے دوسروں کو بھی متاثر کیا۔[386]

مئی 1962ء ماریشس سے ایک اخبار Le Message شائع ہوا جس سے جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں میں بہت اضافہ ہوا۔[387]

سنگا پور

ملایا کے چیف سلطان ینگ دی پرتواں اگانگ کی دعوت پر وسط 1962ء کو تھائی لینڈ کے نوجوان بادشاہ بھومیھال انکی ملکہ اور بعض وزراء ملایا تشریف لے گئے۔ اس موقع پر احمدیہ مشن کی طرف سے شاہ تھائی لینڈ کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور لائف آف محمد کا تحفہ پیش کیا گیا اور ایک میمورنڈم کے ذریعہ دعوت حق دی گئی اس تحفہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔[388]

جون تا دسمبر 1962ء

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے مولانا محمد صادق صاحب کی معیت میں سنگا پور کے موجودہ چیف قاضی سابق مفتی اور بعض اکابرین، مسلمان وکلاء نیز دیگر افسران سے ملاقات کر کے ان کی خدمت میں عربی اور انگریزی لٹریچر پیش کیا ''جوہر'' سٹیٹ کے چیف مفتی داتو عبد الجلیل صاحب کو تبلیغ کی اور کتب کا تحفہ دیا۔ امریکن لائبریری، سنگاپور یونیورسٹی لائبریری اور نیشنل لائبریری میں قرآن کریم انگریزی اور دیگر لٹریچر رکھا۔ اسی طرح آپکو دو جہازوں میں لٹریچر تقسیم کرنے اور لائبریریوں میں رکھوانے کا موقع ملا آپ نے انگلینڈ کے مشہور پروفیسر اینڈرسن کے لیکچروں میں شمولیت اختیار کی۔ پروفیسر صاحب کو ''لائف آف محمدؐ'' تحفۃً دی نیز لیکچر میں شامل کئی عیسائیوں کو تبلیغ کے علاوہ لٹریچر پیش کیا۔ آپ نے سنگا پور کے وکٹوریہ میموریل ہال میں بکثرت لٹریچر تقسیم کیا۔ انگلینڈ کے پرنس فلپ ڈیوک آف ایڈنبرا اور حکومت کمبوڈیہ کے صدر کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور انکی اہلیہ کی خدمت میں ''لائف آف محمدؐ'' کا تحفہ پیش کیا۔ ایک ٹریکٹ Invitation کے عنوان سے چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ کل 1100 تبلیغی اشتہارات و پمفلٹ و رسائل احباب کی مدد سے تقسیم کئے۔ 3 احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔[389]

انڈونیشیا

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ 24,23,22,21 جولائی 1962ء کو ''بوگور'' میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں ملک کے طول وعرض سے 2 ہزار احمدی شامل ہوئے [390] بعض افراد کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں سارا سال اپنی خدمات پیش کرتے رہے جن میں جناب ابراہیم صاحب نائب سیکرٹری اور اہلیہ جناب راڈن یوسف صاحب سیکرٹری ضیافت خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے انتھک محنت کر کے کانفرنس سے کافی عرصہ پہلے تیاریوں کو مکمل کرلیا۔ گرانی کے باعث جماعت ''بوگور'' نے اشیاء کا ذخیرہ پہلے ہی کرلیا۔ بعض غیر احباب نے کانفرنس کے اخراجات کے لئے مالی قربانی کا قابل رشک نمونہ دکھایا۔ کانفرنس سے قبل جماعت کے ایک وفد نے میئر کی خدمت میں انگریزی ترجمہ قرآن اور دیگر اسلامی کتب پیش کیں۔ مستورات کے ایک وفد نے صدر مملکت کی بیگم ہرتینی (Hartini) سے ملاقات کر کے ان کے سامنے جماعت کے اغراض ومقاصد رکھے اور سلسلہ کی کتب پیش کیں۔ موصوفہ نے جماعت کی تبلیغی مساعی خصوصاً قرآن کریم کے یورپین زبانوں میں تراجم کو بہت سراہا۔ اسی طرح کانفرنس سے قبل ایک پریس کانفرنس منعقد کر کے سوالوں کے جواب دیئے گئے اور پریس والوں کو سلسلے کی کتب پیش کی گئیں۔ کانفرنس کے موقع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام سنایا گیا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اسلام کو احمدیت کے ذریعہ غلبہ حاصل ہوگا۔ مگر اس کے لئے جماعت کو ایسی والہانہ کوشش کرنی ہوگی جس سے جگر خون ہوجائے۔ پیغام میں احمدیوں کو سچا علم صحیح قوت عمل پیدا کرنے اور قربانی کی روح کے ساتھ آگے بڑھنے کی تلقین کی گئی تھی۔ جلسے کا افتتاح کانفرنس کمیٹی کے صدر جناب ایوا صاحب نے کیا۔ علاوہ ازیں جلسہ سے درج ذیل اصحاب نے خطاب کیا۔ 1- جناب شاہ محمد صاحب 2- مکرم مولوی امام الدین صاحب۔ 3- مکرم مولوی محمد ایوب صاحب۔ 4- مکرم میاں عبدالحی صاحب۔ 5- مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب۔ 6- جناب راڈن ہدایت صاحب۔ 7- صالح شبیبی صاحب۔ 8- مکرم مولوی عبدالواحد صاحب۔ 9- کانفرنس کے سامنے رپورٹ پیش کرتے ہوئے جنرل سیکرٹری نے انڈونیشیا کی جماعتوں کی جولائی 1961ء سے جون 1962ء کی کارکردگی کا خلاصہ پیش کیا۔ جس میں بتایا گیا کہ جاکرتا میں متعدد افراد کو سلسلہ کا لٹریچر وفود کی صورت میں پیش کیا گیا۔ پوروکرتو کے شہر کے وسط میں ایک مسجد تعمیر ہوئی نوجوان بچوں اور بچیوں کی تربیتی کلاس میں 141 طلبا و طالبات شامل ہوئے۔ 338 افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

کانفرنس کے موقع پر استقبالیہ جلسہ اور تبلیغی جلسہ کا انعقاد بھی ہوا۔ استقبالیہ جلسہ میں وزیر امور دینیہ

کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا جس میں جماعت کے تبلیغی کارناموں کی واشگاف الفاظ میں تعریف کی گئی تھی۔
کانفرنس کے موقع پر خدام، انصار، لجنہ، ناصرات کے اجلاس بھی ہوئے۔[391]

مبلغین کی آمد ورفت

امسال درج ذیل مبلغین بیرون ملک تشریف لے گئے۔

1- مکرم مولوی صالح محمد صاحب۔ 21 جنوری (برائے غانا)[392]
2- مکرم صوفی عبدالغفور صاحب۔ 3 فروری (برائے امریکہ)[393]
3- مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ۔ 25 فروری (برائے سوئٹزرلینڈ)[394]
4- مکرم سید محمد ہاشم صاحب بخاری۔ 25 فروری (برائے غانا)[395]
5- مکرم ملک غلام نبی صاحب۔ 20 مارچ (برائے سیرالیون)[396]
6- مکرم میجر عبدالحمید صاحب۔ 20 مارچ (برائے لنڈن)[397]
7- مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق۔ 11 اپریل (برائے مشرقی افریقہ)[398]
8- مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری۔ 3 مئی (برائے یوگنڈا)[399]
9- مکرم سید مسعود احمد صاحب۔ 7 مئی (برائے ڈنمارک)[400]
10- مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر۔ 19 مئی (برائے سیرالیون)[401]
11- مکرم مولوی رشید احمد صاحب سرور۔ 7 جون (برائے مشرقی افریقہ)[402]
12- مکرم قاضی نعیم الدین صاحب۔ 8 جولائی (برائے مشرقی افریقہ)[403]
13- مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب۔ 12 جولائی (برائے مشرقی افریقہ)[404]
14- مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ۔ 21 جولائی (برائے جرمنی)[405]
15- مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر۔ 23 جولائی (برائے ماریشس)[406]

درج ذیل مبلغین واپس وطن تشریف لائے۔

1- مکرم مولوی عبدالخالق صاحب۔ 2 فروری (از مشرقی افریقہ)[407]
2- مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔ 7 مئی (از مشرقی افریقہ)[408]
3- مکرم محمد سلیمان صاحب۔ 6 جون (از مشرقی افریقہ)[409]
4- مکرم مولوی نورالحق صاحب تنویر۔ 21 جولائی (از مصر)[410]

5- مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب۔ 24 جولائی (از سیرالیون)[411]

6- مکرم مولوی محمد صادق صاحب۔ 19 اگست (از ملایا)[412]

7- مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر۔ 8 ستمبر (از ماریشس)[413]

8- مکرم سید کمال یوسف صاحب۔ 18 اکتوبر (از سکینڈے نیویا)[414]

9- مکرم مولوی عبدالقدیر صاحب۔ 2 دسمبر (از سیرالیون)[415]

10- مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب 10 دسمبر (از مغربی جرمنی)[416]

11- مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری۔ 22 دسمبر (از سیرالیون)[417]

نئی مطبوعات

1962ء میں درج ذیل نئی کتب شائع ہوئیں۔

1-**مذہب کے نام پر خون**۔ (حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

2-**درمکنون**۔ (قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

3-**خلافت راشدہ**۔ (خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب)

4-**بائبل کی الہامی حیثیت**۔ (قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری)

5-**حقیقت نبوت**۔ (قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری)

6-**سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب**۔ (مرتبہ چوہدری عبدالعزیز صاحب)

7-**تربیت**۔ (خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب)

8-**سیرت احمد** (حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری)

''تحریری مناظرہ''[418] (مابین حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب و پادری عبدالحق صاحب چندی گڑھ انڈیا)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے رقم فرمایا:۔

''اس مناظرہ میں بھی خدا نے اپنے فضل سے حضرت کاسر صلیب علیہ السلام یعنی مسیح محمدی کے شاگرد کو نمایاں فتح عطا کی اور پادری عبدالحق صاحب یہ مناظرہ درمیان میں ہی نامکمل چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر گئے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بڑا کام کسر صلیب بھی تھا اور حضور نے مسیحیت کے

خلاف شاندار فاتحانہ مجاہدہ کا رنگ پیدا کر کے اپنے مخالفوں تک سے ''فتح نصیب جرنیل'' کا لقب حاصل کیا۔ اس لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ بھی مسیحیت کے مطالعہ کیطرف خاص توجہ دیں تا کہ دنیا بھر میں کسر صلیب کا کام شاندار رنگ میں پورا ہو جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولوی ابوالعطاء صاحب کی یہ کتاب۔۔۔۔اس کام کے لئے مفید ثابت ہو گی۔ پس دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ''کاسر صلیب'' کا ہر شاگرد بھی کسر صلیب کے کام میں اپنی توفیق اور طاقت کے مطابق حصہ دار بن جائے۔'' (الفضل 30 اپریل 1963ء صفحہ 4)

9-**اصحاب احمد جلد یازدہم**۔حالات خاندان حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)[419]

10-**تابعین اصحاب احمد جلد 2**۔سوانح مصلح الدین احمد صاحب (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)

11-**مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ**۔(حضرت قاضی محمد نذیر صاحب)

12-**مخزن معارف**۔(محترم پیر معین الدین صاحب)

حضرت مصلح موعود نے اس کے بارہ میں درج ذیل پیغام دیا جو 26 دسمبر 1962ء کو جلسہ سالانہ میں پڑھا گیا ''برادران جماعت۔اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عزیزم پیر معین الدین صاحب کو میں نے اپنے قلمی نوٹ دیئے تھے کہ ان کی اور میری کتب وخطبات وغیرہ کی مدد سے تفسیری نوٹ مرتب کرلیں اوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور حضرت خلیفہ اولؓ کے نوٹ بھی ملالیں۔

انہوں نے پہلے پانچ پاروں کی جلد بلاک پر شائع کی ہے دوستوں کو چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت دے اور عزیز معین الدین کو اسکی تکمیل کی توفیق دے۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی[421]

13-**ربوہ دارالہجرت** (ملک خادم حسین صاحب)[422]

14- **Islam In Africa** (مرزا مبارک احمد صاحب)

حواشی

1۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب'' مصنفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے'' اشاعت مئی 1983ء حیدر آباد۔
2۔ولادت 11 مارچ 1885ء وفات 18-19 جنوری 1970ء۔حضرت سیٹھ صاحب کی بیعت کے کچھ عرصہ بعد آپ نے بھی بیعت کر لی۔ آپ نے اپنے خاوند کے ساتھ حج کی توفیق بھی پائی۔خدمات دینیہ میں بھی آپ کا نہایت بلند مقام ہے۔پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کے علاوہ تہجد گزار تھیں اور چندوں کی ادائیگی کا خاص التزام فرماتی تھیں۔جلسہ سالانہ قادیان کا نہایت شدت سے انتظار کرتیں اور اس کے لئے بیقرار رہتیں۔بے کس، نادار اور غریب الحال بچوں بچیوں کا سہارا تھیں اور ان کے موزوں رشتوں کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتیں۔آپ کے ذریعہ کئی رشتے طے ہوئے حضرت سیٹھ صاحب کی وفات کے بعد حیدر آباد اور سکندر آباد کے احمدی احباب کیلئے آپ بہت برکتوں کا موجب تھیں۔سبھی آپ کو میٹھی اماں کے نام سے پکارتے تھے۔(سوانح صفحہ 238 تا 240)
3۔ ایضاً سوانح صفحہ 16، 24، 34، 35۔
4۔ ایضاً سوانح صفحہ 25-32۔
5۔ الفضل 22 اپریل 1915ء صفحہ 6۔
6۔ ''تاریخ احمدیت'' جلد پنجم صفحہ 220-221۔
7۔ ''سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین'' صفحہ 253 از ملک صلاح الدین ایم اے۔مطبوعہ دائرہ پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدر آباد 1983ء۔
8۔ الفضل 9 اپریل 1918ء صفحہ 8۔
9۔ ''صداقت احمدیت-عظیم الشان نشانات'' صفحہ 184-185۔(بحوالہ سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین'' صفحہ 137-138)
10۔الفضل 2 جنوری 1934ء صفحہ 4۔
11۔الفضل 29 جنوری 1926ء صفحہ 2۔
12۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 176۔
13۔سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ بابت 38-1939ء صفحہ 52۔
14۔اخبار ''بدر'' 15 مارچ 1962ء صفحہ 7 مضمون محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل بی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن۔
15۔تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 12۔
16۔''سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ'' صفحہ 281-282۔
17۔تفصیل کیلئے دیکھئے تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 507 تا 529۔
18۔تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 508، 509۔
19، 20۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 195۔
21۔الفضل 18 جولائی 1941ء صفحہ 2۔
22۔الفضل 6 اگست 1941ء صفحہ 3 تا 5۔
23۔الفضل 24 دسمبر 1946ء صفحہ 1۔27 دسمبر 1946ء صفحہ 3 تا 5۔
24۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 46۔
25۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 220، 221۔
26۔یاد رہے تقسیم ملک کے بعد آپ کو اور آپ کے خاندان کو شدید مالی بحران سے دوچار ہونا پڑا اور مالی حالت حد درجہ کمزور ہوگئی۔مگر آپ کے جذبہ خدمت اور دینی جوش میں چنداں کوئی فرق نہیں آیا۔
27۔الفضل 16 مارچ 1955ء صفحہ 2۔(مکمل مکتوب تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 458 تا 460 میں بھی شائع شدہ ہے)
28۔سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 272۔
29۔الفضل یکم مارچ 1962ء صفحہ 1۔

30۔ ماخوذ از کتاب ''حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ''۔

31۔ سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 298، 299۔

32۔ سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب صفحہ 302، 303۔

33۔ سوانح صفحہ 128 تا 132۔

34۔ ایضاً صفحہ 133۔

35۔ محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب (داماد مولانا عبدالمالک خاں صاحب) آپ ہی کے صاحبزادے ہیں جو اپنے دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمی و دینی خدمات بجالا رہے ہیں۔

36۔ ''سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب'' صفحہ 236، 237 میں مفصل شجرہ درج ہے۔

37۔ الفضل 23 فروری 1962ء صفحہ 1۔

38۔ خود حضرت میاں صاحب نے افتتاحی خطاب میں فرمایا ''میں تو جب بھی کسی اجتماع یا عید وغیرہ میں شامل ہوتا ہوں تو دل میں ایسے موقعہ پر درد اٹھتا ہے کہ حضرت صاحب بیماری کی وجہ سے ایسے اجلاسوں میں تشریف نہیں لاتے۔ (رپورٹ مشاورت 1962ء صفحہ 78)

39۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 40۔

40۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 156۔

41۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 138، 139۔

42۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 147۔

43۔ اُن دنوں نگران بورڈ کے ممبر حسب ذیل تھے۔ 1- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب صدر۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ شیخ محمد احمد صاحب مظہر صدر وقف جدید انجمن احمدیہ۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ۔ چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ موخر الذکر تین اصحاب جماعت کی نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

44۔ اس فیصلہ کے مطابق درج ذیل ممبران پر مشتمل کمیشن کا تقرر عمل میں آیا۔ 1- چوہدری اعظم علی صاحب ریٹائرڈ سیشن جج (کنوینر) 2- چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ سیالکوٹ 3- ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور۔ (الفضل 13 جون 1962ء صفحہ 7)

45۔ الفضل 10 جون 1962ء صفحہ 3 تا 6۔

46 ریکارڈ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ۔

47۔ بدر قادیان 21 نومبر 1963ء صفحہ 8۔

48۔ بدر 24 اکتوبر 1963ء صفحہ 3، 4۔

49۔ بدر 14 مئی 1964ء صفحہ 7، 8۔ مضمون مولوی ہارون رشید صاحب (بھدرک)

50۔ بدر قادیان 21 نومبر 1963ء صفحہ 8۔

51۔ ''موضح القرآن'' برحاشیہ ترجمہ قرآن مجید (حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ)

52۔ مثلاً ''خود ساختہ جدید سیرتی سنی اوران کے گندے غیرت فروشی کے کارنامے''۔ ''اعلان جدائی''۔

53۔ اخبار بدر 2 جنوری 1964ء صفحہ 7، 8۔ (مضمون مولوی ہارون رشید صاحب)

54۔ بدر 24 اکتوبر 1963ء صفحہ 5، 6۔

55۔ بدر 31 اکتوبر 1963ء صفحہ 5، 6۔

56۔ بدر 7 نومبر 1963ء صفحہ 5، 6۔

57۔ بدر 14 نومبر 1963ء صفحہ 9، 10۔

58۔ بدر قادیان 21 نومبر 1963ء صفحہ 7۔

59۔ ''براہین احمدیہ'' حصہ چہارم صفحہ 557 حاشیہ درحاشیہ 4 مطبوعہ 1883ء۔

60۔ الفضل 17 اپریل 1962ء صفحہ 1۔

61۔الفضل 10 اپریل 1962ء صفحہ 1۔
62۔الفضل 14-17 اپریل 1962ء صفحہ 1۔
63۔الفضل 4 مئی 1962ء صفحہ 4۔
64۔الفضل 20 مئی 1962ء صفحہ 6۔رپورٹ مجلس مشاورت ربوہ 1963ء صفحہ 66۔(رپورٹ مصلح الدین صاحب بنگالی قائد خدام الاحمدیہ چٹا گانگ)
65۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رپورٹ مجلس مشاورت 1963ء صفحہ 66 تا 70۔
66۔رپورٹ مجلس مشاورت 1964ء صفحہ 37-41، 121 تا 134۔
67۔الفضل 12 مئی 1964ء صفحہ 4۔
68۔بدر 7 جون 1962ء صفحہ 2-5۔(رپورٹ محمد نور عالم صاحب بیگو سرائی)
69۔الفضل 21 جولائی 1962ء صفحہ 1 و 26 جولائی 1962ء صفحہ 3۔
70۔ہفت روزہ ''شعلہ'' 20 مئی 1962ء بحوالہ الفضل 26 جولائی 1962ء صفحہ 5۔
71۔بحوالہ الفضل 26 جولائی 1978ء صفحہ 5۔
72۔بحوالہ الفضل 26 جولائی 1978ء صفحہ 5۔
73۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''پاکستان میں مسیحیت'' صفحہ 20 تا 23، 499 تا 501۔
از ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی ناشر مسلم اکادمی محمد نگر علامہ اقبال روڈ لاہور 5۔اشاعت شعبان 1399ھ / جولائی 1979ء۔
74۔رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 11، 12۔
75۔رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 11، 12۔
76۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بابت سال 1341-42ھش/1962-63ء صفحہ 153۔
77۔عیسائیت سے متعلق آپ کے متعدد مضامین الفضل 1962ء میں بھی شائع ہوئے۔
78۔''صدق جدید'' 22 فروری 1963ء بحوالہ الفضل 19 مارچ 1963ء صفحہ 12۔
79۔الفضل 3 نومبر 1963ء صفحہ 3۔
80۔الفضل 29 مئی 1962ء صفحہ 1۔
81۔الفضل 19 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
82۔یہ 1960ء کا واقعہ ہے۔
83۔الفضل 29 اکتوبر 1963ء صفحہ 2، 3۔
84۔مطبوعہ ''مجلّہ الجامعۃ'' ترجمان جامعہ احمدیہ ربوہ۔
85۔الفضل 20 مئی 1962ء صفحہ 8۔
86۔الفضل 6-20 مئی 1962ء۔
87۔الفضل 6-20 مئی 1962ء۔
88۔''رپورٹ مشاورت'' 1961ء صفحہ 91-92۔''رپورٹ مجلس مشاورت'' 1962ء صفحہ 122-123۔الفضل یکم جون 1962ء صفحہ 1۔
89۔رپورٹ مجلس مشاورت 1962ء صفحہ 122۔
90۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن پاکستان بابت سال 1962-63ء 1341-42ھش صفحہ 18۔
91۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن پاکستان بابت سال 1962-63ء/1341-42ھش۔(ناشر ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)
92۔''سیرت داؤد'' صفحہ 191، 192، 194۔(ناشر الجمعیۃ العلمیہ جامعۃ الاحمدیہ ربوہ) مارچ 1974ء۔
93۔''سیرت داؤد'' صفحہ 191، 192، 194۔(ناشر الجمعیۃ العلمیہ جامعۃ الاحمدیہ ربوہ) مارچ 1974ء۔
94۔بیان لطیف احمد صاحب بھٹی کارکن نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔(موصوف 1970ء سے دار الیتامیٰ کے ساتھ بطور کارکن منسلک ہوئے)
95۔الفضل 10 جون 1962ء صفحہ 1۔

96۔ترجمہ تار۔الفضل 13 جون 1962ء صفحہ 1۔
97۔تفصیل رسالہ ''خالد'' اکتوبر 1962ء صفحہ 49، 50 میں مندرج ہے۔
98۔رسالہ ''خالد'' اکتوبر 1962ء صفحہ 19۔
99۔''کشتی نوح'' صفحہ 21 (خالد اکتوبر 1962ء صفحہ 25)
100۔حضرت چوہدری محمد حسین صاحب صفحہ 260 تا 263۔ناشر محمد احمد اکیڈمی رام گلی لاہور۔
101۔الفضل 28 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
102۔الفضل 16 فروری 1963ء صفحہ 3۔
103۔الفضل 26 فروری 1963ء صفحہ 3۔
104۔الفضل 26 فروری 1963ء صفحہ 3۔
105۔الفضل 28 ستمبر 1962ء صفحہ 3۔
106۔الفضل 2 ستمبر 1962ء صفحہ 3۔الفضل 14 دسمبر 1962ء صفحہ 3۔
107۔الفضل 25 اگست 1962ء صفحہ 1۔
108۔الفضل 18 اپریل 1963ء صفحہ 4۔
109۔''تاریخ احمدیت'' جلد 12 صفحہ 125 تا 128۔
110۔الفضل 28 اگست 1962ء صفحہ 1-8۔
111۔الفضل 30 اگست 1962ء صفحہ 8۔
112۔الفضل یکم نومبر 1962ء صفحہ 1۔تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ سوم صفحہ 132، 133۔مرتبہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اشاعت 25 دسمبر 1972ء۔
113۔''مصباح'' ربوہ مارچ 1963ء صفحہ 7-8-12۔
114۔الفضل 3 اگست 1962ء صفحہ 1-8۔
115۔الفضل 3 اگست 1962ء صفحہ 8۔
116۔''تریاق القلوب'' صفحہ 65 طبع اول تالیف 1899ء اشاعت 4 نومبر 1900۔
117۔الفضل 14 فروری 1964ء صفحہ 4۔
118۔الفضل 10 اپریل 1964ء صفحہ 3۔
119۔سرگودھا کے بعد بعض فتنہ پردازوں نے اس قصبہ کی احمدیہ مسجد کی تعمیر میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے تھے۔(نوائے وقت 17 اگست 1962ء صفحہ ۔
120۔ ایضاً خالد اکتوبر 1962ء صفحہ 19-20۔
121۔''تحدیث نعمت'' طبع دوم 661-662 (از حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب) اشاعت دسمبر 1982ء۔ناشرا ے ودود احمد 48 جوہر محمود روڈ نیوسمن آباد لاہور پاکستان۔
122۔الفضل 4 اکتوبر 1962ء صفحہ 2 (اس مکتوب کا عکس رسالہ ''لاہور'' 22 اکتوبر 1962ء صفحہ 4 پر شائع شدہ ہے)
123۔سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی۔
124۔تابعین اصحاب احمد (جلد دہم) صفحہ 98 تا 103 مولف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان مطبوعہ آرٹ پریس امرتسر اگست 1982ء۔
125۔ترجمہ الفضل 23 ستمبر 1964ء صفحہ 8۔
126۔پاکستان ٹائمز 20 ستمبر 1962ء صفحہ 6۔
127۔پاکستان ٹائمز 20 ستمبر 1962ء صفحہ 4 (ترجمہ)۔
128۔''تحدیث نعمت'' طبع دوم صفحہ 664-665 از حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔اشاعت دسمبر 1982ء۔ناشرا ے ودود احمد 48 جوہر محمود روڈ۔نیوسمن آباد لاہور۔

129۔رسالہ ''ٹائم''(TIME)امریکہ 28 دسمبر 1962۔اخبار پاکستان ٹائمز لاہور 20 ستمبر 1962ء صفحہ 2۔
130۔''صدق جدید'' لکھنؤ 11 جنوری 1963ء۔
131۔ترجمہ ''پاکستان ٹائمز'' 20 ستمبر 1962 صفحہ 2۔
132۔The Pakistan Times Sept. 20, 1962 Page 5 Column 3
133۔دی پاکستان ٹائمز 20 ستمبر 1962 صفحہ 5 کالم 3۔
134۔دی پاکستان ٹائمز۔اتوار 23 دسمبر 1962 صفحہ 7، کالم 2۔
135۔اخبار پاکستان ٹائمز لاہور 23 ستمبر 1962۔(صفحہ اول پر اس تاریخی موقعہ کی تصویر شائع شدہ ہے)
136۔پاکستان ٹائمز 20 ستمبر 1962ء۔الفضل 21 ستمبر 1962۔
137۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 688-965۔
138۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 667-668 طبع دوم۔
139۔بحوالہ الفضل 3 اکتوبر 1962ء صفحہ 1-8۔''لاہور'' 28 اکتوبر 1962ء صفحہ 4۔
140۔ترجمہ از الفضل 17 نومبر 1962ء صفحہ 5۔
141۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 667 طبع دوم۔
142۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 674-675 طبع دوم۔
143۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 668 طبع دوم۔
144۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 669-670 طبع دوم۔
145۔پروفیسر موصوف نے اجلاس کے دوران آپ کو خراج تحسین ادا کیا۔''پاکستان ٹائمز'' 29 ستمبر 1962ء صفحہ 6۔
146۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 670 طبع دوم۔
147۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 702-713 طبع دوم۔
148۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 672-674۔
149۔''تحدیث نعمت'' صفحہ 676۔
150۔The Pakistan Time, Sunday, December 23, 1962 page 7, col.1
151۔دی پاکستان ٹائمز، اتوار 23 دسمبر 1962ء صفحہ 7 کالم 1۔
152۔رپورٹ مجلس مشاورت 1963ء صفحہ 64-65۔
153۔رسالہ خالد نومبر 1962ء صفحہ 12-20۔
154۔الفضل 23 اکتوبر 1962ء صفحہ 1-8۔
155۔ابن صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب۔
156۔ابن حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔
157۔الفضل 23 اکتوبر 1962ء صفحہ 5۔
158۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 3۔4۔
159۔الفضل 28 اکتوبر 1962 صفحہ 3۔
160۔الفضل 23 اکتوبر 1962ء صفحہ 1۔
161۔الفضل 25 اکتوبر 1962ء صفحہ 3-4۔
162۔الفضل 25 اکتوبر 1962ء صفحہ 3۔
163۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 8۔
164۔الفضل 28 اکتوبر 1962ء صفحہ 8۔

165۔آپ کی تقریر کا متن الفضل 11 نومبر 1962ء صفحہ 3 پر شائع شدہ ہے۔
166۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 8۔الفضل 4 نومبر 1962ء صفحہ 5۔
167۔الفضل 10 نومبر 1962ء صفحہ 5۔
168۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 1۔حضور کی زبان مبارک سے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان سن کر مخلصین نے فوراً والہانہ انداز پر لبیک کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند گھنٹوں کے اندر اندر -/107444 روپے کے وعدے اور نقد رقوم جمع ہو گئیں۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 8۔
169۔الفضل 8 نومبر 1962ء صفحہ 3۔
170۔الفضل 10 نومبر 1962ء صفحہ 3۔
171۔الفضل 14 اکتوبر 1962ء صفحہ 4۔
172۔الفضل 9 نومبر 1962ء صفحہ 6۔
173۔رسالہ ''خالد'' ربوہ فروری 1962ء صفحہ 25-27۔
174۔رسالہ ''الفرقان'' ربوہ فروری 1963ء صفحہ 43-44۔
175۔مکتوب بنام گیانی عباداللہ صاحب مطبوعہ، الفضل 10 فروری 1963ء صفحہ 6۔
176۔الفضل 18 جنوری 1962ء ص 5-8۔
177۔بدر 3 جنوری 1963ء۔
178۔الفضل 10 جنوری 1963ء صفحہ 3۔بدر 3 جنوری 1963ء صفحہ 3۔
179۔الفضل 11 جنوری 1963ء صفحہ 3۔
180۔اخبار بھیم پتر کا 5 جنوری 1962ء بحوالہ اخبار بدر 17 جنوری 1963ء صفحہ 1۔
181۔الفضل 5 دسمبر 1962ء صفحہ 1-8۔
182۔اشتہار۔7 دسمبر 1962ء صفحہ 2۔
183۔الفضل یکم جنوری 1962 صفحہ 3-4۔
184۔الفضل یکم جنوری 1963ء صفحہ 1-2۔
185۔الفضل 2 جنوری 1963ء۔
186۔الفضل یکم جنوری 1963ء صفحہ 1-4۔
187۔اخبار لاہور 6 جنوری 1964ء صفحہ 2۔
188۔الفضل 3 جنوری 1963ء صفحہ 8۔
189۔رپورٹ مجلس مشاورت 1963ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔اگست 1963ء۔
190۔تجاویز منظوری کے لئے مجلس مشاورت 1963ء میں پیش ہوئیں جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔
191۔الفضل یکم جنوی 1963ء صفحہ 1 تا 4۔
192۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔
193۔الفضل 6 فروری 1962ء صفحہ 6۔
194۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ۔
195۔رجسٹر روایات رفقاء جلد 8 صفحہ 74۔(بہشتی مقبرہ کے ریکارڈ میں سال بیعت 1903ء درج ہے مگر شیخ صاحب کی ایک دوسری زبانی روایت کے مطابق جناب ملک صلاح الدین ایم اے کی رائے میں 1902ء زیادہ قرین قیاس ہے)
196۔الفضل 12 جنوری 1962ء صفحہ 1۔
197۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 178۔(ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے احمدیہ بک ڈپو ربوہ 1961ء)

198۔(بیعت غالباً 1900ء تہجد گذار اور نیک سیرت بزرگ تھے۔1906ء میں وفات پائی۔امرتسر میں سپرد خاک کئے گئے حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی تھی عبدالواحد صاحب اور سیٹر جہلم آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔میاں امام دین صاحب نے موضع قلعہ میں خلافت اولیٰ کے دوران انتقال کیا۔(اصحاب احمد جلد دہم حاشیہ صفحہ 178)

199۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 178-179۔

200۔وفات 12اپریل 1910ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان (اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 186)۔

201۔اصحاب احمد جلد دہم ص180۔

202۔روایات رفقاء جلد 8 صفحہ 74-75۔

203۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 182۔

204۔البدر 27مارچ 1903ء صفحہ 75۔

205۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 182 تا185۔

206۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 185

207۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 186۔

208۔حضرت اماں جان کی طرف سے آپ نے حج کیا تھا۔

209۔الفضل 9جولائی 1962ء ص5۔

210۔باجوہ خاندان صفحہ 147 (مؤلفہ چوہدری غلام اللہ صاحب باجوہ) ناشر چوہدری محمد عظیم صاحب باجوہ۔اشاعت جنوری 1986ء۔

211۔الحکم پرچہ غیر معمولی 11 مئی 1902ء (تذکرہ ص429 طبع سوم)۔

212۔رجسٹر روایات جلد 13 صفحہ 142۔

213۔بدر 10 نومبر 1907ء ص2 الحکم 10 نومبر 1907ء ص3۔

214۔رجسٹر روایات جلد 13 صفحہ 147-148۔

215۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ 35-1934 صفحہ 230 سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ایک حلقہ کا آنریری انسپکٹر بیت المال بھی مقرر کیا گیا تھا۔

216۔''باجوہ خاندان''، تلخیص صفحہ 147 تا155۔

217۔باجوہ خاندان ص155-156۔

218۔220۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔الفضل 20مارچ 1962ء صفحہ 1۔

219۔221۔آپ کا نام بیعت کرنے والوں کی فہرست میں الحکم 24 جولائی 1901ء صفحہ 5 پر شائع ہوا مگر آپ نے بیعت کا شرف 14 جولائی کو حاصل کیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے الحکم 28اپریل 1905ء صفحہ 4 کالم 1 میں واضح طور پر بتایا ہے کہ آپ کی بیعت کے اگلے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لے گئے اور اخبار الحکم 17 جولائی 1901ء سے ثابت ہے کہ حضور نے یہ سفر 15 جولائی 1901ء کو اختیار فرمایا تھا پس آپ کی تاریخ بیعت 14 جولائی 1901ء ہی متعین ہوتی ہے۔

222۔رجسٹر روایات رفقاء جلد 5 صفحہ 29، 30۔آپ 13 اپریل 1913ء کو معہ اہل وعیال ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے۔(''بدر'' قادیان 29مارچ 1962ء صفحہ 7)۔

223۔بدر 29مارچ 1962ء صفحہ 7۔

224۔وفات 20دسمبر 1984ء۔

225۔الفضل 20مارچ 1962ء صفحہ 1۔

226۔227۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔الفضل یکم ستمبر 1962ء صفحہ 8۔(رجسٹر ''قادیان کے صحابہ'' میں آپ کا سال بیعت وزیارت 1898ء درج ہے)

228۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ۔

229۔''لاہور تاریخ احمدیت'' صفحہ 353 مولفہ مولانا شیخ عبدالقادر فاضل (سابق سوداگرمل) اشاعت 20 فروری 1966ء لاہور (مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور)

230۔اخبار ''بدر'' 15 نومبر 1962ء ص12۔

231۔اخبار ''بدر'' 15 نومبر 1962ء ص12۔

232۔مکتوب گرامی مورخہ 19 نومبر 1975ء از پشاور شہر بنام مولف ایضا الفضل 11 جولائی 1984 صفحہ 6، 7 بعنوان ''محترم سید آدم خاں صاحب ومحترم عبدالرحیم خاں صاحب''

233۔الفضل 10 نومبر 1962ء صفحہ 1۔

234۔''تاریخ احمدیت جموں وکشمیر'' صفحہ 24 از مولانا قریشی محمد اسداللہ صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ۔

235۔الفضل 13 نومبر 1962ء صفحہ 8۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔

236۔بیعت 27 دسمبر 1891ء (رجسٹر بیعت)۔

237۔الفضل 18 نومبر 1962ء (مضمون میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی ھیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)۔

238۔الفضل 7 دسمبر 1962ء صفحہ 5 (مضمون مکرم مولوی عبدالواحد صاحب)۔

239۔الفضل 7 دسمبر 1962ء صفحہ 5 (مضمون مکرم مولوی عبدالواحد صاحب)۔

240۔الفضل 8 دسمبر 1962ء صفحہ 5 (مضمون مکرم مولوی عبدالواحد صاحب)۔

241۔الفضل 7 دسمبر 1962ء صفحہ 5۔

242۔میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی سابق ھیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ممانی۔

243۔الفضل 18 نومبر 1962ء صفحہ 5۔

244۔الفضل 18 نومبر 1962ء صفحہ 5۔

245۔جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مصنف ''اصحاب احمد'' نے آپ کی عمر 80 سال لکھی ہے (بدر قادیان 13 دسمبر 1962ء صفحہ 8) لیکن خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ کشمیر کے نزدیک بوقت وفات آپ کی عمر قریباً نوے سال تھی (بدر 10 جنوری 1963ء صفحہ 10)۔

246۔الحکم قادیان 17 دسمبر 1901ء صفحہ 12۔

247۔بدر قادیان 13 دسمبر 1962ء صفحہ 8۔

248۔مضمون مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ کشمیر مطبوعہ بد 10 جنوری 1963ء صفحہ 10۔

249۔الفضل 17 مارچ 1962ء صفحہ 5۔

250۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفضل 2 فروری 1962ء صفحہ 3، 4۔

251۔خالد فروری 1962ء صفحہ 37، 38۔

252۔الفضل 11 جنوری 1962ء صفحہ 1-8۔الفضل 2 فروری 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 17-18 مارچ 1962ء

253۔الفضل 18 مارچ 1962ء صفحہ 5

254۔رسالہ ''خالد'' ربوہ۔فروری 1962ء صفحہ 28

255۔رسالہ ''نقوش'' لاہور نمبر صفحہ 954، 955۔

256۔الفضل 23 مارچ 1962ء صفحہ 6۔

257۔الفضل 3 اگست 1962ء صفحہ 5 والفضل 22 جولائی 1962ء صفحہ 1۔

258۔الفضل 25 ستمبر 1962ء صفحہ 1۔ریکارڈ تحریک جدید ربوہ۔

259۔الفضل 31 اکتوبر 1962ء صفحہ 1۔بدر قادیان 29 نومبر 1962ء صفحہ 9۔

260۔الفضل 12 دسمبر 1962ء صفحہ 8۔فہرست کتب شائع کردہ میاں عبدالعظیم صاحب درویشان قادیان۔پروپرائٹر احمدیہ بک ڈپو۔

261۔الفضل 9نومبر 1962ءصفحہ 1-8۔رپورٹ سالانہ صدر انجمن پاکستان بابت سال 51-1950 صفحہ 88-92ور پورٹ بابت 52-1951 صفحہ 82 تا74۔
262۔الفضل 28 جنوری 1962ء۔ایک مبارک نسل کی ماں مرتبہ سید سجاد احمد صفحہ 131۔
263۔الفضل یکم جون 1962ء۔ایک مبارک نسل کی ماں ص129۔
264۔الفضل 8 اگست 1962ء۔ایک مبارک نسل کی ماں ص120۔
265۔الفضل 16 اگست 1962ء۔شجرہ مبشرہ۔نسیم احمد خان 1983ء لاہور۔
266۔الفضل 27 ستمبر 1962ءصفحہ 1۔
267۔الفضل 27 نومبر 1962ءصفحہ 1۔ایک مبارک نسل کی ماں صفحہ 127۔
268۔الفضل 27 نومبر 1962ءصفحہ 1۔ایک مبارک نسل کی ماں صفحہ 121۔
269۔الفضل 25 جنوری 1962ءصفحہ 1۔
270۔الفضل 7اپریل 1962ءصفحہ 1۔
271۔الفضل 13 جنوری 1962ءصفحہ 1۔
272۔الفضل 16 جنوری 1962ءصفحہ 1۔
273۔الفضل 18 جنوری 1962ءصفحہ 8۔
274۔الفضل 23 جنوری 1962ءصفحہ 5۔
275۔الفضل 28 جنوری 1962ءصفحہ 6۔
276۔الفضل 30 جنوری 1962ءصفحہ 1۔
277۔الفضل یکم فروری 1962ءصفحہ 1۔
278۔الفضل 3 فروری 1962ءصفحہ 1۔
279۔الفضل 13 مارچ 1962ءصفحہ 1۔
280۔الفضل 26 مئی 1962ءصفحہ 1۔
281۔بدر 12 جولائی 1962ءصفحہ 1۔
282۔الفضل 18 اگست 1962ءصفحہ 1۔
283۔بدر 20 اگست 1962ءصفحہ 7۔
284۔الفضل 26 اگست 1962ءصفحہ 1۔
285۔الفضل 5 ستمبر 1962ءصفحہ 6۔
286۔الفضل 8 ستمبر 1962ءصفحہ 4۔
287۔الفضل 15 ستمبر 1962ءصفحہ 8۔
288۔الفضل 18 ستمبر 1962ءصفحہ 1۔
289۔الفضل 9 اکتوبر 1962ءصفحہ 8۔
290۔حال انچارج شعبہ زودنویسی۔
291۔حال واقف زندگی ٹیچر یوگنڈا۔
292۔الفضل 26 اکتوبر 1962ءصفحہ 1 تا8۔
293۔الفضل 31 اکتوبر 1962ءصفحہ 1۔
294۔الفضل 8 نومبر 1962ءصفحہ 1۔
295۔الفضل یکم دسمبر 1962ءصفحہ 5۔

296۔الفضل 12 دسمبر 1962ء صفحہ 1۔
297۔الفضل 13 دسمبر 1962ء صفحہ 8۔
298۔الفضل 16 جنوری 1962ء صفحہ 3۔
299۔تصدیق نامہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان محررہ 20 دسمبر 1963ء۔
300۔بدر 18 جنوری 1962ء صفحہ 1۔
301۔بدر 22 فروری 1962ء صفحہ 4۔
302۔بدر 22 فروری 1962ء صفحہ 11۔
303۔بدر 22 مارچ 1962ء صفحہ 1۔
304۔بدر 29 مارچ 1962ء صفحہ 1-12۔
305۔بدر 17 مئی 1962ء صفحہ 8۔
306۔روزنامہ ملت لاہور 25 دسمبر 1935ء صفحہ 6 کالم 5۔
307۔''حمید نظامی بحیثیت صحافی'' صفحہ 276 از ڈاکٹر فوزیہ اسحاق صاحبہ ناشر گوھر سنز رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
308۔ایضاً صفحہ 43-44 ایضاً نشان منزل صفحہ 48۔بیگم محمودہ حمید نظامی۔
309۔بدر 2 اگست 1962ء صفحہ 1-8۔
310۔بدر 16 اگست 1962ء صفحہ 12۔
311۔بدر 20 ستمبر 1962ء صفحہ 1۔
312۔بدر 13 ستمبر 1962ء صفحہ 12۔
313۔بدر 4 اکتوبر 1962ء صفحہ 1۔
314۔بدر 27 ستمبر 1962ء صفحہ 1-12۔
315۔بدر 29 نومبر 1962ء صفحہ 8۔
316۔الفضل 25 فروری 1962ء صفحہ 1۔
317۔بحوالہ الفضل یکم اپریل 1962ء صفحہ 1۔
318۔بدر 17 جنوری 1963ء صفحہ 5۔
319۔بدر 21 جون 1962ء صفحہ 9-10۔بدر 28 جون 1962ء صفحہ 9-19۔بدر 12 جولائی 1962ء صفحہ 9-10۔بدر 19 جولائی 1962ء صفحہ 10۔
320۔الفضل 20 مارچ 1962ء صفحہ 1-8۔
321۔الفضل 22 مارچ 1962ء صفحہ 1-8۔
322۔الفضل 18 مئی 1962ء صفحہ 1۔
323۔الفضل 18 مئی 1962ء صفحہ 1۔
324۔الفضل 31 مئی 1962ء صفحہ 4۔الفضل 2 جون 1962ء صفحہ 1۔
325۔بدر 14 جون 1962ء صفحہ 2۔بدر 21 جون 1962ء صفحہ 8۔بدر 12 جولائی 1962ء صفحہ 2-6۔
326۔بدر 19 جولائی 1962ء صفحہ 2-11۔
327۔بدر 27 ستمبر 1962ء صفحہ 1۔بدر 18 اکتوبر 1962ء صفحہ 5-6۔
328۔بدر 29 نومبر 1962ء صفحہ 6۔بدر 20/27 دسمبر 1962ء صفحہ 26۔
329۔بدر 21 جون 1962ء صفحہ 8۔
330۔بحوالہ بدر 19 جولائی 1962ء صفحہ 6۔
331۔الفضل 8 اگست 1962ء صفحہ 5۔

332۔الفضل 11 نومبر 1962ء صفحہ 4۔
333۔بدر 11 جنوری 1962ء صفحہ 12۔
334۔الفضل 18 اگست 1962ء صفحہ 3-4۔
335۔الفضل 31 اگست 1962ء صفحہ 3-4۔
336۔ویک فیلڈ جیل کے گورنر کی درخواست پر چوہدری رحمت خاں صاحب نے جیل میں اسلام پر لیکچر دیا اور اسلامی تہواروں کے متعلق بتایا اس وقت سے جیل کے مسلمان قیدیوں کو عید پر چھٹی ملنے لگی اور جماعت بریڈفورڈ بھی بہت عرصہ تک قیدیوں کے لئے ہر عید کے موقع پر کھانا بھجواتی رہی۔ 1963ء میں جماعت نے نماز عید Little Horton Lane (82 کے ایک کمرہ میں ادا کی 1976ء تک جماعت کی تعداد غیر معمولی طور پر بڑھ گئی اس لئے جماعتی اجلاس گھروں کی بجائے Y.M.C.A ہال میں ہونے لگے 1979ء میں جماعت نے مشن ہاؤس کے لئے لیڈز روڈ پر ایک بہت بڑی عمارت خرید لی جس کا افتتاح ستمبر 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا۔(مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ماہانہ ''البصیرت'' بریڈفورڈ سالنامہ اپریل 1985ء صفحہ 33-34)
337۔الفضل ربوہ 31 اگست 1962ء صفحہ۔رپورٹ از جناب مکرم ومحترم بشیر احمد خان رفیق صاحب۔
338۔الفضل 26 فروری 1963ء صفحہ 3-4۔
339۔الفضل 29 ستمبر 1963ء صفحہ 4۔
340۔الفضل 26 ستمبر 1962ء صفحہ 5۔
341۔الفضل 15 نومبر 1962ء صفحہ 3۔الفضل 17 جنوری 1963ء صفحہ 3۔
342۔الفضل 13 مارچ 1962ء صفحہ 5۔الفضل 16 مارچ 1962ء صفحہ 3۔
343۔الفضل 12 اگست 1962ء صفحہ 5۔
344۔الفضل 14 دسمبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 15 دسمبر 1962ء صفحہ 3۔
345۔الفضل 20 جنوری 1962ء صفحہ 1۔
346۔ایڈیٹر کو سہو ہوا ہے۔جماعت کی بنیاد 1889ء کو رکھی گئی۔انور
347۔الفضل 3 اگست 1962ء صفحہ 4۔
348۔الفضل 5 اکتوبر 1962ء صفحہ 5۔
349۔الفضل 17 جنوری 1962ء صفحہ 1۔الفضل 26 جنوری 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 27 جنوری 1962ء صفحہ 3-4۔
350۔الفضل 16 جون 1962ء صفحہ 3-4۔
351۔الفضل 22 جون 1962ء صفحہ 4-5۔الفضل 23 جون 1962ء صفحہ 5۔الفضل 26 جون 1962ء صفحہ 5-8۔
352۔الفضل 23 اکتوبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 27 اکتوبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 30 اکتوبر 1962ء صفحہ 4-5۔
353۔الفضل 2 مارچ 1963ء صفحہ 3-4۔الفضل 3 مارچ 1963ء صفحہ 3۔الفضل 5 مارچ 1963ء صفحہ 3۔الفضل 7 مارچ 1963ء صفحہ 3-7۔
354۔الفضل 25 اپریل 1962ء صفحہ 3۔
355۔الفضل 17 جون 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 19 جون 1962ء صفحہ 5-8۔الفضل 28 جون 1962ء صفحہ 3۔
356۔الفضل 21 ستمبر 1962ء صفحہ 4-5۔الفضل 22 ستمبر 1962ء صفحہ 3-4۔
357۔الفضل 23 جنوری 1963ء صفحہ 5۔الفضل 24 جنوری 1963ء صفحہ 5۔
358۔الفضل 5 فروری 1963ء صفحہ 5۔
359۔عائشہ نامہ کتاب پر نائیجیریا مشن کی طرف سے بھی وزیر اعظم سیرالیون کو احتجاجی مراسلہ بھیجا گیا جس کا ذکر اخبارات و ریڈیو نے بھی کیا۔الفضل 29 جون 1962ء صفحہ 5۔
360۔الفضل 3 جون 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 5 جون 1962ء صفحہ 5۔الفضل 7 جون 1962ء صفحہ 5۔
361۔الفضل 7 اگست 1962ء صفحہ 3-4۔
362۔الفضل 21 اگست 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 24 اگست 1962ء صفحہ 3۔

363۔الفضل 9دسمبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 11دسمبر 1962ء صفحہ 3-4۔
364۔وزیر موصوف کا مفصل بیان تاریخ احمدیت جلد 8ص 426 تا 428 پر درج ہے۔
365۔الفضل یکم فروری 1963ء صفحہ 4۔الفضل 2فروری 1963ء صفحہ 8,5,4۔الفضل 19دسمبر 1962ء صفحہ 1-8۔
366۔الفضل 13اپریل 1962ء صفحہ 1۔
367۔الفضل 11اگست 1962ء صفحہ 5۔
368۔الفضل 27جنوری 1963ء صفحہ 5۔
369۔مفصل اقتباس ''تاریخ احمدیت'' جلد ہفتم صفحہ 294 میں درج کیا جاچکا ہے۔
370۔الفضل یکم اپریل 1962ء صفحہ 3۔
371۔الفضل 29جولائی 1962ء صفحہ 3-4۔
372۔الفضل 18ستمبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 19ستمبر 1962ء صفحہ 4-5۔
373۔الفضل 30جنوری 1963ء صفحہ 5-8۔
374۔الفضل ربوہ 4جنوری 1989ء صفحہ 3،4،5۔
375۔الفضل 20جنوری 1962ء صفحہ 1۔
376۔الفضل 3اکتوبر 1962ء صفحہ 4،5۔
377۔الفضل 20مارچ 1962ء صفحہ 3۔
378۔بدر 24مئی 1962ء صفحہ 1۔
379۔بدر 31مئی 1962ء صفحہ 1۔
380۔الفضل 8جولائی 1962ء صفحہ 4۔
381۔الفضل 17نومبر 1962ء صفحہ 5۔
382۔الفضل 20دسمبر 1962ء صفحہ 5۔
383الفضل 8ستمبر 1962ء صفحہ 3-4۔
384۔الفضل 16جنوری 1962ء صفحہ 1۔الفضل 4اپریل 1962ء صفحہ 4۔
385۔الفضل 4اپریل 1962ء صفحہ 3۔
386۔الفضل 28جون 1962ء صفحہ 4-5۔
387۔الفضل 20جون 1962ء صفحہ 5۔الفضل 21جون 1962ء صفحہ 4۔
388۔الفضل یکم نومبر 1962ء صفحہ 3-4۔
389۔الفضل 14فروری 1963ء صفحہ 2۔الفضل 6فروری 1963ء صفحہ 2۔
390۔الفضل 28جولائی 1962ء صفحہ 1۔
391۔الفضل 7اکتوبر 1962ء صفحہ 3-4۔الفضل 9اکتوبر 1962ء صفحہ 4-5۔الفضل 1اکتوبر 1962ء صفحہ 3۔
392۔الفضل 21جنوری 1962ء صفحہ 1۔
393۔الفضل 13مارچ 1962ء صفحہ 1۔
394۔الفضل 27فروری 1962ء صفحہ 1۔
395۔الفضل 27فروری 1962ء صفحہ 1۔
396۔الفضل 23مارچ 1962ء صفحہ 1۔30اپریل 1962ء صفحہ 1۔
397۔الفضل 23مارچ 1962ء صفحہ 1۔30اپریل 1962ء صفحہ 1۔
398۔الفضل 13اپریل 1962ء صفحہ 1۔

399۔الفضل 6 مئی 1962ء صفحہ 1۔
400۔الفضل 8 مئی و9 جون 1962ء صفحہ 1۔
401۔الفضل 22 مئی 1962ء صفحہ 1۔
402۔ریکارڈ تبشیر۔
403۔الفضل 10 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
404۔الفضل 15 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
405۔الفضل 24 جولائی 1962ء صفحہ 8۔الفضل 3 اگست 1962ء صفحہ 1۔
406۔الفضل 5 اگست 1962ء صفحہ 8۔الفضل 25 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
407۔ریکارڈ تبشیر۔
408۔الفضل 9 مئی 1962ء صفحہ 1۔
409۔الفضل 8 جون 1962ء صفحہ 1۔
410۔الفضل 24 جولائی 1962ء صفحہ 8۔
411۔الفضل 26 جولائی 1962ء صفحہ 1۔
412۔الفضل 23 اگست 1962ء صفحہ 1۔
413۔الفضل 11 ستمبر 1962ء صفحہ 1۔
414۔الفضل 20 اکتوبر 1962ء صفحہ 1۔
415۔الفضل 9 دسمبر 1962ء صفحہ 1۔
416۔الفضل 13 دسمبر 1962ء صفحہ 1۔
417۔الفضل 25 دسمبر 1962ء صفحہ 1۔
418۔الفضل 30 اپریل 1962ء صفحہ 4۔
419۔حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد نے اس کتاب کے بارہ میں تحریر فرمایا۔
''اصحاب احمد کی گیارھویں جلد مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کو دیکھنے کا موقع ملا ہے بہت عمدہ مرقع ہے۔مکرم چوہدری نصر اللہ خان صاحب انکی اہلیہ محترمہ اوران کے فرزندانِ گرامی سے متعلقہ جملہ ضروری حالات کو نہایت محنت سے یکجا کر دیا گیا ہے اور ہر واقعہ کی سند بھی ساتھ ہی درج کر دی گئی ہے اوران کی مذہبی، سیاسی اور ذاتی کارگزاریوں کا بہت خوبی سے ذکر کیا ہے جس سے مکرم چوہدری صاحب اوران کے خاندان کے علومرتبت کا نقشہ کھنچ جاتا ہے اوران سب کے لئے دعا پر طبیعت اپنے آپ کو مجبور کرتی ہے یہ کتاب انسائیکلوپیڈیا کا کام دیتی ہے اس میں مکرم صلاح الدین صاحب نے بہت محنت سے سلسلہ کے لٹریچر اور دیگر اخبارات اور کتب سے جملہ ضروری امور کو یکجا کر دیا ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزا'' الفضل 27 جنوری 1963ء صفحہ 3۔
420۔الفضل 27 جنوری 1963ء صفحہ 3۔
421۔الفضل 6 جنوری 1963ء صفحہ 1۔
422۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اس کتاب کے بارہ میں مکرم کیپٹن خادم حسین کو تحریر فرمایا ''یہ کتاب مفید اور دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے ایسی کتاب کی قدر آئندہ زمانوں میں بڑھتی چلی جائے گی جبکہ جماعت کی تاریخ کے مدون کرنے کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔'' الفضل 27 اکتوبر 1962ء صفحہ 4)

اشاریہ جلد۲۱

(مرتبہ : ریاض محمود باجوہ شاہد)

اسماء ۱تا۱۹

مقامات ۲۰تا۲۶

کتابیات........................... ۲۷تا۳۰

اسماء

آ

آدم۔عربی فاضل معلم۔غانا ۳٦۸
آدم خاں،سید ۵۸۵،۵۸٦
آڈیٹولا،چیف جسٹس ۷٦
آرن ٹوفٹ ۲٦
آش مالک انڈوئی ۱۱۷
آغا خاں،سر ۳۸۸
آکرے ٦۲
آمنہ بشریٰ ۳۳۷
آونگ عثمان،سراوک ٦۵۲
آئرن کرین۔برطانیہ ۱۴
آئزن ہاور۔امریکی صدر ۸۸،۸۹،۹۵

ا

ابراہیم۔انڈونیشیا ٦۵۴
ابراہیم آلیور۔گیمبیا ۲۸۹
ابراہیم منیب ۲
ابراہیم بن محمد مانو۔غانا ٦۴
ابراہیم سمبیگو ۱٦۱
ابراہیم عبدالقادر جکینی ۱۱۸،۱۲۲، ۱۳۸،۲۸۹
ابراہیم قادر،علامہ ۱۱۷
ابراہیم محمد مینو۔غانا ۹۹
ابوالاعلیٰ مودودی،علامہ ۸۹،۹۱،۵۳۷، ۵۳۸،٦۰۹
ابوالبشارت عبدالغفور،مولانا ۲۹۷ تا ۳۰۲
ابوالعطاء جالندھری،حضرت مولانا ۲۳۴، ۲۳۹،۲۹۷،۳۰۰،۳۵۰،۴۳٦،۴۴۲،۴۴۴، ۴٦۰،۵۳۷،۵۴۳،۵۴۸،۵٦۹،۵۷۱
ابوالمنیر نورالحق ۵٦۹
ابوبکر،الحاج۔آئیوری کوسٹ ۱۷۰
ابوبکر،ڈائریکٹر۔مالمو ۲۰۳
ابوبکر ایوب،مولوی ۹٦،۹۷
ابوبکر تفاوا بلیوا۔وزیراعظم نائیجیریا ۱۸۱
ابوبکر سلّہ۔آئیوری کوسٹ ۱۷۰
ابوبکر صدیق ؓ،حضرت ۲۷۷
ابوبکر طورے ۱۳۸
ابوطاہر محمود احمد،حکیم ۴٦۸
ابوجہل ۲۵۱
احتجاج علی زبیری ۲۹٦
احتشام الحق،ڈاکٹر ۱۲۵
احسان اللہ،ملک۔لاہور ٦۹
احسان اللہ عائشہ ۲٦
احسان الٰہی،میاں۔دہلی ۴٦۹
احسان علی خاں،نواب ۲٦۴
احسن الھدیٰ،علامہ ۴۱۹
احسن بیگ،مرزا ۳۱۴
احسن موسیٰ قمر۔قائمقام صدر گیمبیا ۱۳۳
احمد الخطیب۔لبنان ۱۴۵
احمد الدین زرگر ۳۰۴
احمد اللہ۔ماریشس ٦۵۲
احمد الہ دین،سیٹھ ۳۸۸،۳۹٦
احمد بن بیلا۔صدر الجزائر ۴۹۸،۴۹۹
احمد جان ۳۵۱
احمد جان،میاں ۵۸۴
احمد حسن۔پشاور ۱۹۸
احمد حسین سوکیہ ٦۵۲
احمد خاں نسیم،مولانا ۵۷۱
احمد رشدی۔انڈونیشیا ۹۸،۳۸۱
احمد شاہ،سید۔مجاہد انگلستان ۹۹
احمد شمشیر سوکیہ ۱٦۹،۱۷۴
احمد شہید۔امریکن ۹۳
احمد صادق،میر ٦۱٦
احمد گائی۔گیمبیا ۱۱۸
احمد نور کابلی،سید ۵۷۸
احمد یوشیدا،پروفیسر ۴٦۱
اختر احمد اورینوی،سید ۸،۵۲۷
اختر حسین۔شیموگہ ٦۱۱
ارشاد احمد شکیب۔جیک آباد ۵۳۴
ارشاد حسین ایم۔اے،سید ۱۹۵
ارشد محمود احمد ۳
ارین،پروفیسر ڈاکٹر ۳۷۷
اسامہ بن زیدؓ ۲۷٦،۲۷۷
اسحاق۔افرانسی ٦۲
اسد اللہ خاں،چوہدری ۵۸۹
حضرت اسماعیل علیہ السلام ۱٦۲،۱٦۳
اسماعیل آدم،سیٹھ۔چنتہ کنٹہ ۳۵۴
اسماعیل طراوے۔گیمبیا ۱۳۵،۱۳۸

اسماء۔زائرین جلسہ سالانہ قادیان
۵۴۹تا۵۵۷
اسماء تبرکات رکھنے والے احباب
۵۳۰تا۵۳۴
اسماء طاہرہ بنت مولوی عبدالباقی ایم اے ۲
اصغری،مسز۔لندن ۴۵۲
اعجاز احمد سلیانہ ایم۔اے ۱۹۷
اعجاز الحق،ڈاکٹر۔لاہور ۶۵۹
اعجاز الحق قریشی۔مظفر گڑھ ۴
اعجاز الحق قریشی۔ربوہ ۳۵۲
اعظم علی،چوہدری ۶۵۹
افتخار حسین،سید۔گھٹیالیاں ۱۹۷
اقبال احمد،مولوی۔سیرالیون ۳۷۳،
۳۷۴،۳۸۳،۶۳۴تا۶۳۶
اقبال احمد شاہد۔مجاہد گیمبیا ۲۸۹
اقبال احمد غضنفر،مولوی ۱۲۱
اقبال حسین کرمانی،سید ۴۳۲
اقبال سیفی ۳۷۲،۶۳۳
الحسن عطاء،حاجی ۳۶۹
الزبتھ،ملکہ ۳۵۳
الفا ادریسا۔سیرالیون ۳۷۴
اللہ داد،بابو ۱۰
اللہ بخش تسنیم،میر ۳۲۱
اللہ دتہ،حکیم۔درگانوالی (رفیق) ۵۷۲،
۵۷۳
اللہ دین ولد ماؤجی۔بمبئی ۳۸۸
المامی،امام۔گیمبیا ۱۱۷
المامی سوری،الحاج۔سیرالیون ۳۷۴
الٰہی جان زوجہ مہر دین ۵۷۳

الیاس،الحاج۔مکہ مکرمہ ۶۳۰
الیاس برنی ۱۱
الیانڈرو پیشین،پروفیسر ۶۲۸
آمنہ طیبہ بیگم،صاحبزادی نواب ۲۲۰
امام الدین،مولوی۔انڈونیشیا ۹۶،۹۹،
۳۸۳،۶۵۴
امام الدین،میاں ۲۳۹
امام الدین۔ساکن قلعہ ۵۷۴،۶۶۴
امامہ بنت مرزا سلیم احمد ۳۵۰
امۃ الباسط۔ربوہ ۳۵۱،۶۰۴
امۃ الباسط بیگم،صاحبزادی ۴۴۵
امۃ الباری بیگم،صاحبزادی ۲۶۵
امۃ الباری بنت میاں عبدالرحیم ۶۰۵
امۃ الحفیظ اہلیہ چوہدری اعجاز احمد ۵۸۲
امۃ الحفیظ اہلیہ شیخ محمد یعقوب امرتسری ۵۷۸
امۃ الحفیظ بائی ۶۰۸
امۃ الحفیظ۔حضرت سیدہ نواب ۲۱۰تا۲۱۲،
۲۱۴،۳۹۴،۴۵۱تا۴۵۹
امۃ الحفیظ قریشی سیالکوٹ ۳۵۱
امۃ الحکیم اہلیہ شیخ طاہر احمد ۵۷۹
امۃ الحمید بنت خلیفہ عبدالرحیم جمونی ۵۹۱
امۃ الرحمان بنت خواجہ محمد دین سیالکوٹی ۳۴۵
امۃ الرحیم خانم ۳۱۶
امۃ الرحیم عطیہ ۳۲۱
امۃ الرشید لطیف ۳۵۱
امۃ الرشید ممتاز ۳۰۲
امۃ الرفیق،صاحبزادی ۳۵۰
امۃ الرفیق،سیدہ ۳۵۲
امۃ الرفیق بنت خلیفہ عبدالرحیم جمونی ۵۹۱

امۃ الرؤف بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ۳۵۰
امۃ السلام زوجہ ڈاکٹر میجر عبدالحق ملک ۳۴۵
امۃ السمیع شہناز ۳۰۲
امۃ الشکور بیگم،صاحبزادی ۶۰۳
امۃ العزیز اہلیہ حکیم محمد اسماعیل فاضل ۵۷۸
امۃ العزیز اہلیہ مرزا محمد ادریس ۳۲۱
امۃ العزیز اہلیہ کموڈور چوہدری رحمت اللہ
باجوہ ۵۸۲
امۃ العلیم بنت داؤد مظفر شاہ ۳۵۰
امۃ العزیز عائشہ ۶۱۱
امۃ القیوم اہلیہ چوہدری آفتاب احمد ۳۸۲
امۃ الکریم اہلیہ قاضی عبدالمجید ۳۴۲
امۃ الکریم راضیہ ۳۲۱
امۃ اللہ بیگم۔قادیان ۳۴۱
امۃ المجید،صاحبزادی ۵۶
امۃ المومن حنا،صاحبزادی ۳۵۰
امۃ الناصر،سیدہ ۶۰۳
امۃ النور بنت پیر معین الدین ۲
امۃ الواسع ندرت،سیدہ ۲
امۃ الوحید بیگم،صاحبزادی ۲۶۵
امۃ الودود،صاحبزادی ۲۶۵
امۃ الہادی۔کراچی ۳۰۲
امر سنگھ،سردار ۳۵۳،۶۰۶
امری عبیدی،شیخ۔تنزانیہ ۳۵۱،۶۴۱،
۶۴۳تا۶۴۵
ام سلمیٰؓ ۵۲۶
ام متین،سیدہ (مریم صدیقہ) ۲۰۵،۶۱۱
ام مظفر ۲۵۳،۴۳۹
امیر حسین،قاضی سید ۳۳۴

امیر عالم، ماسٹر۔کوٹلی ۵۹۰
امیر محمد خاں، ملک ۴
امید علی، ڈاکٹر ۴۶۸
امین، مسٹر۔نائیجیریا ۶۳۱
امین اللہ خاں سالک ۹۳، ۳۶۶، ۶۲۶
امین ولی نجی ۲۸۸
اندرا گاندھی ۳۷۸
انجم شہباز سلطان ایم۔اے ۳۰۳
انوار احمد، ڈاکٹر۔گیمبیا ۱۲۴
انوار حسین، حکیم۔خانیوال ۵۶۹
انوار رسول، حافظ ۲۹۶
انور احمد، صاحبزادہ مرزا ۳۵۸
انور احمد کاہلوں، چوہدری ۴۷۰
انور حسین ایڈووکیٹ، چوہدری ۱۵۲، ۵۷۰، ۶۵۹
انور عادل ۶۱۴
انور فرید ۷۶
انیس احمد عقیل ایم۔اے ۱۲۶
اوتول، اے۔آر۔اے۔نائیجیریا ۶۳۳
اورنگ یحییٰ عبدالقادر ۲۵
اوتھانٹ، جنرل ۴۹۸
اولہ باسی اجالہ ۱۰
اوم پر بھاؤ، شریمتی ۶۱۰
اہلیہ چوہدری نسیم احمد۔بانجل ۱۲۶
اہلیہ عبداللطیف۔فجی ۶۱۵
اہلیہ محمد یوسف علی ۳۱۷
اہلیہ مولوی محمد اعظم بوتالوی ۵۷۹
اے ایس ڈی اوکلا ۳۷۴
اے ایس مانسرے، مسٹر ۳۷۴
ایڈورڈ ہنری وِنڈلی، سر ۱۱۶
ایڈی ایل سٹیونسن ۴۹۴، ۴۹۵
ایس۔اے کاکوکی ۱۸۴
ایس سلیمان جیک ۱۳۴
ایس عبداللہ۔جرمن جرنلسٹ ۱۸، ۵۹
ایس کے ڈانگے ۶۱۰
ایشر سنگھ گیانی ۵۴۰
اے۔کے بروہی ۶۲۸
ایل ایس جوارا۔گیمبیا ۱۳۶ تا ۱۳۸
ایلڈرمین اے ایف رحمان۔سیرالیون ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸
ایم ایچ ڈی الغالی۔سیرالیون ۱۰۴
ایم۔ایل۔سی ۳۸۰
ایم بی ابراہیم۔سیرالیون ۳۷۴
ایم۔ایس کیٹا۔گیمبیا ۶۳۶
ایم۔ایس مصطفیٰ۔سیرالیون ۱۰۴، ۱۰۹، ۶۳۷
ایم۔کے بنگائے۔سیرالیون ۳۷۴
ایم۔ناگپائی، شری ۳۵۴
ایم نور الحسن۔گھٹیالیاں ۱۹۷
اینڈرسن، پروفیسر۔انگلینڈ ۶۵۳
اینڈریو کورڈیر ۴۷۴
اینڈریو کوری ۵۰۴
اینڈریو گرومیکو۔روسی وزیر خارجہ ۵۰۴
این۔کیو۔کنگ، پروفیسر ۶۵
ایوا، مسٹر۔انڈونیشیا ۶۵۴

ب

باڈاطر اوے ۱۳۶
بانجا تیجان سی۔سیرالیون ۱۸۵
بدرالدین، ڈاکٹر حافظ ۳۱۷ تا ۳۲۱، ۳۸۳
بدرالدین، مولوی سید ۶۱۲
برج دیو ۳۰۳
برکات احمد راجیکی، مولوی ۳۰۸، ۳۵۳
برکت اللہ، حافظ۔بھدرک ۴۲۲
برکت اللہ، ملک ۴
برکت بی بی اہلیہ ملک عبدالغنی کنجاہی ۳۲۵
برہان الدین جہلمی، مولانا ۲۷۸
بشارت احمد۔امریکہ ۳۴۷
بشارت احمد، سید۔حیدرآباد دکن ۳۹۰
بشارت احمد ابن مولانا ابوالبشارت عبدالغفور ۳۰۲
بشارت احمد بشیر، مولانا ۷۴، ۱۶۸، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۵۵
بشارت احمد خاں۔ترناب ۳۵۱
بشارت الرحمٰن زیروی۔بانجل ۱۲۷
بشیر احمد، حاجی ملک۔امریکہ ۹۳
بشیر احمد، ڈاکٹر۔کوپن ہیگن ۲۴، ۲۶
بشیر احمد، ڈاکٹر۔گگومنڈی ۵۷۳
بشیر احمد ابن میاں محمد ابراہیم ۳۴۰
بشیر احمد ایڈووکیٹ، شیخ ۱۵۲، ۱۸۲ تا ۱۸۶، ۲۵۰، ۶۵۹
بشیر احمد ایڈووکیٹ، چوہدری۔گجرات ۵۶۹
بشیر احمد ایم۔اے، صاحبزادہ مرزا ۶، ۷، ۹۵، ۱۰۱، ۱۴۹، ۱۵۰ تا ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۴، ۲۱۵، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۸، ۲۵۴، ۲۶۱، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۴، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۲۰، ۳۳۲، ۳۴۱، ۳۷۴، ۳۸۱،

۳۹۰، ۴۰۰، ۴۰۹ تا ۴۱۲، ۴۱۶، ۴۳۶، ۴۳۸،
۴۴۱، ۴۵۱، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۵، ۵۱۳،
۵۱۷ تا ۵۱۹، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۷، ۵۴۳،
۵۴۵، ۵۴۹، ۵۵۸، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۸۴،
۵۸۶، ۵۸۷، ۵۹۹، ۶۲۶، ۶۵۴،
۶۵۹، ۶۷۰
بشیر احمد باجوہ۔ داتا زید کا ۱۹۷، ۲۰۲
بشیر احمد خاں رفیق، خان ۹۸، ۹۹،
۴۵۴، ۶۲۰ تا ۶۲۲
بشیر احمد دہلوی، مولوی فاضل ۳۵۵، ۳۵۶
۴۱۴ تا ۴۱۸، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۷۱، ۵۴۸،
۶۱۲ تا ۶۱۶
بشیر احمد ظفر۔ کنجاہ ۳۲۷
بشیر احمد شمس، مولوی ۹۹، ۳۷۱، ۳۷۲، ۶۳۳
بشیر احمد مظفر، راجہ۔ انگلینڈ ۶۲۱
بشیر احمد افضل۔ امریکہ ۶۲۶
بشیر الدین اسامہ۔ امریکہ ۹۳
بشیر الدین الہ دین، سیٹھ ۴۰۱
بشیر الدین خلیفہ، سید۔ سورو ۴۲۳
بشیر الدین عبید اللہ، حافظ ۱۲۷، ۳۸۳،
۶۳۵، ۶۳۶
بشیر الدین محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح الثانی المصلح
الموعود ۲، ۱۳، ۱۷، ۹۵، ۹۷، ۱۴۷،
۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۶۲، ۱۹۰، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۲۴،
۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۷،
۲۶۴، ۲۶۷، ۲۷۴، ۲۸۷، ۳۰۴ تا ۳۰۶،
۳۱۰، ۳۱۲، ۳۸۰، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۲ تا ۳۹۴،
۴۰۸ تا ۴۱۱، ۴۱۶، ۴۲۴، ۴۴۷، ۴۶۰، ۵۱۷،
۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۶، ۵۴۵، ۵۵۸، ۵۶۲،

۵۶۵، ۵۷۷، ۵۸۶، ۵۸۷، ۶۱۸، ۶۵۷
بشیر حیدر سیالکوٹی، ڈاکٹر سید ۳۰۴
بکھل، لالہ ۳۲۶
بلی گراہم، ڈاکٹر ۶۵، ۸۴، ۸۵،
۸۸، ۸۹، ۹۱، ۵۴۲
بندھو بٹرا، شری ۶۱۳
بوزینب بیگم، صاحبزادی ۲۴۱، ۲۵۶
بوسیا، ڈاکٹر ۱۷۱
بونگے، مسٹر۔ فری ٹاؤن کے میئر ۶۳۳، ۶۳۶
بیچہ نند پٹنائک ۶۰۷
بیچر، بشپ ۳۷۶، ۳۷۷
بیمبا الرڈ۔ سیرالیون ۱۰۴
بھجات قندیل ۷۶ تا ۷۸
بھومیبال۔ تھائی لینڈ کا بادشاہ ۶۵۳
بھونیشور پرشاد، شری ڈاکٹر ۸، ۹

پ

پاربتی دیوی ۳۰۳
پانڈورائے، شری ۳۵۴
پالی بومانی ۳۷۷
پرتاپ سنگھ، مہاراجہ ۵۸۷، ۵۸۹
پرتاپ سنگھ کیروں، سردار ۶۰۹
پرکاش جی، شری ۳۵۳
پرویز احمد طارق ۶۰۵
پوٹوخن، پروفیسر۔ روسی لیڈر ۶۴۱ تا ۶۴۳،
۶۴۶
پورٹر، ڈاکٹر ۷۹، ۸۱
پی ای ورساء ابراہیم ۹۸
پی ای وی اسماعیل۔ انڈونیشیا ۹۸

پیر احمد سیالکوٹی، حکیم سید ۲۵۳
پی عبدالرزاق۔ بمبئی ۳۵۳

ت۔ٹ۔ث

تاج دین لائلپوری، مولانا ۲۹۷، ۳۰۱
توفیق احمد، مرزا ۶۰۳
تنگاں، حاجی ۶۵۲
ٹام بویا، مسٹر ۳۷۷
ٹب مین۔ وزیر اعظم لائبیریا ۱۸۱، ۱۸۳
ٹرومین، صدر ۴۹۱
ٹلٹاک، ڈاکٹر۔ جرمن نومسلم ۱۷
ٹی۔ کے۔ جوزف، جسٹس ۶۰۷
ثریا سلطانہ بنت شیخ دلاور علی ۶۰۳
ثناء اللہ امرتسری، مولوی ۳۹۱

ج۔چ

جارج پنجم، شاہ ۴۹۱
جان محمد، مولوی۔ ڈسکہ ۳۳۳
جان محمد، میاں۔ رفیق ۵۸۴
جاوید احمد، مرزا ابن مرزا سلیم احمد ۶۰۳
جاوید حسن ابن چوہدری محمد علی ۶۰۴
جبرئیل سعید ۱۱۴، ۱۱۵
جبریل سیسے، الحاج۔ سیرالیون
۱۰۴، ۱۰۵
جعفر حسین ایڈووکیٹ، سید ۱۹۰ تا ۱۹۲،
۶۱۰، ۶۱۱
جعفر علی۔ حیدرآباد دکن ۶۰۵
جکننڈ ایلسن۔ امریکی مسیحی لیڈر ۵۴۱
جگجیت سنگھ جی، گورو ۶۱۰، ۶۵۰
جگ دیو، راجہ ۳۰۳
جلال الدین شمس، مولانا ۲، ۱۲۰، ۱۵۸،
۲۴۳، ۴۲۶ تا ۴۲۸، ۴۶۶، ۵۱۲، ۵۲۸،

۵۶۶، ۵۶۹تا۵۷۱
جلال الدین عبدالرحیم ۶۲۸
جمال، مولانا صوفی ۔ رانچی ۳۵۷
جمیل الحلاق، الشیخ ۔ لبنان ۱۴۳
جمال الدین، ماسٹر ۳۰۳
جمال عبدالناصر ۱۰۹
جمعہ شاہ، میاں ۔ رفیق ۳۳۰
جمیل الرحمان رفیق ۶۳۹، ۶۵۵
جمیل مظہری علامہ ۔ پٹنہ ۳۵۷
جمیلہ عرفانی ۴۵۶
جنت بی بی اہلیہ ماسٹر مامون خاں ۳۲۸
جنڈ والطّور ۱۱۷
جواد علی، سید ۹۹
جواہر لعل نہرو ۸
جولیانہ، ملکہ ۴۹
جوئے، ایس ۔ ایم ۶۳۶
جیلو عبدالرحمان ۶۳۶
جھنڈا، شیخ ۵۷۳
چراغ الدین، میاں ۔ لاہور ۳۲۹
چراغ دین، میاں ۔ قادیان ۳۳۷
چرچل بن آدم ۳۶۷

ح ۔ خ

حاکم بی بی اہلیہ خواجہ محمد دین سیالکوٹی
۳۴۲تا۳۴۵
حاکم دین، چوہدری ۔ قادیان ۳۳۴
حامد احمد خاں، نواب ۳۵۰
حامد بن عبداللہ الخلیفہ ۳۶۵
حامد شاہ سیالکوٹی، سید میر ۳۰۳، ۳۰۴،
۵۸۰، ۵۸۲
حامد علی، حافظ ۳۰۴، ۵۸۰
حامد مبائی ۱۳۸، ۲۸۹
حبیب الرحمان ۔ کابل ۵۸۶
حبیب الرحمان، منشی ۔ حاجی پورہ ۳۲۳
حبیب الرحمان، مولوی ۔ دھام نگر
۴۱۴تا۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۳
حبیب اللہ، مولوی ۔ آسنور ۵۹۱
حسن آراء بیگم ۳۲۴
حسنات احمد، سید ۱۹۸
حسن احیا برمادی ۹۶، ۳۸۱
حسن، رئیس ۔ غانا ۶۱۵
حسن شاہ، سید ۔ قادیان ۳۴۱
حسن عبدالقادر معرب ۔ مراکو ۵۹
حسن کے جام ۱۳۸
حسن مورنو ۔ انڈونیشیا ۳۸۱
حسین بی بی بنت میاں محمد ابراہیم ۳۴۰
حسین قزق ۱۴۶
حضرت اللہ پاشا، سید ۳۵۰
حفیظ احمد شاہد ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸
حفیظ ملک ۸۸
حمید احمد خاں ۔ ربوہ ۴
حمیداللہ ایم ۔ اے، چوہدری ۱۳۹، ۱۷۷
حمیداللہ سوکارجو ۳۸۲
حمیداللہ ظفر ۔ سیرالیون ۶۳۶
حمیداللہ نصرت پاشا، سید ۶۰۳
حمزہؓ، حضرت ۵۶۰
حمزہ سینالو ۔ نائیجیریا ۱۱۴، ۱۱۵
حمید نظامی ۶۰۷تا۶۰۹
حمیدہ بیگم زوجہ فتح محمد ۳۳۷
حمیدی میانا ۶۴۰
حنیف احمد، صاحبزادہ مرزا ۲
خادم حسین، کیپٹن ۶۷۰
خالد، شیخ ۔ معلم تنزانیہ ۹۱
خالد رسیڈلر، ڈاکٹر ۲۸
خالد ملک ۔ ربوہ ۶۰۴
خدا بخش، چوہدری ۱۹۷، ۱۹۹
خروشیف ۵۰۴
خلیل احمد، صاحبزادہ مرزا ۲
خلیل احمد، ملک ۔ مجاہد غانا ۷۳
خلیل احمد اختر، ملک ۶۴
خلیل احمد ناصر، ڈاکٹر ۹۳
خلیل الرحمان، الحاج ۔ مولوی فاضل
۵۸۵، ۵۸۷
خلیل محمود ۔ امریکہ ۹۳، ۶۲۶
خورشید احمد، شیخ ۱۵۹
خورشید احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۶۵، ۴۴۶
خورشید مسرت زوجہ میجر محی الدین ملک
۳۴۵
خوشی محمد آف کریام، چوہدری ۳۲۱

د ۔ ڈ ۔ ذ

داتو عبدالجلیل، مفتی ۶۵۳
داؤد ۔ آئیوری کوسٹ ۱۶۹
داؤد احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۶۵
داؤد احمد، سید میر ۱۰۹، ۱۱۱، ۲۳۸،
۴۲۶، ۴۲۷، ۴۴۱تا۴۴۶، ۵۱۷، ۵۱۹،
۵۲۰، ۵۴۳، ۵۴۹
داؤد احمد ایم ۔ اے ۔ گھٹیالیاں ۱۹۸
داؤد احمد حنیف، مولوی ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۴،

۱۲۷ تا ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۳ تا ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۰
داؤد احمد طاہر، ڈاکٹر ۱۲۵
داؤد انجی، جسٹس الحاج ۱۱۷
داؤد جوارا۔صدر گیمبیا ۱۱۱، ۱۲۲،
۱۳۳، ۱۳۴
دتلف خالد ۱۸، ۶۰، ۹۸
درثمین بنت صاحبزادہ مرزا مجید احمد ۲
دریوسس، ڈاکٹر ۴۳
دوست محمد شاہد، مولانا ۳۲۵
دوست محمد شمس، میاں ۴۶۹، ۴۷۰
دین محمد شاہد، مولوی ۸
دی ینگ، ڈاکٹر ۳۴، ۳۸، ۴۰
ڈانمولا، اے۔بی ۶۳۳
ڈیکوکسانا، ڈاکٹر ۱۳۶
ڈبلیو ویجسٹر ۷۶
ڈرامی، شیخ ۷۹ تا ۸۱
ڈورتھی، لیڈی ۸۳، ۸۴
ڈولف خیرف، ڈاکٹر ۹۴
ڈونلڈ سٹیفن ۳۷۹
ڈیگ ہیمر شولڈ، جنرل ۷۵
ڈینزل ابسٹن، سر ۳۰۲
ڈیویز، ڈی جی ۶۵۱
ذوالفقار علی خاں، سرنواب ۲۰۹
ذیل سنگھ، گیانی ۶۱۰

ر۔ز

رابرٹ، پادری ۷۳
رابرٹس، آرچ ۶۲۸
راج کشور پٹنائک ۶۱۳
راڈن ہدایت۔انڈونیشیا ۹۶، ۹۷
راڈن یوسف۔انڈونیشیا ۶۵۴
رام بالی۔لاہوری ۵۴۷
رام دیو ۳۰۳
رحمت اللہ، حکیم ۳۳۱
رحمت اللہ، شیخ۔کراچی ۱۱، ۵۶۹
رحمت اللہ، شیخ۔طغل والا ۵۷۳ تا ۵۷۹
رحمت اللہ خاں۔دہلی ۳۵۳
رحمت بیگم۔کراچی ۳۰۲
رحمت خاں، چوہدری۔امام
بیت فضل لندن ۹۹، ۲۰۵، ۴۵۴،
۴۵۶، ۶۲۰، ۶۲۲ تا ۶۶۸
رحمت علی، مولوی۔انڈونیشیا ۳۸۱
رحیم بخش، صوفی۔راولپنڈی ۲۲۹
رشید۔معلم غانا ۶۳۰
رشید۔نائیجیریا ۶۳۳
رشید احمد۔امریکہ ۹۳، ۶۲۶
رشید احمد، چوہدری ۳۳۷
رشید احمد، چوہدری۔ریڈیو آفیسر ۶۱۵
رشید احمد ارشد ۶۰۶
رشید احمد جاوید، چوہدری ۶۰۴
رشید احمد سرور ۶۴۰، ۶۴۲، ۶۵۵
رشید احمد، شیخ۔ڈچ گی آنا ۹۴
رشید احمد، چوہدری۔گھٹیالیاں ۱۹۷
رشید الدین، چوہدری ۳۷۲، ۳۸۳،
۶۳۱ تا ۶۳۳
رشید الدین، ڈاکٹر خلیفہ ۵۸۶، ۶۰۱
رشید حسین۔ایڈیٹر اخبار ''الفجر'' ۴۵
رشیدی۔معلم۔تنزانیہ ۹۱
رشیدی صالح۔تنزانیہ ۶۳۹
رضا، میجر جنرل ۱۸۱
رضیہ۔مالمو ۲۶
رضیہ، استانی۔سیالکوٹ ۶۱۵
رفیع احمد، صاحبزادہ مرزا ۳۵۸، ۵۱۹
رفیق احمد، چوہدری ۳۳۷
رفیق احمد، صاحبزادہ مرزا ۳، ۶۰۳
رفیق احمد جاوید۔مجاہد گیمبیا ۱۲۸
رفیق احمد کلرک، گھٹیالیاں ۱۹۵
رقیم احمد برگن ۲۶
رمضان علی، مولوی۔مجاہد ارجنٹائن ۳۳۰
روز، ایچ اے ۳۰۳
روشن الدین احمد۔مجاہد مسقط ۳۸۴
روشن علی، حافظ ۲۰۷، ۲۴۳، ۲۹۷، ۳۸۹
ریورنڈ اے، آر ھیمپسن ۹۲
ریورنڈ بوتھ ۶۴۸
ریورنڈ سائر ۸۰
زرتشت منیر خاں ۱۹۷
زکیہ بیگم، صاحبزادی نواب ۲۲۰
زورین۔سفیر اقوام متحدہ ۵۰۴، ۵۰۵
زین العابدین ولی اللہ شاہ، سید ۲۴۴، ۴۴۷
زینب بی بی بنت میاں چراغ دین ۳۳۷
زینب بی بی زوجہ لال دین ۵۷۳
زینب بیگم اہلیہ شیخ محمود الحسن ۴۰۸

س

سارا امۃ الحفیظ ۲
سارا بنت حمید نظامی ۶۰۸
سارا تسنیم بنت نوابزادہ حامد احمد خاں ۶۰۳
سالک مبارک۔مجاہد گیمبیا ۲۸۹
سانیالو، ایچ او ۶۳۳

سپولر، پروفیسر ۵۹، ۳۶۱
سدانند، چوہدری۔ کندرا پاڑہ ۶۱۲
سردار بیگم اہلیہ چوہدری عبدالرحیم ۳۲۴
سردار خاں۔ لاہور ۳۵۸
سکندر اعظم ۲۸۰
سکینہ بانو اہلیہ سیٹھ اللہ دین ۳۸۸
سکینہ بی بی زوجہ فضل شاہ ۳۴۱، ۳۴۲
سکینہ سیفی ۸۴
سعادت احمد ۳۰۲
سعدیہ احمد ۳۵۰
سعود احمد خاں، پروفیسر ۳۶۹
سعید احمد، ڈاکٹر ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵
سعید احمد چٹھہ، چوہدری ۱۳۷، ۲۹۰
سعید احمد ڈار، خواجہ ۵۹۱، ۶۶۵
سعیدہ عصمت ۲
سعیدی فنڈیکر ۳۷۷
سلطان احمد، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا ۶۰۳
سلطان احمد، میاں۔ دسوہہ ۳۳۰، ۳۳۱
سلطان محمود انور، مولانا ۴۴۵
سلیمان احمد، مولوی۔ مجاہد گیمبیا ۱۳۵
سلیمان الحسن۔ غانا ۶۲۷
سلیم الدین اختر ۳
سلیم ناصر ۱۷۰
سلیمہ بیگم۔ کراچی ۴۵۶
سمیع اللہ، مولوی۔ بمبئی ۳۵۳،
۳۵۴، ۵۴۸
سمیع اللہ سیال ۹۹، ۱۸۵، ۳۷۴، ۶۳۶
سمیع اللہ قیصر، مولوی ۷
سنجیدار ریڈی، شری ۸

سنفا آدم ۳۷۴
سوری ابراہیم کانو۔ سیرالیون ۱۰۴
سوسی جابی۔ آئیوری کوسٹ ۱۷۵
سوکولے، مسٹر ۱۷۰
سہیل کوثر ۳۵۱
سی جیلو۔ گیمبیا ۱۲۹
سیسل نارتھ کاٹ ۶۰
سیسے، امام۔ سیرالیون ۳۷۴
سیف الاسلام محمود دارکسن ۲۳، ۲۰۴
سیف الرحمان، ملک ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۶۹
سی۔ وی۔ نارا سمن ۴۹۸

ش

شاہد احمد خاں پاشا، نواب ۲۲۰، ۶۰۳
شاہدہ بنت ڈاکٹر مرزا مبشر احمد ۳۵۰
شاہدہ بیگم، نواب ۲۲۰
شاہدین، بابو ۳۳۲
شاہ فیصل ۳۵۹
شاہ محمد، سید۔ مجاہد انڈونیشیا ۹۶،
۹۷، ۶۵۴
شاہ محمد خوشنویس ۳۳۸
شاہ نواز، چوہدری ۱۹۶
شاہ نواز خاں، ڈاکٹر ۷۹، ۸۱،
۹۹، ۳۷۴
شاباہ۔ گیمبیا۔ لوکل مبلغ ۱۳۵
شبیرات علی، میاں ۳۳۰
شبیر احمد، خواجہ۔ برما ۹۸
شریف احمد، حکیم۔ درگانوالی ۵۷۳
شریف احمد، صاحبزادہ مرزا ۸، ۲۱۲،
۲۴۰ تا ۲۶۶، ۴۰۳

شریف احمد امینی، مولانا ۷، ۹، ۳۵۴،
۵۴۸، ۶۱۵
شریف احمد وڑائچ ۳۳۸
شریف اے قاسم ۳۵۹
شریف عباس۔ معلم سیرالیون ۶۳۶
شریف کامل۔ سفیر اردن ۶۳۲
شریف عمر عبداللہ ۶۲۸
شعیب ابن حمید نظامی ۶۰۸
شمس الدین، مولوی۔ نو احمدی ۴۱۶
شمس الدین، الحاج منشی ۴۷۰
شمشاد علی، سید ۴۲۲، ۴۲۳
شمشیر سنگھ اشوک، سردار ۵۳۷ تا ۵۴۰
شمیم ابن خواجہ محمد دین سیالکوٹی ۳۴۵
شمیم بیگم بنت چوہدری خوشی محمد ۳۵۰
شوکت جہاں، صاحبزادی ۲
شوکت علی، حافظ۔ بھدرک ۴۱۴، ۴۱۹،
۴۲۱، ۴۲۲
شہامت علی۔ قادیان ۵۴۹
شیبہؓ ۵۶۱
شیجو شگاری، الحاج ۶۳۳
شیٹی۔ مسٹر ۴۰۱
شیر علی، مولانا ۳۰۷، ۳۳۲
شیر علی۔ سورو ۴۱۴

ص۔ ض

صادق علی۔ بھدرک ۴۱۴
صالح، الحاج۔ معلم غانا ۶۳
صالح المحمودی۔ لبنان ۱۴۶
صالح الشیبی ۹۸
صالح محمد، شیخ۔ معلم تنزانیہ ۹۱

صالح محمد، مولوی ۹۹، ۶۵۵
صالح محمد الہ دین، ڈاکٹر حافظ ۴۰۳، ۶۲۶، ۶۵۹
صباح الدین، خلیفہ ۲۹۵
صبحی قزق۔لبنان ۱۴۶
صدرالدین، مولوی ۲۰۸، ۲۴۲، ۵۷۸
صدیق، الحاج۔لائبیریا ۷۵
صفدر علی خاں ۳، ۳۵۱
صلاح الدین احمد، خلیفہ ۶۰۱
صلاح الدین ایم اے، ملک ۳۰۴، ۳۰۹، ۳۵۳، ۳۹۲
صلاح الدین بی اے، چوہدری ۴۶۰
صلاح الدین خاں بنگالی ۳۸۳، ۶۲۴
صمصام علی، سید ۴۱۷
ضیاء الحسن، بریگیڈیر ڈاکٹر ۱۲۵
ضیاء الدین، ڈاکٹر ۱۷۰، ۳۷۴، ۶۳۱

ط۔ظ

طارق باجوہ۔ربوہ ۳
طاہر احمد۔ناروے ۱۸۷
طاہر احمد، صاحبزادہ مرزا۔خلیفۃ المسیح الرابعؒ
۵، ۱۳۳، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۷۸، ۱۷۹، ۲۱۱، ۲۱۶، ۲۱۹، ۲۳۴، ۳۲۵، ۴۲۶ تا ۴۲۸، ۴۳۰، ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۳۴ تا ۵۴۰، ۵۶۹، ۵۷۱، ۵۹۸
طاہر احمد، کیپٹن ڈاکٹر ۱۲۵
طاہر احمد ملک ۶۰۵
طاہر محمود، چوہدری ۲۹۲
طاہرہ بیگم، سیدہ ۲
طاہرہ بیگم، صاحبزادی نواب ۲۲۰، ۴۵۷
طاہرہ نسرین بنت نثار احمد فاروقی ۴، ۳۵۲، ۶۰۵
طعمہ رسلان، السید۔لبنان ۱۴۳، ۱۴۶
طورے، الحاج ۱۷۰
ظفر احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۶۵، ۴۶۹
ظفر اسلام ۳۴۵
ظفر اللہ کناک۔(جرمن مسلم) ۱۲
ظفر برادر عبدالمنان ناھید ۳۴۴
ظفر محمد ظفر، مولوی ۲۴۵
ظل اللہ۔لبنان ۱۴۶
ظہور احمد، چوہدری ۲۴۵
ظہور احمد باجوہ، چوہدری ۱۷۰، ۴۱۰، ۴۲۶، ۴۲۷
ظہور حسین، مولانا ۴۱۳
ظہور دین۔تنزانیہ ۹۱

ع

عابد حنیف۔امریکہ ۹۳
عارف ابن حمید نظامی ۶۰۸
عباد اللہ گیانی ۵۳۷
عالیہ قونیا خوجہ ۶۲۶
عائشہ ای جیڈی ۶۱۵
عائشہ بی بی ۵۷۳
عائشہ صدیقہؓ ۵۲۶
عائشہ محمودہ ۳۴۳
عباس احمد خاں، نواب ۲۲۰، ۲۶۵
عبدالاحد ۳۰۴
عبدالباسط ۳۵۱
عبدالجبار۔برما ۹۸
عبدالحق، پادری ۴۳۶
عبدالحق، چوہدری۔قادیان ۶۱۹
عبدالحق، قاضی ۲۰۷
عبدالحق، مرزا۔بانجل ۱۲۶
عبدالحق ایڈووکیٹ، مرزا ۱۵۲، ۱۶۰، ۲۱۹، ۴۱۰، ۴۳۴، ۴۳۵، ۵۶۹، ۶۵۹
عبدالحق خوشنویس، منشی ۵۲۰، ۵۶۹
عبدالحق رامہ، میاں ۴۱۰، ۴۲۶، ۴۲۷
عبدالحق فضل، مولوی ۶۱۲
عبدالحکیم۔(بھدرک) ۴۱۴
عبدالحکیم اکمل ۲۵، ۳۱، ۳۸۳
عبدالحلیم صادق ۶۰۴
عبدالحمید۔آئیوری کوسٹ ۱۶۷، ۱۷۱
عبدالحمید، بابو۔قادیان ۲۱۰
عبدالحمید، چوہدری ۴۴۸
عبدالحمید، میجر ۶۲۰، ۶۲۲، ۶۵۵
عبدالحمید خاں۔کپورتھلہ ۶۲۱
عبدالحمید عاجز، شیخ ۴۷۱
عبدالحی، میاں ۲۰۸
عبدالحی، میاں۔مجاہد انڈونیشیا ۹۶، ۳۸۰، ۳۸۱، ۶۵۴
عبدالحی۔سیالکوٹ ۳۴۴
عبدالحی، سیٹھ۔یادگیر ۶
عبدالخالق، شیخ۔فاضل عیسائیت ۳۴۵، ۳۴۶
عبدالخالق، مولوی۔مجاہد مشرقی افریقہ ۳۸۳، ۶۵۵
عبدالخالق، مہتہ ۳۱۶، ۳۵۸، ۳۵۹
عبدالرب بی۔اے۔بھدرک ۴۱۴، ۴۱۸
عبدالرحمان، چوہدری۔جنجہ ۳۳۶
عبدالرحمان، چوہدری۔لندن ۴۵۴

عبدالرحمٰن۔نواب میاں ۲۰۶ تا ۲۰۸
عبدالرحمٰن،خواجہ۔آسنور ۵۹۱
عبدالرحمان،خلیفہ۔جموں ۶۱۵
عبدالرحمٰن۔ڈچ نومسلم ۳۴، ۳۸
عبدالرحمٰن ابن چوہدری ودھاوے خاں ۳۳۷
عبدالرحمان ابن ماسٹر مامون خاں ۳۲۸
عبدالرحمٰن اللہ رکھا مدراسی،سیٹھ ۳۹۶، ۳۹۹
عبدالرحمان انور،مولانا ۱۲۰، ۴۱۰، ۵۶۹
عبدالرحمان تاجر،شیخ ۵۷۸
عبدالرحمٰن جٹ،مولانا ۵، ۳۳۲، ۵۸۵، ۶۰۶
عبدالرحمان سٹین ہاور ۴۷
عبدالرحمان سلیم،شیخ ۱۴۶
عبدالرحمان صدیقی،ڈاکٹر ۵۷۱
عبدالرحمٰن فانی،مولوی ۹
عبدالرحمٰن قادیانی،بھائی ۳۰۲ تا ۳۱۶
عبدالرحمان کپورتھلوی،منشی ۳۴۱
عبدالرحمان مصری،شیخ ۳۳۴
عبدالرحمان موگا،ڈاکٹر ۶۱۵
عبدالرحمٰن مہر سنگھ،ماسٹر ۲۰۷
عبدالرحمان ہیفر ۶۶
عبدالرحیم۔ربوہ ۶۵
عبدالرحیم۔انڈونیشیا ۹۶
عبدالرحیم بھٹی۔ٹیلر ماسٹر ۳۳۷
عبدالرحیم جمونی،خلیفہ ۵۸۷، ۵۸۸
عبدالرحیم خالد،نواب میاں ۲۰۶ تا ۲۰۸
عبدالرحیم خاں ۵۸۶
عبدالرحیم دہلوی،شاہ ۲۰۹
عبدالرحیم فانی،میاں ۵۹۹
عبدالرحیم قادیانی ۲۰۷، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۱۲
عبدالرحیم کشمیری،مولوی ۴۶۸
عبدالرحیم مالیرکوٹلوی ۳۰۵
عبدالرحیم نیر،مولانا ۱۸۱
عبدالرزاق،سید۔کریام ۳۲۲
عبدالرزاق،مہتہ ۳۱۶
عبدالرشید۔ہالینڈ ۳۶۴
عبدالرشید خاں۔سورو ۴۲۳
عبدالرشید رازی،مولانا ۱۷۵ تا ۱۷۸
عبدالرشید شرما۔شکارپور ۵۳۴
عبدالرشید فنڈتر ۳۴، ۳۵، ۳۹، ۴۰
عبدالرشید کنجاہی،ملک ۳۲۵، ۳۲۷
عبدالرشید منگلا۔بانجل ۱۲۷
عبدالرفیق شاہ،سید ۳۱۷
عبدالسبحان،مستری۔لاہور ۳۲۹
عبدالستار۔سورو ۴۱۴
عبدالسلام،سید ۴۱۴
عبدالسلام،مہتہ ۳۱۶
عبدالسلام۔سیالکوٹ ۳۴۵
عبدالسلام اختر ایم۔اے ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸
عبدالسلام خورشید ۶۰۸
عبدالسلام شاہ،سید ۳۱۷
عبدالسلام محمود ارکسن ۲۴
عبدالسلام میڈسن۔ڈنمارک ۱۹ تا ۲۶، ۵۷، ۵۸، ۱۸۷، ۲۰۴
عبدالسمیع ابن ابوالبشارت مولانا عبدالغفور ۳، ۳۰۲
عبدالشکور،ڈاکٹر ۴۳۵
عبدالشکور،مولوی۔مجاہد گیمبیا ۱۲۷، ۲۸۹
عبدالشکور اسلم ۶۰۵
عبدالعزیز،چوہدری۔واقف زندگی ۲۹۴
عبدالعزیز،خلیفہ ۵۹۱
عبدالعزیز حلمی ۳۶۸
عبدالعزیز خاں۔سڑوعہ ۲۱۰
عبدالعزیز دین۔برطانیہ ۱۴، ۴۵۲، ۴۵۵
عبدالعظیم۔قادیان ۵۴۹
عبدالغفور،ابوالبشارت ۲۹۷ تا ۳۰۲
عبدالغفور،صوفی ۴۳۶، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۵۵
عبدالغفور تاجر،شیخ ۵۷۹
عبدالغنی۔برما ۹۸
عبدالغنی،چوہدری۔تنزانیہ ۹۱
عبدالغنی ابن قاضی غلام قادر ۳۲۹
عبدالغنی بھٹی،میاں ۳۳۷
عبدالغنی کنجاہ،ملک ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۸
عبدالقادر۔سول سرجن ۵۸۵
عبدالقادر،سیٹھ۔بورنیو ۳۴۶
عبدالقادر،شیخ۔محقق عیسائیت ۴۳۶، ۴۴۳، ۵۴۳
عبدالقادر،مہتہ ۳۰۷، ۳۱۶
عبدالقادر،مولانا شیخ ۲۹۳، ۳۱۹، ۵۸۴
عبدالقادر۔مدراس ۳۵۵
عبدالقادر بی اے،شیخ۔گھٹیالیاں ۱۹۷
عبدالقادر خاں،میجر ۳۲۴
عبدالقادر دہلوی،شاہ ۴۱۸

عبدالقادر صدیقی ۳۹۸، ۶۰۰، ۶۰۱
عبدالقادر ضیغم، مولوی ۹۳، ۶۲۶
عبدالقدوس، مولوی۔شنکر پور بھدرک ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۰
عبدالقدیر شاہد، مولوی ۳۷۴، ۳۸۳، ۶۳۶، ۶۵۶
عبدالکریم۔حیدرآباد دکن ۶۰۰
عبدالکریم۔رائے چور ۶
عبدالکریم، مولوی ۱۳، ۱۷۰
عبدالکریم ابن چوہدری ودھاوے خاں ۳۳۸
عبدالکریم ایم۔اے۔گھٹیالیاں ۱۹۸
عبدالکریم سیالکوٹی، مولانا ۲۳۲، ۲۷۸، ۵۸۰، ۵۸۴
عبدالکریم شرما، مولوی ۹۱، ۳۷۶، ۶۴۷
عبداللطیف، چوہدری۔مجاہد جرمنی ۱۵، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۵۴ تا ۵۶، ۵۹، ۲۰۳، ۲۰۵، ۳۶۰، ۳۶۱، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۷، ۴۵۸، ۶۰۲، ۶۲۳، ۶۵۶
عبداللطیف مولوی فاضل، حاجی شیخ ۵۷۹
عبداللطیف، ڈاکٹر ۴۳۵
عبداللطیف، صاحبزادہ۔شہید کابل ۳۰۵، ۵۸۵، ۶۲۱
عبداللطیف، گیانی ۶۱۰، ۶۱۹
عبداللطیف، مرزا۔قادیان ۵۸۳، ۵۸۴
عبداللطیف، مولوی، مجاہد غانا ۶۲
عبداللطیف ابن سیٹھ عبدالحی۔یادگیر ۷
عبداللطیف الحداد، شیخ ۱۴۶
عبداللطیف ستکوہی، ملک ۴۴۴
عبداللطیف شاہ، سید ۳۱۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۶۱۵
عبداللطیف میمن، سیٹھ ۳۵۳
عبداللہ، الحاج۔گیمبیا ۱۲۸
عبداللہ، سید۔شموگہ ۶۱۱
عبداللہ مولوی فاضل ۳۵۵، ۶۰۷
عبداللہ الصلایلی، الشیخ۔لبنان ۱۴۴
عبداللہ الکنتی۔سینیگال ۱۶۵
عبداللہ الہ دین، سیٹھ ۱۱۲، ۲۶۱، ۳۸۸ تا ۴۰۸
عبداللہ چیرو ۱۷۰
عبداللہ خاں۔نواب شاہ ۵۳۴
عبداللہ سعیدی (فونڈی کیرا) ۶۴۲، ۶۵۰
عبداللہ طینی۔غانا ۶۲۷
عبداللہ عثمان۔صدر صومالیہ ۳۷۰
عبداللہ عطاء الرحمان، چوہدری ۳۳۷
عبداللہ کلی بالی ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۰
عبدالمالک، راجہ ۳۵۲
عبدالمالک خاں، مولانا ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۸۳، ۳۹۳، ۶۲۷، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۵۹
عبدالماجد، چوہدری ۴۴۸
عبدالماجد، دریابادی ۱۹۰، ۴۳۶، ۴۷۴، ۶۰۶، ۶۱۱
عبدالمجید، میر۔مجاہد گیمبیا ۱۲۷
عبدالمجید بھٹی۔نائیجیریا ۶۳۳
عبدالمجید تاجر، شیخ ۵۷۹
عبدالمغنی خاں، مولوی ۳۹۲
عبدالمنان۔آف لاہور ۴۶۱، ۴۶۲
عبدالمنان، خلیفہ ۵۹۱
عبدالمنان دہلوی، صوبیدار ۲۴۳
عبدالمنان ناھید ۳۴۲، ۳۴۵
عبدالمومن، خلیفہ ۵۹۱
عبدالمومن، سید ۱۲۶
عبدالنور۔بھدرک ۴۱۴
عبدالواحد، مولوی۔انڈونیشیا ۹۶، ۳۸۱، ۶۵۴
عبدالواحد، شیخ۔فجی آئی لینڈ ۹۹
عبدالواحد۔غانا ۶۳۰
عبدالواحد، مولوی۔ایڈیٹر اخبار ”اصلاح“ ۵۸۸ تا ۵۹۰، ۶۶۵
عبدالواحد، اوورسیئر۔جہلم ۶۶۴
عبدالواحد، روسن ۲۵
عبدالواحد عزیز۔غانا ۷۴، ۳۶۶، ۶۲۷
عبدالواحد، ودیارتھی، چوہدری ۴۱۳
عبدالوکیل، خلیفہ ۵۹۱
عبدالوہاب، خلیفہ ۵۹۱
عبدالوہاب آدم۔غانا ۶۲، ۷۲ تا ۷۴، ۹۸، ۳۶۶، ۳۶۸، ۳۷۰، ۶۲۷، ۶۲۹، ۶۳۰
عبدہ عمران ۶۴۰
عتاب بن اسید ۲۵۱
عثمان، الحاج ۱۶۷
عرفان الحق۔لاہور ۴
عرفانگ کراموطراوے، امام ۱۳۸
عزیز احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۶۰
عزیز احمد، انڈونیشیا ۹۶
عزیز احمد کنجاہی، ملک ۵۹۹
عزیز بخش، مولوی ۳۰۱
عزیزہ بیگم زوجہ محمد طفیل قلعی گر ۳۳۷

عطاءاللہ، ڈاکٹر کرنل ۱۶۰
عطاءاللہ باجوہ، کرنل ۵۸۲
عطاءاللہ بخاری، سید ۲۴۵، ۳۰۷، ۶۰۹
عطاءاللہ ظہور، کرنل ۵۲۸
عطاءاللہ کلیم، مولانا ۶۳، ۶۴، ۶۶،
۷۱ تا ۷۴، ۳۶۸ تا ۳۷۰، ۶۲۶، ۶۲۸،
۶۳۰، ۶۳۶
عطاء المجیب راشد ۳۵۲، ۶۰۴
عطاء الٰہی پٹواری، قاضی ۳۲۴
عطاء محمد، اورسیئر، بابو ۵۸۲
عطاء محمد، چوہدری ۶۰۲
عکرمہ ۲۵۱
علی۔ معلم ۳۷۸
علی با۔ گیمبیا ۱۲۲
علی بخش، چوہدری۔ کریام ۳۲۲
علی روجرز، الحاج ۳۷۴، ۶۳۶
علی رؤف آ کان۔ ترک جرنلسٹ ۱۷
علی محمد، راجہ ۳۲۴
علی محمد، اجمیری ۲۹۸
علی محمد الہ دین، سیٹھ۔ سکندر آباد ۳۹۶، ۴۰۸
علی محمد، بی اے بی ٹی ۳۴۵
علی محی الدین ۳۵۵
علی مختار با ۱۱۷
عمر، الحاج۔ غانا ۶۱۵
عمر الدین سدھو، ڈاکٹر ۱۲۴
عمران، شیخ۔ بھدرک ۴۱۴
عمر جوف ۱۱۷
عمر ڈار، حاجی۔ آسنور ۵۹۱
عمر سلیمان، ڈاکٹر ۶۲۱، ۶۲۳
عمر عثمان۔ مالمو ۲۶
عمر علی طاہر۔ مجاہد گیمبیا ۱۳۵، ۱۳۸
عنایت اللہ خلیل ۹۹، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۳
عنایت اللہ احمدی، چوہدری ۹۱، ۳۷۶،
۳۷۷، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۶، ۶۵۰
عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ۲۲۲
عیسیٰ۔ معلم ۷۰

غ

غلام احمد، چوہدری۔ لندن ۳۳۶
غلام احمد کریام، حاجی ۲۳۹، ۳۲۲، ۳۲۳
غلام احمد ایم۔ اے، صاحبزادہ مرزا ۳۱۰
غلام احمد بدوملہوی ۱۱۹، ۱۲۰
غلام احمد قادیانی، حضرت مرزا۔ مسیح موعودؑ ۵،
۱۱، ۱۲، ۸۳، ۱۰۵، ۲۲۷، ۲۳۳، ۲۴۰، ۲۸۰،
۳۰۴، ۴۱۵، ۴۲۴، ۴۶۱، ۴۶۷،
۵۲۷، ۵۷۳
غلام احمد نسیم، مولانا ۹۹، ۱۸۳، ۱۸۵،
۳۷۴، ۶۳۴ تا ۶۳۶
غلام ابراہیم، ڈاکٹر۔ کندرا پاڑا ۶۱۲
غلام الدین، شیخ (بھدرک) ۴۱۴
غلام اللہ باجوہ، چوہدری ۵۸۲
غلام اللہ خاں، الحاج ۳۲۴، ۳۴۸
غلام باری سیف، مولانا ۲۳۴، ۵۴۳
غلام حیدر، چوہدری۔ گھٹیالیاں ۱۹۷، ۳۳۶
غلام حیدر ایڈووکیٹ، مرزا ۴۱۰
غلام دستگیر، سید ۴۰۴
غلام رسول پٹھان ۸
غلام رسول راجیکی، مولانا ۲۱۰
غلام سرور نمبردار، چوہدری ۵۷۹
غلام غوث محمد ۵۷۹
غلام فرید، ملک ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۸، ۲۱۹
غلام فاطمہ اہلیہ چوہدری محمد تقی ۳۳۶
غلام فاطمہ بنت میاں چراغ دین ۳۳۷
غلام قادر، قاضی۔ لاہور ۳۲۹
غلام قادر، صاحبزادہ مرزا ۶۰۳
غلام مجتبیٰ چینی، قاری۔ رفیق ۵۸۴
غلام محمد، حافظ صوفی ۱۴۷، ۲۰۷، ۶۵۲
غلام محمد، چوہدری ۲۰۷
غلام محمد۔ کابل ۵۸۶
غلام محمد امرتسری، حکیم ۵۷۷
غلام محمد، بخشی ۸
غلام محمد بی۔ اے، چوہدری ۳۳۲ تا ۳۳۶
غلام محمد خاں گرداور، چوہدری ۳۲۳
غلام محمد خاں گلگتی ۳۳۹
غلام محی الدین۔ قادیان ۵۷۷
غلام مرتضیٰ، حضرت مرزا ۵۷۳
غلام مرتضیٰ، چوہدری۔ وکیل القانون ۲۶۲
غلام مرتضیٰ نعیم ۳۲۴
غلام مصطفیٰ کیٹا ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۱۷
غلام مہدی، مولوی ۸، ۴۱۴، ۴۱۷،
۶۱۲، ۶۱۳
غلام نبی، خواجہ۔ کلکتہ ۴۶۸
غلام نبی گلکار، خواجہ ۵۹۰
غلام نبی، ملک۔ مجاہد سیرالیون ۳۸۳،
۶۳۴ تا ۶۳۶، ۶۵۵
غلام ہادی، شیخ (بھدرک) ۴۱۴
غلام ہادی، سید ۶۱۳، ۶۱۴

غلام یٰسین، چوہدری ۶۲۶،۹۳

ف

فاریمان محمد سنگھاٹے، سر ۱۱۸،۱۱۷،
۱۲۰ تا ۱۲۳
فاطمہ بائی۔سکندر آباد ۴۰۸
فائز الشہابی، السید۔لبنان ۱۴۶،۱۴۳
فائزہ بیگم، صاحبزادی ۳۵۰
فتح دین، چوہدری ۵۶۹
فتح محمد۔کہروڑ پکا ۳۳۹
فرخ احمد ابن نواب عباس احمد خاں ۲
فرزند علی خاں، خان ۳۱۸
فرید احمد، صاحبزادہ مرزا ۵۲۰
فرید احمد، ڈاکٹر ۱۲۵
فریدہ، سیدہ۔بنت سید عبدالجلیل شاہ ۶۰۳،۳
فضل احمد۔ربوہ ۶۰۴
فضل احمد افضل، پروفیسر مولوی ۳۸۳،۳۷۲
فضل احمد بٹالوی، شیخ ۶۱۹،۵۲۰
فضل حسین، مہاشہ ۵۸۹
فضل الرحمان، مولوی سید ۶۱۴،۴۱۵
فضل الٰہی انوری، مولوی ۹۹،۶۵
فضل الٰہی بشیر، مولوی ۳۸۰،۲۳۴،
۶۵۵،۳۸۳
فضل شاہ، سید ۳۴۲
فضل عمر، سید ۶۱۳
فضل کریم۔کلکتہ ۴۶۸
فضل محمد، میاں۔ہرسیاں ۲۹۷
فضیلت غزالہ ۳۵۲
فقیر اللہ، ماسٹر ۴۴۵
فقیر محمد کابلی، سید ۵۸۵

فلپ، پرنس ۶۵۳
فوزیہ بیگم، صاحبزادی نواب ۴۵۱،۲۲۰
فہمیدہ بنت چوہدری ظفر علی ۴
فہیم احمد سیفی ۲۴
فیومیڈو۔وزیر اعظم ٹانگانیکا ۳۷۷
فیروز محی الدین، مولوی ۶۹،۶۲،۵۰،
۷۲،۷۱، ۹۸، ۳۶۸، ۳۶۹ تا ۳۷۱، ۶۲۸،
۶۳۳،۶۳۱،۶۲۹
فیروزہ فائزہ بنت جنید ہاشمی ۳۵۱
فیض احمد، چوہدری۔پوہلہ مہاراں
۲۰۲،۱۹۷
فیض احمد، مولوی ۶
فیض احمد خادم۔گھٹیالیاں ۱۹۷
فیض احمد گجراتی، چوہدری ۵۸۵
فیض الحق، حاجی ۳۷۲
فیض الحق خاں۔نائیجیریا ۶۳۳،۳۸۳

ق

قاسم الدین، بابو ۱۹۶ تا ۱۹۸، ۵۹۰
قاسم علوی، شیخ ۶۴۹
قاسم محمود، سید ۱۶۱
قدرت اللہ، حافظ مولوی۔مجاہد ہالینڈ ۲۴،
۲۵، ۳۱ تا ۳۳، ۳۶، ۳۸ تا ۴۴، ۴۸ تا ۵۰،
۶۲۴،۶۲۳،۴۵۴،۳۶۶،۳۶۴،۲۴۹
قدرت اللہ سنوری، مولوی ۴۲۶ تا ۴۲۸
قدسیہ بیگم، صاحبزادی نواب ۲۲۰
قمر الدین، مولوی ۳۰۱،۲۹۸
قمر الدین، شیخ۔بھدرک ۴۱۴
قمر النساء۔ربوہ ۶۰۴،۳۵۱

قیصر، مسٹر ۴۹

ک۔گ

کارڈسن ڈی لنگ ۸
کانتے جی آپٹے، شری ۶۰۷
کانڈے بورے ۱۰۴، ۱۰۵، ۳۷۵
کبیر الدین۔کینیا ۶۵۰
کرتا آتما جا۔انڈونیشیا ۳۸۱
کرم الٰہی ظفر، چوہدری ۳۶۶
کریم اللہ۔ایڈیٹر ''آزاد نوجوان'' ۶۱۵،
۶۱۶
کریم اللہ عبد زیروی ۶۰۵
کریم بی بی۔دسوہہ ۳۳۰
کشور احسان۔امریکہ ۳۰۲
کلاؤس، ڈاکٹر۔جرمنی ۶۲۳
کلیم الدین، سید۔سورو ۴۲۳
کلیم اللہ خاں۔(چک ۶۸ ج۔ب فیصل
آباد) ۳۲۵
کلیم اللہ شاہ، سید ۲
کلیم ہوکنس ۲۵
کمال الدین، خواجہ ۳۲۳،۲۷۸
کمال الدین، شہزادہ ۲۰۴
کمال الدین محمد، مولوی۔ٹرینیڈاڈ ۴۶۶
کمال یوسف، مولانا۔مجاہد سکنڈے نیویا
۲۳، ۵۷، ۱۸۷، ۳۶۱، ۶۵۶
کنیز فاطمہ بنت چوہدری غلام محمد بی۔اے
۳۳۶
کورے نکروما، ڈاکٹر ۶۲۹
کوفی کاجو۔آئیوری کوسٹ ۱۶۳

کول، مسٹر۔ فری ٹاؤن ۶۳۶
کولیئر، مسٹر ۷۹
کے ایم شیخ، جنرل ۶۶، ۶۹، ۷۱
کے ایم میگراج ۴۲۰
کیرافا کمار۔ سیرالیون ۳۷۴
کینیڈی۔ مسز ۶۲۰
کھوسلہ، مسٹر۔ سشن جج ۳۰۷
گاربا جاھمپا، الحاج۔ گیمبیا ۱۲۸
گامانگا، پیرامونٹ چیف۔ سیرالیون ۷۸، ۳۷۴
گل محمد۔ بھدرک ۴۱۴
گنگا بشن ۳۲۸
گوبند شاستری ۶۱۲
گوپال سوامی آئنگر، سر ۵۸۹
گوراند تہ مل، مہتہ ۳۰۳
گوروشنکراچاریہ، شری ۶۱۱
گیوا، ایس بی۔ نائیجیریا ۶۳۱، ۶۳۳

ل

لاما کمارا۔ آئیوری کوسٹ ۱۶۳
لامن لی۔ گیمبیا ۱۳۷
لسٹول، لارڈ ۶۲
لطیف احمد خاں ۳
لطیف احمد خاں، رانا۔ فیصل آباد ۳۲۵
لطف الرحمان، مرزا ۱۶، ۱۸، ۴۴، ۳۶۸، ۳۶۹، ۶۲۷، ۶۳۰ تا
لطف الرحمان، مولوی۔ کلکتہ ۴۶۸
لطف الرحمان محمود ۶۰۴
لئیق احمد، مرزا ۵۲۰
لئیق احمد انصاری، ڈاکٹر ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۶
لئیق احمد فرخ، ڈاکٹر ۱۲۵
لی، ڈاکٹر۔ لندن ۴۴۹، ۴۵۰
لیمن ولی انجائے ۱۱۲

م

مادے خاں۔ کریام ۳۲۳
مارگولیتھ، پروفیسر ۳۳۳
مامور سمیع باجان۔ گیمبیا ۱۲۲
مامون خان، ماسٹر۔ رفیق۔ قادیان ۳۲۸
مانکو۔ انڈونیشیا ۹۸
مبارک احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۴، ۷۸، ۱۲۳، ۱۶۰، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۸۷، ۳۶۰، ۳۷۴، ۴۱۱، ۴۲۶، ۴۲۷، ۶۲۱، ۶۲۶، ۶۳۱، ۶۳۶، ۶۵۹
مبارک احمد۔ پشاور ۴
مبارک احمد، قاضی۔ مجاہد غانا ۳۸۳
مبارک احمد، کرنل۔ واہ کینٹ ۶۱۵
مبارک احمد، مولانا شیخ ۸۷، ۹۱، ۹۵، ۳۷۶، ۳۷۸، ۶۴۸، ۶۵۵
مبشر احمد آئینو ۴۶۱
مبارک احمد ایم ایس سی، پروفیسر ۳۵۳
مبارک احمد تیماپوری، مولوی ۷
مبارک احمد ساقی، مولوی ۸۲، ۸۳، ۹۹، ۱۱۲، ۱۱۴، ۳۷۵، ۶۳۶ تا ۶۳۸
مبارک علی، چوہدری۔ مجاہد سلسلہ ۶۱۰، ۶۱۵، ۶۱۶
مبارکہ بیگم، سیدہ نواب ۲۱۶، ۲۵۴، ۲۵۷، ۴۱۶، ۵۲۱، ۵۲۷، ۶۱۸
مبارکہ بیگم اہلیہ ابرار احمد۔ کراچی ۳۰۲
مبارکہ بیگم اہلیہ چوہدری محمود احمد باجوہ ۵۸۲
مبارکہ نیرّ۔ کراچی ۴۵۶
مبشر احمد۔ پشاور ۳
مبشر الدین۔ سونگھڑہ ۶۱۲
مبشرہ سلمٰی بنت اخوند ڈاکٹر عبدالعزیز سندھی ۳
مجیب احمد، صاحبزادہ مرزا ۴۵۴
مجیب الرحمان ابن مولوی ظل الرحمان ۳۵۲
مجید احمد، صاحبزادہ مرزا ۶۶، ۳۶۶، ۴۵۲، ۴۵۴، ۶۲۶
مجید احمد بی۔ اے، ماسٹر ۱۹۵
مجیدہ بیگم۔ کراچی ۴۵۶
محبوب احمد خالد، شیخ ۵۲۴
محکم دین ایڈووکیٹ۔ امرتسر ۳۳۳
حضرت محمد ﷺ ۲۲۲، ۳۸۰، ۵۲۷، ۶۴۹
محمد، مولانا ۵۱۱، ۵۶۹، ۵۷۱
محمد آرتھر، مسٹر ۶۵، ۷۱، ۷۲، ۳۶۷، ۳۷۰، ۶۲۷، ۶۳۶
محمد آف آکوا اکرم ۶۵
محمد ابراہیم، حکیم ۹۹، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۳، ۶۴۶، ۶۴۷
محمد ابراہیم، سردار ۵۹۰
محمد ابراہیم، صوفی ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۰
محمد ابراہیم، مولوی۔ مجاہد سلسلہ ۸
محمد ابراہیم، میاں۔ خودپور ۳۳۹
محمد ابراہیم، میاں۔ ربوہ ۳۵۷، ۶۶۵
محمد ابراہیم، میر۔ پسرور ۳۴۶
محمد ابراہیم مانو۔ مجاہد غانا ۳۸۲
محمد اجمل شاہد، مولوی ۸، ۴۳۶
محمد اجمل، ڈاکٹر ۱۲۵

محمد احسن امروہی، سید ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۱
محمد احمد، ڈاکٹر۔عدن ۵۹۹
محمد احمد انور۔حیدرآبادی ۱۲۶
محمد احمد پانی پتی، شیخ ۵۹۳، ۵۹۷
محمد احمد جلیل، مولانا ۴۴۶
محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ، شیخ ۱۶۰، ۴۱۰، ۵۶۹، ۶۵۹
محمد احمد وجلوح ۱۳۲
محمد ادریس۔آئیوری کوسٹ ۱۷۱
محمد ادریس، مرزا۔مجاہد بورنیو ۴۷۹، ۶۱۲، ۶۵۲
محمد اسحاق، سید میر ۳۹۰، ۴۴۲تا۴۴۴
محمد اسحاق، صوفی ۶۴۷، ۶۵۵
محمد اسحاق، مولوی ۲۱۰
محمد اسحاق بی اے، حافظ ۸۵
محمد اسلم، پروفیسر قاضی ۴۳۶
محمد اسماعیل، سیٹھ۔چنتہ کنٹہ ۶
محمد اسماعیل، مرزا ۵۷۵
محمد اسماعیل، مولوی۔مجاہد سلسلہ ۶
محمد اسماعیل، ڈاکٹر میر ۵۹۳
محمد اسماعیل ابن میاں محمد ابراہیم ۳۴۰
محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ ۵۹۳، ۵۹۶
محمد اسماعیل حلالپوری، مولانا ۳۹۰
محمد اسماعیل سیالکوٹی، منشی ۳۳۴، ۳۴۲، ۳۴۳
محمد اسماعیل سونگھڑوی ۴۱۸
محمد اسماعیل منیر ۹۱، ۳۸۰، ۵۴۳، ۶۵۲، ۶۵۶
محمد اسماعیل یادگیری ۳۹۲

محمد اشرف، ڈاکٹر ۱۲۵
محمد اشرف ایم۔اے۔گھٹیالیاں ۱۹۷
محمد اشرف ناصر ۸
محمد افضل، قریشی۔مجاہد سیرالیون ۷۸، ۱۶۶، ۱۶۸تا۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۵، ۳۸۳
محمد اقبال شاہد، مرزا ۱۲۱، ۱۲۲، ۲۸۹
محمد اکرم، ملک۔مجاہد گیمبیا ۱۲۷
محمد اکرم ایم۔اے۔غانا ۷۴
محمد اکرم خاں۔سرگودھا ۵۶۶، ۵۶۹
محمد الدین، نواب ۵۷۹، ۵۸۱
محمد الدین، حکیم۔حیدرآباد ۶
محمد الدین انور ۵۷۲
محمد الدین تہالوی، حاجی ۵۹۹
محمد الغزالی الجابی، الحاج ۱۶۵، ۱۶۶
محمد المناصفی، شیخ۔لبنان ۱۴۴
محمد امین، شیخ۔کلکتہ ۴۶۸
محمد امین الحسینی۔مفتی اعظم فلسطین ۱۴۵
محمد امین چیمہ، مولوی ۱۲۷
محمد انور نسیم۔کراچی ۶۰۵
محمد اویس ۳۵۳
محمد ایوب۔انڈونیشیا ۹۶، ۶۵۴
محمد ایوب خاں۔صدر پاکستان ۳، ۱۳، ۵۳، ۵۸، ۳۵۱، ۳۶۰، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۹۹
محمد بشیر۔امریکہ ۶۲۶
محمد بشیر ایم۔اے، قاضی ۱۹۷، ۱۹۸
محمد بشیر سہگل، میاں ۴۶۹، ۴۷۱
محمد بشیر شاد، مولوی ۸۲، ۸۶، ۱۷۱، ۳۷۱، ۳۸۴
محمد بی بی۔دسوہہ ۳۳۰

محمد جان، خان بہادر شیخ ۴۶۹
محمد جمال۔ایڈیٹر اخبار ''الندوہ'' ۴۵
محمد جی ہزاروی، مولانا ۲۰۷، ۳۳۴، ۳۳۵،
محمد چراغ، میاں۔مصنف ''سیف حق'' ۵۷۴
محمد حسین۔احمدی۔میکر یرے ۶۴۷
محمد حسین، چوہدری ۴۴۸تا۴۵۰
محمد حسین۔ودھاون ۴۷۰تا۴۷۱
محمد حسین چیمہ ۶۲۱
محمد حسین شاہ، ڈاکٹر سید ۵۸۰
محمد حسین قریشی ۳۸۹
محمد حسین کھوکھر، حاجی ۹۱
محمد حسین ھیکل، ڈاکٹر ۵۹۴
محمد حفیظ خاں، ڈاکٹر ۱۲۵
محمد حنیف ابراہیم ۶۵۱
محمد خاں، چوہدری۔پسرور ۳۳۶
محمد خاں، میجر ڈاکٹر ۱۲۴
محمد داؤد۔کلکتہ ۴۶۸
محمد درجنانی، السید۔لبنان ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۶
محمد دین، ماسٹر ۲۰۷، ۳۳۴، ۴۱۰، ۶۱۹
محمد دین، حاجی۔تہال ۵۲۰
محمد دین، صوفی ۳۲۶
محمد دین حجام، میاں۔لاہور ۵۸۴
محمد دین، حکیم۔مجاہد حیدرآباد ۳۵۵، ۶۱۱
محمد رشید، قاضی ۶۱۹
محمد رفیع، صوفی۔خیرپور ۵۶۹
محمد رفیق، قاضی۔لاہور ۵۶۹
محمد رمضان، حافظ ۲۶۶
محمد زکریا، سید۔بھدرک ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۸

محمد زھدی، مولوی ۹۶، ۳۸۱
محمد سرور، بریگیڈئر ۵۸
محمد سرور شاہ، سید ۳۸۹، ۵۸۰
محمد سعید، میر ۶۰۰
محمد سعید احمد خالد ۲۹۱
محمد سعید انصاری، مولوی ۳۸۲
محمد سلطان اکبر، چوہدری ۴
محمد سلمان شاہ، سید ۳۱۷
محمد سلیم۔ بھدرک ۴۱۴
محمد سلیم، مولانا۔ مجاہد سلسلہ ۶، ۲۹۸،
۳۴۷، ۳۵۳، ۴۷۰، ۶۱۶
محمد سلیمان، حافظ ۹۱، ۳۷۶،
۳۷۷، ۶۵۵
محمد سلیمان (ڈھاکہ) ۶۱۵
محمد سلمان بی اے ۳۵۳
محمد سیناگو۔ گیمبیا ۱۳۵
محمد شاہ، سید ۳۲۸
محمد شریف، چوہدری۔ مجاہد سلسلہ ۱۱۶ تا ۱۱۸،
۱۲۰ تا ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۸۳
محمد شریف، ماسٹر ۱۹۷
محمد شفیع۔ ودھاون ۴۶۹ تا ۴۷۱
محمد شفیع اشرف، مولانا ۴۳۶
محمد شفیع نوشہروی، ملک ۶۱۹
محمد شفیق، ڈاکٹر ۱۲۵
محمد صادق، مفتی ۳۸۹
محمد صادق، مولانا ۶۵۳، ۶۵۶
محمد صالح، امام۔ غانا ۳۶۷
محمد صدیق، چوہدری۔ لائبریرین ۱۵۹، ۴۶۰
محمد صدیق امرتسری ۱۳، ۷۵، ۱۰۰،
۶۵۳، ۶۵۵
محمد صدیق ابن میاں محمد ابراہیم ۳۴۰
محمد صدیق بانی، سیٹھ ۴۶۷ تا ۴۶۹
محمد صدیق شاہد گورداسپوری، مولانا ۳۷۳،
۳۷۴، ۶۳۳ تا ۶۳۶، ۶۵۶
محمد صدیق وہرہ، میاں۔ کلکتہ ۴۶۸، ۴۷۱
محمد طیب، صاحبزادہ حافظ ۵۸۶
محمد ظفر اللہ خاں، سر چوہدری ۴۳، ۵۱، ۱۲۸،
۱۹۴، ۴۱۶، ۴۴۵، ۴۶۳، ۴۶۶، ۴۶۷،
۴۷۳ تا ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۵۸، ۶۰۸، ۶۰۹،
۶۲۱، ۶۴۴
محمد عبدالحلیم، مولوی فاضل ۱۹۷
محمد عبدالرحمٰن صدیقی ۶۰۰
محمد عبدالرشید، چوہدری ۴۴۹
محمد عبدالرشید ابن مولانا محمد احمد ثاقب ۳۵۲
محمد عبدالسلام، ڈاکٹر ۴۵۰، ۴۵۲،
۶۰۴، ۶۱۷
محمد عبدالسلام، حافظ ۲۶۶
محمد عبدالعزیز، میاں ۶۱۴
محمد عبداللہ، نواب ۲۰۵ تا ۲۱۲، ۲۲۰، ۲۴۲
محمد عبداللہ، چوہدری ۱۹۷، ۱۹۹
محمد عبداللہ، خواجہ۔ آسنور ۵۹۲
محمد عبداللہ، قاضی ۲۰۷، ۵۲۰
محمد عبداللہ، ملک ۲۶۰
محمد عبداللہ بی ایس سی ۶۵۸
محمد عبداللہ بھٹی ۳۳۷
محمد عبداللہ تاجر، شیخ ۵۷۸
محمد عبداللہ سنوری ۵۸۴
محمد عبداللہ سیالکوٹی ۳۴۴
محمد عبداللہ ہاشمی۔ گولیکی ۵۷۹
محمد عبداللہ مالاباری ۲۹۷، ۳۰۱
محمد عبدالماجد صدیقی ۶۰۰
محمد عثمان ایم۔ اے، مولوی ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۰
محمد عثمان، مولوی۔ ڈیرہ غازیخاں ۵۶۹
محمد عثمان غنی، شیخ۔ جمشید پور ۳۵۶
محمد علی الراعی ۳۳۰
محمد علی ایم۔ اے، چوہدری ۱۷۰
محمد علی ایم۔ اے، مولوی ۲۴۲،
۳۹۸، ۵۷۸
محمد علی بوگرا، چوہدری ۴۸۶، ۴۹۸، ۴۹۹
محمد علی خاں، نواب ۲۰۵، ۲۰۶،
۲۰۸، ۲۱۰، ۲۴۱، ۲۴۲
محمد علی رئیس باندھی، چوہدری ۱۹۶
محمد علی شاہ۔ بھدرک ۴۱۴، ۶۱۲
محمد علی شاہ کاٹھگڑی، سید ۳۱۷
محمد عمر، مہاشہ ۲۳۴، ۵۴۳، ۵۸۹
محمد عمر، حکیم ۳۳۴
محمد عمر خاں۔ ترنگ زئی ۶۱۵
محمد عمر سہگل، میاں ۴۶۹، ۴۷۱
محمد عمر مالاباری، مولوی ۶۱۰، ۶۱۶، ۶۱۹
محمد عیسیٰ بھاگلپوری ۴۶۹
محمد فاضل، حاجی۔ ربوہ ۵۶۹
محمد فاضل شاہ، سید ۳۱۶
محمد کریم الدین ۶۱۶
محمد کریم اللہ۔ ایڈیٹر آزاد نوجوان ۷
محمد کولی بالی۔ نائب صدر آئیوری کوسٹ ۱۶۷
محمد لطیف ۵۴۸، ۵۴۹
محمد لطیف آف جاکے چیمہ ۵۹۸

محمد محسن۔معلم وقف جدید ۳۵۵
محمد محسن،مولوی سید (سونگھڑہ) ۴۱۴، ۴۱۷
محمد محسن،سید۔کسیمی ۶۱۲، ۶۱۳
محمد محمود اقبال ۱۲۶، ۱۳۸
محمد مختار دادا ۳۷۱
محمد مستقیم ایڈووکیٹ،ملک ۴۳۶
محمد مصطفیٰ۔آئیوری کوسٹ ۱۷۱
محمد معین الدین،سیٹھ ۶۱۰
محمد منور،مولانا ۹۹، ۳۷۷، ۳۸۳، ۶۳۸، ۶۳۹
محمد منور ایم۔اے،پروفیسر ۱۹۷
محمد موسیٰ،سید۔مجاہد کیرنگ ۶۰۷، ۶۱۲
محمد موسیٰ عرف اوکی ۴۶۲
محمد نذیر،مولانا قاضی ۵۱۲
محمد نذیر احمد ۵
محمد نواز خاں ایم۔اے ۱۹۵
محمد نور عالم بیگوسرائی ۶۶۰
محمد وانی۔کشمیر ۵۹۱
محمد وگاوی۔گیمبیا ۱۲۹
محمد ہاشم بخاری،سید ۶۵۵
محمد یامین،میاں ۳۰۴
محمد یعقوب،میاں۔کلکتہ ۴۶۸
محمد یعقوب بیگ،مرزا ۵۸۰
محمد یوسف،میاں۔اپیل نویس ۳۳۲
محمد یوسف،ڈاکٹر۔لاہور ۲۱۳
محمد یوسف بانی،سیٹھ ۴۶۹، ۴۷۱
محمد یوسف زیروی ۶۰۶
محمد یوسف سلیم،ملک ۶۰۵
محمد یوسف شاہ،سید ۳۱۷، ۳۷۲،

۶۳۱، ۶۳۳
محمد یونس،مولوی (سورو) ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۱۸
محمود۔لبنان ۱۴۶
محمود احمد۔دھرم سال ۹
محمود احمد۔ہائی کمشنر پاکستان ۱۸۱
محمود احمد ایڈووکیٹ،قریشی ۲۳۵، ۵۴۳، ۵۴۹
محمود احمد بی ٹی ۶۰۵
محمود احمد چیمہ،چوہدری ۶۵۵
محمود احمد خاں نسیم،میاں۔راولپنڈی ۵۷۱
محمود احمد سنوری ۳۳۸
محمود احمد شاد،چوہدری ۳۵۳، ۶۰۴
محمود احمد قریشی۔لاہور ۶۰۶
محمود احمد ناصر،سید میر ۴۴۶
محمود الحسن،شیخ ۴۱۰
محمودہ اہلیہ حمید نظامی ۶۰۸
محمود بریلوی،پروفیسر ۱۱۳، ۲۸۸
محمود جمالی۔ربوہ ۳
محمود شبو مصطفیٰ خالدی ۱۴۶
محمود شلتوت،شیخ ۶۴۹
محمود نعیم الاسلام ۲۴
محی الدین،مرزا ۶۰۵
محی الدین اکبر۔ربوہ ۳
مدثر احمد ابن سید ناصر احمد ۳۵۰
مدحت ابراہیم۔مالمو ۲۶
مدد خان،صوبیدار۔راولپنڈی ۲۴۲
مرارجی ڈیسائی ۳۷۰، ۶۰۶
مریم بی بی بنت میاں محمد ابراہیم ۳۴۰
مریم بی بی زوجہ مہر بشیر احمد ۵۷۳

مزمل خاں۔کیرنگ ۶۰۴
مسرور احمد،صاحبزادہ مرزا ۲۶۴
مسز داؤد احمد حنیف ۱۳۷
مسز نسیم احمد۔گیمبیا ۱۳۷
مسعود احمد،سید میر ۱۶۸، ۶۵۵
مسعود احمد جہلمی۔مجاہد جرمنی ۳۸۳
مسعود احمد خاں۔دہلوی ۵۹۵، ۶۲۷، ۶۳۰
مشتاق احمد ایم۔اے،چوہدری ۷۴
مشتاق احمد باجوہ،چوہدری ۸، ۲۳۴،
۴۵۴، ۴۵۷، ۵۷۹، ۵۸۱، ۶۵۵
مشتاق احمد شائق ۳۳۸
مشہود احمد،سید میر ۲
مشہود احمد۔ربوہ ۳۵۳
مصطفیٰ۔سیرالیون ۷۸
مصطفیٰ احمد خاں،نواب ۲۲۰
مصطفیٰ سنوسی ۱۸۱ تا ۱۸۳، ۱۸۶
مصطفیٰ کمال قدوائی ۳۸۰
مصلح الدین بنگالی ۶۶۰
مظفر احمد،صاحبزادہ مرزا ۳۵۱
مظفر احمد منصور ۱۷۵ تا ۱۷۸
معین الدین،پیر ۶۵۷
مقبول احمد،قریشی ۹۹، ۱۶۲ تا ۱۶۴،
۱۶۶ تا ۱۶۸
مگبا کمارا۔سیرالیون ۶۳۶
ملالا سکیرا۔پروفیسر ۴۸۵، ۴۸۶،
۴۹۲، ۵۰۵، ۵۱۱
ملٹن ماگائی،سر ۱۰۴، ۱۸۰، ۱۸۶
ممتاز احمد،مولوی ۵۹۹
ممتاز بیگ۔غانا ۷۱

منصور احمد، صاحبزادہ مرزا ۲۶۰، ۲۶۲،
۲۶۳، ۲۶۵، ۵۲۸
منصور احمد، چوہدری ۶۲۱
منصور احمد، ڈاکٹر سید ۶۱۰
منصور احمد، مولوی۔ مجاہد تنزانیہ ۳۷۶
منصور احمد ایم۔اے۔ گھٹیالیاں ۱۹۷
منصور احمد لکھنوی، ڈاکٹر ۳۵۳
منصور اللہ باجوہ، چوہدری ۵۸۲
منصورہ بیگم، سیدہ نواب ۱۲۳، ۱۷۰
منظور احمد ایم۔اے، خواجہ ۳۵۲
منظور احمد شاکر ایم۔اے ۱۹۷
منظور فاطمہ۔ سعودی عرب ۳۳۶
منظور محمد، پیر ۲۰۶
منور احمد، چوہدری ۴
منور احمد، ڈاکٹر ۱۲۴
منور احمد، صاحبزادہ مرزا ۳۵۸، ۵۲۰، ۵۲۴
منور احمد ایس سی۔ سیرالیون ۳۷۴، ۶۳۶
منور احمد خورشید۔ مولوی ۱۳۵ تا ۱۳۸
منور احمد ولد سراج الدین، ڈاکٹر ۱۲۵
منور احمد ولد غلام رسول، ڈاکٹر ۱۲۵
منورہ بیگم اہلیہ بشارت احمد ۳۲۴
منیر احمد۔ امریکہ ۶۲۶
منیر احمد۔ کلکتہ ۴۶۸
منیر احمد بسرا۔ بانجل ۱۲۶
منیر احمد رشید۔ غانا ۶۶، ۶۷، ۷۴
منیر احمد عارف، مولوی ۹۸، ۹۹
منیر احمد منیب ۱۲۶
منیر الحصنی، استاد۔ لبنان ۱۴۲
منیر الدین احمد ۲۱، ۹۹، ۳۲۱، ۳۶۰، ۴۱۴

موسیٰ سواد۔ سیرالیون ۶۳۶
موسیٰ کمارا ۱۷۶
مولا بخش سیالکوٹی ۳۳۳، ۵۸۰
مولا داد، ماسٹر ۶۱۹
مولائی حسن، السید ۱۶۷
مولود احمد خاں ۱۳، ۳۸۳
مونگی سلیم ۴۸۵، ۴۸۶
موئی۔ افریقن لیڈر ۳۷۷
مہتاب بیگ، مرزا۔ قادیان ۵۸۲ تا ۵۸۴
مہر آپا، سیدہ ۴۴۵
مہر النساء بیگم ۲۰۵
مہر النساء ۴۲۰
مہر خان۔ کریام ۳۲۳
میخائیل نعیمہ۔ لبنان ۱۴۵
میڈ ینگے، مسٹر ۶۴۲
میکلیگن، ای ڈی ۳۰۳
میگازی، مسٹر ۳۷۷
میگس، شری جنرل ۶۱۰

ن

ناصر احمد، صاحبزادہ مرزا حضرت ۱۲۲ تا ۱۲۴،
۱۲۸ تا ۱۳۳، ۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۷۷،
۱۸۳، ۱۸۵، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۴۷، ۲۴۸،
۳۵۸، ۴۰۳، ۴۴۷، ۵۲۰، ۵۲۴، ۵۲۵،
۵۹۹، ۶۱۴، ۶۱۸، ۶۵۹، ۶۷۰
ناصر احمد، سید ۳۴۲
ناصر احمد، شیخ۔ مجاہد سوئٹزرلینڈ ۲۶، ۲۷،
۹۴، ۲۰۳، ۲۰۴، ۳۶۲، ۳۶۳
ناصر احمد پروازی ۴

ناصر اقبال۔ کراچی ۱۰
ناصر وہلم نکولسکی ۴۶، ۵۴،
۳۶۰، ۳۶۱، ۶۳۶
ناصر نواب، سید میر ۳۰۶
ناصر الدین گمانگا۔ سیرالیون ۶۳۶
ناصرہ، مسز۔ ہالینڈ ۳۶۵
ناصرہ بیگم ۵۸۲
ناصرہ زمرمان۔ ہالینڈ ۵۰
نثار احمد ایم۔اے، سید ۱۹۸
نجم الدین، میاں۔ طغل والا ۵۷۵
نذر محمد۔ کلکتہ ۴۶۹
نذیر احمد، ڈاکٹر ۶۲۲
نذیر احمد ایم ایس سی ۶۴، ۶۶، ۳۶۷
نذیر احمد باجوہ، چوہدری ۳، ۶۵۹
نذیر احمد بھیلوا ایم ایس سی ۱۳۷
نذیر احمد علی، الحاج مولانا ۱۰۵، ۱۸۱،
۱۸۴، ۳۶۷
نذیر احمد مبشر، مولانا ۶۱، ۳۶۶ تا ۳۶۸،
۳۸۴، ۵۴۳
نسیم احمد، میاں ۱۴۷
نسیم احمد سیفی، مولانا ۵۰، ۸۲،
۸۳، ۸۵، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۸، ۳۶۶،
۳۷۱، ۳۷۳، ۵۴۱، ۶۲۷، ۶۳۱ تا ۶۳۳
نسیم اختر اہلیہ میجر میر محمد عاصم ۳۴۵
نسیم احمد ایم ایس سی، چوہدری۔ بانجل ۱۲۶
نصر اللہ خاں، چوہدری۔ ڈسکہ ۳۳۳
نصر اللہ خاں باجوہ، چوہدری ۵۸۲
نصرت بیگم اہلیہ مولانا امام الدین ۳۰۲
نصرت جہاں بیگم، حضرت سیدہ ۳۴۳، ۳۴۴

نصرت عقیل اہلیہ انیس احمد عقیل ۱۲۶
نصیر احمد۔ سالٹ پانڈ ۶۴
نصیر احمد۔ کلکتہ ۴۶۸
نصیر احمد خاں، مولوی۔ مجاہد لبنان ۱۴۲، ۳۸۳
نصیر احمد شاد چیمہ ۱۲۸
نصیر احمد ناصر ۵۶۹، ۵۷۳
نصیر الدین، ڈاکٹر ۱۲۵، ۱۳۶
نصیر الدین احمد، شیخ ۷۸، ۸۲،
۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۶، ۳۲۱، ۳۷۴،
۵۴۳، ۶۳۳، ۶۵۶
نصیر حسین سہارنپوری، سید ۱۱
نظام بدھن، ڈاکٹر ۱۶۹
نعمان۔ معلم ۳۷۸
نعمان احمد، مرزا ۲
نعمت اللہ، منشی۔ قادیان ۳۳۴
نعمت اللہ، مولوی۔ جمشید پور ۳۵۶
نعیم احمد۔ ربوہ ۳
نعیم الدین، قاضی ۶۵۵
نعیم الرحمان درد ۳۵۱
نعیم اللہ شاہد، ڈاکٹر ۱۲۶
نکے شاہ، میاں ۳۳۰
نواب علی، چوہدری۔ کلکتہ ۴۶۸
نور احمد ایڈووکیٹ، شیخ ۲۱۱، ۲۱۸
نور احمد بوستاد ۲۴
نور احمد تھکائی ۴۶۱
نور احمد عابد ۳۳۹
نور احمد منیر، شیخ ۹۸، ۹۹، ۲۳۴، ۴۱۴
نور الحق انور، مولوی ۳۷۶، ۳۷۷،
۳۸۳، ۶۴۸، ۶۵۱

نور الحسن بھاگلپوری ۶۱۵
نور الحق تنویر، مولوی ۶۵۵
نور الدین، حضرت حکیم مولانا۔ خلیفۃ المسیح
الاوّل ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۴۲، ۲۵۸،
۳۰۵، ۵۷۵ تا ۵۷۸، ۵۸۰
نور الدین، شیخ۔ قادیان ۳۳۴
نور الدین جمونی، خلیفہ ۵۸۷، ۵۸۸
نور الدین ذیلدار، چوہدری ۳۴۰
نور بیگم۔ مصطفیٰ آباد۔ لاہور ۳۴۸
نور علی، میاں۔ دسوہہ ۳۳۰
نور غنی۔ ٹرینیڈاڈ ۴۶۶
نور محمد، منشی۔ قادیان ۳۳۸، ۳۳۹
نیاز فتح پوری، علامہ ۷، ۱۱، ۲۲۷،
۴۲۴ تا ۴۲۷، ۵۹۴
نیک محمد خاں غزنوی ۲۴۲، ۲۶۱،
۲۶۲، ۳۱۳

و۔ ہ۔ ی

واحد حسین، گیانی ۲۳۴
واندی کلن، چیف ۷۸
وائی بی صدیق۔ غانا ۳۶۷
ودھاوے خاں، چوہدری ۳۳۷، ۳۳۸
وسیم احمد، صاحبزادہ مرزا ۶، ۲۳۵،
۳۱۱، ۳۱۲، ۳۵۳، ۴۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷،
۶۰۹، ۶۱۵، ۶۱۶
وقیع الزمان ۵۸۶
وکٹر بابو ۷۳
ولی الدین، مولوی۔ شموگہ ۳۵۴
ولی الرحمان ۴
ولی اللہ دیانسن ۳۹

ولی داد خاں ۵۸۶
ولی گوونڈن۔ ماریشس ۶۵۲
ولیم ٹب مین۔ صدر لائبیریا ۳۷۶
ونو بھاوے ۶۰۷
وھنو بندھو ساہو ۶۱۲
وی وی کالون۔ سیرالیون ۳۷۴
ہاجرہ بیگم ۴۰۸
ہارون الرشید۔ بھدرک ۴۱۴، ۴۱۶،
۴۱۹، ۶۵۹
ہارون سعیدی فنڈ یکیرا ۶۳۹
ہارون ککوسا ۳۹۷
ہارون لگدشہ ۳۷۷
ہاشم اکبر احمد ۳۵۰
ہاشم بخاری، سید ۶۳۰
ہاشم خان مخدوم ۳۸۰
ہاؤ برغتس عمر ۴۹
ہدایت احمد ۳۰۲
ہربنس لال ۳۵۳
ہرتینی۔ بیگم صدر انڈونیشیا ۶۵۴
ہرفرانز جوناس ۹۴
ہری سنگھ، راجہ ۵۸۷، ۵۸۸
ہری کرشن مہتاب، ڈاکٹر ۸
ہمایوں، پروفیسر۔ میکریرے ۶۴۷
ہمفرے فشر ۲۸۸
ھند بنت عتبہ ۵۶۰
ہنس راج ۶۴۱
ھوار، شاہ ۳۳۰
ھومبی زبوٹا ۳۷۷
ھیرلڈ میکملن۔ وزیر اعظم برطانیہ ۸۳ تا ۸۵

ھیملی ۔ایک عیسائی ۶۵۲
ھیوبرٹ دہن راج ۳۵۷
یحیٰ ۔معلم غانا ۳۶۶
یحیٰ پونتو۔انڈونیشیا ۹۶
یحیٰ جامی ۱۱۱
یحیٰ فضلی ۳۶۰
ریمابالا۔نائیجیریا ۳
یعقوب،الحاج۔غانا ۶۲۷ تا ۶۲۹
یعقوب علی عرفانی، شیخ ۳۱۴، ۳۸۹، ۳۹۰
ینگ دی پرتواں اگانگ۔سلطان ملایا ۶۵۳

یوسف احمد الہ دین، سیٹھ ۳۹۹، ۴۰۳، ۴۰۸
یوسف علی عرفان ۳۵۳
یوری گاگرین ۶۳۷
ADANSISTATE 74
DR. IN HET YELD 46
DR. ADALT SCHARB
صدر آسٹریا 28
AERK FRANZ JONAS
صدر بلدیہ وی آنا 28
EXEL PETERSEN 205

Hon yerim a balla 85
MR. FENNER BROCK
WAY ممبر برطانوی پارلیمنٹ 115
HERR GOULIED SUTT
WCELER 30
MR.H.RELANUS
ڈچ مستشرق 36
LEONHARD FRANCE 27
M.V.HOVACK 34
THOMAS CARLYLE 37

☆☆☆

مقامات

آ۔ا

آبی جان ۱۶۲ تا ۱۶۸، ۱۷۵ تا ۱۷۷
آٹھ گڑھ ۳۵۵
آرو ۶۱۲
آسٹریلیا ۳۲
آسٹریا ۲۷، ۲۸، ۳۳، ۹۴، ۳۶۲، ۳۶۳
آسن گوموا ۲۶
آسنور ۵۹۱، ۵۹۲
آندھرا ۲۳۴
آئیوری کوسٹ ۱۶۱ تا ۱۷۹
ابادان ۵۰، ۸۵، ۸۶، ۳۷۱
ابوبوگار ۱۶۷
اپروولٹا ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹
اٹلی ۱۶۴
ادرین ۳۵۷
ارک پٹنہ ۳۵۵
ارمڑٹانڈا ۳۳۰
ارنگا ۳۷۸، ۶۳۹
اڑیسہ ۸، ۲۳۴، ۲۹۸، ۳۵۵، ۴۱۷، ۶۰۴، ۶۱۲
اساکا ۶۴۰
اسدورپ ۳۳
اسرائیل ۴۸۵
اسکوڈی مومیانگ ۳۶۹
اسی کماری ۱۷
اشانٹی ۳۶۸
افرانسی ۶۲
افریقہ ۱۰، ۱۱، ۳۱ تا ۳۳، ۶۱، ۷۵، ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۲۲۲، ۲۲۶، ۳۶۴، ۵۴۱، ۵۴۲، ۶۱۵
افریقہ (جنوبی) ۴۸۷، ۶۵۱
افریقہ (شمالی) ۶۴، ۴۹۹
افریقہ (مشرقی) ۸۷ تا ۹۱، ۳۶۳، ۳۷۶ تا ۳۷۸، ۵۵۸، ۶۳۸
افریقہ (مغربی) ۴۹، ۵۰، ۶۰، ۶۴، ۸۲، ۱۱۵، ۲۲۵
افغانستان ۴۵
اکال گڑھ ۶۰۶
اکرا ۶۷، ۶۹، ۱۳۳، ۳۷۰، ۶۳۰
اکرافو ۶۴، ۶۶
اکم اوڑا ۳۶۸
اکم سویڈرا ۳۶۸
اکوٹوکم ۳۶۹
البانیہ ۱۲
الجزائر ۲۸
الکمار ۳۳
امرسفورٹ ۳۶۴
امروہہ ۶۰۰
امریکہ ۸، ۳۲، ۹۲ تا ۹۵، ۱۶۳، ۱۸۷، ۲۲۲، ۳۶۳، ۳۶۶، ۴۹۲، ۵۴۱، ۶۲۶، ۶۴۶
انبالہ ۲۴۳، ۳۳۱
انجلا ۸۹
انجوارہ ۱۲۴، ۱۲۵
انڈونیشیا ۳۳، ۴۵، ۹۵ تا ۹۷، ۳۶۰، ۳۶۳، ۳۸۰ تا ۳۸۲، ۶۰۹، ۶۵۴
انڈیانا پیلس ۹۳
انزبروک ۲۷، ۳۶۳
انقرہ ۸
انیاما ۱۶۴، ۱۶۷،
اوٹرڈم ۳۳
اوٹکور ۶
اوسلو ۲۴
اوترخت ۳۵، ۳۶، ۳۶۵، ۶۲۴
اونڈو ۳۷۲
اوہائیو ۹۳
اہانو ۳۶۹
ایبے کوٹا ۳۷۲
ایران ۸، ۴۵، ۵۲
ایشیا ۳۶۳، ۳۶۴
ایمسٹرڈم ۲۴، ۳۳، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۸، ۶۲۴

ب

باجے بو ۸۲، ۶۳۴
باتھرسٹ ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۱، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۴۱
باڈو ۶۳۴

باڈانگ ۹۷

بارکلے ۶۳۸

بازل ۲۷،۳۶۲

باسم ۱۷۶

باکاؤ ۱۱۸

بالی ۴۴

بانجل ۱۱۱،۱۲۶،۱۳۶تا۱۴۱،۱۷۷

باندھی ۲۳۴

بانڈونگ ۹۵

بیانی ۳۶۸

بٹالہ ۳۰۸،۶۰۶،۶۱۹

بدوملہی ۱۹۵،۲۰۰

برائٹن ۱۳تا۱۵

برٹش گی آنا ۶۲۴

برجاصور ۱۴۶

برطانیہ (انگلینڈ،انگلستان) ۸،۱۳،۳۲، ۸۴،۱۳۹،۱۸۱،۱۸۷،۲۴۷،۳۶۰،۴۴۸، ۴۵۵،۴۹۲،۵۵۸،۶۲۰

برلن ۱۸

برما ۹۸

برونگ رہانو ۳۶۹

برہ پورہ ۳۵۷

برھمن بڑیہ ۴۲۸

بریڈفورڈ ۶۲۱

بصہ ۱۲۲،۱۲۵،۱۳۴،۱۳۷،۱۴۱

بکوائے ۳۶۹

بلاری ۳۵۷

بلاما ۶۳۴

بلجیئم ۳۲

بلغاریہ ۵۱۱

بمبئی ۶،۳۴،۳۵۳

بنجول ۱۳۴،۱۴۱

بنگال ۱۵۸،۲۳۴،۳۵۵،۴۱۷،۴۷۱

بنگرول ۱۶۵،۱۶۶،

بنگلور ۳۵۴

بنوکا کنڈا ۱۲۳،۱۴۱

بورنیو ۳۱۸،۳۱۹،۳۶۳،۳۷۹،۶۵۲

بو ۱۰۴،۱۰۹،۱۸۲،۱۸۴،۱۸۵، ۳۷۴،۶۳۴

بودھاوا ۳۳۰

بوکا ۱۶۷

بوگور ۶۵۴

بونتو ۱۶۱

بہار ۲۳۴،۲۹۸،۳۵۵،۴۲۰

بہادر ۳۳۰

بیڈوم ۶۱

بیروت ۱۴۵،۱۴۶،۳۶۳

بیرکاما ۱۳۶

بیرن ۴۹

بیلیے ۶۳۴

بھاگلپور ۳۵۷

بھاگ ماری ۶۱۳

بھدرک ۳۵۵،۴۱۵تا۴۲۴،۶۱۲

بھونیشور ۳۵۶

پ۔ت۔ٹ

پاکستان ۸،۱۰،۱۳،۱۶،۳۳،۴۴،۴۵، ۵۲،۶۳،۶۶،۹۱،۹۲،۱۱۴،۱۵۹،۱۷۱، ۱۸۵،۲۰۴،۲۴۷،۴۴۶،۴۷۶،۴۸۴، ۵۵۸،۶۱۵

پاکستان (مشرقی) ۵،۴۱۲، ۴۲۶تا۴۲۹،۵۱۱،۵۵۸

پانی پت ۵۹۳

پائپ لائن ۱۳۶

پیاناسی ۳۶۹

پٹس برگ ۶۲۶

پٹنہ ۳۵۷

پٹیالہ ۵،۳۱۷

پرتگال ۳۱۸

پریسٹن ۶۲۲

پسرور ۱۹۵،۳۴۶

پشاور ۳،۴،۱۵۹

تلونڈی راہوالی ۳۲۲

پمپلے ۶۳۴

پنجاب ۲۳۶،۲۴۷

پنڈی چری ۶۰۴

پنکال ۳۵۵،۶۱۳

پورٹ بویت ۱۶۱

پورٹ لوکو ۶۳۴

پوروکرتو ۳۸۰

پیٹس برگ ۳۶۳

پیکاک ۶۳۳

پھگلانہ ۳۲۳،۳۲۴

تاراپور ۹

تاسکملایا ۹۷

تاشقند ۵۰۴

تال برکوٹ ۳۵۵

تالنڈنگ کنجانگ ۱۳۳،۱۳۴

ترشدل ۱۶۷
ترکی ۸،۱۶،۱۷،۴۴،۵۱
تگریا ۶۱۳
تنزانیہ ۶۴۶
تیماپور ۶،۷
تھائی لینڈ ۶۵۳
ٹاپا ۶۴۰
ٹانگانیکا ۸۹تا۹۱،۳۷۸،۶۳۸،۶۳۹
ٹبورا ۳۷۸،۶۴۰
ٹرینیڈاڈ ۳۶۳،۴۶۶،۴۶۷
ٹمالو ۳۷۰،۶۲۹،۶۳۰
ٹمالی ۶۷
ٹمانوب ۱۳۶
ٹمبکٹو ۱۶۱
ٹوبیگو ۴۶۶
ٹورنٹو ۶۲۵
ٹوکیو ۴۶۱
ٹیچی مان ۷۵،۶۳۱
ٹیچی منٹیا ۳۶۸،۳۶۹
ٹیلفو ۳۶۴
ٹیلےکوٹے ۱۳۹
ٹینڈے ۶۴۰
ٹیونس ۷۲

ج

جاپان ۴۶۱تا۴۶۳
جارج ٹاؤن ۱۱۸،۱۳۴،۱۴۰،۱۴۱
جاجا ۳۳۰
جاکرتہ ۹۵
جالندھر ۲۵۹،۳۵۳
جاوا ۵۹۹
جاوا (وسطی) ۳۸۰
جرمنی ۱۵،۳۲،۵۳،۵۶،۵۸،۵۹، ۱۸۷،۲۰۴،۳۶۰،۴۷۲،۵۵۸،۶۰۹، ۶۲۲،۶۲۳
جرمنی (شمالی) ۱۷
جرمنی (مغربی) ۲۰،۳۲،۳۶۰،۴۴۸
جسوانگ ۱۱۸
جکالیاں ۳۰۳
جماسی ۳۶۹
جمشید پور ۳۵۶
جموں ۹،۵۹۰
جنجہ ۶۴۷
جنوبی ھند ۶
جوہنسبرگ ۶۵۰
جیسلٹن ۶۵۲
جیک آباد ۵۳۴
جھنگ ۱۹۹
جھنگ مگھیانہ ۳۲۴

چ۔ح۔خ

چٹاگانگ ۴۲۸
چک 55-2-L (اوکاڑہ) ۵۷۹
چک 68ج۔ب (فیصل آباد) ۳۲۴
چنتہ کنٹہ ۳۵۴
چودوار ۸
چونگین ۱۴۱
چونیاں ۳۰۳،۳۰۴
چیکوسلاویکیہ ۶۶
چین ۴۸۷
حنین ۵۶۰
حیدرآباد (دکن) ۶،۱۹۰،۱۹۱، ۳۵۴،۳۹۲،۳۹۴،۳۹۹،۶۰۰،۶۱۵،۶۱۶
خانامیانوالی ۱۹۹
خانپور ملکی ۹،۳۵۷
خودپور مانگا ۳۳۹،۳۴۰
خوردہ ۶۱۴
خوشاب ۳۳۳
خیرپور ڈویژن ۲۳۴

د۔ڈ

دابو ۱۶۵تا۱۶۷
داناسگرا ۹۸
درگانوالی ۵۷۲
دمشق ۱۷۶،۳۶۳
دھارواڑ ۶
دھام نگر ۴۲۰
دھواں ساہی ۶۱۲
دیودرگ ۶
ڈاکار ۱۴۲
ڈاوین ۱۳۶
ڈچ گی آنا ۹۴،۹۵،۳۶۳
ڈسکہ ۱۹۵،۳۳۸
ڈلفٹ ۶۲۴
ڈنڈواڑ ۳۳
ڈنمارک ۱۵،۱۹،۲۱تا۲۴،۵۳،۵۶، ۱۸۷،۲۰۳،۲۰۴،۳۶۱،۴۱۱،۴۴۸
ڈوٹابولو ۱۴۰،۱۴۱
ڈوڈوما ۳۷۸،۶۳۹
ڈونگورا ۱۳۹

ڈھپئی ۳۳۲
ڈیال ۳۳۱
ڈیبلٹ ۳۹
ڈیٹن ۳۶۶
ڈیرہ دون ۲۴۲، ۲۶۲
ڈیرہ غازیخان ۶۱۵
ڈیفٹ ۳۶۴
ڈیلفٹ ۳۳، ۴۱، ۳۶۶
ڈیمیزی ۶۴۰
ڈیوک آف کینٹ ۱۸۱

ر۔ز

رائے چور ۶، ۳۵۴
راناؤ ۶۵۲
رانچی ۳۵۷
راولپنڈی ۱۵۹، ۲۱۴، ۲۲۹
راہوالی ۳۲۱
ربوہ ۳، ۴، ۵۴، ۹۳، ۱۱۴، ۱۵۸، ۱۶۶، ۱۸۹، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۹۹، ۴۰۹، ۴۴۴، ۴۵۹، ۴۶۰، ۵۵۸، ۶۱۴
رسول پور (گجرات) ۵۸۴
رگڑی پاڑہ ۶۱۳
رنگون ۹۸، ۳۶۳
روزھل ۶۵۲
روس ۴۹۲، ۵۰۴، ۶۴۲
روکوپور ۶۳۴
رومافیچی ۳۷۸
زندفورٹ ۳۳
زولو (آئی لینڈ) ۲۰۴
زیورچ ۹۴، ۴۵۸، ۴۷۲
زیورک ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۶۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۶۱، ۴۷۲

س۔ش

سابا ۱۴۱
سارے بکری ۱۳۶، ۱۴۱
سارے جبل ۱۳۶، ۱۴۱
ساگر ۶۱۶
سالٹ پانڈ ۶۲، ۶۴، ۶۷، ۳۶۶، ۳۷۱، ۶۲۶
سالزنگ ۳۶۳
سالکینی ۱۲۰، ۱۳۷، ۱۳۹تا۱۴۱
ساؤتھ ہال ۳۶۰
ساؤنٹ واڑی ۳۵۴
سپیتنگ ۶۵۲
سپین ۵۶، ۱۳۹، ۱۸۷، ۳۱۸
سٹاک ہالم ۲۳ تا ۲۵
سٹیا ۶۴۶
سڈنی ۶۲۵
سرابو ۶۳۴
سراوک ۶۵۲
سرب ۳۵۴، ۶۱۶
سرچور ۶
سرگودہا ۳، ۴، ۱۹۹، ۲۹۹، ۴۳۰تا۴۳۴، ۴۶۴
سرینام ۳۳
سرینگر ۱۰
سکندرآباد ۶، ۱۹۰، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۹
سکنڈے نیویا ۲۳، ۲۴، ۳۲، ۳۶۱، ۵۵۸
سمارنگ ۹۷
سمرقند ۵۰۴
سنکینی ۶۳۴
سنگاپور ۳۶۳، ۶۵۳
سوڈان ۴۵، ۵۹، ۶۲
سورو ۴۱۴تا۴۲۴
سوکوتو ۱۶۱
سونگڑہ ۳۵۵، ۶۱۲
سونی پت ۵۹۳
سوئٹزرلینڈ ۲۷، ۳۲، ۹۴، ۱۸۷، ۲۲۵، ۳۶۲، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۷۲، ۵۶۷
سویڈرو ۶۵
سویڈن ۲۳، ۲۰۳، ۲۰۴
سہارنپور ۱۱
سیالکوٹ ۱۹۹، ۲۰۱، ۳۰۴، ۵۹۰
سیرالیون ۶۰، ۶۶، ۷۸تا۸۲، ۱۰۴تا۱۰۹، ۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۷
سیرالیون ۳۶۳، ۳۷۳تا۳۷۵، ۵۴۲، ۵۵۸، ۶۳۳
سیریکولیا ۶۳۶
سیلون ۶۶، ۷۲، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۹۲، ۵۱۱
سیماٹابا ۱۳۹
سیناچو ۱۴۱
سینچو ۱۳۶
سینیگال ۱۲۲، ۱۳۱تا۱۳۳، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۹
سی پی ۲۳۴
سیراکھنڈا ۱۲۰، ۱۴۱

شادنگر ۱۹۱
شکاگو ۳۶۶،۳۶۳
شام ۴۵،۱۶
شاہ آباد ۶
شاہ پور ۳۳۳
شریف پورہ (امرتسر) ۳۳۷
شکرگڑھ ۲۹۸
شمس آباد ۳۴۰
شموگہ ۶۱۶،۳۵۴
شورت ۸
شیخوپورہ ۱۵۹

ص۔ط۔ظ

صیدا ۱۴۶
طغل والا ۵۷۳
ظہیرآباد ۳۵۴،۶

ع۔غ

عدن ۵۹۹
عراق ۸
علی پور ۳۴۰
عمان ۵۵۸
غانا ۶۱، ۶۶، ۷۲، ۸۲، ۹۲،
۱۱۴، ۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۸۰، ۳۶۳،
۳۶۶تا۳۷۱، ۴۸۵، ۶۱۵، ۶۲۶
غرناطہ ۳۶۶
غنچہ پاڑہ ۳۵۵

ف۔ق

فتح گڑھ ۲۹۸
فجی ۶۱۵
فراٹو ۱۳۶
فرافینی ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۹تا۱۴۱
فرانس ۲۸، ۱۶۱
فرانکفورٹ ۱۸، ۳۶۳، ۶۲۲
فریس لینڈ ۳۳، ۳۶۴
فری ٹاؤن ۱۰۵تا۱۰۷، ۱۸۰، ۱۸۲،
۱۸۵، ۳۷۵
فلاردنگن ۳۳
فلپائن ۳۱۸، ۳۷۹، ۶۵۲
فلسطین ۱۰۹
فیصل آباد (لائلپور) ۴۶۵
فیلاسماٹابا ۱۳۹
قادیان ۴۶، ۵۴، ۱۱۴، ۲۰۵، ۲۰۶،
۲۳۴، ۲۴۷، ۲۶۳، ۴۴۴، ۵۴۳، ۶۰۷،
۶۰۹، ۶۱۰
قاعور ۱۲۴، ۱۲۵
قلعہ صوبا سنگھ ۱۹۹

ک۔گ

کالی کٹ ۶، ۶۰۷
کانگو ۴۸۷
کبالہ ۶۳۶
کانو ۸۷
کاؤلک ۱۴۲
کاؤور ۱۲۱
کاٹھ گڑھ ۳۱۷
کپورتھلہ ۲۵۷
کتھووالی ۲۹۸
کٹک ۳۵۶، ۶۱۳
کراچی ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۵۹، ۱۸۷، ۳۵۷،
۴۴۷، ۴۵۶، ۶۲۰
کرڈاپلی ۳۵۵، ۶۱۳
کرنول ۳۵۴
کسمبی ۶۱۲
کسی ۶۳۳
کشمیر ۸، ۹
کلکتہ ۴۳۰، ۴۶۷، ۴۶۸، ۶۱۶
کلوا ۳۷۸
کلیرک ۷۴
کماسی ۶۳، ۶۴، ۶۹، ۷۰، ۷۳،
۷۴، ۸۲، ۱۶۷، ۳۶۸، ۶۲۷
کمبوڈیا ۶۵۳
کمپالہ ۶۴۶
کنانور ۶
کنٹے کنڈا ۱۴۱
کنجاہ ۳۲۵، ۵۹۹
کندراپاڑہ ۶۱۲
کنڈا ۱۳۶
کنگناٹا ۱۳۶
کوپن ہیگن ۲۴، ۲۵، ۵۶، ۵۷، ۱۸۷،
۲۰۳، ۲۰۴، ۴۴۸، ۴۵۵، ۴۵۸
کوٹا ۱۳۹
کوٹال ۱۴۲
کوٹ پلہ ۳۵۵، ۶۱۳
کوڈٹ ۶۵۲
کورم کرم ۳۶۸
کولمبس ۹۳
کولمبو ۳۶۳
کویت ۵۵۸

کیپ ٹاؤن ۹۲
کیپ کوسٹ ۶۲، ۶۵، ۶۶
کیرالہ ۶۰۷
کیرنگ ۲۹۸، ۳۵۵، ۶۰۴، ۶۰۷، ۶۱۲، ۶۱۳
کیمرون ۷۲
کیموجے ۱۳۶
کین پینڈا ۱۳۷
کیندرہ پاڑہ ۳۵۵
کینما ۶۳۴
کینیا ۸۹، ۹۰، ۶۴۸
کینیڈا ۶۲۵، ۶۲۶
کیوبا ۴۸۵
کھرپپڑ ۳۴۰
گاگنوآ ۱۶۷
گامبیا ۸۵
گرانڈ باسام ۱۶۷
گرنیاڈا ۳۶۳
گلبرگہ ۶
گنجور ۱۱۷
گنی ۴۸۵
گنی بساؤ ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۶۱، ۱۶۹
گنی کوناکری ۱۴۲
گوجرانوالہ ۱۵۹
گورداسپور ۲۴۵، ۳۰۸
گولیکی ۵۷۹
گوموآ آسن ۶۳
گوہانہ ۵۸۰
گیمبیا ۱۱۲تا۱۴۲، ۳۹۰
گھٹیالیاں ۱۹۴، ۱۹۹، ۲۰۰

ل

لابوان ۳۴۶
لاٹری ۱۳۶
لاٹری کنڈا ۱۴۰
لاس انجلیز ۳۶۳
لائبیریا ۶۶، ۷۲، ۷۵، ۷۶، ۳۶۳، ۳۷۵، ۳۷۶، ۶۳۷
لائیڈ جان ۶۲۴
لائیڈن ۳۳، ۴۱، ۴۷
لاہور ۱۵۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۴۷، ۲۶۰، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۱۹، ۳۵۷
لبنان ۱۶، ۶۶، ۷۲، ۱۴۲تا۱۴۷
لبیا ۱۷۶
لٹ مینگے ۱۴۲
لدھیانہ ۳۱۷
لکھیم پور ۳۲۶
لندن ۱۳، ۵۰، ۸۳، ۸۴، ۲۵۸، ۳۶۰، ۳۶۳، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۱، ۴۵۴، ۴۵۵، ۶۰۹، ۶۲۰، ۶۲۳، ۶۳۴
لنڈن کارنز ۱۳۶
لنڈی ۳۷۸
لُنسر ۸۲
لوبیری ۶۴۷
لیگوس ۴۶، ۵۰، ۸۲، ۱۶۶، ۶۱۵، ۶۳۱
لینن گراڈ ۵۰۴

م

ماچھی واڑہ ۳۲۸
مارکوری ۱۶۱
ماریشس ۱۴۷، ۱۶۹، ۱۷۲، ۳۶۳، ۳۷۹، ۵۵۸، ۶۵۲
ماسکو ۵۰۴
مالابار ۶۱۶
مالمو ۱۹، ۲۴، ۲۶، ۲۰۳
مالی ۱۳۵، ۱۴۲، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۷، ۴۸۵
مان ۱۷۶
مانکاگوڑا ۳۵۵، ۳۵۶، ۶۱۳
مانیابندھ ۶۱۳
متحدہ جمہوریہ عرب ۳۲، ۳۳، ۴۵، ۵۲
مُدّ ۳۳۲
مدراس ۶، ۳۵۴، ۶۱۶
مدینہ ۱۳۶
مڈل ایسٹ ۳۲، ۱۶۳
مراکش ۴۷
مراکو ۵۹
مردان ۳۳۲
مری ۱۹۹
مسقط ۳۶۳
مشرق وسطی ۳۶۳
مشیرآباد ۳۵۴
مصر ۱۶، ۴۵، ۷۶، ۱۰۹، ۲۰۴
مِصَر ۱۴۰
مظفرپور ۳۵۷، ۶۱۰
مکالی ۶۳۴

مکہ ۲۵۱
مکینی ۶۳۴
مگبورکا ۶۳۴، ۶۳۵
مگوکا ۶۴۷
منگینی ۶۳۴
ممیانگ ۶۳۰
ملائی سوکو ۸۲
ملایا ۶۵۳
ملتان ۴۳۶، ۴۳۷
منڈلی پنگارسی ۳۵۵
منرو ویا ۳۷۵، ۶۳۸
منکسم ۳۶۸
منگوائسی ۷۲
مورو گورو ۳۷۸، ۶۳۹
موریطانیہ ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۲، ۱۶۹، ۳۷۱
موڑیا گاؤں ۳۵۶
موسیٰ بنی ۴۱۷
موشی ۳۷۸
مونگھیر ۳۵۷
مویسی ۶۴۰
مہاراشٹر ۳۵۳
میڈرڈ ۳۶۳
میسور ۲۳۴، ۶۱۱، ۶۲۲
میکر یرے ۶۴۷
میلادپور ۳۵۴، ۳۵۵
میل نمبر 47 ۸۲
میناڈری ۳۶۲

ن

نارائن ۶۰۰
نارنگ ۲۰۰
نارووال ۲۰۰
ناروے ۲۳، ۱۸۷
ناگدھ متھرا ۳۲۶
نانایالابا ۱۳۹
نائیجر ۱۶۶
نائیجیریا ۳، ۴۹، ۵۰، ۶۰، ۶۷، ۸۲تا۸۷، ۱۱۵، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۲، ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۷۱تا۳۷۳، ۶۳۱تا۶۳۳
نڈالاچابوٹوا ۶۴۰
نرگاؤں ۶۱۳
نریگا ۶۴۰
نواں پنڈ بھمہ ۳۳۱
نوردویک ۳۳
نوماسو ۳۶۹
نیابا ۶۴۰
نیدرلینڈ ۴۴
نیروبی ۸۹، ۶۴۸
نیوزی لینڈ ۶۶
نیویارک ۷۵، ۹۲، ۳۶۳، ۵۴۱

و۔ہ۔ی

وا ۶۳، ۳۶۷
واختگن ۳۹
واسنار ۳۳
واشنگٹن ۳۶۳، ۳۶۶، ۵۰۴
واگادوگا ۱۶۷
ونٹرتھور ۲۷
ونڈسر ۶۲۵
وی آنا ۲۸، ۳۰، ۹۴
ہاردویک ۳۳
ہالینڈ ۲۴، ۳۱تا۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۵، ۴۷تا۵۲، ۲۰۴، ۳۶۴، ۳۶۵، ۴۴۸، ۴۵۴، ۶۲۳
ہانگ کانگ ۵۸۴
ہیلی ۳۵۴
ھلویا ۶۱۴
ہمبرگ ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۴۵، ۵۵، ۵۸، ۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۳، ۴۵۴
ہندوستان (بھارت۔انڈیا) ۱۶، ۴۵، ۹۰، ۳۵۳، ۴۸۵، ۶۱۵
ھیگ ۳۳، ۳۸، ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۴۷، ۳۶۶، ۶۲۴
یادگیر ۶، ۷، ۳۵۴، ۶۱۵
یالابا ۱۳۹
یراسو ۳۶۹
یکویا ۳۷۸
یورپ ۳۱، ۳۵، ۱۶۳، ۱۸۷، ۲۰۳، ۲۲۶، ۳۶۴، ۳۶۵، ۴۵۱تا۴۵۹
یوپی ۲۳۴
یوگنڈا ۸۹، ۹۰، ۶۴۱، ۶۴۶، ۶۴۷
یوگوسلاویہ ۱۶، ۲۰، ۴۸۵
یوماںڈو ۳۷۳
یونی بانا ۶۳۴

☆☆☆

کتابیات

تفسیر

موضح القرآن ۶۵۹

کتب حضرت مسیح موعودؑ

اسلامی اصول کی فلاسفی
(ذکر عربی، فرانسیسی اور ملیالم ترجمہ)
۱۸، ۱۶۳، ۳۸۸، ۶۱۶
تریاق القلوب ۶۶۱
چشمہ مسیحی ۴۳۵
حقیقۃ الوحی ۳۲۷
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں
کا جواب ۴۳۵

کتب خلفاء سلسلہ

احمدیت کے متعلق پانچ سوالات
کے جوابات ۴۰۵
احمدیت۔ یعنی حقیقی اسلام ۶۲۰
الکفر ملۃ واحدۃ ۱۱۰
امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ ۱۲۱
تحفۃ الملوک ۳۸۹
خدمت دین کا فریضہ اور احمدی نوجوان
۳۸۴
مذہب کے نام پر خون ۵۳۷تا۵۴۰، ۶۵۶
ورزش کے زینے ۳۸۵

کتب مصنفین سلسلہ

آسمانی مصلح کی ضرورت ۳۰۲
آنحضرت کی پیشگوئیاں بائیبل میں ۴۳۶
آنحضرت صلعم کے مبارک فرمان ۴۰۵
آؤٹ لائن آف مسلم لاء ۷۶
ابتلاؤں کے متعلق الٰہی سنت ۳۸۴
اچھی مائیں ۳۸۴
احرار کے کارہائے نمایاں ۳۰۲
احمد کلیم اینڈ ٹیچنگ ۴۰۵
احمدیت کے متعلق اعتراضات اور جوابات
۳۸۴، ۴۰۶
احمدیت کیا ہے (پمفلٹ) ۱۷۷
احمدیہ تحریک پر تبصرہ ۱۰۰
احمدیہ جوبلی بلڈنگ ۴۰۵
اسباق الاسلام ۶۴۰
اسلام اور اشتراکیت ۴۶۲
اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ ۴۰۶
اسلام میں انصاف کا تصور ۷۶
اسلامی معاشرہ ۱۰۰
اسمہ احمد ۳۰۲
اشاعت اسلام کی فرضیت ۴۰۷
اصحاب احمد جلد ہفتم ہشتم ۱۰۰
اصحاب احمد جلد نہم ۳۰۴، ۳۸۴
اصحاب احمد جلد دہم ۳۸۴، ۶۶۳، ۶۶۴
اصحاب احمد جلد یازدہم ۶۵۷
اصحاب کہف کے صحیفے ۱۰۰
افریقہ میں اسلام ۶۵۱، ۶۵۷
اقلیت قرارداد ڈھینڈ بل ۳۰۲
الاسراء والمعراج ۱۰۱
القول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح ۳۸۴
القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین ۵۱۲
امام مہدی کا ظہور ۳۸۵
انسان کس لئے پیدا کیا گیا ۴۰۵
انعامی چیلنج ۴۰۵
اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں
۴۰۵
ایک عظیم الشان بشارت ۴۰۷
ایک مبارک نسل کی ماں ۱۰۲، ۳۸۶
ایک نئی انجیل کا انکشاف ۳۸۵، ۴۳۶
باجوہ خاندان ۶۶۴
بائیبل کی الہامی حیثیت ۴۳۶، ۶۵۶
بشارات آسمانی بر حق مامور ربانی ۱۰۰
بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اس کے
نتائج ۱۰۱
پادری عبدالحق کی غلط تفسیر ۴۳۶
پاکستان کے گوردوارے ۱۰۱
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار ۴۰۵
پیارے امام کی پیاری باتیں ۴۰۶
پیارے خدا کی پیاری باتیں ۴۰۷
پیارے رسول کی پیاری باتیں ۴۰۶
پیشگوئی مرزا احمد بیگ اور اس کے متعلقات

کی وضاحت ۱۰۰
تابعین اصحاب احمد جلد اوّل ۳۸۴
تحدیث نعمت ۶۶۱،۶۶۲
تحریری مناظرہ ۴۳۶،۴۵۶
تربیت ۶۵۶
تقویٰ اللہ اور اس کے حصول کے ذرائع
۳۸۴
تنقید حصہ اوّل بر فیصلہ مسٹر کھوسلہ سیشن جج
گورداسپور ۳۰۷
جماعت احمدیہ کے اہم فرائض ۳۸۴
جماعت احمدیہ کے عقائد ۵۱۲
جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ
۵۱۲
چار صداقتوں کا انکشاف ۴۰۵
چونویں پھل ۶۵۱
حدیث لا نبی بعدی میں الجھنے والے علماء کے
سامنے راہ نجات ۳۰۲
حضرت بھائی جی عبدالرحمان قادیانی ۳۰۴
حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب اور
ان کی اولاد ۳۴۸
حضرت خلیفہ ثانی کا سفر یورپ ۳۱۵
حضرت سرور کائنات ۱۰۱
حضرت مسیح پاک کی دعائیں ۱۰۰
حضرت مسیح نے صلیب سے کیسے نجات پائی
۶۲۱
حضرت مسیح کشمیر میں ۱۰۰
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں
۱۰۰
حقیقت نبوت ۶۵۶

حیات آخرت ۱۰۰
خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ۳۹۹،۴۰۶
خدائی بشارت ۳۰۲
خلافت ثانیہ کا قیام ۳۱۵
خلافت راشدہ ۶۵۶
خلافت۔ضرورت، اہمیت اور برکات
۳۸۴
درعدن ۱۰۰
درمکنون ۲۳۳،۶۵۶
دونوں جہاں میں فلاح پانے کی راہ ۴۰۶
راہ ایمان ۱۰۱
ربانی سنت ۴۰۶
ربوہ۔دارالہجرت ۶۵۷
زندہ کتاب اور زندہ رسول ۳۸۴
سوانح حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین
۶۵۸،۶۵۹
سیرت احمد ۶۵۶
سیرت حضرت مرزا شریف احمد صاحب
۲۹۴تا۲۹۶،۶۵۶
سیرت داؤد ۲۹۴،۶۶۰
سیرت طیبہ ۱۰۰
سیرت نبویؐ ۱۰۰
سیف حق ۵۷۴
شان رسول عربیؐ ۱۰۱
شان محمدؐ ۳۰۲
شہادات فریدی ۳۸۴
صداقت احمدیت ۶۵۸
صداقت حضرت مسیح موعودؑ ۳۰۲
ضرورت نبوت کا ثبوت ۱۰۰

عام مسلمان مولانا مودودی کی نظر میں
۳۰۲
عروج احمدیت ۳۰۲
عظیم الشان نشان ۶۵۸
علمی تبصرہ ۵۱۲،۶۵۷
عورتوں کا مقام ۴۰۷
عہد کا رسول ۴۳۶
فضل عمر ہجری شمسی دائمی تقویم (ضمیمہ مجمع
البحرین) ۱۰۱
فیصلہ کن کتاب ۴۰۷
قادیان گائیڈ ۳۰۴
قرآن کا اوّل و آخر ۴۶۲
کیا مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ۴۳۶
گورو گرنتھ صاحب اور اسلام ۱۰۱
لاہور تاریخ احمدیت ۶۶۵
مباحثہ مصر ۳۸۴،۴۳۵
مخزن معارف ۶۵۷
مسلمانوں کی ترقی کی راہ تقسیم ھند کے بعد
۴۰۶
مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے ۴۰۷
مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے ۶۴۷
مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام ۶۵۰
مغرب کے افق پر ۱۰۰
مقصد زندگی واحکام ربانی ۴۰۷
ملفوظات امام زمان ۴۰۶
منظوم دعائیں ۳۸۴
نبوت کی حقیقت ۴۰۵
ندائے حق ۴۳۵

نماز مترجم ۴۰۶
نیوورلڈ آرڈر ۴۰۶
ہر انسان کو ضروری پیغام ۴۰۶
A DIVINE SIGN 405
Ahmad claim and Teaching 405
A HEAVENLY CALL to DIFFREN NATION of THE GLOBE 406
All about jesus christ 406
A Challenge to all the nations of Globe with Rewards of Rs.15000 406
A Standing miracle of Islam 406
Ahmadia Movement in India 407
A Great divine sign 407
Divine teachings regarding place and happiness 406
Difference between Ahmadies non Ahmadies 405
Extracts from Holy Quran tradations 390`405
Future religion of the world 405
Islam in the nether land 51
Islam of the Age 405
Mohammad the liberator of woman 407
Muslim prayer with illustrations 406
Memorise of field geologist 316
Objeet of man`s Existence 407
Promised divine messenger 407
Questions and Answers 407
The way to peace and Happiness 405
The muslim prayer 112
Vindieation of the prophet of Islam 405

کتب مخالفین سلسلہ

ختم نبوت (رسالہ) ۵۱۲
فتنہ قادیانیت ۱۱
قادیانی مذہب ۱۹۱

تاریخ وسیرت

اسلام ان افریقہ (محمود بریلوی) ۲۸۸،۱۱۳
اسلام پر ایک نظر (ڈاکٹر ویگلیری) ۶۷
اسلامی دنیا (سید قاسم محمود) ۲۹۱،۱۶۱
اقوام پنجاب ۳۴۷
پاکستان میں مسیحیت ۶۶۰
پنجاب کی ذاتیں ۳۴۷
حمید نظامی بحیثیت صحافی ۶۶۷

متفرق کتب

تسہیل العربیہ ۳۳۵،۳۳۴
ذاتوں کا انسائیکلوپیڈیا ۳۴۷
کلیلہ دمنہ ۲۶۰
عائشہ ۶۳۴
مالیکا (پانصد سالہ پرانی قلمی کتاب) ۲۹۸
Herose of history part II 649
God Allah and Juju 541

اخبارات ورسائل

اخبار ابی جان ماتین آئیوری کوسٹ ۱۶۴
اخبار اجیت جالندھر ۶۰۶
اخبار اشانٹی پاؤنیر۔غانا ۷۳
اخبار اصلاح۔سرینگر ۵۸۹،۵۸۸
رسالہ الاسلام۔گیمبیا ۱۳۳
رسالہ الاسلام۔آسٹریا ۲۸
رسالہ الاسلام۔ہالینڈ ۵۲،۵۱
اخبار البدر ۲۰۶
رسالہ البشری۔ربوہ ۲۸۸،۱۰۹
رسالہ البصیرت۔بریڈفورڈ ۶۶۸
اخبار الجمعیۃ۔دہلی ۶۵۱

اخبار الحکم ۲۰۶
اخبار الفجر۔ تل ابیب ۴۵
اخبار الفتح۔ مصر ۲۸۴
اخبار الفضل۔ قادیان ۲۴۶
اخبار الندوہ۔ مکہ ۴۵
اخبار امروز ۵۹۵
اخبار انجام۔ پشاور ۴۶۷
اخبار انڈیانا پیلس ٹائمز ۹۳
اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز۔ نیروبی ۸۹، ۹۰، ۳۷۷، ۶۵۰
اخبار بائکر ٹیگبلٹ۔ سوئٹزر لینڈ ۲۲۵، ۳۶۲
رسالہ برہان۔ دہلی ۵۹۵
اخبار بھیم پترکا۔ جالندھر ۵۴۷، ۶۶۳
اخبار پاکستان ٹائمز ۶۰، ۴۷۳، ۴۷۵، ۴۷۷، ۴۸۹، ۵۰۶، ۶۶۱، ۶۶۲
اخبار پرجانترکٹک۔ بھونیشور ۳۵۶
اخبار پیام قائد۔ سرگودھا ۴۳۲
اخبار تسنیم ۵۹۴
ٹانگانیکا سٹنڈرڈ ۳۷۸
اخبار ٹائمز۔ امریکہ ۴۹۲، ۴۹۴، ۶۶۲
اخبار ٹروتھ۔ غانا ۷۳
اخبار ٹروتھ۔ نائیجیریا ۸۶، ۱۱۸
رسالہ جیون پریتی۔ پٹیالہ ۵۳۷
رسالہ چٹان۔ لاہور ۲۲۷، ۵۹۴
رسالہ چراغ راہ ۵۹۴
رسالہ حمایت اسلام ۵۹۵
رسالہ خالد۔ ربوہ ۲۸۹
اخبار دن پربھا۔ مالابار ۶۱۶، ۶۱۷
اخبار ڈان ۱۰
اخبار ڈیفنڈر۔ ابادان ۸۶
اخبار ڈیلی۔ سیرالیون ۱۸۲
اخبار ڈیلی وڈان۔ سوڈان ۵۹
اخبار ڈیلی گریفک۔ غانا ۶۳
اخبار راک۔ نیروبی ۶۴۸
رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۳۰
رسالہ زجاجہ۔ مشرقی افریقہ ۳۷۶
اخبار ساباٹائمز۔ بورنیو ۳۷۹
اخبار سنڈے ٹریبیون۔ کیپ ٹاؤن ۹۲
اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ ۴۹۵
رسالہ شعلہ۔ سرگودھا ۴۳۱، ۶۶۰
اخبار شکاگو سن ٹائمز ۳۶۶
اخبار شویزر رایونجلسٹ۔ زیورچ ۴۷۲
اخبار صدق جدید۔ لکھنؤ ۲۹۲، ۴۷۵، ۶۰۶، ۶۱۱، ۶۶۰، ۶۶۲
رسالہ طلوع اسلام۔ لاہور ۵۹۴
اخبار غانا ٹائمز ۷۳
اخبار کلینیکا کٹک۔ بھونیشور ۳۵۶
اخبار کولمبس سیٹزن جرنل ۹۴
اخبار گلوب اینڈ میل۔ ٹورنٹو ۶۲۵
اخبار گیمبیا نیوز بلٹن ۱۲۱، ۲۸۹
رسالہ لاہور۔ لاہور ۵۶۶
رسالہ لائف میگزین ۲۵
اخبار لی جرنل۔ آئیوری کوسٹ ۱۶۴
اخبار لی میسیج۔ ماریشس ۶۵۳
رسالہ مجلّہ الجامعہ۔ ربوہ ۶۶۰
اخبار مسلم نیوز۔ جنوبی افریقہ ۶۳۲
اخبار ممباسہ ٹائمز ۶۳۸
رسالہ ناردرن ریویو۔ غانا ۳۷۰
رسالہ نبی اسلام۔ آسٹریا ۳۱
اخبار نائیجیرین ٹریبیون۔ ابادان ۸۶
رسالہ نقوش۔ لاہور ۶۶۵
رسالہ نگار۔ لکھنؤ ۱۱، ۲۲۷
اخبار نوائے وقت۔ لاہور ۸۷، ۴۱۷، ۴۶۰
اخبار نیا دور۔ لاہور ۵۹۵
اخبار وفاق۔ سرگودھا ۴۳۳
اخبار ونڈسر سٹار ۶۲۵
اخبار ویسٹ افریقہ ۱۱۴، ۲۸۸
اخبار ویسٹ افریقہ ۱۱۴، ۲۸۸
اخبار ویو پوائنٹ۔ راولپنڈی ۳۵۹
اخبار ہیرلڈ ٹریبیون۔ امریکہ ۴۹۲، ۴۹۴
اخبار ین ساباہ۔ ترکی ۱۷
اخبار Holbaeh Amstidende
ڈنمارک ۲۲
رسالہ Kirhensfriend
ڈنمارک ۱۹

☆☆☆☆☆